انتہائی مفید آسان مختصر اور تقریباً جملہ احکام شریعت پر مشتمل مجموعہ احادیث

المنتقیٰ ۱

المسند من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الأحکام

تالیف

الحافظ ابو محمد عبداللہ بن علی بن جارود نیسابوری رحمہ اللہ

المتوفی ۳۰۷ھ

ترجمہ، تخریج وتشریح

فضیلۃ الشیخ ابو القاسم محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ

نظرثانی
الشیخ عبداللہ یوسف ذہبی حفظہ اللہ

تقریظ
شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز۔ لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور فون 042-37357587

نام کتاب: **المنتقی** ۱ المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ فی الأحکام

تالیف: الحافظ ابو محمد عبد اللہ بن علی بن جارود نیسابوری رحمہ اللہ

ترجمہ تخریج وتشریح: فضیلۃ الشیخ ابو القاسم محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: ابو مومن منصور احمد

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور فون: **042-37357587**

Dar-us-Salam

486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217

TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511

E-Mail: darussalamny@hotmail.com

Web Site: www.darussalamny.com

2441.9

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قَالَ الْإِمَامُ الْبُخَارِيُّ رحمه الله:

حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى المِنْبَرِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ)).

جناب علقمہ بن وقاص لیثی رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق ہی اجر ملے گا، چنانچہ جس کی ہجرت اللہ تعالی اور اس کے رسول کے لیے ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ تعالی اور اس کے رسول کی طرف ہی سمجھی جائے گی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے ہوگی، یا کسی عورت سے شادی کرنے کی خاطر ہوگی، تو آدمی کی ہجرت اسی چیز کے لیے سمجھی جائے گی، جس کی خاطر اس نے ہجرت کی۔''

(صحیح بخاری: ۱، صحیح مسلم: ۱۹۰۷)

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا: رُبَّ عَمَلٍ صَغِيرٍ تُعَظِّمُهُ النِّيَّةُ وَرُبَّ عَمَلٍ كَبِيرٍ تُصَغِّرُهُ النِّيَّةُ ...... کتنے ہی چھوٹے چھوٹے عمل ہیں کہ نیت ان کو بڑا بنا دیتی ہے اور بہت سے بڑے بڑے عمل ہیں کہ نیت ان کو چھوٹا بنا دیتی ہے۔ (جامع العلوم والحکم: ص۱۳)

فہرستِ مضامین

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كثيرًا طيبًا مباركًا فيه . اللّٰهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد . اللّٰهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم إنّك حميد مجيد . اما بعد!

زیرنظر حدیث کی کتاب "المنتقی لابن جارود" پر شاعر کا یہ شعر ٹھیک ٹھیک صادق آتا ہے ۔

یہاں کہ ذرّۂ خاکی ہے آفتاب فروش
یہاں کہ ریزۂ مینا ہے جامِ صہبائی
یہاں کہ سینۂ خس میں رواں ہے موجِ بہار
یہاں کہ رقص شرر میں ہے نورِ سینائی

رسول اللہ ﷺ ساری دنیا کے لیے ایک نمونہ انسانیت بن کر تشریف لائے تھے۔ ایک رسولؐ، ایک آقا، ایک باپ، ایک دوست، ایک بھائی، ایک جنرل ......غرض آپؐ نے ہر حیثیت سے ایک مثالی زندگی گزاری۔

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (الاحزاب : ۲۱)

آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی روشنی آج بھی گمراہ انسانیت کو منزلِ مقصود تک پہنچا سکتی ہے۔ سنت کی شمعیں، حدیث کے چراغ، سیرت کی قندیلیں، اسوۂ حسنہ کے فانوس، اخلاق و کردار کے اُجالے بہشت بریں کی راہ کو روشن کر رہے ہیں۔ صرف احادیث خیر الوریٰ کے دیپ اور سنن ہدیٰ کے چراغ ہی قرآن کی راہِ عمل کے اجالے ہیں کیونکہ قرآن پاک کی تشریح وتبیین کے لیے احادیث نبویؐ ایک کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔

ٹھیک اسی طرح سے قارئین کے لیے انتہائی مفید، آسان، مختصر اور تقریباً جملہ احکامِ شریعت پر مشتمل مجموعہ احادیث "المنتقی لابن الجارود" ہر معاملے میں قرآن کی سند مانگنے والوں کے لیے اپنے اندر کافی سامان غور وفکر رکھتا ہے۔ یہ مجموعہ احادیث بلاشبہ ایک اچھوتی کاوش اور منفرد انداز رکھتا ہے۔ امید ہے کہ اہل علم اسے بنظرِ تحسین دیکھیں گے۔ اس مجموعہ سے قبل "سلسلہ خدمۃ الحدیث النبویؐ" کے تحت ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز کے زیر اہتمام احادیث کی دس (۱۰) مختلف کتب طبع ہو چکی ہیں اور اب ہم مذکورہ مجموعہ احادیث کو ترجمہ وتشریح کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ تاکہ یہ علمی میراث میرے ادارہ کے ان تمام ممبران اور معاونین (ابو یحییٰ محمد طارق جاوید، منصور سلیم، میاں سجاد، شہزاد جاوید، محمد ناظر سدھو، جاوید علی، ظفر اقبال، عمران طاہر، محمد نادر، فیصل جاوید، فیصل خان، اسجد محمود منج، ملک طاہر، شیخ الیاس مجید،

محمد عرفان، اختر علی، شوکت حیات، شمشیر اشرف، محمد شاہد انصاری، حاجی نوید آصف، محمد اکرم سلفی، ابوطلحہ صدیقی، مرزا ذاکر احمد، ابومؤمن منصور احمد، محمد رمضان محمدی، سلیم جلالی، حافظ حامد محمود الخضری اور سرپرست ادارہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ) کے لیے مشعل راہ کا کام دے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اس خدمت حدیث کے لیے بہت بڑا وسیلہ اور سبب بنایا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بھائیوں کے علم و عمل، تقویٰ و پارسائی اور مال و جان میں اضافہ فرمائے۔ اور خود اس ناچیز کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں بلندی درجات کا سبب بنے۔ (آمین)

ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز نے دیگر تالیفات کی طرح اس کتاب کو بھی اپنے روایتی اہتمام کے ساتھ طبع کیا ہے۔ امید ہے کہ قدر دان اسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے اور اس کی اشاعت میں بھرپور دلچسپی لیں گے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اپنے بندوں کے لیے زیادہ سے زیادہ نفع بخش بنا دے۔ آمین الٰہ الحق آمین.

وکتبه

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

تقریظ

الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركا فيه . اللّٰهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد . اللّٰهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم انك حميد مجيد . اما بعد!

"قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا" بہشت سے ہبوط کے بعد، "ذَاقَا الشَّجَرَةَ" کا سجدہ سہو بجالانے کے لیے ہم عالم کون وفساد میں لائے گئے۔ حیاتِ مستعار کے ایام گزار کر پھر ہم نے یہاں سے چلے جانا ہے۔ کیونکہ یہ جہانِ فانی ہماری مستقل قیام گاہ نہیں ہے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ إِلَىٰ حِيْنٍ ﴾ (پ ۱، ع ٤، آیت ٣٦)

''اور تمہارے لیے زمین میں عارضی ٹھکانا ہے اور فائدہ اٹھانا ہے ایک میعاد معین تک۔''

جو لوگ اس رزمگاہِ خیر وشر میں ''پہلی غلطی'' کا اعادہ نہیں کریں گے۔ اب ''شجرہ ممنوعہ'' کو نہیں چکھیں گے، بالکل اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی گزاریں گے۔ اس کی ہدایت پر شب وروز بسر کریں گے۔ تو اللہ بزرگ وبرتر انہیں بہشت بریں عطا کرے گا۔ اور جو لوگ اس دار مکافات میں من مانیاں کریں گے۔ احکامِ الٰہی سے بے اعتنائی برتیں گے۔ منع کیے ہوئے ''پھلوں'' کو قوت لا یموت بنائیں گے۔ معصیت کی زندگی گزارنے والے یہ لوگ محروم الارث ہو کر رہ جائیں گے۔ دیکھیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا أُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ﴾ (پ ۱، ع ٤، آیت ٣٨، ٣٩)

''پھر جو آئے گی تمہارے پاس (دنیا میں) میری طرف سے ہدایت، تو (اس پر چلنا کیونکہ) جو ہماری ہدایت کی پیروی کریں گے۔ ان پر نہ تو کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔ اور جو لوگ کفر کریں گے اور ہمارے احکام کو جھٹلائیں گے، وہ جہنمی ہوں گے اور اس جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں بھیج کر حکم دیا کہ اب تمہارے لیے واپس بہشت میں آنے کی ایک ہی صورت ہے کہ میری آسمانی ہدایت کی پیروی کرنا، اسی پر چلنا۔ اور جو آسمانی ہدایت اور احکام الٰہی کی پابندی نہ کریں گے وہ بہشت سے محروم کر دیے جائیں گے۔ آدم علیہ السلام کی یہ ''ناخلف'' اولاد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ڈال دی جائے گی۔

گویا دنیا میں آنا ہمارے لیے ایک موقعہ، ابتلاء اور آزمائش ہے۔ بہشت سے نکالے ہوؤں کے لیے پھر بہشت میں لوٹنے کے لیے ایک موقعہ ہے کہ اللہ، رحمٰن ورحیم کے اوامر کا آبِ حیات پی کر جئیں اور اس کی نواہی کے خارزار سے

دامن سمیٹ کر گزر جائیں۔ اس آشوب گہہ دہر میں اولاد آدم علیہ السلام کے لیے ہر طرف ظلمت ہی ظلمت تھی کہ ہاتھ پسارے نظر نہیں آتا تھا۔ کسی کو کچھ پتہ نہ تھا کہ وہ کہاں سے آیا ہے؟ کہاں آیا ہے؟ اور اس نے کہاں جانا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسانِ عظیم کیا کہ ان میں سے ہی اپنے رسول منتخب فرمائے۔ ان پر وحی، ہدایت اور احکام نازل کیے اور حکم دیا کہ تم ان احکام اور ہدایات پر عمل کر کے میرے بندوں کے لیے راستہ متعین کرو۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام نے اللہ کی وحی پر اس کے حکم کے مطابق عمل کیا اور اپنے عمل کے نور سے جہان سے ظلمت دور کی اور آخرت کے مسافروں کے لیے روشن شاہراہیں بنائیں۔ جن پر خوش بخت لوگ گام فرسا ہو کر منزل مقصود کو پہنچ گئے۔

بعثت انبیاء کے اسی سلسلہ میں ''ظلمت شب'' کے اندر رہنمائے انس و جان، ندیم خستہ جاں، سرور کون و مکاں، سیّد العرب والعجم، پیغمبر بحر و بر، رسول کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر قرآن مجید نازل کیا اور حکم دیا کہ اس کو اپنے عمل کے ساتھ لوگوں تک پہنچا دو۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝﴾

(پ ١٤، ع ١٢، آیت ٤٢)

''اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا ہے تا کہ جو احکام لوگوں کی ہدایت کے لیے ان کی طرف بھیجے گئے ہیں تم ان کو اچھی طرح سمجھا دو اور تا کہ وہ تفکر کریں۔''

غور فرمائیں! کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے میرے پیغمبرؐ! یہ قرآن ہم نے تجھ پر نازل کیا ہے کہ تم اسے لوگوں کو سمجھاؤ۔ بیان کرو، اس کی تشریح کرو۔ اس کے معانی، مطالب اور مفاھیم لوگوں کو سمجھاؤ۔ اس آیت سے دو چیزیں ثابت ہوئیں۔ ایک قرآن اور دوسری تشریح قرآن یا تفہیم قرآن یا تفسیر قرآن۔ پس قرآن کی تشریح، تفسیر، تفہیم اور بیان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وسنت ہوئی۔ جس طرح ہر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی وحی، حکم اور امر کو اپنے عمل کے ساتھ امت کے آگے پیش کرتا تھا۔ بالکل حضور سیّد العرب والعجمؐ نے بھی اسی طرح قرآن کو اپنے عمل کے ساتھ، اس کے مطالب اور مفاھیم کے ساتھ اپنی امت تک پہنچایا ہے۔ یعنی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دو چیزیں دی ہیں۔ قرآن اور اس کی تشریح۔ قرآن بھی دین میں حجت ہے اور حدیث بھی حجت ہے۔

ایک اور مقام پر قرآن سے حدیث کی حجت یوں ثابت ہوتی ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرَاكَ اللّٰهُ﴾

(پ ٥، ع ١٣، آیت ١٠٥)

''بے شک ہم نے تیری طرف قرآن برحق نازل کیا۔ تا کہ (اس کا) جو مطلب اللہ تمہیں بتائے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔''

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسولِ انور ﷺ پر قرآن بھی نازل کیا اور ساتھ ہی قرآن کا مطلب اور مفہوم بھی حضور ﷺ کو بتایا اور سکھایا۔ پس یہ مطلب اور مفہوم ہی حدیث ہے۔ قرآن کی نص ﴿بما اراك الله﴾ سے حدیث کی حجیت مہرِ نیمروز کی طرح واضح ہوگئی۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ (پ٤، ع٨، آیت ١٦٤)

''اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ ان میں انہی جیسا رسول بھیجا۔ پڑھتا ہے ان پر آیات اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت۔''

اس مضمون کی آیتیں کئی ایک مقام پر قرآن مجید میں وارد ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ ان آیتوں پر لکھتے ہیں:

"فذكر الله الكتاب وهو القرآن وذكر الحكمة فسمعت من ارضاه من اهل العلم بالقرآن يقول الحكمة سنة رسول الله ﷺ." (الرسالة للشافعی، ص: ١٣)

''یعنی اللہ نے کتاب کا ذکر کیا اور وہ تو قرآن ہے پھر حکمت کا ذکر فرمایا میں نے اُن اہلِ علم سے جو قرآن کے ماہر تھے سنا وہ کہتے تھے کہ حکمت سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔''

یعنی یہاں دو چیزیں جدا جدا بیان کی گئی ہیں۔ ایک تلاوت قرآن، دوسری تعلیم قرآن۔ یعنی حضور انور ﷺ ان پر قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ تلاوت کا مطلب تو واضح ہے کہ قرآن سناتے ہیں، متن پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس متن کی تعلیم دیتے ہیں۔ مثلاً تلاوت کرتے ہیں "اقیموا الصلوٰۃ" ''نماز قائم کرو۔'' اب اس کی تعلیم دیتے ہیں کہ نماز ادا کرکے، قائم کرکے دکھاتے ہیں اور فرماتے ہیں: "صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ" (أخرجه البخاری، فی کتاب الاذان، برقم: ٦٣١) ''پڑھو نماز جس طرح دیکھتے ہو کہ میں نماز پڑھتا ہوں۔'' پس رسول اللہ ﷺ کا عملاً نماز کی ہیئت پیش کرنا قرآن کی تعلیم ہے۔ معلوم ہوا تلاوت علیحدہ چیز ہے اور تعلیم دوسری چیز ہے پس یہ تعلیم قرآن یاد رہے! ''حدیث وسنت'' ہے۔

مذکورہ الصدر آیات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا اور آپ ﷺ کو ہی اس کا مطلب، مفہوم اور تشریح بتانے کا حکم دیا۔ اس سے حدیث کی اہمیت قرآن مجید کی اہمیت کی طرح ثابت ہوئی۔

لیکن افسوس! کہ اس دور میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو حدیثوں کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا ماننا ضروری نہیں۔ صرف قرآن ہی ماننے اور عمل کرنے کے لیے نازل ہوا ہے اور مسلمانوں کو حدیث رسول سے نفرت دلانے کے لیے ان پر نہایت سطحی بلکہ لغو اعتراضات کرتے ہیں۔ ان میں تحریف وتبدیل کرتے، ترجمے غلط کرتے، مفہوم بگاڑتے، ان میں مین میکھ نکال کر مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

غور کریں کہ جب مسلمان قرآن کا مطلب صاحب قرآن جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے پوچھنا چھوڑ دیں۔ یعنی احادیث سے بے نیاز ہو جائیں تو پھر ہر مسلمان اپنی اپنی مرضی اور منشا کے مطابق قرآن کا مطلب اور مفہوم اختیار کر کے عمل کرنے لگ جائے تو اسلام ایک مذاق بن کر رہ جائے گا۔ الغرض کہ اگر کوئی شخص شرعی علوم واعمال کی پیاس بجھانا چاہتا ہے تو اسے بیک وقت دو چشموں سے سیراب ہونے کا عزم کرنا پڑے گا۔ وگرنہ اس کا نصیب ومقدر اور ظلمت وضلالت لازم وملزوم ہو جائیں گے۔

حدیث رسول کی اس عظیم کتاب "المنتقی المسند من حدیث رسول الله ﷺ" کی اشاعت سے ہماری یہی غرض ہے کہ حدیث کی اہمیت، حجیت اور قرآن کی مانند اس کا لابدی ہونا ثابت کیا جائے۔ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کا مطلب بتایا جائے کہ احکام الٰہیہ کی بجا آوری، پیروی حدیث پر موقوف ہے۔ ان احادیث کی سونے کی ڈلیوں سے دجل وفریب اور لغو اعتراضات کا کیچڑ اور گرد وغبار دور کیا جائے۔ تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں سیّد الکونین ﷺ کی محبت ومودت، عزت وتعظیم کی مانند آپ کی احادیث، اقوال اور ارشادات کی محبت وعزت اور ان پر عمل کرنے کا شوق پیدا ہو۔ وہ ہزار جان سے شمع حدیث پر قربان ہوں اور حدیث پر اپنے مرنے اور جینے کی بنیاد رکھیں۔

آج جب کہ دُنیا قرآن وسنت، مذہب اسلام سے دور جا چکی ہے اور تعلیم یافتہ طبقہ کے مطالعہ کے محبوب ترین موضوع افسانہ، ڈرامہ، تاریخی اور جاسوسی ناول کے علاوہ نفسیات اور جنسیات رہ گئے ہیں۔ اس غربت اسلام کے دور میں توحید وسنت اور ارکانِ اسلام اور اسلامی لٹریچر جیسے خشک اور غیر مانوس لیکن بنیادی مسائل کو موضوع تصنیف بنانا، بنیادی مصادر حدیث کو شائع کرنا اس شخص کا کام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لیے چن لیا ہو۔ وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء.

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عامۃ المسلمین کو "المنتقى المسند من حديث رسول الله ﷺ في الأحكام لابي محمد عبد الله بن على ابن جارود النيسابورى المتوفى ٣٠٧هـ" کے پڑھنے اور پڑھانے سے ہدایت بخشے اور ان کا سینہ قال الرسولؐ کے نور سے جگمگا اٹھے۔ کتاب اور صاحب کتاب کے بارے مترجم نے اچھی معلومات فراہم کی ہیں اور ہم نے اسی وجہ سے اپنے آپ کو مستغنی کر لیا۔ پس ان کا مطالعہ بھی بہت مفید ہے۔

وصلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه محمد وآله وصحبه أجمعين.

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمة

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهُ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ﴾

(سورة آل عمران: ١٠٢)

﴿يَآأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾

(سورة النساء: ١)

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ (سورة الاحزاب: ٧٠، ٧١)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

أَمَّا بَعْدُ فَنَقُوْلُ:

حمد و ثنا، تعریف و توصیف، مدح و ستائش اور کبریائی و بڑائی اس ذاتِ بابرکات کے لیے خاص ہے، جو اپنی مخلوق کی پالنہار اور پروردگار ہے۔ صلاۃ و تسلیم کا نور برستا رہے اور درود و سلام کی کرنیں پڑتی رہیں سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پر اور آپ کی آل پر اور رحمت و برکت کا نزول ہوتا رہے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر، سلف صالحین پر، محدثین عظام رحمہم اللہ پر اور قیامت تک آنے والے نبی کریم ﷺ کے اطاعت گزاروں پر۔ (آمین)

اس جہانِ آب و گل میں اور فلک نیلگوں کے نیچے اگر کوئی مقدس اور پاکیزہ مصروفیت اور مشغولیت ہو سکتی ہے تو وہ یہی کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے قلب آفاق گیر، وحی الٰہی کا مہبط، علوم و معارف کا مخزن اور انوار و تجلیات الٰہیہ کا مرکز بننے والے سینہ مبارک اور زبان وحی سے نکلنے والے آب دار موتیوں کی خدمت کی جائے، ان کی مہک اور خوشبو سے جان مسام کو معطر کیا جائے، ایمان کی حرارت اور ضوء کا اہتمام کیا جائے۔ لمحہ بھر کے لیے بندہ مکان، و زمان کی پہنائیوں سے آگے نکل کر اس عہد زریں اور دور سعید میں پہنچ جائے جس میں کائنات کی سب سے عظیم ہستی اپنے فیضان و برکات سے

نہ صرف ذہنوں کو بدل رہی تھی، بلکہ زندگی کوئی راہوں پر ڈال رہی تھی ...... بخدا! ایک شخص کی خواہشوں کی معراج اور تمناؤں کا اوج کمال یہی ہے۔ اس خدمت سے انسان زندہ جاوید ہوتا ہے اور یہی وہ چاکری ہے جس سے سرمدیت و ابدیت حاصل ہوتی ہے۔ اسی خدمت کو اعزاز واکرام سمجھتے ہوئے بڑے بڑے اصحابِ عزیمت واستقلال میدان عمل میں اترے اور اپنا سب کچھ وار دیا۔ بیوی بچوں، خویش واقارب، مال ومنال، راحت وآرام غرضیکہ سب کچھ اسی مقصد کے لیے قربان کر دیا۔ ائمۂ حدیث بڑی جانفشانی اور نہایت عرق ریزی سے طلبِ حدیث کے لیے بڑے جاں گسل مرحلوں سے گزرے اور بے حد کٹھن حالات سے انہیں سابقہ پڑا۔ سچ تو یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی حفاظت اوران جواہر ریزوں کے اکٹھا کرنے میں سلف امت نے جس قدر محنت وجستجو کی، دیگر مذاہب کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

شریعت محمدیہ کا مدار وانحصار کتاب وسنت پر ہے، اکثر آیاتِ قرآنیہ مجمل اور اصول وقواعد پر مشتمل ہیں، جبکہ فرامینِ رسول میں تفصیل وتبیین اور توضیح وتشریح پائی جاتی ہے۔ اس لیے سلف نے جہاں قرآن مجید کی تفسیر میں علم وعرفان کے جام وسبو چھلکائے ہیں، وہاں انہوں نے احادیثِ مصطفیٰ ﷺ کے لیے بھی لازوال اور انمٹ نقوش چھوڑے ہیں، ان کی مساعیٔ جمیلہ کو کسی ایک گوشے میں بند کرنا ممکن نہیں۔ انہوں نے دیوانہ وار ایک ایک گوشے سے دانہ دانہ جمع کیا اور ہمارے سامنے اس کا انبار لگا دیا۔ آج کتبِ احادیث کی جتنی اقسام ہیں، وہ انہی کی کوششوں کی رہین منت ہیں۔

اس دور کے لوگوں نے بھی ان کتب حدیث سے روشنی حاصل کی اور اپنی روح کی بالیدگی کا سامان مہیا کیا اور اس زمانہ بلکہ قیامت تک آنے والا ہر شخص ان سے اخذ واستفادہ اور روشنی حاصل کرتا رہے گا، اور ان شاء اللہ یہ مبارک سلسلہ روزِ جزا سے پہلے تک جاری رہے گا۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی اور ان خوشا نصیبوں، طالع ارجمندوں اور سعادت مندوں میں سے ایک قابل صد افتخار نام **امام ابن جارود** رحمہ اللہ کا بھی ملتا ہے، جن کی عظیم خدماتِ احادیث کی ایک شکل **"اَلْمُنْتَقٰی"** کی صورت میں موجود ہے، اگلے صفحات پر امام صاحب کے سوانح عمری موجود ہیں۔

قبل اس کے کہ ہم اس کتاب سے متعلق گزارشات پیش کریں، اپنے اساتذۂ کرام اور مشائخ عظام کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے تلامذہ کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ اگر اس خدمت میں کوئی کمال ہے تو اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بعد انہی کی بدولت ہے۔ میری مراد فضیلۃ الشیخ پیر محمد یعقوب قریشی رحمہ اللہ، فضیلۃ الشیخ ارشاد الحق اثری، فضیلۃ الشیخ حافظ ثناء اللہ زاہدی، فضیلۃ الشیخ عبد العزیز علوی، فضیلۃ الشیخ حافظ مسعود عالم، فضیلۃ الشیخ حافظ محمد شریف، فضیلۃ الشیخ محمد یونس بٹ، فضیلۃ الشیخ مفتی عبد الحنان، فضیلۃ الشیخ پروفیسر نجیب اللہ طارق، فضیلۃ الشیخ عابد مجید مدنی، فضیلۃ الشیخ قمر الزمان مدنی، فضیلۃ الشیخ محمد مظفر شیرازی۔ حَفِظَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَرَعَاهُمْ وَتَقَبَّلَ مَسَاعِيَهُمُ الْمُبَارَكَةَ وَشَكَرَ جُهُودَهُمْ.

اس کتاب کے بارے میں:

کتاب کا پورا نام "اَلْمُنْتَقٰی الْمُسْنَدُ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ الْأَحْكَامِ" ہے۔

امام ابن جارود رحمہ اللہ کے حالات زندگی میں اس کتاب کی تفصیل موجود ہے۔

ہم نے اس کتاب میں درج ذیل امور کو سامنے رکھا ہے:

۱۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان کی طبع کے مطابق احادیث کی نمبرنگ کی گئی ہے۔

۲۔ احادیث پر اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

۳۔ سلیس اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ ترجمہ عربی زبان کو سمجھنے والوں کے لیے نہیں کیا گیا، بلکہ اس اردو دان طبقے کے لیے کیا گیا ہے جو عربی زبان کو اچھی طرح نہیں جانتے، اس لیے ہم نے ترجمہ کرتے وقت بعض مقامات پر احادیثِ مبارکہ کے الفاظ کا نہیں، بلکہ اس چیز کو سامنے رکھا کہ اردو میں اس مفہوم کو کون سی ترکیبات میں ادا کیا جاتا ہے، تاکہ قارئین کے لیے آسانی پیدا ہو جائے اور احادیث کے مقصد کو سمجھنا ان کے لیے آسان ہو جائے۔

۴۔ آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں احادیث کی تشریح و توضیح کی گئی ہے اور مختلف فیہ مسائل میں زیادہ تر صرف راجح قول پیش کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے، شرح میں شیخ البانی علیہ الرحمہ کے بعض فقہی مباحث بھی موجود ہیں۔

۵۔ فوائد میں شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اور شیخ شعیب الارناؤط رحمہ اللہ جیسے محققین پر اعتماد کرتے ہوئے احادیث پر حکم لگایا گیا ہے، لیکن کتب احادیث کا حوالہ دیتے وقت ہم ہر کتاب کے مخصوص نسخے کے پابند نہ رہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں ایک لائبریری میں بیٹھ کر یہ خدمت کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

۶۔ احادیث کی تخریج میں درج ذیل امور مدنظر رہے:

(ا) جس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں یا ان میں سے کسی ایک نے روایت کیا تو صرف ان ہی کا حوالہ دینے پر اکتفا کیا گیا ہے، اہل علم اس راز کو سمجھتے ہیں۔

(ب) جو حدیث صحیحین میں نہ ہو اور سنن اربعہ (ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اور دوسرے علمی مصادر و مآخذ میں موجود ہو تو اس کی تخریج میں صرف سنن اربعہ کا حوالہ دیا گیا ہے، کیونکہ صحیحین کے بعد ان کتب کو خصوصی امتیاز حاصل ہے اور ان کے حوالے کو کافی سمجھ لیا جاتا ہے۔

(ج) اگر کوئی حدیث کتبِ ستہ میں نہ ہو اور دوسری کتبِ احادیث میں موجود ہو تو ان تمام کتب کا احاطہ نہیں کیا گیا، بلکہ تخریج میں ان چند کتب کا ذکر کیا گیا ہے، جو ہمارے ہاں معروف ہیں، مثلاً مسند احمد، مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ اور مسند ابو یعلی۔ اس کے علاوہ دیگر کتب حدیث جیسے: تاریخ کبیر، شمائل ترمذی اور مسند

بزار کا ذکر نہیں کیا گیا، لیکن اگر کوئی حدیث صرف اس قسم کے ایک دو مآخذ میں ہی پائی جاتی ہو تو ان کا ذکر کر دیا گیا ہے، وہ معروف ہوں یا غیر معروف۔

(د) تخریج کرتے وقت اور احادیث پر صحیح یا ضعیف کا حکم لگاتے وقت ہم نے "الموسوعة الحديثية"، شیخ البانی کی تصنیفات اور مسعد عبدالحمید السعدنی کی اسی کتاب کی تخریج وتحقیق کو مدنظر رکھا اور ان ہی کے مطابق کتب کا حوالہ دیا گیا ہے۔ نیز مکتبہ شاملہ اور متعلقہ لائبریریوں سے بھی خوب استفادہ کیا گیا ہے۔

عذر خواہی:

احادیثِ مبارکہ کی اس خدمت میں غلطی کا امکان یقین کی حد تک ممکن ہے، جبکہ ناقص علمی اور اس میدان کے دوسرے لوازمات کی کمی کا اعتراف بھی بھرپور ہے اور اوقات ومصادر میں قلت کی شکایات بھی موجود ہیں۔

بہر حال اس خدمت کی خوبیوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف منسوب کیا جائے اور لغزشوں کو ہمارے بشری تقاضوں کا نتیجہ سمجھ کر اصلاح کی جائے اور ہمارے لیے معافی، عمل صالح، خلوص اور علم شرعی میں اضافے کی دعا کر دی جائے، اللہ تعالیٰ قارئین کا بھلا فرمائے۔

قارئین کرام سے گزارش:

قارئین سے التماس ہے کہ وہ کسی حدیث کا مطالعہ کرتے وقت سیاق وسباق میں موجود احادیثِ مبارکہ کا لازمی خیال رکھیں، بلکہ بہت بہتر ہوگا کہ ایک بار پورے باب کا مطالعہ کر لیا جائے اور اگر اس باب میں گزشتہ اور آئندہ ابواب کا حوالہ بھی دیا گیا ہو تو اِس کے ساتھ اُن ابواب کا مطالعہ بھی کیا جائے، اگر دوسرے ابواب کا حوالہ نہ دیا گیا ہو تو اگلے پچھلے ابواب کی سرخیوں کو ضرور دیکھا جائے، اگر ان کے نام سے اندازہ ہو رہا ہو کہ ان کا تعلق بھی زیر مطالعہ باب سے ہے تو ان کا مطالعہ بھی کیا جائے، کتاب بینی کے اس انداز سے مختلف اشکالات پیدا ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائیں گے۔ اگر کوئی حدیث اور اس کی تشریح طوالت یا مشکل ہونے کی وجہ سے سمجھ میں نہ آ رہی ہو تو اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگ کر اور درود شریف پڑھ کر دو تین بار اس بحث کا مطالعہ کیا جائے، اگر پھر بھی تشنگی باقی ہو تو اہل علم سے ضرور رابطہ کیا جائے۔

قرآن وحدیث کے متون، تراجم اور تفاسیر وتشریحات کا مطالعہ کرنے والے آدمی پر فرض ہے کہ وہ اہل علم سے رابطے میں رہے، ہر مشکل میں ان سے مشورہ کرے اور وسیع معلومات اور قواعد کے بغیر اپنے ذہن کو کسی مسئلہ کی ایک صورت پر پکا نہ کرلے۔

جو قارئین علم شریعت کا وسیع علم نہ رکھتے ہوں، ان سے گزارش ہے کہ وہ مطالعہ کی مقدار کم رکھیں اور جتنا مطالعہ کریں، اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں، بغیر عمل کے زیادہ مطالعہ کرنے کا نتیجہ بے برکتی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ بہتر ہوگا

کہ احادیثِ مبارکہ کا مطالعہ کرتے وقت بھی باوضو رہا جائے، ان شاء اللہ اس سے برکت و روحانیت میں اضافہ ہوگا۔

اظہار تشکر:

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خیر و بھلائی کے امور کو آسان کر دیتا ہے، اسی کی توفیق سے ہر نیکی کرنے کی طاقت اور ہر برائی سے بچنے کی قوت ملتی ہے، ہم اس موقع پر ربِّ جلیل کا جوشکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں، ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے، بس "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا" کہہ کر یہ دعائیہ کلمات کہہ دیتے ہیں: تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا جُهْدَنَا هٰذَا وَ اَعَاذَنَا مِنَ الشَّرِّ الْعَاجِلِ وَالْآجِلِ.

اس کے ساتھ ہم تمام ممبران ادارہ محمد اکرم سلفی، ابوطلحہ صدیقی، محمد شاہد انصاری، ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی حَفِظَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اور فاضل بھائی محمد رمضان محمدی حفظہ اللہ کے بے حد ممنون و مشکور ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس خدمتِ حدیث کے لیے جمع کو بہت بڑا وسیلہ اور سبب بنایا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بھائیوں کے علم و عمل، تقویٰ و پارسائی اور مال و دولت میں اضافہ فرمائے اور دونوں جہانوں میں ان کو خوش و خرم رکھے۔

جب ہم علم حدیث کے موضوع پر کسی خدمت میں مصروف ہوتے ہیں، مثال کے طور پر سلسلہ صحیحہ، مسند امام احمد، المنتقی اور شرح السنۃ وغیرہ، تو اس دوران پیش آنے والی حدیث کی فنی مشکلات اور پیچیدگیوں کے حل کے لیے اپنے فاضل بھائی غلام مصطفی ظہیر امن پوری حفظہ اللہ سے رابطہ کرتے ہیں اور ان کو اس معاملے میں بڑا سخی اور کریم پاتے ہیں، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہماری تشنگی کو دور کرنے کے منتظر رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، ان کو خیریت و عافیت والی حیات سے نوازے اور ان کی زندگی کو امتِ مسلمہ کے لیے مفید بنائے۔ آج کل شیخ محترم حرمین شریفین منتقل ہونے کی فکر میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی اس فکر کی قدر فرمائے اور ان کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں سکونت پذیر ہونے کے اسباب پیدا فرمائے۔

ہم آخر میں اپنے ان شاگردوں کا شکریہ ادا کرنا کبھی نہ بھولیں گے، جنھوں نے اس کتاب کی تکمیل کے لیے مختلف انداز میں ہمارا خوب تعاون کیا، خاص طور پر حافظ محمد عطاء اللہ اور محمد عمران مجاہد۔ ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ میں خود کمپوزنگ کرتا ہوں، لیکن سافٹ ویئر سے متعلقہ کمپیوٹر کی خرابیوں سے مکمل طور پر ناواقف ہوں اور تاحال واقفیت حاصل کرنے سے دلچسپی بھی نہیں رکھتا، اس کی وجہ ایک پرخلوص شاگرد کا خلوص ہے، میری مراد عزیزم عبد الوحید مغل ہیں، میرے اور ان کے درمیان صرف ایک کال حائل ہوتی ہے، بلکہ بعض اوقات تو مِس کال سے بھی کام ہو جاتا ہے، ان کے فوراً لبیک کہنے سے دل ایسا باغ باغ ہو جاتا ہے کہ اس کی کیفیت زبان اور قلم بیان نہیں کر سکتے، ایسے بھی ہوتا ہے کہ جس خرابی کی وجہ سے میرا کام رکا پڑا ہوتا ہے اور نتیجتاً میں پریشان ہو جاتا ہے، عزیزم صرف تیس سیکنڈ میں اصلاح کر کے واپس جا چکے ہوتے ہیں (جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَزَقَهُ وَلَدًا صَالِحًا وَجَعَلَ زَوْجَتَهُ وَذُرِّيَّتَهُ قُرَّةَ عَيْنٍ

لـــہٗ) ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی زندگیوں کو برکت والی بنا دے، ان کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے اور امورِ خیر کے لیے ان کو استعمال کرتا رہے۔ (آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ!)

کَتَبَه

العبد الفقير الى الله الغني

ابو القاسم محمد محفوظ اعوان

عَفَى اللّٰهُ عَنْه وَعَنْ وَالِدَيْهِ وَعَنْ اَسَاتِذَتِه

خریج: مرکز التربیة الاسلامیة، فیصل آباد (پاکستان)

منگل، 22 رجب 1436ھ (12 مئی 2015ء)

حالات زندگی

امام ابن جارود رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ

(متوفی: ۳۰۷ھ)

نام ونسب:

آپ کا نام امام حافظ ابومحمد عبداللہ بن علی بن جارود نیسابوری رحمہ اللہ ہے۔

ولادت، جائے پیدائش، مسکن، حصول علم:

امام ابن جارود کی تاریخ ولادت کا علم نہیں ہو سکا، البتہ حافظ ذہبی نے کہا ہے کہ امام صاحب کی ولادت ۲۳۰ھ کے لگ بھگ معلوم ہوتی ہے، آپ نیسابور میں پیدا ہوئے، بچپنے ہی سے آپ کی توجہ حصولِ علمِ حدیث کی طرف رہی، لہٰذا نیسابور میں موجود اہل علم سے کسبِ فیض کیا اور پھر دامغان، قومس، رئی، ہمذان، کرمنشاہ، حلوان، بغداد اور کوفہ سے ہوتے ہوئے حج کے راستے پر ہو لیے اور مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور ساری زندگی یہیں بسر کر دی۔ امام صاحب جن جن شہروں سے گزرے، وہاں کے اہل علم سے ملاقاتیں کر کے ان سے علمی استفادہ کیا ہوگا، پھر مکہ مکرمہ کی پاکیزہ سرزمین جہاں مرجع خلائق ہے، وہاں مرجع علماء وفقہاء بھی ہے، اس لیے امام صاحب کے لیے مختلف اہل علم سے علمی فیض حاصل کرنا بہت آسان ہو گیا، خاص طور پر حج کے موسم میں۔

اساتذۂ کرام:

امام ابن جارود رحمہ اللہ نے اپنے زمانے کے مایہ ناز اور یکتائے روزگار مشائخ کے جم غفیر سے علم حاصل کیا، بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) ابو سعید عبد اللہ بن سعید بن حصین الاشج رحمۃ اللہ علیہ، اصحاب کتبِ ستہ نے ان سے روایات لی ہیں، یہ ثقہ امام ہیں۔

(۲) امام محمد بن آدم بن سلیمان الجہنی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوداود اور امام نسائی نے ان سے روایات لی ہیں، یہ صدوق ہیں۔

(۳) امام علی بن خشرم رحمۃ اللہ علیہ، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے ان سے روایات لی ہیں۔

(٤) امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن کثیر بن افلح العبد الدورقی رحمۃ اللہ علیہ، اصحابِ کتبِ ستہ نے

ان سے روایات لی ہیں، یہ حفاظ ائمہ میں سے ہیں۔

(۵) امام احمد بن الازهر بن منيع أبي الازهر العبدی النيسابوری رحمہ اللہ، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے ان سے روایات لی ہیں، یہ صدوق حافظ ہیں۔

(٦) امام ابو عبد الرحمن عبد الله بن هاشم الطوسی رحمہ اللہ، یہ امام مسلم کے مشائخ میں سے ہیں، یہ ثقہ حافظ ہیں۔

(٧) امام ابو علی الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی رحمہ اللہ، امام بخاری اور اصحابِ سنن اربعہ نے ان سے روایات لی ہیں، یہ ثقہ حافظ ہیں۔

(٨) امام اسحاق بن منصور بن بهرام الكوسج التميمي المروزی رحمہ اللہ، اصحابِ کتبِ ستہ نے ان سے روایات لی ہیں، ماسوائے امام ابوداود کے، یہ ثقہ ثبت حافظ ہیں۔

(٩) امام ابو هاشم زياد بن ايوب بن زياد البغدادی الطوسی رحمہ اللہ، امام مسلم اور امام ابن ماجہ کے علاوہ بہت سارے ائمہ نے ان سے روایات لی ہیں۔

(١٠) امام ابو عبد الله بحر بن نصر المصری رحمہ اللہ، امام نسائی نے ''مسند مالک'' میں ان سے روایات لی ہیں۔

امام موصوف نے دیگر کئی حفاظ اور ائمہ سے بھی کسبِ فیض کیا۔ (اللہ تعالی ان سب سے راضی ہو جائے اور سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین)

تلامذہ:

کئی طلبۂ حدیث نے امام ابن جارود رحمہ اللہ سے علم حاصل کیا ہے، جیسے: معاجم ثلاثہ کے عظیم مصنف امام حافظ ابوالقاسم طبرانی، حافظ ابوحامد بن شرقی، محمد بن نافع مکی، یحییٰ بن منصور اور محمد بن جبریل عجیفی۔

علمائے کرام کا امام موصوف پر تبصرہ:

ناقدین اور معدلین اہل علم نے امام ابن جارود رحمہ اللہ کے حق میں فضیلت اور سبقت کا اعتراف کیا اور تعریفی کلمات کہے، امام حاکم نے ''تاریخ نیسابور'' میں ان کا ذکر کیا اور ان کو علمائے نیسابور کے پانچویں طبقے میں رکھا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے "السیر" اور "تذكرة الحفاظ" میں بالترتیب کہا: "الامام الحافظ الناقد" اور "كان من العلماء المتقنين المجودين"

ابن عبدالہادی نے "طبقات علماء الحديث" میں کہا: هو الحافظ، الإمام، المسنِد، المجاوِر بمكة۔

تالیفات:

امام ابن جارود کی تالیفات کم تھیں، ہم نے ان کی تصنیفات کا سراغ لگانے کی کوشش کی ہے، بتوفیقِ الٰہی درج ذیل تالیفات پر اطلاع پائی ہے:

(۱) "مَشِیْخَتُہٗ": امام صاحب نے اس کتاب میں اپنے مشائخ کا ذکر کیا اور ان کا سنِ وفات بیان کرتے ہوئے ان پر کلام کیا ہے، یہ کتاب ابوعلی جیانی کی روایت سے ہے، حافظ ابن حجر نے "تهذيب التهذيب" میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲) "کِتَابُ الضُّعَفَاء": امام صاحب نے پوری تحقیق وتدقیق کے ساتھ راویوں پر کلام کیا ہے، بلکہ جس جس راوی کو انھوں نے ضعیف یا متروک وغیرہ کہا یا جرح کی، دوسرے ناقدین اور ماہرینِ فن نے ان کی موافقت کی۔

حافظ ابن حجر نے اپنی کتب "تهذيب التهذيب ، لسان الميزان اور تعجيل المنفعة" میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے اور اپنی کتب میں کئی مقامات پر اس سے استفادہ بھی کیا ہے۔

(۳) "اَلْمُنْتَقٰی الْمُسْنَدُ مِنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِی الْاَحْکَامِ": یہ وہی کتاب ہے، جس کو ہم ترجمہ وتشریح وتحقیق وتخریج کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ (فَشَکَرَ اللّٰہُ لَنَا وَاَعَاذَنَا مِنَ الشَّرِّ الْعَاجِلِ وَالآجِلِ)، حافظ ذہبی، حافظ ابن حجر، علامہ محدث سید محمد بن جعفر کتانی اور استاذ زرکلی وغیرہ نے اپنی مختلف تصنیفات میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ آئندہ صفحات میں اس کتاب کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

(۴) "اَلْاٰحَادُ فِیْ أَسْمَاءِ الصَّحَابَۃِ": ابن خیر نے کہا ہے کہ یہ کتاب سات اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۵) "اَلْأَسْمَاءُ وَالْکُنٰی": یہ کتاب سولہ اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۶) "اَلتَّجْرِیْحُ وَالتَّعْدِیْلُ لِاَصْحَابِ الْحَدِیْثِ": ابن خیر نے کہا: امام صاحب نے اس کتاب میں امام یحییٰ بن معین اور امام بخاری وغیرہ کے کلام جمع کیے، یہ کتاب تیرہ اجزاء پر مشتمل ہے، حسن بن عبداللہ زبیدی نے اس کتاب کو روایت کیا۔

وفات:

امام ابن جارود علم وعمل پہ مشتمل سنہری زندگی بسر کرنے کے بعد ۳۰۷ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، رَحِمَہُ اللّٰہُ، وَرَضِیَ عَنْہُ، وَجَزَاہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ.

۞ ۞ ۞ ۞

اَلْمُنتقٰی الْمُسْنَدُ مِنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِی الْاَحْکَامِ

ابن خیر نے اس کتاب کا نام "اَلْمُنْتَقٰی فِی السُّنَنِ الْمُسْنَدَۃِ" اور امام ذہبی نے "اَلْمُنْتَقٰی فِی السُّنَنِ" بتایا ہے، جبکہ اس کتاب کے ایک قدیم مخطوطے پر یہ نام لکھا ہوا ہے: اَلْمُنْتَقٰی مِنَ السُّنَنِ الْمُسْنَدَۃِ عَنْ سَیِّدِنَا الْمُصْطَفٰی۔

یہ کتاب کل (1114) احادیث پر مشتمل ہے، 392 احادیث متفق علیہ ہیں، 86 احادیث صرف صحیح بخاری کی اور 149 احادیث صرف صحیح مسلم کی ہیں اور سنن اربعہ کی روایات بھی بکثرت موجود ہیں اور اس کتاب میں صرف 35 یعنی (3.15٪) احادیث ضعیف ہیں۔

اس کتاب کی اکثر و بیشتر احادیث صحیح ہیں، یہی وجہ ہے کہ امام ابن حزم نے "مراتب الدیانۃ" میں کہا: أَوْلَى الْكُتُبِ الصَّحِيْحَانِ، ثُمَّ صَحِيْحُ ابْنِ السَّكَنِ، وَالْمُنْتَقٰی لِابْنِ الْجَارُوْدِ، وَالْمُنْتَقٰی لِقَاسِمِ بْنِ أَصْبَغَ، ثُمَّ بَعْدَ هٰذِهِ الْكُتُبِ كِتَابُ أَبِيْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيِّ، وَكِتَابُ النَّسَائِيِّ۔ ......"سب سے زیادہ صحیح کتابیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہیں، ان کے بعد ان کتب کا درجہ ہے: صحیح ابن سکن، منتقی ابن جارود اور منتقی قاسم بن اصبغ، پھر ان کتب کے بعد امام ابوداود طیالسی کی کتاب اور امام نسائی کی کتاب کا درجہ ہے۔"

نیز امام ذہبی نے "سیر أعلام النبلاء" میں "المنتقی" کے بارے میں کہا: "كِتَابُ الْمُنْتَقٰی فِی السُّنَنِ، مُجَلَّدٌ وَاحِدٌ فِي الْاَحْكَامِ، لَا يَنْزِلُ فِيْهِ عَنْ رُتْبَةِ الْحَسَنِ اَبَدًا، اِلَّا فِي النَّادِرِ، فِيْ اَحَادِيْثَ يَخْتَلِفُ فِيْهَا اِجْتِهَادُ النُّقَّادِ۔" ......اَلْمُنْتَقٰی فِی السُّنَنِ "احکام سے متعلقہ ایک جلد پر مشتمل کتاب ہے، امام صاحب اس میں حسن کے مرتبے سے نیچے نہیں جاتے، یعنی کم از کم حسن مرویات قلمبند کی ہیں، شاذ و نادر مقامات کے علاوہ اور وہ بھی ایسی احادیث ہیں جن کے بارے میں ناقدین کا اجتہاد مختلف فیہ ہو جاتا ہے۔"

اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ اس کتاب میں احادیثِ صحیحہ کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہر مسلمان کو اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے، یہ کتاب آسان بھی ہے، مختصر بھی ہے اور تقریباً جملہ احکامِ شریعت پر مشتمل بھی ہے۔

امام ابن جارود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب کو درج ذیل انداز میں مرتب کیا:

(ا) فقہی ابواب کے مطابق کتاب کی احادیث کو مرتب کیا، اس لیے فقہ کا طالب علم آسانی سے اپنے ہدف تک پہنچ سکتا ہے۔

(۲) تمام احادیث نبی کریم ﷺ تک باسند بیان کیں۔

(۳) کسی حدیث کے متابعات اور شواہد ہونے کی صورت میں ان کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

(۴) ضرورت کے وقت عللِ حدیث کا ذکر کرنے کا بھی اہتمام کیا اور ناقلین کے اختلاف اور تفرد کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔

(۵) بعض مقامات پر حدیث ذکر کرنے کے بعد بعض راویوں کے بارے میں ائمۂ جرح و تعدیل کے اقوال بھی ذکر کیے، تاکہ پتہ چل جائے کہ یہ راوی ثقہ اور عادل ہیں۔

(۶) راویوں کی وجہ سے حدیث کے الفاظ مختلف ہو جانے کی صورت میں اس اختلاف کو بیان کرتے ہیں، مثلاً امام صاحب نے کہا: حدثنا ابن المقرء، وعبدالله بن هاشم، ومحمود بن آدم، والحديث لابن المقرء، امام مسلم نے اپنی صحیح میں یہی انداز اپنایا ہے۔

(۷) اگر کسی راوی کے بارے میں اشتباہ پیدا ہو سکتا ہو تو حدیث کے بعد اس کے نام کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

(۸) مدرج روایات کی وضاحت کر دی، تاکہ مرفوعات کے ساتھ ان کا التباس نہ ہو۔

(۹) صحابہ کرام، تابعین عظام اور دوسرے سلف کے اقوال ذکر نہیں کیے گئے، بلکہ صرف احادیثِ مرفوعہ، ان کی بعض علتوں اور بعض طرق میں راویوں کا اختلاف ذکر کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

❁❁❁❁

رسول اللہ ﷺ کی احادیث حجت ہیں

(نئے انداز میں حجیت حدیث کا اثبات)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ،

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ فَ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قال اللہ تعالی: ﴿وَمَآ آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوْا اللّٰهَ﴾ [الحشر: ۷]

''اور تمہیں جو کچھ رسول دے، اسے لے لو، اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ اور اللہ تعالی سے ڈرتے رہا کرو۔''

ہم نے اس بحث میں حدیثِ مبارکہ کی حجیت کو ثابت کرنے کے لیے اس موضوع سے متعلقہ قرآن مجید کی آیات اور نبی کریم ﷺ کی احادیث پیش نہیں کیں، بلکہ ٹیکنیکل اور الزامی انداز اپنایا ہے، جو اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ فرموداتِ نبویہ بھی مستقل اور بنفس نفیس حجت ہیں۔

اگرچہ قرآن مجید کے احکام کی طرح نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال بھی حجت ہیں، اللہ تعالی نے خود آپ ﷺ کو ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ کا عہدہ عطا کیا۔ لیکن ہم اس مقام پر اس موضوع سے متعلقہ قرآن و حدیث کے دلائل پیش کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، کیونکہ جن لوگوں نے سرے سے احادیثِ مبارکہ کو حجت ہی تسلیم نہیں کیا، ان کے سامنے اس شرعی ماخذ سے دلائل پیش کرنا مفید نہیں۔ ویسے بھی اس عنوان پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، بازار سے اس موضوع کی کوئی کتاب خرید کر دلائل و براہین کا جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ ہم ٹیکنیکل طریقے سے مختلف انداز میں بعض اصول اور عقلی اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

قرآن و سنت میں جتنی نصوص میں تحقیق و تفتیش کا حکم دیا گیا ہے، ان میں صرف ''عدل'' اور ''ضبط'' کا ذکر کیا گیا ہے، نہ کہ کسی مخصوص تعداد کا، یعنی وہ آیت یا حدیث بیان کرنے والا راوی عادل اور ضابط ہونا چاہیے، علم الرجال کی اصطلاح میں ایسے راوی کو ''ثقہ'' کہتے ہیں۔ اس ضمن میں ہمیں امام ابن حزم کا کلام بہت پسند آیا ہے، اس لیے ہم پہلے ان کا اقتباس پیش کرتے ہیں۔

امام ابن حزم (م: ٤٥٦ھ) نے کہا:

خبر واحد کی وہی صورت حجت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ تک ''ثقہ راوی'' ''ثقہ'' سے روایت کرتا ہے۔ اللہ تعالی نے واجب قرار دیا ہے کہ ایسی حدیث کو ہر صورت میں قبول کیا جائے، اس دعوے کے دو لائل ہیں:

(۱) ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ ...... ''پس ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ (مومنوں) کی ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تا کہ وہ دین میں سمجھ بوجھ حاصل کریں اور تا کہ یہ لوگ اپنی قوم کو جب کہ وہ ان کے پاس آئیں، ڈرائیں تا کہ وہ ڈر جائیں۔'' (سورۂ توبہ: ١٢٢)

عربی زبان میں ''طَائِفَة'' کا اطلاق ''بَعْضُ الشَّيْءِ'' پر ہوتا ہے، کوئی مخصوص تعداد اس کا مصداق نہیں ہے، اس لفظ کا اطلاق ایک اور ایک سے زائد افراد پر ہوتا ہے۔ ہمیں یقین کے ساتھ کہہ دینا چاہیے کہ اگر اللہ تعالی کی مراد کوئی مخصوص تعداد ہوتی تو اس کی وضاحت کر دی جاتی۔

اگر اس آیت کے ساتھ اللہ تعالی کے اس فرمان کو بھی ﴿إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْا﴾ (سورۂ حجرات: ٦) سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ جب ایک ''عادل'' آدمی مختلف نصوص کی روشنی میں اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرائے گا تو اس کا ڈرانا قبول کیا جائے گا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ جب ایک ثقہ راوی دوسرے ثقہ یا ثقات سے یا ایک سے زائد ثقات ایک ثقہ راوی سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث روایت کریں گے تو ان کی بیان کردہ مرویات کو قبول کرنا واجب ہوگا۔

(۲) تمام امتوں کا اس حقیقت پر اجماع ہے، وہ مومن ہوں یا کافر، کہ رسول اللہ ﷺ نے دعوت الی اللہ کے لیے مختلف قبیلوں اور بادشاہوں کی طرف اپنے قاصدوں کو بھیجا اور حسبِ امکان ہر اہل علاقہ کو دین کی تعلیم دینے، اللہ تعالی کے احکام کو نافذ کرنے اور نماز، روزہ، زکاۃ، حج، جہاد، قضا، نکاح، طلاق اور تجارت کے احکام اور حلال وحرام کی وضاحت کرنے کے لیے مبلغین کو بھیجا، (انھوں نے آپ ﷺ کی ہدایات کے مطابق قرآن وسنت، عقائد واحکام، فرائض و واجبات اور مستحبات ومندوبات کی تعلیم دی، لیکن نہ کسی طرف سے مبلغین اور قاصدین کی تعداد کے کم ہونے کا اعتراض موصول ہوا اور نہ زیادہ تعداد کا مطالبہ کیا گیا)۔ زکوۃ وصول کے لیے آپ ﷺ ایک ایک یا دو دو نمائندوں کو بھیجتے تھے، اس طرح لوگوں پر حجت قائم ہو جاتی تھی اور ان پر زکوۃ کی ادائیگی فرض ہو جاتی تھی (اور پھر وہ زکوۃ ادا کرتے تھے)۔ آپ ﷺ کی زندگی میں ایسے ہوتا رہا اور قیامت تک کے لیے یہی اصول رائج رہے گا، کیونکہ اصل مسئلہ ''عدل'' کا ہے، نہ کہ تعداد کا۔

پس ثابت ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی حدیث ثقہ راوی اپنے جیسے سے بیان کرے، تو یہ بات یقینی اور قطعی ہوگی کہ وہ اللہ تعالی کے ہاں حق ہے اور اس کی صحت کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ (النبذ فی أصول الفقه از امام ابن

حزم: صـ ٥٦ـ ٦٢)

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں میں پیدا ہونے والے فرقوں میں سب سے زیادہ بے بنیاد، اور جڑ کٹا فرقہ منکرین حدیث کا ہے یا ان لوگوں کا ہے جو حقائقِ اسلام سے جاہل ہونے کی وجہ سے کسی نہ کسی انداز میں احادیثِ نبویہ پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان لوگوں کی زندگیوں کو دیکھا جائے تو یہ ہزارہا شعبوں میں احادیث پر عمل بھی کر رہے ہوتے ہیں، لیکن ایسے ناسمجھ اور عاقبت نااندیش ہیں کہ ان ہی فرامینِ مقدسہ کے حجت نہ ہونے پر بحثیں بھی کرتے ہیں۔

شریعت کے دو بنیادی مصادر ہیں: قرآن اور حدیث، بیک وقت دو کو لے کر نہ چلنے والا اور کسی ایک پر اکتفا کرنے والا گمراہ ہے۔

جب بھی رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو جائے تو وہ خود حجت ہوگی۔ یہ تو خارجیوں اور رافضیوں جیسے گمراہ فرقوں کا قانون تھا کہ ان سنتوں کو ترک کر دیا جائے جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔

یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حدیث کے مضمون کو قرآن کے مضامین پر پیش کیا جائے، موافقت کی صورت میں اسے قبول کر لیا جائے اور مخالفت کی صورت میں اسے ترک کر دیا جائے، یہ باطل اور بے بنیاد نظریہ ہے اور یہ دعوے زندیقوں اور بے دین لوگوں کے ہیں۔

ہم نے کئی ڈاکٹروں، پروفیسروں، انجینئروں اور بعض نام نہاد فقہ کے دعویداروں کو یہ کہتے سنا کہ ہر مسئلے میں پہلے قرآن کو دیکھیں گے اور قرآن کے مفہوم سے مخالفت کرنے والی احادیث کو ترک کر دیں گے۔

اب ہم ایسے مختلف امور کا تذکرہ کرتے ہیں جو احادیث کے بنفسِ نفیس حجت ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور عملی طور پر ہر آدمی ان احادیث کے مطابق ہی عمل کر رہا ہے۔

(1) قرآن مجید اپنی حقانیت اور صداقت کو تسلیم کروانے کے لیے احادیثِ مبارکہ کا سہارا لیتا ہے۔ جب تک نبی کریم ﷺ اپنے الفاظ میں اعلان نہ فرما دیں کہ فلاں وحی میں نازل ہونے والے فلاں جملے قرآن ہیں، اس وقت تک قرآن، قرآن نہیں بن سکتا۔ کون بتلائے گا کہ فلاں سورت کا نام یہ ہے اور وہ مکمل ہوگئی ہے؟ کون رہنمائی کرے گا کہ فلاں فلاں آیتیں فلاں فلاں سورت میں رکھ دی جائیں؟ وہی ہستی جس کی مقدس زبان سے جو کچھ نکلتا تھا، وہ حق ہوتا تھا۔ ہم قرآن و حدیث کے مابین بحیثیتِ کلام کوئی موازنہ پیش نہیں کر رہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام بے مثل و بے مثال ہے۔

بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے خود رسول اللہ ﷺ کو اس اتھارٹی کا اہل قرار دیا ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کی احادیث کی حجیت کو ہی داؤ پر لگا دیا جائے تو قرآن کو قرآن کیسے تسلیم کیا جائے گا!؟

(2) حرام و حلال جانوروں کے بارے میں قرآن و حدیث کے قوانین:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ ....

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ ﴾ (سورۂ مائدہ: ۱، ۳)

''اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو، تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کئے گئے ہیں، سوائے ان کے جن کے نام تمہیں پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے، .... تم پر حرام کیا گیا ہے مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو، اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو، لیکن اگر اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔''

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ لَّآ أَجِدُ فِيْ مَآ أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ إِلَّآ أَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَإِنَّهٗ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ (سورۂ انعام: ۱۴۵)

''آپ کہہ دیجئے کہ جو احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے، ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لیے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیوں کہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کے لیے نامزد کر دیا گیا ہو۔''

ان دو اور اس موضوع کی دیگر آیات میں درج ذیل پانچ حرام جانوروں کا ذکر ہے:

مردار، ذبح کے وقت بہتا ہوا خون، خنزیر، جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے، جسے آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔

یاد رہے کہ گلا گھٹ کر مرا ہوا، کسی ضرب سے مرا ہوا، اونچی جگہ سے گر کر مرا ہوا، دوسرے جانور کے سینگ مارنے سے مرا ہوا اور درندوں کا پھاڑ کھایا ہوا بھی مردار ہی کی قسمیں ہیں۔

اور اس پر مستزاد یہ کہ ان دو آیات میں یہ نشاندہی بھی کی گئی ہے کہ ان پانچ جانوروں کے علاوہ باقی جانور حلال ہیں، جبکہ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ کئی مزید جانور بھی حرام ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ منکرین حدیث اور علم حدیث پر مختلف پہلوؤں سے اعتراض کر کے اس کی حجیت میں تشکیک پیدا کرنے والے بھی قرآن مجید میں مذکور حرام جانوروں کے علاوہ دوسرے کئی جانوروں کو حرام سمجھتے ہیں، جبکہ اس معاملے رہنمائی صرف اور صرف احادیثِ مبارکہ سے ملتی ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ۔)) (صحیح مسلم: ۱۹۳۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''درندوں میں سے ہر ''ذِی نَاب'' جانور کا کھانا حرام ہے۔''

"ذِی نَــاب" سے مراد ایسا درندہ ہے جو کچلیوں کے ساتھ شکار کر کے کھائے' مثلاً شیر' بھیڑیا' چیتا' گیدڑ اور لومڑ وغیرہ۔ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال کے حجت ہونے پر قطعی اور واضح دلیل ہے' کیونکہ قرآن مجید کی رو سے ان جانوروں کا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا' لیکن ہر مسلمان ان کو حرام سمجھتا ہے۔ ایسے تمام جانوروں کی حرمت احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتی ہے۔

عَـنْ أَبِی ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ قَالَ: أَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ ، فَـقُلْتُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حَدِّثْنِی مَایَحِلُّ لِی مِـمَّـا یَـحْـرُمُ عَلَیَّ؟ فَقَالَ: ((لا تَأْكُلِ الْحِمَارَ الْأَهْلِیَّ، وَلاَ كُلَّ ذِی نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ۔)) (سلسلة الاحادیث الصحیحة: ٤٧٥، شرح معانی الآثار، طحاوی: ٤/ ٢٠٧، والحدیث فی "الصحیحین" و "السنن" وغیرها بلفظ: ((نهی عن اكل كل ذی ناب من السباع۔))

سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتلائیں کہ میرے لیے کون سی چیز حلال ہے اور کون سی حرام؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گھریلوں گدھے اور ہر کچلی والے درندے کا گوشت نہ کھایا کر۔''

ابتدائے اسلام میں گھریلو گدھا حلال تھا، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے اسے حرام قرار دے دیا، اب ہر مسلمان اس جانور کو حرام سمجھتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ احادیثِ نبویہ مستقل حجت ہیں۔

عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطَّیْرِ۔ (صحیح مسلم: ١٩٣٤)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے کچلی والے اور پرندوں میں سے "ذِی مِخْلَب" سے منع فرمادیا۔

"ذِی مِخْلَب" سے مراد پنجے سے شکار کرنے والے پرندے ہیں، جیسے باز، بحری، شکرہ، الو، چیل اور گدھ وغیرہ۔ ہر مسلمان ان پرندوں کو حرام سمجھتا ہے، جبکہ قرآن کی رو سے ان کی حرمت ثابت نہیں ہوتی، اس کا منطقی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ احادیثِ نبویہ قطعی حجت ہیں، وہ اخبار آحاد ہوں یا اخبار متواترہ۔ ان کی روشنی میں مسائل و احکام و عقائد کی کسی بھی شق کو حل کیا جا سکتا ہے۔

(3) ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ (سورۂ مائدہ:٣)

''تم پر حرام کیا گیا ہے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو۔''

اس آیت سے ثابت ہوا کہ مردار اور خون حرام ہیں۔

لیکن درج ذیل حدیث پر غور فرمائیں:

عن ابن عمر مرفوعاً: ((أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ، وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ.)) (سنن ابن ماجه: ٣٣١٤، مسند احمد: ٢/ ٩٧)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے لئے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں۔ دو مردار مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر (کلیجہ) اور تلی ہیں۔''

قرآن مجید میں مذکورہ مقام پر مردار علی الاطلاق حرام قرار دیا گیا ہے، لیکن حدیث نے دو قسم کے مردار جانوروں کو حلال قرار دیا ہے۔

یہ حدیث اس بات کا ٹھوس ثبوت ہے کہ احادیثِ رسول مستقل حجت ہیں اور ان سے قرآن مجید کی تخصیص کی جا سکتی ہے۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ حدیث کو قرآن مجید کے مفہوم پر پیش کیا جائے اور موافقت کی صورت میں قبول کر لی جائے اور مخالفت کی صورت میں اسے ترک کر دیا جائے۔ ان لوگوں کا یہ قول مردود اور باطل ہے اور وہ عملی طور پر خود بھی اس کی مخالفت کر رہے ہیں، کیونکہ وہ اس حدیث میں مذکور چیزوں کو کھاتے ہیں۔

(4) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ (سورۂ نساء: ٢٣)

''(اور تم پر حرام کیا گیا ہے کہ) تم دو بہنوں کو جمع کرو۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ (سورۂ نساء: ٢٤)

''اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں ہیں۔''

تفصیل یہ ہے کہ چوتھے پارے کے آخر اور پانچویں پارے کے شروع میں محرّمات کا ذکر کرنے کے بعد صرف دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے روک کر باقی عورتوں سے نکاح کرنے اور ان کو ایک نکاح میں جمع کرنے کو حلال قرار دیا گیا ہے۔

لیکن درج ذیل حدیث مبارکہ کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا وَلَا الْعَمَّةُ عَلٰى بِنْتِ أَخِيهَا وَلَا الْمَرْأَةُ عَلٰى خَالَتِهَا وَلَا الْخَالَةُ عَلٰى بِنْتِ أُخْتِهَا.)) (صحيح بخاري: ٥١٠٩، صحيح مسلم: ١٤٠٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت پر اس کی پھوپھی سے اور پھوپھی پر اس کی بھتیجی سے اور کسی عورت پر اس کی خالہ سے اور خالہ پر اس کی بھانجی سے نکاح نہ کیا جائے۔''

شارح ابوداود علامہ شمس الحق عظیم آبادی (م: ١٣٢٩ھ) نے کہا: خارجیوں اور شیعوں کے بعض گروہوں نے

﴿وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَآءَ ذَٰلِكُمْ﴾ سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا درست ہے، لیکن جمہور اہل علم نے اِن احادیث سے حجت پکڑی اور اِن کی روشنی میں قرآن مجید کے عموم کی تخصیص کر دی اور ان دو رشتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کر دیا۔ راجح بات جمہور اصولیوں کی ہی ہے کہ خبر واحد کے ذریعے قرآن مجید کے عموم کی تخصیص کی جا سکتی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف نازل ہونے والے کلام کی وضاحت کرنے والے ہیں۔ (عون المعبود: ۱/ ۹۷۰)

قابل تعجب بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے ایک رشتے کو جمع کرنے سے منع کرنے کے بعد مزید کی اجازت دے دی، لیکن احادیثِ مبارکہ میں دو مزید رشتوں کی تخصیص کر دی گئی، کیا احادیث کی حجیت کو داؤ پر لگانے والے بھتیجی پھوپھی اور خالہ بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنے کی اجازت دیں گے؟ ہر گز نہیں، لیکن پھر بھی حجیتِ حدیث میں تشکیک پیدا کرنے کی ناکام کوشش سے باز نہیں رہیں گے۔

(5) قرآن کریم نے خواتین وحضرات کو بلا ناغہ اور بلا تخصیص نماز قائم کرنے اور رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۱۰)

''اور تم لوگ نماز قائم کرو۔''

﴿وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ﴾ (سورۂ احزاب: ۳۳)

''اور تم عورتیں نماز قائم کرو۔''

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیے گئے ہیں۔''

نماز اور روزے کی فرضیت پر امتِ مسلمہ کا اتفاق ہے، لیکن درج ذیل احادیث انتہائی قابل توجہ ہیں، میں اس موضوع کی اس مثال سے سب سے زیادہ محظوظ ہوتا ہوں۔

مُعاذہ کہتی ہیں: إِنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ: أَتَجْزِيْ إِحْدَانَا صَلَاتَهَا إِذَا طَهُرَتْ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُوْرِيَّةٌ أَنْتِ؟ قَدْ كُنَّا نَحِيْضُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهِ، أَوْ قَالَتْ: فَلَا نَفْعَلُهُ۔ (صحیح بخاری: ۳۲۱، صحیح مسلم: ۲۹۸)

ایک خاتون نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: جب ہم میں سے کوئی عورت (حیض سے) پاک ہو گی تو کیا وہ اپنی نمازوں کی قضائی دے گی؟ انھوں نے کہا: تو حروریہ تو نہیں ہے؟ ہمیں بھی حیض آتا تھا، جبکہ ہم نبیِ کریم ﷺ کے ساتھ ہوتی تھیں، پس آپ ﷺ ہمیں اس چیز کا حکم نہیں دیتے تھے، یا انھوں نے کہا: ہم تو اس طرح نہیں کرتی تھیں۔

کوفہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک بستی کا نام حروراء تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کرنے والا خوارج کا پہلا

فرقہ اس بستی سے نکلا تھا، ان کے تمام فرقوں کا یہ قانون اتفاقی تھا کہ قرآن پر حدیث کی زیادتی کو مطلق طور پر رد کر دیا جائے گا، اس لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس خاتون کے سوال پر طعن کرتے ہوئے اس سے یہ سوال کیا تھا کہ وہ خارجی تو نہیں ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتِ النُّفَسَاءُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَقْعُدُ بَعْدَ نِفَاسِهَا أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً۔ (سنن ابوداود: ۳۱۱، جامع الترمذی: ۱۳۹، سنن ابن ماجه: ٦٤٨)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاس والی عورتیں چالیس دن یا راتیں بیٹھتی تھیں، (یعنی نماز نہیں پڑھتی تھیں)۔

سنن ابوداود (۳۱۲) کی دوسری روایت میں ہے: كَانَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ تَقْعُدُ فِي النِّفَاسِ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً لَا يَأْمُرُهَا النَّبِيُّ ﷺ لِقَضَاءِ صَلَاةِ النِّفَاسِ۔

نبی کریم ﷺ کی ازواج میں سے ایک خاتون نفاس کی وجہ سے چالیس دن انتظار کرتی تھی، نبی ﷺ اسے نفاس کے وقت کی نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیتے تھے۔

امام ترمذی نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہا: وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِيْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلٰى أَنَّ النُّفَسَاءَ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا، إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذَالِكَ، فَإِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّيْ۔

صحابہ کرام، تابعین اور بعد والے لوگوں میں اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ نفاس والی عورت چالیس دنوں تک نماز چھوڑے رکھے گی، ہاں اگر وہ پہلے طہر کو دیکھ لے تو غسل کر کے نماز شروع کر دے گی۔ (جامع الترمذی: ۱۳۹)

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ فَذَالِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا۔)) (صحیح بخاری: ۱۹۵۱)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا بات ایسے نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو وہ نماز پڑھتی ہے نہ روزے رکھتی ہے؟ یہی اس کے دین کی کمی ہے۔''

اس مقام پر اس موضوع سے متعلقہ دلائل کا احاطہ کرنا ہمارا مقصود نہیں ہے، ہم صرف اس نقطے پر توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید میں خواتین و حضرات کو پانچ نمازوں اور رمضان کے روزوں کا فرضی حکم دیا گیا، لیکن احادیثِ مبارکہ کی حجیت کا اندازہ لگائیں کہ اتنے بڑے اور اہم فریضے سے عورتوں کو مستثنی قرار دیا، جس کی تفصیل یہ ہے کہ عورتوں کو ماہواری اور نفاس کے ایام میں نماز اور روزے سے منع کیا گیا اور ان کو اس وقت میں ان پر حرام قرار دیا اور بعد میں صرف رمضان کے روزوں کی قضائی کا حکم دیا گیا۔

یہ کتنی بڑی بات ہے کہ مخصوص عورت کو ہر ماہ میں تقریباً چھ سات اور بچے کی ولادت کے بعد زیادہ سے زیادہ

چالیس دن نماز نہ پڑھنے کی مستقل اور روزے نہ رکھنے کی عارضی رخصت دے دی جائے۔ ہم بلحاظ حجت قرآن و حدیث میں کوئی موازنہ پیش نہیں کر رہے، کیونکہ دونوں کا ماخذ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

ہم ان نام نہاد مسلمانوں کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ وہ ایک طرف حجیتِ احادیثِ نبویہ میں تشکیک پیدا کر رہے ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان کے گھر میں ان ہی احادیث کی روشنی میں قرآن کریم کے حکم کو مستثنیٰ کیا جا رہا ہوتا ہے۔ کیا حدیث پر اعتراض کرنے والوں کو اپنی باتوں پر اتنا یقین ہے کہ وہ اپنی بیویوں، بہنوں اور بیٹیوں کو مخصوص ایام میں صوم و صلاۃ کی پابندی کرنے کا حکم دے دیں؟

(6) مثالوں کا سلسلہ طول پکڑتا جا رہا ہے، بہرحال قرآن و حدیث میں اس قسم کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں، نمازوں کی تفصیل، زکوۃ کی بہترین اور مفصل تفصیل اور حج وعمرہ کی ادائیگی کی تفصیل اس حقیقت کی غماز ہیں کہ احادیثِ مبارکہ کے بغیر شریعتِ اسلامیہ پر عمل کرنا ناممکن ہے۔

قرآن مجید میں بیسیوں مقامات پر نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا، وہ اطاعت کن امور میں ہو گی؟

کیا یہ لوگ سوچتے نہیں کہ قرآن کی وضو پر مشتمل آیات کے نزول سے پہلے حضرت محمد ﷺ نماز کے لیے وضو کو شرط قرار دے کر اس کا طریقہ بتلا چکے تھے؟ ابھی تک جمعہ کی فرضیت پر مشتمل سورۂ جمعہ کی آیات نازل نہیں ہوئی تھیں کہ مدینہ منورہ میں نماز جمعہ پڑھی جا رہی تھی، کس نے نافذ کیا تھا؟ قرآنی اشارات سے قبل مدینہ منورہ میں اذان کے کلمات کو کس نے رواج دیا تھا؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آج جیسا کوئی ''مفکر'' نہیں تھا جو یہ کہہ دیتا کہ ابھی تک قرآن مجید میں تو ان امور کا ذکر ہوا نہیں، لیکن محمد (ﷺ) فرض کیے جا رہے ہیں؟

یہ بیّن اور ٹھوس دلائل اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ سید الاولین والآخرین کی احادیث بنفسہ حجت اور شریعت کا ماخذ ہیں، قرآن کے مضامین سے موافقت یا مخالفت کوئی معنی نہیں رکھتی، بلکہ ان کی روشنی میں قرآن کے عام کو خاص اور مطلق کو مقید کیا جا سکتا ہے۔

ہر کوئی ان حقائق کو عملاً تسلیم کرتا ہے، لیکن اعتراضات کی زبان تو تھمنے کا نام نہیں لیتی۔

یہ تناقض، یہ تضاد بیانی، یہ متضاد آرا، کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں۔ سبحان اللہ! پندرھویں صدی کے یہ دماغ فیصلہ کریں گے کہ کون سی حدیثِ مقدسہ قابل تسلیم ہے اور کون سی ناقابل تسلیم۔ اگر کوئی آدمی اپنی اہلیت کا صحیح اندازہ نہ کر سکے تو ایسی ہفوات منظرِ عام پر آتی رہتی ہیں۔

(7) دنیا کا سب سے ممتاز علم اسلام کا ''علم الرجال'' ہے، بلکہ میں یوں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے تشریحاتِ نبویہ کی بقا کے لیے امتِ مسلمہ کو ''علم اسمائے رجال'' کا امتیازی وصف عطا کر دیا، یہ علم اس امت کا خاصہ ہے، سابقہ امتیں اس وصف سے یکسر محروم تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس علم کی بدولت فرموداتِ نبویہ کو وہ تحفظ عطا کیا کہ آج سوا چودہ صدیوں کے بعد ہمیں مجالسِ احادیث میں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مقدس آواز سنائی دے رہی ہے۔

قرآن و حدیث کی برکت سے مسلم دنیا جن علوم سے متعارف ہوئی، ان میں ایک خوبصورت نام ''علم الرجال'' کا بھی ہے، اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے ڈاکٹر اسپرنگر نے حافظ ابن حجر کی کتاب "الاصابة فی احوال الصحابة" (مطبوعہ کلکتہ ۱۸۵۳ء، ۱۸۶۴ء) کے انگریزی مقدمہ میں کہا: ''کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری ہے نہ آج موجود ہے، جس نے مسلمانوں کی طرح ''اسماء الرجال'' کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو، جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصیتوں کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔'' (خطبات مدراس از سید سلیمان ندوی: ص ۳۸)

جن لوگوں نے کسی نہ کسی انداز میں حدیثِ نبوی پر نقد کیا، ان کو اپنے قدیم علمی ورثے کا صحیح اندازہ نہیں تھا، محدثین نے اس فن کو کن کن کمالات سے مزین کیا، یہ لوگ ان حقائق کو نہ سمجھ پائے اور اس دور کے لوگوں کی مثالیں پیش کرکے سند کے سلسلے کے جلیل القدر اور ثقہ راویوں کو موضوع بحث بنا دیا۔

مغربی سکالر اسلام کے اس امتیازی علمی شعبے پر انگشت بدنداں ہو جاتے ہیں اور اسے تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لیکن یہ اپنے ہیں، یہ یارانِ اسلام، یہ علم کی حدّوں کو پھلانگ جانے والے، جن بیچاروں کو اپنے اسلام کی خوبیوں کی خبر تک نہیں ہے۔

اگر فرزندانِ اُمتِ مسلمہ کو انکارِ حدیث، ردّ حدیث اور وضع حدیث جیسی کڑی آزمائشوں اور فتنوں کا سامنا کرنا پڑا تو علم اسمائے رجال کے ذریعے ان کی تلافی کو یقینی بنا دیا گیا۔ اس فن میں رواۃ احادیثِ نبویہ کی تعدیل و توثیق، حفظ و ضبط اور تضعیف و تجریح کو پہچاننے کے لیے وہ معیار پیش کیا گیا کہ اغیار بھی حیران ہو گئے اور اپنوں کا لبادہ اوڑھنے والے حملہ آور بھی ششدر ہو گئے۔ اگر ہم اپنی امتیازی میراث سے محروم ہونے کی وجہ سے کسی کے دامِ تزویر میں پھنس کر اپنی عقل و خرد کو معیار قرار دے کر ایک نئی فکر اور نئے فرقے کی بنیاد ڈال دیں تو سورج پر الزام تراشی نہیں کی جائے گی، آنکھیں بند کرنے والے کو قصوروار اور ملزم ٹھہرایا جائے گا۔

سند اور متن کی اصطلاحات ایجاد کر کے اسانیدِ احادیث میں مذکور راویوں کے مکمل حالات زندگی اور ان کی سوانح عمریاں اس علم میں قلمبند کر دی گئیں، جس کا آغاز عہدِ صحابہ کے اواخر اور کبار تابعین کے زمانہ کے اوائل میں ہو گیا تھا۔ دن بدن اس کی کمیت و کیفیت میں اضافہ ہوتا گیا اور دنیا میں وجود پانے والے علوم وفنون میں ''علم اسمائے رجال'' کے نام سے ایک اور علم کا اضافہ ہو گیا۔

(8) جب ہم مزید غور کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ کی زبان کی صداقت کا انوکھا انداز ہمارے سامنے آتا ہے، آپ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ میں مستقبل کے بارے میں جتنی پیشین گوئیاں کیں، وہ حرف بحرف پوری ہوئیں، اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی احادیث میں شک وشبہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ چند ایک مثالیں یہ ہیں:

(i) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعِشَاءِ فِيْ آخِرِ حَيَاتِهٖ، فَلَمَّا

سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ۔)) (صحيح بخاری: ٦٠١، صحيح مسلم: ٢٥٣٧)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ہمیں نمازِ عشا پڑھائی، سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: ''کیا خیال ہے تمہارا اس رات کے بارے، (ذرا غور کرو کہ آج) جو زمین کی پشت پر موجود ہے، وہ سو برس تک باقی نہیں رہے گا۔''

حافظ ابن حجر نے کہا: وكذالك وقع بالاستقراء فكان آخر من ضبط أمره ممن كان موجودا حينئذ أبو الطفيل عامر بن واثلة، وقد أجمع أهل الحديث على انه كان آخر الصحابة موتا، وغاية ما قيل فيه انه بقي الى سنة عشر ومائة وهى رأس مائة سنة من مقالة النبى ﷺ والله اعلم ...... اور تحقیقی طور پر اسی طرح واقع ہوا، پس آخری صحابی جس کے حالات قلم بند کیے اور جو اس وقت موجود تھا، وہ سیدنا ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ہے، اس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ صحابہ میں سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے، زیادہ سے زیادہ یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ یہ تو ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے، (نہ کہ پہلی صدی کے آخر میں) تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کو سو سال انھی کی وفات پر پورے ہوئے تھے۔ واللہ اعلم۔ (فتح الباری: ۲/ ۹۵)

حافظ ابن حجر نے یہ بھی کہا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ پہلے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔ (فتح الباری: ۱/ ۲۸۲)

(ii) سیدنا نافع بن عتبہ بن ابو وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ، ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ۔)) (صحيح مسلم: ٢٩٠٠)

''تم جزیرۂ عرب کے باسیوں سے لڑائی کرو گے، اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا، پھر فارس سے لڑائی ہوگی، وہ بھی فتح ہو جائے گا، پھر روم سے لڑائی ہوگی، اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور پھر تم دجال سے لڑائی کرو گے، اس پر بھی اللہ تعالیٰ فتح سے ہمکنار کرے گا۔''

یہ احادیث، اعلامِ نبوت میں سے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بہت جلد یہ پیشین گوئیاں پوری ہو گئیں اور دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں مسلم مجاہدوں کے قدموں میں ڈھیر ہو گئیں، البتہ ابھی تک دجال سے لڑائی باقی ہے، ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ بھی مغلوب ہو جائے گا۔

(iii) سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مُثِّلَتْ لِيَ الْحِيرَةُ كَأَنْيَابِ الْكِلَابِ، وَإِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَهَا۔)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: هَبْ لِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنَةَ بَقِيْلَةَ۔ فَقَالَ: ((هِيَ لَكَ۔)) فَأَعْطَوْهَا إِيَّاهُ فَجَاءَ أَبُوْهَا فَقَالَ: أَتَبِيْعُنِيْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قَالَ: بِكَمْ؟ قَالَ:

اَحْتَكِمُ مَاشِئْتُ۔ قَالَ: بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، قَالَ: قَدْ أَخَذْتُهَافَقِيْلَ: لَوْقُلْتَ ثَلاثِيْنَ أَلْفاً۔ قَالَ: وَهَلْ عَدَدٌ أَكْثَرُ مِنْ أَلْفٍ؟ (الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان : ٨/ ٢٣٧،سنن بيهقي : ٩/ ٣٢٩)

''میرے لئے حیرہ (مقام) کو کتوں کی کچلیوں سے تشبیہ دی گئی اور عنقریب تم اسے فتح کرلو گے۔'' ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بنت بقیلہ مجھے عطا کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تیری ہوگی۔'' پس جب لوگوں نے اس کو وہ دے دی تو اس کے باپ نے آکر کہا: کیا تو مجھے وہ فروخت کردے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ اس نے پوچھا: کتنی قیمت میں؟ اس نے کہا: من مانی کروں گا اور ایک ہزار درہم (کے عوض فروخت کروں گا)۔ اس نے کہا: میں نے خرید لی ہے۔ کہا گیا کہ کاش تو تیس ہزار کہتا؟ اس نے کہا: بھلا ہزار سے بڑا کوئی عدد ہے؟

حیرہ، لخمی بادشاہوں کا دار الحکومت تھا، جس کے آثار عراق میں کوفہ اور نجف کے درمیان پائے جاتے ہیں، آغازِ اسلام کے وقت یہاں نسطوری عیسائی آباد تھے۔

جب سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لیے بحری اور برّی راستے امغیشیا روانہ ہوئے، ان کے خَوَرْنَق پہنچنے سے پہلے تمام اسلامی دستے اکٹھے ہو گئے۔ ادھر حیرہ کے مرزبان آزاد بہ، غریّین اور قصر ابیض کے درمیان ڈیرے ڈالے ہوئے تھا۔ جب اسے خالد کے قریب آپہنچنے کی خبر ملی تو وہ پسپا ہو گیا اور دریائے فرات کے پار چلا گیا اور حیرہ کے عربوں کو وہیں چھوڑ گیا، ان لوگوں کے چار بڑے قلعے تھے۔ ان قلعوں کے اردگرد جنگ جاری رہی اور ان پر ہر طرف سے یورش کی گئی حتی کہ انھوں نے جزیے اور مسلمانوں کی حفاظت میں آنے کی شرط پر صلح کر لی۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۱۲ھ (۶۳۳ء) کو پیش آیا۔ (اٹلس فتوحات اسلامیہ از احمد عادل کمال: ص ۷۹، ۸۰)

(iv) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِي الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَاِنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلاَ اَرَاهُ اِلاَّ حَضَرَ اَجَلِيْ، اِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلَ بَيْتِي لِحَاقًا بِي، فَاتَّقِي اللّٰهَ، وَاصْبِرِيْ، فَاِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ۔))
(صحيح بخاری: ٣٦٢٤، صحيح مسلم: ٢٤٥٠)

''جبریل (علیہ السلام) مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا ایک دفعہ دور کرتے تھے اور اس سال دو دفعہ کیا' یہی لگتا ہے کہ میری وفات کا وقت آچکا ہے اور تو (فاطمہ) میرے اہلِ بیت کا پہلا فرد ہے جو سب سے پہلے مجھے ملے گی' لہٰذا اللہ تعالی سے ڈرنا اور صبر کرنا' میں تیرے لئے بہترین میرِ سامان ہوں گا۔''

حافظ ابن حجر نے کہا: فانهم اتفقوا على ان فاطمة عليها السلام كانت أول من مات من أهل بيت النبی ﷺ بعده حتى من أزواجه۔ ...... محدثین کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی بیویوں سمیت تمام اہل بیت میں سے سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔ (فتح الباری: ۸/ ۱۷۲)

اور نبی کریم ﷺ بھی اپنی پیشین گوئی کے مطابق وفات پا گئے۔

(v) سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: يُوْشِكُ اَنْ تَطْلُبُوْا فِي قُرَاكُمْ هٰذِهِ طَسْتًا مِنْ مَاءٍ فَلاَ تَجِدُوْنَهُ، يَنْزِوِيْ كُلُّ مَاءٍ إِلَى عَنْصَرِهِ، فَيَكُوْنُ فِي الشَّامِ بَقِيَّةُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَاءُ۔ (مستدرك حاكم: ٤/ ٥٠٣، والحديث موقوف لكنه في حكم المرفوع، لانه لايقال من قبل الرأى، كما هو الظاهر)

"قریب ہے کہ تم ان بستیوں میں ایک پیالہ پانی کا تلاش کرو لیکن کامیاب نہ ہوسکو یعنی سارے کا سارا پانی اپنی اصل کی طرف سکڑ جائے گا اور باقی ماندہ مومن اور پانی شام میں ہوں گے۔"

یقیناً مستقبل میں یہ پیشین گوئی پوری ہوگی، لیکن اب اس کے آثار شروع ہو گئے ہیں، جیسا کہ شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ایک امریکی ادارے نے یہ تحقیق پیش کی ہے کہ دنیا میں بہت بڑی مقدار میں زمینی پانی نکالا جا رہا ہے، بلکہ ٹکساس اور نیو میکسیکو کے علاقوں میں زمینی پانی مکمل خشک ہونے کا خدشہ پیدا ہوگیا ہے اور شمالی علاقہ جات میں ہر سال پانی کی سطح بارہ فٹ نیچے ہو رہی ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکا میں ایک دوسری تحقیق میں کہا گیا ہے کہ عنقریب دنیا پانی کی قلت کے مسئلے سے دوچار ہو جائے گی اور اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہوگا اور ڈیم اور ٹینکوں کی صورت میں مصنوعی طریقے مفید ثابت نہیں ہوسکیں گے۔ (ملاحظہ ہو: الأھرام: ١/ ١٠/ ١٩٨٥ اور ٢/ ١٠/ ١٩٨٥)۔ (سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٣٠٧٨)

(vi) بنو سلیم کا ایک آدمی اپنے دادا سے روایت کرتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چاندی لے کر آیا اور کہا اور یہ ہماری کان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((سَتَكُوْنُ مَعَادِنُ يَحْضُرُهَا شِرَارُ النَّاسِ۔)) (مسند احمد: ٥/ ٤٣٠)

"عنقریب کانیں نکلیں گی، لیکن ان پر بدترین لوگ پہنچیں گے۔"

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہے: "معادن (کانیں)" ان مقامات کو کہتے ہیں، جہاں سے سونے چاندی اور تانبے جیسے زمینی جواہر برآمد ہوتے ہیں، اس کی واحد "معدِن" ہے۔

کوئی شک نہیں کہ کافر لوگ ہی بدترین ہوتے ہیں۔ عربوں کے زمینی خزانے نکالنے کے لیے یورپیوں اور امریکیوں کو وہاں لانے کی وجہ سے مسلمان جس آزمائش میں مبتلا ہیں، اس حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ واللہ المستعان۔ (سلسله احاديث صحيحه: ١٨٨٥)

(vii) سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَظْهَرُ هٰذَا الدِّيْنُ حَتّٰى يُجَاوِزَ الْبِحَارَ، وَحَتّٰى تُخَاضَ بِالْخَيْلِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ۔)) (مسند ابی یعلی: ١٢/ ٥٦)

"یہ دین منظرِ عام پر آئے گا اور سمندروں سے تجاوز کر جائے گا' حتی کہ اللہ کے راستے میں گھوڑے (سمندر) میں گھس جائیں گے۔"

گھوڑوں کی سمندروں میں گھسنے کی پیشین گوئی فاروقی عہدِ خلافت میں ایک دفعہ پوری ہو چکی ہے۔

شاہ معین الدین ندوی نے کہا: بہرسیر اور مدائن کے درمیان دجلہ حائل تھا۔ ایرانیوں نے مسلمانوں کو مدائن پر حملے سے روکنے کے لیے دجلہ کا پل توڑ کر کشتیاں روک لی تھیں، اس لیے جب مسلمان دجلہ کے کنارے پہنچے تو اسے عبور کرنے کا کوئی سامان نہ تھا۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اللہ کا نام لے کر دجلہ میں گھوڑا ڈال دیا۔ انھیں دیکھ کر پوری فوج دجلہ میں اتر گئی اور نہایت اطمینان سے باتیں کرتی ہوئی پار پہنچ گئی۔ ایرانی دور سے یہ حیرت انگیز منظر دیکھتے تھے اور متحیر تھے۔ جب مسلمان کنارے پر پہنچ گئے تو متحیر ایرانی ''دیواں آمدند، دیواں آمدند'' (دیو آ گئے! دیو آ گئے!) کہتے ہوئے بھاگ گئے۔ ایک افسر خرزاد نے معمولی مزاحمت کی مگر مسلمانوں نے اسے مغلوب کر لیا۔ یزدگرد پایۂ تخت چھوڑ کر بھاگ گیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صفر ۱۶ھ میں مدائن میں داخل ہو گئے۔ (تاریخ اسلام از شاہ معین الدین: ۲/ ۱۷۷)

علامہ اقبال نے مشہور نظم ''شکوہ'' میں یہ شعر کہا تھا

دشت تو دشت، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے

بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

اس شعر میں عبورِ دجلہ کے اس حیرت انگیز واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(viii) سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک والے سال نکلے' آپ نمازیں جمع کر کے ادا کرتے تھے' یعنی ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کرتے رہے' ایک دن ایسا بھی آیا کہ نماز کو مؤخر کیا' پھر باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں' بعد ازاں اندر چلے گئے اور پھر جب تشریف لائے تو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کیں اور پھر فرمایا: ''تم ان شاء اللہ کل تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے اور دن کے روشن ہونے کے بعد پہنچو گے۔ (یاد رکھنا کہ) جو بھی وہاں پہنچے، پانی کو میرے پہنچنے سے پہلے نہ چھوئے۔'' جب ہم اس چشمے کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ دو آدمی ہم سے بھی سبقت لے جا چکے تھے۔ (ہم نے دیکھا کہ) تسمے کے بقدر چشمہ تھا اور تھوڑا تھوڑا پانی رس رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو آدمیوں سے پوچھا: ''کیا تم نے اس پانی کو چھوا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے ان کو برا بھلا کہا' پھر صحابہ نے اس چشمے سے چلو بھر کر پانی ایک برتن میں جمع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنا ہاتھ اور چہرہ دھویا' پھر اس پانی کو اس چشمے میں انڈیل دیا' چشمے کا پانی زور سے بہنا شروع ہو گیا' حتی کہ لوگوں نے پانی پی لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يُوشِكُ يَا مُعَاذُ! إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرَى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا .)) (مسلم: ۷۰٦)

''معاذ! ممکن ہے کہ تیری زندگی لمبی ہو (اگر ایسے ہوا تو) تو دیکھے گا کہ یہ جگہ باغات سے بھر جائے گی۔''

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے ہی کی برکت ہے، آج تبوک میں اس کثرت سے پانی موجود ہے، کہ مدینہ اور خیبر کے سوا ہمیں کہیں اتنا پانی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تبوک کا پانی ان دونوں جگہوں سے بھی زیادہ ہے۔

اس پانی سے فائدہ اٹھا کر اب تبوک میں ہر طرف باغ لگائے جا رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق تبوک کا علاقہ باغوں سے بھرا ہوا ہے اور دن بدن بھرتا جا رہا ہے۔

یہ دلائل اس حقیقت پر بیّن ثبوت ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ برحق اور حجت تھا، اگر ہمارے ذہن تسلیم نہ کریں تو شریعت کی روشنی میں ایسے زنگ آلودہ ذہنوں کو صیقل کرنا پڑے گا۔

(9) ہم اس موضوع پر سب سے زیادہ اس حقیقت سے لطف اندوز ہوتے ہیں کہ ہمام بن منبہ (م: ۱۳۱ ھ) نے پہلی صدی ہجری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت قلم بند کی، پھر دوسری صدی ہجری میں امام مالک (م: ۱۷۹ھ) نے اپنی سند کے ساتھ "موطا" میں اس کو لکھا، پھر تیسری صدی میں امام بخاری (م: ۲۵۶ھ) نے اپنی صحیح میں اپنی سند کے ساتھ اسی حدیث کو تحریر کیا۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ ایک حدیث ہے، اس کو ایک ایک صدی کے بعد لکھا گیا، لیکن پھر بھی اس کے الفاظ و معانی میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔ کیا یہ ہمارے محمد ﷺ کے فرامین کا معجزہ نہیں ہے۔

مؤطا امام مالک اور صحیح بخاری میں مشترک احادیث کی تعداد (۴۸۲) ہے، ایک مثال یہ ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهَا فِيْ وَضُوْئِهِ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ.)) (موطا امام مالك: صـ ۴۳، رقم: ۲۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهَا فِيْ وَضُوْئِهِ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ.)) (صحيح بخاری: ۱۶۲)

دونوں روایات کے الفاظ پر غور کریں، صحیح بخاری کی روایت میں صرف شروع میں "وَ" کا اضافہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے اس میں پیچھے سے روایت چل رہی ہے، جس کی وجہ سے "وَ" لایا گیا۔

صحیفہ ہمام بن منبہ (م: ۱۳۱ھ) کی حدیث نمبر (۸) کے الفاظ یہ ہیں: اَلْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ، مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ قَالُوْا: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَ اَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔

اور صحیح بخاری کی حدیث نمبر (۳۲۲۳) کے الفاظ یہ ہیں: اَلْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ، مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ مَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ الَّذِيْنَ بَاتُوْا

فِيْكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ: كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ قَالُوْا: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَ اَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔

کیسا معجزاتی حسن ہے، دونوں احادیث کے راوی تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں، لیکن پہلی روایت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد جناب ہمام ہیں اور دوسری روایت میں ان کے شاگرد اعرج ہیں، یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد سندیں مختلف ہو گئیں۔

لیکن پہلی حدیث کو قلم بند کرنے والے (سنہ ۱۳۱ھ) میں اور دوسری حدیث کو لکھنے والے (سنہ ۲۵۶ھ) میں فوت ہو رہے ہیں اور حدیث کا اصل سلسلہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا تھا، جو (سنہ ۵۷ھ) میں فوت ہوئے۔ لیکن مجال کہ خادمینِ احادیث نے ایک لفظ میں بھی فرق آنے دیا۔

(10) کوئی زبان ہو، ایک صدی کے بعد اس میں ایسی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں کہ پہلی زبان کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے، ہر زبان کا یہی حشر ہوا اور سابقہ امتوں اور مذہبوں کی زبانوں کا نہ صرف وجود مٹ گیا ہے، بلکہ کئی زبانوں کے ناموں کا پتہ بھی نہیں لگایا جا سکتا، لیکن اس لحاظ سے عربی زبان کا یہ انتہائی ممتاز وصف ہے کہ اگر آج حضرت محمد ﷺ کو زندہ کر دیا جائے اور آپ ﷺ عربی میں گفتگو کریں تو ہم آپ کی بات سمجھیں گے اور آپ ہماری بات سمجھیں گے، آخر اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی زبان کو یہ معجزہ عطا کیوں کیا؟ صرف اس لیے کہ اس کی ہدایات کو قیامت تک برقرار رکھنا تھا۔

(11) ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کے ایک ایک گوشے کو محفوظ کیوں کروایا گیا؟ حتی کہ آپ ﷺ کے سفید بالوں کی گنتی کر لی گئی۔ آپ ﷺ کی مسکراہٹوں اور گھبراہٹوں کے اندازوں کو کیوں قلم بند کر لیا گیا؟ اس دنیا میں سیرتِ مصطفیٰ پر سب سے زیادہ کتابیں کیوں لکھی گئیں؟ تاریخ کے دامن میں آپ ﷺ کی آل و اولاد کے اسماء و اعداد کا تذکرہ کیوں کروایا گیا؟ کل کی بات کی طرح صحابہ کرام کے ایک لاکھ چودہ ہزار نفوس قدسیہ کا تذکرہ کیوں محفوظ رہنے دیا گیا؟ شاید یہ وجہ ہو کہ محمد ﷺ کی اداؤں کو بقا مل جائے!!!! یہ سب امور الہامی تھے اور اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے وجود میں آئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس حقیقت پر اجماع تھا کہ آپ ﷺ سے ثابت شدہ احادیث، قرآن مجید کی طرح حجت ہیں اور وہ احادیث کی روشنی میں قرآن مجید کو سمجھتے تھے۔

احادیث کی ضرورت و اہمیت کو کم کرنے والو! خیر القرون کے اہل خیر لوگ اس نکتے سے محروم تھے، جو تمہاری عقلوں میں سما گیا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شرعی علوم و اعمال کی پیاس بجھانا چاہتا ہے تو اسے بیک وقت دو چشموں سے سیراب ہونے کا عزم کرنا پڑے گا، وگرنہ اس کا نصیب و مقدر اور ظلمت و ضلالت لازم ملزوم ہو جائیں گے۔

ہم عاجزانہ التماس کریں گے کہ حدیثِ مبارکہ کے حوالے سے ایسے دعووں کی وجہ علم حدیث اور فن حدیث سے

دوری ہے اور ایسے لوگوں کو اپنی اہلیت پر ناز ہے اور چکڑالوی اور منکرین حدیث لوگوں کے وسوسوں میں گرفتاری ہے۔

نبی کریم ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام بھیجنے کا اہتمام کریں، تاکہ دل میں آپ ﷺ کی محبت پیدا ہو، پھر آپ ﷺ کی احادیثِ قدسیہ کو حرزِ جان بنا کر پڑھنا شروع کر دیں اور عمل کرتے جائیں، علم وعمل میں نکھار آئے گا۔

اللہ کی پناہ، ہمارا مقصد قرآن حکیم کی اہمیت کو کم کرنا نہیں ہے، شرعی مسئلے کی توضیح کرنا ہے کہ رشد و ہدایت کے پیاسے کو دو چشموں سے سیراب ہونا چاہیے، ایک قرآن اور دوسرا حدیث۔ قرآن پاک نے خود بیسیوں مقامات پر آپ ﷺ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

وَ مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

كِتَابُ الطَّهَارَةِ
طہارت کی کتاب

بَابُ فَرْضِ الْوُضُوءِ
وضو کی فرضیت کا بیان

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ﴾ [المائدة: ٦] اَلْآيَةَ
الدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ هَذَا عَلَى بَعْضِ الْقَائِمِينَ دُونَ بَعْضٍ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو''

اس دلیل کا بیان کہ یہ حکم بعض کھڑے ہونے والوں کے لیے ہے، نہ کہ سب کے لیے

الطهارة: لغوی معنی: صاف ہونا، پاک ہونا، عیب دار قول وفعل سے بری ہونا

اصطلاحی تعریف: شرعی اصولوں کے مطابق نجاست اور گندگی سے صفائی ستھرائی حاصل کرنے کو شرعی اصطلاح میں ''طہارت'' کہتے ہیں۔ وہ نجاست خواہ حقیقی ہو، جیسے پیشاب اور پاخانہ وغیرہ یا حکمی اور معنوی ہو، جیسے دبر سے ہوا کا خارج ہونا، اول الذکر کو ''خَبَث'' کہتے ہیں اور موخر الذکر کو ''حَدَث''

الوضوء: لغوی معنی: صفائی، اس کا مادہ ''وَضُأَ'' اور ''وَضَاءَةٌ'' بھی ہے، جس کے معانی ہیں: حسن اور صفائی میں کسی پر فوقیت لے جانا، حسین وجمیل ہونا

اصطلاحی تعریف: مخصوص اعضا کو مخصوص مقدار کے ساتھ دھونا اور مسح کرنا ''وضو'' کہلاتا ہے۔

(١)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، ح وَثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ فَلَمَّا

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے، لیکن فتح مکہ والے دن جب وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا تو ایک ہی وضو سے کئی نمازیں ادا کیں، سیدنا

كَانَ يَوْمَ الْفَتْحِ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَصَلَّى الصَّلَوَاتِ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّكَ فَعَلْتَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ قَالَ: ((إِنِّي عَمْدًا فَعَلْتُهُ يَا عُمَرُ!)) الْحَدِيثُ لِإِسْحَاقَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ هَاشِمٍ "وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ"

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آج آپ نے ایسا عمل کیا ہے، جو پہلے نہیں کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے۔'' ابن ہاشم راوی نے موزوں پر مسح کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٢٧٧

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾...... ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک (دھولو)۔'' (سورۂ مائدہ:٦)

اس آیتِ مبارکہ کے الفاظ اگرچہ عام ہیں، لیکن اس کے افراد خاص ہیں، یعنی اس آدمی کو وضو کا حکم دیا جا رہا ہے جو نماز کی ادائیگی کے وقت بے وضو ہو۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الرِّيحِ
ہوا خارج ہونے سے وضو کرنے کا بیان

(٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو نہیں ہے، مگر آواز سننے یا بو محسوس کرنے کی وجہ سے۔''

تخریج: صحيح ...... أخرجه ابن ماجه: ٥١٥، والترمذي: ٧٤

فوائد: ......ہوا جس انداز میں بھی خارج ہو، وہ ناقض ہے، اس کی آواز آئے یا نہ آئے، بو محسوس ہو یا نہ ہو۔ اس حدیثِ مبارکہ کا حکم عام نہیں ہے، بلکہ بعض افراد کے ساتھ خاص ہے، اگلی حدیث کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

(٣)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَ......

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

عباد بن تمیم اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں کوئی چیز محسوس

((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ شَيْئًا فَلَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَجِدَ رِيحًا أَوْ يَسْمَعَ صَوْتًا۔))

کرے تو وہ نماز سے نہ پھرے، جب تک بو محسوس نہ کر لے یا آواز نہ سن لے۔“

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۳۷، ۱۷۷، ۲۰۵٦، و مسلم: ۳٦۱

فوائد: ...... ان احادیث میں بیان کیا ہوا حکم اس شخص کے لیے ہے جس کو وضو کر لینے کے بعد وضو کے ٹوٹ جانے کا شک پڑ جائے، یا پیٹ میں کچھ گڑ بڑ محسوس ہو، ایسی صورت میں جب تک اسے بدبو محسوس کر کے یا آواز سن کر یہ یقین نہ ہو جائے کہ واقعی وضو ٹوٹ گیا ہے، تو اس کا پہلا وضو برقرار رہے گا۔

درج ذیل حدیث سے مسئلہ کی وضاحت ہو جاتی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا وَجَدَ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ حَرَكَةً فِيْ دُبُرِهٖ، فَاَشْكَلَ عَلَيْهِ اَحْدَثَ اَمْ لَمْ يُحْدِثْ، فَلَا يَنْصَرِفْ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا۔)) ......”جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں اپنی دُبُر میں کوئی حرکت پائے اور اسے یہ شبہ پڑ جائے کہ وہ بے وضو ہو گیا ہے یا نہیں، تو وہ اس وقت تک (نئے وضو کے لیے) نہ جائے، جب تک آواز نہ سن لے یا بدبو نہ پا لے۔“ (صحيح مسلم: ۳٦۲، واللفظ لاحمد: ۹۳۵۵)

ان احادیث کو سامنے رکھ کر اصولیوں نے یہ قانون بنایا ہے: اِنَّ الْيَقِيْنَ لَا يَزُوْلُ بِالشَّكِّ۔ (بیشک یقین، شک کی وجہ سے زائل نہیں ہوتا)۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالنَّوْمِ

پاخانے، پیشاب اور نیند سے وضو کرنے کا بیان

(٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ......

عَنْ زِرٍّ، قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَا نَنْزِعَ مِنْ غَائِطٍ، وَلَا بَوْلٍ، وَلَا نَوْمٍ۔

سیدنا صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ جب ہم سفر میں ہوں تو تین دنوں اور راتوں تک موزے نہ اتاریں، مگر جنابت کی وجہ سے، البتہ پاخانے، پیشاب اور نیند کی وجہ سے موزے نہیں اتارے جائیں گے۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابن ماجه: ۴۷۸، والترمذي: ۹٦، والنسائي: ۱۲٦

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ پیشاب، پاخانے اور نیند سے وضوٹوٹ جاتا ہے، یاد رہے کہ نیند مطلق طور پر ناقضِ وضو ہے، وہ جس حالت میں بھی آ جائے۔

نیند سے متعلقہ تفصیل کے لیے حدیث نمبر (۹) ملاحظہ ہو۔

بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَذْيِ

مذی کی وجہ سے وضو کرنے کا بیان

مذي: بوسہ یا مداعبت کے باعث بلا ارادہ پیشاب کی نالی سے نکلنے والا پتلا پانی۔

مذی ناقضِ وضو ہے، اس کے نکلنے کے بعد استنجا کرتے وقت عضوِ خاص اور خصیتین دونوں کو دھویا جائے گا۔

(٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ، قَالَ: أَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ......

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَدْنُو مِنْ أَهْلِهِ فَيُمْذِي؟ فَقَالَ: ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ قَالَ يَعْنِي يَغْسِلُهُ وَيَتَوَضَّأْ۔))

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا کہ جو اپنی بیوی کے قریب ہوتا ہے اور اس کی مذی نکلتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اس چیز کو محسوس کرے تو وہ اپنی شرمگاہ کو دھوئے اور وضو کرے۔''

تخريج: صحيح ...... أخرجه أبوداود: ٢٠٧، وابن ماجه: ٥٠٥، والنسائي: ١٥٦

(٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ الْمَرْوَزِيُّ بِبَغْدَادَ ، ثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ......

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ ابْنَتَهُ كَانَتْ عِنْدِي فَأَمَرْتُ رَجُلًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((مِنْهُ الْوُضُوءُ۔))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے مذی بہت آیا کرتی تھی، چونکہ آپ ﷺ کی بیٹی میرے گھر تھی، اس لیے میں تو رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کرنے سے شرما گیا، لہٰذا میں نے ایک آدمی کو حکم دیا اور اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے نکلنے سے وضو واجب ہوتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ١٣٢، ١٧٨، ٢٦٩، و مسلم: ٣٠٣

فوائد ...... چونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے داماد تھے، اس لیے طبعی حجاب حائل ہونے کی وجہ سے وہ خود آپ ﷺ سے یہ سوال نہیں کر سکتے تھے، معلوم ہوا کہ رشتوں کے تقدس کا خیال کرنا چاہیے۔

(۷)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، قَالَ: ثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَارِثِ......

عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَأَمَّا الْمَاءُ بَعْدَ الْمَاءِ فَهُوَ الْمَذْيُ ، وَكُلُّ فَحْلٍ يُمْذِي فَتَغْسِلُ مِنْ ذٰلِكَ فَرْجَكَ وَأُنْثَيَيْكَ وَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ))

سیدنا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے مذی کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جو پانی کے بعد پانی آ جاتا ہے، اس کو مذی کہتے ہیں اور ہر نر کی مذی نکلتی ہے، تو اس سے اپنی شرم گاہ اور خصیتین کو دھویا کر اور پھر نماز والا وضو کر لیا کر۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۲۱۱

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنَ الْقَيْءِ
قے سے وضو کرنے کا بیان

(۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ، عَنْ يَعِيشَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ......

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاءَ فَأَفْطَرَ قَالَ: فَلَقِيتُ ثَوْبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: صَدَقَ أَنَا صَبَبْتُ لَهُ الْوَضُوءَ۔

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی اور روزہ توڑ دیا، پھر میں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کو مسجد دمشق میں ملا اور یہ بات ان سے ذکر کی، انھوں نے کہا: انھوں نے سچ کہا ہے۔ میں نے ہی آپ ﷺ کے لیے وضو کا پانی بہایا تھا۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۲۳۸۱، والترمذی: ۸۷

فوائد...... اس حدیث کی دوسری سند سے مروی الفاظ درج ذیل ہیں:

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: : اِسْتَقَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَفْطَرَ فَأُتِيَ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ۔...... رسول اللہ ﷺ نے از خود قے کی، اس لیے روزہ افطار کر دیا، پھر آپ ﷺ کے پاس پانی لایا گیا اور

آپ نے وضو کیا۔

ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: قَاءَ فَتَوَضَّأَ۔ ......آپ ﷺ نے قے کی اور پھر وضو کیا۔

سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا حدیث میں ''فاء'' سببیت کے لیے ہے یا تعقیب کے لیے، اگر سببیت کے لیے تسلیم کریں تو یہ مسئلہ ثابت ہوگا کہ قے سے روزہ اور وضو متاثر ہوتے ہیں، اور اگر اس کو تعقیب کے لیے تسلیم کیا جائے تو پھر صرف یہ ثابت ہوگا کہ آپ ﷺ نے بالترتیب تین کام کیے، یہ ثابت نہیں ہوگا کہ آپ ﷺ نے قے کی وجہ سے روزہ توڑا اور وضو کیا، جیسا کہ امام طحاوی نے کہا: (سیدنا ابو الدرداء اور سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہما) کی احادیث سے یہ استدلال تو نہیں کیا جا سکتا کہ قے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ان میں تو صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے قے کی اور اس کے بعد روزہ توڑ دیا۔

زیادہ احتیاط اسی میں ہے کہ قے کے بعد وضو کر لیا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ ''فاء'' سببیت کے لیے ہو۔

رہا مسئلہ قے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جانے کا، تو اس حدیث کو درج ذیل حدیث کی روشنی میں سمجھا جائے گا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ وَإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ۔)) ......''جسے روزے کی حالت میں قے آ جائے اس پر قضا نہیں، لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر قے کر دے تو وہ قضا دے۔'' (ابوداود: ۲۳۸۰، ترمذی: ۷۱۶، ابن ماجہ: ۱۶۷۶)

یعنی آپ ﷺ نے کسی وجہ سے از خود قے کی ہوگی، اس وجہ سے روزہ توڑ دیا۔

راجح مسلک کے مطابق ڈکار اور نکسیر ناقضِ وضو نہیں ہیں، اس موضوع کی درج ذیل روایت ضعیف ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَصَابَهُ قَيْءٌ اَوْ رُعَافٌ اَوْ قَلْسٌ اَوْ مَذْيٌ فَلْيَنْصَرِفْ فَلْيَتَوَضَّأْ۔)) ......''جسے (نماز میں) قے آ جائے یا نکسیر پھوٹ پڑے یا ڈکار آ جائے یا مذی آ جائے تو وہ (نماز سے) نکل جائے اور وضو کرے۔'' (ابن ماجہ: ۱۲۲۱) یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش راوی ضعیف ہے۔

بَابٌ فِي الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ

نیند سے وضو کرنے کا بیان

(۹)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالُوا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی نیند سے بیدار ہو تو وہ ہاتھوں کو تین دفعہ

قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ.)) قَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ مَرَّةً: ((حَيْثُ بَاتَتْ يَدُهُ.)) وَالْحَدِيثُ لِابْنِ الْمُقْرِءِ.

دھو لینے سے پہلے وضو کے پانی میں نہ ڈالے، کیونکہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔'' ابن المقرء کی روایت میں ''حَيْثُ بَاتَتْ يَدُهُ'' کے الفاظ تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٦٢، ومسلم: ٢٧٨

فوائد :......امام ابن جارود رحمہ اللہ کی طرح کتب ستہ کے مصنفین میں سے صرف امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں مختلف دو مقامات پر اس حدیث پر یہ دو باب قائم کیے ہیں: ایک تَأْوِيلُ "قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ﴾ [المائدة: ٦]" اور دوسرا "الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ"

پہلے باب سے امام نسائی کا یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ وضو کرنے کے لیے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے انھیں تین بار دھو لینا چاہیے، اس کے بعد وضو کا آغاز کرنا چاہیے، لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ امام نسائی کا مقصود یہ ہو کہ اس آیت کا مخاطَب بے وضو آدمی ہے اور پھر اس میں ایک ایسی حدیث بیان کی، جس کا غالب تعلق نمازی کے ساتھ ہوتا ہے، چونکہ نیند سے اس کا وضو ٹوٹ چکا ہوتا ہے، سو وہ رات کی نیند کے بعد فجر کے لیے اور قیلولہ کے بعد عصر کے لیے وضو کرے گا، اس لیے وضو کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اس کو تین بار ہاتھ دھونے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ آیت کے حکم کا تعلق ہر بے وضو آدمی سے ہے اور حدیث کے حکم کا تعلق نیند سے بیدار ہونے والے کے لیے ہے، جبکہ وہ بھی بے وضو ہی ہوتا ہے، سو ان دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

دوسرے باب اور اس حدیث میں مطابقت یہ ہے کہ نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، تبھی تو جاگنے کے بعد پانی کے برتن کا ذکر ہے، لیکن ایک اور مطابقت بھی ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ جیسے سونے والے کو اپنے ہاتھ کے بارے میں پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں کہاں لگتا رہا، اسی لیے اس کو تین بار دھونے کا حکم دیا گیا، اسی طرح نیند میں جسم سے ہوا خارج ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے اور سونے والے کو اس کا پتا نہیں چلتا، اس لیے نیند کے بعد وضو کا حکم بھی دیا جائے گا۔ یہ مسئلہ بھی اہل علم میں مختلف فیہ ہے کہ نیند خود ناقضِ وضو ہے یا نقضِ وضو کا مظنہ ہے۔

نیند مطلق طور پر ناقضِ وضو ہے، وہ بیٹھک کی حالت میں آئے یا لیٹ کر، بہرحال یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے، اس کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں، اس لیے قارئین سے گزارش ہے کہ وہ دلچسپی کے ساتھ درج ذیل بحث کا مطالعہ کریں اور مختلف نصوص میں جمع وتطبیق کی بہترین صورت کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَخَّرَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتَّى نَامَ الْقَوْمُ ثُمَّ اسْتَيْقَظُوا ثُمَّ نَامُوا ثُمَّ اسْتَيْقَظُوا، قَالَ قَيْسٌ: فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

فَقَالَ: اَلصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: فَخَرَجَ فَصَلّٰى بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُمْ تَوَضَّؤُوا۔ ...... رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نمازِ عشا مؤخر کر دی یہاں تک کہ لوگ سو گئے، پھر بیدار ہوئے، پھر سو گئے، پھر بیدار ہوئے۔ بالآخر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! نماز پڑھائیں۔ پھر آپ ﷺ تشریف لے آئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، راوی نے اس قسم کی کوئی بات ذکر نہیں کی کہ انھوں نے از سرِ نو وضو کیا تھا۔ (مسند احمد: ۲۱۹۵، وأخرج نحوه البخاري: ۷۲۳۹، ومسلم: ٦٤٢)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز عشاء کے لیے اقامت کہہ دی گئی یا ایک رات نمازِ عشا کو مؤخر کر دیا گیا، پس ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے کوئی کام ہے۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ سرگوشی کرنے لگے، یہاں تک کہ لوگ سونے لگ گئے، پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور وضو کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ (صحیح مسلم: ۳۷٦، واللفظ لاحمد)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ يَنَامُونَ وَلَا يَتَوَضَّؤُونَ۔ ...... صحابۂ کرام سو جاتے تھے اور پھر نیا وضو نہیں کرتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۳۷٦)

مسند بزار (۲/۳۳۴) کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: إِنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ كَانُوا يَضَعُونَ جُنُوبَهُمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَوَضَّأُ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يَتَوَضَّأُ۔ ......رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اپنے پہلوؤں پر سو جاتے تھے، پھر (نماز ادا کرتے وقت) کوئی وضو کرتا تھا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام بیٹھ کر بھی سو جاتے تھے اور لیٹ کر بھی، لیکن اِس نیند کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔

لیکن درج ذیل احادیث میں نیند کو مطلق طور پر ناقضِ وضو قرار دیا گیا ہے:

(۱)...... سیدنا صفوان رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ يَأْمُرُنَا (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ) إِذَا كُنَّا سَفَرًا أَوْ مُسَافِرِينَ أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَلٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ۔ ...... نبی کریم ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جب ہم سفر کر رہے ہوں تو تین دنوں اور راتوں تک پاخانے، پیشاب اور نیند کی وجہ سے موزے نہ اتارا کریں، البتہ جنابت کی وجہ سے اتارنے ہوں گے۔ (ترمذی: ۳۵۳۵، نسائی: ۱/ ۹۸، ابن ماجه: ٤٧٨، واللفظ لاحمد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب اور پاخانہ کی طرح نیند بھی مطلق طور پر ناقضِ وضو ہے۔

(۲)......سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ۔)) ...... ''بیشک آنکھ، دُبُر کے لیے تسمہ ہیں، اس لیے جو سو جائے، وہ وضو کرے۔'' (ابوداود: ۲۰۳، ابن ماجه: ٤٧٧)

(۳)......سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الْعَیْنَ وِکَاءُ السَّهِ ، فَإِذَا نَامَتِ الْعَیْنَانِ اسْتُطْلِقَ الْوِكَاءُ۔)) ...... ''بیشک آنکھ، دُبُر کے لیے تسمہ ہیں، اس لیے جب آنکھیں سو جاتی ہیں تو تسمہ کھل جاتا ہے۔'' (مسند أحمد: ۱۶۸۷۹، دارمی: ۱/ ۱۸۴، بیھقی: ۱/ ۱۱۸، دارقطنی: ۱/ ۱۶۰)

یہ احادیث بھی اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ نیند مطلق طور پر وضو کو توڑ دیتی ہے۔

(۴)......بعض لوگوں کو اس طرح پایا گیا کہ بیٹھے بیٹھے ان کو نیند آ گئی اور نیند کے دوران آواز کے ساتھ ان کی ہوا خارج ہوئی، لیکن ان کو علم تک نہ ہوا، پھر ان کو بتلایا گیا کہ اُن کا وضو ٹوٹ چکا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ شروع میں مذکورہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا، جبکہ درج بالا تین احادیث سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ نیند ناقض وضو ہے۔

راجح مذہب کے مطابق ان نصوص میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جن احادیث میں نیند کے ناقضِ وضو ہونے کا ذکر ہے، ان کو ناسخ سمجھ کر نیند کو مطلق طور پر وضو توڑ دینے والا امر قرار دیا جائے اور جن احادیث میں صحابہ کے سونے اور پھر وضو نہ کرنے کا ذکر ہے، ان کو منسوخ سمجھا جائے، اس ترجیح کی درج ذیل وجوہات ہیں:

(۱)......اگر اباحت اور حظر میں تعارض پیدا ہو جائے تو حظر کو مقدم کیا جاتا ہے، ان روایات میں نیند کا ناقضِ وضو ہونا حظر ہے۔

(۲)......اگر متعارض امور میں سے ایک کا تعلق براءتِ اصلیہ سے ہو تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا، اس اعتبار سے نیند کو توڑ دینے والے حکم پر مشتمل احادیث ناسخ اور قابل عمل قرار پاتی ہیں۔

(۳)......متعارض نصوص میں اَحْوَط یعنی زیادہ احتیاط والی نص پر عمل کیا جائے اور اِن احادیث میں زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ نیند کو ناقضِ وضو سمجھ لیا جائے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ صورتیں اس وقت اختیار کی جاتی ہیں جب واضح طور پر نسخ کا علم نہ ہو سکے۔

اونگھ اور اس کی طرح کی ہلکی نیند جس میں شعور باقی رہتا ہے، ناقض وضو نہیں ہے۔

(۱۰)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍ ، وَسَمِعَ كُرَيْبًا......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى سِقَاءٍ فَأَخَذَ مِنْهُ مَاءً فَتَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا يُقَلِّلُهُ وَيُخَفِّفُهُ قَالَ: فَصَنَعْتُ مِثْلَ الَّذِي صَنَعَ فَقُمْتُ عَنْ شِمَالِهِ فَحَوَّلَنِي

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزاری، پس میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو ایک مشکیزے کی طرف کھڑے ہوئے، اس سے پانی لیا اور ہلکا سا وضو کیا، راوی نے اس وضو کو قلیل اور خفیف سا قرار دیا، پھر میں نے بھی اسی طرح کیا، جس طرح آپ ﷺ نے کیا اور آپ کی بائیں جانب

عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ صَلَّى مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يُصَلِّيَ ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُنَادِي فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

کھڑا ہو گیا، آپ نے مجھے گھما کر دائیں جانب کھڑا کر دیا، پھر آپ نماز پڑھتے رہے جتنی اللہ تعالیٰ نے چاہی، پھر آپ سو گئے، یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے، پھر مؤذن آپ کی طرف آئے اور آپ نماز کے لیے چلے گئے اور نیا وضو نہیں کیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۳۸، و مسلم: ۷٦۳

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ کی نیند ناقض وضو نہیں تھی، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کی آنکھیں سوتی ہیں، لیکن دل جاگتا ہے، البتہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نیند کے بعد وضو کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے نیند کی وجہ سے وضو کیا تھا۔

(۱۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ كُرَيْبٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّي ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ قَالَ: ثُمَّ جَاءَهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنی خالہ سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے پاس رات گزاری، آپ ﷺ رات کو اٹھے اور نماز پڑھنے لگے، پھر آپ لیٹ گئے اور سو گئے، یہاں تک کہ آواز کے ساتھ سانس لینے لگے، پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ کو نماز کی اطلاع دی، پس آپ تشریف لے گئے، نماز پڑھائی اور نیا وضو نہیں کیا۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(۱۲)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔''

تخریج: أخرجه احمد: ۷٤۱۷ (۲/۲٥۱)

فوائد: ...... یہ نبی کریم ﷺ کا خاصہ تھا، اس لیے آپ کی نیند ناقضِ وضو نہیں تھی۔

بَابُ الطَّهَارَةِ لِلْمُغْمَى عَلَيْهِ

بے ہوش آدمی کے لیے طہارت کا بیان

(۱۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو ، قَالَ: ثَنَا زَائِدَةُ ، قَالَ: ثَنَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ......

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ لَهَا: أَلَا تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: بَلَى ، ثَقُلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَصَلَّى النَّاسُ؟)) فَقُلْنَا: لَا ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: ((ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ.)) قَالَتْ: فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: ((أَصَلَّى النَّاسُ؟)) فَقُلْنَا: لَا ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: ((ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ.)) فَفَعَلْنَا ، قَالَتْ: فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: ((أَصَلَّى النَّاسُ؟)) فَقُلْنَا: لَا ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ: ((ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ.)) فَفَعَلْنَا ، قَالَتْ: فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: ((أَصَلَّى النَّاسُ؟)) فَقُلْنَا: لَا ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَتْ: وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ

عبید اللہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے کہا: کیا آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں بیان نہیں کریں گی؟ انھوں نے کہا: کیوں نہیں، جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری بڑھ گئی تو ایک نماز کے موقع پر آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟'' ہم نے کہا: جی نہیں، وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے ٹب میں پانی رکھو۔'' پس ہم نے ایسے ہی کیا، پس آپ ﷺ نے غسل کیا، لیکن پھر جب آپ نے اٹھنا چاہا تو آپ پر غشی طاری ہو گئی، پھر جب افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟'' ہم نے کہا: جی نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے ٹب میں پانی رکھو۔'' ہم نے ایسے ہی کیا، پس آپ ﷺ نے غسل کیا، لیکن پھر جب آپ اٹھنے لگے تو آپ پر پھر غشی طاری ہو گئی، پھر جب آپ کو ہوش آئی تو آپ نے پوچھا: ''کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟'' ہم نے کہا: جی نہیں، اے اللہ کے رسول! وہ تو آپ کے منتظر ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے لیے ٹب میں پانی رکھو۔'' پس ہم نے پانی رکھا اور آپ ﷺ نے غسل کیا، لیکن پھر جب آپ ﷺ کھڑے ہونے لگے تو پھر بے ہوش ہو گئے، پھر جب افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا لوگوں

الْآخِرَةِ قَالَتْ: فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ۔

نے نماز ادا کر لی ہے؟'' ہم نے کہا: جی نہیں، وہ آپ کا ہی انتظار کر رہے ہیں، اے اللہ کے رسول! اُدھر لوگ آپ ﷺ کے انتظار میں نمازِ عشاء کے لیے مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے، بالآخر آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا دیں۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٨٧، و مسلم: ٤١٨

فوائد: ......طہارت کے معاملے میں بیہوشی کا حکم نیند والا ہی ہے، آپ ﷺ کا بیہوشی کے بعد غسل کرنے کا تعلق طبی معاملے سے ہے، حکمی طہارت سے نہیں۔

غور کریں کہ نبی کریم ﷺ نے مسجد میں نماز ادا کرنے کے لیے کس قدر اہتمام کیا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتنی دیر تک اپنے امام کا انتظار کرتے رہے، کاش ہم بھی سنجیدہ ہو جائیں۔

بَابُ طَهَارَةِ الْمُشْرِكِ إِذَا أَسْلَمَ

اسلام لانے والے مشرک کی طہارت کا بیان

(١٤)۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثَنَا أَبُو عَامِرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْأَغَرِّ......

عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ جَدِّهِ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَسْلَمَ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ۔

سیدنا قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب وہ مسلمان ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے انھیں پانی اور بیری کے پتوں سے غسل کرنے کا حکم دیا۔

تخریج: حديث صحيح ...... أخرجه ابو داود: ٣٥١، والنسائی: ١/ ١٠٩، والترمذی: ٦٠٥

(١٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ، ابْنَا عُمَرَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ ثُمَامَةَ الْحَنَفِيَّ أُسِرَ فَأَسْلَمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَغْتَسِلَ فَاغْتَسَلَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَقَدْ حَسُنَ إِسْلَامُ أَخِيكُمْ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا ثمامہ حنفی رضی اللہ عنہ کو قید کر لیا گیا تو وہ مسلمان ہو گئے، پس آپ ﷺ نے ان کو غسل کرنے کا حکم دیا، سو انھوں نے غسل کیا اور دو رکعت نماز پڑھی، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے بھائی کا اسلام حسین ہو گیا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٤٦٢، ٤٦٩، ٢٤٢٢، ٢٤٢٣، ٤٣٧٢، ومسلم: ١٧٦٤

فوائد :......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام قبول کرنے والا غسل کرے اور اہل اسلام اس سے اس چیز کا مطالبہ کریں۔

الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ
عضوِ خاص کو چھونے سے وضو کرنے کا بیان

(١٦)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: تَذَاكَرَ أَبِي وَعُرْوَةُ مَا يُتَوَضَّأُ مِنْهُ فَذَكَرَ عُرْوَةُ وَذَكَرَ حَتَّى ذَكَرَ الْوُضُوءَ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ قَالَ أَبِي: لَمْ أَسْمَعْ بِهِ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ، عَنْ بُسْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ۔)) قُلْنَا: أَرْسِلْ إِلَيْهَا فَأَرْسَلَ حَرَسِيًّا أَوْ رَجُلًا فَجَاءَ الرَّسُولُ بِذَلِكَ۔

عبد اللہ بن ابو بکر رحمہ اللہ نے کہا: میرے والد اور عروہ کے درمیان یہ بحث ہونے لگی کہ کن چیزوں سے وضو کیا جاتا ہے، عروہ نے مختلف امور کا ذکر کیا، یہاں تک یہ بھی کہا کہ عضو خاص کو چھونے سے بھی وضو کرنا پڑتا ہے، میرے والد نے کہا: میں نے تو اس قسم کی کوئی حدیث نہیں سنی، لیکن انھوں نے کہا: مجھے مروان نے سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اپنے عضو خاص کو چھوا، وہ وضو کرے۔'' ہم نے کہا: اگر تم سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا کی طرف کوئی پہرے دار یا کوئی اور آدمی بھیج کر پتہ کر لیتے (کہ واقعی انھوں نے یہ حدیث بیان کی ہے)، پس قاصد یہی بات معلوم کر کے آیا۔

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابوداود: ١٨١، والترمذى: ٨٢، والنسائى: ١/ ٢١٦، وابن ماجه: ٤٧٩

(١٧)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَرْوَانَ......

عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ۔))

سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے عضوِ خاص کو چھوئے تو وہ وضو کرے۔''

تخریج: انظر الحديث السابق

(١٨)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ

هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَرْوَانَ......
عَنْ بُسْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ مَسَّ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ.)) قَالَ عُرْوَةُ: سَأَلْتُ بُسْرَةَ فَصَدَّقَتْهُ.

سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اپنی شرمگاہ کو چھوا، وہ وضو کرے۔'' عروہ کہتے ہیں: میں نے خود سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا تو انھوں نے اس بات کی تصدیق کی۔

تخريج: انظر الحديث السابق

(١٩)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفَرَجِ الْحِمْصِيُّ، قَالَ: ثَنَا بَقِيَّةُ، قَالَ: ثَنِي الزُّبَيْدِيُّ......
قَالَ: ثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ مَسَّ فَرْجَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ مَسَّتْ فَرْجَهَا فَلْتَتَوَضَّأْ.))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مرد اپنی شرمگاہ کو چھوئے، وہ وضو کرے، اور جو عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے، وہ بھی وضو کرے۔''

تخريج: اسناده حسن ...... أخرجه أحمد: ٧٠٧٦ (٢/٢٢٣)، والدارقطني: ١/١٤٧، والبيهقي: ١/١٣٢

فوائد: ...... ''فَرْج'' کا اطلاق عورت اور مرد دونوں کی اگلی اور پچھلی شرمگاہوں پر ہوتا ہے، لہٰذا مرد ہو یا عورت، جب وہ اپنی اگلی یا پچھلی شرمگاہ کو اپنے ہاتھ سے ٹچ کریں گے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، مکمل وضاحت کے لیے اگلے باب کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

مَا رُوِيَ فِي إِسْقَاطِ الْوُضُوءِ مِنْهُ

شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہ کرنے والی روایت کا بیان

(٢٠)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ......
عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ فَلَمْ يَرَ فِيهِ وُضُوءً.

سیدنا طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے جب نبی کریم ﷺ سے عضو خاص کو چھونے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے اس خیال کا اظہار کیا کہ اس میں وضو نہیں ہے۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۱۸۳، وابن ماجه: ٤٨٣

(۲۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ: ثَنَا مُلَازِمُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: ثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَدْرٍ......

عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ كَأَنَّهُ بَدَوِيٌّ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا تَرٰى فِي مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَهَلْ هُوَ إِلَّا مُضْغَةٌ أَوْ قَالَ بَضْعَةٌ مِنْكَ۔))

سیدنا طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بدوی آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! اگر کوئی آدمی اپنے عضوِ خاص کو چھو لے، تو اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شرمگاہ بھی تیرے جسم ہی کا ٹکڑا ہے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۱۸۲، والترمذی: ۸۵، وابن ماجه: ٤٨٣، والنسائی: ۱/ ۱۰۱

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا شرمگاہ کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے، درج ذیل روایت کچھ تفصیل کے ساتھ مروی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ أَفْضٰى بِيَدِهِ إِلٰى ذَكَرِهِ لَيْسَ دُونَهُ سِتْرٌ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ۔)) ...... ''جو آدمی اپنا ہاتھ اپنی اگلی شرمگاہ کو لگا دے، جبکہ اس کے سامنے کوئی پردہ بھی نہ ہو تو اس پر وضو واجب ہو جائے گا۔'' (مسند احمد: ۸۴۰۴)

سابقہ باب اور اس باب کی احادیث میں ظاہری طور پر تعارض ہے، جمع و تطبیق کی معتبر صورتیں درج ذیل ہیں:

راجح یہی معلوم ہوتا کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے، بشرطیکہ چھونے کی صورت یہ ہو کہ ہاتھ اور شرمگاہ میں کوئی پردہ حائل نہ ہو، جیسا کہ سیدنا بسرہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی روایات کے الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے۔ لیکن سیدنا طلق کی روایت کا کیا کیا جائے گا؟

محدثین نے جمع و تطبیق کے جتنے طریقے مقرر کیے ہیں، ان سب کی روشنی میں سیدنا بسرہ کی روایت پر عمل کیا جائے گا، مثال کے طور پر:

(۱)......سیدنا طلق کی روایت کا تعلق اس صورت سے ہے، جب ہاتھ اور شرمگاہ کے درمیان پردہ حائل ہو۔ یہی تطبیق مناسب نظر آ رہی ہے، اس طرح سے دونوں روایات پر عمل کرنا ممکن ہو جائے گا۔

(۲)......اگر اسانید کو دیکھا جائے تو سیدنا بسرہ کی روایت راجح قرار پاتی ہے۔

(۳)......اگر احتیاط کا معاملہ سامنے رکھا جائے تو سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر عمل کرنا چاہیے، جس میں شرمگاہ کو

چھونے کو ناقضِ وضو قرار دیا گیا ہے۔

(۴)...... اگر اباحت اور حظر میں تعارض پیدا ہو جائے تو حظر کو مقدم کیا جاتا ہے، سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا تعلق حظر سے ہے، لہٰذا اسی پر عمل کرتے ہوئے چھونے سے وضو کرنا ہوگا۔

(۵)...... اگر متعارض امور میں سے ایک کا تعلق براءتِ اصلیہ سے ہو تو اسے منسوخ سمجھا جائے گا، اس اعتبار سے بھی سیدنا طلق رضی اللہ عنہ کی حدیث منسوخ اور سیدہ بسرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ناسخ اور قابل عمل قرار پاتی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سیدنا بسرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے شرمگاہ کے چھونے کو ناقضِ وضو سمجھا جائے گا، شرمگاہ سے مراد مرد و زن کی اگلی اور پچھلی شرمگاہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔

مَا جَاءَ فِي تَرْكِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضو نہ کرنے کا بیان

(۲۲، ۲۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي ابْنَ عُرْوَةَ، قَالَ: ثَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح، قَالَ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، ح قَالَ: وَحَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ لَحْمًا أَوْ عَرْقًا فَصَلَّى وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گوشت یا ہڈی والا گوشت کھایا اور نماز پڑھی، جبکہ پانی کو چھوا تک نہیں۔

تخريج: أخرجه البخاري: ۲۰۷، ۲۰۸، و مسلم: ۳۵٤، ۳۵۵

(۲٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ شَبُّوَيْهِ، وَعَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْحِمْصِيُّ، قَالُوا: ثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: ثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكَ الْوُضُوءِ مِمَّا

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے دو کاموں میں سے آخری کام یہ تھا کہ آپ نے آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کرنے کو ترک کر دیا تھا۔

مَسَّتِ النَّارُ۔ قَالَ ابْنُ عَوْفٍ: عَنْ شُعَيْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۱۹۲، والنسائی: ۱/ ۱۰۸

فوائد: ......ابتدائے اسلام میں آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنے کا حکم دیا جاتا تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل یہ تھا کہ آپ نے آگ پر پکی ہوئی چیز کھائی اور نیا وضو کیے بغیر نماز ادا کی، آپ ﷺ کا یہ آخری عمل ناسخ ہو گا۔

اَلْوُضُوءُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ
اونٹ کے گوشت سے وضو کرنے کا بیان

(۲۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا، سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: فَأُصَلِّي فِي مَرَاحِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: فَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: فَأُصَلِّي فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((لَا۔))

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبیٔ کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا: کیا میں بکری کا گوشت کھانے سے وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔" اس نے کہا: کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جی ہاں۔" اس نے کہا: کیا میں اونٹ کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "جی ہاں۔" اس نے کہا: کیا میں اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔"

تخریج: أخرجه مسلم: ۳۶۰

(۲۶)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَاضِرٌ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى......

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَأُصَلِّي فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ: فَأَتَوَضَّأُ مِنْ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: کیا میں اونٹوں کے باڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔" اس نے کہا: کیا میں ان کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ ﷺ نے

لُحُومِهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: أَأُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ: فَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِهَا؟ قَالَ: ((لَا۔)) قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: وَرَوَاهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ، وَأَشْعَثُ بْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ۔

فرمایا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: کیا میں بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' اس نے کہا: کیا میں ان کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۱۸۴، والترمذی: ۸۱، وابن ماجه: ۴۹۴

فوائد: ......اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو دوبارہ کرنا پڑے گا۔

اسی حدیث کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُصَلُّوْا فِيْهَا، فَإِنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِيْنِ۔)) ......''تم اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھو، کیونکہ یہ شیطانوں میں سے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ اونٹوں کے باڑوں میں نماز نہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے مزاج میں شیطنت پائی جاتی ہے، اس وجہ سے وہ نمازی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

مَا جَاءَ فِي التَّبَاعُدِ لِلْخَلَاءِ

قضائے حاجت کے لیے دور جانے کا بیان

(۲۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ وَكَانَ إِذَا ذَهَبَ لِحَاجَتِهِ أَبْعَدَ فِي الْمَذْهَبِ۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا، آپ ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تھے تو دور چلے جاتے تھے۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ۱، والترمذی: ۲۰، والنسائی: ۱/ ۱۸، وابن ماجه: ۳۳۱

فوائد: ......قضائے حاجت کے لیے آبادی سے دور جانا اسلامی ادب ہے، اس دور میں گھروں میں بنائی گئی لیٹرینوں کے بارے میں شرعی آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔

اَلْقَوْلُ عِنْدَ دُخُولِ الْخَلَاءِ
بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کی دعا

(۲۸)۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرِ ابْنُ سَعِيدِ الدَّارِمِيُّ قَالَ: ثَنَا النَّضْرُ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ صُهَيْبٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہونا چاہتے تو یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" (اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں)۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱٤۲، ومسلم: ۳۷۵

فوائد: ...... درج ذیل حدیث میں اس دعا کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے:

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک ان طہارت خانوں میں شیطان حاضر ہوتے ہیں، اس لیے جب کوئی آدمی ان میں داخل ہو تو وہ یہ دعا پڑھا کرے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ ......اے اللہ! بیشک میں خبیث جنوں اور خبیث جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔" (ابوداود: ٦، ابن ماجه: ۲۹٦، واللفظ لاحمد)

بیت الخلاء میں داخل ہونے والا صرف "بسم اللہ" بھی پڑھ سکتا ہے، جیسا کہ درج ذیل روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((سِتْرُ مَا بَيْنَ اَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِيْ آدَمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ اَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ۔)) ......"جنوں کی آنکھوں اور بنو آدم کی شرم گاہوں کے مابین یہ پردہ ہے کہ جب کوئی آدمی بیت الخلاء میں داخل ہو تو وہ "بسم اللہ" پڑھے۔" (ترمذی: ٦٠٦، ابن ماجہ: ۲۹۷)

كَرَاهِيَةِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لِلْغَائِطِ وَالْبَوْلِ وَالِاسْتِنْجَاءِ
پاخانہ، پیشاب اور استنجا کرتے وقت قبلہ رخ ہونے کی کراہت کا بیان

(۲۹)۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ الْقَطَّانُ، قَالَ: ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَوَكِيعٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ يُوسُفُ وَاللَّفْظُ لِلضَّرِيرِ قَالُوا: ثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: قِيلَ لِسَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ

عبد الرحمن بن یزید سے مروی ہے کہ کسی نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا: تمہارا نبی تو تمہیں ہر چیز سکھاتا ہے، یہاں تک کہ

كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخَرَائَةَ؟ قَالَ: أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ نَسْتَنْجِيَ بِأَيْمَانِنَا أَوْ يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ وَأَنْ لَا يَسْتَنْجِيَ أَحَدُنَا بِرَجِيعٍ أَوْ عَظْمٍ۔

قضائے حاجت کے آداب بھی؟ انھوں نے کہا: جی بالکل، آپ ﷺ نے ہمیں منع کیا کہ پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت قبلے کی طرف منہ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجا کریں یا کوئی آدمی تین سے کم پتھروں سے استنجا کرے، نیز آپ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ آدمی لید یا ہڈی سے استنجا کرے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٢٦٢

فوائد: ......قضائے حاجت کے وقت قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ کرنے سے بچنا چاہیے۔ لوگوں نے تو سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے طنز کیا تھا، لیکن انھوں نے بہت عقلمندی سے سنجیدگی اختیار کی اور مخاطبین کو لاجواب کر دیا۔

(٣٠)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَعُثْمَانُ، قَالَ: ثَنِي عُقْبَةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَقِيتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي الْحَاجَةَ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ مُسْتَدْبِرَ الْكَعْبَةِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر چڑھا اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ قضائے حاجت کر رہے تھے، جبکہ آپ کا رخ بیت المقدس کی طرف اور پیٹھ کعبہ کی طرف تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٤٨، ومسلم: ٢٦٦

فوائد: ......چونکہ آپ ﷺ عمارت کے اندر قضائے حاجت کر رہے تھے، اس لیے بعض علما نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ کسی اوٹ کی صورت میں قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن درج ذیل حدیث عام ہے۔

(٣١)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْأَزْهَرِ قَالَ: ثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ: ثَنِي أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثَنِي أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ أَوْ نَسْتَقْبِلَهَا بِفُرُوجِنَا إِذَا أَهْرَقْنَا الْمَاءَ، ثُمَّ قَالَ: قَدْ رَأَيْتُهُ قَبْلَ مَوْتِهِ بِعَامٍ يَبُولُ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پیشاب کرتے وقت قبلے کی طرف پیٹھ کرنے یا منہ کرنے سے منع فرمایا تھا، لیکن میں نے آپ ﷺ کو آپ کی وفات سے ایک سال قبل دیکھا کہ آپ قبلے کی طرف منہ کر کے پیشاب کر رہے تھے۔

مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابو داود: ۱۳، والترمذی: ۹، وابن ماجه: ۳۲۵

فوائد: ......ان دو احادیث سے معلوم ہوا کہ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا جائز ہے۔ اگر چہ دو احادیث مطلق ہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ آدمی عام حالات میں اس باب کی پہلی حدیث پر عمل کرے اور اگر کوئی عذر ہو تو بلا تردد دوسری دو احادیث پر عمل کر لے، اس رخصت کو اسلام کے حسن پر محمول کرنا چاہیے۔

(۳۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَكْوَانَ......

عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ يَبُولُ إِلَيْهَا فَقُلْتُ: أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ! أَلَيْسَ قَدْ نُهِيَ عَنْ هَذَا؟ قَالَ: بَلَى إِنَّمَا نُهِيَ عَنْ ذَلِكَ فِي الْفَضَاءِ فَإِذَا كَانَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مَنْ يَسْتُرُكَ فَلَا بَأْسَ۔

مروان اصفر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انھوں نے قبلہ کی سمت میں اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور پھر اس کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئے اور پیشاب کرنے لگے، میں نے کہا: اے ابو عبد الرحمن! اس سے تو منع نہیں کیا گیا تھا؟ انھوں نے کہا: جی کیوں نہیں، لیکن اس صورت میں منع کیا گیا ہے جب آدمی کھلی جگہ میں ہو، جب تیرے اور قبلے کے درمیان کوئی اوٹ بننے والی چیز ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

تخریج: حسن لغیره ...... أخرجه ابو داود: ۱۱

فوائد: ......سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث نمبر (۳۰) کی روشنی میں یہ رائے قائم کی تھی اور یہ بھی جمع وتطبیق کی ایک صورت ہو سکتی ہے۔

مَا يُتَّقَى مِنَ الْمَوَاضِعِ لِلْغَائِطِ وَالْبَوْلِ

ان مقامات کا بیان جہاں پاخانہ اور پیشاب کرنے سے بچا جاتا ہے

(۳۳)۔ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اجْتَنِبُوا اللَّعَّانَيْنِ۔)) قَالُوا وَمَا اللَّعَّانَانِ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((الَّذِي يَتَبَرَّزُ عَلَى طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي مَجْلِسِ قَوْمٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لعنت کا سبب بننے والی دو چیزوں سے بچو۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ دو لعنت کرنے والی چیزیں کون سی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی لوگوں کے راستے میں یا کسی قوم کے بیٹھک والے مقام میں پاخانہ کر دیتا ہے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٢٦٩

فوائد: ......درج ذیل حدیث میں تین مقامات کا ذکر ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِتَّقُوْا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ۔)) قِيْلَ: مَا الْمَلَاعِنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَنْ يَقْعُدَ أَحَدُكُمْ فِيْ ظِلٍّ يُسْتَظَلُّ فِيْهِ أَوْ فِيْ طَرِيْقٍ أَوْ فِيْ نَقْعِ الْمَاءِ۔))...... ''لعنت والے تین مقامات سے بچو۔'' کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ لعنت والے مقامات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس سائے کو استعمال کیا جاتا ہو اس میں، راستے میں یا پانی کے گھاٹ میں قضائے حاجت کرنا۔'' (مسند احمد: ۲۷۱۵)

مقامات سے مراد ایسے افعال ہیں کہ جن کی وجہ سے لوگ ایسا کرنے والے پر لعن طعن کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ تین مقامات پر قضائے حاجت نہیں کرنی چاہیے: سایہ دار جگہ جہاں لوگ بیٹھتے ہوں راستہ اور پانی کا گھاٹ۔

یہ بھی ان احادیث کی فقہ ہے کہ قضائے حاجت کے بعد لیٹرین کی مکمل صفائی کرنی چاہیے، تاکہ بعد میں آنے والے کو تکلیف نہ ہو۔ اسلام ہمیں ماحول کی ظاہری صفائی کا بھی خیال رکھنے کی تلقین کرتا ہے، کاش مسلمان ان ہدایات کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

(٣٤)۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْمُخَرِّمِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، ح وَثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثَنَا مُعَاذٌ، قَالَ: ثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْجُحْرِ۔)) هٰذَا حَدِيثُ إِسْحَاقَ وَزَادَ: قَالُوا لِقَتَادَةَ: مَا تَكْرَهُ مِنَ الْبَوْلِ فِي الْجُحْرِ؟ قَالَ: يُقَالُ إِنَّهَا مَسَاكِنُ الْجِنِّ۔

سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی آدمی ہرگز بل میں پیشاب نہ کرے۔'' لوگوں نے قتادہ راوی سے کہا: بل میں پیشاب کرنے کو کیوں مکروہ ہے؟ انھوں نے کہا: کہا جاتا ہے کہ یہ جنوں کا مسکن ہوتا ہے۔

تخریج: ضعیف ...... أخرجه ابوداود: ٢٩، والنسائي: ١/ ٣٣...... منقطع، لم يسمع قتادة الا انسا

فوائد: ......مناسب ہے کہ بل میں پیشاب کرنے سے بچا جائے، اس کی ایک وجہ جناب قتادہ نے بیان کی ہے، لیکن درج ذیل دو وجوہات زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہیں:

(۱) اس بل سے کوئی سانپ بچھو وغیرہ نکل کر بندے کو نقصان پہنچا سکتا ہے، یا بندہ کسی ایسے شبے کی وجہ سے پریشان ہو سکتا ہے۔

(۲) اس بل میں موجود جانور کو کوئی تکلیف ہو سکتی ہے۔

(۳۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: ثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهِ فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ۔))

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی آدمی ہرگز اپنے غسل خانے میں پیشاب نہ کرے، کیونکہ عام طور پر اسی سے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔''

تخریج: صحيح لغيره دون قوله: "فان عامة الوسواس منه" فهو موقوف، وهذا اسناد رجاله ثقات الا ان الحسن البصري لم يصرح سماعه من عبد الله بن المغفل ...... أخرجه ابوداود: ۲۷، وابن ماجه: ۳۰۴، والترمذي: ۲۱، والنسائي: ۱/ ۳٤

فوائد: ...... غسل خانے میں پیشاب کرنا منع ہے، اس کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں، مثلا: اس جگہ کے ناپاک ہو جانے کا خطرہ ہونا، وہاں سے بدبو آنا، اس کی وجہ سے وسوسے پیدا ہونا، عقل سلیم کا اس چیز کو سخت ناپسند کرنا۔

اَلرُّخْصَةُ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا وَقُرْبَ النَّاسِ

کھڑے ہو کر اور لوگوں کے قریب پیشاب کرنے کی رخصت کا بیان

(۳۶)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ أَبِي وَائِلٍ......

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى إِلَى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَدَعَانِي وَقَالَ: لِمَ تَنَحَّيْتَ؟ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا، کہ آپ ایک قوم کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے پاس پہنچے اور کھڑے کھڑے پیشاب کیا، میں پیچھے ہٹ گیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا: ''تو پیچھے کیوں ہٹ گیا ہے؟'' پس میں آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا، جب آپ فارغ ہوئے تو پانی منگوا کر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۲۵، ومسلم: ۲۷۳

فوائد: ...... سیدنا عمر، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا زید بن ثابت، سیدنا سہل بن سعد، سیدنا انس بن مالک، سیدنا علی، سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا مروی ہے۔

اسی طرح جب ایک بدو نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر پیشاب کیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں اس کو صرف مسجد کے آداب کے حوالے سے بات کی تھی، کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔

نبی کریم ﷺ عام طور پر بیٹھ کر ہی قضائے حاجت کرتے تھے، مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا جواز بھی پیدا ہو گیا ہے، بالخصوص جب عذر ہو۔

جس حدیث میں آپ ﷺ کے کھڑے ہونے کی وجہ گھٹنے کے اندرونی حصے میں تکلیف بتائی گئی ہے، وہ ضعیف ہے، امام دارقطنی اور امام بیہقی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

مزید روایات اور ان کی حقیقت:

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَبُوْلَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔ ...... رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔ (ابن ماجہ: ۳۰۹، یہ حدیث ضعیف ہے)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ((يَا عُمَرُ! لَا تَبُلْ قَائِمًا۔)) ...... ''اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کر۔'' (ابن ماجہ: ۳۰۸، یہ حدیث بھی ضعیف ہے)

اس باب میں کوئی ایسی صحیح روایت نہیں ہے جس میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع کیا گیا ہو، البتہ بعض موقوف آثار میں اس چیز سے منع کیا گیا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقْهُ، مَا بَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا مُنْذُ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ۔ ...... جو آدمی تجھے یہ بات بیان کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے تو اس کی تصدیق نہ کرو، کیونکہ جب سے رسول اللہ ﷺ پر قرآن کا نزول شروع ہوا، اس وقت سے آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی: ۱۲، ابن ماجہ: ۳۰۷، نسائی: ۱/ ۲۶)

دراصل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان احادیث کا علم نہیں تھا، جن کے مطابق آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

اصل ادب تو یہی ہے کہ بیٹھ کر پیشاب کیا جائے، آپ ﷺ کا اکثر و بیشتر معمول یہی رہا، ہاں جب کوئی عذر ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

كَرَاهِيَةِ التَّسْلِيمِ عَلَى مَنْ يَبُوْلُ

پیشاب کرنے والے کو سلام کہنے کی کراہت کا بیان

(۳۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: ثَنَا سَعِيدُ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، قَالَ: ثنى أَبُو بَكْرٍ هُوَ ابْنُ عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا مَرَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُهْرِيقُ الْمَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ الرَّجُلُ فَرَدَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس گزرا، جبکہ آپ ﷺ پیشاب کر رہے تھے، اس نے آپ کو سلام کہا، آپ نے (بعد میں) اس کو جواب دیا اور پھر فرمایا: ''جب تو مجھے اس حالت میں دیکھے تو سلام نہ کہا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَنِي هٰكَذَا فَلَا تُسَلِّمْ عَلَيَّ، فَإِنَّكَ إِنْ تَفْعَلْ لَا أَرُدُّ عَلَيْكَ السَّلَامَ.))

کر، اگر آئندہ تو اس طرح کرے گا تو میں تجھے سلام کا جواب نہیں دوں گا۔"

تخریج: حسن ..... أخرجه البزار

فوائد: ..... یہ ایسی استثنائی حالت ہے جس میں سلام کرنا بھی منع ہے اور اگر کوئی آدمی سلام کر دیتا ہے تو وہ جواب کا مستحق بھی نہیں ہوتا، اگر چہ قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد جواب دینا درست ہے۔

(۳۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا قَبِيصَةُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ ﷺ پیشاب کر رہے تھے، اس نے آپ کو سلام کہا، لیکن آپ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۳۷۰

فوائد: ..... درج ذیل دو روایات میں تفصیل ہے:

درج بالا حدیث کو روایت کرنے کے بعد امام ابوداود نے کہا: وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَغَيْرِهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَيَمَّمَ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ۔ ..... اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے تیمم کر کے اس آدمی کے سلام کا جواب دیا تھا۔

عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبُولُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتَّى تَوَضَّأَ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَذْكُرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا عَلَى طُهْرٍ أَوْ قَالَ عَلَى طَهَارَةٍ۔)) ..... سیدنا مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبیٔ کریم ﷺ کے پاس آئے، جبکہ آپ پیشاب کر رہے تھے، انھوں نے آپ کو سلام کہا، لیکن آپ نے ان کے سلام کا جواب نہ دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وضو کیا اور پھر ان کے سامنے عذر پیش کرتے ہوئے فرمایا: "میں طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ناپسند کرتا ہوں۔" (ابوداود: ۱۷)

ان تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ قضائے حاجت کرنے والے کو سلام نہ کہا جائے اور اگر کوئی سلام کہہ دے تو جواب کی چار صورتیں ہیں:

(۱)..... سلام کا جواب نہ دیا جائے۔

(۲)......قضائے حاجت سے فارغ ہو کر جواب دیا جائے۔

(۳)......تیمم کر کے جواب دیا جائے۔

(۴)......وضو کر کے جواب دیا جائے۔

اِسْتِحْبَابُ الْوِتْرِ فِي الِاسْتِنْجَاءِ
پتھروں سے استنجا کرتے وقت طاق عدد کے مستحب ہونے کا بیان

(۳۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو جَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ قَالَا: ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً، ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی وضو کرے تو وہ اپنے ناک میں پانی ڈالے اور پھر اس کو جھاڑے اور جو پتھروں سے استنجا کرے، وہ طاق پتھر استعمال کرے۔''

تخريج: أخرجه البخاری: ۱۶۲، ومسلم: ۲۳۷

فوائد: ......پتھروں کا طاق ہونا کافی نہیں ہے، یہ حدیثِ مبارکہ عام ہے، اس کے مفہوم کو دوسری خاص اور مقید احادیث کی روشنی میں سمجھا جائے گا، ایک حدیث درج ذیل ہے:

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ((لَا يَسْتَنْجِي أَحَدُكُمْ بِدُونِ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ۔))...... ''کوئی آدمی تین پتھروں سے کم سے استنجا نہ کرے۔'' (صحیح مسلم: ۲۶۲)

دیگر کئی احادیث میں بھی آپ ﷺ نے تین پتھروں کا حکم دیا ہے۔

لہٰذا تین پتھروں سے کم پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے، اگر اس سے زیادہ پتھروں کی ضرورت پڑے تو بھی طاق کا خیال رکھا جائے۔ امام احمد اور امام شافعی رحمہما اللہ نے کم از کم تین پتھروں کو واجب قرار دیا ہے۔

اَلْإِسْتِنْجَاءُ بِالْمَاءِ
پانی سے استنجا کرنا

(۴۰)۔ أَخْبَرَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الْبَيْرُوتِيُّ، أَنَّ ابْنَ شُعَيْبٍ، أَخْبَرَهُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ نَافِعٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ......

قَالَ: ثَنِي أَبُو أَيُّوبَ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّونَ

سیدنا ابو ایوب، سیدنا جابر بن عبد اللہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿فِيهِ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ (التوبة: ١٠٨) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَثْنَى عَلَيْكُمْ خَيْرًا فِي الطُّهْرِ فَمَا طُهُورُكُمْ هٰذَا؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَهَلْ مَعَ ذَالِكَ غَيْرُهُ؟)) قَالُوا: لَا غَيْرَ أَنَّ أَحَدَنَا إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ أَحَبَّ أَنْ يَسْتَنْجِيَ بِالْمَاءِ، قَالَ: ((فَهُوَ ذٰلِكَ فَعَلَيْكُمُوهُ.))

رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ﴾ ...... ''اس مسجد میں ایسے لوگ ہیں جو یہ پسند کرتے ہیں کہ وہ پاکیزہ رہیں اور اللہ تعالیٰ پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔'' (سورۂ توبہ: ۱۰۸) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے انصاریوں کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے طہارت کے معاملے میں تمہاری تعریف کی ہے، تم کیسے طہارت حاصل کرتے ہو؟'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں اور جنابت سے غسل کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے علاوہ کوئی اور بات بھی ہے؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں، البتہ ہم میں سے جب کوئی آدمی قضائے حاجت سے فارغ ہوتا ہے تو وہ پانی سے استنجا کرنے کو پسند کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہی وہ چیز ہے، اس کو لازم پکڑے رکھو۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابن ماجه: ٣٥٥

فوائد: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل قبا کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾۔)) دراصل وہ لوگ پانی سے استنجا کرتے تھے، پس ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن ماجه: ٣٥٧، ترمذی: ٣١٠٠)

اس موضوع سے متعلقہ درج ذیل روایت ملاحظہ کریں:

جب نبی کریم ﷺ نے اہل قباء سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکیزگی کی بنا پر تمہاری تعریف کی ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ "اِنَّا نُتْبِعُ الْحِجَارَةَ الْمَاءَ۔" ...... ہم پتھروں کے بعد (مزید پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے) پانی بھی استعمال کرتے ہیں۔ (کشف الاستار عن زوائد البزار: ٢٤٧)

اس حدیث کی سند میں محمد بن عبدالعزیز بن عمر زہری ضعیف ہے، یاد رہے کہ پانی کی موجودگی میں استنجا کے لیے صرف پتھروں پر کفایت کرنا درست ہے، اگر کوئی انسان طبعی طور پر پتھروں کے بعد پانی کا استعمال کرتا ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، البتہ پتھروں کے ساتھ اس کا استنجا مکمل ہو چکا ہوتا ہے۔

سلیم الفطرت لوگ جانتے ہیں کہ پانی اور پتھروں سے استنجا کرنے میں کیا فرق ہے، بہرحال دونوں طریقے مسنون ہیں اور پانی سے استنجا کرنا افضل ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ سہولت عام کر دی ہے، لوگوں کو علم ہونا چاہیے کہ وہ افضل

طریقہ استعمال کر رہے ہیں، تا کہ ان کو اس طریقے کے اجر وثواب کی امید رہے۔

اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ کو صفائی کس قدر پسند ہے کہ صرف پانی سے استنجا کرنے کی وجہ سے اہل قبا کے حق میں آیت نازل فرما دی۔

(٤١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ لِحَاجَتِهِ فَأَتَّبِعُهُ أَنَا وَغُلَامٌ مِنَّا بِالْإِدَاوَةِ فَإِذَا قَضَى حَاجَتَهُ نَاوَلْتُهُ الْإِدَاوَةَ فَيَسْتَنْجِي۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تھے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا ایک برتن لے کر جاتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حاجت سے فارغ ہوتے تو میں آپ کو برتن پکڑاتا اور آپ اس سے استنجا کرتے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٥٠، ومسلم: ٢٧٥

اَلْقَوْلُ عِنْدَ الْخُرُوجِ مِنَ الْخَلَاءِ
بیت الخلاء سے نکلتے وقت کی دعا

(٤٢)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ، قَالَ: أَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ ، قَالَ: ثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ ، عَنْ أَبِيهِ......

قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ قَالَ: ((غُفْرَانَكَ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو یہ دعا پڑھتے: ''غُفْرَانَكَ'' (اے اللہ! میں تیری بخشش کا سوال کرتا ہوں)۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ٣٠، والترمذی: ٧، وابن ماجه: ٣٠٠

فوائد: ......ابن ماجہ کی وہ حدیث ضعیف ہے جس میں بیت الخلاء سے نکلتے وقت یہ دعا بتلائی گئی ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي ۔...... (ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے، جس نے تکلیف کو مجھ سے دور کیا اور مجھے عافیت بخشی۔)

فِي طَهَارَةِ الْمَاءِ وَالْقَدْرِ الَّذِي يُنَجَّسُ وَلَا يُنَجَّسُ
پانی سے طہارت اور اس مقدار کا بیان جو نجس ہو جاتی ہے اور جو نجس نہیں ہوتی

(٤٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ

سُلَيْمٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ ، أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ......

أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَأَلَ رَجُلٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ ، فَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا أَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، اَلْحَلَالُ مَيْتَتُهُ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم سمندری سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑی مقدار میں پانی لے کر جاتے ہیں، اگر ہم اس سے وضوکرلیں تو پیاس ستانے لگتی ہے، کیا ہم سمندر کے پانی سے وضوکر سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار بھی حلال ہے۔''

تخریج: صحیح ۔ أخرجه ابو داود: ٨٣، والترمذی: ٦٩، والنسائی: ١/ ١٧٦، وابن ماجه: ٣٨٦

فوائد: ......معلوم ہوا کہ سمندری پانی سے وضو اور غسل کیا جا سکتا ہے، اس کا ذائقہ جیسا بھی ہو۔

سمندری جانور سے مراد وہ جانور ہے جو پانی کے بغیر زندہ نہ رہ سکتا ہو، جیسے مچھلی وغیرہ، ایسے تمام جانوروں کے مردار حلال ہوں گے، امام شافعی، امام احمد اور امام مالک رحمہ اللہ کی یہی رائے ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ سمندر کے باہر پڑے ہوں یا سمندر کے پانی پر تیر رہے ہوں۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیث بنفسہ حجت ہے، یہ کوئی ضابطہ نہیں ہے کہ حدیث کو قرآن مجید کے مفہوم پر پیش کیا جائے، غور کریں کہ قرآن مجید نے مطلق طور پر مردار کو حرام قرار دیا ہے، لیکن اس حدیث میں سمندری جانور کے مردار کو حلال قرار دیا گیا ہے اور ہر کوئی حلال سمجھتا بھی ہے۔

درست نظریہ یہ ہے کہ قرآن مجید کے عام اور مطلق حکم کو حدیث مبارکہ کے ذریعے خاص اور مقید کیا جا سکتا ہے، اس کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں، کتاب کے شروع میں ''حجیت حدیث'' کے عنوان کا مطالعہ کریں۔

(٤٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْوَرَّاقُ ، وَحَجَّاجُ بْنُ حَمْزَةَ الْوَازِيُّ ، وَأَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ قَالُوا: ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ......

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَاءِ وَمَا يَنُوبُهُ مِنَ السِّبَاعِ وَالدَّوَابِّ فَقَالَ: ((إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ.))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس پانی کے بارے میں سوال کیا گیا جس پر درندے اور دوسرے چوپائے بھی آتے جاتے رہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب پانی دو قلے ہو تو وہ نجاست کو نہیں اٹھاتا (یعنی وہ پلید نہیں ہوتا)۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه أبوداود: ٦٣، والترمذی: ٦٧، وابن ماجه: ٥١٧، والنسائی: ١/ ٤٦

(٤٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَاكِرٍ، قَالَ: ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْقِيرَاطِيُّ، قَالَ: ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ، وَقَالَ عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْوَلِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَيْضًا۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا، پھر مذکورہ بالا حدیث کی طرح بیان کیا۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

(٤٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ......

قَالَ: أَخْبَرَنِي عَاصِمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: كُنَّا فِي بُسْتَانٍ لَنَا أَوْ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَامَ عُبَيْدُ اللّٰهِ إِلَى مَقْرَى الْبُسْتَانِ وَفِيهِ جِلْدُ بَعِيرٍ فَأَخَذَ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ فَقُلْنَا: أَتَتَوَضَّأُ مِنْ هٰذَا وَفِيهِ هٰذَا الْجِلْدُ؟ فَقَالَ: ثَنِي أَبِي، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ فَإِنَّهُ لَا يَنْجُسُ۔))

عاصم بن منذر کہتے ہیں: ہم اپنے یا عبید اللہ بن عبد اللہ کے باغ میں تھے، اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا، عبید اللہ باغ کے تالاب کی طرف گئے، اس میں اونٹ کا چمڑا بھی پڑا ہوا تھا، انھوں نے اس سے وضو کرنا شروع کر دیا، ہم نے کہا: کیا آپ اس پانی سے وضو کر رہے ہیں، جبکہ اس میں تو یہ چمڑا بھی پڑا ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے میرے والد سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب پانی دو قلے ہو تو وہ پلید نہیں ہوتا۔''

تخریج: صحیح ..... أخرجه أبوداود: ٦٥

فوائد: ...... ہمارے نزدیک دو قلے پانی قلیل اور کثیر پانی کے درمیان حد فاصل ہے، تفصیل درج ذیل ہے:

اگر چہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک کثیر اور قلیل پانی کے درمیان حد فاصل حدیث قلتین ہے، ہم بھی اسی نظریے کے قائل ہیں، اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

''مائے کثیر'' (کثیر پانی): وہ ہے جو دو قلے یا اس سے زیادہ ہو، ایسا پانی نجاست کے گرنے سے بھی اس وقت تک

ناپاک نہیں ہوتا، جب تک اِس نجاست کی وجہ سے اس کا ذائقہ یا رنگ یا بو تبدیل نہ ہو جائے۔

''مائے قلیل'' (قلیل پانی): وہ ہے جو دو قلوں (بڑے مٹکوں) سے کم ہو، ایسا پانی معمولی نجاست کے گرنے سے بھی ناپاک ہو جاتا ہے، اگرچہ اس کا ذائقہ، رنگ یا بو تبدیل نہ ہو۔

مذکورہ بالا تعیین درج ذیل احادیث کی روشنی میں کی گئی ہے:

(۱)...... عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((طُهُوْرُ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ اِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ اَنْ يَغْسِلَهٗ سَبْعَ مَرَّاتٍ، اُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ۔)) ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی کے برتن میں کتا پانی پی لے، تو اسے پاک کرنے کیلئے سات دفعہ دھویا جائے، پہلی دفعہ مٹی سے مانجھا جائے۔'' ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پانی کو انڈیل دے۔'' (صحیح مسلم: ۲۷۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قلیل پانی کتے کے منہ ڈالنے سے علی الاطلاق پلید ہو جاتا ہے، تبھی تو آپ ﷺ نے سات بار دھونے اور اس چیز کو ضائع کر دینے کا حکم دیا ہے، اس استدلال کی وجہ یہ ہے کہ گھروں میں عام برتنوں کی مقدار دو قلوں سے کم ہوتی ہے۔

(۲)......اس باب کی احادیث، جس میں دو قلوں کا ذکر ہے۔

(۳)...... بلی کے جوٹھے سے متعلقہ احادیث سے بھی یہ استدلال کیا جا سکتا ہے، کیونکہ صحابہ یہی سمجھ رہے تھے کہ بلی نجس ہے، لہٰذا اس کا جوٹھا بھی نجس ہوگا، پھر آپ ﷺ نے وضاحت کر دی کہ بلی نجس نہیں ہے، جبکہ بلیاں گھروں میں جن برتنوں میں منہ ڈالتی ہیں، وہ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔

(۴)...... جامد چیز میں مر جانے والے چوہے کے ارد گرد والی متاثرہ چیز کو پھینک دینے کا حکم ہے اور ایسی مائع چیز کو ضائع کر دیا جائے گا، اس سے بھی یہ استدلال کیا جائے گا کہ تھوڑی مقدار کی چیز نجس ہو جاتی ہے، کیونکہ عام طور پر اس قسم کی چیزیں قلیل مقدار میں ہوتی ہیں۔

علامہ عبد الحئی لکھنوی نے (السعایۃ: ۱/ ۳۷۷) میں کہا: ''ہر طرف نظر دوڑانے سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ (دو قلوں والی) حدیث ''صحیح'' ہے، ہر قسم کے معارضہ، اجماع کی مخالفت، نسخ وتاویل وغیرہ سے سالم ہے۔'' اور (عمدۃ الرعایۃ: ۱/ ۸۱) میں کہا: ''قلتین والی مقدار صحیح حدیث سے ثابت ہے، دہ در دہ (10×10 ہاتھ تالاب) پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔''

جناب رشید احمد گنگوہی نے کہا: ''جس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ نے حجت پکڑی ہے، وہ ''جید الاسناد'' اور قابل اعتماد ہے، اس کے بارے میں جو احناف نے جواب دیئے ہیں، ان سے طبیعتِ سلیمہ راضی نہیں ہوتی، آپ جانتے ہیں کہ یہ تعسف ہے۔'' (الكواكب الدری: ۱/ ۴۰، ۴۳ بحواله مرعاة المفاتيح: ۲/ ۱۷۵)

جن لوگوں نے اس کو مضطرب قرار دیا، تهذیب السنن لابن القیم، تحفۃ الاحوذی اور تعلیق ترمذی لاحمد شاکر میں ان کا

جواب دیا گیا ہے۔

معلوم ہوا کہ جب تک نجاست کی وجہ سے دو قلے یا اس سے زائد پانی کے اوصاف (رنگ، ذائقہ، بو) تبدیل نہیں ہوتے، اس وقت تک پاک رہتا ہے، محدثین اور فقہاء اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ نجاست کی وجہ سے اوصاف بدلنے کی صورت میں پانی پلید ہو جائے گا، اس کی مقدار زیادہ ہو یا کم۔

قلے (مٹکے) کا تعین:

ابو عبید قاسم بن سلام نے کہا: "الْمُرَادُ الْقُلَّةُ الْكَبِيرَةُ إِذْ لَوْ أَرَادَ الصَّغِيرَةَ لَمْ يَحْتَجْ لِذِكْرِ الْعَدَدِ فَإِنَّ الصَّغِيرَ بَيْنَ قَدْرِ وَاحِدَةٍ كَبِيرَةٍ وَيَرْجِعُ فِي الْكَبِيرَةِ إِلَى الْعُرْفِ عِنْدَ أَهْلِ الْحِجَازِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ الشَّارِعَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَرَكَ تَحْدِيدَهَا عَلَى سَبِيلِ التَّوْسِعَةِ وَالْعِلْمُ مُحِيطٌ بِأَنَّهُ مَا خَاطَبَ الصَّحَابَةَ إِلَّا بِمَا يَفْهَمُونَ فَانْتَفَى الْإِجْمَالُ۔" ......"حدیث میں "قلتین" سے مراد بڑا مٹکا ہے، اگر اس سے مراد چھوٹا مٹکا ہوتا تو دو مٹکوں کی قید کی کوئی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ دو مٹکے ایک بڑے میں سما سکتے ہیں، رہا اس بڑے مٹکے کے تعین کا مسئلہ تو اسے اہل حجاز کے عرف کی روشنی میں سمجھا جائے گا، معلوم یہی ہوتا ہے کہ شارع نے وسعت کے پیش نظر ان کی حد بندی نہیں کی، لیکن اتنا تو معلوم ہے کہ صحابہ کرام سے وہی خطاب کیا جائے گا جو وہ سمجھیں گے، لہٰذا اس مسئلے میں کوئی اجمال نہ رہا۔" (تحفۃ الاحوذی: ۱/ ۷۰)

ازہری نے کہا: "الْقِلَالُ مُخْتَلِفَةٌ فِي قُرَى الْعَرَبِ وَقِلَالُ هَجَرَ أَكْبَرُهَا وَقِلَالُ هجر مَشْهُورَةُ الصَّنْعَةِ مَعْلُومَةُ الْمِقْدَارِ وَالْقُلَّةُ لَفْظٌ مُشْتَرَكٌ وَبَعْدَ صَرْفِهَا إِلَى أَحَدِ مَعْلُومَاتِهَا وَهِيَ الْأَوَانِي تَبْقَى مُتَرَدِّدَةً بَيْنَ الْكِبَارِ وَالصِّغَارِ وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّهَا مِنَ الْكِبَارِ جَعَلَ الشَّارِعُ الْحَدَّ مِقْدَارًا بِعَدَدٍ فَدَلَّ عَلَى أَنَّهُ أَشَارَ إِلَى أَكْبَرِهَا لِأَنَّهُ لَا فَائِدَةَ فِي تَقْدِيرِهِ بِقُلَّتَيْنِ صَغِيرَتَيْنِ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى تَقْدِيرِهِ بِوَاحِدَةٍ كَبِيرَةٍ۔" ......عرب کی بستیوں میں قلوں کے مختلف سائز تھے، "ہجر" علاقے کے قلے سب سے بڑے تھے۔ یہ مخصوص ڈیزائن اور مخصوص مقدار والے ہوتے تھے، قلہ ایک مشترک لفظ ہے جو چھوٹے اور بڑے قلوں کو شامل ہے، لیکن حدیث میں اس سے مراد بڑے قلے ہیں، کیونکہ شارع علیہ السلام نے ایک تعداد (یعنی دو عدد قلوں) کے ساتھ حد بندی کی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑا قلہ مراد ہے، کیونکہ ایک بڑے قلے کے باوجود دو چھوٹے قلوں کی مقدار کا تعین بے فائدہ ہے۔" (تحفۃ الاحوذی: ۱/ ۷۰)

رشید احمد گنگوہی دیو بندی لکھتے ہیں: "قلہ کے معنی میں اجمال کو لازم قرار دینا محض تحکم ہے، صحابہ کے نزدیک تو قلہ ایک معلوم چیز کا نام تھا، اس کی جہالت تم کو کوئی نقصان نہیں دے گی، دوسری روایات میں "قلال هجر" کے الفاظ آتے ہیں، جو اس اجمال کو بیان کر دیتے ہیں۔" (بحوالہ مرعاۃ المفاتیح: ۲/ ۱۷۳)

علامہ زیلعی حنفی نے کہا: "وقال البيهقي في "كتاب المعرفة": وقلال هجر كانت مشهورة عند

اهل الحجاز ، ولشهرتها عندهم شبه رسول الله ﷺ ما رای لیلة المعراج من نبق سدرة المنتهی ......۔“ ......امام بیہقی نے ”کتاب المعرفۃ“ میں کہا کہ حجازیوں کے ہاں ہجر کے قلے مشہور تھے، اسی شہرت کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے سدرۃ المنتہی کے پھل، جو آپ ﷺ نے معراج والی رات کو دیکھے تھے، کو ہجر کے مٹکوں سے تشبیہ دی۔ (نصب الرایۃ:۱/۱۱۲)

خلاصہ کلام: نبی کریم ﷺ کا مقصود ہجر علاقے کے مٹکے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہجر کے دو قلوں کا وزن:

امام صنعانی نے کہا: ”ہجر کے دو قلے تقریباً پانچ سو رطل کے برابر ہوتے ہیں۔“ (سبل السلام:۱/۴۰) اور ایک رطل (۹۰) مثقال کے برابر ہوتا ہے، اس حساب سے (۵۰۰) رطل کا وزن تقریباً (۲۱۰) سیر، (۱۵) چھٹانک ہے، جو جدید وزن کے مطابق تقریباً (184.700) کلوگرام، یعنی (4) من، (24) کلو اور (700) گرام بنتا ہے۔

فقہ حنفی میں کثیر پانی کی مقدار کے بارے میں درج ذیل تین آراء پیش کی گئی ہیں، کسی رائے کے حق میں کوئی مرفوع روایت پیش نہیں کی گئی:

(۱)......دہ در دہ (دس ہاتھ مربع تالاب)

(۲)......اتنا بڑا تالاب ہو کہ ایک کنارے پر دی گئی حرکت کا اثر دوسرے کنارے تک نہ پہنچے۔

حرکت دینے کی کیفیت کے بارے میں بھی تین مختلف اقوال ہیں۔

(۳)......پانی کی جس مقدار کو وضو کرنے والا اپنی سمجھ کے مطابق کثیر سمجھے۔

(٤٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْوَرَّاقُ، وَمُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَسْرُوقِيُّ، قَالَا: ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ الْمَسْرُوقِيُّ: ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ؟ وَهِيَ بِئْرٌ يُطْرَحُ فِيهَا النَّتْنُ وَالْحِيَضُ وَلُحُومُ الْكِلَابِ؟ فَقَالَ: ((اَلْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ۔))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم بئر بضاعہ سے وضو کر لیا کریں، جبکہ یہ ایسا کنواں ہے جس میں بدبودار چیزیں، حیض کے کپڑے اور کتوں کا گوشت پھینکا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانی پاک ہے، کوئی چیز اس کو پلید نہیں کرتی۔“

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ٦٧، والترمذی: ٦٦، والنسائی: ١/ ١٧٤

فوائد: ......بنو ساعدہ کے محلے یا کنویں کے مالک یا اس مقام کا نام ”بُضَاعہ“ تھا، وہاں ایک کنواں تھا، جس کو ”بئرِ بُضَاعہ“ کہتے تھے۔

بد بودار چیزیں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ کنواں ایسی جگہ پر واقع تھا کہ اس قسم کی متاثرہ چیزیں ہوا یا پانی کے بہاؤ کے ذریعے اس میں گر جاتی تھی، اس تاویل کی وجہ یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ذی شعور لوگ یہ آلود چیزیں کنویں میں پھینکیں، جبکہ وہ تو پاکیزہ ترین شخصیات کا دور تھا۔

امام ابوداود نے ''سنن'' میں کہا: قتیبہ بن سعید نے اس کنویں کے نگران سے اس کی گہرائی کے بارے میں پوچھا، اس نے کہا: اس کا زیادہ سے زیادہ پانی شرمگاہ تک آ جاتا ہے اور جب پانی کم پڑ جاتا ہے، تو پردہ والی جگہ سے نیچے تک رہتا ہے۔

امام ابوداود مزید کہتے ہیں: میں نے اپنی چادر کے ذریعے اس کنویں کے عرض کی پیائش کی اور اس کو چھ ہاتھ چوڑا پایا، پھر میں نے باغ کا دروازہ کھولنے والے سے پوچھا کہ کیا اس کی ساخت کو تبدیل کیا گیا ہے، اس نے کہا: جی نہیں، البتہ میں نے دیکھا کہ اس کے پانی کا رنگ تبدیل ہو چکا تھا۔

معلوم ہوا کہ اس کنویں کی چوڑائی (9) فٹ تھی اور اگر اس کی لمبائی اور گہرائی (3.5) فٹ تسلیم کر لی جائے تو یہ تقریبا (3200) لٹر پانی بنتا ہے۔

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ اس کنویں کا پانی ''مائے کثیر'' کی مقدار سے کہیں زیادہ تھا اور کثیر پانی کے بارے میں قانون یہ ہے کہ نجاست کے گرنے کی وجہ سے جب تک اس کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہیں ہوگا، وہ اس وقت تک پاک رہے گا۔

(٤٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، وَابْنُ عَوْنٍ قَالُوا: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: انْتَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ وَقَدْ فَضَلَ مِنْ غَسْلِهَا أَوْ مِنْ وَضُوئِهَا فَأَرَادَ أَنْ يَتَوَضَّأَ بِهِ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي اغْتَسَلْتُ مِنْهُ مِنْ جَنَابَةٍ فَقَالَ: ((إِنَّ الْمَاءَ لَا يَنْجُسُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی کسی بیوی کے پاس گئے، جبکہ ان کے پاس ان کے وضو یا غسل سے بچا ہوا پانی موجود تھا، جب آپ ﷺ نے اس پانی سے غسل کرنا چاہا تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس پانی سے غسلِ جنابت کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک پانی پلید نہیں ہوتا۔''

تخريج: صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٦٨، والترمذى: ٦٥، وابن ماجه: ٣٧٠، والنسائى: ١/ ١٧٣

فوائد: ......سنن میں ''لَا يَنْجُسُ'' کے بجائے ''لَا يُجْنِبُ'' کے الفاظ ہیں، لیکن مرادی معنی ایک ہی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد و زن ایک دوسرے کے غسل جنابت سے بچے ہوئے پانی سے غسل کر سکتے ہیں، درج ذیل حدیث میں مذکورہ ممانعت کو کراہت پر محمول کیا جائے گا۔

حُمید بن عبد الرحمن حِمیری کہتے ہیں: میں ایسے صحابی کو ملا، جن کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح چار برس تک نبیٔ کریم ﷺ کی صحبت کا شرف ملا تھا، انھوں نے کہا: نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ وَأَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ وَلْيَغْتَرِفُوْا جَمِيْعًا۔ ...... رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ بیوی، خاوند کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے یا خاوند، بیوی کے بچے ہوئے پانی سے نہائے، ان کو چاہیے کہ وہ اکٹھے چلّو بھر لیں (یعنی ایک وقت میں اکٹھا نہالیں)۔ (صحیح، ابوداود: ۸۱، نسائی: ۱/ ۱۳۰، واللفظ لاحمد)

(۴۹)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ......

قَالَ: أَنَا الثَّوْرِيُّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ — یہ سابقہ حدیث ہی ہے۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو جَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ قَالَا: ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا کسی کے برتن میں پانی پی جائے، تو وہ اس کو سات دفعہ دھوئے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۷۲، ومسلم: ۲۷۹

(۵۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْخَلِيلِ، قَالَ: أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، قَالَ: ثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ، وَأَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُهْرِقْهُ وَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو وہ اس چیز کو انڈیل دے اور اس برتن کو سات بار دھوئے۔''

تخریج: انظر الحديث السابق

(۵۲)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا وَلَغَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا کسی کے برتن میں منہ ڈال دے تو وہ اس کو

الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَقَالَ أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلَهُنَّ أَوْ إِحْدَاهُنَّ بِالتُّرَابِ.))

سات دفعہ دھوئے اور پہلی بار یا ایک بار مٹی سے مانجھے۔''

تخریج: انظر برقم (٥٠)

(٥٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ مُطَرِّفٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مِرَارٍ، وَالثَّامِنَةَ عَفِّرُوهُ بِالتُّرَابِ.))

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کتا برتن میں پانی پی جائے تو اس کو سات بار دھوؤ اور آٹھویں دفعہ مٹی سے مانجھو۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٢٨٠

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو سات مرتبہ دھویا جائے، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہی رائے ہے۔ نیز جو چیز برتن میں ہو، وہ ضائع کر دی جائے، ہاں اگر وہ ٹھوس اور جمی ہوئی چیز ہو تو صرف متاثر حصے کو ضائع کر دیا جائے اور سالم حصے کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ایسے برتن کو مٹی سے مانجھنے کے بارے میں ''أُوْلٰهُنَّ'' والی روایت راجح ہے، یعنی پہلی بار مٹی سے مانجھا جائے، نہ کہ آخری بار۔

(٥٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ.''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی آدمی ساکن پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے، وہ پانی جو چلتا نہیں ہے، پھر وہ اس سے وضو کرے گا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٣٩، ومسلم: ٢٨٢

فوائد: ......کھڑے پانی میں غسل جنابت کرنا اور پیشاب کرنا منع ہے۔

''اور پھر وہ اس سے وضو کرے گا۔'' کا مفہوم یہ ہے کہ یہ بات عاقل سے بعید ہے کہ وہ پہلے اس پانی میں پیشاب کرے اور پھر اس سے وضو بھی کر لے۔

(٥٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَعَلَّانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، قَالَا: ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي حَفْصَةَ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَا: ثَنَا عُتْبَةُ هُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي شَرَابِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ يَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ سُمًّا وَفِي الْآخَرِ شِفَاءً۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کے مشروب میں مکھی گر جائے تو وہ اس کو اس میں مکمل ڈبو کر پھینکے، کیونکہ اس کے ایک پر میں زہر ہے اور دوسرے میں شفا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٣٣٢٠، ٥٧٨٢

فوائد: ......ابوداود کی روایت میں ہے: ((وَإِنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الَّذِي فِيهِ الدَّاءُ۔))...... ''مکھی بچنے کے لیے اپنا وہ پر مشروب میں ڈبوتی ہے، جس میں بیماری ہوتی ہے۔''

امام شوکانی نے کہا: ان احادیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ ''مائے قلیل'' ایسی چیز کے مر جانے سے نجس نہیں ہوتا، جس کا بہنے والا خون نہ ہو، کیونکہ ان احادیث میں موت وحیات کی کوئی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔ (نیل الاوطار: ١/٦٨)

معلوم ہوا کہ ضرر اور تکلیف کو دور کرنے کے لیے مکھی کو مارا جا سکتا ہے، اہل علم نے کہا ہے کہ اس معاملے میں ہر اس جانور کو مکھی پر ہی قیاس کریں گے جس کا خون بہنے والا نہیں ہوتا، مثلاً شہد کی مکھی، بھڑ اور مکڑی وغیرہ، اگر کھانے پینے کی چیز میں کوئی ایسا جانور مر جائے تو وہ چیز پاک ہی رہے گی۔

(٥٦)۔ أَخْبَرَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ أَبَا السَّائِبِ، حَدَّثَهُ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ۔)) فَقَالَ: كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی آدمی کھڑے پانی میں جنابت والا غسل نہ کرے۔'' راوی نے کہا: اے ابو ہریرہ! تو پھر وہ کیسے کرے؟ انھوں نے کہا: وہ وہاں سے پانی لے لے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٢٨٣

فوائد: ......یعنی کسی بالٹی وغیرہ میں پانی بھر لے اور کھڑے پانی والے تالاب وغیرہ سے دور ہٹ کر غسلِ جنابت کرے۔

(٥٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِالْقَدَحِ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ زَادَ مَحْمُودٌ: وَهُوَ الْفَرَقُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور میں ایک ٹب سے غسل کرتے تھے اور وہ ایک "فَرَق" کی مقدار کا ہوتا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٣٨٤، ومسلم: ٣١٩

فوائد: ......ایک "فَرَق" تین صاع کے برابر ہوتا ہے۔

پانی کی وافر مقدار اور سہولت آمیز طریقوں کی وجہ سے ایسی احادیث کو سمجھنا مشکل ہو گیا ہے، کیونکہ ہر آدمی اتنی مقدار میں پانی کو غسل کے لیے انتہائی ناکافی سمجھتا ہے، دراصل ہم اپنی فطرت اور نیچر کو بھول گئے ہیں جبکہ ہم نے لوگوں کو آدھے گلاس پانی سے مکمل وضو کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

(٥٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّئُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خواتین و حضرات ایک برتن سے وضو کیا کرتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ١٩٣

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواتین و حضرات یا صرف خواتین یا صرف مرد ایک برتن سے اکٹھے وضو کر سکتے ہیں۔

اس عمل سے بے پردگی کا ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ ممکن ہے کہ وضو کا یہ واقعہ پردے کے احکام کے نزول سے پہلے کا ہو، یا محرم رشتہ دار اس طرح وضو کرتے ہوں، یا غیر محرم اپنی نظروں کی حفاظت کے ساتھ اکٹھے وضو کر لیتے ہوں۔

(٥٩)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: أَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَنَا حُمَيْدٌ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِيَدِهِ فَرُئِيَ فِي

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے قبلہ کی سمت والی دیوار پر بلغم دیکھی، پھر آپ ﷺ نے اس کو اپنے ہاتھ سے کھرچ تو دیا، لیکن آپ کے چہرے سے

وَجْهِهِ شِدَّةُ ذَلِكَ فَقَالَ: ((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا قَامَ يُصَلِّي فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ رَبُّهُ فِيمَا بَيْنَهُ بَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَإِذَا بَزَقَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْزُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ أَوْ يَقُولُ: هَكَذَا.)) وَبَزَقَ فِي ثَوْبِهِ وَدَلَكَ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ.

معلوم ہو رہا تھا کہ یہ چیز آپ پر گراں گزری، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے ربّ سے سرگوشی کرتا ہے یا اس طرح فرمایا کہ اس کا ربّ اس کے اور قبلے کے مابین ہوتا ہے، اس لیے اگر کسی کو تھوکنا پڑ جائے تو وہ بائیں طرف تھوکے یا پاؤں کے نیچے تھوک لے، یا پھر اس طرح کر لے۔“ پھر آپ ﷺ نے اپنے کپڑے میں تھوکا اور اس کو مَل دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٠٥، ومسلم: ٥٤٧

فوائد: ......سیدنا طارق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ((إِذَا صَلَّيْتَ فَلَا تَبْصُقْ بَيْنَ يَدَيْكَ، وَلَا عَنْ يَمِينِكَ، وَلَكِنِ ابْصُقْ تِلْقَاءَ شِمَالِكَ إِنْ كَانَ فَارِغاً وَإِلَّا فَتَحْتَ قَدَمَيْكَ وَادْلُكْهُ.)) ...... ”جب تو نماز پڑھے تو نہ اپنے سامنے تھوک اور نہ دائیں طرف، بلکہ اگر بائیں جانب خالی ہے تو اُدھر تھوک لے، وگرنہ اپنے قدموں تلے تھوک کر اُس کو مل دے۔“ (سنن نسائی: ۱/ ۱۱۹، مسند احمد: ۶/ ۳۹۶)

اس میں نمازی کی قدر ومنزلت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنا رخِ انور اس کی طرف پھیر دیتے ہیں، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی طور پر یکسوئی اختیار کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو بے توجہی اور برائی سے نفرت ہے۔ نیز اس حدیث سے نمازی کو ضرورت کے وقت تھوکنے کی گنجائش ملتی ہے، اس پر تفصیلی بحث یہ ہے:

عصر حاضر میں مساجد کی خوبصورت عمارتوں اور اس میں بچھی ہوئی خوبصورت چٹائیوں اور قالینوں کی وجہ سے درج بالا حدیث کو سمجھنے میں مشکل پیش آئی ہے۔ یہ احادیث اس وقت بیان کی گئی تھیں جب مساجد کا فرش کچی مٹی اور ریت پر مشتمل ہوتا تھا یا سطح زمین کی جو کیفیت بھی ہوتی تھی اور مساجد میں بچھانے کے لئے صفیں بھی نہیں ہوتی تھیں۔

درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رخصت اس وقت ہے جب آدمی نماز پڑھ رہا ہو اور اسے مجبوراً تھوکنا پڑ جائے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا.)) ......”مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ تھوک کو دفن کر دینا ہے۔“ (صحیح بخاری)

مساجد کی موجودہ صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے آخری طریقہ اختیار کیا جائے یعنی کپڑے یا ٹشو پیپر وغیرہ پر تھوک لیا جائے۔

(٦٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ نَافِعٍ: وَحَدَّثَنِي مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ...... عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ

سیدہ کبشہ بنت کعب رضی اللہ عنہا، جو سیدنا ابن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ کی بیوی

تَحْتَ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوئًا فَجَائَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَأَصْغَى لَهَا الْإِنَاءَ حَتَّى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ: فَرَآنِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَتَعْجَبِينَ يَا ابْنَةَ أَخِي؟ قَالَتْ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجِسٍ إِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِينَ عَلَيْكُمْ أَوْ الطَّوَّافَاتِ۔))

تھیں، سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور میں نے ان کے لیے وضو کا پانی ڈال کر رکھا، اتنے میں ایک بلی آ گئی اور اس برتن سے پینے لگی، انھوں نے اس کے لیے برتن کو اور جھکا دیا، یہاں تک کہ اس نے پانی پی لیا، جب انھوں نے مجھے دیکھا کہ میں حیرانی میں ان کی طرف دیکھ رہی ہوں تو انھوں نے کہا: بھتیجی! کیا تجھے تعجب ہو رہا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک بلی ناپاک نہیں ہے، یہ تو تم پر چکر لگانے والوں یا چکر لگانے والیوں میں سے ہے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۷۵، والترمذی: ۹۲، وابن ماجه: ۳۶۷، والنسائی: ۱/ ۵۵

فوائد: ...... بلا شک وشبہ بلی حرام جانوروں میں سے ہے، لیکن ان روایات سے پتہ چلا کہ بلی خود بھی پاک ہے اور اس کا جوٹھا بھی پاک ہے۔

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿طَوَّافُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ ......''تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو۔'' (سورۂ نور: ۵۸)

خادم اور مالک کو آپس میں ہر وقت ایک دوسرے سے ملنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اسی ضرورتِ عامہ کے پیش نظر اللہ تعالی نے غلاموں کو اس آیت میں یہ اجازت دے دی ہے کہ وہ تین مخصوص اوقات کے علاوہ بغیر اجازت لیے اپنے مالکوں کے پاس آ سکتے ہیں۔

بالکل یہی معاملہ بلی کا ہے، اس کے مزاج میں اتنی مانوسیت ہے کہ یہ بکثرت گھر کے اندر آتی جاتی رہتی ہے، بلکہ رات کو گھر کے افراد کے پاس بستروں میں گھس آتی ہے اور اس کی یہ عادت بھی ہے کہ برتنوں کے اندر گھستی رہتی ہے، پس شریعت نے غلاموں کی طرح اس کے لیے بھی رخصت دے دی اور اس کے جوٹھے کو پاک قرار دیا اور پھر اس رخصت کے تقاضے کے مطابق اس جانور کو صفائی پسند قرار دیا، مثلا کوئی چیز کھانے کے بعد منہ کو زمین پر رگڑنا اور اپنی گندگی پر پنجوں کے ذریعے مٹی ڈالنا اس کی فطرت میں شامل ہے۔

قانون: حرام جانور کے جوٹھے کو شرعی دلیل کے بغیر پلید نہیں قرار دیا جا سکتا، کیونکہ حرام ہونے سے جانور کا نجس ہونا لازم نہیں آتا، البتہ ہر نجس چیز حرام ہوتی ہے۔

فقہاء نے اس حدیث کی روشنی میں یہ قاعدہ اخذ کیا ہے: اَلْمَشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيْرَ۔ (مشقت آسانی کو کھینچ کر لاتی ہے، یعنی مشقت آسانی کا سبب بنتی ہے)۔

(٦١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، وَأَحْمَدُ بْنُ شَيْبَانَ الرَّمْلِيُّ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَرْفَعُهُ وَقَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ: قَالَ مَرَّةً: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ۔)) وَقَالَ ابْنُ شَيْبَانَ: قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چمڑے کو رنگا جائے، وہ پاک ہو جاتا ہے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٣٦٦

فوائد: ......رنگنے سے پہلے چمڑے کو ''اِهَاب'' اور رنگنے کے بعد ''شَنّ'' اور ''قِرْبَة'' کہتے ہیں۔

اس موضوع سے متعلقہ دیگر روایات بھی موجود ہیں، ان سب روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا، لیکن وہ اس عمل سے حلال نہیں ہوتا، حرام ہی رہتا ہے، اس طرح ایسے چمڑے کا کوئی جز کھانا جائز نہیں گا۔ ذہن نشین کر لیں کہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز حرام ہو، لیکن پاک ہو، جیسے بلی ہے، کسی چیز کے حرام ہونے سے اس کا نجس ہونا لازم نہیں آتا، وہ اس وقت نجس ہوگی، جب شریعت اس پر نجاست کا حکم لگائے گی۔

(٦٢)۔ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْعَطَّارُ قَالَ: ثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، قَالَ: ثَنَا أَبُو رَيْحَانَةَ......

عَنْ سَفِينَةَ، صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ۔

صحابیٔ رسول سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع سے غسل اور ایک مُدّ سے وضو کر لیتے تھے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٣٢٦

فوائد: ......ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں، ایک مد کا وزن تقریباً 525 گرام اور ایک صاع کا وزن 2 کلو 100 گرام ہوتا ہے، اس قسم کی احادیث میں پانی کی جو مقدار بیان کی گئی ہے، یہ بندے کے غسل اور وضو کے لیے واقعی کفایت کرتی ہے، عصر حاضر میں پانی کی وافر مقدار کی دستیابی نے بندوں کے مزاجوں کو تبدیل کر دیا ہے، درج ذیل حدیث پر غور کریں۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: وضو کے لیے مجھے کتنا پانی کفایت کرے گا؟ انھوں نے کہا: ایک مُدّ۔ اس نے کہا: اور غسل کے لیے مجھے کتنا پانی کفایت کرے گا؟ انھوں نے کہا: ایک صاع۔

اس آدمی نے کہا: یہ پانی تو مجھے کفایت نہیں کرتا، انھوں نے کہا: "لَا أُمَّ لَكَ ، قَدْ كَفَى مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ" ...... تیری ماں ہی نہ ہو، یہ مقدار اس ہستی کے لیے تو کافی تھی، جو تجھ سے بہتر تھی، ان کی مراد رسول اللہ ﷺ تھے۔ (مسند احمد: ٢٦٢٨)

مَا جَاءَ فِي السِّوَاكِ
مسواک کا بیان

(٦٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ ، قَالَ: ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوءٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے اپنی امت پر مشقت ڈالنے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں ان کو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دے دیتا۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ٨٨٧، ومسلم: ٢٥٢

فوائد: ...... مسواک سے مراد وہ لکڑی ہے، جو دانتوں کی میل کچیل صاف کرنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔
بہت ساری احادیث میں مسواک کی فضیلت بیان کی گئی ہے، مثال کے طور پر:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ۔)) ...... "مسواک کرنا منہ کو پاک کرنے والا اور ربّ تعالیٰ کو راضی کرنے والا عمل ہے۔" (مسند احمد: ٦٢)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَوْ حَسِبْتُ أَنْ سَيَنْزِلُ فِيهِ قُرْآنٌ۔)) ...... "مجھے مسواک کرنے کا اتنا حکم دیا گیا حتی کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ عنقریب اس کے بارے میں قرآن مجید نازل ہو جائے گا۔" (مسند احمد: ٢١٢٥)

امام صنعانی نے کہا: مسواک کی فضیلت میں ایک سو سے زیادہ احادیث منقول ہیں، لیکن بڑا تعجب ہے کہ اتنی کثیر احادیث کے باوجود لوگوں کی بڑی تعداد نے بلکہ کئی فقہاء نے غفلت برتی ہے، پس یہ بڑی ناکامی ہے۔ (سبل السلام: ١/ ٤١)

فِي النِّيَّةِ فِي الْأَعْمَالِ
اعمال میں نیت کا بیان

(٦٤)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِئِ ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ

التَّيْمِيُّ ......

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يُخْبِرُ ذٰلِكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّ لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ۔))

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور بیشک ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے، جو وہ نیت کرے گا، پس جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی تو اس کی اسی چیز کی طرف سمجھی جائے گی جس کے لیے وہ ہجرت کرے گا، جس کی ہجرت دنیا کے حصول کے لیے ہوگی یا کسی عورت کے ساتھ نکاح کے لیے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لیے سمجھی جائے گی، جس کے لیے وہ ہجرت کرتا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١، ومسلم: ١٩٠٧

فوائد: یہ انتہائی اہم اور جامع حدیث ہے اور ہر نیکی کو سرانجام دینے اور ہر برائی سے بچنے کے ساتھ اس حدیثِ مبارکہ کا گہرا تعلق ہے۔ نیت کی دو قسمیں ہیں، ایک نیت اعمالِ صالحہ کو ایک دوسرے سے جدا کرتی ہے، مثلاً ظہر کی چار رکعتیں، عصر کی چار رکعتیں، اِن سے پہلے والی چار چار سنتیں، فرضی روزہ، نفلی روزہ وغیرہ، ہر عمل کو شروع کرتے وقت اس کی خاص نیت کی جائے گی۔

نیت کی دوسری قسم عامل کے مقصد کا تعین کرتی ہے کہ وہ عمل اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے کیا جا رہا ہے یا اس کی غرض و غایت ریاکاری، نمود و نمائش یا کسی غیر اللہ کا ڈر خوف ہے۔

یہ دعوی کرنا ممکن ہے کہ سب سے مشکل عمل نیت اور ارادے کو اخلاص پر برقرار رکھنا ہے۔ جہاد، سخاوت اور حج جیسے بیش قیمت اعمال نیت کے فتور کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں اور وبال جان بن جاتے ہیں۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: مَا عَالَجْتُ شَيْئًا أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ نِيَّتِي ، لِأَنَّهَا تَتَقَلَّبُ عَلَيَّ۔ ...... میں نے کسی چیز کا علاج نہیں کیا، جو میرے لیے سب سے زیادہ مشکل ہو، ماسوائے نیت کے، یہ نیت تو مجھ پر الٹ پلٹ ہو جاتی ہے۔

امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کہا: رُبَّ عَمَلٍ صَغِيرٍ تُعَظِّمُهُ النِّيَّةُ وَرُبَّ عَمَلٍ كَبِيرٍ تُصَغِّرُهُ النِّيَّةُ۔ ...... کتنے ہی چھوٹے چھوٹے عمل ہیں کہ نیت ان کو بڑا بنا دیتی ہے اور بہت سارے بڑے بڑے عمل ہیں کہ نیت ان کو چھوٹا بنا دیتی ہے۔

یحییٰ بن ابو کثیر نے کہا: تَعَلَّمُوا النِّيَّةَ فَإِنَّهَا أَبْلَغُ مِنَ الْعَمَلِ۔ ......نیت کو بھی سیکھو، کیونکہ یہ عمل سے زیادہ

اہمیت دالی ہے۔

کسی نے نافع بن حبیب سے کہا: کیا آپ فلاں جنازے میں حاضر نہیں ہوں گے؟ انھوں نے کہا: ذرا ٹھہرو، میں نیت کرلوں، پھر انھوں نے کچھ دیر سوچا اور کہا: جی چلیے۔ (ان اقوال کے لیے ملاحظہ ہو: جامع العلوم والحکم: ص ۱۳)

لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ
طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

(٦٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سِمَاكٍ......

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، قَالَ: جَعَلَ النَّاسُ يُثْنُونَ عَلَى ابْنِ عَامِرٍ عِنْدَ مَوْتِهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَمَا إِنِّي لَسْتُ بِأَغَشِّهِمْ لَكَ وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ۔))

مصعب بن سعد بیان کرتے ہیں کہ جب ابن عامر کی وفات کا وقت قریب ہوا تو لوگ ان کی تعریف کرنے لگے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں لوگوں میں تجھے دھوکہ دینے والا نہیں ہوں، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''بیشک اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر نماز کو اور خیانت سے کیے گئے صدقے کو قبول نہیں کرتا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٢٢٤

فوائد: ......اس باب میں طہارت سے مراد حکمی طہارت ہے، جیسے وضو اور غسل جنابت وغیرہ۔

طہارت نماز کے لیے شرط ہے، اس کے بغیر نہ صرف نماز قبول نہیں ہوگی، بلکہ طہارت کے بغیر نماز پڑھنے والا آدمی سخت گنہگار ہوگا۔

(٦٦)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ هَمَّامٍ ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتَّى يَتَوَضَّأَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوگی، جب تک وہ وضو نہیں کرے گا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٣٥، ٦٩٥٤، ومسلم: ٢٢٥

فوائد: ...... حدیث اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے کہ تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام تک نمازی کا باوضو رہنا شرط ہے، کیونکہ نماز کا اطلاق تکبیرِ تحریمہ، سلام اور ان کے درمیان والے امور اور ارکان پر ہوتا ہے، اگر نماز کے بیچ میں وضو ٹوٹ جائے تو نماز کی تکمیل سے قبل وضو والی شرط کے مفقود ہونے سے سابقہ ادا کیا ہوا نماز کا حصہ باطل ہو جائے گا اور دوبارہ ساری نماز ادا کرنا ہوگی۔

صِفَةُ وُضُوءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِفَةِ مَا أَمَرَ بِهِ

رسول اللہ ﷺ کے وضو اور آپ کے حکم دیئے گئے وضو کی کیفیت کا بیان

(٦٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ......

عَنْ حُمْرَانَ بْنِ أَبَانَ، قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثًا فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثًا ثُمَّ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ نَفْسَهُ فِيهِمَا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔))

حمران بن ابان رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کیا، ہاتھوں پر تین دفعہ پانی ڈالا اور ان کو دھویا، پھر تین بار کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، پھر تین دفعہ چہرہ دھویا، پھر تین بار کہنی سمیت دایاں بازو اور پھر اسی طرح بایاں بازو دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا اور پھر تین بار ٹخنوں تک دایاں پاؤں اور پھر اسی طرح بایاں پاؤں دھویا اور پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اسی طرح وضو کیا اور پھر فرمایا: ''جس نے میرے اس وضو کی طرح کا وضو کیا اور پھر ایسی دو رکعت نماز پڑھی جس میں اپنے نفس سے گفتگو نہیں کی، تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٥٩، ومسلم: ٢٢٦

فوائد: ...... حدیث مبارکہ کے آخری حصے کا تقاضا یہ ہے کہ انتہائی توجہ، انہماک اور خشوع و خضوع کے ساتھ یہ دو رکعتیں ادا کی جائیں۔

(٦٨)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَلْقَمَةَ الْهَمْدَانِيِّ......

عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، قَالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ

عبد خیر کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نماز فجر ادا کرنے کے بعد رحبہ

اللّٰهُ عَنْهُ الرَّحَبَةَ بَعْدَ مَا صَلَّى الْفَجْرَ فَجَلَسَ فِي الرَّحَبَةِ ثُمَّ قَالَ لِغُلَامٍ لَهُ: ائْتِنِي بِطَهُورٍ فَجَائَهُ الْغُلَامُ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَطَسْتٍ، قَالَ عَبْدُ خَيْرٍ: وَنَحْنُ جُلُوسٌ نَنْظُرُ إِلَيْهِ فَأَخَذَ بِيَمِينِهِ الْإِنَاءَ فَأَكْفَأَ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ أَخَذَ الْإِنَاءَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِهِ الْيُمْنَى الْإِنَاءَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ فَعَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ عَبْدُ خَيْرٍ: كُلُّ ذَلِكَ لَا يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ فَمَلَأَ فَمَهُ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى الْمِرْفَقِ ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِلَى الْمِرْفَقِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ حَتَّى غَمَرَهَا الْمَاءُ ثُمَّ رَفَعَهَا بِمَا حَمَلَتْ مِنَ الْمَاءِ ثُمَّ مَسَحَهَا بِيَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا مَرَّةً، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى [فِ]ی الْإِنَاءِ ثُمَّ صَبَّ عَلَى رِجْلِهِ الْيُمْنَى [فَغَسَ]لَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِيَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ صَبَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى فَغَسَلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِيَدِهِ الْيُسْرَى ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فِي الْإِنَاءِ فَمَلَأَهَا مِنَ

میں داخل ہوئے اور اس میں بیٹھ گئے، پھر انھوں نے اپنے غلام سے کہا: وضو کا پانی میرے پاس لاؤ، پس وہ ایک برتن لایا، جس میں پانی اور سلفچی تھا۔ عبد خیر کہتے ہیں: ہم بیٹھے دیکھ رہے تھے، انھوں نے دائیں ہاتھ سے برتن کو پکڑا اور بائیں ہاتھ پر بہا کر ہتھیلیوں کو دھویا، پھر برتن کو دائیں ہاتھ سے پکڑا اور بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور دونوں ہتھیلیوں کو دھویا، پھر دائیں ہاتھ سے برتن پکڑ کر بائیں ہاتھ پر پانی بہایا اور دونوں ہتھیلیوں کو دھویا، عبد خیر کہتے ہیں: اس سارے عمل کے دوران انھوں نے برتن میں ہاتھ نہیں ڈالا، پھر انھوں نے دایاں ہاتھ برتن میں ڈالا، اس سے اپنا منہ بھرا اور کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور بائیں ہاتھ سے تین دفعہ جھاڑا، یہ عمل تین بار کیا، پھر اپنا چہرہ تین دفعہ دھویا، پھر کہنی سمیت دایاں بازو تین بار دھویا اور کہنی سمیت بایاں بازو تین بار دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں ڈالا، یہاں تک کہ اس کو پانی میں ڈبویا، پھر ہاتھ باہر نکالا، جبکہ اس میں کچھ پانی تھا، پھر اس ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر لگایا اور دونوں ہاتھوں سے سر کا ایک دفعہ مسح کیا، پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور دائیں پاؤں پر پانی بہایا اور بائیں ہاتھ سے اس کو تین بار دھویا، پھر دائیں ہاتھ سے بائیں پاؤں پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اس کو تین بار دھویا، پھر اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا، اس کو پانی سے بھرا اور پھر اس کو پی لیا اور کہا: یہ اللہ کے نبی ﷺ کا وضو ہے، جو نبی کریم ﷺ کے وضو کو دیکھنا پسند کرتا ہے تو یہ آپ کا وضو ہے۔

الْمَاءِ ثُمَّ شَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: هَذَا طَهُورُ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى طَهُورِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَذَا طَهُورُهُ.

تخريج: حسن ..... أخرجه ابوداود: ١١١-١١٥، والنسائي: ١/ ٦٧، وأخرجه البخاري مختصرا بذكر شربه قائما: ٥٦١٥

فوائد: ..... سلفچی: ہاتھ وغیرہ دھونے کا برتن۔

"رَحْبَه": کوفہ میں ایک کھلی اور وسیع جگہ کو رحبہ کہتے تھے۔

(٦٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: ثَنَا الثَّوْرِيُّ، وَمَعْمَرٌ، وَدَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ایک دفعہ وضو کیا۔

تخريج: أخرجه البخاري: ١٥٧

فوائد: ..... وضو میں تمام اعضا کو ایک ایک بار دھونا بھی درست ہے۔

(٧٠)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ وَرِجْلَيْهِ مَرَّتَيْنِ وَوَجْهَهُ ثَلَاثًا۔

سیدنا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور ہاتھوں اور پاؤں کو دو دو مرتبہ اور چہرے کو تین بار دھویا۔

تخريج: أخرجه البخاري: ١٨٥، ١٨٦، ١٩٢، ومسلم: ٢٣٥

فوائد: ..... یعنی ایک ہی وضو میں بعض اعضا تین تین بار دھوئے اور بعض دو دو بار۔

(٧١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحِ بْنِ مُسْلِمٍ الْعِجْلِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رُبَّمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ دو دو دفعہ وضو کرتے تھے۔

تخريج: حسن ..... أخرجه ابوداود: ١٣٦، والترمذي: ٤٣

(٧٢)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ ، قَالَ: ثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيقٍ......

عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ ، قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَخَلَّلَ أَصَابِعَهُ وَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ حَتّٰى غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ ، قِيلَ لِإِسْحَاقَ: لَيْسَ فِيهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ قَالَ: مَا كَانَ عِنْدِي أَعْطَيْتُكَ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: ثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ: ثَنَا إِسْرَائِيلُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فَقَالَ فِيهِ: وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلَاثًا۔

شقیق بن سلمہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کیا، تین بار اپنی ہتھیلیاں دھوئیں، کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، تین بار چہرہ دھویا، سر اور کانوں کے ظاہری اور باطنی حصے پر مسح کیا، تین تین بار پاؤں دھوئے، انگلیوں کا خلال کیا اور داڑھی کا بھی خلال کیا، یہاں تک کہ تین بار چہرہ دھویا اور پھر کہا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا، جیسے تم نے مجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ کسی نے اسحاق راوی سے کہا: اس حدیث میں بازوؤں کو دھونے کا ذکر نہیں ہے، انھوں نے کہا: جو کچھ میرے پاس تھا، میں نے تجھے بیان کر دیا، البتہ محمد بن یحیی نے ہمیں، ابو غسان نے ان کو اور اسرائیل نے اسی سند کے ساتھ ان کو بیان کیا، اس روایت میں یہ الفاظ تھے: اور انھوں نے تین تین بار بازوؤں کو دھویا۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ١١٠، والترمذی: ٣١، وابن ماجه: ٤٣٠

(٧٣)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَالِمٍ ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِنَاءِ فَغَسَلَهُمَا وَتَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَأَنَّهُ أَخَذَ بِيَدَيْهِ مَاءً فَبَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى مُؤَخَّرِ الرَّأْسِ ثُمَّ رَدَّهُمَا إِلَى مُقَدَّمِهِ۔

سیدنا عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن سے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور ان کو دھویا، تین تین بار کلی اور ناک میں پانی چڑھایا، دونوں ہاتھوں سے پانی لیا اور سر کے سامنے والے حصے سے مسح شروع کیا، پھر ان کو سر کے پچھلے حصے تک لے گئے، پھر ان کو سامنے والے حصے کی طرف واپس لے آئے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ١٨٥۔١٩١، ومسلم: ٢٣٥

(٧٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، قَالَ: ثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَيْسَرَةَ الْحَضْرَمِيُّ......

قَالَ: سَمِعْتُ الْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِ يكَرِبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ ظَاهِرِهِمَا وَبَاطِنِهِمَا۔

سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کا پانی لایا گیا، آپ نے تین تین بار وضو کیا، پھر سر کا اور کانوں کے ظاہری اور باطنی حصے کا مسح کیا۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ١٢١، وابن ماجه: ٤٤٢

(٧٥)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوءِ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ: ((مَنْ زَادَ فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ وَاعْتَدَى وَظَلَمَ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے وضو کے بارے میں سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار وضو کیا، پھر فرمایا: ''جس نے اس پر اضافہ کیا، اس نے برا کیا، ظلم کیا، زیادتی کی اور ظلم کیا۔''

تخریج: صحيح ...... أخرجه ابوداود: ١٣٥، وابن ماجه: ٤٢٢، والنسائي: ١/ ٨٨

فوائد: ...... اعضائے وضو کو تین بار سے زیادہ نہیں دھونا چاہیے، جن لوگوں کو طہارت کے بارے میں وسوسے اور شبہے ہونے لگتے ہیں، دراصل آہستہ آہستہ شیطان ان پر غالب آ جاتا ہے، ایسے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ضمیر کے فیصلے نہیں، سنت کا پابند بنائیں اور اہل علم سے رابطے میں رہیں۔

(٧٦)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلِ الْمَاءَ فِي أَنْفِهِ ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی وضو کرے تو وہ اپنے ناک میں پانی ڈالے اور پھر اس کو جھاڑے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ١٦٢، ومسلم: ٢٣٧

(٧٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ قَارِظِ بْنِ شَيْبَةَ......

عَنْ أَبِي غَطْفَانَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَوَجَدْتُهُ يَتَوَضَّأُ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِسْتَنْثِرُوا ثِنْتَيْنِ بَالِغَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا۔))

ابوغطفان رحمہ اللہ سے مروی ہے: وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان کو اس حال میں پایا کہ وہ وضو کر رہے تھے، انھوں نے کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور پھر کہا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم دو تین دفعہ ناک کو اچھی طرح جھاڑا کرو۔“

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ١٤١، وابن ماجه: ٤٠٨

(٧٨)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا عِيسَى، عَنْ شُعْبَةَ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَمُرُّ بِنَا وَالنَّاسُ يَتَوَضَّئُونَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ۔))

محمد بن زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس سے گزرتے تھے، جبکہ لوگ برتن سے وضو کر رہے ہوتے تھے، پس میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا: پورا وضو کیا کرو، کیونکہ میں نے ابو القاسم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”ایڑیوں کے لیے آگ سے ہلاکت ہے۔“

تخریج: أخرجه البخاری: ١٦٥، ومسلم: ٢٤٢

فوائد: ......انسان کی ایڑی کے اوپر کے پٹھے کو ”عُرْقُوْب“ کہتے ہیں، لیکن یہاں اس سے مراد ایڑی ہے، جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

(٧٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ، ح وَثنا أَبُو جَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَ: ثنا النَّضْرُ، جَمِيعًا......

عَنْ شُعْبَةَ، بِهَذَا قَالَ مُحَمَّدٌ: لِلْعَقِبِ، وَقَالَ الْآخَرُ: لِلْأَعْقَابِ

یہ اوپر والی حدیث ہی ہے، محمد راوی نے ”الْعَرَاقِيْب“ کی بجائے ”الْعَقِب“ کے الفاظ اور ایک دوسرے راوی نے ”الْاَعْقَاب“ کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......تینوں روایتوں سے مراد وضو میں خشک رہ جانے والی ایڑیاں ہیں۔

(۸۰)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، قَالَ: ثنی إِسْمَاعِيلُ بْنُ كَثِيرٍ......

عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ قَالَ: ((أَسْبِغِ الْوُضُوءَ وَخَلِّلِ الْأَصَابِعَ وَبَالِغْ فِي الِاسْتِنْشَاقِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا۔))

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے وضو کے بارے میں بتلائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پورا پورا وضو کر، انگلیوں میں خلال کر اور مبالغہ کے ساتھ ناک میں پانی چڑھا، الا یہ کہ تو روزے دار ہو۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۱۴۲، والترمذی: ۳۸، والنسائی: ۱/ ۶۶، وابن ماجه: ۳۰۷

فوائد: ...... وضو میں ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا جائے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کیا جائے، البتہ روزے کی حالت میں گزارا کیا جائے، تاکہ پانی حلق پر نہ اتر جائے۔

خلال یہ ہے کہ ایک انگلی کو باقی انگلیوں کے درمیان ڈال کر ملا جائے، تاکہ انگلیوں کا درمیانی حصہ بھی اچھی طرح تر ہو جائے۔

"اِسْبَاغ" کے معانی ہیں: کام کو مکمل طور پر اور اچھی طرح کرنا۔

وضو کا مسنون طریقہ: ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا، تین دفعہ ہاتھ دھونا اور انگلیوں کا خلال کرنا، تین دفعہ کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا اور یہ دونوں کام صرف ایک چلو سے کرنا، تین دفعہ چہرہ دھونا اور داڑھی کا خلال کرنا، تین دفعہ دایاں اور پھر بایاں بازو کہنیوں سمیت دھونا، سر اور کانوں کا ایک چلو پانی سے مسح کرنا، پھر تین دفعہ دایاں اور تین دفعہ بایاں پاؤں دھونا اور انگلیوں کا خلال کرنا، وضو کے بعد ایک چلو پانی شرمگاہ پر چھڑکنا اور مسنون دعائیں پڑھنا۔

ملحوظات: تین دفعہ اعضا دھونا افضل عمل ہے، اگر تمام اعضا ایک ایک یا دو دو بار دھوئے جائیں یا ایک وضو کے دوران کوئی عضو ایک دفعہ، کوئی دو دفعہ اور کوئی تین دفعہ دھویا جائے تو وضو درست ہوگا۔

کلی کرتے وقت منہ میں پانی کو حرکت دی جائے اور سانس کے ذریعے ناک میں پانی چڑھا کر اسے سانس کے پریشر کے ذریعے باہر نکالا جائے، اور یہ دونوں کام ایک چلو پانی سے کیے جائیں، یعنی آدھے چلو سے کلی کی جائے اور آدھے سے ناک کی صفائی۔

سر پر مسح کرنے کے تین طریقے ہیں: مکمل سر پر، مکمل پگڑی پر اور سر کے اگلے حصے پر اور باقی پگڑی پر۔ سر کا مسح تین دفعہ کرنا بھی درست ہے۔ گردن اور اس کے پہلوؤں پر مسح کرنے کی کوئی قابل حجت دلیل نہیں ہے۔

جس حدیث میں وضو کے بعد انگلی اٹھانے کا ذکر ہے، وہ ضعیف ہے اور آسمان کی طرف دیکھنا بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

(۸۱)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: رَأَيْتُ جَرِيرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ مِنْ مِطْهَرَةٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، قَالُوا: أَتَمْسَحُ عَلَى خُفَّيْكَ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ قَالَ: فَكَانَ هَذَا الْحَدِيثُ يُعْجِبُ أَصْحَابَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُونَ: إِنَّمَا كَانَ إِسْلَامُهُ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ۔

ہمام بن حارث رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انھوں نے برتن سے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، لوگوں نے کہا: کیا تم اپنے موزوں پر مسح کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کو یہ حدیث بڑی پسند آتی تھی، کیونکہ سیدنا جریر، سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد اسلام لائے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۳۸۷، ومسلم: ۲۷۲

فوائد: ......موزوں پر مسح کرنے کی شرط یہ ہے کہ آدمی نے باوضو حالت میں موزے پہنے ہوں۔

(۸۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثَنَا بُكَيْرٌ يَعْنِي ابْنَ عَامِرٍ الْبَجَلِيَّ......

عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، قَالَ: بَالَ جَرِيرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَعَابَ عَلَيْهِ قَوْمٌ فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا كَانَ قَبْلَ الْمَائِدَةِ قَالَ: مَا أَسْلَمْتُ إِلَّا بَعْدَ مَا نَزَلَتِ الْمَائِدَةُ وَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ إِلَّا بَعْدَ مَا نَزَلَتْ۔

ابوزرعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا جریر رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا اور وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کیا، لوگوں نے ان کے اس فعل پر طعن کیا اور کہا: یہ مسح تو سورۂ مائدہ کے نزول سے پہلے تھا، انھوں نے کہا: (ذرا غور تو کرو) میں تو مسلمان ہی سورۂ مائدہ کے نزول کے بعد ہوا اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سورت کے نازل ہو چکنے کے بعد موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ۱۵٤

فوائد: ...... سورۂ مائدہ سے مراد یہ آیت ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَوٰةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾

اس حدیث کی وضاحت یہ ہے کہ سورۂ مائدہ کی یہ آیت ۵ھ میں غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر نازل ہوئی اور سیدنا جریر رضی اللہ عنہ ۱۰ھ میں مسلمان ہوئے تھے۔

بعض صحابہ کی رائے یہ تھی کہ آپ ﷺ کے موزوں پر مسح کرنے والی احادیث کو اس آیت کے نزول سے پہلے پر محمول کیا جائے اور اس آیت میں دیئے گئے حکم کی بنا پر پاؤں کو صرف دھویا جائے اور موزوں پر مسح کرنے کی گنجائش نہ دی جائے۔

جب صحابہ کرام کو سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کا علم ہوا کہ وہ تو ۱۰ھ میں مسلمان ہوئے تھے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے اِس آیت کے نزول کے بعد بھی موزوں پر مسح کا عمل جاری رکھا تھا، اس لیے اُن کو سیدنا جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث بہت پسند آتی تھی، کیونکہ اس سے ان کا وہم دور ہو گیا تھا۔

(۸۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ ، ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ ، عَنِ التَّيْمِيِّ ، عَنْ بَكْرٍ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ، عَنْ أَبِيهِ......

قَالَ بَكْرٌ: وَقَدْ سَمِعْنَاهُ مِنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ۔

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور اپنی پیشانی، پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۵۷۹۹، ومسلم: ۲۷۴

فوائد: ......سر پر مسح کرنے کی تین صورتیں ہیں: (۱) مکمل پگڑی پر، (۲) سر کے اگلے حصے اور باقی پگڑی پر اور (۳) پگڑی کے بغیر سر کا مسح کرنا۔

(۸٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْغَزِّيُّ ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ ، قَالَ: ثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ ، عَنْ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ أَعْلَى الْخُفِّ وَأَسْفَلَهُ۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں کے اوپر بھی مسح کیا اور نیچے بھی۔

تخریج: ضعیف ...... أخرجه ابو داود: ۱٦۵، والترمذی: ۹۷، وابن ماجه: ۵۵۰...... منقطع، ثور بن یزید لم یسمعه من رجاء، وفیه علل اخری، راجع "العلل" للدارقطنی

فوائد: ......صرف پاؤں کے اوپر والے حصے پر مسح کر لینا کافی ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

(۸۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى ظَهْرِ الْخُفَّيْنِ۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے موزوں کے ظاہری حصے پر مسح کیا۔

تخريج: حديث صحيح ...... أخرجه ابوداود: ١٦١، والترمذی: ٩٨

(٨٦)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: ثَنَا عِيسَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، وَحَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ......

عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔))

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسافر کو تین دنوں اور راتوں تک اور مقیم کو ایک دن رات تک موزوں پر مسح کرنے کی رخصت ہے۔''

تخريج: صحيح ...... أخرجه ابوداود: ١٥٧

(٨٧)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ مُهَاجِرِ بْنِ مَخْلَدٍ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقیم کے لیے ایک دن رات تک اور مسافر کے لیے تین ایام تک مسح کرنے کی مدت مقرر کی۔

تخريج: حسن ...... أخرجه ابن ماجه: ٥٥٦

فوائد: ......مسافر تین دنوں تک مسح کر سکتا ہے، لیکن درج ذیل روایت سات دنوں پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: خَرَجْتُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْمَدِينَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَدَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: مَتٰى أَوْلَجْتَ خُفَّيْكَ فِي رِجْلَيْكَ؟ قُلْتُ: يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: فَهَلْ نَزَعْتَهُمَا؟ قُلْتُ: لَا۔ قَالَ: أَصَبْتَ السُّنَّةَ۔ ......میں جمعہ کے روز شام کو مدینہ کی طرف روانہ ہوا، (جب وہاں پہنچا تو) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ انھوں نے کہا: تم نے موزے کب پہنے تھے؟ میں نے کہا: جمعہ کے روز۔ انھوں نے پوچھا: کیا پھر ان کو اتارا بھی ہے؟ میں نے کہا: جی نہیں۔ انھوں نے کہا: تم نے سنت کی موافقت کی ہے۔ (شرح معانی الآثار: ١/ ٤٨، دارقطنی: ص ٧٢، حاکم: ١/ ١٨٠۔ ١٨١، صحیحہ:

٢٦٢٢)

جب صحابی کسی عمل یا قول کو "سنت" کہہ دے تو اس کی مراد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہوتی ہے۔

اس حدیث کا اس باب کی احادیث سے تعارض ہے، کیونکہ ان میں مسافر کو تین دنوں کی اور اس میں سات دنوں کی گنجائش دی گئی ہے۔

ان دو احادیث میں اس طرح جمع و تطبیق ممکن ہے کہ سات دنوں والی روایت کو ضرورت اور جماعت کی معیت میں رہنے کی وجہ سے موزے نہ اتار سکنے پر محمول کیا جائے گا، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا بھی یہی خیال ہے۔ ذہن نشین کر لیں کہ ماضی میں مسافروں کو ایسی ضرورتیں بھی پیش آتی رہی ہیں کہ وضو کرنے کے لیے پانی ہی نہیں ہوتا تھا اور یہ بھی ممکن ہے کہ پانی کی مقدار اتنی کم ہو کہ اس سے پاؤں نہ دھوئے جا سکتے ہوں۔

جرابوں پر مسح کرنا

اب ہم جرابوں پر مسح کرنے کے دلائل ذکر کرتے ہیں:

(۱)......سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو باہر بھیجا، انہیں سفر میں سردی لگی، جب وہ واپس آئے اور نبی کریم ﷺ سے سردی کی شکایت کی تو فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ...... آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ پگڑیوں اور "تَسَاخِين" پر مسح کر لیا کریں۔ (احمد: ٥/ ٢٧٧، ابوداود: ١٤٦)

"تساخین" کے معانی ہیں: گرمی پہنچانے والی چیز، وہ چمڑے کا موزہ ہو یا سوتی یا اونی جرابیں۔

امام ابن ارسلان نے کہا: أَصْلُ ذَالِكَ كُلُّ مَا يُسْخَنُ بِهِ الْقَدَمُ مِنْ خُفٍّ وَجَوْرَبٍ وَنَحْوِهِمَا۔ ...... "تساخین" ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے پاؤں کو سردی سے بچایا جائے، وہ موزہ ہو یا جراب وغیرہ۔ (عون المعبود: ١/ ٥٦)

اس حدیث میں بڑا اہم قانون بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ہر اس چیز، وہ جراب ہو یا موزہ، پر مسح کرنا درست ہے، جو پاؤں کو گرمی پہنچانے کے لیے پہنا جائے۔

(۲)......سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْجَوْرَبَيْنِ۔ ...... نبی کریم ﷺ موزوں اور جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے۔ (معجم کبیر للطبرانی: ١/ ٣٥٠) اس کی سند یزید بن ابی زیاد کی وجہ سے "ضعیف" ہے، لیکن اس کے متعدد شواہد موجود ہیں۔

(۳)......سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ ...... نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔ (ابن ماجہ: ٥٦٠، بیہقی: ١/ ٢٨٥) اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے اور عیسی بن سنان ضعیف ہے، لیکن اس کے شواہد موجود ہیں۔

(۴)......سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں: اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ وَالْعِمَامَةِ ...... ''میں آپ ﷺ کے پاس وضو کا پانی لے کر آیا، آپ ﷺ نے جرابوں اور جوتیوں اور پگڑی پر مسح کیا۔ (معجم اوسط للطبراني : ۲/ ٦٦)

(۵)......سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ...... نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔ (ترمذی : ۹۹، ابوداود : ۱۵۹) اس کی سند میں سفیان ثوری مدلس ہیں، لیکن دوسرے شواہد کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔ البتہ ابن ترکمانی حنفی (متوفی: ۷۴۵ھ) کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھیں: الجوهر النقی : ۱/ ۲۸٤)

کعب بن عبداللہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر اپنی جرابوں اور جوتیوں پر مسح کیا۔ (الاوسط لابن المنذر: ۱/ ٤٦٢، المحلی لابن حزم: ۲/ ۸٤)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جوتیوں کے تسموں سمیت جرابوں پر مسح کیا۔ (تهذیب السنن لابن القيم : ۱/ ۲۷۵)

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا علی بن ابو طالب، سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا برا بن عازب، سیدنا انس بن مالک، سیدنا ابو امامہ، سیدنا سہل بن سعد اور سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم جرابوں پر مسح کرتے تھے، اور سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی عمل مروی ہے۔ (ابو داؤد)

جرابوں پر مسح کے بارے میں صحابہ کا اجماع و اتفاق ہے، دیکھیں: (المغنی لابن قدامه: ۱/ ۱۸۱، الاوسط لابن المنذر: ۱/ ٤٦٤، المحلی لابن حزم: ۲/ ۸۷)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عمل: امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے صالح بن محمد ترمذی رحمہ اللہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو مقاتل سمرقندی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں حاضر ہوا، وہ مرض الموت میں مبتلا تھے، انھوں نے پانی منگوایا اور وضو کیا اور جرابوں پر مسح کیا اور کہا: میں نے آج ایسا کام کیا ہے جو پہلے نہ کرتا تھا، میں نے غیر منعّل جرابوں پر مسح کیا ہے۔ (جامع ترمذی: ۹۹) تفصیل کے لیے دیکھیں: جامع ترمذی از علامہ احمد محمد شاکر: ۱/ ۱٦۷) غیر منعّل جرابوں سے مراد وہ جرابیں ہیں، جن پر جوتا پہنا ہوا نہ ہو۔

فقہ حنفی میں ''قیاس'' پر بہت زور دیا جاتا ہے، اس مسئلہ میں قیاس کا یہی تقاضا تھا کہ جرابوں پر مسح کرنے کے جواز کو تسلیم کیا جاتا، کیونکہ موزوں اور جرابوں کی علت ایک ہے۔

فِي الْجَنَابَةِ وَالتَّطَهُّرِ لَهَا

جنابت اور اس سے پاکی حاصل کرنے کا بیان

(۸۸)۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَتْهُ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي الْمَنَامِ مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ: ((إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ۔)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: فَضَحْتِ النِّسَاءَ وَهَلْ تَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَرِبَتْ يَمِينُكِ فَبِمَا يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا إِذًا۔))

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور اس عورت کے بارے میں سوال کیا، جو خواب میں وہ کچھ دیکھتی ہے جو مرد احتلام کی صورت میں دیکھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب عورت کو پانی نظر آجائے تو وہ غسل کرے۔'' میں (ام سلمہ) نے کہا: تو نے تو عورتوں کو رسوا کر دیا ہے، کیا بھلا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو جائے، تو پھر بچے کی اس سے مشابہت کیسے ہو جاتی ہے؟''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٣٠، ٢٨٢، ومسلم: ٣١٣

فوائد: ......عورت کو بھی انزال ہوتا ہے، جس میں اس کا مادۂ منویہ خارج ہوتا ہے، بچے کی پیدائش مرد و زن دونوں کے مادۂ منویہ کے ملاپ سے ہوتی ہے۔

(٨٩)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ خَالِدٍ الْخَيَّاطُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْعُمَرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ الْقَاسِمِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ الِاحْتِلَامَ قَالَ: ((يَغْتَسِلُ۔)) وَعَنِ الرَّجُلِ يَرَى أَنَّهُ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ بَلَلًا قَالَ: ((لَا غُسْلَ عَلَيْهِ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جو (جاگنے کے بعد مادۂ منویہ کی) تری تو پاتا ہے، لیکن اسے احتلام کا ہونا یاد نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ غسل کرے گا۔'' پھر اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا خیال تو یہ ہے کہ اس کو احتلام ہوا ہے، لیکن وہ مادۂ منویہ کی تری نہیں پاتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس پر کوئی غسل نہیں ہے۔''

تخریج: حسن...... أخرجه ابوداود: ٢٣٦، والترمذي: ١١٣، وابن ماجه: ٦١٢

(٩٠)۔ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْعَطَّارُ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ خَالِدٍ......

بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ، وَزَادَ: فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ

حماد بن خالد نے اسی سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کی اور یہ الفاظ زیادہ بیان کیے: سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے

تَرَى مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: ((نَعَمْ، إِنَّ النِّسَاءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ۔))

رسول! جو عورت اس قسم کی چیز دیکھے، کیا اس پر بھی غسل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، بیشک خواتین بھی مردوں کی مانند ہی ہیں۔“

تخریج: صحیح

فوائد: ......مرد اور عورت دونوں کو احتلام ہو سکتا ہے اور اس کی وجہ سے جنابت والا غسل واجب ہو جاتا ہے۔

احتلام کے لیے خواب کا آنا یا نہ آنا معتبر نہیں ہے، بلکہ کپڑے یا جسم پر تری یا داغ کا ہونا معتبر ہے، جب کسی کو نیند کے بعد اپنے جسم یا کپڑے پر احتلام کے اثرات نظر آ جائیں تو وہ غسلِ جنابت کرے، خواب کا آنا اس کے ذہن میں ہو یا نہ ہو۔ اگر کسی کو اس قسم کا خواب تو آتا ہے، لیکن جسم یا کپڑے پر کوئی نشان دکھائی نہیں دیتا تو غسل فرض نہیں ہوگا۔

(۹۱)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثَنَا يُونُسُ......

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهُمْ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ وَأَبُو أَيُّوبَ يَقُولُونَ: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ وَيَزْعُمُونَ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى مَنْ مَسَّ امْرَأَتَهُ غُسْلٌ مَا لَمْ يُمْنِ، فَلَمَّا ذُكِرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ وَعَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، أَبَوْا ذَلِكَ فَقَالُوا: إِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ، فَقَالَ سَهْلٌ الْأَنْصَارِيُّ وَقَدْ أَدْرَكَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فِي زَمَانِهِ: حَدَّثَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْفُتْيَا الَّذِي كَانُوا يَقُولُونَ: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ كَانَتْ رُخْصَةً رَخَّصَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ أَمَرَ بِالِاغْتِسَالِ بَعْدُ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَخَذَ بِذَلِكَ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا بَلَغَهُ الْعِلْمُ اغْتَسَلَ

امام زہری کہتے ہیں: سیدنا ابوسعید، سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہما سمیت بعض انصاری صحابہ کا یہ خیال تھا کہ غسل تب کیا جائے گا، جب منی کا پانی نکلے گا، ان کا خیال یہ تھا کہ جب تک مرد کو انزال نہ ہو، محض عورت کو چھونے سے غسل فرض نہیں ہوتا، جب یہ بات سیدنا عمر، سیدہ عائشہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کو بتلائی گئی تو انھوں نے اس رائے کا انکار کیا اور کہا: جب مرد کی ختنے والی جگہ عورت کے ختنے والی جگہ کو لگ جاتی ہے تو غسل واجب ہو جاتا ہے، سیدنا سہل انصاری رضی اللہ عنہ، جنھوں نے پندرہ برس کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کو پایا تھا، نے کہا: سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس فتوے کے قائل تھے کہ یہ جو مادۂ منویہ کے نکلنے سے غسل فرض ہونے کا مسئلہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے ابتدائے اسلام میں یہ رخصت دی تھی، پھر غسل کا حکم دے دیا تھا۔ عبد الملک بن مروان نے ایک انصاری آدمی سے یہ رائے لی تھی، جب اس کو اس تفصیل کا علم ہوا تو اس نے خود بھی غسل کیا اور لوگوں کو بھی غسل کرنے کا حکم دیا۔

وَأَمَرَ بِالاغْتِسَالِ۔

تخريج: صحيح ..... أخرجه الترمذي: ١١٠، ١١١، وابن ماجه: ٦٠٩

فوائد: ..... سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ۔)) ..... ''منی نکلنے سے ہی غسل فرض ہوتا ہے۔'' (صحیح مسلم: ٣٤٣)

معلوم ہوا کہ مباشرت کے دوران جب تک انزال نہیں ہوگا، اس وقت تک محض شرمگاہوں کے ٹکرانے سے یا دخول سے جنابت کا غسل فرض نہیں ہوگا، لیکن یہ رخصت منسوخ ہو چکی ہے، نئے حکم کی وضاحت اگلی حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

(٩٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، وَأَبُو نُعَيْمٍ، قَالَا: ثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَعَدَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ اجْتَهَدَ۔ وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ وَأَبُو نُعَيْمٍ: ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مرد اپنی بیوی کی چار شاخوں میں بیٹھ جائے اور پھر کوشش کرے تو غسل واجب ہو جائے گا۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٩١، ومسلم: ٣٤٨

فوائد: ..... اس باب کی تمام احادیث کا اصل مدعا یہ ہے کہ جب میاں بیوی کے ختنوں کے مقامات آپس میں مل جائیں تو جنابت والا غسل فرض ہو جاتا ہے، انزال ہو یا نہ ہو۔

عورت کا ختنہ عربوں کے ہاں معروف تھا، جیسے مرد کا ختنہ کرتے وقت زائد کھال کو کاٹ دیا جاتا ہے، اسی طرح عورت کا ختنہ کرتے وقت اس کی شرمگاہ پر نظر آنے والا مرغ کی کلغی کی طرح کا چمڑا کاٹا جاتا ہے، اس سے عورت کی شرمگاہ کا کچھ اندرونی حصہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

چونکہ ہمارے ہاں عورت کا ختنہ نہیں کیا جاتا، اس لیے صرف دو شرمگاہوں کے ٹکرانے سے غسل واجب نہیں ہوگا، بلکہ یہ غسل اس وقت فرض ہوگا، جب مرد کے ختنے کی جگہ عورت کی شرمگاہ کے اندر داخل ہوگی۔

عورت کی چار شاخوں سے کیا مراد ہے، اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں، مثلا: (١) دونوں ہاتھ اور دونوں ٹانگیں، (٢) دونوں ٹانگیں اور دونوں رانیں، (٣) دونوں پنڈلیاں اور دونوں رانیں، (٤) دونوں رانیں اور شرمگاہ کے

دو کنارے، وغیرہ۔ ان الفاظ کی جو مراد بھی لی جائے، یہ اتفاقی قید ہے، غسل اس وقت فرض ہوگا جب دونوں ختنوں کے مقامات آپس میں مل جائیں گے۔

(۹۳)۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْغَزِّيُّ ، قَالَ: ثَنَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ بَكْرٍ ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ وَلَا يُنْزِلُ فَقَالَتْ: فَعَلْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلْنَا مِنْهُ جَمِيعًا وَرَفَعَهُ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ أَيْضًا۔

قاسم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جو اپنی بیوی سے مجامعت تو کرتا ہے لیکن انزال نہیں ہوتا، تو انھوں نے کہا: میں نے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ایسے کیا، لیکن پھر ہم دونوں نے غسل کیا۔ ولید بن مسلم نے بھی اس کو مرفوع بیان کیا۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه الترمذی: ۱۰۸، وابن ماجه: ۶۰۸

فوائد: اس باب کی تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ غسل جنابت کے فرض ہونے کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

(۱)...... انزال یعنی مادہ منویہ کا نکلنا، (منی: خصیتین میں جمع رہنے والا ایک سفید و گاڑھا سیال مادہ جو جماع یا جنسی تحریک پر خارج ہوتا ہے۔)

یہ انزال نیند کی حالت میں ہو یا بیداری کی حالت میں اور بیداری والا انزال حق زوجیت کی وجہ سے ہو یا مشت زنی کی صورت میں یا کسی اور طریقے سے۔

(۲) ...... جب مرد و زن کے ختنوں کے مقام آپس میں مل جائیں، جیسا کہ پچھلی حدیث میں تفصیل بیان کی گئی ہے۔

(۹۴)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ ، قَالَ: أَتَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ قَوْمِي وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ أَحْسَبُ فَبَعَثَهُمَا وَجْهًا فَقَالَ: إِنَّكُمَا عِلْجَانِ فَعَالِجَا عَنْ دِينِكُمَا ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَخْرَجَ فَتَهَيَّأَ ثُمَّ خَرَجَ فَأَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَتَمَسَّحَ بِهَا ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ فَكَأَنَّمَا أَنْكَرْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ: كَانَ

عبد اللہ بن سلمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں، میری قوم کے دو اور آدمی اور بنو اسد کا ایک آدمی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے ان دونوں کو ایک طرف بھیج دیا اور کہا: تم دونوں قوی آدمی ہو، پس اپنے دین کے بارے میں جدوجہد کرو، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیت الخلاء میں داخل ہوئے، قضائے حاجت کی، پھر باہر آئے اور ایک چلو پانی لے کر اپنے ہاتھوں کو دھویا اور پھر قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے، یوں

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَنَأْكُلُ مَعَهُ اللَّحْمَ وَلَا يَحْجِزُهُ، وَرُبَّمَا قَالَ: وَلَا يَحْجُبُهُ عَنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةُ قَالَ يَحْيَى: وَكَانَ شُعْبَةُ يَقُولُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ: نَعْرِفُ وَنُنْكِرُ يَعْنِي أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلِمَةَ كَانَ كَبِرَ حَيْثُ أَدْرَكَهُ عَمْرٌو۔

محسوس ہوا کہ ہم نے ان کے اس عمل کا انکار کیا، پس انھوں نے کہا: نبی کریم قضائے حاجت کرتے، پھر فارغ ہوکر قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ اس حالت میں گوشت کھاتے اور کوئی چیز آپ ﷺ کو تلاوت سے نہیں روکتی تھی، ماسوائے جنابت کے۔ امام شعبہ نے کہا: ہم پہنچانتے بھی ہیں اور انکار بھی کرتے ہیں، ان کی مراد یہ تھی کہ جب عمرو نے عبد اللہ بن مسلمہ سے روایات لیں تو وہ بوڑھے ہو چکے تھے۔

تخریج: اسنادہ حسن ...... أخرجہ ابوداود: ۲۲۹، وابن ماجہ: ۵۹۴، والنسائی: ۱/ ۱۴۴، والترمذی: ۱۴۶

فوائد: ...... دارقطنی کی روایت میں ہے: "فَغَسَلَ كَفَّيْهِ"، اسی روایت کو سامنے رکھ کر معنی کیا گیا ہے۔

اس باب کی مرفوع احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ جنابت کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں کرتے تھے، آپ ﷺ کے اس عمل کو استحباب پر محمول کریں گے، کیونکہ آپ کا کسی حالت میں کوئی کام نہ کرنا اس کی حرمت یا ممانعت کی دلیل نہیں۔

ہمیں یہ نظریہ راجح معلوم ہوتا ہے کہ جنبی اور کسی بھی غیر طاہر شخص کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر الٰہی کے لیے وضو کرے، جہاں تک مسئلہ جواز کا ہے تو ایسے افراد کے لیے زبانی تلاوت کرنا یا اللہ تعالی کا ذکر کرنا درست ہے۔

البتہ غیر طاہر آدمی قرآن مجید کو چھو نہیں سکتا، اس کی دلیل درج ذیل ہے:

سیدنا عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جو خط عمرو بن حزم کو لکھا تھا، اس میں یہ الفاظ بھی تھے: ((لَا يَمَسُّ الْقُرْآنَ إِلَّا طَاهِرٌ۔))...... ''قرآن مجید کو صرف طاہر ہی چھو سکتا ہے۔'' (مؤطا امام مالک: ۴۱۹، دارقطنی: ۱/۱۲۲، البیھقی: ۱/۸۷)

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: انصار السنہ کی شائع کردہ مترجم مسند احمد، حدیث نمبر (۸۵۹)

(۹۵)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَأَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ کیا ہم میں سے کوئی آدمی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ چاہے

((لِيَتَوَضَّأْ وَلْيَنَمْ وَلْيَطْعَمْ إِنْ شَاءَ۔)) تو وہ وضو کر کے سوئے اور کھانا کھائے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۷، ۲۹۰، ومسلم: ۳۰۶

فوائد: ......اس باب کی درج ذیل احادیث اور فقہی مسائل پر غور کریں:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جنبی کے لیے سونے سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے، جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔

اگر جنبی آدمی کھانا پینا چاہے تو وہ وضو کرے یا ہاتھ دھوئے، جیسا کہ درج ذیل دو احادیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ جُنُبًا وَاَرَادَ اَنْ يَّاْكُلَ اَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ۔ ...... جب رسول اللہ ﷺ جنبی ہوتے اور کھانا کھانے یا سونے کا ارادہ کرتے تو وضو کرتے تھے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلَاةِ فَاِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ اِنْ شَاءَ۔ ...... جب رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ کرتے تو نماز والا وضو کرتے، اسی طرح جب آپ ﷺ اسی حالت میں کھانے پینے کا ارادہ کرتے تو ہاتھوں کو دھو لیتے، پھر اگر چاہتے تو کھا پی لیتے تھے۔ (ابوداود: ۲۲۳، ابن ماجہ: ۵۹۳، نسائی: ۱/ ۱۳۹، واللفظ لاحمد)

البتہ اگر ہاتھ پر نجاست لگی ہو تو اس کو دھونا ضروری ہے۔

(۹۶)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: ثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ: فَانْخَنَسْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ فَقَالَ: ((أَيْنَ كُنْتَ أَوْ أَيْنَ ذَهَبْتَ؟)) قُلْتُ: إِنِّي كُنْتُ جُنُبًا قَالَ: ((إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ مجھے ملے جبکہ میں جنابت کی حالت میں تھا، پس میں کھسک گیا اور غسل کر کے دوبارہ آیا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم کہاں تھے، تم کہاں چلے گئے تھے؟'' میں نے کہا: میں جنابت سے تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک مسلمان نجس نہیں ہوتا۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ۲۸۳، ۲۸۵، ومسلم: ۳۷۱

فوائد: ......مسلمان زندہ ہو یا میت، دونوں حالتوں میں پاک ہوتا ہے، جنابت اور بے وضو ہونے کا تعلق حکمی طہارت سے ہے، جسم کی حسّی پاکی یا ناپاکی کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔

(۹۷)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ

سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ......

عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پردہ کیا اور آپ نے غسل جنابت کیا۔

تخريج: أخرجه البخاري: ۲٤۹، ۲۵۷، ومسلم: ۳۱۷

(۹۸)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ فَقَالَ: ((إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِيَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ تُفِيضِي عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِي أَوْ قَالَ: فَإِذَا أَنْتِ قَدْ طَهُرْتِ۔))

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ایسی عورت ہوں کہ سر کی مینڈھیوں کو سختی سے گوندھتی ہوں، کیا میں غسلِ جنابت کے لیے ان کو کھولوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تجھے یہی کافی ہے کہ تو پانی کے تین چلو اپنے سر پر ڈال دے، پھر باقی جسم پر پانی ڈال دے، اس طرح تو پاک ہو جائے گی۔“

تخريج: أخرجه مسلم: ۳۳۰

فوائد: ......ایک روایت میں جنابت کے ساتھ حیض کا بھی ذکر ہے۔

معلوم ہوا کہ عورت کا جنابت اور حیض کے غسل میں بالوں کو تر کرنا ضروری نہیں ہے، البتہ سر کا چمڑا تر ہو جانا چاہیے، اسی مقصد کے لیے سر پر تین چلو ڈالنے کا حکم دیا گیا ہے، صحیح مسلم (۳۳۲) کی روایت کے مطابق سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے حیض کے غسل سے متعلقہ سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ((ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيدًا حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ، ......)) ......”پھر وہ اپنے سر پر پانی ڈالے اور اس کو سختی سے ملے، یہاں تک کہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے، پھر اپنے آپ پر پانی بہا دے۔“

(۹۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي......

قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ غُسْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَتْ: كَانَ يَبْدَأُ بِيَدَيْهِ فَيَغْسِلُهُمَا ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسلِ جنابت کے طریقے کے بارے میں بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں سے شروع کرتے، ان کو دھوتے، پھر نماز والا وضو کرتے تھے، پھر اپنے سر کے بالوں کی جڑوں کے بیچ میں انگلیاں ڈالتے، جب یقین

يُخَلِّلُ أُصُولَ شَعْرِةِ رَأْسِهِ حَتَّى إِذَا ظَنَّ أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ الْبَشَرَةَ اغْتَرَفَ ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ فَصَبَّهُنَّ عَلَى رَأْسِهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ.

ہو جاتا کہ چمڑہ تر ہو گیا ہے تو دو ہاتھوں کے بھرے ہوئے تین چلو اپنے سر پر ڈالتے، پھر باقی جسم پر پانی بہا دیتے۔

تخریج: البخاری: ۲۴۸، ومسلم: ۳۱٦

(۱۰۰)۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ……

عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اغْتَسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَسَلَ فَرْجَهُ وَدَلَكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ أَوْ قَالَ: بِالْحَائِطِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوئَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى رَأْسِهِ وَسَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ خِرْقَةً لِيَتَنَشَّفَ بِهَا أَوْ لِيَمْسَحَ بِهَا فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَهَا وَقَالَ بِيَدِهِ هَكَذَا يَنْفُضُهَا۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح غسلِ جنابت کیا کہ اپنی شرمگاہ کو دھویا، پھر اپنے ہاتھ کو زمین یا دیوار پر رگڑا، پھر نماز والا وضو کیا، اس کے بعد اپنے سر اور جسم کے باقی حصے پر پانی ڈالا، پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے، پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چیتھڑا پکڑانا چاہا، تاکہ آپ اپنے جسم کو خشک کر لیں، لیکن آپ نے اس کو لینے سے انکار کر دیا اور پھر اپنے ہاتھ سے پانی جھاڑنے لگ گئے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۲۵۷، ومسلم: ۳۱۷

فوائد: ……مختلف احادیثِ صحیحہ سے غسلِ جنابت کا درج ذیل طریقہ ثابت ہوتا ہے:

(۱)……دونوں ہاتھ دھونا

(۲)……استنجا کرنا اور جسم کے متاثرہ حصے کو دھونا

(۳)……بائیں ہاتھ کو مٹی پر مارنا

(۴)……بازو دھونے تک وضو کرنا

(۵)……سر کے چمڑے کو تر کرنے کے لیے بالوں کے بیچ میں انگلیاں ڈالنا

(۶)……سر پر تین چلو ڈالنا

(۷)……باقی جسم پر پانی ڈالنا

(۸)……آخر میں پاؤں دھو لینا

جنابت والے غسل پر مشتمل احادیث میں سر کے مسح کا ذکر نہیں ہے، اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسح، غسل کا نائب ہے، جب غسل میں سر کو دھونا ہی ہے تو مسح کی کیا ضرورت، مالکیہ کی رائے بھی یہی ہے، لیکن اس اجتہاد کو صرف

غسل جنابت کے ساتھ ہی خاص رکھا جائے۔

اگر کوئی آدمی وضو کی اصل کیفیت کو سامنے رکھ کر سر کا مسح کر لیتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ ان احادیث میں راویوں کے اختصار کا امکان ہے تو اس رائے کی بھی گنجائش نکل سکتی ہے۔

غسل کے شروع میں مکمل وضو کر لینا بھی درست ہے، ایسی صورت میں آخر میں پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں رہے گی، اگر صفائی کی غرض سے دھونے پڑ جائیں تو وہ الگ بات ہے۔

ایسے غسل کے بعد نماز ادا کرنا درست ہے، بشرطیکہ وضو کر لینے کے بعد غسل کے دوران ہاتھ شرمگاہ پر نہ لگے۔

مٹی کی بجائے ہاتھوں کو صابن وغیرہ سے بھی صاف کیا جا سکتا ہے، کیونکہ مقصود صفائی ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: وَقَامَ الْإِجْمَاعُ عَلَى اَنَّ الْوُضُوْءَ فِيْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ غَيْرُ وَاجِبٍ۔ ......اس بات پر اجماع قائم ہو چکا ہے کہ جنابت کے غسل میں وضو واجب نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۱/۳۷۲) اس اجماع کا تقاضا یہ ہوا کہ اگر کوئی جنبی آدمی غسل جنابت کی نیت سے پورے جسم کو دھو لے تو اس کا غسل ہو جائے گا، از راہِ احتیاط اس غسل میں کلی اور ناک میں بھی پانی چڑھا لینا چاہیے، کیونکہ ناک اور منہ کا اندرونی حصہ ایک اعتبار سے جسم کا خارجی اور ظاہری حصہ ہیں، لیکن اگر اس غسل کے بعد نماز ادا کرنا پڑی تو وضو کرنا ہوگا۔

وضو اور غسل کے بعد اعضا خشک کرنے کے لیے تولیہ اور ٹشو وغیرہ استعمال کر لینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، جیسا کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ لَهُ خِرْقَةٌ يَتَنَشَّفُ بِهَا بَعْدَ الْوُضُوْءِ ...... آپ ﷺ کے پاس کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا، جس سے وضو کے بعد (اعضا) خشک کرتے تھے۔ (ترمذی: ۱/۷٤، حاکم: ۱/۱٥٤، بیهقی: ۱/۱۸٥، صحیحه: ۲۰۹۹)

وضو یا غسل کے بعد اعضاء کو تولیے وغیرہ سے خشک کرنے یا نہ کرنے کا وضو اور غسل کے اجر کی کمی یا زیادتی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، یہ ایک طبعی معاملہ ہے۔

بَابُ الْحَيْضِ
حیض کا بیان

(۱۰۱)۔ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَنَّ إِسْمَاعِيلَ ابْنَ عُلَيَّةَ، أَخْبَرَهُمْ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

معاذہ عدویہ کہتی ہیں: ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا حائضہ عورت نماز کی قضا دے گی؟ سیدہ نے پوچھا: کیا تو حروریہ ہے، ہمیں بھی حیض آتا تھا، جبکہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتی تھیں، لیکن ہم نہ ان نمازوں کی قضا

وَسَلَّمَ فَلَا نَقْضِي وَلَا نُؤْمَرُ بِالْقَضَاءِ۔ دیتی تھیں اور نہ ہمیں اس چیز کا حکم دیا جاتا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۳۲۱، ومسلم: ۳۳۵

فوائد: ......حیض (ماہواری کا خون): عورت کے رحم سے بہنے والا وہ خون، جو ولادت یا امراض سے سلامتی کی حالت میں بلوغت کے بعد مخصوص ایام میں خارج ہوتا ہے، شریعت میں اس کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ مقدار کا کوئی تعین نہیں کیا گیا۔

اس خون کے مزید احکام یہ ہیں:

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔﴾ ...... ''آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ، جہاں سے اللہ نے تمہیں اجازت دی ہے، اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۲۲)

جنبی کی طرح حائضہ عورت کا جسم پاک ہوتا ہے، جسم کے جس حصے پر حیض کا خون لگا ہو، اس کا حکم اسی خون کا ہوگا۔

حائضہ عورت کے ساتھ حق زوجیت ادا کرنا حرام ہے، باقی تمام معاملات جائز ہیں، مثلاً اس کے ساتھ کھانا پینا، اس سے خدمت لینا، اس کے ساتھ لیٹنا، اس کے ساتھ جسم کو مس کرنا وغیرہ، البتہ لیٹنے والا اپنے آپ پر کنٹرول کرنے والا ہو، چونکہ حیض کا خون نجس ہوتا ہے، اس لیے اس مقام پر ازار یا شلوار وغیرہ کی صورت میں کپڑا ہونا چاہیے۔

اگر کوئی آدمی حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرے گا تو وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے گا، اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

حج وعمرہ کے موقع پر حائضہ طواف نہیں کر سکے گی۔

حائضہ نہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ روزہ رکھ سکتی ہے، البتہ بعد میں روزوں کی قضائی دے گی۔

اس حدیث سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ احادیثِ نبویہ بنفسہ حجت ہیں، کیونکہ قرآن مجید میں خواتین وحضرات کو نماز اور روزے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن احادیث نے حیض اور نفاس والی خواتین کو ان دو مرکزی فرائض سے مستثنیٰ قرار دیا ہے، حجیتِ حدیث کا انکار اور اس میں تشکیک پیدا کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اپنی خواتین کو اس بات کا پابند کریں کہ وہ ان مخصوص ایام میں نماز بھی ادا کریں اور روزے بھی رکھیں۔

(۱۰۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَا: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا سُفْيَانُ عَنِ

الْأَعْمَشِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ......

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ .)) وَهِيَ حَائِضٌ، قَالَتْ: إِنِّي حَائِضٌ، قَالَ: ((إِنَّهَا لَيْسَتْ فِي يَدِكِ .))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''مجھے چٹائی پکڑاؤ۔'' جبکہ وہ حائضہ تھیں، انھوں نے کہا: میں تو حائضہ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٢٩٨

(١٠٣)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّهِ......

قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ رَأْسَهُ فِي حِجْرِ إِحْدَانَا وَهِيَ حَائِضٌ فَيَتْلُو الْقُرْآنَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات میں سے کسی کی گود میں سر مبارک رکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے، جبکہ وہ حائضہ ہوتی تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٩٧، ومسلم: ٣٠١

فوائد: ......حائضہ عورت کا جسم پاک ہوتا ہے، نیز وہ تلاوت سمیت اللہ تعالیٰ کا ذکر سن بھی سکتی ہے اور کر بھی سکتی ہے، البتہ قرآن پاک کو چھو نہیں سکتی۔

(١٠٤)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فَأَغْسِلُهُ وَأُرَجِّلُهُ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي وَأَنَا حَائِضٌ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک کو میری طرف جھکاتے تھے، جبکہ آپ اعتکاف کی حالت میں ہوتے، پس میں آپ ﷺ کا سر دھوتی اور کنگھی کرتی تھی، جبکہ میں اپنے حجرے میں ہوتی تھی اور حائضہ ہوتی تھی اور آپ ﷺ مسجد میں ہوتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٠٢٨، ومسلم: ٢٩٧

فوائد: ......ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حائضہ کا جسم پاک ہوتا ہے، حکمی طہارت کا نہ ہونا اور معاملہ ہے۔

(١٠٥)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا بِهِ سُفْيَانُ، مَرَّةً أُخْرَى عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ: ذُكِرَ لَهَا فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نوجوان اور پردہ نشین خواتین کو نکالو، تاکہ وہ عید اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں، البتہ حائضہ عورتیں مسلمانوں

وَذَوَاتِ الْخُدُورِ لِيَشْهَدْنَ الْعِيدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ وَلْتَجْتَنِبِ الْحُيَّضُ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ))

کی نماز کی جگہ سے الگ تھلگ رہیں۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ٣٥١، ومسلم: ٨٩٠

فوائد: ......اجتماعِ عید کی اس قدر اہمیت ہے کہ حائضہ عورتوں کو بھی اس اجتماع میں شامل ہونے کا حکم دیا گیا ہے، چونکہ انھوں نے نماز نہیں پڑھنی ہوتی، اس لیے ان کو الگ سے بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(١٠٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ إِذَا حِضْتُ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَّزِرُ فَكَانَ يُبَاشِرُنِي۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب میں حائضہ ہو جاتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم دیتے، تو میں تہبند باندھ لیتی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ لیٹ جاتے تھے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٠، ومسلم: ٢٩٣

(١٠٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَكِيمٍ الْأَثْرَمِ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ أَوْ أَتَى امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ أَتَى امْرَأَةً وَهِيَ حَائِضٌ فَقَدْ بَرِءَ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو آدمی کسی نجومی کے پاس گیا اور اس کی کہی ہوئی بات کی تصدیق کی یا بیوی کی دبر میں مباشرت کی یا حائضہ عورت سے جماع کیا تو وہ اس چیز سے بری ہو گیا، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے۔"

تخريج: حديث محتمل للتحسين ...... أخرجه ابوداود: ٣٩٠٤، والترمذي: ١٣٥، وابن ماجه: ٦٣٩

فوائد: ...... بیوی کی دبر میں مباشرت کرنا غیر فطری ہے، یعنی پاخانہ والی جگہ کو استعمال کرنا: خاوندوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس عضو کو حق زوجیت کا محل قرار دیا ہے، اسی کو استعمال کریں۔

حیض کے دوران جماع کرنا حرام ہے۔

ان تین جرائم کی قباحت واضح کرنے کے لیے سخت الفاظ استعمال کیے گئے ہے کہ وہ آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شریعت سے بری ہو جاتا ہے، ان الفاظ کی کوئی تاویل نہ کی جائے، تاکہ سامعین متنبہ رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود

خروج از اسلام تو نہیں ہے بلکہ یہ بتانا ہے کہ یہ سب کام کافروں کے ہیں۔

(۱۰۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ مِقْسَمٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الَّذِي يَأْتِي امْرَأَتَهُ حَائِضًا قَالَ: ((يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حائضہ بیوی سے جماع کرنے والے کے بارے میں فرمایا: ''وہ ایک دینار یا نصف دینار کا صدقہ کرے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۲٦٤، ۲۱٦۸، وابن ماجه: ٦٤٠، والنسائی: ۱/ ۱۵۳، والترمذی: ۱۳٦، ۱۳۷

فوائد: ...... دینار سے مراد سونے کا سکہ ہے، اس کا وزن (4) ماشہ اور (4) رتی ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ سے اللہ تعالیٰ کی حدود کی اہمیت کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ جو آدمی حیض کی وجہ سے ممانعت کا لحاظ نہیں کرتا اور مباشرت کر لیتا ہے تو اسے ایک یا نصف دینار کا صدقہ کرنا پڑتا ہے۔ دینار اور نصف دینار میں اختیار دیا گیا ہے۔

(۱۰۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْجَوْهَرِيُّ، قَالَ: ثَنَا بُنْدَارٌ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ......

قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، بِهَذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ فَقَالَ رَجُلٌ لِشُعْبَةَ: إِنَّكَ كُنْتَ تَرْفَعُهُ قَالَ: كُنْتُ مَجْنُونًا فَصَحِحْتُ۔

جب امام شعبہ نے اس حدیث کو مرفوعاً بیان نہیں کیا اور ایک آدمی نے ان سے کہا: تم تو اس حدیث کو مرفوع بیان کرتے تھے، تو انھوں نے کہا: پہلے میری ذہنی کیفیت صحیح نہیں تھی، اب میں ٹھیک ہوں۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

(۱۱۰)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشَّافِعِيُّ، قَالَ: ثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ مِقْسَمٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ قَالَ شُعْبَةُ: وَزَعَمَ فُلَانٌ أَنَّ الْحَكَمَ كَانَ لَا فَقِيلَ لِشُعْبَةَ: حَدِّثْنَا بِمَا سَمِعْتَ وَدَعْ قَوْلَ فُلَانٍ وَفُلَانٍ فَقَالَ: مَا يَسُرُّنِي أَنْ أَعْمُرَ فِي

جب حکم نے عبدالحمید بن مقسم سے اور انھوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کی حدیث کو مرفوع بیان کیا، تو امام شعبہ نے کہا: فلاں راوی کا خیال ہے کہ حکم نے اس کو مرفوع بیان نہیں کیا، کسی نے امام شعبہ سے کہا: آپ ہمیں اپنی سنی ہوئی بات بیان کریں اور ایرے غیرے کی بات کو چھوڑ دیں، انھوں

الدُّنْيَا عُمْرَ نُوحٍ وَإِنِّي تَحَدَّثْتُ بِهٰذَا أَوْ سَكَتُّ عَنْ هٰذَا۔

نے کہا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مجھے دنیا میں حضرت نوح علیہ السلام والی عمر مل جائے اور پھر میں یہ حدیث بیان کروں یا اس سے خاموش رہوں۔

تخريج: انظر رقم: (۱۰۸)

(۱۱۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ: ثَنَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ مِقْسَمٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ أَوْ نِصْفِ دِينَارٍ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ آدمی ایک دینار یا نصف دینار کا صدقہ کرے۔''

تخريج: ضعيف ...... أخرجه الترمذى: ۱۳۷، وابن ماجه: ٦٥٠ ...... عبد الكريم بن ابى المخارق متروك الحديث، تابعه خصيف، لكنه ضعيف الحديث

فوائد: ......ترمذی میں اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا كَانَ دَمًا أَحْمَرَ فَدِينَارٌ وَإِذَا كَانَ دَمًا أَصْفَرَ فَنِصْفُ دِينَارٍ۔)) ......

''جب خون سرخ ہو تو ایک دینار صدقہ کریں اور جب خون زرد ہو تو نصف دینار۔''

لیکن یہ فرق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، البتہ یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اس اختیاری بات کو مختلف صورتوں کے ساتھ مقید کیا ہے۔

(۱۱۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَأَبُو جَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَا: ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: أَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: ((لَا، إِنَّمَا ذٰلِكِ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ فَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ بنت ابو حبیش رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں استحاضے والی خاتون ہوں اور پاک نہیں ہوتی، کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، یہ تو ایک رگ ہے، حیض نہیں ہے، جب حیض آ جائے تو تو جماعت چھوڑ دیا کر اور جب وہ ختم ہو جائے تو خون دھو کر نماز شروع کر دیا کر۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۲۸، ومسلم: ۳۳۳

فوائد: ......**استحاضہ:** وہ خون ہے جو کسی رگ کے پھٹنے کی وجہ سے عورت کی شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے، ایسی عورت کو مستحاضہ کہتے ہیں۔ یہ خون، حیض اور نفاس کے علاوہ ہوتا ہے۔

اس حدیث میں اسی خون کا ذکر ہے، ایسی عورت نماز روزہ سے مستثنیٰ نہیں ہے، ایسی خاتون نماز ادا کرنے کے لیے طہارت کے درج ذیل طریقوں میں کوئی ایک طریقہ اختیار کر لے:

(۱)...... ہر نماز کے لیے علیحدہ وضو کرے، ہر نماز کے لیے طہارت حاصل کرنے کی یہ کم از کم صورت ہے۔

(۲)......ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو نمازوں کے لیے غسل کرے اور پہلی نماز ادا کرنے کے بعد دوسری نماز کے لیے وضو کرے، یہ طریقہ آپ ﷺ کو زیادہ پسند تھا۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ ظہر کو آخری وقت میں اور عصر کو پہلے وقت میں ادا کرنے کے لیے دونوں کے لیے غسل کرے، پھر نماز ظہر ادا کر کے عصر کے لیے صرف وضو کرے۔ یہی معاملہ مغرب وعشا کا ہوگا، اسی طرح فجر کی نماز کے لیے غسل اور وضو کا اہتمام کیا جائے گا۔

(۳)...... ہر نماز کے لیے غسل کرے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ جب سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے استحاضہ کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حیض کی مدت ٹھہری رہو، پھر غسل کرو۔'' لہٰذا وہ ہر نماز کے لیے غسل کرتی تھیں۔ (مسلم)

اگر چہ اس حدیث میں صرف سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا فعل نقل کیا گیا ہے، لیکن ابوداود کی روایات کے الفاظ یہ ہیں: فَأَمَرَهَا بِالْغُسْلِ لِكُلِّ صَلَاةٍ۔ اور فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((اِغْتَسِلِيْ لِكُلِّ صَلَاةٍ۔)) امام ابوداود رحمہ اللہ نے ان روایات کو محفوظ اور امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے، اور دوسری صورت میں پیش کیے گئے طریقے سے بھی ہر نماز کے لیے غسل کرنے کا استدلال کیا جا سکتا ہے۔

اگر چہ وضو کے بعد بلکہ دوران وضو ہی ایسی خاتون کا خون جاری رہے گا تو اس سے اس کی نماز متاثر نہیں ہوگی۔

(۱۱۳)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ رَجُلٌ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ دَمًا لَا يَفْتُرُ عَنْهَا فَسَأَلَتْ أُمُّ سَلَمَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((لِتَنْظُرْ عِدَّةَ الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَعَدَدَهُنَّ فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذٰلِكَ ثُمَّ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْتَغْتَسِلْ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت کو لگا تار خون آتا تھا اور رکتا نہیں تھا، سیدہ نے اس کے بارے میں نبیٔ کریم ﷺ سے سوال کیا، آپ نے فرمایا: ''اس خون کے شروع ہونے سے پہلے اس کو جتنے دنوں اور راتوں میں حیض آتا تھا، وہ اتنے دنوں کے لیے نماز چھوڑ دے، جب مقررہ دن گزر جائیں اور اس پر نماز فرض ہو جائے تو وہ غسل کرے، کپڑے سے لنگوٹ باندھ

وَلْتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ وَتُصَلِّي.)) قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: وَهَكَذَا قَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَالَ مَالِكٌ، وَعُبَيْدُ اللّٰهِ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُمْ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَقَالَ أَيُّوبُ، عَنْ سُلَيْمَانَ نَفْسِهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

لے اور نماز شروع کردے۔"

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ٢٧٤، والنسائی: ١/ ١١٩، وابن ماجه: ٦٢٣

فوائد: ......استحاضہ کے خون کو بہنے سے روکنے کے لیے لنگوٹ باندھنے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ وہ اسی کپڑے پر رستا رہے اور پھر کپڑا بدل لیا جائے۔

(١١٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، قَالَ: ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا: ((أُمْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي.)) قَالَتْ: وَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خون کی شکایت کی، آپ نے ان سے فرمایا: "اتنے دن ٹھہری رہا کر جتنے دن تجھے حیض کا خون روکے رکھتا تھا، پھر غسل کر لیا کر۔" لہٰذا وہ ہر نماز کے لیے غسل کرتی تھیں۔

تخریج: راجع رقم (١١٢)

(١١٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: ثَنَا الْحُسَيْنُ الْمُعَلِّمُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

قَالَ: أَخْبَرَتْنِي زَيْنَبُ بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدَّمَ وَكَانَتْ تَحْتَ

سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک خاتون کو خون آتا تھا، وہ سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں،

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَتُصَلِّي۔ وَرَوَاهُ مَعْمَرٌ وَهِشَامٌ فَقَالَا: عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ

رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کر کے نماز پڑھا کریں۔

تخريج: صحيح ۔ أخرجه ابوداود: ٢٩٣

(١١٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أُمِّ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يُرِيبُهَا بَعْدَ الطُّهْرِ، قَالَ: ((إِنَّمَا هِيَ عِرْقٌ أَوْ عُرُوقٌ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون کے بارے میں فرمایا جس کو طہر کے بعد پھر ایسی چیز نظر آ جاتی تھی، جس سے اس کو تشویش ہو جاتی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ایک یا زیادہ رگوں کا مسئلہ ہے، (حیض نہیں ہے)۔“

تخريج: صحيح ۔ أخرجه ابوداود: ٢٩٣، وابن ماجه: ٦٤٦

(١١٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَائِضِ إِذَا أَرَادَتْ أَنْ تَغْتَسِلَ مِنَ الْمَحِيضِ قَالَ: ((خُذِي مَاءَكِ وَسِدْرَكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي فَأَنْقِي ثُمَّ صُبِّي عَلَى رَأْسِكِ حَتَّى تَبْلُغِي شُئُونَ الرَّأْسِ ثُمَّ خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً۔)) قَالَتْ: كَيْفَ أَصْنَعُ؟ فَسَكَتَ، ثُمَّ قَالَتْ: كَيْفَ أَصْنَعُ؟ فَسَكَتَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ وَرَسُولُ اللّٰهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک انصاری خاتون نے نبیٔ کریم ﷺ سے اس حائضہ کے بارے میں سوال کیا جو حیض کا غسل کرنا چاہتی ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو پانی اور بیری کے پتوں کا اہتمام کر اور پھر غسل کر، پہلے مخصوص اعضاء کو صاف کر، پھر اپنے سر پر پانی ڈال اور بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچا، پھر کپڑے وغیرہ کا ایک ٹکڑا لے، جس پر کستوری لگی ہوئی ہو۔“ اس نے کہا: اس ٹکڑے سے میں کیا کروں؟ آپ ﷺ خاموش رہے، اس نے پھر کہا: اس ٹکڑے سے میں کیا کروں؟ آپ ﷺ خاموش رہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تو کپڑے وغیرہ کا ٹکڑا لے جس پر کستوری لگی ہوئی ہو، اس کو خون کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ فَمَا أَنْكَرَ عَلَيْهَا۔

نشانوں پر لگا، رسول اللہ ﷺ سیدہ کی بات سن رہے تھے، آپ نے کوئی انکار نہیں کیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٣١٥، ومسلم: ٣٣٢

فوائد: ......آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ جب عورت حیض سے فارغ ہو کر غسل کر لے تو وہ کون والی جگہ پر کستوری جیسی خوشبو لگائے تا کہ خون کی بدبو کے اثرات ختم ہو جائیں اور مزاج کے اندر نفاست اور تر و تازگی آجائے۔

(١١٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، ......

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، أَنَّهُ كَانَ لَا يَقْرَبُ النِّسَاءَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا يَعْنِي فِي النُّفَاسِ، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: وَأَسْنَدَهُ أَبُو بَكْرٍ الْهُذَلِيُّ عَنِ الْحَسَنِ۔

حسن بصری کہتے ہیں: عثمان بن ابو العاص چالیس دن تک نفاس والی خواتین کے قریب نہیں جاتے تھے۔ ابو محمد نے کہا: ابو بکر ہذلی نے حسن بصری سے مرفوعا بیان کیا۔

تخریج: ضعيف ...... أخرجه الدارقطني: ١/ ٢٢٠، والحاكم: ١/ ١٧٦ ...... الحسن مدلس وقد عنعنه والحسن ايضا لم يسمع من عثمان بن ابى العاص

فوائد: ......نفاس: وہ خون جو بچے کی ولادت کے بعد آتا ہے، اس کی کم از کم مدت کا کوئی تعین نہیں، البتہ زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے، اگر چالیس دن کے بعد خون جاری رہے تو اسے استحاضہ کا خون سمجھا جائے گا۔
اس کے تمام احکام حیض والے ہی ہیں۔

(١١٩)۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: تُمْسِكُ النُّفَسَاءُ عَنِ الصَّلَاةِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انھوں نے کہا: نفاس والی خواتین چالیس دن تک نماز سے رکی رہیں۔

تخریج: صحيح ...... أخرجه البيهقي: ١/ ٣٤١

(١٢٠)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ......

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ يُصِيبُهُ دَمُ الْحَيْضَةِ قَالَ: ((حُتِّيهِ وَاقْرُصِيهِ وَرُشِّيهِ بِالْمَاءِ وَصَلِّي))

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے اس کپڑے کے بارے میں سوال کیا جس کو حیض کا خون لگ جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کھرچ، پھر اس کو مل، پھر اس پر پانی بہا اور پھر اس میں نماز پڑھ لے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۳۰۷، ومسلم: ۲۹۱

فوائد: ......مقصود خون کا ازالہ کرنا ہے، آپ ﷺ نے جو طریقہ بتایا ہے، اس سے اچھی طرح کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔

بَابُ التَّيَمُّمِ
تیمّم کا بیان

تیمم: لغوی معنی: ارادہ کرنا، قصد کرنا

اصطلاحی تعریف: مخصوص طریقے سے پاک مٹی کے ساتھ چہرے اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔

پانی کے نقصان دہ ہونے یا پانی کے نہ ہونے یا پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونے کی صورت میں شریعتِ اسلامیہ نے تیمّم کی رخصت دی ہے، اور نمازیوں کی بہت بڑی پریشانی کا ازالہ کر دیا ہے۔

احادیث صحیحہ سے تیمّم کا درج طریقہ ثابت ہوتا ہے:

بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مارا جائے، پھر ان پر پھونک ماری جائے، پھر بائیں ہاتھ کو دائیں پر اور دائیں کو بائیں پر پھیر کر دونوں ہاتھوں کو چہرے پر پھیر دیا جائے۔ ہاتھوں کو صرف ایک دوسرے کی ہتھیلی کی پشت پر پھیرا جائے گا، نہ کہ کہنیوں تک۔

تیمّم ان امور سے ختم ہو جاتا ہے، جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، ہاں ایک چیز زائد ہے کہ پانی ملنے کی صورت میں یا پانی کے استعمال پر قدرت حاصل ہو جانے کی صورت میں تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔

صحیح احادیث سے تیمّم کے لیے زمین پر ایک دفعہ ہاتھ مارنا ثابت ہے، جن احادیث میں دو بار ہاتھ مارنے کا ذکر ہے، وہ ضعیف یا موقوف ہیں۔

(۱۲۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: ثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: ثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ......

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: عَرَّسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَاتِ الْجَيْشِ وَمَعَهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجُهُ فَانْقَطَعَ عِقْدٌ لَهَا مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ فَحَبَسَ النَّاسَ ابْتِغَاءُ عِقْدِهَا ذَلِكَ حَتَّى أَضَاءَ الْفَجْرُ وَلَيْسَ مَعَ النَّاسِ مَاءٌ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو ''ذات الجیش'' کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں، ان کا ظفار کے موتیوں کا ہار گم ہو گیا اور لوگوں کو اس ہار کی تلاش کے لیے روک لیا گیا، اُدھر فجر روشن ہو رہی تھی اور لوگوں کے پاس پانی بھی نہیں تھا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر غصہ آیا اور انھوں نے کہا: تم نے لوگوں کو روک دیا ہے، جبکہ ان کے

وَقَالَ: حَبَسْتِ النَّاسَ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ رُخْصَةَ التَّطَهُّرِ بِالصَّعِيدِ الطَّيِّبِ فَقَامَ الْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبُوا بِأَيْدِيهِمُ الْأَرْضَ ثُمَّ رَفَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَلَمْ يَقْبِضُوا مِنَ التُّرَابِ شَيْئًا فَمَسَحُوا وُجُوهَهُمْ وَأَيْدِيَهُمْ إِلَى الْمَنَاكِبِ وَمِنْ بُطُونِ أَيْدِيهِمْ إِلَى الْآبَاطِ.
قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَلَا يَعْتَبِرُ النَّاسُ بِهٰذَا.

پاس پانی نہیں ہے، پس اللہ تعالی نے اس وقت پاک مٹی سے طہارت حاصل کرنے کی رخصت نازل فرمادی، مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے، پھران کو اٹھایا اور مٹی جھاڑے بغیر اپنے چہروں پر پھیرا اور اپنے ہاتھوں کے ظاہری حصے سے کندھوں تک اور باطنی حصے سے بغلوں تک ہاتھ پھیرے۔ ابن شہاب نے کہا: لوگ اس کیفیت کو معتبر نہیں سمجھتے۔

تخریج: حديث صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٣٢٠، والنسائي: ١/ ٦٧، وأخرجه مختصرا ابن ماجه: ٥٦٦

فوائد: ......کندھوں اور بغلوں تک ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟ اس کے بارے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اگر تیمّم کی یہ کیفیت آپ ﷺ کے حکم کی بنا پر تھی تو بعد میں آپ سے صادر ہونے والی کیفیت اس کے لیے ناسخ ہوگی اور اگر یہ صورت آپ ﷺ کے حکم کے بغیر تھی تو حجت تو آپ کا حکم ہی ہوتا ہے۔ (میں ابن حجر کہتا ہوں:) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی جس روایت میں تیمّم کے لیے صرف ہاتھوں اور چہرے کا ذکر ہے، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد اسی کیفیت (یعنی صرف ہاتھوں اور چہرے) کا فتوی دیتے تھے، جبکہ وہ اس حدیث کے راوی بھی ہیں اور راوی اپنی روایت کو زیادہ سمجھتا ہے، خصوصاً جب وہ مجتہد بھی ہو۔ (فتح الباری: ۱/ ۴۴۵)

''ذات الجیش'' ایک مقام کا نام ہے، جو مدینہ سے مکہ کے راستے پر ایک برید کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ غزوۂ بنی مصطلق کا واقعہ ہے، اس کو غزوۂ مریسیع بھی کہتے ہیں، یہ غزوہ ۵ھ میں ہوا تھا۔

(١٢٢)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: ثَنَا عَوْفٌ، قَالَ: ثَنَا أَبُو رَجَاءٍ......

قَالَ: ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلَاتِهِ إِذَا رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ لَمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكَ يَا

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب آپ فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک آدمی علیحدہ بیٹھا ہوا تھا، اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''او فلاں! تجھے کس چیز نے لوگوں

فُلَانُ! أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلَيْكَ بِالصَّعِيدِ الطَّيِّبِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ۔))

کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے جنابت لاحق ہوئی ہے اور غسل کرنے کے لیے پانی نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پاکیزہ مٹی کو لازم پکڑ، بے شک وہ تجھے کافی ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٣٤٤، ومسلم: ٦٨٢

(١٢٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمین کو میرے لیے جائے نماز اور پاک کرنے والا بنایا گیا ہے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٥٢٣

(١٢٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: ثَنَا حَجَّاجٌ الْأَنْمَاطِيُّ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، وَحُمَيْدٍ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((جُعِلَتْ لِي كُلُّ أَرْضٍ طَيِّبَةٍ مَسْجِدًا وَطَهُورًا۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر پاکیزہ زمین کو میرے لیے جائے نماز اور پاک کرنے والا قرار دیا گیا ہے۔''

تخریج: صحيح، وفي الباب عن جماعة من الصحابة

فوائد: ......پہلی شریعت والوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے عبادت خانوں میں ہی جا کر اپنی نمازیں ادا کریں، لیکن جب ہمارے لیے مسجد پہنچنا مشکل ہو تو کسی قطعۂ زمین پر فرضی نماز ادا کی جا سکتی ہے، اسی طرح حکمی طہارت کے معاملے میں مٹی کو پانی کے قائمقام قرار دیا گیا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

(١٢٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: ثَنَا الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ......

أَنَّ رَجُلًا، أَتَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً فَقَالَ: لَا تُصَلِّ فَقَالَ عَمَّارٌ: أَمَا تَذْكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ

عبد الرحمن بن ابزیٰ کہتے ہیں: ایک آدمی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا: مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے اور پانی نہیں ہے، انھوں نے کہا: تم نماز نہ پڑھو، یہ سن کر سیدنا عمار رضی اللہ عنہ

أَنَـا وَأَنْـتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَـأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّـرَابِ وَصَـلَّيْـتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ: ((إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَـدَيْكَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَمَسَّحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ.)) فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَـنْـهُ: اتَّقِ اللّٰهَ يَا عَمَّارُ فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ لَمْ أُحَـدِّثْ بِـهِ وَقَـالَ الْـحَكَمُ: وَحَدَّثَنِيهِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبْزَى عَنْ أَبِيهِ حَدِيثَ ذَرٍّ قَـالَ: وَثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ الَّـذِي ذَكَـرَ الْحَكَمُ قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: بَلْ نُوَلِّيكَ مَا تَوَلَّيْتَ.

نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کو یاد ہوگا کہ جب میں اور آپ ایک لشکر میں تھے، ہمیں جنابت لاحق ہوئی تھی، جبکہ پانی نہیں تھا، آپ نے نماز نہیں پڑھی تھی، لیکن میں نے مٹی میں لیٹ کر نماز پڑھ لی تھی، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ''تجھے یہ کافی تھا کہ تو اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارتا، پھر ان پر پھونک مارتا، اور پھر ان کو اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر پھیر دیتا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمار! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ انھوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! اگر آپ چاہتے ہیں تو میں یہ حدیث بیان نہیں کرتا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلکہ ہم تمہیں اس کا ذمہ دار بناتے ہیں، جس چیز کی ذمہ داری تم خود لینا چاہتے ہو۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٣٣٩، ومسلم: ٣٦٨

فوائد: ......اس مفہوم کی درج ذیل روایت بھی قابل توجہ ہے:

شقیق کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر کسی آدمی کو پانی نہ ملے تو وہ نماز نہیں پڑھے گا؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم کو یاد نہیں رہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور آپ کو اونٹوں کے ساتھ بھیجا تھا، مجھے جنابت لاحق ہوگئی تھی، پس میں مٹی میں لیٹا تھا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹا اور آپ ﷺ کو یہ بات بتلائی تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''صرف تجھے یہ کافی تھا کہ تو اس طرح کر لیتا۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کو ایک دفعہ زمین پر مارا اور ان کو اپنی ہتھیلیوں (کی پشتوں) پر اور چہرے پر ایک ایک دفعہ پھیر دیا۔ لیکن سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً، لیکن میں نے دیکھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر قناعت نہیں، سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر آپ سورۂ نساء والی اس آیت کے بارے میں کیا کہیں گے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾...... ''پس تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کر لو''؟ اس مقام پر سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو کوئی جواب نہ آیا، البتہ انھوں نے یہ کہا: اگر ہم ان کو تیمّم کی رخصت دے دیں تو قریب ہے کہ جب کسی کو پانی ٹھنڈا لگے گا تو وہ تیمّم کر دے گا۔ (صحیح بخاری: ٣٤٧، صحیح مسلم: ٣٦٨)

سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کی رائے ہی راجح ہے، کیونکہ آیات واحادیث تیمّم کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں۔

(١٢٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: ثَنَا أَبَانُ الْعَطَّارُ، قَالَ: ثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي التَّيَمُّمِ: ((ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ))

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمّم کے بارے میں فرمایا: ''چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے لیے ایک ضرب ہے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ٣٢٧، والترمذی: ١٤٤

فوائد: ......تیمّم میں ہاتھوں اور چہرے کے لیے ہاتھوں کو مٹی پر ایک بار مارنا کافی ہے، ایک ضرب کا یہی مفہوم ہے، اور درج ذیل روایت ضعیف ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلتَّيَمُّمُ ضَرْبَتَانِ: ضَرْبَةٌ لِلْوَجْهِ وَضَرْبَةٌ لِلْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ۔)) ......''تیمّم دو ضربیں ہیں، ایک چہرے کے لیے اور دوسری کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لیے۔'' (دارقطنی: ١/ ١٨٠، حاکم: ١/ ١٧٩)

اس کی سند میں عبداللہ بن عمر عمری "ضعيف سيء الحفظ" ہے اور علی بن ظبیان "ضعيف جدا" ہے۔

(١٢٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: ثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ......

عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو الْجُهَيْمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ۔

مولائے ابن عباس عمیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور عبد اللہ بن یسار، جو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، چلے اور سیدنا ابو جُہیم انصاری کے پاس پہنچ گئے، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بئر جمل کی طرف سے آ رہے تھے کہ آپ کو ایک آدمی ملا، اس نے آپ کو سلام کہا، لیکن آپ نے اس کو جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیوار کی طرف گئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کر کے تیمّم کیا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٣٣٧، وعلقه مسلم: ٣٦٩

فوائد: ......اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی ذکر کرنے کے لیے وضو کرنا چاہے، لیکن پانی اس سے دور ہو تو

وہ تیمم کر لے، درج ذیل روایت سے مزید وضاحت ہو رہی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ پیشاب کرتے اور مٹی سے تیمّم کر لیتے تھے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک پانی آپ کے قریب ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((وَمَا يُدْرِينِي لَعَلِّي لَا أَبْلُغُهُ۔)) ......''مجھے کیا علم، شاید میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں۔'' (مسند احمد: ۱/ ۲۸۸، صحیحہ: ۲۶۲۹، وفي رواية لاحمد: فَأُهْرَاقَ الْمَاءَ، فَتَيَمَّمَ)

(۱۲۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: ثَنَا أَبِي قَالَ: أَنْبَأَنِي الْوَلِيدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّ عَطَاءً، حَدَّثَهُ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فِي شِتَاءٍ فَسَأَلَ فَأُمِرَ بِالْغُسْلِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا لَهُمْ؟ قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ ثَلَاثًا قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ الصَّعِيدَ أَوِ التَّيَمُّمَ طَهُورًا۔)) شَكَّ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ أَثْبَتَهُ بَعْدُ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی کو جنابت لاحق ہوگئی، یہ سردیوں کا موسم تھا، جب اس نے مسئلہ پوچھا تو اس کو غسل کرنے کا حکم دیا گیا، اس نے غسل کیا اور اس وجہ سے فوت ہوگیا، جب یہ بات نبی کریم ﷺ کو بتلائی گئی تو آپ نے فرمایا: ''انھیں کیا ہوا؟ انھوں نے اس کو قتل کر دیا ہے، اللہ ان کو ہلاک کرے، آپ ﷺ نے یہ جملہ تین دفعہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مٹی یا تیمّم کو پاک کرنے والا بنایا ہے۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو شک ہوا، بعد میں ان کو ایک لفظ پر یقین ہوگیا تھا۔

تخریج: صحیح لغیرہ ...... أخرجه ابن ماجه: ۵۷۲

فوائد: ...... ہر آدمی کو روز مرہ کے احکام و مسائل کا علم ہونا چاہیے، اہل علم کی مجالس میں بیٹھنے اور ان کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھنے ہی سے یہ علم حاصل ہوسکتا ہے۔ لیکن آج کل لوگ مساجد و مدارس کے اہل علم اور مدرسین سے دور ہو گئے ہیں اور ان کی گزارشات کو اہمیت نہیں دیتے، الا ماشاءاللہ۔

(۱۲۹)۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ، قَالَ: ثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثَنَا جَرِيرٌ، عَطَاءِ بْنِ [illegible] سَعِيدِ بْنِ [illegible]

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَفَعَهُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ﴾ [النساء: ۴۳] قَالَ: ((إِذَا كَانَتْ بِالرَّجُلِ الْجِرَاحَةُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''اور اگر تم مریض ہو یا سفر پر ہو'' کے بارے میں فرمایا: ''جب کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہو جائے یا وہ پھوڑے پھنسی اور چیچک میں مبتلا ہو جائے

الْقُرُوحُ أَوِ الْجُدَرِيُّ فَيُجْنِبُ فَيَخَافُ إِنِ اغْتَسَلَ أَنْ يَمُوتَ فَلْيَتَيَمَّمْ))

اور جنابت کی صورت میں غسل کرنے کی وجہ سے اس کو موت کا خطرہ ہو تو وہ تیمّم کر لیا کرے۔"

تخریج: ضعيف مرفوعا، والصحيح موقوفا ...... أخرجه ابن خزيمة: ٢٧٢، والدار قطني: ١ / ١٧٧ ...... عطاء مختلط، وسماع جرير منه بأخرة

فوائد: ......درج ذیل صورتوں میں تیمّم کیا جا سکتا ہے:

(۱)......پانی کے استعمال سے نقصان کا خطرہ ہو۔

(۲)...... پانی موجود نہ ہو۔

(۳)......پانی تو موجود ہو، لیکن اس کے استعمال پر آدمی کو قدرت حاصل نہ ہو۔

بَابُ التَّنَزُّهِ فِي الْأَبْدَانِ وَالثِّيَابِ عَنِ النَّجَاسَاتِ

جسموں اور کپڑوں کو نجاستوں سے بچانے کا بیان

(۱۳۰)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، قَالَ: ثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا هَذَا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَبْرِءُ مِنْ بَوْلِهِ۔)) ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ فَغَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ: ((لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا۔))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: "ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی مشکل اور بڑے کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا، ایک چغلی کرتا تھا اور ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا، پھر آپ ﷺ نے ایک تر چھڑی منگوائی، اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک حصہ ایک ایک قبر پر گاڑھ کر فرمایا: "ممکن ہے کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں، ان سے عذاب میں تخفیف کی جائے۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ٢١٨، ومسلم: ٢٩٢

فوائد: ......صحیح بخاری کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: "وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ" ......"اور ان کو مشکل کام کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا، اور وہ بڑے گناہ ہیں۔"

پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا اور چغلی کرنا کبیرہ گناہ ہیں، اس حدیث میں "کَبِیْر" کے معنی مشکل کے ہیں، یعنی آسانی کے ساتھ پیشاب کے چھینٹوں اور چغلی سے بچا جا سکتا ہے، چغلی سے بچنے کے لیے معمولی ضبطِ نفس کی

ضرورت ہے۔

اہم تنبیہ: قابل توجہ بات یہ ہے کہ عذاب کی اس تخفیف میں ٹہنی کا کوئی کمال نہیں ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے حق میں سفارش کی تھی اور وہ سفارش اتنی مدت کے لیے قبول کی گئی، جب تک یہ ٹہنی خشک نہ ہو، صحیح مسلم (۳۰۱۲) میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث ہے، اس میں بھی اسی قسم کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، پھر جب آپ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ((إِنِّي مَرَرْتُ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ ، فَأَحْبَبْتُ بِشَفَاعَتِي أَنْ يُرَفَّهَ عَنْهُمَا ، مَا دَامَ الْغُصْنَانِ رَطْبَيْنِ)) ......''میں دو قبروں کے پاس سے گزرا، ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا تو میں نے ان کے حق میں اپنی سفارش پسند کی کہ ان سے اس وقت تک عذاب کی کلفت دور ہو جائے، جب تک یہ دو شاخیں تر رہیں۔'' (صحیح مسلم: ۳۰۱۲)

لہٰذا ہمیں قبر پر شاخ گاڑھنے کا عمل نہیں کرنا چاہیے، بلکہ مسنون انداز میں قبر والوں کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

(۱۳۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ، قَالَ: ثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ جَالِسَيْنِ فَخَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِهِ دَرَقَةٌ فَبَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فَتَكَلَّمْنَا بَيْنَنَا فَقُلْنَا: يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ فَأَتَانَا فَقَالَ: ((أَوَمَا تَدْرُونَ مَا لَقِيَ صَاحِبُ بَنِي إِسْرَئِيلَ؟ كَانَ إِذَا أَصَابَهُمْ بَوْلٌ قَرَضُوهُ فَنَهَاهُمْ فَعُذِّبَ فِي قَبْرِهِ))

سیدنا عبد الرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ کے ہاتھ میں ایک ڈھال تھی، آپ نے بیٹھ کر پیشاب کیا، ہم نے آپس میں کہا: آپ تو عورت کی طرح پیشاب کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم یہ نہیں جانتے کہ بنو اسرائیل والے آدمی کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ جب ان کو پیشاب لگ جاتا تھا تو وہ اس جگہ کو کاٹ دیتے تھے، لیکن اس آدمی نے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا، پس اس کو قبر میں عذاب دیا گیا۔''

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابو داود: ٢٢، وابن ماجه: ٣٤٦، والنسائي: ١/ ٢٦

فوائد: ......عورت سے تشبیہ دینے کی دو وجوہات ہیں، ایک بیٹھنا اور دوسری پردہ کرنا۔

بنو اسرائیل کی مثال ذکر کرنے سے مقصود یہ تھا کہ اُن لوگوں نے اس معاملے میں تساہل برتا، سو وہ عذاب کے مستحق ٹھہرے۔

(۱۳۲)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ ، وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ، وَعَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ......

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَدِيجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَأَلْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُهَا فِيهِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِ أَذًى۔

سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے زوجۂ رسول سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھا جس میں مجامعت کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، لیکن اس صورت میں جب اس میں کوئی نجاست نہیں ہوتی تھی۔

تخريج: صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٣٦٦، والنسائي: ١/ ١٥٥، وابن ماجه: ٥٤٠

فوائد: ...... جب تک کپڑے پر ظاہری نجاست لگی ہوئی نہ ہو، اس وقت تک وہ پاک ہی ہوگا، اس کو جنبی یا حائضہ نے پہنا ہو یا اس میں مباشرت کی ہو۔

(١٣٣)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ......

عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فِي مِرْطٍ مِنْ صُوفٍ وَعَلَيْهَا بَعْضُهُ وَهِيَ حَائِضٌ۔

زوجۂ رسول سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کی ایک چادر میں نماز پڑھی، اس کا کچھ حصہ مجھ پر تھا، جبکہ میں حائضہ تھی۔

تخريج: صحيح، ...... أخرجه ابوداود: ٣٦٩، وابن ماجه: ٦٥٣

(١٣٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْحَجَبِيُّ قَالَ: ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: ثَنَا الْأَشْعَثُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي فِي لُحُفِ نِسَائِهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی چادروں میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔

تخريج: صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٣٦٧، ٦٤٥، والترمذي: ٦٠٠، والنسائي: ٨/ ٢١٧

فوائد: ...... سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث کے مطابق ایک ہی چادر کا بعض حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتا اور بعض حصہ آپ کی حائضہ بیوی پر ہوتا اور آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔

اسی قسم کی روایت صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ امام ابوداود نے ان دو احادیث پر یہ باب قائم کیا

ہے: "بَابٌ: اَلرُّخْصَةُ فِیْ ذٰلِكَ"

ان میں جمع وتطبیق کی صورت یہ ہے کہ ان دو احادیث کو جواز پر اور اوپر والی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو چادر میں کسی نجاست کے خدشے کی بنا پر احتیاط اور ورع پر محمول کیا جائے، جیسا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے زوجہ رسول سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے جس میں نامعت کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: جب دیکھتے کہ اس میں کوئی نجاست لگی ہوئی نہیں ہے تو اسی میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ (ملاحظہ ہو حدیث نمبر: ۱۳۲)

اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کی جن چادروں میں نماز نہ پڑھتے ہوں، وہ چادریں صرف خواتین کا لباس ہوں۔

(۱۳۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَا: ثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: كَانَ ضَيْفٌ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَجْنَبَ فَجَعَلَ يَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِحَتِّهِ۔

ہمام بن حارث سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مہمان ٹھہرے، اس کو جنابت لاحق ہوگئی، وہ کپڑے سے مادۂ منویہ کو دھونے لگ گئے، لیکن سیدہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمیں اس کو کھرچنے کا حکم دیتے تھے۔

تخریج: اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین...... أخرجه الترمذی: ۱۱۶، وابن ماجه: ۵۳۷، وأخرجه مسلم: ۲۹۰، و آخر روایته بلفظ: وانی لاحکه من ثوب رسول الله ﷺ یابسا بظفری

(۱۳۶)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: ثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَقَدْ كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلِّي فِيهِ، قُلْتُ لِلْأَنْصَارِيِّ: تَعْنِي الْجَنَابَةَ؟ قَالَ: فَأَيُّ شَيْءٍ؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے (منی کو) کھرچتی تھی اور پھر آپ ﷺ اس میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے انصاری سے پوچھا: ان کی مراد جنابت کو کھرچنا تھا؟ انھوں نے کہا: تو اور کون سی چیز ہوسکتی ہے؟

تخریج: أخرجه مسلم: ۲۸۸

(۱۳۷)۔ حَدَّثَنَا الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَفَّانُ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادٌ، قَالَ: أَنَا حَمَّادٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو کھرچتی تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں نماز پڑھ لیتے تھے۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(۱۳۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ، قَالَ: ثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ......

قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهُ الْمَنِيُّ غَسَلَ مَا أَصَابَهُ مِنْهُ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْبُقَعِ فِي ثَوْبِهِ مِنْ أَثَرِ الْغَسْلِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کو منی لگ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ کو دھو لیتے تھے، پھر جب نماز کے لیے جاتے تو مجھے کپڑے میں دھونے کے نشانات نظر آ رہے ہوتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۲۹، ومسلم: ۲۸۹

فوائد: ...... یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ منی پاک ہے یا ناپاک، قارئین سے گزارش ہے کہ وہ سنجیدگی سے مطالعہ کریں، ضروری نہیں کہ جس چیز کو وہ اجنبی سمجھتے ہوں، وہ اجنبی ہی ہو، دوسری بات یہ ہے کہ اجتہادی مسائل میں مخالف فریق کی رائے پر نہ طنز کرنا چاہیے اور نہ اس کا مذاق اڑانا چاہیے، کیونکہ وہ اپنی سمجھ کے مطابق شریعت اور سنت پر عمل کر رہا ہوتا ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، امام شافعی، امام احمد، امام ابن حزم، امام داود، امام اسحاق، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام صنعانی، صبحی حسن حلاق اور ڈاکٹر وہبہ زحیلی وغیرہ کا خیال ہے کہ منی پاک ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شوکانی وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ منی ناپاک ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: إِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُخَاطِ وَالْبُصَاقِ۔ ...... منی تو ناک کی رطوبت اور تھوک کی مانند ہے۔ (دارقطنی: ۱/ ۱۲٤، بیهقی: ۲/ ٤۱۸)

شیخ البانی نے کہا: اس حدیث کو مرفوعاً بیان کرنا وہم ہے، اگرچہ اس میں منی کی طہارت کا جو حکم بیان کیا گیا ہے، وہ درست ہے۔ ہمارے لیے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بالیقین کہہ دینا کافی ہے کہ منی تو ناک کی رطوبت اور تھوک کی طرح ہے اور نہ تو ان کی مخالفت کرنے والا کوئی صحابی معروف ہے اور نہ کتاب وسنت کی کوئی دلیل ان کے اس قول کے متناقض ہے، ابن قیم نے "بدائع الفوائد" میں "مناظرة بين فقيهين في طهارة المني و نجاسته" کے عنوان میں اس موضوع پر بہت اہم اور انتہائی تحقیقی بحث کی ہے۔ (سلسلہ ضعیفہ: ۹۴۸، ۲/ ۳۶۰)

منی کو نجس قرار دینے والوں نے جتنے دلائل پیش کیے ہیں، ان میں قابل توجہ صرف دو باتیں ہیں:

(۱)...... وہ احادیث جن میں منی کے دھونے کا ذکر ہے۔

(۲)...... منی، پیشاب کی جگہ سے خارج ہوتی ہے، لہٰذا اس پر اسی کا حکم لگایا جائے گا۔

حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ دونوں دلائل منی کی نجاست پر دلالت نہیں کرتے، کیونکہ کسی چیز کو دھونے سے یہ لازم تو نہیں آتا ہے کہ وہ پلید ہے، رہا مسئلہ دوسری دلیل کا، تو ہم منی کے ذاتی حکم پر بحث کر رہے ہیں، اس چیز پر بحث نہیں ہو رہی کہ پیشاب کے اجزاء اس میں شامل ہوتے ہیں یا نہیں۔

منی کو پاک قرار دینے والوں نے جتنے دلائل پیش کیے ہیں، ان کی زیادہ مضبوطی بھی دو دلائل میں ہے:

(۱)...... ہر چیز اصل میں پاک اور طاہر ہے، جب تک کتاب و سنت سے کسی چیز کے پلید ہونے کی واضح دلیل نہیں آئے گی، اس وقت تک اس کو پاک سمجھا جائے گا اور منی کے پلید ہونے کی کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔

(۲)...... نبیٔ کریم ﷺ کا اس کپڑے میں نماز پڑھنا، جس سے منی کو صرف کھرچا گیا تھا یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے کپڑے سے اس وقت منی کو کھرچنا، جب آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔

یہ دونوں دلائل مضبوط ہیں اور نجاست کے قائلین کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ کھرچنا بھی پاک کرنے کا ایک طریقہ ہے، کیونکہ شریعت میں پاک کرنے کا اس قسم کا کوئی قانون نہیں ہے کہ نجاست کے بعض اجزا کو زائل کر دو اور بعض کو باقی رہنے دو، جبکہ کھرچنے سے کپڑے میں جذب ہو جانے والے منی کے اجزا زائل نہیں ہوتے۔ چھوٹے بچے کے پیشاب اور مذی پر پانی چھڑکنا اور پتھروں سے استنجا کرنا اس سے مختلف چیز ہے۔

حافظ ابن حجر نے اس موضوع پر بڑی خوبصورت بحث کی ہے، ان کی بحث کا خلاصہ یہ ہے: منی کو دھونے اور کھرچنے والی احادیث میں کوئی تضاد نہیں ہے، کیونکہ ان میں جمع تطبیق واضح طور پر ممکن ہے اور وہ اس طرح کہ اگر منی کو پاک قرار دیا جائے تو صفائی کی خاطر دھونے کو استحباب پر محمول کیا جائے گا، نہ کہ وجوب پر۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور محدثین کا طریق کار ہے اور اگر منی کو نجس سمجھ لیا جائے تو تر منی کو دھویا جائے گا اور خشک کو کھرچا جائے گا، یہ احناف کا طریقہ ہے، پہلا طریقہ زیادہ راجح ہے، کیونکہ اس میں حدیث اور قیاس دونوں پر عمل کیا جا رہا ہے، اگر منی نجس ہوتی تو قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ اس کو دھونا واجب ہے اور کھرچنے پر اکتفا کرنا درست نہیں ہے؛ جیسا کہ خون وغیرہ کا مسئلہ ہے، احناف خون کے معاملے میں تو کھرچنے پر اکتفا نہیں کرتے،...........۔ اس معاملے میں سب سے واضح روایت صحیح ابن خزیمہ کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: اِنَّھَا کَانَتْ تَحُکُّهٗ مِنْ ثَوْبِهٖ ﷺ وَھُوَ یُصَلِّیْ۔ ...... سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچتی تھیں، اس حال میں کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ یہ چیز ثابت نہیں ہے تو اس قسم کی حدیث تو کوئی نہیں ہے جو منی کی نجاست پر دلالت کرے، جبکہ اس کو دھونا فعل ہے اور وہ وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔ (فتح الباری: ۱/ ۴۴۱)

اس بحث کے بعد ہمارا رجحان اول الذکر مسلک والوں کی طرف ہے کہ منی پاک ہے اور کوئی دلیل اس کے ناپاک ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ (هٰذَا مَا عِنْدَنَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)

(۱۳۹)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ......

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِي لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّهُ وَقَالَ مَعْمَرٌ وَاللَّيْثُ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي هٰذَا فَنَضَحَهُ۔

سیدہ ام قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اپنا ایک بچہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی، وہ ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوایا اور اس پر چھینٹے مار دیے۔ امام زہری کی روایت میں "نَضَحَ" کے الفاظ ہیں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۲۳، ۵۶۹۳، ومسلم: ۲۸۷

(۱٤۰)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ يَدْعُو لَهُمْ فَبَالَ عَلَيْهِ صَبِيٌّ فَأَتْبَعَ الْمَاءَ بَوْلَهُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بچوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے دعا کرتے تھے، ایک بچے نے آپ پر پیشاب کر دیا، آپ نے اس پیشاب پر پانی ڈال دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۲۲، ٥٤٦٨، ومسلم: ۲۸٦

فوائد: ......مزید دو احادیث ملاحظہ ہوں:

سیدنا حسن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر پیشاب کیا اور وہ آپ کے ازار تک پہنچ گیا، سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ اپنا ازار مجھے دے دیں، تاکہ میں اس کو دھو دوں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّمَا يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ وَيُصَبُّ عَلَى بَوْلِ الْغُلَامِ۔)) ......"صرف بچی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے اور بچے کے پیشاب پر پانی بہا دیا جاتا ہے۔" (ابوداود: ۳۷۵، ابن ماجہ: ۵۲۲)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضَحُ عَلَيْهِ وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغْسَلُ۔)) قَالَ قَتَادَةُ: هٰذَا مَا لَمْ يَطْعَمَا فَإِذَا طَعِمَا غُسِلَ بَوْلُهُمَا۔ ...... "بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں گے اور بچی کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔" امام قتادہ نے کہا: یہ فرق اس وقت تک ہے، جب تک وہ کھانا نہیں کھاتے، جب کھانا کھانا شروع کر دیں گے تو دونوں کے پیشاب کو دھویا جائے گا۔ (ابوداود: ۳۷۷، ابن ماجہ: ۵۲۵)

ان احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جب تک بچے ا ر بچی کی غالب خوراک دودھ ہو، ان کے پیشاب سے پاکی حاصل کرنے کے طریقے مختلف ہوں گے اور وہ اس طرح کہ بچے کے پیشاب پر اس قدر چھینٹے مارے جائیں کہ متاثرہ جگہ تر ہو جائے، نچوڑنے کی ضرورت نہیں اور بچی کا پیشاب دھویا جائے۔

امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب اس فرق کے قائل نہیں ہیں، بلکہ وہ بچے اور بچی دونوں کے پیشاب کو دھونا ضروری قرار دیتے ہیں، لیکن واضح طور پر فرق کرنے والی احادیث ان کی رائے کو قبول نہیں کرتیں۔ گزارش یہ ہے کہ شریعت نے جس طرح نجس چیزوں کا تعین کیا ہے، ان نجاستوں کو زائل کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے، اگر اس معاملے میں کوئی تخصیص پیدا کر دی جائے تو اس کو ماننا پڑے گا۔

(١٤١)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا، دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا۔)) فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَعَجَّلَ النَّاسُ إِلَيْهِ فَنَهَاهُمْ وَقَالَ: ((أَهْرِيقُوا عَلَيْهِ ذَنُوبًا أَوْ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ، يَعْنِي بَوْلَهُ وَقَالَ: إِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھی، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے کہا: اے اللہ! مجھ پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''تو نے وسیع چیز کو تنگ کر دیا ہے۔'' جلد ہی اسی دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا، لوگ اس کی طرف لپکے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روکا اور فرمایا: ''اس کے پیشاب پر پانی کا ایک ڈول بہا دو، تمہیں آسانی پیدا کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، تنگی پیدا کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔''

تخريج: صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٣٨٠، والترمذي: ١٤٧

فوائد: ......روایات کے سیاق وسباق سے پتہ چل رہا ہے کہ اس دیہاتی کو اسلام کے احکام کا علم نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مسجد کے آداب کی تعلیم دی۔

زمین کو پاک کرنے کے دو طریقے ہیں:

(۱)......اس حدیث میں بیان شدہ طریقہ کہ پیشاب پر پانی ڈال دیا جائے، اس طرح کرنے سے نجاست کے بعض اجزا زمین میں جذب ہو جائیں گے اور بعض پانی کے ساتھ زمین پر بکھر کر زائل ہو جائیں گے اور زمین پاک ہو جائے گی، وہ زمین سخت ہو یا نرم۔

(۲)......دوسرا طریقہ درج ذیل حدیث میں بیان کیا گیا ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كُنْتُ أَعْزَبَ شَابًّا أَبِيْتُ فِي الْمَسْجِدِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا۔ ...... میں کنوارا نوجوان تھا اور عہدِ نبوی میں مسجد میں رات گزارتا تھا، کتے (مسجد میں) آتے جاتے رہتے تھے، لیکن وہ اس پر (پانی کے) چھینٹے نہیں مارتے تھے۔ (ابوداود: ۳۸۲، مسند احمد: ۵۳۸۹)

اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ اگر ہوا یا سورج کی وجہ سے نجاست کے آثار زائل ہو جائیں تو زمین پاک ہو جاتی ہے، جبکہ زمین کے اندر بھی نجاست کو ختم کر دینے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے، امام ابوداود نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: "بَابٌ فِيْ طُهُوْرِ الْأَرْضِ اِذَا يَبِسَتْ"......(جب زمین خشک ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے)

امام مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "اِسْتِدْلَالُ أَبِي دَاوُد بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَلٰى أَنَّ الْأَرْضَ تَطْهُرُ بِالْجَفَافِ صَحِيْحٌ لَيْسَ فِيْهِ عِنْدِيْ خَدْشَةٌ إِنْ كَانَ فِيْهِ لَفْظُ تَبُوْلُ مَحْفُوْظًا وَلَا مُخَالَفَةَ بَيْنَ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَبَيْنَ حَدِيْثِ الْبَابِ فَإِنَّهُ يُقَالُ إِنَّ الْأَرْضَ تَطْهُرُ بِالْوَجْهَيْنِ أَعْنِيْ بِصَبِّ الْمَاءِ عَلَيْهَا وَبِالْجَفَافِ وَالْيُبْسِ بِالشَّمْسِ أَوِ الْهَوَاءِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ۔" یعنی "اگر "تَبُوْلُ" کے الفاظ محفوظ ہیں تو اس حدیث سے امام ابوداود کا یہ استدلال صحیح ہے کہ زمین خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے، میرے نزدیک اس میں کوئی خدشہ نہیں، یاد رہے کہ اِس حدیث اور (سیدنا انس رضی اللہ عنہ والی مذکورہ بالا) حدیث میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ یہ کہنا ممکن ہے کہ زمین کو پاک کرنے کے دو طریقے ہیں: اس پر پانی بہا دیا جائے یا وہ سورج اور ہوا کے ذریعے خشک ہو جائے۔ واللہ اعلم" (تحفۃ الاحوذی: ۱/۱۳۹)

کتوں کا مسجدِ نبوی میں گھس آنا، اس امر پر اس آدمی کو کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیے جس کا گھر ایسے گاؤں میں ہو جس میں موجودہ مسجد کی چاردیواری اور دروازے نہ ہوں، جبکہ وہ مسجد کچی بھی ہو۔ خیال رکھنے کے باوجود ایسی مساجد میں بسا اوقات ایسے جانور گھس آتے ہیں۔

جن احادیث میں متاثرہ جگہ کو کھودنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ ناقابل حجت اور ضعیف ہیں۔

(۱٤۲)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَارَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ......

عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَتْ: كُنْتُ أُطِيْلُ ذَيْلِيْ فَأَمُرُّهُ بِالْمَكَانِ الْقَذِرِ وَالْمَكَانِ النَّظِيْفِ فَدَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابراہیم بن عبد الرحمٰن کی ام ولد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں اپنے کپڑے کا دامن لمبا رکھتی تھی اور گندی اور صاف جگہوں سے گزرتی رہتی تھی۔ ایک دن میں زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور اس کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بعد والا حصہ اس کو

فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ.))

پاک کر دے گا۔"

تخریج: حديث صحيح لغيره ...... أخرجه ابوداود: ٣٨٣، وابن ماجه: ٥٣١، والترمذي: ١٤٣

(١٤٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا زُهَيْرٌ، وَشَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى......

عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ امْرَأَةٍ، مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّ لَنَا طُرُقًا مُنْتِنَةً فَتُمْطِرُ فَقَالَ: ((أَلَيْسَ بَعْدَهَا طَرِيقٌ أَطْيَبُ مِنْهَا؟)) قَالَتْ: بَلَى قَالَ: ((فَهٰذَا بِهٰذَا))

بنو عبد الاشہل قبیلے کی ایک خاتون بیان کرتی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا: ہمارے راستے گندے ہیں، جب بارش آتی ہے تو اس قسم کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا اس کے بعد پاکیزہ راستہ آتا ہے؟" اس نے کہا: جی، کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو یہ اُس کے بدلے ہو جائے گا۔"

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٣٨٤، وابن ماجه: ٥٣٣

فوائد: ......خواتین کے کپڑے کا جو حصہ زمین پر گھسٹ رہا ہوتا ہے، اس کی پاکی کا حکم جوتے والا ہے۔ یاد رہے کہ شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ عورتوں کے پاؤں کے نیچے ایک ہاتھ کپڑا لٹکنا چاہیے۔

كِتَابُ الصَّلَاةِ
نماز کی کتاب

الصلاۃ: لغوی معنی: دعا، تسبیح، رحمت

اصطلاحی تعریف: شریعتِ اسلامیہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ایک مخصوص انداز کو ''صلاۃ'' کہتے ہیں، جس میں قیام، رکوع وسجود اور تشہد میں متعین اذکار اور دعائیں پڑھی جاتی ہیں، اس کی ابتدا ''اَللّٰهُ اَكْبَر'' سے اور انتہا ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ'' سے ہوتی ہے۔

نماز کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے: خاص اسلامی عبادت جو مقررہ اوقات میں خاص شرائط کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔

فَرْضُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَأَبْحَاثُهَا
پانچ نمازوں کی فرضیت اوران کی بحثوں کا بیان

(١٤٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: وَفِيمَا قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ وَثَنِي مُطَرِّفٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ......

أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ وَلَا يُفْقَهُ مَا يَقُولُ حَتَّى دَنَا فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ۔)) فَقَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: ((لَا إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ۔)) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ۔)) قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ:

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہلِ نجد میں سے ایک آدمی، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وہ پراگندہ سر والا تھا اور اس کی گنگناہٹ سنی جارہی تھی، لیکن جو کچھ وہ کہہ رہا تھا، وہ سمجھ نہیں آرہا تھا، جب وہ قریب آیا تو اس نے آپ ﷺ سے اسلام کے بارے میں سوال کیا، آپ نے اس سے فرمایا: ''ایک دن رات میں پانچ نمازیں ہیں۔'' اس نے کہا: کیا مجھ پر کوئی اور نماز بھی فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، الا یہ کہ تو نفلی نماز پڑھنا چاہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اور ماہِ رمضان کے روزے ہیں۔'' اس نے کہا: کیا مجھ پر اس کے علاوہ کوئی روزے بھی فرض ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، الا یہ کہ تو نفلی روزے رکھنا چاہے۔'' پھر آپ نے زکوۃ

((لا إلَّا أَنْ تَطَوَّعَ۔)) قَالَ: وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكَاةَ قَالَ: هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ: ((لا إلَّا أَنْ تَطَوَّعَ۔)) قَالَ: فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: لَا أَزِيدُ عَلَى هَذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْ هَذَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ))

کا ذکر کیا، اور اس نے کہا: کیا اس کے علاوہ کوئی اور زکوۃ بھی مجھ پر فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، الا یہ کہ تو نفلی صدقہ کرنا چاہے۔'' پس وہ آدمی یہ کہتے ہوئے واپس پلٹ گیا: میں نہ اس سے زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ سچا ہے تو کامیاب ہو گیا۔''

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابو داود: ٣٨٤، وابن ماجه: ٥٣٣

فوائد: ......اگر کوئی آدمی فرائض و واجبات کی کما حقہ تعمیل کرے تو یہ چیز اس کی نجات کا سبب بن جائے گی۔

(١٤٥)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

سَمِعَا أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ میں نماز ظہر کی چار اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں ادا کیں۔

تخریج: أخرجه البخاری: ١٠٨٩، ومسلم: ٦٩٠

فوائد: ......عصر کی نماز سفر کی وجہ سے دو رکعت ادا کی گئی۔

(١٤٦)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَيْهِ......

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ﴾ وَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا

یعلی بن امیہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ تعالی تو فرماتے ہیں کہ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ﴾ ...... ''اگر تمہیں ڈر ہو تو نماز کو قصر کر کے ادا کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔'' جبکہ اب تو لوگ پر امن ہیں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس چیز پر تجھے تعجب ہو رہا ہے، مجھے بھی اس پر تعجب ہوا تھا، پھر جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''یہ صدقہ

صَدَقَتَهُ)) ہے جو اللہ تعالی نے تم پر کیا ہے، پس اس کو قبول کرو۔"

تخریج: أخرجه مسلم: ٦٨٦

فوائد: ...... آیتِ مبارکہ میں قصر نماز کو دشمن کے خوف کے ساتھ معلق کیا گیا ہے، لیکن یہ قید اتفاقی ہے، احترازی نہیں ہے۔ قصر نماز کا تعلق سفر سے ہے، خواہ اس سفر میں امن ہو یا خوف۔

(١٤٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ مِلَاسٍ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: ثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْجُهَنِيُّ، فِي سَنَةِ اثْنَتَيْنِ وَتِسْعِينَ وَمِائَةٍ......

قَالَ: ثَنِي عَمِّي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الرَّبِيعِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوا عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ))

عبد الملک بن ربیع اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بچے کی عمر سات سال ہو جائے تو اس کو نماز کا حکم دیا کرو اور اگر وہ دس سال کا ہو جائے تو اس کو (نماز میں سستی کرنے پر) سزا دیا کرو۔"

تخریج: صحيح ...... أخرجه ابو داود: ٤٩٤، والترمذی: ٤٠٧

فوائد: ...... درج ذیل حدیثِ مبارکہ میں ایک حکم زائد ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مُرُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغُوْا سَبْعًا وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا إِذَا بَلَغُوْا عَشْرًا وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ۔)) ...... "اپنے بچوں کو نماز کا حکم دینا شروع کر دو جب ان کی عمر سات سال ہو جائے اور جب ان کی عمر دس سال ہو جائے تو (نماز میں سستی کی صورت میں) اُن کو سزا بھی دو اور بستروں میں اُن کو علیحدہ علیحدہ کر دو۔" (ابوداود: ۴۹۶)

دس سال کے بعد بچوں کو اکٹھا سلانا منع ہے، اس حدیث کی فقہ یہ بھی ہے کہ اس عمر کے بعد بچے بڑی محتاط اور سخت نگرانی کا تقاضا کرتے ہیں۔ موبائل، کمپیوٹر اور اس طرح کی جدید ایجادات کے معاملے میں بچوں کی نگرانی از حد ضروری ہے۔

کتنی حیران کن بات ہے کہ دس سالوں کے نابالغ بچے مرفوع القلم ہوتے ہیں، ان کا کوئی گناہ سرے سے لکھا ہی نہیں جاتا، لیکن اسی عمر میں جب وہ بچہ نماز ترک کرے گا تو اس کی پٹائی بھی کی جا سکتی ہے، ایسے کیوں ہے؟ اس کی طویل زندگی کو سنوارنے کے لیے یہ نبوی نسخہ ہے۔ جو شخص اپنے بچے کی سات اور دس برس کی زندگی سے اس نسخے کو استعمال نہیں کرے گا، بہت ممکن ہے کہ اس کی اولاد پوری زندگی خیر سے محروم رہے۔

لیکن صد افسوس ہے کہ آج کے دور میں بلا استثنا ہر مسلمان نے اپنی اولاد کی دنیوی ضروریات کو پورا کرنے کی سر توڑ کوشش کرتا ہے، لیکن اس کی دینی تربیت کے لیے کوئی منصوبہ بندی نہیں کرتا، اس غفلت کی وجہ سے ہمارے معاشرے

میں فساد برپا ہے کہ اس فسادی ماحول میں اس کو سمجھنا ہی مشکل ہو گیا ہے۔ والدین نے اولاد کی اسلامی تربیت کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ ہماری نظروں اور ارادوں کی انتہاء یہ ہے کہ ہمارے بچے دنیوی تعلیم کی ایسی بڑی ڈگری حاصل کر لیں کہ جس کی بدولت بھاری تنخواہ والی ملازمت مل جائے۔

پاکستان کی ۴۸ فیصد آبادی دس سے بیس سال کے بچوں پر مشتمل ہے، لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ ایک دو فیصد بچے بھی ایسے نہیں ہیں جو پانچ نمازوں میں باقاعدگی کے ساتھ حاضر ہوں، جبکہ سکول میں ان ہی بچوں کی حاضری کئی گناہ زیادہ ہوتی ہے۔

(۱٤۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ……

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَكْبُرَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ أَوْ يُفِيقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَفَّانَ بِهٰذَا وَقَالَ: حَتَّى يَحْتَلِمَ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تین افراد سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، (۱) سوئے ہوئے آدمی سے، جب تک وہ بیدار نہ ہو جائے، (۲) بچے سے، جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے اور (۳) پاگل سے، جب تک وہ عقل مند نہ ہو جائے یا جب تک اس کو افاقہ نہ ہو جائے۔“ محمد کی روایت میں ”حَتَّى يَحْتَلِمَ“ کے الفاظ ہیں۔

تخریج: اسناده جيد …… أخرجه ابوداود: ٤٣٩٨، والنسائي: ٦/ ١٥٦، وابن ماجه: ٢٠٤١

فوائد: ……قلم اٹھا لینے سے مراد یہ ہے کہ یہ لوگ غیر مکلّف ہیں، ان کے معاملات کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو آدمی پوری زندگی پاگل رہتا ہے، قیامت کے دن اس کا دوبارہ امتحان لیا جائے گا۔

مَوَاقِيتُ الصَّلَاةِ

نماز کے اوقات کا بیان

(۱٤۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: ثَنِي حَكِيمُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ……

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْبَيْتِ فَصَلَّى بِيَ الظُّهْرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَكَانَتْ بِقَدْرِ الشِّرَاكِ، ثُمَّ صَلَّى بِيَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس دو دفعہ میری امامت کروائی، پس مجھے نمازِ ظہر اس وقت پڑھائی، جب سورج ڈھل چکا تھا اور سایہ ایک تسمے کے برابر تھا، نمازِ عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو گیا، نمازِ مغرب اس

الْعَصْرَ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ ثُمَّ صَلَّى بِيَ الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ ثُمَّ صَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ صَلَّى بِيَ الْفَجْرَ حِينَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ ثُمَّ صَلَّى بِيَ الْغَدَ الظُّهْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَهُ، ثُمَّ صَلَّى بِيَ الْعَصْرَ حِينَ كَانَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ، ثُمَّ صَلَّى بِيَ الْمَغْرِبَ حِينَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ لِوَقْتٍ وَاحِدٍ ثُمَّ صَلَّى بِيَ الْعِشَاءَ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ ثُمَّ صَلَّى بِيَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ هَذَا وَقْتُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ فِيمَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ))

وقت پڑھائی جب روزے دار افطاری کرتا ہے، نمازِ عشاء اس وقت پڑھائی جب "شَفَق" غائب ہوگئی، نمازِ فجر اس وقت پڑھائی جب روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے، پھر اگلے دن نمازِ ظہر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہوگیا، نمازِ عصر اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ دو مثل ہو گیا، نمازِ مغرب اس وقت پڑھائی جب روزے دار افطار کرتا ہے، نمازِ عشاء رات کے پہلے ایک تہائی حصے کے وقت میں پڑھائی اور نمازِ فجر اس وقت پڑھائی جب روشنی ہو چکی تھی اور پھر میری متوجہ ہو کر کہا: اے محمد! یہ آپ سے پہلے والے انبیاء کا وقت ہے، ایک روایت میں ہے: یہ آپ کا اور آپ سے پہلے والے انبیاء کا وقت ہے، ان ہر دو وقتوں کے درمیان متعلقہ نماز کا وقت ہے۔"

تخریج: اسناده حسن ......أخرجه ابوداود: ٣٩٣، والترمذی: ١٤٩

فوائد: دونوں دنوں میں نمازِ مغرب کا وقت ایک ہی رہا، اس کی وجہ یا تو اس وقت کی افضلیت کو ظاہر کرنا ہے یا پھر شروع میں اس نماز کا ایک ہی وقت تھا، بعد میں سرخی کے غائب ہونے تک وسعت کر دی گئی۔ عصر کی نماز پہلے دن ایک مثل اور دوسرے دن دو مثل سائے پر ادا کی، یہ افضل وقت ہے، وگرنہ اس نماز کا وقت غروبِ آفتاب تک جاری رہتا ہے۔

"یہ آپ کا اور آپ سے پہلے والے انبیاء کا وقت ہے۔" اس سے پانچ نمازوں کی تشبیہ مراد نہیں ہے، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ جیسے آپ ﷺ کے لیے نمازوں کے اوقات وسیع رکھے گئے، اسی طرح پہلی امتوں کے لیے بھی وسیع تھے۔

معراج کے موقع پر نماز عطا کی گئی اور اس کے اوقات کی تعلیم دینے کے لیے سیدنا جبریل علیہ السلام کو منفرد انداز اپنانے کا حکم دیا گیا، جس فریضے کو اتنی اہمیت دی گئی، امتِ مسلمہ کی بھاری تعداد اس کے معاملے میں بری طرح غافل ہے۔

(١٥٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَـالَ رَسُـولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّـنِـي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَـرَّتَيْـنِ۔)) قَالَ ابْنُ يَحْيَى: وَسَاقَا جَمِيعًا الْـحَـدِيـثَ فَذَكَرَ الـصَّلَاةَ لِـوَقْتَيْـنِ فِي التَّعْجِيلِ وَالْإِسْفَارِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت جبریل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس دو دفعہ میری امامت کروائی، ......'' ابن یحییٰ نے کہا: ان دونوں نے حدیث بیان کی اور نماز کے دو اوقات بیان کیے، جلدی والا بھی اور روشنی والا بھی۔ (یہ سابقہ حدیث ہی ہے)

تخريج: انظر الحديث السابق

(١٥١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَزِيعٍ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: أَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ الْأَزْرَقَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ......

عَـنْ سُـلَيْـمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ الـلّٰـهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ رَجُـلٌ فَسَـأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَـقَـالَ: ((صَلِّ مَعَنَا هَذَيْنِ۔)) فَأَمَرَ بِلَالًا حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ، فَأَذَّنَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ مُـرْتَـفِـعَةٌ بَيْـضَـاءُ نَـقِيَّةٌ، ثُـمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْـمَـغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ، فَلَمَّا كَانَ يَـوْمُ الثَّانِي أَمَرَهُ أَنْ يُبْرِدَ بِالظُّهْرِ فَأَنْعَمَ أَنْ يُبْـرِدَ بِهَـا، ثُـمَّ أَمَـرَهُ فَـأَقَامَ يَعْنِي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ فَوْقَ ذٰلِكَ الَّذِي كَانَ، ثُـمَّ أَمَـرَهُ فَـأَقَـامَ الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ ذَهَبَ ثُـلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَـا، ثُـمَّ قَـالَ: ((أَيْـنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا: ''تم دو دن ہمارے ساتھ نماز پڑھو۔'' پس جب سورج ڈھلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انھوں نے اذان دی، پھر آپ نے حکم دیا اور انھوں نے ظہر کے لیے اقامت کہی، پھر آپ نے ان کو حکم دیا، پس انھوں نے عصر کی نماز کے لیے اقامت کہی، جبکہ سورج بلند، سفید اور صاف تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا، سو انھوں نے غروبِ آفتاب کے وقت مغرب کے لیے اقامت کہی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا، پس انھوں نے غروبِ شفق کے بعد نمازِ عشاء کی اقامت کہی، پھر آپ نے ان کو حکم دیا اور انھوں نے طلوعِ فجر کے وقت نمازِ فجر کے لیے اقامت کہی، دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو ظہر کی نماز ٹھنڈی کرنے کا حکم دیا، پس انھوں نے اس کو خوب ٹھنڈا کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور انھوں نے نمازِ عصر کو کھڑا کیا، سورج تو بلند ہی تھا، لیکن پچھلے دن کی بہ نسبت بہت تاخیر ہو چکی تھی، پھر آپ نے حکم دیا، پس انھوں نے غروبِ شفق سے

الصَّلَاةِ؟)) فَقَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَقْتُ صَلَاتِكُمْ مَا بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ))

پہلے اقامت کہی، پھر آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا، پس انھوں نے ایک تہائی رات گزر جانے کے بعد نمازِ عشاء کے لیے اقامت کہی، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور انھوں نے نمازِ فجر کو اس وقت کھڑا کیا جب فجر سفید ہوگئی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کے وقت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟'' وہ آدمی اٹھ کر آپ ﷺ کی طرف آیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری نمازوں کے اوقات اِن دو اوقات کے درمیان ہیں، جیسا کہ تم نے دیکھ لیا ہے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٦١٣

فوائد: پانچ نمازوں کے اول و آخر اوقات درج ذیل ہیں:

ظہر کا وقت زوالِ آفتاب سے ایک مثل سائے تک۔

عصر کا وقت ایک مثل سائے سے غروبِ آفتاب تک۔

مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے غروبِ شفق تک۔

عشاء کا وقت غروبِ شفق سے نصف رات تک۔

فجر کا وقت طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک۔

عصر کا وقت ایک مثل سائے سے شروع ہو جاتا ہے۔ کئی احادیث میں یہ وضاحت ہے کہ ظہر کا وقت عصر کے وقت تک جاری رہتا ہے اور عصر کا وقت ایک مثل سائے سے شروع ہو جاتا ہے، ایک حدیث درج ذیل ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ لِلصَّلَاةِ أَوَّلًا وَ آخِرًا، وَاِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الظُّهْرِ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَاِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ)) ...... ''بیشک نماز کا ایک ابتدائی وقت ہے اور ایک آخری وقت ہے اور نمازِ ظہر کا ابتدائی وقت سورج کا ڈھلنا ہے اور آخری وقت عصر کے وقت کے داخل ہونے تک ہے۔'' (ترمذی: ١٥١، مسند احمد: ٧١٧٢)

جناب نیموی حنفی نے کہا: ''وانی لم اجد حديثا صريحا صحيحا او ضعيفا يدل على ان وقت الظهر الى ان يصير الظل مثليه۔'' ''مجھے ایسی کوئی واضح صحیح، بلکہ ضعیف حدیث تک نہیں ملی جو اس بات پر دلالت کرے کہ ظہر کا وقت دو مثل سائے تک جاری رہتا ہے۔'' (آثار السنن: ص ٥٣)

ان انتہائی واضح نصوص کے باوجود بعض احباب اِس بات پر مصر ہیں کہ نمازِ عصر کا وقت دو مثل سے شروع ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ ایک یا دو مثل سایہ، سایۂ اصلی نکال کر ہوتا ہے۔

(۱۵۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے غروبِ آفتاب سے پہلے عصر کی ایک رکعت پا لی، اس نے اس نماز کو پالیا اور جس نے طلوعِ آفتاب سے قبل نمازِ فجر کی ایک رکعت پالی، اس نے نمازِ فجر کو پالیا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۵۸۰، ومسلم: ۶۰۷

فوائد: ......اگر چہ اس حدیث میں صرف فجر اور عصر کا ذکر ہے، لیکن یہ قانون ہر نماز کے لیے ہے۔ بعض احادیث کے عام الفاظ ہر نماز کو شامل بھی ہیں۔

اگر کوئی نمازی کسی نماز کی ایک رکعت اس کے وقت میں پا لیتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس نماز کو جاری رکھتے ہوئے باقی رکعتیں بھی ادا کر لے، اس کی نماز ادا ہی ہو گی۔

اس سلسلے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فجر اور عصر میں یہ فرق کیا ہے کہ عصر کے معاملے میں تو یہ قانون ٹھیک ہے، لیکن اگر کسی آدمی کی نماز فجر کی ایک رکعت کی ادائیگی کے بعد سورج طلوع ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، لیکن مذکورہ بالا اور دیگر احادیث سے اس رائے کی تائید نہیں ہوتی، آپ ﷺ نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ اگر نماز فجر کی ایک رکعت کی ادائیگی کے بعد سورج طلوع ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی نماز جاری رکھے۔

لیکن یاد رہے کہ اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر اتنی تاخیر کرتا ہے کہ اس کو اس نماز کے وقت میں صرف ایک رکعت ملتی ہے تو اس کی نماز ادا تو ہو جائے گی، لیکن اس قدر تاخیر کرنے کی وجہ سے وہ گنہگار ہو گا۔

(۱۵۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ طَرْخَانَ، قَالَ: ثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَبَاحٍ......

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ وَلَكِنِ التَّفْرِيطُ عَلَى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلَاةَ حَتَّى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى))

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نیند کی وجہ سے کوئی کمی واقع نہیں ہوتی، کمی تو اس شخص پر ہے، جو نماز ادا نہ کرے، یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت آ جائے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٦٨١

فوائد: ......اگر بلا ارادہ سوئے رہنے کی وجہ سے نماز کا وقت نکل جائے تو ایسا شخص جب بیدار ہوگا، اس کی نماز کا وہی وقت ہوگا، جیسا کہ احادیث میں سو جانے والے اور بھول جانے والے آدمی کے لیے اس حکم کی صراحت کی گئی ہے۔ اصل کوتاہی یہ ہے کہ آدمی جاگ بھی رہا ہو اور نماز کو بروقت ادا نہ کرے۔

(١٥٤)۔ حَدَّثنا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، قَالَ: ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، عَنِ التَّيْمِيِّ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَغُرَّنَّكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ أَوْ قَالَ نِدَاءُ بِلَالٍ شَكَّ التَّيْمِيُّ فَإِنَّ الْفَجْرَ لَيْسَ هَكَذَا ، وَرَفَعَ يَدَهُ ، وَلَكِنِ الْفَجْرُ الَّذِي هَكَذَا)) وَمَدَّ أُصْبُعَيْهِ عَرْضًا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلال رضی اللہ عنہ کی اذان تم کو دھوکہ نہ دے، کیونکہ فجر اس طرح نہیں ہوتی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بلند کیا، بلکہ فجر تو اس طرح ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیوں کو چوڑائی میں لمبا کیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٢١، ٥٢٩٨، ومسلم: ١٠٩٣

فوائد: ......فجر کی دو اقسام ہیں: فجر کاذب اور فجر صادق، نمازِ فجر اور روزے کے وقت کی ابتدا فجر صادق سے ہوتی ہے، فجر کاذب تو رات کا ہی حصہ ہے، جس میں سحری کرنا جائز ہوتا ہے اور نماز فجر ادا کرنا حرام۔

فجرِ کاذب میں روشنی بھیڑیے کی دم کی طرح اوپر کو اٹھتی ہے، اور فجرِ صادق میں روشنی عرضاً پھیلتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس حدیث میں ان ہی دو روشنیوں کی وضاحت کی ہے۔

متعدد احادیث میں ان دو اذانوں کا ذکر ہے، لیکن اس وقت امت مسلمہ کی مجموعی غفلت کی وجہ سے فجر کی پہلی اذان نہیں دی جاتی، اس اذان کا تعلق صرف رمضان سے نہیں ہے۔

طلوعِ فجر سے پہلے یعنی رات والی اذان سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ اور طلوعِ فجر کے بعد والی اذان سیّدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ دیا کرتے تھے، لیکن ان کی یہ باریاں تبدیل بھی ہوتی رہتی تھیں اور بسا اوقات سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ طلوعِ فجر کے بعد والی اذان دیا کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پہلے والی اذان کا مقصد بیان کر دیا ہے کہ قیام کرنے والے بس کر دیں اور سونے والے بیدار ہو جائیں، بہرحال ان دو اذانوں میں اتنا وقفہ ہونا چاہیے کہ سحری کا سادہ سا بندوبست آسانی کے ساتھ کیا جا سکے، جیسا کہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی اذان ہو چکنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَا أَنَسُ! إِنِّي أُرِيدُ الصِّيَامَ ، اَطْعِمْنِي شَيْئًا)) ......''انس! میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں، کوئی چیز کھلاؤ۔'' میں کھجور اور ایک برتن میں پانی لے کر آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انس! کسی آدمی کو تلاش کرو جو میرے ساتھ کھانا کھائے۔'' میں

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو تلاش کر کے لایا۔ انھوں نے آ کر کہا: میں نے ستو پیا ہے اور میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں بھی روزہ رکھنا چاہتا ہوں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سحری کی، پھر کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں اور پھر نماز کے لیے چلے گئے۔ (نسائی : ٢١٦٧)

یہ نفلی روزے کا واقعہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کے علاوہ بھی سحری کے وقت اذان دی جاتی تھی۔

(١٥٥)۔حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: أَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ سَجْدَةً مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَمِنَ الْفَجْرِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَهَا))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نمازِ عصر کی ایک رکعت غروبِ آفتاب سے پہلے ادا کر لی، اس نے اس نماز کو پا لیا اور جس نے نمازِ فجر کی ایک رکعت طلوعِ آفتاب سے پہلے پالی، اس نے اِس نماز کو پا لیا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٦٠٩

فوائد: ......تین احادیث قبل اس حدیث پر بحث ہو چکی ہے۔

(١٥٦)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب گرمی سخت ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈا کرو، کیونکہ سخت گرمی جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٥٣٦، ومسلم: ٦١٥

فوائد: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا كَانَ الْحَرُّ (وَفِي رِوَايَةٍ: إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ) فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ (وَفِي رِوَايَةٍ: بِالظُّهْرِ) فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔)) وَذَكَرَ: ((أَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ إِلَى رَبِّهَا فَأَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ، نَفَسٌ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٌ فِي الصَّيْفِ۔)) ...... ''جب سخت گرمی ہو جائے تو نمازِ ظہر کو ٹھنڈا کر کے ادا کیا کرو، کیونکہ سخت گرمی جہنم کی بھاپ میں سے ہے۔'' مزید فرمایا: ''آگ نے اپنے ربّ سے شکوہ کیا، پس اس نے اس کو ہر سال دو سانسوں کی اجازت دی، ایک سانس سردیوں میں اور ایک گرمیوں میں۔'' (صحیح مسلم: ٦١٧، واللفظ لاحمد)

ان احادیث کے ظاہری الفاظ سے جو بات سمجھ آ رہی ہے، اسی کو برحق سمجھا جائے اور اس کی حقیقت کو اُس ذات

سپرد کر دیا جائے جو اپنی مخلوق کے حقائق کو جانتا ہے۔

یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ زوال کے فوراً بعد گرمی میں جو سختی اور تنگی ہوتی ہے، وہ کچھ دیر بعد کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

(۱۵۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: ثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ، عَنْ عُبَيْدَةَ......

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى صَلَاةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ أَوْ قَالَ بُيُوتَهُمْ وَبُطُونَهُمْ نَارًا۔))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان لوگوں نے ہمیں ''صلاۃ وسطی'' یعنی نمازِ عصر سے مشغول کر دیا، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں یا گھروں اور پیٹوں کو آگ سے بھر دے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٦٢٧

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ ...... ''نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص طور پر نمازِ وسطی کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے مطیع ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۳۸)

اس ''صلاۃ وسطی'' کے تعین میں مختلف اقوال بیان کیے گئے ہیں، لیکن راجح قول کے مطابق اس سے مراد نمازِ عصر ہی ہے، جیسا کہ درج بالا اور دیگر احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔

اگر کافروں کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ عصر لیٹ ہو جائے تو آپ ان کے یہ بد دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور پیٹوں کو جہنم سے بھر دے اور جو مسلمان محض اپنی غفلت کی بنا پر اس نماز کو ترک کیے رکھیں، ان کے انجام بد کا اندازہ بھی ہو جانا چاہیے۔

مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ

اذان کا بیان

(۱۵۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ

قَالَ: ثَنِي أَبِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاقُوسِ لِيُضْرَبَ بِهِ لِلنَّاسِ

سیدنا عبد اللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے وقت لوگوں کو جمع کرنے کے لیے ناقوس بجانے کا حکم دے دیا۔ میں سویا ہوا تھا، ایک آدمی اپنے

فِي الْجَمْعِ لِلصَّلَاةِ أَطَافَ بِي وَأَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوسًا فِي يَدِهِ فَقُلْتُ لَهُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ أَتَبِيعُ النَّاقُوسَ؟ فَقَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهِ قَالَ: قُلْتُ: نَدْعُو بِهِ لِلصَّلَاةِ، قَالَ: أَفَلَا أَدُلُّكَ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: بَلَى قَالَ: تَقُولُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ قَالَ: ثُمَّ اسْتَأْخَرَ غَيْرَ بَعِيدٍ قَالَ: ثُمَّ تَقُولُ إِذَا أَقَمْتَ الصَّلَاةَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا رَأَيْتُ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا رُؤْيَا حَقٌّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَأَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهِ فَإِنَّهُ أَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ۔)) فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أُلْقِنُهُ عَنْهُ وَيُؤَذِّنُ بِهِ، قَالَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ

ہاتھ میں ناقوس اٹھائے ہوئے میرے پاس سے گزرا، میں نے اسے کہا: اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس فروخت کرنا چاہتا ہے؟ اس نے پوچھا: تو اس کا کیا کرے گا؟ سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسے بتایا کہ ہم اس کے ذریعے نماز کی طرف بلائیں گے۔ اس نے کہا: کیا میں اس سے بہتر چیز کی طرف تیری راہنمائی نہ کر دوں؟ عبداللہ بن زید نے کہا: میں نے اسے کہا کہ کیوں نہیں! تو وہ کہنے لگا کہ تم یہ الفاظ کہا کرو: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ پھر وہ تھوڑا سا پیچھے ہٹا اور کہنے لگا کہ جس وقت نماز کھڑی ہونے لگے تو یہ کلمات کہا کرو: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنا خواب بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان شاء اللہ بلاشبہ یہ سچا خواب ہے، عبداللہ! بلال کے ساتھ کھڑا ہو جا اور خواب والے کلمات اس کو کہلوا تا کہ وہ ان کے ساتھ اذان کہتا جائے، کیونکہ وہ تجھ سے اچھی اور بلند آواز والا ہے۔'' عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بلال کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور انھیں کلمات پڑھاتا گیا اور وہ ان کے ساتھ اذان کہتے گئے۔ سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب

فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَائَهُ يَقُولُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَقَدْ أُرِيتُ مِثْلَ الَّذِي أُرِيَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ))

یہ کلمات سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں سنے تو اپنی چادر کھینچتے ہوئے جلدی سے باہر آئے اور کہنے لگے: (اے اللہ کے رسول!) اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! اسی طرح کا خواب میں نے بھی دیکھا ہے۔ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ'' (اللہ کا شکر ہے)۔''

تخریج: أسناده حسن...... أخرجه ابوداود: ٤٩٩، والترمذي: ١٨٩، وابن ماجه: ٧٠٦

فوائد: ...... **ناقوس:** لوگ اپنی نمازوں کے اوقات کا اعلان کرنے کے لیے ایک لمبی لکڑی پر چھوٹی لکڑی مارتے ہیں، اسے ناقوس کہتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مؤذن خوبصورت اور بلند آواز والا ہونا چاہیے، کتنی حیران کن بات ہے کہ جس صحابی نے اذان کا خواب دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اذان نہ دینے دی، صحیح ابن خزیمہ کی ایک روایت میں ہے کہ سیّدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پسند آئی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اذان کی تعلیم دی اور ان کو مسجد حرام کا مؤذن مقرر کر دیا۔ لیکن اس وقت اکثر مساجد میں اس چیز کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا، ائمہ وخطبا اور انتظامیہ کی اس طرف کوئی توجہ نہیں ہے، بعض مساجد میں ''بابوں'' نے قبضہ کر رکھا ہے، عجیب سی آواز اور تلفظ میں اذان دیتے ہیں، اس سے سامعین میں نماز کے لیے کوئی رغبت اور شوق پیدا نہیں ہوتا۔

اہم تنبیہ: لاؤڈ سپیکر کی آواز اس قدر تیز اور بلند نہ ہو کہ مسجد کے قریب بسنے والے لوگوں کو اونچی آواز کی وجہ سے تکلیف ہو یا ان کے سونے والے چھوٹے بچے ڈر جائیں، خاص طور پر جب لوگ رات کو چھت پر سو رہے ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو حکمت اور دانائی کے ساتھ اسلام کے تمام اصولوں پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

(١٥٩)۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ دوہری اذان کہیں اور اکہری اقامت۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٠٦، ٦٠٧، ومسلم: ٣٧٨

فوائد: سابق حدیث میں اسی اذان و اقامت کا بیان ہے۔

(١٦٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ بْنِ عُمَرَ، قَالَا ثَنَا: سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا بلال کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ

يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ، قَالَ أَيُّوبُ: إِلَّا الْإِقَامَةَ۔ اَلْحَدِيثُ لِابْنِ إِدْرِيسَ۔

دوہری اذان کہیں اور اکہری اقامت، ماسوائے اقامت والے الفاظ کے (وہ دو بار کہے جائیں گے)۔

تخريج: انظر الحديث السابق

(١٦١)۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: ثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَيُّوبَ: ثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ فَقَالَ أَيُّوبُ: إِلَّا الْإِقَامَةَ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا بلال کو حکم دیا گیا کہ وہ دوہری اذان کہیں اور اکہری اقامت، ماسوائے اقامت والے الفاظ کے۔

تخريج: انظر الحديث السابق

فوائد: ...... دوہری اذان اور اکہری اقامت سنت ہے، درج بالا اور دیگر متعدد احادیث سے یہ سنت ثابت ہوتی ہے۔ نیز خطابی نے کہا: حرمین، حجاز، شام، یمن، مصر، مغرب اور دیگر بعید اسلامی ممالک میں اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہنے پر عمل ہے۔ سیّدنا عمر، سیّدنا عبداللہ بن عمر، سیّدنا انس رضی اللہ عنہما اور امام حسن بصری، امام زہری، عمر بن عبدالعزیز، امام احمد وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(١٦٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: ثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: ثَنَا عَامِرٌ الْأَحْوَلُ، قَالَ: ثَنَا مَكْحُولٌ، أَنَّ ابْنَ مُحَيْرِيزٍ حَدَّثَهُ......

أَنَّ أَبَا مَحْذُورَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْأَذَانَ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً، اَلْأَذَانُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى

سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اذان کے انیس اور اقامت کے سترہ کلمات سکھائے، اذان یہ تھی: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ اور اقامت کے الفاظ یہ تھے: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ

الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اَللّٰهُ ، وَالْإِقَامَةُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اَللّٰهُ۔

أَكْبَرُ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ، قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اَللّٰهُ۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ٥٠٢، والترمذی: ١٩٢، والنسائی: ٢/ ٤، وابن ماجه: ٧٠٩

فوائد: ......اس کو ترجیع والی اذان کہتے ہیں، جس میں "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ" کے کلمات مذکورہ بالا ترکیب سے چار چار بار کہے جاتے ہیں۔ اس اذان کے ساتھ اقامت کے دو دو کلمات ہوتے ہیں، مذکورہ بالا دلیل کے ساتھ اسی حدیث کی درج ذیل روایت پر غور کریں۔

سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ سُنَّةَ الْاَذَانِ۔ اے اللہ کے رسول! مجھے مسنون اذان کی تعلیم دیجیے۔ جواباً آپ ﷺ نے ترجیع والی اذان کی تعلیم دی۔ (ابو داود)

یاد رہے کہ آپ ﷺ نے سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی درخواست پر ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر کیا تھا اور وہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی ۵۹ ھ تک حرم مکی میں مؤذن مقرر رہے اور یہی اذان دیتے رہے، (ملاحظہ ہو: اسد الغابة: ٦/ ٢٧٣) ان کے بعد ان کی اولاد بھی اسی منصب پر فائز رہی اور یہی اذان کہتی رہی۔ یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی اذان کا واقعہ غزوۂ حنین کے بعد ۸ ھ میں اور سیّدنا عبداللہ بن زید کی خواب کا واقعہ پہلی سن ہجری میں پیش آیا، اس لیے ترجیع والی اذان کے حکم کو باقی سمجھا جائے اور اسے منسوخ نہ قرار دیا جائے۔

امام شافعی، امام احمد، امام مالک رحمہم اللہ اور جمہور کے نزدیک یہ اذان مستحب ہے۔

احناف ترجیع والی اذان کے قائل نہیں ہیں، ان کا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے سیّدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو تعلیم دینے کی خاطر شہادتین کا دوبارہ تذکرہ کیا تھا، نہ کہ اذان کے کلمات کی حیثیت سے اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی خواب والی اذان میں شہادتین کی یہ زیادتی نہیں ہے۔ لیکن درج بالا حقائق کی روشنی میں احناف کی یہ رائے درست معلوم نہیں ہوتی۔

احناف کو اپنے قوانین کا لحاظ کرتے ہوئے یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے تھی کہ راوی حدیث نے خود بھی ترجیع والی اذان کو سنت سمجھا اور تقریباً پچاس سال تک یہی اذان دیتے رہے، خود رسول اللہ ﷺ سے تعلیم پانے والے راوی کا نظریہ یہ ہے اور احناف کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا شہادتین کا دوبارہ تذکرہ اذان کا حصہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

احناف کا ایک قانون یہ ہے: "اَلْعِبْرَةُ بِمَا رَأٰى لَا بِمَا رَوٰى" (راوی کے اپنے خیال اور فتوے پر اعتبار کیا جائے گا، نہ کہ اس کی روایت پر)۔ اور اس مسئلہ میں تو روایت اور رائے دونوں کا ایک مفہوم ہے۔

(١٦٣)۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَسْرُوقِيُّ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَعِيشَ، قَالَا: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَعَنِ الْقَاسِمِ ...... عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ))

سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک بلال رات کو اذان دیتے ہیں، اس لیے کھاتے پیتے رہا کرو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے دیں۔"

تخریج: حديث ابن عمر أخرجه البخاري: ٦١٧، ومسلم: ١٠٩٠، وحديث عائشة أخرجه البخاري: ٦٢٢، ١٩١٨، ومسلم: ١٠٩٢

فوائد: ...... حدیث نمبر (١٥٤) میں اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(١٦٤)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ شُعْبَةَ، ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُثَنَّى ...... قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كَانَ الْأَذَانُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَالْإِقَامَةُ وَاحِدَةً غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا قَالَ: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ، ثَنّٰى بِهَا فَإِذَا سَمِعْنَاهَا تَوَضَّأْنَا وَخَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: أَبُو الْمُثَنّٰى اسْمُهُ مُسْلِمُ بْنُ مِهْرَانَ مُؤَذِّنُ مَسْجِدِ الْكُوفَةِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اذان کے دو دو کلمات اور اقامت کا ایک ایک کلمہ ہوتا تھا، ماسوائے "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" کے الفاظ کے، مؤذن اس کو دو دفعہ کہتا تھا، جب ہم یہ سنتے تھے تو وضو کرتے اور نماز کے لیے نکل پڑتے۔ ابو محمد راوی نے کہا: ابومثنی کا نام مسلم بن مہران تھا، یہ مسجد کوفہ کے مؤذن تھے۔

تخریج: صحیح ۔ أخرجه ابو داود: ۵۱۰، والنسائي: ۲/ ۳

فوائد: ...... عام سنت یہی تھی کہ اذان کے دو دو کلمات اور اقامت کا ایک ایک کلمہ کہا جائے، پہلے وضاحت ہو چکی ہے۔

اس اکہری اقامت میں "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ" کے الفاظ بھی دو دو بار کہے جاتے ہیں، چونکہ ان کلمات کو اذان و اقامت میں اکٹھا ادا کیا جاتا ہے، اس لیے ان کو ایک کلمے کی طرح سمجھ لیا گیا اور صرف "قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ" کے الفاظ کو مستثنیٰ کیا گیا۔

مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ

قبلہ کا بیان

(۱۶۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا النُّفَيْلِيُّ، قَالَ: ثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَوَّلَ مَا قَدِمَ الْمَدِينَةَ صَلَّى قِبَلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ تَكُونَ قِبْلَتُهُ قِبَلَ الْبَيْتِ وَأَنَّهُ أَوَّلُ صَلَاةٍ صَلَّى صَلَاةُ الْعَصْرِ وَصَلَّى مَعَهُ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِمَّنْ صَلَّى مَعَهُ فَمَرَّ عَلَى أَهْلِ مَسْجِدٍ وَهُمْ رَاكِعُونَ فَقَالَ: أَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ۔ وَكَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يُحَوَّلَ قِبَلَ

سیّدنا برا بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ پہنچے تو شروع کے سولہ یا سترہ مہینوں تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے، جبکہ آپ کو پسند یہ تھا کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ کی طرف ہو۔ (بالآخر ایسے ہی ہوا اور) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی نماز جو اس کی طرف پڑھی، وہ عصر تھی، کچھ لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ ان میں سے ایک آدمی ایک مسجد والوں کے پاس سے گزرا، جبکہ وہ رکوع کی حالت میں تھے، اس نے ان سے کہا: میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ (قبلہ تبدیل ہو چکا ہے اور) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔ وہ رکوع کی حالت میں ہی بیت اللہ کی طرف پھر گئے۔

تخریج: تقدم تخریجه في الحديث: ۴۸، ومسلم: ۵۲۵

فوائد: ...... دوسرے پارے کے شروع میں تحویل قبلہ کا ذکر ہے۔

اگر کوئی آدمی ناسمجھی اور لاعلمی کی بنا پر غیر قبلہ کی طرف شروع کر دے تو اس کی نماز درست ہو گی اور دورانِ نماز میں علم ہو جانے کی صورت میں وہ نماز کو جاری رکھتے ہوئے قبلہ کی طرف گھوم جائے گا۔

شرعی احکام میں خبر واحد قطعی حجت ہے، صحابہ کرام کی جماعت نے ایک آدمی کی خبر کی بنا پر اپنا قبلہ تبدیل کر لیا تھا۔

حدیث مبارکہ بھی قرآن مجید کی طرح حجت ہے، کیونکہ بیت المقدس کا قبلہ ہونا، قرآن مجید میں اس کا کوئی تذکرہ

نہیں ہیں، جبکہ صحابہ کرام سولہ سترہ مہینوں تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، یہ عمل احادیث کی روشنی میں تھا۔

(١٦٦)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ.....

عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِيَجْعَلْ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخَّرَةِ الرَّحْلِ وَيُصَلِّ۔))

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے ہر فرد کو چاہیے کہ وہ اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی (کی اونچائی کے برابر) کوئی چیز رکھ کر اس کی طرف نماز پڑھے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٤٩٩

فوائد: ......نمازی کا دوران نماز اپنے سامنے سترہ رکھنا تاکیدی سنت ہے، ذہن نشین کر لیں کہ سنت صرف وہ نہیں ہے، جو ہمارے ہاں بطور سنت مشہور ہو جائے، سترہ کے موضوع پر چند احادیث درج ذیل ہیں:

• سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تُصَلِّ اِلَّا اِلٰی سُتْرَةٍ، وَلَا تَدَعْ اَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْكَ، فَاِنْ اَبٰی فَلْتُقَاتِلْهُ فَاِنَّ مَعَهُ الْقَرِيْنَ)) ......''تو نماز ادا نہ کر مگر سترہ کی طرف اور کسی کو سامنے سے نہ گزرنے دے، اگر کوئی رکنے سے انکار کرتا ہے تو اس سے لڑائی کر، کیونکہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔'' (صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ واللفظ لہ)

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا صَلّٰی أَحَدُكُمْ فَلْيُصَلِّ اِلٰی سُتْرَةٍ وَلْيَدْنُ مِنْهَا)) ......''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھے تو وہ سترہ کی طرف نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو جائے۔'' (ابو داود، ابن ماجہ)

• سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لَقَدْ رَاَيْتُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ عِنْدَ الْمَغْرِبِ، حَتّٰی يَخْرُجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَهُمْ كَذَالِكَ يُصَلُّوْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ۔ ......میں صحابہ کو دیکھا کہ وہ مغرب کے وقت (اذان مغرب کے بعد نماز مغرب سے پہلے والی دو رکعتیں پڑھنے کے لیے) ستونوں کی طرف لپکتے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے۔

قرہ بن ایاس تابعی کہتے ہیں: میں دو ستونوں کے درمیان کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا، جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو انھوں نے میری گدی سے پکڑا اور مجھے سترے کے قریب کر کے کہا: اس کی طرف نماز پڑھا کرو۔ (صحیح بخاری معلقا، مصنف ابن ابی شیبہ)

ان دلائل اور آثار کے باوجود اس وقت مسلمانوں کی اکثریت اس سنت سے غافل ہے، قارئین کو ان دلائل کی روشنی

میں اپنے عمل کا جائزہ لینا چاہیے۔

سترہ اور نمازی کے درمیان تین ہاتھ یعنی ساڑھے چار فٹ کا فاصلہ ہو، عام طور پر نماز کے لیے بچھائی جانے والی صفوں کی مقدار بھی یہی ہوتی ہے۔

سترہ اونٹ کے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو، اس کی مقدار کے بارے میں دو اقوال ہیں: (۱) ایک ہاتھ (ڈیڑھ فٹ) اور (۲) دو تہائی ہاتھ (ایک فٹ)، دوسرا قول زیادہ مشہور ہے۔ سترے کی مقدار کا خلاصہ یہ ہوا کہ اس کی اونچائی کم از کم ایک فٹ ہونی چاہیے، ڈیڑھ فٹ کا اہتمام کرنا زیادہ محتاط عمل ہے، چوڑائی کے بارے میں کوئی قید نہیں، وہ دیوار اور ستون بھی ہو سکتا ہے اور کوئی برچھی اور تیر وغیرہ بھی۔

(١٦٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: وَفِيمَا قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ، وَثَنِي مُطَرِّفٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو تو وہ اپنے آگے سے کسی کو نہ گزرنے دے اور حسبِ استطاعت اس کو ہٹائے، اگر گزرنے والا ہٹنے سے انکار کرے تو نمازی اس کے ساتھ لڑائی کرے، کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٠٩، ومسلم: ٥٠٥

فوائد: ...... گزرنے والے پر شیطان کا اطلاق کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شیطانی فعل کر رہا ہے۔

(١٦٨)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: جِئْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ يَوْمَ عَرَفَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَنَحْنُ عَلَى أَتَانٍ فَمَرَرْنَا عَلَى بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْنَا عَنْهَا وَتَرَكْنَاهَا تَرْتَعُ، فَلَمْ يَقُلْ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا۔ زَادَ مَحْمُودٌ: فَدَخَلْنَا فِي الصَّلَاةِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا فضل رضی اللہ عنہ ایک گدھی پر سوار ہو کر عرفہ کے دن آئے جبکہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھا رہے تھے، ہم صف کے بعض حصے کے سامنے سے گزرے، پھر ہم اتر گئے اور گدھی کو چھوڑ دیا، وہ چرنے لگ گئی، اور ہم نماز میں داخل ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں ہمیں کچھ نہ کہا۔

تخریج: صحیح، لكن بلفظ انه كان يوم منى وليس يوم عرفة، والحديث أخرجه البخاري: ٤٩٣، ومسلم: ٥٠٤

فوائد: ......مقتدی لوگوں کو سترہ نہ رکھنے کی رخصت دی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ امام کے سامنے سترہ موجود ہوتو دورانِ جماعت مقتدی کے سامنے سے گزرنا جائز ہے، اسی قسم کا معاملہ اس حدیث میں پیش آیا ہے، مزید درج ذیل حدیث پر غور کریں:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دیوار کو قبلہ بنا کر صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے، ایک بکری کا بچہ آپ ﷺ کے آگے سے گزرنے لگا، آپ ﷺ اسے روکتے رہے اور دیوار کے قریب ہوتے گئے حتی کہ آپ کا پیٹ دیوار کے ساتھ لگ گیا اور وہ بچہ آپ کے پیچھے سے گزر گیا۔" (ابوداود: ۷۰۸)

(۱۶۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، قَالَ: ثَنِي يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ ، قَالَ: ثَنِي أَبِي......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى الْفِرَاشِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوتِرَ أَيْقَظَنِي فَأَوْتَرْتُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے، جبکہ میں آپ اور آپ کے قبلہ کے درمیان بستر پر لیٹی ہوتی تھے، جب آپ وتر ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو مجھے جگا دیتے، پس میں بھی نماز وتر ادا کرتی۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۵۱۲، ومسلم: ۵۱۲

فوائد: ......نمازی کے سامنے بیٹھے رہنا یا سوئے رہنا جائز ہے، البتہ ایسا انداز نہیں ہونا چاہیے کہ نمازی کی نماز متاثر ہو جائے۔

مَا جَاءَ فِي الثِّيَابِ لِلصَّلَاةِ
نماز کے لیے کپڑوں کا بیان

(۱۷۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُصَلِّي الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ: ((وَكُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ؟))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آدمی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "بھلا کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو دو کپڑے ہیں؟"

تخریج: أخرجه البخاری: ۳۵۸، ومسلم: ۵۱۵

فوائد: ......نمازی کا لباس کتنا ہونا چاہیے، اس موضوع سے متعلقہ احادیث کا خلاصہ یہ ہے:

مرد کے لیے ضروری ہے کہ اس کا ستر بھی ڈھانپا ہوا ہو اور کندھوں پر بھی کپڑا ہو، اس کے لیے دو چادریں یا قمیص

شلوار یا قمیص اور ازار بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں اور ایک کھلی چادر بھی کفایت کر سکتی ہے، یعنی اس سے ازار باندھ کر باقی حصہ کندھوں پر ڈال دیا جائے، لیکن اگر کوئی مجبوری ہو اور نمازی کے پاس صرف ایک کپڑا ہو اور وہ بھی تنگ ہو تو وہ اس سے ازار باندھ لے اور کندھے ننگے چھوڑ دے۔

(۱۷۱)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقِهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی ایک کپڑے میں اس طرح نماز پڑھے کہ اس کے کندھے پر کوئی چیز نہ ہو۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۳۵۹، ومسلم: ۵۱۶

فوائد: شرمگاہ پر پردہ کرنے کے بعد یہ مرد کے لیے نماز کے لباس کا اضافی حکم ہے، اگر کوئی مجبوری ہو تو صرف تہبند وغیرہ باندھ لیا جائے گا، جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس زمانے میں ایسی مجبوری نہیں ہوتی، الا ماشاء اللہ۔

(۱۷۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ ، قَالَ: ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَاهِدٍ أَبِي حَزْرَةَ......

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ ، قَالَ: خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي حَتَّى أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما فِي مَسْجِدِهِ ، وَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ ، قَالَ: وَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي ، فَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ ذَهَبْتُ أَنْ أُخَالِفَ بَيْنَ طَرَفَيْهَا فَلَمْ تَبْلُغْ لِي ، وَكَانَتْ لَهَا ذَبَاذِبُ فَنَكَّسْتُهَا ، ثُمَّ خَالَفْتُ بَيْنَ طَرَفَيْهَا ، ثُمَّ تَوَاقَصْتُ عَلَيْهَا ، فَجِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَدَارَنِي حَتَّى أَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ ، وَجَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ ، فَتَوَضَّأَ ثُمَّ

عبادہ بن ولید کہتے ہیں: میں اور میرا باپ نکلے اور سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی مسجد میں پہنچ گئے، پھر انھوں نے ساری حدیث ذکر کی، اس میں یہ بھی کہا: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، میرے پاس ایک چادر تھی، میں نے چاہا کہ اس کے دو کونوں کو مخالف سمت سے لا کر گرہ لگا دوں، لیکن وہ چھوٹی تھی، اس چادر کو جھالر بھی لگے ہوئے تھے، میں نے ان کو مروڑا اور چادر کے کونوں کو مخالف سمت میں کر لیا اور پھر میں اس میں سمٹ گیا اور آ کر رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھما کر دائیں طرف کھڑا کر دیا، اتنے میں سیدنا جبار بن صخر رضی اللہ عنہ آ گئے، انھوں نے وضو کیا اور رسول اللہ ﷺ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے ہم دونوں کو ہمارے

جَاءَ، فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخَذَنَا بِيَدَيْهِ جمِيعًا، فَدَفَعَنَا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمُقُنِي وَأَنَا لَا أَشْعُرُ، ثُمَّ فَطِنْتُ، فَقَالَ: هٰكَذَا بِيَدِهِ يَعْنِي شُدَّ وَسَطَكَ، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَا جَابِرُ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِذَا كَانَ وَاسِعًا فَخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ، وَإِذَا كَانَ ضَيِّقًا فَاشْدُدْهُ عَلَى حَقْوِكَ۔))

ہاتھوں سے پکڑا اور ہمیں دھکیل کر اپنے پیچھے کھڑا کر دیا، رسول اللہ ﷺ مجھے گھورنے لگے، جبکہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی، پھر میں سمجھ گیا، آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ اس چادر کو اپنے درمیان میں باندھ لے، پھر جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''اے جابر!'' میں نے کہا: جی، میں حاضر ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کپڑا بڑا ہو تو اس کے دونوں کونوں کو مخالف سمت میں کر لو اور اگر تنگ ہو تو کمر پر باندھ لیا کرو۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٣٠٠٨

فوائد: ......اگر آپ ﷺ کے پاس ایک ہی کپڑا ہوتا اور اسی کو کندھوں پر ڈالنا ہوتا تو عام طور پر آپ ﷺ درج ذیل دو طریقے استعمال کرتے تھے:

التحاف: لفظی معانی تو کپڑا لپیٹنے کے ہیں، لیکن مرادی معنی یہ ہیں کہ اگر ایک کپڑا ہو تو نماز میں اس کو جسم کے وسط میں اس طرح نہ باندھا جائے کہ کندھے ننگے رہ جائیں، بلکہ اس کے کناروں کو کندھوں پر ڈال دیا جائے، ہاں اگر کپڑا تنگ ہو تو ازار باندھ لینا ہی کافی ہوگا۔

توشیح: توشیح یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جا کر دائیں کندھے پر ڈالنا اور دوسرا کنارہ دائیں کندھے کے نیچے سے بائیں کندھے پر ڈالنا، پھر دونوں کناروں کی ملا کر سینے پر گرہ دے دینا۔

(١٧٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، وَأَبُو الْوَلِيدِ، قَالَا: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بالغہ عورت کی نماز قبول نہیں کرتا، مگر اوڑھنی کے ساتھ۔''

تخریج: صحيح ...... أخرجه ابو داود: ٦٤١، والترمذي: ٣٧٧، وابن ماجه: ٦٥٥

فوائد: ...... ''خمار'' ایسے کپڑے کو کہتے ہیں جس سے سر اور گردن کو ڈھانپا جاتا ہے۔

آپ ﷺ کی احادیث میں صرف اس روایت میں مرد اور عورت کے نماز والے لباس میں فرق کیا گیا ہے۔

قارئین کو یہ نقطہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ عورت کے لیے پردے کا عمومی حکم اور ہے اور نماز کے لباس کا حکم اور ہے، پردے کے عام دلائل سے نماز کے لباس کا استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ ہم اس بحث میں صرف نماز کے لباس کی تفصیل پیش کر رہے ہیں۔

امام البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ اپنی مصنف میں بیان کیا: ام الحسن کہتی ہیں: میں نے ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، وہ قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھتی تھیں۔

اسی طرح عبید اللہ خولانی کہتے ہیں کہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بھی قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھتی تھیں، جب کہ انھوں نے ازار پہنا ہوا نہ ہوتا تھا۔ (موطا امام مالك: ١/ ١٦٠، وعنه ابن ابی شيبة: ٢/ ٢٢٤، والبيهقی: ٢/ ٢٣٣)

(جس قمیص کے ساتھ ازار استعمال نہیں کیا جاتا تھا، وہ اتنی لمبی ہوتی تھی کہ اس کے ساتھ شلوار وغیرہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ گھروں کے اندر خواتین کو اتنا محتاط نہیں رہنا پڑتا، اس لیے وہ صرف قمیص پہن لیتی ہیں)۔

اس باب میں موجود دوسرے آثار سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھنا ان کے ہاں معروف تھا، اور یہ کم از کم لباس ہے، جو عورت پر نماز میں فرض ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا درج ذیل اثر افضل واکمل صورت پر محمول کیا جائے گا۔

"تُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ: دِرْعٍ وَخِمَارٍ وَإِزَارٍ۔" ...... "عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے گی: قمیص، اوڑھنی اور ازار۔" (ابن ابی شیبه، بیهقی)

(١٧٤)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ......

عَنْ أَبِي سَلْمَةَ وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

سعید بن یزید کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتوں میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٣٨٦، ومسلم: ٥٥٥

فوائد: ......اس حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ جوتوں میں نماز پڑھنا جائز ہے، اس مسئلہ میں کثیر احادیث تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں، بعض احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہیں۔ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہودی لوگ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے، لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو۔" (ابوداود: ٦٥٢)

جوتا پہن کر مسجد میں داخل ہونے اور اس میں نماز پڑھنے کا صرف ایک ادب ہے کہ جوتا ظاہری طور پر نجاست سے پاک ہو۔ یاد رہے کہ شریعت نے جوتے پر لگی ہوئی نجاست کو زمین پر رگڑ کر صاف کرنے کا حکم دیا ہے، نہ کہ دھونے کا، جیسا کہ ڈھیلوں سے استنجا کرنا درست ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو اپنے جوتوں کو الٹ پلٹ کر دیکھ لے، اگر ان میں کوئی گندگی نظر آئے تو جوتوں کو زمین پر رگڑ کر صاف کر لے اور پھر ان میں نماز پڑھ لے۔'' (ابو داود: ٦٥٠)

اگر ہم عصر حاضر میں قالینوں اور چٹائیوں کی وجہ سے مساجد میں جوتوں سمیت گھسنا ناپسند کرتے ہیں، تو اس سے آپ ﷺ کی سنت کے احترام میں کوئی کمی نہیں آنی چاہیے۔ یعنی سب سے پہلے ہمیں انشراح صدر کے ساتھ تسلیم کرنا چاہیے کہ جوتے پہن کر نماز پڑھنا درست ہے، اس کے بعد مسجد اور اس میں بچھی ہوئی صفوں کی صفائی کا خیال کر کے ننگے پاؤں داخل ہونے کی رائے دی جا سکتی ہے۔ مصیبت یہ ہے کہ ہم اپنی روٹین سے اس قدر متاثر ہو جاتے ہیں کہ اسی کو علم اور سنت کا تقاضا سمجھنے لگتے ہیں، ہم عرصہ دراز سے دیکھ رہے ہیں کہ مساجد کے ماحول کی وجہ سے لوگ مساجد سے باہر جوتے اتارتے ہیں، سو ہم اسی عادت کو سنت سمجھنے لگ گئے ہیں اور اس کی مخالفت کرنے والے کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، یہ صرف ہماری عادت ہے، وگرنہ علم اور سنت کا اس روٹین اور کاروائی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مَا جَاءَ فِي الْمَسْجِدِ

مسجد کا بیان

(١٧٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ ، أَنَّ عَائِشَةَ ، وَابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ نُزِلَ بِهِ جَعَلَ يُلْقِيْ عَلَى وَجْهِهِ خَمِيصَةً فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا مِنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: ((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى ، اِتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) تَقُولُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: يُحَذِّرُ مِثْلَ الَّذِي فَعَلُوا۔

سیدہ عائشہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لیتے، پھر جب دم گھٹنے لگتا تو اس کو ہٹا دیتے، اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرے، انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا تھا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: دراصل آپ ﷺ ان کے اس فعل سے ڈرا رہے تھے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٥، ومسلم: ٥٣١

فوائد: ...... قبروں پر مسجدیں بنانا یا مسجدوں کے پاس اموات کو دفن کرنا دونوں صورتیں ناجائز ہیں، یہ صورتیں بالآخر شرک کا نتیجہ بن جاتی ہیں، اس موضوع پر علامہ البانی رحمہ اللہ کی تالیف "تحذير المساجد" ایک قابل مطالعہ کتاب ہے، ''قبروں پر مسجدیں اور اسلام'' کے نام اس کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔

(١٧٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا أَبُو عَامِرٍ ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ، قَالَ:

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ......

يُحَدِّثُ عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي عَلَى الْخُمْرَةِ۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ چٹائی پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۳۸۱، ومسلم: ۵۱۳

فوائد: ......معلوم ہوا کہ زمین پر کوئی چٹائی اور صف وغیرہ بچھا کر نماز پڑھنا درست ہے، البتہ وہ چٹائی اور جائے نماز منقش نہیں ہونی چاہیے، تا کہ نماز میں خلل نہ آئے، عصر حاضر کی صفیں اور جائے نمازیں محل نظر ہیں۔

صِفَةِ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت

(۱۷۷)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَهَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالُوا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ وَبَعْدَمَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے، یہاں تک کہ وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے، رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت بھی یہی عمل کرتے تھے، اور سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۷۳۵، ۷۳۶، ومسلم: ۲۹۰

(۱۷۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ......

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى إِذَا كَانَتَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ كَبَّرَ ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَهُمَا حَتَّى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ كَبَّرَ وَهُمَا كَذَلِكَ فَرَكَعَ ثُمَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے، پھر جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو اسی طرح ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے، جبکہ ہاتھ اٹھے ہوئے ہوتے اور پھر رکوع کرتے، پھر جب رکوع سے اپنی کمر کو بلند کرتے تو ہاتھوں کو اسی طرح

يَرْفَعَ صُلْبَهُ رَفَعَهُمَا حَتَّى يَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ۔)) ثُمَّ يَسْجُدُ فَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي السُّجُودِ وَرَفَعَهُمَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَتَكْبِيرَةٍ كَبَّرَهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ حَتَّى تَنْقَضِيَ صَلَاتُهُ۔

اٹھاتے، یہاں تک کہ وہ کندھوں کے برابر ہو جاتے اور کہتے: ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ''، پھر آپ ﷺ سجدہ کرتے اور سجدوں میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے، آپ ﷺ ہر رکعت میں یعنی جب رکوع کے لیے اللہ اکبر کہتے تو رفع الیدین کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی نماز پوری ہو جاتی تھی۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......نماز میں قبل و بعد از رکوع اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع الیدین کرنا آپ ﷺ کی سنت ہے، اس موضوع سے متعلقہ درج ذیل بحث مفید ہے، ہم درج بالا حدیث کا پھر سے ذکر کریں گے، تاکہ قارئین ترتیب کے ساتھ تمام احادیث ذہن نشین کر لیں۔

یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ جس چیز کی نسبت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو جائے، سب سے زیادہ اہمیت اسی کو حاصل ہونی چاہیے، پرکھنے کے لحاظ سے اور پھر اس پر عمل کرنے کے لحاظ سے، عوام الناس کی یہ بات بے جا ہے کہ فلاں مسئلہ پر زیادہ بحث نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ وہ فرعی ہے۔ سوال یہ ہے کہ نماز میں کون سے امور اصل اور بنیادی ہیں کہ ان پر توجہ زیادہ دی جائے اور کون سے امور فرعی ہیں کہ ان پر بحث کرنے کو ہی ''مولویت'' سمجھ لیا جائے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ جس چیز کے سنت ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف پڑ جائے، اس پر مکمل چھان بین کر کے ایک نتیجہ نکالا جائے، یہ کیا ہوا کہ تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ والے رفع الیدین کو زیادہ اہم سمجھ لیا جائے اور رفع الیدین کی باقی صورتوں کو قابل نقد قرار دیا جائے اور ان پر بحث کرنے پر بھی جرح کی جائے۔

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا:

((صَلَّيْتُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ۔)) ...... میں نے (اپنے نانا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، انھوں نے ابتدائے نماز میں اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، پس آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا۔ (سنن کبری بیھقی: ۲/ ۷۳)

سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم (بنولیث کے تیرہ) نوجوان آپ ﷺ کے پاس آئے اور بیس دن قیام کیا، جب آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ اب ہم گھر جانا چاہتے ہیں تو آپ نے ہمیں واپس جانے کی اجازت دی اور فرمایا: ((...... صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّيْ)) (اس طرح نماز پڑھنا، جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا)......

(ملاحظہ ہو صحیح بخاری ٦٢٨، ٦٣١ مع الفتح)
یہی مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ رفع الیدین عند الرکوع کی حدیث بھی بیان کرتے ہیں۔
اس بحث میں ''رفع الیدین'' سے مراد رکوع سے پہلے، رکوع کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع میں دونوں ہاتھوں کو بلند کرنا ہے۔
اس ضمن میں مجھے سب سے زیادہ حیرانی حنفی مقلدین پر ہے، جو ایک طرف یہ نظریہ بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ائمہ اربعہ برحق ہیں، ان میں سے کسی بھی ایک کی تقلید کی جا سکتی ہے، لیکن دوسری طرف ''رفع الیدین'' کا بھرپور ردّ کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، حالانکہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد تینوں رفع الیدین کرتے تھے۔
رفع الیدین کے اثبات پر دلالت کرنے والی صحیح ترین اور کثیر احادیث کا لحاظ کرتے ہوئے احناف کو زیادہ سے زیادہ یہ کہنا چاہیے تھا کہ آپ ﷺ سے رفع الیدین کرنا بھی ثابت ہے۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس دکھائی دیا اور انھوں نے ان تمام احادیث کو ردّ کرنا شروع کر دیا، جن کی روشنی میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رفع الیدین کیا کرتے تھے۔
اس مسئلہ میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ پر نماز فرض کی اور آپ ﷺ نے اس نماز کا طریقہ بیان کیا اور ''صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّيْ۔'' فرما کر نماز کے تمام امور میں اپنی اقتدا کرنے کا حکم دیا۔ جیسے یہ نماز روزِ فرضیت سے تکبیر تحریمہ، اس کے لیے کیے جانے والے رفع الیدین، قراءت، قیام، رکوع وسجود وغیرہ پر مشتمل تھی، اسی طرح اس میں رکوع سے پہلے والا اور رکوع سے بعد والا رفع الیدین بھی پایا جاتا تھا۔ ہم بعض دلائل کا ذکر کریں گے:
(۱)...... سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَكَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ وَ يَفْعَلُ ذَالِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ۔)) ...... میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب آپ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو کندھوں تک بلند کرتے، اسی طرح جب رکوع کے لیے ''اَللّٰهُ أَكْبَر'' کہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو (رفع الیدین کرتے تھے) اور سجدوں میں اس طرح نہیں کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ٧٣٥، ٧٣٦، صحیح مسلم: ٣٩٠، مسند احمد: ١/ ١٤٧، ٤٥٢٦، ابوداود: ٧٢١، ترمذی: ٢٥٥، نسائی: ١٠٢٥، ابن ماجہ: ٨٥٨، مؤطا امام مالک: ١/ ٧٥، مؤطا امام محمد: ١٠٠)
امام علی بن مدینی نے کہا: یہ حدیث مخلوق پر حجت ہے، ہر وہ انسان جو اس کو سنے، اس پر لازم ہے کہ وہ اس پر عمل کرے (اور رفع الیدین کرے)، کیونکہ اس کی سند پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خود بھی اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

(۲) ابوقلابہ کہتے ہیں: جب سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کی تو رفع الیدین کیا، اسی طرح جب رکوع کیا اور رکوع سے سر اٹھایا تو پھر رفع الیدین کیا اور یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح نماز پڑھی۔ (صحیح بخاری: ۷۳۷، صحیح مسلم: ۳۹۱، مسند احمد: ۱۵۱۷۲، نسائی: ۸۸۰، ابن ماجہ: ۸۵۹)

اهم تنبیه:...... سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بنولیث کے وفد کے ساتھ اس وقت نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے، جب آپ غزوۂ تبوک کی تیاری میں مصروف تھے۔ (فتح الباری: ۲/ ۱٤۱) اور غزوۂ تبوک ۹ ھ کے ساتویں مہینے رجب میں ہوا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ﷺ کی زندگی کے آخری سالوں تک رفع الیدین جاری رہا۔

(۳)...... سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہا اور (کانوں کے برابر تک) رفع الیدین کیا، پھر اپنا کپڑا لپیٹ لیا اور اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیا، پھر جب آپ ﷺ نے رکوع کرنا چاہا تو ہاتھوں کو کپڑے سے نکالا اور اسی طرح رفع الیدین کیا، پھر جب "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہا تو رفع الیدین کیا۔ (صحیح مسلم: ٤۰۱، مسند احمد: ۱۸۳۹۸، ابوداود: ۷۲۳، ترمذی: ۲٦۸، نسائی: ۸۷۹، ابن ماجہ: ۸٦۷)

اهم بات: اس حدیث کی سند کے ایک راوی محمد بن جحادہ کہتے ہیں: جب میں نے یہ حدیث امام حسن بصری کو بیان کی تو انھوں نے کہا: "هِيَ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَلَهُ مَنْ فَعَلَهُ وَ تَرَكَهُ مَنْ تَرَكَهُ۔"

یعنی: یہ رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے، جس نے اسے اختیار کیا، سو اختیار کیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا، سو چھوڑ دیا۔ (ابوداود: ۷۲۳)

اهم تنبیه:...... سیّدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۹ ھ میں مسلمان ہوئے، یہ اگلے سال سردی کے موسم میں دوبارہ تشریف لائے، یہ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا آخری موسم سرما تھا۔ (دیکھئے: عمدۃ القاری: ۵/ ۲۷٤، صحیح ابن حبان: ۳/ ۱٦۹) انھوں نے دونوں موقعوں پر رفع الیدین کی حدیث بیان کی۔ رفع الیدین کے "منسوخ" ہونے کا بے بنیاد دعویٰ کرنے والے متنبہ رہیں۔

اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ سے ۱۰ ھ میں رفع الیدین کرنے کی دلیل موجود ہے اور گیارہویں سن ہجری کے تیسرے مہینے میں آپ ﷺ انتقال فرما گئے۔

(٤)...... سیّدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ، ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سمیت دس صحابہ کرام میں موجود تھے، انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں تم سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہوں۔ دوسرے صحابہ نے کہا: اللہ کی قسم! نہ تو ہم سے پہلے مسلمان ہوا اور نہ ہم سے زیادہ نبی کریم ﷺ کی صحبت اختیار کی (تو کیسے زیادہ علم رکھتا ہے)، چلیے پیش کیجیے۔

سیّدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے اور ہر ہڈی اپنی جگہ پر ٹھہر جاتی، پھر قراءت کرتے، پھر اپنے دونوں ہاتھ کندھوں

تک اٹھاتے اور رکوع کرتے، رکوع میں اپنی ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھتے اور دورانِ رکوع سر اونچا رکھتے نہ نیچا، پھر سر اٹھاتے، "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہتے اور کندھوں تک رفع الیدین کرتے۔

صحابہ نے کہا: تو نے سچ کہا، نبی کریم ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (ابوداود: ۷۳۰، ترمذی: ۲۶۰، نسائی: ۱۱۸۱، ابن ماجہ: ۸۶۲، احمد: ۲۳۰۸۸)

یہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد دس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت ہے کہ آپ ﷺ رفع الیدین کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

(۵)...... سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب فرضی نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو "اَللّٰهُ اَکْبَر" کہتے اور کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے، اور جب تلاوت پوری کرنے کے بعد رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو پھر اسی طرح (رفع الیدین) کرتے تھے، اور نماز میں بیٹھنے کی حالت میں ایسا نہ کرتے، اور جب دو رکعتوں کے بعد (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہوتے تو پھر رفع الیدین کرتے تھے۔ (ابوداود: ۷۴۴، ترمذی: ۳۴۲۳، ابن ماجہ: ۸۶۴)

(۶)...... سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی نماز پڑھ کر دکھاؤں، پھر انھوں نے "اَللّٰهُ اَکْبَر" کہا اور رفع الیدین کیا، پھر (رکوع کے لیے) "اَللّٰهُ اَکْبَر" کہا، پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے وقت "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہا اور رفع الیدین کیا۔ (سنن دار قطنی: ۱/ ۲۹۲)

(۷)...... امام ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل سلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابونعمان محمد بن فضل کی اقتدا میں نماز پڑھی، انھوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، جب میں نے اس کے بارے میں ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا: میں نے امام حماد بن زید کی اقتدا میں نماز پڑھی، انھوں نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، جب میں نے ان سے اس بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: میں نے امام ایوب سختیانی کی اقتدا میں نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع کو جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ جب میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا: میں نے امام عطا بن ابی رباح کی اقتدا میں نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ جب میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو امام عطا نے کہا: میں نے صحابیٔ رسول سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے، جب امام عطا نے سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے رفع الیدین کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا:

"صَلَّیْتُ خَلْفَ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَکَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَاِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّکُوْعِ، وَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَکَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ

اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ۔" ......میں نے (اپنے نانا) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، انھوں نے ابتدائے نماز میں اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا، پھر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کرتے وقت، رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کیا۔'' (سنن کبری للبیہقی: ۲/۷۳)

انتہائی اہم تنبیہ :...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پرانے اور گہرے رفیق سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت کی حالت میں مسجد نبوی میں اپنی آخری نماز ادا کر رہے تھے، اس وقت ابوبکر صدیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب آپ کی اقتدا میں کھڑے تھے۔ رفع الیدین کے بارے میں اگر ایسی عظیم ہستیاں شہادت دے دیں تو اسے قبول کر لیا جانا چاہیے۔

(۸)......عبداللہ بن قاسم کہتے ہیں: لوگ مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے، اچانک سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے اور کہا: لوگو! چہرے میری طرف کرو، میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے اور جس کا حکم دیتے تھے۔ پھر آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے اور اپنے کندھوں تک رفع الیدین کیا اور "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہا، پھر اپنی نظر جھکا لی، پھر کندھوں کے برابر رفع الیدین کیا اور "اَللّٰهُ اَكْبَر" کہہ کر رکوع کیا اور جب رکوع سے کھڑے ہوئے تو اسی طرح (رفع الیدین) کیا۔ (نصب الرایة: ۱/ ۴۱۶، مسند الفاروق لابن کثیر: ۱/ ۱۶۵)

(۹)......ابوالزبیر کہتے ہیں: اِنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَاِذَا رَكَعَ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ، وَيَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَعَلَ مِثْلَ ذَالِكَ۔

''سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو رفع الیدین کرتے، جب رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو اسی طرح رفع الیدین کرتے اور کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ (ابن ماجه: ۸۶۸)

جب سعید بن جبیر تابعی سے رفع الیدین کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: یہ نماز کی زینت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام شروع نماز میں، رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ (سنن کبری للبیهقی: ۲/ ۷۵)

امام بخاری نے کہا: "ولم یثبت عن احد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه لا یرفع یدیه۔"
یعنی: کسی ایک صحابی سے بھی رفع الیدین نہ کرنا ثابت نہیں ہے۔ (جزء رفع الیدین: ۴۰، ۱۷۶)
عبداللہ بن وہب کہتے ہیں: "رَاَيْتُ مَالِكَ بْنَ اَنَسٍ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ۔"

یعنی: میں نے امام مالک کو دیکھا کہ وہ ابتدائے نماز میں اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کرتے تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر: ٥٥/ ١٣٤)

محمد بن عبداللہ نے کہا: یہی امام مالک کا قول ہے اور وہ اسی پر فوت ہوئے اور یہی سنت ہے اور میں بھی اسی کا عامل ہوں۔ (تاریخ دمشق: ٥٥/ ١٣٤)

امام ابوداود کہتے ہیں: میں نے امام احمد کو دیکھا ہے وہ رکوع سے پہلے اور بعد میں ابتدائے نماز والا رفع الیدین کرتے تھے اور کانوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے اور بعض اوقات شروع نماز والے رفع الیدین سے ذرا کم بلند کرتے تھے۔

(مسائل احمد روایۃ ابی داود: ص ٣٣)

محمد بن نصر مروزی نے کہا: (رفع الیدین قبل از رکوع اور بعد از رکوع پر) اہل کوفہ کے علاوہ علمائے امصار کا اجماع ہے۔ (فتح الباری: ٢/ ٢٥٧)

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی حنفی نے کہا: نبی کریم ﷺ سے رفع الیدین کرنے کا بہت کافی اور نہایت عمدہ ثبوت ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رفع الیدین منسوخ ہیں، ان کا قول بے دلیل ہے۔ (التعلیق الممجد: ص ٩١)

شاہ ولی اللہ دہلوی نے کہا: جب آدمی رکوع کرنے کا ارادہ کرے تو رفع الیدین کرے اور جب رکوع سے سر اٹھائے تو رفع الیدین کرے۔ میں رفع الیدین کرنے والوں کو نہ کرنے والوں سے اچھا سمجھتا ہوں، کیونکہ رفع الیدین کی حدیثیں بہت زیادہ اور بہت صحیح ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغۃ: ٢/ ١٠)

خلاصہ کلام: ...... درج ذیل صحابہ کرام نے رفع الیدین عندالرکوع کی روایات بیان کی ہیں:

سیّدنا ابوبکر صدیق، سیّدنا عمر بن خطاب، سیّدنا علی بن ابی طالب، سیّدنا عبداللہ بن عمر، سیّدنا مالک بن حویرث، سیّدنا وائل بن حجر، سیّدنا ابوحمید ساعدی، سیّدنا ابوقتادہ، سیّدنا سہل بن سعد ساعدی، سیّدنا ابواسید ساعدی، سیّدنا محمد بن مسلمہ، سیّدنا ابوموسیٰ اشعری، سیّدنا عبداللہ بن زبیر، سیّدنا جابر بن عبداللہ، سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہم۔

اس کثرت کی وجہ سے امام ابن جوزی، حافظ ابن حجر، امام ابن حزم، امام سیوطی اور امام ابن تیمیہ وغیرہ نے رفع الیدین کی احادیث کو متواتر قرار دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد درج ذیل صحابہ سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے اور کسی کا انکار ثابت نہیں ہے۔

سیّدنا ابوبکر صدیق، سیّدنا عمر فاروق، سیّدنا عبداللہ بن عمر، سیّدنا مالک بن حویرث، سیّدنا ابوموسیٰ اشعری، سیّدنا عبد اللہ بن زبیر، سیّدنا عبداللہ بن عباس، سیّدنا انس بن مالک، سیّدنا جابر، سیّدنا ابوہریرہ، سیّدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہم۔

جن بڑے بڑے ائمہ کرام سے رفع الیدین کرنا ثابت ہے، ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام علی بن مدینی، امام اسحاق بن راہویہ، امام اوزاعی، امام عبداللہ بن مبارک، امام عبدالرحمٰن بن مہدی، امام یحییٰ بن معین، امام بخاری رحمہم اللہ وغیرہ۔

تنبیہ:...... جن روایات میں ''کانوں تک'' رفع الیدین کرنے کا ذکر ہے، ان روایات کے سیاق وسباق اور دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد کانوں کو چھونا نہیں، بلکہ کانوں کے برابر بلند کرنا مراد ہے۔

جن روایات میں رکوع سے پہلے یا بعد میں عدم رفع الیدین کا ذکر ہے، وہ ضعیف اور ناقابل حجت ہیں۔ ان روایات کی تفصیل کے لیے حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی کتاب "نور العینین فی رفع الیدین" کا مطالعہ مفید رہے گا۔ اگر کوئی عدل وانصاف کا لحاظ رکھے تو اسے رفع الیدین قبل از رکوع اور بعد از رکوع پر دلالت کرنے والی احادیث کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

(۱۷۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، وَأَبُو صَالِحٍ كَاتِبُ اللَّيْثِ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَمِّهِ الْمَاجِشُونِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَالِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّي، وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا، لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا، لَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔))

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے: ''وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبِّيْ، وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا، لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ۔''...... (میں نے اس ذات کے لیے اپنا چہرہ متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اس حال میں کہ میں یکسو مسلمان ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ یقیناً میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اس

فَإِذَا رَكَعَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعِظَامِي وَعَصَبِي.)) فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.)) فَإِذَا سَجَدَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُورَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ.)) وَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَسَلَّمَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ أَلَا أَنْتَ.)) قَالَ أَبُو صَالِحٍ: فِيهِمَا جَمِيعًا لَا إِلٰهَ لِي إِلَّا أَنْتَ.

اللہ کے لیے ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے، اور جس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی چیز کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ ابونضر کے الفاظ یہ ہیں: اور میں پہلا مسلمان ہوں، اے اللہ! تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں، ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: اے اللہ تو ہی بادشاہ ہے، تیرے علاوہ کوئی اللہ نہیں، تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور میں نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا ہے اس لیے تو میرے سارے گناہ بخش دے، تیرے علاوہ گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا اور اچھے اخلاق کی طرف میری راہنمائی فرما، تیرے علاوہ اچھے اخلاق کی طرف کوئی رہنمائی نہیں کرتا اور مجھ سے برے اخلاق دور کردے، تیرے علاوہ کوئی برے اخلاق کو مجھ سے دور نہیں کر سکتا، میں تیرے لیے حاضر ہوں اور تیرا تابع فرمان ہوں، خیر ساری کی ساری تیرے ہاتھوں میں ہے اور شر تیری طرف نہیں ہے، میں تیرے ساتھ اور تیری طرف ہوں (یعنی مجھے توفیق دینے والا بھی تو ہے اور میری پناہ بھی تیری طرف ہے) تو بابرکت اور بلند ہے، میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ اور جب رکوع کرتے تو کہتے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي وَمُخِّي وَعِظَامِي وَعَصَبِي." (اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے رکوع کیا، تیرے ساتھ ایمان لایا، تیرے لیے ہی مسلمان ہوا، تیرے لیے عاجزی کر رہے ہیں میرے کان، میری نظر، میرا مغز، میری ہڈیاں اور میرا پٹھا) اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو کہتے: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ." (اللہ نے اس کو سن لیا جس نے اس کی تعریف کی،

اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی تعریف ہے، آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے (درمیان والا خلا) بھرنے کے برابر اور ان کے بعد جس کو تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر)اور جب سجدہ کرتے تو کہتے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ فَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوَرَهُ فَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔" (اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی سجدہ کیا، تیرے ساتھ ایمان لایا، تیرے لیے مسلمان ہوا، میرے چہرے نے اس کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کر کے اس کی شکل بنائی اور اس کی شکل کو خوبصورت بنایا اور اس کے کان اور نظر کو کھولا، بابرکت ہے وہ اللہ جو بنانے والوں میں سب سے اچھا ہے۔) پھر جب نماز سے سلام پھیرتے تو کہتے: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنْتَ۔" (اے اللہ! میرے لیے بخش دے میرے اگلے پچھلے، ظاہر و پوشیدہ گناہوں کو اور جو میں نے زیادتی کی اور جو میرے گناہ تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے(وہ بھی بخش دے)، تو ہی (لوگوں کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں) آگے کرنے والا اور (اپنی بارگاہِ عالیہ سے) پیچھے کرنے والا ہے، تو ہی معبود برحق ہے)۔" ابوصالح راوی نے دونوں مقامات پر "لَا إِلٰـهَ لِيْ إِلَّا أَنْتَ" کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٧٧١

(١٨٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ عَاصِمٍ الْعَنَزِيِّ......

عَنِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الصَّلَاةَ قَالَ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، ثَلَاثًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ۔)) قَالَ عَمْرٌو: نَفْخُهُ الْكِبْرُ، وَهَمْزُهُ الْمُوتَةُ، وَنَفْثُهُ الشِّعْرُ، وَقَالَ مِسْعَرٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ عَنَزَةَ وَاخْتُلِفَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ فَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: عَنْ عَمَّارِ بْنِ عَاصِمٍ وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ عُمَارَةَ وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَاصِمٍ۔

نماز میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، تین بار، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ نَفْخِهِ وَنَفْثِهِ وَهَمْزِهِ''۔ عمرو بن مرہ نے کہا: ''نفخ'' سے مراد تکبر ہے، ''ہمز'' سے مراد جنون ہے اور ''نفث'' سے مراد شعر ہے۔

تخریج: ضعیف ...... أخرجه ابوداود: ٧٦٤، وابن ماجه: ٨٠٧ ...... عاصم العنزی مجهول، وفی الاسناد اختلاف، ساقه ابن الجارود عقبه كما ترى

فوائد: ......نماز میں دوطرح کے تعوذ ثابت ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ۔ ''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود (کے شر) سے، اس کے خطرے سے، اس کی پھونکوں سے اور اس کے وسوسے سے۔'' (ابوداود: ٧٧٥، ترمذی: ٢٤٢)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ ...... میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود (کے شر) سے۔ (مصنف عبد الرزاق: ٢٥٨٩، الاوسط لابن المنذر: ١٣٧٧)

(١٨١)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، وَعُقْبَةُ، وَأَبُو خَالِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کی اقتدا میں نمازیں ادا کیں، یہ لوگ جہری آواز کے ساتھ

يَجْهَرُوا بِـ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ (الفاتحة: ١)

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ کی تلاوت نہیں کرتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٧٤٣، ومسلم: ٣٩٩

(١٨٢)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الْقِرَائَةَ بِـ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ [الفاتحة: ٢]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما قراءت کا آغاز ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ سے کیا کرتے تھے۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(١٨٣)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَلَمْ أَسْمَعْهُمْ يَجْهَرُونَ بِـ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ [الفاتحة: ١]، قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ لِقَتَادَةَ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازیں پڑھیں، میں نے ان کو نہیں سنا کہ وہ جہری آواز کے ساتھ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ کی تلاوت کرتے ہوں۔ امام شعبہ نے امام قتادہ سے کہا: تم نے یہ حدیث سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ...... درج بالا تین احادیث کا مفہوم رکھنے والی دیگر احادیث بھی موجود ہیں، اب سوال یہ ہے کہ کیا ان احادیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ نہ سورۂ فاتحہ کی آیت ہے اور نہ اس سورت کے ساتھ اس کی تلاوت کی جا سکتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ واضح طور پر یہ مفہوم کشید نہیں کیا جا سکتا ہے، کیونکہ کسی چیز کے عدم ذکر سے اس کا عدم وجود لازم نہیں آتا، لہٰذا دوسری روایات کی مدد سے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ....﴾ کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

فاتحہ کے ساتھ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ تلاوت کرنی ہے یا نہیں، مزید احادیث ملاحظہ فرمائیں:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ کی تلاوت کرتے اور ایک ایک حرف کو واضح کر کے پڑھتے۔ (مستدرک حاکم: ٨٤٧)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا قَرَأْتُمْ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ فَاقْرَؤُا

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ إِنَّهَا أُمُّ الْقُرْآنِ ، وَأُمُّ الْكِتَابِ ، وَالسَّبْعُ الْمَثَانِيْ ، وَ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ إِحْدَاهَا ۔)) یعنی ”جب تم ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ پڑھو تو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ بھی پڑھو، یہ (سورۂ فاتحہ) ام القرآن، ام الکتاب ہے اور سبع مثانی (یعنی بار بار پڑھی جانے والی سات آیات ہیں) اور ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ اس کی ایک آیت ہے۔“ (سلسلہ احادیث صحیحہ: ۱۱۸۳، بحوالہ دارقطنی: ۱۱۸، بیھقی: ۲/۴۵، دیلمی: ۱/۱/۷۰)

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں نماز پڑھائی، باآواز بلند قراءت کی، اور سورۂ فاتحہ سے قبل ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھی، لیکن (فاتحہ کے بعد والی) سورت کے ساتھ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ ......﴾ نہ پڑھی، جب سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو ہر طرف سے مہاجرین اور انصار (اعتراض کرنے کے لیے) بول اٹھے اور کہا: اے معاویہ! آپ نے نماز میں سے کچھ چوری کر لیا ہے یا بھول گئے ہیں؟ (سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سمجھ گئے اور) اس واقعہ کے بعد جب نماز پڑھائی تو فاتحہ کے بعد والی سورت کے ساتھ بھی ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھی اور سجدہ کے لیے جھکتے وقت ”اَللّٰهُ اَکْبَرُ“ کہا۔ (مستدرك حاكم: ۸۵۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آنے والی حدیث نمبر (۱۸۴)، جو ان سے نعیم مجمر بیان کر رہے ہیں۔

امام ترمذی نے کہا: سیّدنا ابو بکر، سیّدنا عمر، سیّدنا عثمان اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہم سمیت صحابہ کرام اور تابعین میں سے کئی اہل علم اور امام سفیان ثوری، امام عبد اللہ بن مبارک، امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ کی یہ رائے کہ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کی تلاوت جہراً نہ کی جائے، بلکہ اس کو دل میں پڑھا جائے۔ (ترمذی: ۲۴۴ کے بعد)

نیز انھوں نے کہا: سیّدنا ابو ہریرہ، سیّدنا عبد اللہ بن عمر، سیّدنا عبد اللہ بن عباس اور سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سمیت بعض صحابہ کرام اور بعض تابعین کا یہ مسلک ہے کہ (جہری نمازوں میں فاتحہ کے ساتھ) ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کو بھی جہراً پڑھا جائے، امام شافعی رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔ (ترمذی: ۲۴۵ کے بعد)

اس موضوع سے متعلقہ تمام روایات پر غور کیا جائے تو ان میں جمع و تطبیق کی صورت یہی نظر آتی ہے کہ جن روایات میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ......﴾ کی نفی کی گئی ہے، ان سے مراد جہر کی نفی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر و بیشتر یہی معمول تھا کہ آپ جہری نمازوں میں بلند آواز سے بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے، لیکن بسا اوقات آپ سے اس کو جہراً پڑھنا بھی ثابت ہے، جن صحابہ کرام نے سختی سے اس آیت کو پڑھنے سے منع کیا، ان کے علم میں اس کو ثابت کرنے والی احادیث نہیں تھیں۔ آپ اس دعوی کو ناممکن یا محال نہ سمجھیں کیونکہ جو لوگ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ ......﴾ کے جہر کو روایۃً اور عملاً ثابت کر رہے ہیں، وہ بھی صحابہ کرام ہی ہیں۔ کئی دوسرے مسائل میں جمع و تطبیق کی یہ صورتیں موجود ہیں، ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک موضوع سے متعلقہ جو کچھ ثابت ہے، اس کو سمجھیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں، الا یہ کہ کوئی ناسخ و منسوخ کی صورت پیدا ہو جائے۔

(١٨٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ ، قَالَ: أَنَا اللَّيْثُ ، قَالَ: ثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ......

عَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ ، قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَرَأَ ﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ﴾ [الفاتحة: ١] ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى بَلَغَ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ [الفاتحة: ٧] فَقَالَ: آمِينَ وَقَالَ النَّاسُ: آمِينَ وَيَقُولُ كُلَّمَا سَجَدَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ فَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوسِ قَالَ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَيَقُولُ إِذَا سَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

نعیم مجمر کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، انھوں نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کی تلاوت کی، پھر سورۂ فاتحہ پڑھی، جب وہ ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ تک پہنچے تو انھوں نے ''آمِینَ'' کہا اور لوگوں نے بھی ''آمِینَ'' کہا، اور جب وہ سجدہ کرتے تو اللہ اکبر کہتے، جب بیٹھ جانے کے بعد پھر کھڑے ہوتے تو بھی اللہ اکبر کہتے اور سلام پھیرنے کے بعد کہتے: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تم میں رسول اللہ ﷺ کی نماز سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه النسائی: ٩٠٦

فوائد: ......سابق حدیث کی شرح ملاحظہ ہو، یہ حدیث بسم اللہ اور آمین کے جہر کی واضح دلیل ہے۔

(١٨٥)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ ، وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ الْمُقْرِءِ قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ......

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ، رِوَايَةً وَقَالَ لِي مَرَّةً إِنَّهُ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔))

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس آدمی کی کوئی نماز نہیں، جو سورۂ فاتحہ کی تلاوت نہیں کرتا۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٧٥٦، ومسلم: ٣٩٤

(١٨٦)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي الْقَطَّانَ ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَيْمُونٍ ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ قَالَ: ((أُخْرُجْ فَنَادِ فِي أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَنَّ رَسُولَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''نکلو اور مدینہ والوں میں یہ اعلان کرو کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی نماز نہیں ہے، مگر سورۂ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْقُرْآنِ فَمَا زَادَ)) قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: جَعْفَرٌ هٰذَا رَوَى عَنْهُ الثَّوْرِيُّ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ۔

فاتحہ اور اس سے زائد کے ساتھ۔''

تخریج: صحیح لغیرہ، أخرجه ابوداود: ۸۲۰

فوائد: ...... ہر نمازی، وہ امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد، اس پر سورۂ فاتحہ کا ہر نماز کی ہر رکعت میں تلاوت کرنا فرض ہے، جیسا کہ درج بالا دو احادیث سے معلوم ہوتا ہے، مزید دلائل بالاختصار ملاحظہ ہوں:

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((كُنَّا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَقَرَءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَائَةُ۔ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ خَلْفَ إِمَامِكُمْ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، هٰذًّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ قَالَ ﷺ: ((لَا تَفْعَلُوْا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِهَا)) ......ہم لوگ نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نمازِ فجر ادا کر رہے تھے، جب آپ ﷺ نے نماز میں قراءت کی تو آپ پر قراءت بھاری ہوگئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: ''شاید تم اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو؟'' ہم نے کہا: جی ہاں، تیزی تیزی سے پڑھتے ہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے نہ کیا کرو، سوائے سورۂ فاتحہ کے، کیونکہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔'' (ابوداود، ترمذی)

یاد رہے کہ اس حدیث کے راوی سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے قائل اور فاعل تھے۔ (کتاب القراءۃ للبیہقی) اور فقہ حنفی میں یہ قانون مسلّم ہے کہ راوی اپنی روایت کو زیادہ سمجھتا ہے۔ جیسا کہ جناب عینی حنفی نے لکھا: اَلصَّحَابِيُّ الرَّاوِيْ اَعْلَمُ بِالْمَقْصُوْدِ۔ ......حدیث کو روایت کرنے والے صحابی اپنی روایت کے مقصود کو سب سے بڑھ کر سمجھنے والے ہوتے ہیں۔ (عمدۃ القاری)

نیز سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ، ثَلَاثًا، غَيْرُ تَمَامٍ ......)) ......''جس شخص نے نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت نہ کی تو وہ نماز ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے، مکمل نہیں ہے۔'' سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (تو پھر کیسے پڑھیں)؟ انھوں نے کہا: دل میں تلاوت کرلیا کرو۔ (صحیح مسلم)

معلوم ہوا کہ اس حدیث کے راوی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی امام کی اقتدا میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنے کا فتویٰ دیتے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، اہل ظاہر، امام ابن خزیمہ اور امام بخاری وغیرہ کا یہ مذہب ہے کہ جب تک قیام اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت نہیں ہوگی، رکعت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مسیء الصلاۃ سے فرمایا: ((إِذَا اسْتَقْبَلْتَ

الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ، ثُمَّ اقْرَأْ بِمَاشِئْتَ۔)) ......''جب تو قبلہ رخ ہو تو اللہ اکبر کہہ، پھر سورۂ فاتحہ کی قراءت کر اور پھر اس کے بعد جو چاہے تلاوت کر۔'' (ابوداود: ۸۵۸، ۸۶۱، نسائی: ۲/ ۲۰، وابن ماجه: ۴۶۰، واللفظ لاحمد)

اس حدیث کے الفاظ ''فَـمَـا زَادَ'' (اور فاتحہ سے زائد بھی) کا کیا مفہوم ہے، اس طرح کی ایک حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے، جس کے الفاظ ''فَصَاعِدًا'' ہیں، ان الفاظ کو سمجھنے کے لیے درج ذیل بحث پر غور کریں:

اہل لغت کہتے ہیں: ''فا'' کے بعد والی چیز ضروری نہیں ہوتی، سیبویہ نے باب الاضافہ میں اس کی وضاحت کی ہے، اس ''فا'' اور اس کے مابعد کو لانے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اس سے ماقبل پر ہی اکتفا کرنا ضروری ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر اس حدیث میں ''فَمَا زَادَ یا فَصَاعِدًا'' کا لفظ نہ لایا جاتا تو کوئی یہ سمجھ سکتا تھا کہ نماز میں سورۂ فاتحہ سے زیادہ تلاوت نہیں کی جا سکتی، کیونکہ آپ ﷺ نے صرف اس سورت کا ذکر کیا ہے، اس وہم کو ''فَمَا زَادَ یا فَصَاعِدًا'' کے ذریعے سے دور کر دیا گیا اور یہ ثابت کر دیا کہ کم از کم فاتحہ شریف کی تلاوت ہونی چاہیے، اس سے زائد نمازی کی مرضی پر منحصر ہے۔ اس بات کا ذکر امام بخاری نے ((تَقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا)) کی مثال دے کر ''جزء القراءۃ'' میں اور حافظ ابن حجر نے ''فتح الباری'' میں بھی کیا ہے۔ (ملخص از مرعاۃ المفاتیح: ۳/ ۱۱۰)

معلوم ہوا کہ ''فَصَاعِدًا'' سے مراد یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنا درست ہے اور کوئی اس سے زیادہ تلاوت کرنا چاہے تو افضل عمل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دیگر قرائن اور دلائل سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر رکعت میں صرف فاتحہ کی قراءت فرض ہے، باقی مستحب عمل ہے، جیسا کہ سیدنا رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ابھی اوپر گزری ہے، جس میں آپ ﷺ نے فاتحہ کے بعد والی قراءت کے بارے میں فرمایا: ((ثُمَّ اقْرَأْ بِمَاشِئْتَ)).....''پھر فاتحہ کے بعد جو تو چاہے تلاوت کر۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفٰى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ ، وَإِنْ لَّمْ تَزِدْ عَلٰى أُمِّ الْقُرْآنِ أَجْزَأَتْ ، وَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ۔'' ہر نماز میں قراءت ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جو سنایا، ہم بھی تمہیں سنا دیتے ہیں، اور جو ہم سے مخفی رکھا، ہم بھی اسے تم سے مخفی رکھتے ہیں، اگر تم سورۂ فاتحہ سے زیادہ تلاوت نہ کرو تو وہی کفایت کرے گی اور اگر اس سے زیادہ کر لو تو بہت اچھا ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۱۸۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى ، قَالَ: ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ، عَنْ هَمَّامٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِيهِ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَكَانَ يُسْمِعُنَا أَحْيَانًا الْآيَةَ وَكَانَ يُطِيلُ فِي الْأُولَى مَا لَا يُطِيلُ فِي الثَّانِيَةِ وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَكَذٰلِكَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ قَالَ: وَكَذٰلِكَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ قَالَ: وَكَذٰلِكَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ۔ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: وَرَوَاهُ مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ هٰكَذَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ: وَصَلَاةَ الْفَجْرِ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْحُمَيْدِيِّ عَنْهُ۔

کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ مزید ایک سورت کی تلاوت کرتے تھے، بسا اوقات آپ ﷺ ہمیں کوئی آیت سنا بھی دیتے تھے، دوسری رکعت کی بہ نسبت پہلی رکعت کو طویل کرتے تھے، اور دوسری دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتے تھے، یہی معاملہ نمازِ عصر کا تھا اور اسی طرح نماز فجر میں کرتے تھے۔ مخلد بن یزید نے اپنی روایت میں نمازِ فجر کا ذکر نہیں کیا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٧٧٦، ومسلم: ٤٥١

فوائد: ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتے تھے اور درج ذیل حدیث کے مفہوم سے ثابت ہوتا ہے کہ ان رکعتوں میں مزید قراءت بھی کی جا سکتی ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يَقُوْمُ فِي الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَاءَةِ ثَلَاثِيْنَ آيَةً وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَاءَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً وَكَانَ يَقُوْمُ فِي الْعَصْرِفِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَاءَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ نِصْفِ ذٰلِكَ۔ ...... رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تیس تیس آیتوں کے اور دوسری دو رکعتوں میں پندرہ پندرہ آیتوں کے بقدر تلاوت کرتے اور نمازِ عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں پندرہ پندرہ آیتوں کے بقدر اور دوسری دو رکعتوں میں اس سے نصف کے بقدر تلاوت کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

اس روایت کا مفہوم یہ ہے کہ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت تیس تیس آیتوں کے برابر ہوتی اور دوسری دو رکعتیں اس قیام کے نصف یعنی پندرہ پندرہ آیتوں کے برابر ہوتیں اور عصر کی پہلی دو رکعتیں ظہر کی آخری دو رکعتوں کے

برابر ہوتیں اور اس کی دوسری دو رکعتیں اس سے بھی نصف یعنی سات سات آیات کے برابر ہوتیں تھیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ظہر کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے علاوہ مزید تلاوت کرتے تھے، تبھی تو تیسری اور چوتھی رکعتیں پندرہ پندرہ آیات کے برابر ہو جاتی تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۸۸)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ قِرَاءَةٌ فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((لَا صَلَاةَ إِلَّا بِقِرَائَةٍ))

سیدہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہر نماز میں قراءت ہے، رسول اللہ ﷺ جو کچھ ہمیں سناتے تھے، ہم تمہیں سنا دیتے ہیں اور آپ ﷺ جو کچھ ہم سے مخفی رکھتے تھے، ہم تم سے مخفی رکھتے ہیں، میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''کوئی نماز نہیں ہے، مگر قراءت کے ساتھ۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۷۷۲، ومسلم: ۳۹٦

فوائد: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خود فاتحہ خلف الامام کے قائل اور فاعل تھے، جیسا کہ پہلے بحث گزر چکی ہے۔

(۱۸۹)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ السَّكْسَكِيِّ......

عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي شَيْئًا يُجْزِيْنِي عَنِ الْقُرْآنِ فَقَالَ: ((قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ)) قَالَ سُفْيَانُ: زَادَ يَزِيدُ أَبُو خَالِدٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَ الرَّجُلُ: هٰذَا لِرَبِّي فَمَا لِي؟ قَالَ: ((قُلْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي۔)) قَالَ الرَّجُلُ. أَرْبَعٌ لِرَبِّي وَأَرْبَعٌ لِي۔

سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے ایسی چیز کی تعلیم دیں جو مجھے قرآن مجید سے کفایت کرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔'' ابو خالد واسطی کی روایت میں یہ زیادتی ہے: اس بندے نے کہا: یہ کلمات تو میرے ربّ کے لیے ہیں، میرے لیے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہا کرو: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي ...... (اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے اور مجھے عافیت عطا فرما)۔'' یہ سن کر اس آدمی نے کہا: چار کلمات میرے رب کے لیے اور چار دعائیں میرے لیے۔

تخریج: حسن...... أخرجه ابوداود: ۸۳۲، والنسائی: ۲/ ۱٤۳، وزاد ابوداود لفظة "وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ

الْعَظِيمِ۔"

فوائد: ......سیدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دی اور اسے فرمایا: ((اِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ وَاِلَّا فَاحْمَدِ اللّٰهَ وَكَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ۔)) ......''اگر تجھے قرآن مجید یاد ہے تو اس کی تلاوت کر، وگرنہ اللہ تعالی کی تعریف کر، اس کی بڑائی اور تہلیل بیان کر۔'' (ابوداود، نسائی، ابن ماجہ)

معلوم ہوا کہ جس آدمی کو قرآن مجید کی تلاوت کرنے پر قدرت حاصل نہ ہو وہ نماز میں یہ کلمات کہہ لیا کرے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ حسبِ امکان قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے کی کوشش جاری رکھے گا۔

جو آدمی مشرف باسلام ہوتا ہے، اس پر فوراً نماز فرض ہو جاتی ہے، اگر وہ اس مختصر وقت میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل نہ کر سکے، تو ان کلمات کے ساتھ نماز ادا کر کے پہلی فرصت میں فرض قراءت کی تعلیم حاصل کرے۔

جس آدمی کا عمر رسیدہ ہونے یا کسی اور عذر کی وجہ سے حافظہ اتنا کمزور ہو جائے کہ وہ قرآن مجید یاد ہی نہ کر سکے، یا جس کی زبان سے قرآن کریم کے الفاظ ادا نہ ہو سکیں، تو وہ اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے نماز ادا کرے گا۔ ان احادیث میں جن کلمات کی تعلیم دی گئی ہے، ان کی ادائیگی اور ان کو یاد کرنا اتنا آسان ہے کہ ہر کوئی ان کو ادا کر لیتا ہے اور یاد کر لیتا ہے۔

(۱۹۰)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَمَّنَ الْقَارِيءُ فَأَمِّنُوا، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب قاری آمین کہے تو تم آمین کہو، کیونکہ فرشتے بھی اس وقت آمین کہتے ہیں، پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی، اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۷۸۰، ومسلم: ۴۱۰

فوائد: ......سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرنے یا سننے کے بعد آمین کہنے کا مسئلہ واضح ہے، ہم ذیل میں آمین بالجہر کے بعض دلائل ذکر کر دیتے ہیں:

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ فَقَالَ آمِيْنَ يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ۔ ......میں نے سنا کہ جب نبی کریم ﷺ نے ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ پڑھا تو آمین کہا اور اس (آمین) کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کیا تھا۔ (ابو داود: ۹۳۲، ۹۳۳، ترمذی: ۲۴۸، ۲۴۹، واللفظ لاحمد)

سنن بیہقی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ۔ ......آپ ﷺ نے اپنی آواز کو بلند کیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ: ((آمِيْــــن))...... جب رسول اللہ ﷺ ام القرآن (سورۂ فاتحہ) کی قراءت سے فارغ ہوتے تو آواز کو بلند کرتے ہوئے آمین کہتے۔ (ابن حبان: ٤٦٢، دارقطنی: ١٢٧، حاکم: ١/٢٢٣، بیھقی: ٢/٥٨، صحیحه: ٤٦٤)

امام شافعی، امام احمد اور امام اسحق رحمہ اللہ وغیرہ کا مسلک یہی کہ جہری نمازوں میں مقتدی بالجہر آمین کہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلٰى آمِيْن، فَأَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ آمِيْن))...... ''جس قدر یہودی، آمین سے چڑتے ہیں، اتنا کسی اور چیز سے نہیں چڑتے، لہٰذا تم کثرت سے آمین کہا کرو۔'' (ابن ماجه، صحيح ابن خزيمه)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد امام عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے دوسو (٢٠٠) صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ بیت اللہ میں جب امام ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا تو سب بلند آواز سے آمین کہتے۔ (بیہقی)

نعیم مجمر کہتے ہیں: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز پڑھائی، پھر نعیم اس طریقے کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انھوں نے آمین کہی اور جو لوگ آپ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے انھوں نے بھی آمین کہی۔ (نسائی)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، مروان بن حکم کے مؤذن تھے۔ انھوں نے مروان پر شرط لگائی تھی کہ وہ اس وقت تک ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ نہیں کہہ سکتا جب تک ان کے آنے کا علم نہ ہو جائے۔ پس جب مروان ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہتا تھا تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آمین کہتے اور اپنی آواز کو لمبا کرتے اور کہتے تھے: جب زمین والوں کی آمین، آسمان والوں کی آمین سے موافقت کرتی ہے تو ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ (بیھقی: ٢/ ٥٩)

(١٩١)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَيَقُوْلُ: إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جب بھی نیچے جاتے اور اوپر اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور کہتے تھے: میں تم میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٧٨٥، ومسلم: ٣٩٢

فوائد: ......اس سے مراد نماز کی تکبیرات الانتقال ہیں، جن پر بلا اختلاف عمل جاری ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

(١٩٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: أَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: محمد بن عمرو کہتے ہیں: سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ،

سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ، فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُم قَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالُوا: لِمَ؟ فَوَاللّٰهِ مَا كُنْتَ أَكْثَرَنَا لَهُ تَبَعًا وَلَا أَبْعَدَ أَوْ قَالَ: أَطْوَلَ لَهُ مِنَّا صُحْبَةً، قَالَ: بَلَى قَالُوا: فَأَعْرِضْ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ حَتَّى يَقِرَّ كُلُّ عَظْمٍ فِي مَوْضِعِهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ يَقْرَأُ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَفْصِلِهِ ثُمَّ يَرْكَعُ وَيَضَعُ رَاحَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَعْتَدِلُ وَلَا يُصَوِّبُ وَلَا يُقْنِعُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ مُعْتَدِلًا، قَالَ أَبُو عَاصِمٍ: أَظُنُّهُ قَالَ: حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَقُولُ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ)) ثُمَّ يَهْوِي إِلَى الْأَرْضِ مُجَافِيًا يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ ثُمَّ يَسْجُدُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا وَكَانَ يَفْتَحُ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ إِذَا سَجَدَ ثُمَّ يَعُودُ فَيَسْجُدُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فَيَقُولُ: ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ)) وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرَى فَيَقْعُدُ عَلَيْهَا مُعْتَدِلًا حَتَّى يَرْجِعَ كُلُّ عَظْمٍ إِلَى

جن میں ایک سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ تھے، میں یہ دعویٰ کیا: میں تم میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو سب سے زیادہ جانتا ہوں، انھوں نے کہا: وہ کیسے؟ نہ تو تم رسول اللہ ﷺ کی زیادہ پیروی کرنے والے تھے اور نہ ہم سے زیادہ صحبت والے، سیدنا ابوحمید نے کہا: جی بالکل، یہ بات تو ٹھیک ہے، انھوں نے کہا: چلو پیش کرو۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے، یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر اعتدال کے ساتھ آجاتی، پھر قراءت کرتے، پھر اللہ اکبر کہتے اور ہاتھوں کو کندھوں کے برابر بلند کرتے، یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنے جوڑ پر لوٹ آتی، پھر رکوع کرتے اور اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے، پھر اعتدال کے ساتھ جھک جاتے، نہ زیادہ نیچے ہوتے اور نہ زیادہ اوپر، پھر اپنا سر اٹھاتے اور کہتے: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ"، اس کے ساتھ اعتدال کے ساتھ کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے، یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آتی، پھر اللہ اکبر کہتے اور اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے ہوئے زمین کی طرف جھکتے اور سجدہ کرتے، پھر اپنا سر اٹھاتے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے، جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو پاؤں کی انگلیوں کو کھول لیتے (یعنی مروڑ کر ان کو قبلہ رخ کرتے)، پھر آپ ﷺ دوسرا سجدہ کرتے، پھر اپنا سر اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر اعتدال کے ساتھ بیٹھ جاتے، یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر لوٹ آتی، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے تھے، جب دو رکعتوں کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور کندھوں کے برابر رفع الیدین کرتے، جیسا کہ ابتدائے نماز میں کیا تھا، پھر باقی نماز میں یہی عمل دہراتے

مَوْضِعِهِ ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا فَعَلَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ ثُمَّ صَنَعَ فِي بَقِيَّةِ صَلَاتِهِ مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الْقَعْدَةُ الَّتِي فِيهَا التَّسْلِيمُ أَخَّرَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَجَلَسَ مُتَوَرِّكًا عَلَى شِقِّهِ الْأَيْسَرِ۔ قَالُوا: صَدَقْتَ هَكَذَا كَانَ يَفْعَلُ۔

تھے یہاں تک کہ جب سلام والا آخری قعدہ ہوتا تو بائیں پاؤں کو آگے کر دیتے اور تورّک کرتے ہوئے اپنی بائیں جانب پر بیٹھ جاتے۔ صحابہ کرام نے ان کی تصدیق کرتے ہوئے کہا: تم سچے ہو، رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔

تخريج: أخرج البخاري: ٨٢٨

فوائد: ...... صحابۂ کرام نبوی سنتوں کے تعلیم و تعلم کے حریص تھے، غور طلب بات یہ ہے کہ اس حدیث مبارکہ میں نماز کے جتنے امور کا بیان ہے، دس صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے سنت ہونے کی شہادت دی ہے، یہ واقعہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد پیش آیا۔

(١٩٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: وثَنَا بِهِ أَبُو عَاصِمٍ، مَرَّةً أُخْرَى قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ......

قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّ فِي عَشَرَةٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمْ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ يَحْيَى: وَسَاقَ الْحَدِيثَ۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں: سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے دس صحابہ، جن میں ایک سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ تھے، میں کہا: میں تم لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو سب سے زیادہ جانتا ہوں، ....، پھر اوپر والی حدیث بیان کی۔

تخريج: انظر الحديث السابق

(١٩٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: ثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: ثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ،

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا، مسجد میں داخل ہوا، نماز پڑھی، جب نماز سے فارغ ہوا تو آیا اور رسول اللہ ﷺ

فَصَلَّى فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ، جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى الْقَوْمِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَعَلَيْكَ، اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ.)) قَالَ: فَرَجَعَ فَصَلَّى قَالَ: فَجَعَلْنَا نَرْمُقُ صَلَاتَهُ لَا نَدْرِي مَا يَعِيبُ مِنْهَا، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى الْقَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَعَلَيْكَ، اِرْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ.)) وَذَكَرَ ذَلِكَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا أَدْرِي مَا عِبْتَ عَلَيَّ مِنْ صَلَاتِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهَا لَا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يُسْبِغَ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالَى فَيَغْسِلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَيَمْسَحَ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُكَبِّرَ اللّٰهَ وَيَحْمَدَهُ وَيُمَجِّدَهُ وَيَقْرَأَ مِنَ الْقُرْآنِ مَا أَذِنَ اللّٰهُ لَهُ فِيهِ وَتَيَسَّرَ ثُمَّ يُكَبِّرَ فَيَرْكَعُ فَيَضَعُ كَفَّيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ حَتَّى تَطْمَئِنَّ مَفَاصِلُهُ وَتَسْتَرْخِيَ، ثُمَّ يَقُولَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ يَسْتَوِي قَائِمًا حَتَّى يَأْخُذَ كُلُّ عَظْمٍ مَأْخَذَهُ وَيُقِيمَ صُلْبَهُ ثُمَّ يُكَبِّرَ فَيَسْجُدَ فَيُمَكِّنَ جَبْهَتَهُ قَالَ هَمَّامٌ: وَرُبَّمَا قَالَ: فَيُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ حَتَّى تَطْمَئِنَّ

اور دوسرے لوگوں کو سلام کہا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''وَعَلَيْكَ، لوٹ جا اور نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' پس وہ لوٹا اور دوبارہ نماز پڑھی، ہم بھی بغور اس کی نماز کو دیکھنے لگے، لیکن ہمیں یہ پتہ نہ چل سکا کہ آپ ﷺ اس کی کس چیز پر عیب لگا رہے ہیں، بہرحال جب وہ نماز سے فارغ ہو کر آیا اور رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو سلام کہا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وَعَلَيْكَ، لوٹ جا اور پھر نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔'' دو یا تین دفعہ ایسے ہی ہوا، بالآخر اس آدمی نے کہا: میں نہیں جانتا کہ آپ میری نماز کو معیوب کیوں قرار دے رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تم میں سے کسی کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک ایسا نہ ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مکمل وضو کرے، چہرہ اور کہنیوں سمیت بازو دھوئے، سر کا مسح کرے اور ٹخنوں تک پاؤں کو دھوئے، پھر اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کی حمد اور بزرگی بیان کرے، پھر جتنا اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دیا اور جتنا اس کے لیے آسان ہو، وہ تلاوت کرے، پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھے اور اتنی دیر ٹھہرے کہ جوڑ اپنی جگہ پر ٹھہر جائیں اور ڈھیلے پڑ جائیں، پھر ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہے اور برابر کھڑا ہو جائے، یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جائے اور اس کی کمر سیدھی ہو جائے، پھر وہ اللہ اکبر کہے اور سجدہ کرے، اس میں اپنی پیشانی کو زمین پر اچھی طرح ٹیکے، یہاں تک کہ اس کے جوڑ ٹھہر جائیں اور ڈھیلے پڑ جائیں، پھر وہ اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے اور اپنی مقعد پر بیٹھ کر برابر ہو جائے اور اپنی پیٹھ کو سیدھا کرے۔'' اس طرح آپ ﷺ ساری نماز بیان کی، جب اس سے فارغ ہوئے تو آخر میں فرمایا: ''کسی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوگی، جب تک اس

مَفَاصِلُهُ وَتَسْتَرْخِيَ ثُمَّ يُكَبِّرَ فَيَرْفَعَ رَأْسَهُ وَيَسْتَوِيَ قَاعِدًا عَلَى مَقْعَدَتِهِ وَيُقِيمَ صُلْبَهُ.)) فَوَصَفَ الصَّلَاةَ هَكَذَا حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ قَالَ: ((لَا تَتِمُّ صَلَاةُ أَحَدِكُمْ حَتَّى يَفْعَلَ ذَلِكَ.))

طرح ادا نہیں کرے گا۔"

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۸۵۹، والترمذی: ۳۰۲، والنسائی: ۲/ ۲۰، وابن ماجه: ٤٦٠

فوائد: ...... یہ حدیث "مُسِيءُ الصَّلَاة" کے نام سے مشہور ہے، اس حدیث میں عملی نماز کا ایک جامع سا نقشہ پیش کیا گیا ہے، اس میں نماز کے تمام فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کا احاطہ نہیں کیا گیا، بلکہ صرف ان امور کا ذکر کیا گیا جو اس سائل کو سمجھانا ضروری تھے۔

(۱۹۵)۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ......

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تُجْزِي صَلَاةٌ لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ فِيهَا صُلْبَهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ.))

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ نماز کفایت نہیں کرتی جس کے رکوع و سجود میں آدمی اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا۔"

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۸۵۵، والترمذی: ۲٦٥، والنسائی: ۲/ ۲۱٤، وابن ماجه: ۸۷۰

فوائد: ...... اعتدال اور اطمینان سے نماز ادا کرنا از حد ضروری ہے۔

(۱۹٦)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ......

عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ طَبَّقَ يَدَيْهِ بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ سَعْدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز سکھائی، پھر انھوں نے اللہ اکبر کہا اور رفع الیدین کیا، پھر جب رکوع کیا تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان تطبیق دی، جب یہ بات سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انھوں نے کہا: میرے بھائی نے سچ کہا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم

صَدَقَ أَخِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ أَمَرَنَا بِهٰذَا يَعْنِي الْإِمْسَاكَ بِالرُّكَبِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ۔

یہ تطبیق کیا کرتے تھے، لیکن پھر آپ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ گھٹنوں کو پکڑا جائے اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ دیا جائے۔

تخریج: صحيح ...... أخرجه ابوداود: ۸۶۸، والنسائی: ۲/ ۱۸۳

فوائد: ...... رکوع کی حالت میں انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر ہاتھوں کو گھٹنوں کے درمیان رکھنا، اس کو تطبیق کہتے ہیں۔ بعد میں آپ ﷺ نے یہ حکم منسوخ کر دیا اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا حکم دیا، اب ایسے ہی عمل جاری ہے۔

(۱۹۷)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، ح وَثَنَا ابْنُ الْمُقْرِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا رَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر کی آخری رکعت کے رکوع سے سر اٹھاتے تو یوں دعا کرتے: ''اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابو ربیعہ اور مکہ میں دوسرے کمزوروں کو نجات دلا، اے اللہ! اپنی پکڑ کو مضر قبیلے پر سخت کر دے اور ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد کی طرح کی قحط سالی میں مبتلا کر دے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۸۰۴، ومسلم: ٦٧٥

فوائد: اس حدیث میں قنوتِ نازلہ کا ذکر ہے، یہ اس وقت مشروع ہے جب کافر مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہوں یا قتل کر رہے ہوں یا ان کو قید کر رکھا ہو۔ یہ دعا کسی بھی نماز میں آخری رکعت کے رکوع کے بعد کی جاتی ہے، امام بلند آواز سے یہ دعا کرے گا اور مقتدی آمین کہیں گے۔ آج بھی اس پر عمل کیا جا سکتا ہے؟

(۱۹۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ السَّدُوسِيُّ هُوَ لَقَبُهُ عَارِمٌ، وَكَانَ بَعِيدًا مِنَ الْعَرَّامَةِ ثِقَةً صَدُوقًا مُسْلِمًا قَالَ: ثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ أَبُو زَيْدٍ الْأَحْوَلُ قَالَ: ثَنَا هِلَالٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ماہ تک مسلسل ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازوں کی آخری رکعت میں جب ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہتے تو

وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ إِذَا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ، يَدْعُو عَلَى حَيٍّ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهُ قَالَ: أَرْسَلَ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَقَتَلُوهُمْ قَالَ عِكْرِمَةُ: هَذَا مِفْتَاحُ الْقُنُوتِ۔

بنو سلیم، رعل اور ذکوان قبیلوں پر بد دعا کرتے رہے اور آپ ﷺ کے مقتدی آمین کہتے تھے، آپ ﷺ نے ان قبائل کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے کچھ افراد کو بھیجا تھا لیکن انھوں نے ان کو قتل کر دیا۔ عکرمہ نے کہا: یہ قنوت کی ابتداء تھی۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ۱۴۴۳

(۱۹۹)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكُفَّ شَعْرًا أَوْ ثَوْبًا: عَلَى يَدَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَجَبْهَتِهِ وَأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ان سات اعضا پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا: دو ہاتھ، دو گھٹنے، پیشانی اور پاؤں کے کناروں پر، نیز آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ نمازی بالوں یا کپڑوں کو سمیٹے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۸۰۹، ومسلم: ۴۹۰

فوائد: ...... پیشانی میں ناک بھی شامل ہے۔ پاؤں کے کناروں سے مراد یہ ہے کہ سجدے میں پاؤں کے پنجوں کو زمین پر ٹیکا جائے۔

نماز میں بالوں اور کپڑوں کا لپیٹنا منع ہے۔ بالوں کو لپیٹنا یہ ہے کہ اگر بال لمبے ہیں تو ان کو پگڑی کے نیچے نہ دبایا جائے اور نہ پیچھے سے باندھا جائے، اسی طرح نماز میں آستین وغیرہ کو نہ چڑھایا جائے اور بلاضرورت کپڑے کو سمیٹنے سے باز رہا جائے۔

(۲۰۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَالَّذِي أَكْرَمَهُ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ! لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا لَيْلَةً صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَإِنَّ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو عزت دی اور آپ پر کتاب نازل کی! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ ایک رات کو ہمیں نمازِ مغرب پڑھا رہے تھے اور آپ کی پیشانی

جَبِينَهُ وَأَرْنَبَتِهِ لَفِي الْمَاءِ وَالطِّينِ۔ اور ناک کی نوک پانی اور مٹی میں تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۸۱۳، ومسلم: ۱۱٦۷

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ نے کیچڑ پر سجدہ کیا، دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لذت اتنی آتی تھی کہ جسم کے تقاضوں کا احساس کم ہو جاتا تھا۔

(۲۰۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: ثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَضَعْ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ فَلْيَرْفَعْهُمَا، فَإِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی سجدہ کرے تو وہ اپنے ہاتھ زمین پر رکھ دے اور جب اٹھے تو ان کو اٹھا لے، کیونکہ ہاتھ بھی چہرے کی طرح سجدہ کرتے ہیں۔''

تخریج: صحيح ...... أخرجه ابو داود: ۸۹۲، والنسائي: ۲/۲۰۷

فوائد: ......جن سات اعضا پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ ساتوں اعضاء جائے نماز پر رہنے چاہئیں، الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔

(۲۰۲)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ إِدْرِيسَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَلَمَّا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَرَأَيْتُ إِبْهَامَيْهِ قَرِيبًا مِنْ أُذُنَيْهِ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فَسَجَدَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى مِثْلِ مِقْدَارِهِمَا حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا، پس جب آپ ﷺ نے نماز شروع کی تو اللہ اکبر کہا اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا، میں نے دیکھا کہ آپ کے انگوٹھے کانوں کے قریب تھے، ...... پھر باقی حدیث ذکر کی ......، پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور اپنے سر مبارک کو دونوں ہاتھوں کے درمیان اس انداز میں رکھا جیسے نماز شروع کرتے وقت رفع الیدین کیا تھا۔

تخریج: صحيح ...... أخرجه ابو داود: ۷۲٦، والنسائي: ۲/۱۲٦، وابن ماجه: ۸۱۰

فوائد: ......انگوٹھوں کو کانوں کے قریب کرنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ کانوں کو چھوایا پکڑا، اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کانوں کے برابر تک بلند تھے، جیسا کہ اس حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہو رہا ہے۔

(۲۰۳)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ: وَقَالَ مَرَّةً: فَأَرَادَ أَنْ يَنْقُصَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنِ امْكُثْ فَمَكَثَ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةَ، يَرَاهَا الرَّجُلُ أَوْ تُرَى لَهُ)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا، فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ)) قَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ: وَقَالَ مَرَّةً فَعَسَى الْحَدِيثُ لِابْنِ الْمُقْرِءِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پردہ ہٹایا اور دیکھا کہ لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں صفیں بنا کر کھڑے ہیں، انھوں نے پیچھے ہٹ جانے کا ارادہ کیا، لیکن آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ وہ ٹھہرے رہیں، پس وہ ٹھہرے رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! نبوت کی بشارتوں میں سے صرف نیک خواب باقی رہ گئے ہیں، آدمی ان کو دیکھتا ہے، یا وہ آدمی کو دکھائے جاتے ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”خبردار! مجھے رکوع یا سجدے کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے منع کیا گیا ہے، رکوع میں رب تعالی کی تعظیم بیان کیا کرو اور سجود میں دعا کرنے میں زیادہ کوشش کیا کرو، پس لائق ہے کہ اس کو تمہارے لیے قبول کرلیا جائے۔“

تخریج: أخرجه مسلم: ٤٧٩

فوائد: ......رکوع وسجود کے اذکار معروف ہیں۔

اسلام میں پیشین گوئی کرنے کا ذریعہ صرف نبوت ہے، جس کی بنیاد اللہ تعالی کی طرف سے وحی پر ہوتی ہے اور نبوت کا سلسلہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ لیکن آپ ﷺ کی تصدیق کے مطابق خواب میں بھی اللہ تعالی کی طرف سے مستقبل کے کسی امر کی نشاندہی ہو جاتی ہے۔

(۲۰٤)۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْبَصْرِيُّ، قَالَ: ثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: ثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَنَا فِي مَسْجِدِنَا فَصَلَّى بِنَا فَقَالَ: أُرِيدُ أَنْ أُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَالَ: إِذَا

ابو قلابہ کہتے ہیں: سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری مسجد میں ہمارے پاس آئے اور ہمیں نماز پڑھائی اور پھر کہا: میرا ارادہ یہ تھا کہ تم کو دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کیسے نماز پڑھا کرتے تھے، جب آپ دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ

رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَامَ۔

جاتے اور پھر زمین کا سہارا لے کر کھڑے ہوتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۸۲۴

فوائد: ......اس حدیث میں جلسۂ استراحت اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر کھڑے ہونے کا بیان ہے، پہلی اور تیسری رکعت کے بعد دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے کھڑے ہونے سے پہلے بیٹھ جانے کو جلسۂ استراحت کہتے ہیں۔

(۲۰۵)۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ، قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ ، عَنْ شَقِيقٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ ، اَلسَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ ، اَلسَّلَامُ عَلَى إِسْرَافِيلَ ، اَلسَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ ، فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ ، فَإِذَا جَلَسْتُمْ فِي الصَّلَاةِ فَقُولُوا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مَا شَاءَ))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کرتے تو (تشہد میں) کہتے: حضرت جبریل پر سلام ہو، حضرت میکائیل پر سلام ہو، حضرت اسرافیل پر سلام، فلاں فلاں پر سلامتی ہو۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "بیشک اللہ تعالی ہی سلام ہے، جب تم نماز میں بیٹھو تو اس طرح کہا کرو: "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ" جب تم یہ (دعا) کرو گے تو وہ زمین و آسمان کے مابین ہر عبادت گزار کو پہنچ جائے گی۔ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" پھر تم میں سے ہر کوئی اپنی پسندیدہ دُعا منتخب کر لے۔" تشہد کے الفاظ کا ترجمہ: تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں صرف اللہ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر (بھی) سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں (یہ بھی) گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۸۳۱، ۱۲۰۲، ومسلم: ۴۰۲

فوائد: ...... چونکہ "وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ" کے دعائیہ الفاظ عام ہیں، اس لیے ہر عبادت گزار کو

شامل ہیں۔

تشہد کے پہلے تین کلمات "التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ" کا ایک ایک معنی ترجمہ میں بیان کر دیا ہے، ان الفاظ کے مزید معانی درج ذیل ہیں:

اَلتَّحِيَّاتُ: سلامتی، بقا، عظمت، آفات اور نقائص سے سلامتی، بادشاہت

الصَّلَوَاتُ: پانچ نمازیں، ہر نماز، تمام عبادات، دعائیں، رحمت

الطَّيِّبَاتُ: پاکیزہ کلام، اللہ کا ذکر، اعمالِ صالحہ

(۲۰۶)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ..... قَالَ: ثَنِي الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً أَوْ أَلَا أُحَدِّثُكَ" خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ عَرَفْنَا أَوْ قَدْ عَلِمْنَا السَّلَامَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ الصَّلَاةُ؟" قَالَ: ((قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔))

ابن ابی لیلی کہتے ہیں: سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھے ملے اور کہا: کیا میں تجھے ہدیہ دوں؟ یا کہا: کیا میں تجھے ایک حدیث بیان کروں؟ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے یہ تو پہچان لیا ہے کہ آپ پر سلام کیسے پڑھنا ہے، درود بھیجنے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ پڑھا کرو: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔" (اے اللہ! تو رحمت بھیج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر، جیسا کہ تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے، اور برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد پر، جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بیشک تو تعریف والا بزرگی والا ہے)۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٧٩٧، ٦٣٥٧، ومسلم: ٤٠٦

فوائد: ......آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد میں "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ" کی صحابہ کرام کو تعلیم دے چکے تھے، جب یہ آیت ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ ......"بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور

خوب سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔" (سورۂ احزاب:۵٦) نازل ہوئی تو صحابہ نے درود کے الفاظ کے بارے میں سوال کیا۔

(۲۰۷)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: ثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْ أَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ ثُمَّ لِيَدْعُ لِنَفْسِهِ بِمَا بَدَا لَهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی آدمی تشہد پڑھے تو چار چیزوں سے پناہ طلب کرے: جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے، پھر اپنے لیے جو مناسب سمجھے دعا کرے۔"

تخريج: أخرجه مسلم: ٥٨٨

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ سے ان دو الفاظ میں یہ دعا ثابت ہے۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ۔ (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم اور قبر کے عذاب سے، موت وحیات کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے۔)

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔ (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں مسیح دجال کے فتنے سے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ اور قرض سے)۔

(۲۰۸)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي .....

أَنَّ وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: لَأَنْظُرَنَّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ ثُمَّ رَكَعَ

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا کہ میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی نماز دیکھوں گا کہ آپ کیسے نماز پڑھتے ہیں، پس میں نے دیکھا کہ آپ کھڑے ہوئے، اللہ اکبر کہا اور اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھائے، پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت، گٹ اور بازو پر رکھا، جب آپ نے رکوع کرنے کا ارادہ کیا تو اسی طرح رفع الیدین کیا، پھر سجدہ کیا اور

فَرَفَعَ يَدَيْهِ مِثْلَهَا ثُمَّ سَجَدَ فَجَعَلَ كَفَّيْهِ بِحِذَاءِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ وَرُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ حَدَّ مِرْفَقِهِ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ قَبَضَ ثِنْتَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فَرَأَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُو ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذَلِكَ فِي زَمَنٍ فِيهِ بَرْدٌ فَرَأَيْتُ النَّاسَ وَعَلَيْهِمْ جُلُّ الثِّيَابِ تُحَرِّكُ أَيْدِيهِمْ مِنْ تَحْتِ الثِّيَابِ۔

اپنی ہتھیلیوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا، جب آپ ﷺ نے تو بایاں پاؤں بچھالیا اور اپنی بائیں ہتھیلی بائیں ران اور گھٹنے پر رکھی اور دائیں کہنی کے کنارے کو دائیں ران پر رکھا، پھر (دائیں ہاتھ کی) انگلیاں اس طرح بند کیں کہ انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنا لیا اور شہادت کی انگلی کو اٹھا کر اس سے اشارہ کیا، میں نے دیکھا کہ آپ اس انگلی کو حرکت دے رہے تھے اور اس کے ذریعے سے دعا کر رہے تھے، پھر میں اس کے بعد سردی کے موسم میں آیا اور لوگوں کو دیکھا کہ انھوں نے اپنے اوپر کپڑے ڈالے ہوئے تھے اور کپڑوں کے نیچے سے ان کے ہاتھ حرکت کر رہے تھے۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ٧٢٦، والنسائی : ٢/ ١٢٦، وابن ماجه: ٨١٠

فوائد: ...... مکمل تشہد، وہ پہلا ہو یا دوسرا، کے دوران انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا جاری رکھا جائے گا۔ تشہد میں صرف "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہتے وقت انگلی اٹھانا اور پھر رکھ دینا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

اشارہ کرنے کے طریقے:

(١)......دو انگلیوں کو بند کر کے درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا لینا اور انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا۔ (ابوداود: ٩٥٧، نسائی: ١٢٦٥، ابن ماجه: ٩١٢)

(٢)......تین انگلیوں کو بند کر کے انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھنا اور انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا۔ (صحیح مسلم: ٥٧٩)

(٣)......ترپن کی گرہ لگانا (تین انگلیوں کو ہتھیلی کے قریب ترین حصے کے ساتھ بند کر کے انگوٹھے کو شہادت والی انگلی کی آخری گرہ کے نیچے رکھنا)۔ (صحیح مسلم: ٥٨٠)

تنبیہ: اشارے کے دوران انگلی کو حرکت دینا درست ہے۔

(٢٠٩)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهِ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَعَنْ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ دائیں طرف سلام پھیرتے اور کہتے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" اور پھر بائیں طرف سلام پھیرتے اور کہتے: "اَلسَّلَامُ

يَسَارِهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرَى بَيَاضُ خَدِّهِ مِنْ هَاهُنَا وَبَيَاضُ خَدِّهِ مِنْ هَاهُنَا۔

علیکم ورحمۃ اللہ" اور اس قدر دائیں بائیں چہرہ پھیرتے کہ دونوں طرف سے آپ ﷺ کے چہرے کی سفیدی نظر آ جاتی۔

تخریج: صحیح ..... أخرجه ابوداود: ۹۹۶، والنسائی: ۳/ ٦۳، والترمذی: ۲۹۵، وابن ماجه: ۹۱٤

فوائد: ...... قارئین کے استفادہ کے لیے ہم نماز کا مختصر طریقہ پیش کرتے ہیں:

نماز کا مختصر طریقہ

ارشادِ نبوی ہے: صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّيْ۔ (صحیح بخاری: ٦۳۱)...... "تم نماز ایسے پڑھو، جیسا کہ تم نے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔" اس حکم نبوی کے بعد بھی بعض لوگ مرد اور عورت کے طریقۂ نماز میں فرق کرتے ہیں، جبکہ یہ فرق نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ آیئے! اب ہم رسول اللہ ﷺ کے مبارک اقوال و افعال کی روشنی میں نماز کی ادائیگی کا مکمل طریقہ بیان کرتے ہیں۔

نیت: ...... ارشادِ نبوی ہے: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ (صحیح بخاری: ٦٦۸۹، صحیح مسلم: ۱۹۰۷) ...... "اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے۔" نیت کا محل دل ہے اور رسول اللہ ﷺ سے زبان سے نیت کرنا قطعاً ثابت نہیں ہے۔

تکبیر تحریمہ: ...... قبلہ رخ ہو کر رفع الیدین کریں اور "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" (اللہ سب سے بڑا ہے) کہتے ہوئے نماز شروع کر دیں۔

تنبیہات:

(۱)...... رفع الیدین کے وقت ہاتھوں کو کندھوں تک (صحیح بخاری: ۷۳٦، صحیح مسلم: ۳۹۰) یا کانوں تک اٹھایا جائے۔ (صحیح مسلم: ۳۹۱)

(۲)...... رفع الیدین کے وقت انگلیاں نارمل حالت میں کھلی ہوں، یعنی ان کے درمیان نہ زیادہ فاصلہ ہو اور نہ وہ ملی ہوئی ہوں۔ (ابو داود)

(۳)...... رفع الیدین کے وقت ہاتھوں سے کانوں کو چھونا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

سینے پر ہاتھ باندھنا: ...... خواتین وحضرات کے لیے مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ سینے پر ہاتھ باندھیں۔

کھڑا ہونے کی کیفیت: ...... سر کو جھکا لیں اور اپنی نگاہ کو سجدہ گاہ پر رکھیں۔ (بیہقی، حاکم)

دعائے استفتاح: ...... تکبیر تحریمہ کے بعد درج ذیل ادعیہ میں سے کوئی ایک دعاء پڑھیں:

(۱)...... اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ

مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِيْ مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ ......اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے، جیسے تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو ڈال۔ (صحیح بخاری:۷۴۴، صحیح مسلم:۵۹۸)

(۲)...... سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ (ابوداود:۷۷۵، نسائی: ۹۰۰، ۹۹۱، ترمذی: ۲۴۲، ابن ماجه:۸۰۴)

اے اللہ تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ، تیرا نام بابرکت ہے، تیری بزرگی بلند و بالا ہے اور تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔

(۳)...... اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (صحیح مسلم:۶۰۱)

''اللہ سب سے بڑا ہے، بہت بڑا۔ ساری تعریف اس کی ہے، جو بہت زیادہ ہے۔ وہ پاک ہے، صبح و شام ہم اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔''

(۴)...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کلمات کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، ذُو الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظْمَةِ۔

(ابوداود: ۸۷۴، نسائی: ۱۰۷۰، ۱۱۴۶)

''اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ وہ بادشاہی، قہر، بڑائی اور عظمت والا ہے۔''

تعوذ:......کوئی ایک تعوذ پڑھیں:

(۱)......اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ۔ (ابوداود: ۷۷۵، ترمذی: ۲۴۲)

''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے، اس کے خطرے سے، اس کی پھونکوں سے اور اس کے وسوسے سے۔''

(۲)......اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ (مصنف عبد الرزاق: ۲۵۸۹، الاوسط لابن المنذر: ۱۳۷۷)

''میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔''

سورۂ فاتحہ:...... ہر نمازی، وہ امام ہو، مقتدی ہو یا منفرد، پر سورۂ فاتحہ کا ہر نماز میں تلاوت کرنا فرض ہے۔

آمین کہنا:......جہری نماز میں امام اور مقتدی بلند آواز سے آمین کہیں۔

سورۂ فاتحہ کے بعد تلاوت: ......سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرنا بلندیٔ درجات کا باعث اور روحِ نماز ہے، لہٰذا ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنے کی کوشش کی جائے اور روایتی انداز کو اپناتے ہوئے صرف کسی ایک سورت پر اکتفا نہ کیا جائے۔ اس ضمن میں درج ذیل تنبیہات کو مدنظر رکھیں۔

(۱)......قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ (سورۂ مزمل: ٤)...... ''اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔''

(۲)......ہر آیت پر وقف کیا جائے۔ (ابو داود: ٤٠٠١، ترمذی: ٢٩٢٧ وله شاهد قوی فی مسند احمد: ٦/ ٢٨٨)

(۳)......فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنا (صحیح بخاری: ٧٧٦، صحیح مسلم: ٤٥١) اور فاتحہ کے ساتھ کسی دوسری سورت کی تلاوت کرنا (صحیح مسلم: ٤٥٢) دونوں طرح درست ہے۔

(۴)......بعض احباب ہونٹ بند کر کے تلاوت کر رہے ہوتے ہیں، یہ طریقہ قطعاً درست نہیں ہے۔

رکوع: ......رفع الیدین کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہہ کر درج ذیل ہیئت کے ساتھ رکوع کیا جائے:

(۱)...... پیٹھ کو بالکل سیدھا رکھا جائے۔ (ابو داود: ٨٥٥، نسائی: ١٠٢٨، ترمذی: ٢٦٥)

(۲)......سر نہ زیادہ نیچے ہو اور نہ زیادہ اونچا۔ (صحیح مسلم ٤٩٨)

(۳)......ہتھیلیاں گھٹنوں پر یوں رکھی ہوئی ہوں گویا کہ ان کو پکڑا ہوا ہے (صحیح بخاری: ٨٢٨) اور انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہو۔ (مسند احمد: ٤/ ١٢٠، ابو داود: ٨٦٣، نسائی: ١٠٣٧)

(۴)......کہنیوں کو پہلوؤں سے دور رکھا جائے۔ (ایضاً)

(۵)......مکمل اطمینان کے ساتھ رکوع کیا جائے۔ (صحیح بخاری: ٧٩٣، صحیح مسلم: ٣٩٧)

(۶)...... بازوؤں کو کمان کی تانت کی طرح سیدھا رکھا جائے۔ (ابو داود: ٧٣٤، ترمذی: ٢٦٠)

اور درج ذیل ادعیہ میں سے کوئی ایک دعا پڑھنا:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ۔ (صحیح بخاری: ٧٩٤، صحیح مسلم: ٤٨٤)

''اے ہمارے رب! تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ۔ (مسلم: ٧٧٢)

''میرا رب پاک ہے، جو عظیم ہے۔''

کم از کم تین دفعہ مستحب ہے۔ (مسند احمد: ٥/ ٣٤٣، ابو داود: ٨٧٠، ابن ماجه: ٨٨٨)

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ (مسلم: ٤٨٧)

''نہایت پاک ہے فرشتوں اور روح (جبریل امین) کا رب۔''

سُبْحَانَ ذِیْ الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظْمَةِ۔ (ابو داود: ۸۷۳، نسائی: ۱۰۵۰)

''پاک ہے غلبے، بادشاہی، بڑائی اور بزرگی والا (اللہ)۔''

تنبیہ:...... مذکورہ بالا دعائیں بار بار پڑھی جا سکتی ہیں، زیادہ سے زیادہ کوئی حد مقرر نہیں۔

پھر درج ذیل کلمات کہتے ہوئے رکوع سے سر اٹھایا جائے:

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ۔ (صحیح بخاری: ۷۸۹، صحیح مسلم: ۳۹۲)

''اللہ نے سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔''

تنبیہ:......قبل از رکوع، بعد از رکوع اور تیسری رکعت کی ابتدا میں رفع الیدین نہ کرنا کسی مستند اور صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

قومہ:......قومہ میں درج ذیل دعاؤں میں سے کوئی ایک دعا پڑھنی چاہیے:

رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ۔ (صحیح بخاری: ۷۹۹)

''اے ہمارے پروردگار! تیرے ہی لیے تعریف ہے، بہت زیادہ، پاکیزہ اور بابرکت تعریف۔''

جب صحابی نے درج ذیل دعا پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے کوئی تینتیس چونتیس فرشتے دیکھے جو ان کلمات کا ثواب لکھنے کے لیے جلدی کر رہے تھے۔''

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ۔ (صحیح مسلم: ٤٧٦)

''اے اللہ ہمارے پروردگار! تیرے ہی لیے تعریف ہے، آسمانوں بھر، زمین بھر اور ہر اس چیز کے بھراؤ کے برابر جو تو چاہے۔''

تنبیہ:...... صرف ''رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ'' (صحیح بخاری: ۸۳۵) یا ''رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ'' کہنا بھی جائز ہے۔ (صحیح بخاری: ۷۸۹، صحیح مسلم: ٤٧٧)

قومہ میں بار بار ''لِرَبِّیَ الْحَمْدُ'' (میرے رب کے لیے تمام تعریف ہے) کا ذکر کرنا بھی درست ہے۔ (ابو داود: ٨٧٤، نسائی: ۱۱۳۳)

سجدہ:...... ''اَللّٰهُ اَکْبَرُ'' کہتے ہوئے درج ذیل ہیئت کے ساتھ سجدہ کریں:

(۱)......سجدے میں جاتے وقت ہاتھ گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھیں۔ (ابو داود: ۸۴۰، نسائی: ۱۰۹۰)

(۲)......سات اعضا (ناک سمیت پیشانی، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں) پر سجدہ کریں۔ (صحیح بخاری: ۸۱۲، صحیح مسلم: ٤٩٠)

(۳)......دونوں ہاتھ پہلوؤں سے دور رکھیں (ابو داود: ۷۳٤، ترمذی: ۲٦۰، ابن ماجه: ۸٦۳) کہنیاں بھی زمین سے بلند ہوں (صحیح مسلم: ٤۹٤) سینہ، پیٹ اور رانیں زمین سے اونچی ہوں، پیٹ رانوں سے اور رانیں پنڈلیوں سے جدا ہوں اور دونوں رانیں بھی ایک دوسرے سے الگ الگ رکھی جائیں۔ (ابو داود: ۷۳۰، ۷۳٤، ترمذی: ۳۰٤)

(۴)......پاؤں کی ایڑیاں ملی ہوں (مستدرك حاكم: ۱/ ۲۲۸، صحيح ابن خزيمه: ٦٥٤) پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ ہوں اور پاؤں کھڑے ہوں۔ (صحيح بخاری: ۸۲۸)

(۵)......ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوں اور قبلہ رخ ہوں۔ (حاكم: ۱/ ۲۲۷، بيهقی: ۲/ ۱۱۲)

(٦)......ہاتھوں کو کندھوں (ابو داود: ۸٥۸، ترمذی: ۲٥٥، ابن ماجه: ۸٥۸) یا کانوں کے برابر رکھیں۔ (نسائی: ۱۱۰۳)

اور درج ذیل دعاؤں میں سے کوئی ایک دعا پڑھیں:

❁...... سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ۔ (صحيح بخاری: ۷۹٤، مسلم: ٤۸٤)

''اے اللہ، ہمارے رب! تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

❁...... سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی۔ (مسلم: ۷۷۲)

''میرا پروردگار پاک ہے، جو بلند و بالا ہے۔''

کم از کم تین دفعہ کہنا مستحب ہے۔ (مسند احمد: ٥/ ۳٤۳، ابو داود: ۸۷۰، ابن ماجه: ۸۸۸)

❁...... سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ (مسلم: ٤۸۷)

''نہایت پاک ہے فرشتوں اور روح (جبریل امین) کا رب۔''

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ۔ (مسلم: ٤۸۳)

اے اللہ! میرے چھوٹے اور بڑے، پہلے اور پچھلے، ظاہر اور پوشیدہ، تمام گناہ بخش دے۔

تنبیہ: مذکورہ بالا دعائیں بار بار پڑھی جا سکتی ہے، زیادہ سے زیادہ کوئی حد مقرر نہیں۔ (صحيح بخاری، صحيح مسلم)

پھر "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتے ہوئے سجدے سے سر اٹھائیں۔

جلسہ: ...... جلسے میں دائیں پاؤں کو کھڑا رکھیں (صحيح مسلم: ٤۹۸) اس کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ ہوں (نسائی: ۱۱٥۹) اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں (صحيح مسلم: ٤۹۸، ابو داود: ۷۳۰، ترمذی: ۳۰٤) یا دونوں پاؤں کھڑے رکھیں اور ان پر بیٹھ جائیں۔ (صحيح مسلم) اور درج ذیل دعا تکرار کے

ساتھ پڑھیں:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ ، رَبِّ اغْفِرْلِیْ۔ (ابوداود: ۸۷۴، نسائی: ۱۰۷۰، ابن ماجه: ۸۹۷)

''اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے، اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے۔''

تنبیہ: دوسرے سجدے اور بقیہ رکعات میں مذکورہ بالا طریقۂ کار ہی اپنائیں۔

جلسۂ استراحت:...... پہلی اور تیسری رکعت کے بعد، یعنی دوسری اور چوتھی رکعت کے لیے اٹھنے سے پہلے اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور پھر ہاتھوں کا سہارا لے کر کھڑے ہوں۔ (صحیح بخاری: ۸۳۰)

تشہد:......درمیانے تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ:

دایاں پاؤں کھڑا رکھیں اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائیں (صحیح بخاری: ۸۲۸)

آخری تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ:

(۱)......دایاں پاؤں کھڑا رکھیں، بائیں پاؤں کو دائیں پنڈلی کے نیچے سے باہر نکالیں اور بائیں جانب کے کولہے پر بیٹھ جائیں۔ (صحیح بخاری: ۸۲۸) یا (۲)......دونوں پاؤں کو (دائیں) جانب نکال لیں اور بائیں جانب کے سرین پر بیٹھ جائیں۔ (صحیح مسلم: ۵۷۹، ابوداود: ۹۸۸، نسائی: ۱۲۷۶ مختصراً)

تشہد میں بازوؤں کی کیفیت:

(۱)......دونوں بازوؤں کو کہنیوں سمیت رانوں پر رکھ دینا۔ (نسائی: ۱۲۶۵)

(۲)......بائیں بازو کو سیدھا (یعنی اکڑا کر) رکھنا۔ (نسائی: ۱۲۷۱)

تنبیہ:...... تشہد کے دوران اپنی نظر انگشتِ شہادت اور اس کے اشارے کی طرف رکھیں۔ (ابوداود: ۹۹۰، نسائی: ۱۱۶۱ واصله فی مسلم: ۵۷۹) اور پڑھیں:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ (صحیح بخاری: ۸۳۵، صحیح مسلم: ۴۰۲)

''تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں صرف اللہ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر اللہ کی سلامتی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر (بھی) سلامتی ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

تنبیہ:...... پہلے تشہد میں کوئی ایک یا زائد پسندیدہ دعائیں کرنا اور درود پڑھنا درست ہے۔ (نسائی: ۱۱۶۴) معلوم نہیں کہ بعض احباب نے پہلے تشہد میں دعا اور درود پڑھنے سے سختی سے کیوں روک دیا ہے؟

تشہد کے دوران شہادت والی انگلی سے اشارہ کرنا:......مکمل تشہد، وہ پہلا ہو یا دوسرا، کے دوران انگشتِ

شہادت سے اشارہ کرنا جاری رکھا جائے گا، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَذَا قَعَدَ فِيْ التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَّ خَمْسِيْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ: يَدْعُوْ بِهَا)(صحيح مسلم: ٥٨٠)

جب رسول اللہ ﷺ تشہد کے لیے بیٹھتے تو بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھتے اور (دائیں ہاتھ کی) ترپن کی گرہ بنا کر شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے اور اس کے ساتھ دعا مانگتے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِأُصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ ......۔ (صحيح مسلم: ٥٧٩)

جب رسول اللہ ﷺ تشہد پڑھنے کے لیے بیٹھ جاتے تو دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتے۔

تنبیہ:...... مذکورہ بالا دو احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تشہد کے دوران ہاتھوں کو گھٹنوں پر اور رانوں پر رکھنا دونوں طرح درست ہے۔

تنبیہ:...... تشہد میں صرف "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنے کے وقت انگلی اٹھانا اور پھر رکھ دینا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

اشارہ کرنے کے طریقے:

(۱)......دو انگلیوں کو بند کر کے درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا لینا اور انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا۔ (ابو داود: ۹۵۷، نسائی: ۱۲٦٥، ابن ماجه: ۹۱۲)

(۲)......تین انگلیوں کو بند کر کے انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھنا اور انگشتِ شہادت سے اشارہ کرنا۔ (صحيح مسلم: ٥٧٩)

(۳)......ترپن کی گرہ لگانا (تین انگلیوں کو ہتھیلی کے قریب ترین حصے کے ساتھ بند کر کے انگوٹھے کو شہادت والی انگلی کی آخری گرہ کے نیچے رکھنا)۔ (صحيح مسلم: ٥٨٠)

تنبیہ:...... اشارے کے دوران انگلی کو حرکت دینا (نسائی: ۸۹۰) اور نہ دینا دونوں (مسند احمد: ٤/ ٥٧) طرح جائز ہے۔

درود پاک:......درج ذیل دو میں سے کوئی ایک پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيمَ اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

اے اللہ! رحمت فرما محمد (ﷺ) پر اور آلِ محمد (ﷺ) پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت فرما محمد (ﷺ) اور آلِ محمد (ﷺ) پر جس طرح تو نے برکت فرمائی ابراہیم (علیہ السلام) اور آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر، بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۳۷۰)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيمَ، اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

اے اللہ! رحمت فرما محمد (ﷺ)، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر۔ اور برکت فرما محمد (ﷺ)، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد پر جس طرح تو نے برکت فرمائی آلِ ابراہیم (علیہ السلام) پر۔ بیشک تو تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۳۶۹، صحیح مسلم: ۴۰۷)

درود کے بعد کی دعائیں ......پہلی دعا کا اہتمام کریں، اس کے بعد خیر پر مشتمل کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے۔ صحیح بخاری (۸۳۵) اور صحیح مسلم (۴۰۲) کی روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے نمازی کو اس کی پسند کی دعائیں کرنے کی اجازت دی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ۔ (صحيح مسلم: ٥٨٨)

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں جہنم اور قبر کے عذاب سے، موت وحیات کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے کے شر سے۔''

نبی کریم ﷺ نے یہ دعا پڑھنے کا حکم دیا، نیز آپ صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ دعا قرآن کی سورتوں کی طرح سکھاتے تھے۔

❁...... اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (صحيح بخاری: ٨٣٤، صحيح مسلم: ٢٧٠٥)

''اے اللہ! بلاشبہ میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے، اور تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا، پس اپنی جناب سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، بیشک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مطالبے پر انہیں یہ دعا سکھائی تھی۔

❁...... رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ (ابوداود: ١٥٢٢، مسند احمد: ٥/ ٢٤٤، نسائی: ١٣٠٤)

اے میرے رب! ذکر کرنے، شکر کرنے اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد فرما۔

یہ دعا سلام سے پہلے پڑھنی چاہیے، جیسا کہ مسند احمد اور نسائی کی روایات کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔

سلام:......(۱)......پھر دائیں اور بائیں دونوں طرف چہرہ پھیرتے ہوئے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہیں۔ (ابو داود: ۹۹۶، ترمذی: ۲۹۵، نسائی: ۱۳۲۰)

(۲)......دائیں طرف چہرہ پھیرتے ہوئے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه" اور بائیں طرف چہرہ پھیرتے ہوئے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ" کہنا بھی ثابت ہے۔ (ابو داود: ۹۹۷)

(۳)......صرف ایک طرف بھی سلام پھیرنا درست ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ وتر میں ایک ہی سلام پر اکتفا کیا۔ (صحیح مسلم: ۷۴۶)

بَابُ الْأَفْعَالِ الْجَائِزَةِ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِ الْجَائِزَةِ

نماز میں جائز اور ناجائز افعال کا بیان

نوٹ: اس باب کے آخر میں اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

(۲۱۰)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تسبیح مردوں کے لیے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۲۰۳، ومسلم: ۴۲۲

(۲۱۱)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ فِي صَلَاتِكُمْ شَيْءٌ صَفَّحْتُمْ، إِنَّمَا هٰذَا لِلنِّسَاءِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَقُلْ: سُبْحَانَ اللّٰهِ))

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہیں کیا ہو گیا، جب تمہاری نماز میں کوئی مسئلہ پیدا ہوا تو تم نے تالی بجائی، یہ تو صرف خواتین کے لیے ہے، جس کو نماز میں کوئی چیز پہنچے تو وہ سبحان اللہ کہے۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ۵۶۲۰، ومسلم: ۲۰۳۰

فوائد: ......امام کو اس کی غلطی پر متنبہ کرنے کے لیے مرد "سُبْحَانَ اللّٰه" کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔

(۲۱۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْعَطَّارُ، قَالَ: ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عُلَيَّةَ، ح وَأَخْبَرَنَا

عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَنَّ إِسْمَاعِيلَ ابْنَ عُلَيَّةَ، أَخْبَرَهُمْ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ.....

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِّيَاهُ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي فَإِنِّي سَكَتُّ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي وَأُمِّي وَاللّٰهِ! مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، وَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا شَتَمَنِي وَلَا ضَرَبَنِي، قَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ هٰذَا إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ۔)) أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَا حَدِيثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ وَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا قَوْمًا يَأْتُونَ الْكُهَّانَ قَالَ: ((فَلَا تَأْتِهِمْ۔)) قُلْتُ: وَمِنَّا قَوْمٌ يَتَطَيَّرُونَ فَقَالَ: ((ذٰلِكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ۔)) قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا قَوْمٌ يَخُطُّونَ۔ قَالَ: ((كَانَ نَبِيٌّ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ)) قَالَ: وَكَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعَى غَنَمًا لِي فِي قِبَلِ أُحُدٍ

سیدنا معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اچانک ایک آدمی نے چھینکا، میں نے اسے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہا، لوگ مجھے گھورنے لگ گئے، میں نے ان سے کہا: ہائے میری ماں مجھے گم پائے! تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ میری طرف دیکھ رہے ہو؟ لوگ تو اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے لگے، جب میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کروا رہے ہیں (تو میں نے کچھ کہنا چاہا) لیکن میں خاموش ہوگیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد کوئی ایسا استاد نہیں دیکھا جو تعلیم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچھا ہو، اللہ کی قسم! نہ آپ نے مجھے جھڑکا، نہ برا بھلا کہا اور نہ مجھے مارا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ نماز ہے، اس میں لوگوں کے ساتھ کسی قسم کا کلام درست نہیں ہے، یہ تو صرف تسبیح، تکبیر اور قراءتِ قرآن ہے۔'' یا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم لوگوں کا جاہلیت والا زمانہ قریب ہے، اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام عطا کیا ہے، تو ہم میں بعض لوگ کاہنوں اور نجومیوں کے پاس جاتے ہیں (اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ان کے پاس نہ جایا کرو۔'' میں نے کہا: اور ہم میں سے کچھ لوگ بری فال لیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگ اس چیز کو اپنے دلوں میں محسوس تو کر جاتے ہیں، لیکن یہ ان کو کسی کام سے روکنے نہ پائے۔'' میں نے کہا: ہم میں سے بعض لوگ لکیریں کھینچتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک نبی خط کھینچتا تھا، جس کا خط اس کے موافق ہوگیا وہ تو درست ہو

وَالْجَوَّانِيَّةِ فَأَطْلَعْتُهَا ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا وَأَنَا رَجُلٌ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ، لَكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ قُلْتُ: أَفَلا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ: ((ائْتِنِي بِهَا)) فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيْنَ اللّٰهُ؟)) قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ قَالَ: ((مَنْ أَنَا؟)) قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ، قَالَ: ((هِيَ مُؤْمِنَةٌ فَأَعْتِقْهَا))

گا۔'' میں نے کہا: اور میری ایک لونڈی تھی، وہ احد اور جوانیہ کی طرف میری بکریاں چراتی تھی، ایک دن جب میں اس کے پاس گیا تو کیا دیکھا کہ بھیڑیا ایک بکری لے جا چکا تھا، مجھے دوسرے لوگوں کی طرح بڑا افسوس ہوا اور میں نے اس کو تھپڑ دے مارا، پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپ کو یہ بات بتلائی، آپ ﷺ نے اس بات کو بڑا سمجھا، میں نے کہا: کیا میں اس کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو میرے پاس لے آو۔'' پس میں اس کو آپ کے پاس لے آیا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''اللہ تعالی کہاں ہے؟'' اس نے کہا: آسمانوں پر، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مؤمنہ ہے، تم اس کو آزاد کر دو۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٥٣٧

فوائد: ......نماز میں کلام کرنا حرام ہے، اس مسئلہ میں اس بات پر تو اہل علم کا اتفاق ہے، کہ جان بوجھ کر کلام کرنے والے کی نماز باطل ہو جائے گی، بشرطیکہ اسے اس مسئلہ کا علم ہو۔ البتہ اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جو بھول کر یا جہالت کی بنا پر نماز میں کلام کرتا ہے، راجح مسلک یہ ہے کہ ایسے شخص کی نماز متاثر نہیں ہو گی۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔

انسان طبعی طور پر کسی چیز سے بری فال کو محسوس کرتا ہے۔ اس پر اس کی کوئی گرفت نہیں ہو گی، البتہ ایسا محسوس ہونے کی صورت میں اس سے متاثر ہو کر زندگی کے معمولات کو نہیں روکنا چاہیے۔

حدیث مبارکہ کے آخری حصے پر غور کریں کہ ''ایک نبی خط کھینچتا تھا، جس کا خط اس کے موافق ہو گیا وہ درست ہو گا۔'' کا راجح مفہوم یہ ہے کہ موافقت کی صورت میں خط کھینچنا جائز ہو گا، لیکن موافقت یا مخالفت کا علم حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا، اس لیے اب یہ عمل مطلق طور پر ناجائز ہو گا۔

(٢١٣)۔حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ ضَمْضَمِ بْنِ جَوْسٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں دو کالے جانوروں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔

الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ٩٢١، والترمذي: ٣٩٠، والنسائي: ٣/ ١٠، وابن ماجه: ١٢٤٥

فوائد: ......دو کالے جانوروں سے مراد سانپ اور بچھو ہیں۔ یہ دراصل اسلام کا حسن ہے کہ نماز جیسی عظیم عبادت کے حقیقی سکون کو محفوظ کرنے کے لیے اور مسلمان کو جسمانی اذیت سے بچانے کے لیے نماز کے اندر ان موذی جانوروں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

اس ضمن میں تھوڑا یا زیادہ چلنے کا یا قبلہ رخ رہنے یا نہ رہنے کا فرق کرنا، یہ سب امور بلا دلیل ہیں، مقصود یہ ہے کہ ان موذی جانوروں کو قتل کیا جائے اور جو کاروائی کرنا پڑے، وہ کی جائے۔

(٢١٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ......

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى وَعَلَى عُنُقِهِ أُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی، جبکہ سیدہ امامہ بنت ابی العاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کرتے تو اس کو نیچے بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اس کو اٹھا لیتے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٥١٦، ومسلم: ٥٤٣

(٢١٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: ثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: ثَنَا نَافِعٌ......

سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى قُبَاءٍ يُصَلِّي فِيهِ قَالَ: فَجَاءَتِ الْأَنْصَارُ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي قَالَ: فَقُلْتُ: يَا بِلَالُ! كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ حِينَ كَانُوا يُسَلِّمُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يُصَلِّي؟ قَالَ: يَقُولُ هٰكَذَا وَبَسَطَ كَفَّهُ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ مسجد قباء میں تشریف لے گئے، اس میں جا کر نماز پڑھی، اُدھر سے انصاری لوگ آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہنے لگے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک نماز ہی پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا: اے بلال! جب وہ لوگ سلام کرتے تھے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر رہے ہوتے تھے، تو ایسی صورتحال میں تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے جواب دیتے ہوئے دیکھا؟ انھوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح جواب دیتے تھے، پھر انھوں نے اپنی ہتھیلی کو پھیلایا۔

تخریج: حديث صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٩٢٧، والترمذي: ٣٦٨، والنسائي: ٣/ ٥

فوائد: ...... ابوداود کی روایت کے مطابق ہاتھ سے اشارہ کرنے کی کیفیت یہ تھی: ہاتھ کو اس طرح پھیلانا کہ ہتھیلی کی پشت اوپر کی طرف اور اندرونی حصہ نیچے کی طرف ہو۔

(۲۱۶)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ نَابِلٍ، صَاحِبِ الْعَبَاءِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ......

عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَرَرْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ إِلَيَّ إِشَارَةً قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: إِشَارَةً بِإِصْبَعِهِ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، جبکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے انگلی کا اشارہ کر کے میرے سلام کا جواب دیا۔

تخریج: ...... صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۹۲۵، والترمذی: ۳۶۷، والنسائی: ۳/ ۵، وابن ماجه: ۱۰۱۷

فوائد: ...... اس موضوع سے متعلقہ مزید ایک حدیث درج ذیل ہے:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ رَجُلاً سَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِی الصَّلَاةِ، فَرَدَّ النَّبِیُّ بِإِشَارَةٍ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ: ((إِنَّا كُنَّا نَرُدُّ السَّلَامَ فِی صَلَاتِنَا، فَنُهِينَا عَنْ ذٰلِكَ۔)) ...... ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کو سلام کہا اور آپ ﷺ نماز میں تھے، آپ نے اشارے سے اس کے سلام کا جواب دیا۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''ہم نماز میں سلام کا جواب دیا کرتے تھے، لیکن اب ہمیں ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔'' (المعجم الاوسط: ۲/۲۴۶/۱/۸۷۹۵، مسند البزار: ۱/ ۲۶۸/ ۵۵۴، شرح المعانی للطحاوی: ۱/ ۲۶۳، الصحیحة: ۲۹۱۷)

امام نافع کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ نماز پڑھ رہا تھا، آپ نے اسے سلام کہا، اس نے بول کر جواب دیا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف پلٹ کر آئے اور اسے کہا: جب کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اسے سلام کہا جائے تو وہ بول کر جواب نہ دے، بلکہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کرے۔ (مؤطا امام مالک)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نمازی کو سلام کہنا مسنون عمل ہے اور نمازی کو چاہیے کہ وہ ہاتھ کے اشارے سے جواب دے۔

نیز نماز میں کسی ضرورت کے پیش نظر اشارہ کرنا درست ہے، مزید امثلہ درج ذیل ہیں:

(۱) ...... سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سورج گرہن کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نمازِ کسوف پڑھا رہے تھے،

خواتین وحضرات آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے ان سے کہا: لوگوں کو کیا ہوا (کہ وہ اب نماز پڑھ رہے ہیں)؟ انھوں نے نماز ہی میں آسمان (یعنی سورج) کی طرف اشارہ کیا اور ''سبحان اللہ'' کہا۔ میں نے کہا: یہ کوئی نشانی ہے؟ انھوں نے ''جی ہاں'' کا اشارہ کیا۔ (صحیح بخاری: ۱۰۵۳)

یہ واقعہ نہ صرف نبی کریم ﷺ کی موجودگی کا ہے، بلکہ آپ کی اقتدا میں کھڑے ہونے والی عورتوں کا ہے، اس میں دو دفعہ اشارے اور ایک دفعہ سبحان اللہ کہنے کا ذکر ہے۔

(۲)......سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ صلح کرانے کے لیے بنوعمرو کی طرف گئے، مسجد نبوی میں نماز کا وقت ہو گیا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض ادا کرنا شروع کیے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو متنبہ کرنے کے لیے تالیاں بجائیں، چونکہ وہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے تھے، اس لیے لوگوں نے کثرت سے تالیاں بجانا شروع کر دیں، بالآخر انھوں نے پیچھے دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صف میں کھڑے ہیں۔ آپ ﷺ نے (نماز میں ہی) ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنے مقام پر ٹھہرے رہو اور (نماز کی امامت جاری رکھو)۔'' آخر میں آپ ﷺ نے ایسی صورتحال میں مردوں کو سبحان اللہ کہنے اور عورتوں کو تالی بجانے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری: ٦٨٤)

(۳)......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بیمار ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھی، جبکہ آپ کی اقتدا کرنے والے لوگ کھڑے تھے، آپ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر امام کی اقتدا کے مسئلہ کی وضاحت کی۔ (صحیح بخاری: ٦٨٨)

(۴)......سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز کے بعد ظہر کے بعد والی دو رکعتیں ادا کر رہے تھے، تو اس دوران آپ ﷺ نے سوال کرنے والی لونڈی کی طرف اشارہ کیا، جس کی وجہ سے وہ پیچھے ہٹ گئی تھی۔ (صحیح بخاری: ۱۲۳۳)

(۵)......سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے، جب سجدہ کرتے تو حسن اور حسین اچھل کر آپ ﷺ کی پیٹھ پر چڑھ جاتے۔ جب صحابہ ارادہ کرتے کہ انھیں روکیں تو آپ ﷺ اشارہ کرتے کہ ان کو چھوڑ دو۔ جب نماز پوری کرتے تو انھیں اپنی گود میں بٹھا لیتے اور فرماتے: ''جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ان دونوں سے محبت کرے۔'' (صحیح ابن خزیمہ: ۸۸۷، مسند ابویعلی: ۲/۶۰، صحیحہ: ۳۱۲)

(۶)......سیدنا عبداللہ بن زید اور سیدنا ابوبشیر الانصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کو ایک دن وادیٔ بطحا میں نماز پڑھا رہے تھے، ایک عورت نے سامنے سے گزرنا چاہا، آپ ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا کہ ٹھہر جا۔ چنانچہ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ سامنے سے گزر گئی۔ (مسند أحمد: ٥/٢١٦، صحيحه: ٣٠٤٢)

(۷)......سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی آنے والی حدیث۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے دورانِ نماز کسی کی طرف اشارہ کرنے کی رخصت دے رکھی ہے، لیکن یہ سب امور اضطراری کیفیت سے متعلقہ ہیں۔

نماز میں اشارے کی رخصت دے کر نماز کے حسن اور معیار میں اضافہ کیا گیا ہے، کیونکہ کئی امور ایسے ہوتے ہیں کہ اگر نمازی اشارہ کر کے ان پر متنبہ نہ کرے تو وہ اطمینان کے ساتھ بقیہ نماز ادا نہیں کر سکتا، جبکہ نماز کا اصل مقصود یہ ہے کہ انتہائی توجہ اور عجز وانکساری کے ساتھ نماز ادا کی جائے۔

ان احادیثِ صحیحہ کے برعکس مفہوم رکھنے والی حدیث اور اس کی حقیقت درج ذیل ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَشَارَ فِیْ صَلَاتِہٖ اِشَارَۃً تُفْھَمُ عَنْہُ فَلْیُعِدْ لَھَا)) یَعْنِیْ الصَّلَاۃَ۔ ......''جس نے نماز میں ایسا اشارہ کیا جس سے کوئی بات سمجھی جا سکتی ہے، تو وہ اپنی نماز دوبارہ ادا کرے۔'' (ابو داود: ۹۴۴)

یہ حدیث منکر ہے، امام ابو داود نے خود اس کو روایت کرنے کے بعد کہا: ھٰذا الحدیث وھم۔ (یہ حدیث وہم ہے)۔ اس حدیث کی سند میں ابن اسحاق راوی مدلس ہے اور اس نے یہ روایت "عن" کے ساتھ بیان کی ہے۔

جب کہ اس حدیث کے مقابلے میں متعدد صحیح احادیث موجود ہیں۔

(۲۱۷)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ ، أَنَّ شُعَيْبَ بْنَ اللَّيْثِ ، أَخْبَرَهُمْ عَنِ اللَّيْثِ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّيْنَا وَرَائَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے، ہم نے آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی، جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ہم کھڑے تھے، پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں کھڑا دیکھ کر اشارہ کیا کہ ہم بیٹھ جائیں، پس ہم بیٹھ گئے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٤١٣

(۲۱۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ ، عَنْ هِشَامٍ ، قَالَ: ثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ......

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، قَالَ: ثَنِي مُعَيْقِيبٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْحِ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ: ((إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً))

سیدنا معیقیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سجدہ والی جگہ کو صاف کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو نے یہ کام کرنا ہی ہو تو ایک دفعہ کر لیا کر۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۲۰۷، ومسلم: ٥٤٦

(۲۱۹)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصَى فَإِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهُ))

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں کھڑا ہو تو وہ کنکریوں کو نہ چھوا کرے، کیونکہ رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے۔''

تخریج: ضعيف ...... أخرجه ابوداود: ٩٤٥، والترمذي: ٣٧٩، والنسائي: ٣/ ٦، وابن ماجه: ١٠٢٧ ...... اسناده ضعيف لجهالة ابي الاحوص

فوائد: ......ضرورت اور مجبوری کے علاوہ نماز میں کوئی زائد حرکت نہیں کرنی چاہیے، اس قسم کی احادیث سے یہ استدلال کرنا بھی درست ہے کہ عینک والے حضرات کو نماز شروع کرنے سے پہلے عینک اتار کر رکھ لینی چاہیے، نہ کہ سجدے کی طرف جھکتے ہوئے، اسی طرح موبائل وغیرہ نماز شروع کرنے سے پہلے بند کر لینا چاہیے، تاکہ دوران نماز زائد حرکات سے بچا جا سکے۔ علی ہذا القیاس۔

(۲۲۰)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: ثَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الِاخْتِصَارِ فِي الصَّلَاةِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ہاتھوں کو کوکھ پر رکھنے سے منع فرمایا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۲۲۰، ومسلم: ٥٤٥

(۲۲۱)۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْقَاسِمِ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ......

عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ غَلَبَهُ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى فِيهِ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو نماز میں جمائی آ جائے تو وہ جتنا ہو سکے اس کو روکے، اگر وہ اس پر غالب آ جائے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٢٩٩٥

(۲۲۲)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ ثَنَا الْفَضْلُ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ.....

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَحْدَثَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَأْخُذْ بِأَنْفِهِ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی نماز میں بے وضو ہو جائے تو وہ ناک کو پکڑ کر وہاں سے نکل جائے۔''

تخریج: صحیح ..... أخرجه ابوداود: ۱۱۱٤، وابن ماجه: ۱۲۲۲

فوائد: ......شارحین کہتے ہیں کہ اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو یہ گمان ہونے لگے کہ اس بندے کو نکسیر کا مسئلہ ہے اور گیس وغیرہ کے خارج ہونے پر پردہ پڑا رہے، کیونکہ وہ قبیح چیز ہے۔

لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ اس چیز کا مقصد باقی نمازیوں کو بے وضو ہونے پر مطلع کرنا ہو، تا کہ وہ امن میں رہیں اور ان کو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہ ہو، بہرحال برکت اسی میں ہے کہ وجہ نامعلوم ہونے کے باوجود سنت پر عمل کیا جائے۔

(۲۲۳)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، وَيُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، وَابْنِ سَمْعَانَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُمْ.....

قَالَ: ثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قُرِّبَ الْعَشَاءُ وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَئُوا بِهِ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب شام کا کھانا پیش کر دیا جائے اور اُدھر نماز کا وقت بھی ہو جائے تو نمازِ مغرب ادا کرنے سے پہلے کھانا کھا لو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٧٢، ومسلم: ٦٩٣

فوائد: ......نماز سے اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ بندہ ایک عالَم سے دوسرے عالَم میں داخل جائے اور اسے اپنے وجود تک کی کوئی فکر اور ضرورت باقی نہ رہے، اگر بھوک لگی ہو گی اور کھانا موجود ہو گا تو یہ مقصد پورا نہیں ہو سکے گا، اس لیے نماز سے پہلے کھانا کھا لینے کی تلقین کی گئی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز میں ہر قسم کی زائد حرکت منع ہے، کیونکہ اس سے نماز کا خشوع وخضوع متاثر ہوتا ہے، لیکن بعض دفعہ کسی ضرورت کی بنا پر نماز کے اندر کوئی خارجی کام یا حرکت کرنے کی نوبت آ جاتی ہے، سب سے پہلے ہم شریعت میں ثابت ہونے والی ایسی مثالوں کا ذکر کرتے ہیں، قارئین کے استفادہ کے لیے مذکورہ بالا بعض احادیث کا تذکرہ بھی ہو گا۔

(۱)......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا﴾ ...... ''جب تمہیں خوف ہو تو پیدل ہی سہی یا سوار ہی سہی۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۳۸) اس آیت میں خوف کے وقت پیدل چلتے ہوئے یا سواری پر سوار ہو کر نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۲)......نماز میں سانپ اور بچھو کو قتل کرنا۔

(۳)......نماز میں قبلے کی سمت میں واقع دروازہ کھولنا۔

(۴)......سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کا سواری کی لگام پکڑ کر نماز پڑھنا اور اس کے ساتھ پیچھے ہٹ جانا، پھر اس فعل کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے استدلال کرنا۔

(۵)...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچی کو اٹھا کر نماز پڑھنا اور رکوع کرتے وقت اس کو زمین پر بٹھا دینا اور پھر اگلی رکعتوں میں اٹھا لینا۔

(۶)......نماز کسوف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت کا انگور کا خوشہ پکڑنے کے لیے آگے بڑھنا اور جہنم کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا۔

(۷)......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان کے کان کو مروڑا اور گھما کر دائیں جانب کھڑا کر دیا۔

(۸)......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلح کرانے کے لیے بنو عمرو کی طرف گئے، مسجد نبوی میں نماز کا وقت ہو گیا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض ادا کرنا شروع کیے، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صف میں کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو متنبہ کرنے کے لیے تالیاں بجائیں، چونکہ وہ نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے تھے، اس لیے لوگوں نے کثرت سے تالیاں بجانا شروع کر دیں، بالآخر انھوں نے پیچھے دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صف میں کھڑے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز میں ہی) ان کی طرف اشارہ کیا کہ اپنے مقام پر ٹھہرے رہو اور (نماز کی امامت جاری رکھو)۔'' لیکن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھائے اور واپس آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر امامت سنبھال لی۔

(۹)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تعلیم دینے کی خاطر منبر پر نماز پڑھائی اور سجدے کرنے کے لیے نیچے اتر آئے اور پھر منبر پر چڑھ گئے۔

(۱۰)......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک صحابی نے سخت گرمی کی وجہ سے کچھ کنکریاں ہاتھ میں پکڑ لیں، تاکہ وہ ٹھنڈی رہیں، جب بھی وہ سجدہ کرتے تو زمین کی حرارت سے بچنے کے لیے ان کو زمین پر بچھا دیتے۔

(۱۱)......نمازی کا اپنے آگے سے گزرنے والے کو روکنا، وگرنہ اس سے لڑائی کرنا۔

ان احادیث اور اس موضوع سے متعلقہ دوسری احادیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اس قسم کی حرکات و سکنات میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

یہ شریعت اسلامیہ کی کمال حکمت ہے کہ جہاں اس نے دورانِ نماز عجز وانکساری اور خشوع وخضوع کو اپنانے اور فضول حرکتوں سے گریز کرنے کا حکم دیا، وہاں انسانی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور نماز کے سکون کو تحفظ فراہم کرتے ہوئے بعض گنجائشوں کو بھی برداشت کر لیا۔ مثال کے طور پر ایک دفعہ ہم گھر کے سارے افراد گھر میں باجماعت نماز پڑھ رہے تھے، دوران نماز ایک چھوٹی سی بچی ہاتھ اٹھا کر سٹینڈ والے پنکھے کی طرف بڑھی، ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ اگر وہ اسی انداز میں پنکھے تک پہنچ گئی تو انگلیوں کو شدید نقصان ہو سکتا ہے، بلکہ کٹ سکتی ہیں، یہ صورتحال دیکھ کر ایک نمازی آگے بڑھا اور بچی کو اٹھا کر واپس اپنی جگہ پر آ کر نماز کو جاری رکھا۔ اس نمازی کا یہ فعل روحِ شریعت کے عین مطابق ہے۔

قارئین کرام! اگر وہ آدمی آگے بڑھ کر بچی کو نہ اٹھاتا تو سارے افراد نماز کے بقیہ حصے کو کس کشمکش میں ادا کرتے، اس کے باپ اور ماں کا کیا بنتا اور یہ کیسی عبادت ہوتی کہ ایک بچی کی انگلیاں کٹ رہی ہوں اور کسی کو اس کو بچانے کی اجازت نہ ہو۔

ہمارے ہاں سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ جتنی لوگوں کے علم اور مطالعہ میں سستی اور کمی ہے، اتنی ہی فتوی بازی میں تیزی اور کثرت ہے، ہم لوگ صرف ظاہر کو دیکھتے ہیں، عبادت کا مقصد کیا ہے، اس کی روح کیا ہے اور شریعت میں دی گئی رخصتوں کی تفصیل کیا ہے، ان امور سے ہمارا کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ [illegible] ام کا عملی نظریہ یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز کا ایک کلمہ بھی سوچے سمجھے بغیر اور انتہائی بے توجہی میں نماز ادا کر لے تو کوئی حرج نہیں [illegible] اگر کوئی آدمی نماز کے ایک ایک جملے کو سمجھتا ہے، لیکن دورانِ نماز کسی ضرورت کی وجہ سے بچہ اٹھا لیتا ہے تو فتوی بازی [illegible] ام اور جاہلوں کے نزدیک اس کی نماز بڑی حد تک متأثر ہو گی یا پھر باطل ہو جائے گی۔

ضروری تنبیہ یہ ہے کہ اگر نمازی، نماز کے کلمات کو سمجھ کر ادا کر رہا ہو تو ایسی حرکات سے نماز میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوتا۔

مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْمُسَافِرِ
مسافر کی نماز کا بیان

(٢٢٤)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثَنِي عُقْبَةُ قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحَجِّ فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: قُلْتُ: كَمْ مَكَثْتُمْ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: عَشَرَةَ أَيَّامٍ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادائیگی حج کے لیے نکلا، آپ مدینہ واپس آنے تک دو دو رکعت نماز ادا کرتے رہے۔ ابن ابی اسحاق نے کہا: تم لوگ مکہ میں کتنی دیر ٹھہرے تھے؟ انھوں نے کہا: دس دن۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۱۰۸۱، ومسلم: ۶۹۳

فوائد: ......سفر کی وجہ سے ظہر، عصر اور عشا کی نمازیں دو دو رکعتیں ادا کی جاتی ہیں۔

(۲۲۵)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، يَسْأَلُ جُلَسَائَهُ: أَيُّ شَيْءٍ سَمِعْتُمْ فِي الْمَقَامِ، بِمَكَّةَ قَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ......

أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ الْحَضْرَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ مُكْثَ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ ثَلَاثٌ۔))

سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہاجر مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد مکہ میں تین دن ٹھہر سکتا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۳۹۳۳، ومسلم: ۱۳۵۲

فوائد: ......مہاجرین اللہ تعالیٰ کے لیے مکہ مکرمہ کو چھوڑ چکے تھے، اس لیے اختیاری طور پر ان کو تین دن سے زیادہ قیام کرنے کی اجازت نہیں تھی، تاکہ دوبارہ وہ اس شہر کے مقیم نہ بن جائیں۔ مجبوری کی صورت میں انھوں نے تین ایام سے زیادہ قیام کیا تھا، جیسے فتح مکہ اور حج کے موقع پر کیا۔

یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ مسافر کب تک قصر نماز پڑھ سکتا ہے، مختلف اقوال کی وجہ سے اس میں مزید پیچیدگی پیدا ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ کا مختلف مواقع پر قیام کرنا، کسی ایک واقعہ یا دنوں کی تعداد کو قصر کے لیے بطور معیار پیش نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ آپ ﷺ کا ٹھہرنا اتفاقی تھا، اگر کسی مقام پر آپ نے انیس دن قیام کیا اور قصر پڑھی، تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیس یا اکیس دنوں کے قیام میں پوری نماز پڑھی جائے گی۔

بہرحال اس ضمن میں بھی مختلف اقوال موجود ہیں، آپ درج ذیل بحث پر توجہ فرمائیں:

اگر مسافر کسی تردّد یا مجبوری کی وجہ سے ایک جگہ پر مقیم ہے تو وہ قصر نماز ہی پڑھے گا، آپ ﷺ کے سفروں سے بھی یہی استدلال کیا جا سکتا ہے اور صحابہ کرام سے منقول مختلف آثار کا بھی یہی تقاضا ہے۔ ایک اثر کے مطابق صحابہ آذربیجان میں دو چار ماہ تک قصر نماز پڑھتے رہے۔ لیکن اگر کسی مسافر کا کسی مقام پر ٹھہرنا اختیاری ہے، تو اس کے بارے میں دو آرا کو معتبر سمجھا جا سکتا ہے:

(۱)......اسے چاہیے کہ اگر وہ تین دن سے زیادہ ٹھہرنے کا عزم رکھتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اس علاقے کا مقیم سمجھ کر پوری نماز پڑھے، یہ استدلال درج بالا حدیث سے کیا گیا ہے، جس میں مہاجر کو مکہ میں تین دن سے زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہیں دی۔

ہمارا مقصود یہ ہے کہ یہی مہاجرین حجۃ الوداع کے موقع پر دس دنوں تک مکہ مکرمہ میں رہے، اگر منیٰ، عرفات اور

مزدلفہ وغیرہ کو علیحدہ سفر تسلیم کیا جائے تو وہ چار ذوالحجہ سے آٹھ ذوالحجہ تک مکہ مکرمہ میں رہے اور قصر کرتے رہے، کیونکہ ادائیگیٔ حج ان کے سفر کی مجبوری تھی، اس لیے ان کو مسافر ہی سمجھا گیا، اور یہی صحابہ کرام فتح مکہ کے موقع پر انیس دنوں کے لیے اسی شہر میں رہے، لیکن جب وہ مناسکِ حج سے فارغ ہو گئے اور رہنے یا جانے کا اختیار مل گیا تو ان کو صرف تین دن کی مہلت دی گئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ اس مدت سے زیادہ مکہ مکرمہ میں رہے تو وہ اس کے مقیم بن جائیں گے اور ان کی ہجرت کالعدم ہو جائے گی، اس سے یہ مفہوم کشید کرنا درست ہے کہ اگر کوئی آدمی گھر سے دور کسی مقام پر اختیاری طور پر تین سے زیادہ دنوں تک قیام کرنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو مقیم سمجھے اور پوری نماز پڑھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲)......دنوں کی کوئی حد معین نہیں ہے، جب تک آدمی عرف عام میں مسافر ہے تو وہ قصر کرتا رہے۔ پہلی رائے زیادہ راجح معلوم ہوتی ہے۔

(۲۲۶)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کو چلنے میں جلدی ہوتی تھی تو آپ مغرب اور عشاء کو جمع کر لیا کرتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۱۰۶، ۱۸۰۵، ومسلم: ۷۰۳

فوائد: ......سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو جمع تقدیم اور جمع تاخیر کی صورت میں ادا کیا جا سکتا ہے، یہ رخصت شریعتِ اسلامیہ کا کمال حسن ہے۔

جمع تقدیم: دو نمازوں کو پہلی نماز کے وقت میں ادا کرنا، جیسے: ظہر و عصر کو ظہر کے وقت میں ادا کرنا۔

جمع تاخیر: دو نمازوں کو دوسری نماز کے وقت میں ادا کرنا، مثلاً ظہر و عصر کو عصر کے وقت میں ادا کرنا۔

(۲۲۷)۔ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: ثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، قَالَ: ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ......

قَالَ: ثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي التَّطَوُّعَ عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نفلی نماز سواری پر ادا کر لیتے تھے، اس کا منہ جس طرف بھی ہو جاتا، البتہ جب آپ فرضی نماز ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو سواری سے اتر کر قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۰۹۹

فوائد: ......نفلی نماز سواری پر ادا کی جا سکتی ہے، قبلہ کی طرف توجہ رہنے کی شرط نہیں ہے، البتہ نماز قبلہ رخ ہو کر شروع کرنی چاہیے، اس کے بعد جدھر بھی رخ ہو جائے کوئی حرج نہیں۔

یاد رہے کہ کسی مجبوری کی وجہ سے فرضی نماز بھی قبلہ رخ ہوئے بغیر ادا کی جا سکتی ہے۔

(۲۲۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ ، قَالَ: ثَنَا حَجَّاجٌ ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ......

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ النَّوَافِلَ فِي كُلِّ جِهَةٍ ، وَلٰكِنْ يَخْفِضُ السَّجْدَتَيْنِ مِنَ الرَّكْعَةِ يُومِيءُ إِيمَاءً۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ ہر طرف اپنی سواری پر نفلی نماز ادا کرتے تھے، البتہ اشارہ کرتے وقت رکوع کی بہ نسبت سجدوں کے لیے زیادہ جھکتے تھے۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۱۲۲۷، والترمذی: ۳۵۱

مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الْقَاعِدِ
بیٹھنے والے کی نماز کا بیان

(۲۲۹)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَقَطَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُودُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى قَاعِدًا ، فَصَلَّيْنَا قُعُودًا فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا ، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا ، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا ، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ۔))

سیدنا مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے اور آپ کی دائیں جانب زخمی ہو گئی، ہم آپ کی عیادت کرنے کے لیے آپ کے پاس گئے، اُدھر سے نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ہم نے بھی آپ کی اقتدا میں بیٹھ کر نماز ادا کی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''امام صرف اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، اس لیے جب امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو، جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو، جب وہ اٹھے تو تم اٹھو، جب وہ ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ'' کہے تو تم ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' کہو، اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۹، ۱۱۱۴، ومسلم: ۴۱۱

فوائد: ...... بیٹھ کرنماز پڑھانے والے امام کی اقتدا میں مقتدی بھی بیٹھ کر نماز ادا کریں گے، لیکن درج ذیل حدیث میں پیش کیا گیا عمل اس سے مختلف ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے مرض الموت کے دوران شدتِ تکلیف کی بنا پر سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ انھوں نے ایسے ہی کیا، لیکن تھوڑی دیر کے بعد نبی کریم ﷺ کو افاقہ ہوا اور آپ صحابہ کے سہارے مسجد کی طرف چل پڑے اور سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب آکر بیٹھ گئے۔ اب آپ ﷺ امام تھے۔ ابو بکر صدیق آپ ﷺ کی اور لوگ ابو بکر صدیق کی اقتدا کر رہے تھے۔ اس واقعہ میں نبی کریم ﷺ بیٹھے تھے اور مقتدی کھڑے تھے۔ (بخاری، مسلم)

ثابت ہوا کہ شروع میں نبی کریم ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی، اس حال میں کہ لوگ بھی بیٹھے تھے، لیکن وفات سے قبل جو عمل پیش کیا، اس میں آپ ﷺ بیٹھے تھے اور تمام مقتدی کھڑے تھے۔ ان دو صورتوں میں بظاہر تضاد اور تناقض ہے، جمع و تطبیق کی درج ذیل دو صورتیں زیادہ مناسب ہیں۔

(۱)......مقتدیوں کے بیٹھ کی نماز ادا کرنے کی صورت منسوخ ہوگئی ہے، اب صرف وہی صورت باقی ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث نمبر (۶۸۹) کے بعد کہا کہ امام حمیدی کہتے ہیں: آپ ﷺ نے پہلے کسی بیماری میں یہ فرمایا تھا کہ ''جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھا کرو''۔ بعد میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی تھی، جبکہ مقتدی پیچھے کھڑے ہو کر اقتدا کر رہے تھے اور آپ ﷺ نے ان کو بیٹھنے کا بھی حکم نہیں دیا، ظاہر بات ہے کہ آپ ﷺ کے آخری فعل پر عمل ہوگا۔

(۲)......دونوں احادیث پر عمل کرنا درست ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جواز پیش کیا گیا ہے، افضل یہی ہے کہ امام کی اقتدا میں مقتدی بیٹھ کر نماز ادا کریں، کیونکہ آپ ﷺ نے اس صورت کا واضح طور پر حکم دیا ہے۔

دوسری صورت راجح معلوم ہوتی ہے (ان شاء اللہ تعالی)، کیونکہ اس طرح دونوں احادیث پر عمل کرنا ممکن ہو جائے گا، وگرنہ پہلی صورت کو ترجیح دی جائے گی۔

(۲۳۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْعَطَّارُ، قَالَ: ثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ، قَالَ: ثَنَا حُسَيْنٌ الْمُكْتِبُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ......

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ الْقَاعِدِ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ، وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبیٔ کریم سے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی نماز کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کھڑے ہو کر نماز ادا کی، وہ سب سے افضل ہے، جس نے بیٹھ کر نماز ادا کی، اس

الْـقَـائِمِ ، وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْـقَـاعِـدِ۔)) وَهٰكَذَا حَدَّثَنَا بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ عَنْ حُسَيْنٍ۔

کے لیے کھڑے ہونے والے کی بہ نسبت نصف اجر ہے اور جس نے لیٹ کر نماز ادا کی، اس کے لیے بیٹھنے والے کی بہ نسبت نصف اجر ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۱۱۵

فوائد: ......اگر کسی آدمی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت ہی نہ ہو یا قیام کی صورت میں بیماری کے بڑھ جانے کا یا زیادہ تکلیف ہونے کا خطرہ ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے، اسے پورا اجر و ثواب ملے گا، جیسا کہ مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ بیٹھنے کی وجہ سے نصف اجر ملنے کا تعلق اس نمازی سے ہے، جسے کسی بیماری کی وجہ سے نماز میں قیام کرنے سے مشقت تو ضرور ہوتی ہے، لیکن بیماری کے بڑھ جانے یا نماز میں خلل وغیرہ آ جانے کا کوئی خدشہ نہیں ہوتا، ایسے نمازی کو نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی ترغیب دلائی ہے۔ (دیکھیں: فتح الباری: ۱۱۱۵ حدیث کے تحت)

(۲۳۱)۔ حَـدَّثَـنَـا حَسَـنُ بْـنُ بِشْرٍ ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ ، قَالَ: ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ......

عَـنْ عِـمْـرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَـالَ: كَـانَ بِـي الـنَّـاصُـورُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ: ((صَـلِّ قَـائِمًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ۔))

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے ناسور کی بیماری تھی، میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کھڑے ہو کر نماز پڑھ، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر ادا کر لے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پہلو پر پڑھ۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۱۱۷

فوائد: ...... جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ پہلو پر لیٹنے کا مطلب یہ ہے کہ نمازی قبلہ رخ ہو کر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔

اس موضوع سے متعلقہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: ((فَـإِنْ لَّـمْ يَسْتَـطِـعْ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ صَلَّى مُسْتَلْقِيًا رِجْلَاهُ مِمَّا يَلِيْ الْقِبْلَةَ۔)) ......''اگر اسے دائیں پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو وہ چت لیٹ جائے اور اپنے قدم قبلہ رخ کر کے نماز پڑھ لے۔'' (دارقطنی: ۲/ ۴۲، لیکن حافظ ابن حجر نے اس کی سند کے راوی حسن بن حسین عرنی کو متروک قرار دیا، تلخیص الحبیر: ۱/ ۴۱۰)

اگر مریض پہلو کے بل لیٹ کر قبلہ رخ نہیں ہو سکتا تو وہ چت لیٹ کر نماز پڑھ لے، قبلہ رخ ہونے کی شرط اس سے ساقط ہو جاتی ہے، کیونکہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰـهُ نَفْسًـا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ ......''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۸۶)

بَابٌ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ

نمازِ خوف کا بیان

(۲۳۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعُسْفَانَ قَالَ: فَاسْتَقْبَلَنَا الْمُشْرِكُونَ وَعَلَيْهِمْ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَهُمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ قَالَ: فَصَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فَقَالُوا: قَدْ كَانُوا عَلَى حَالٍ لَوْ أَصَبْنَا غِرَّتَهُمْ ثُمَّ قَالُوا: تَأْتِي عَلَيْهِمُ الْآنَ صَلَاةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَبْنَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ قَالَ: فَنَزَلَ جِبْرِيلُ بِهَذِهِ الْآيَةِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ ﴿فَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ﴾ قَالَ: فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَرَهُمْ قَالَ ابْنُ يَحْيَى: النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَا: فَأَخَذُوا السِّلَاحَ فَصَفَفْنَا خَلْفَهُ صَفَّيْنِ قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ، وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ يَحْرُسُونَهُمْ فَلَمَّا سَجَدُوا وَقَامُوا جَلَسَ الْآخَرُونَ فَسَجَدُوا مَكَانَهُمْ ثُمَّ تَقَدَّمَ هَؤُلَاءِ إِلَى مَصَافِّ هَؤُلَاءِ وَجَاءَ هَؤُلَاءِ إِلَى مَصَافِّ هَؤُلَاءِ قَالَ: ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعُوا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ فَرَفَعُوا جَمِيعًا ثُمَّ

سیدنا ابو عیاش زرقی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم عسفان میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، مشرکوں کا لشکر ہمارے مد مقابل آیا اور ان کے امیر خالد بن ولید تھے۔ دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا، نبی کریم ﷺ نے نمازِ ظہر پڑھائی، دشمنوں نے کہا: یہ ایسی حالت میں تھے کہ ہم ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا سکتے تھے، لیکن اب ان کی ایک اور نماز کا وقت ہونے والا ہے، وہ اِن کو ان کے بیٹوں اور جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہے، اُدھر سے حضرت جبریل علیہ السلام ظہر اور عصر کے درمیان یہ آیت لے کر آ گئے: ﴿فَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ﴾ ...... ''پس جب آپ ان میں موجود ہوں اور ان کے لیے نماز قائم کریں ......'' اتنے میں نمازِ عصر کا وقت ہو گیا، صحابہ کرام نے اسلحہ لیا اور آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنا لیں، جب آپ نے رکوع کیا تو ہم سب نے رکوع کیا، جب آپ ﷺ رکوع سے اٹھے تو ہم سب رکوع سے اٹھ پڑے، پھر جب آپ نے سجدہ کیا تو آپ کے ساتھ والی صف نے بھی سجدہ کیا اور پچھلی صف والے لوگ کھڑے رہے اور ان کی حفاظت کرتے رہے، جب انھوں نے سجدہ کر لیا اور وہ کھڑے ہو گئے تو پچھلی صف والے بیٹھ گئے اور سجدہ کیا، پھر پچھلے لوگ اگلی صف والوں کی جگہ پر آ گئے اور یہ ان کی جگہ پر منتقل ہو گئے، پھر جب آپ ﷺ نے دوسری رکعت کا رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا، جب آپ نے رکوع سے سر اٹھایا تو سب نے سر اٹھا لیا، پھر آپ ﷺ اور آپ کے ساتھ والی

سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ: وَالْآخَرُونَ قِيَامٌ يَحْرُسُونَهُمْ قَالَ: فَلَمَّا جَلَسُوا جَلَسَ الْآخَرُونَ فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ انْصَرَفَ، فَصَلَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّةً بِعُسْفَانَ وَمَرَّةً فِي أَرْضِ بَنِي سُلَيْمٍ۔ وَفِي هٰذَا النَّحْوِ رَوَى عَطَاءٌ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

صف نے سجدہ کیا اور پچھلی صف والے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے، پس جب وہ تشہد کے لیے بیٹھ گئے تو پچھلی صف والوں نے بیٹھ کر سجدہ کیا، پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ نماز دو دفعہ ادا کی تھی، ایک دفعہ عسفان میں اور ایک دفعہ بنو سلیم کے علاقے میں۔

تخريج: صحيح ...... أخرجه ابو داود: ١٢٣٦، والنسائی: ٣/ ١٧٦

فوائد: مشرکین تو جانتے تھے کہ عصر کی نماز اہل اسلام کو اپنی اولاد اور جانوں سے زیادہ محبوب ہے، لیکن یہ اسلام نما مسلمان ہیں، جو اس عظیم ترین نماز سے بھی غافل ہیں۔

(٢٣٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْخَوْفِ بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ، ثُمَّ انْصَرَفُوا وَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِينَ عَلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَ أُولٰئِكَ فَصَلَّى بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَضَى هٰؤُلَاءِ رَكْعَةً وَهٰؤُلَاءِ رَكْعَةً۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز خوف پڑھائی، دو گروہوں میں سے ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی، جبکہ دوسرا گروہ دشمنوں کے سامنے کھڑا رہا، پھر اس گروہ والے لوگ ایک رکعت ادا کر کے اُن کی جگہ پر چلے گئے اور دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے، وہ لوگ نماز کے لیے آ گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی، پھر آپ نے سلام پھیرا، پھر انھوں نے بھی ایک رکعت ادا کی اور اُنھوں نے بھی ایک رکعت پڑھ لی۔

تخريج: أخرجه البخاری: ٩٤٢، ومسلم: ٨٣٩

(٢٣٤)۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ حَمَّادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَنْبَسَةَ الْوَرَّاقُ قَالَ: ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ......

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ: يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً وَيَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوا فَإِذَا صَلَّى الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً اسْتَأْخَرُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَلَا يُسَلِّمُوا، وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّوا مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَيَقُومُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ فَيَكُونُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلُّوا رَكْعَتَيْنِ وَإِنْ كَانَ خَوْفًا أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوا رِجَالًا قِيَامًا عَلَى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةَ وَغَيْرَ مُسْتَقْبِلِيهَا۔ قَالَ مَالِكٌ: قَالَ نَافِعٌ: مَا أَرَى ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ إِلَّا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نمازِ خوف کے بارے میں سوال کیا گیا، انھوں نے کہا: امام اور لوگوں کا ایک گروہ آگے بڑھے گا، امام ان کو ایک رکعت پڑھائے گا اور ایک گروہ امام اور دشمن کے درمیان کھڑا ہوگا اور وہ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھے گا، جب اس گروہ والے لوگ ایک رکعت ادا کر لیں گے تو سلام پھیرے بغیر دوسرے گروہ کی جگہ پر چلے جائیں گے، پھر وہ آ جائیں گے جنھوں نے ابھی تک نماز نہیں پڑھی، پس وہ امام کے ساتھ ایک رکعت ادا کریں گے، پھر امام سلام پھیر دے گا، جبکہ وہ دو رکعت ادا کر چکا ہوگا، امام کے سلام کے بعد دونوں گروہوں میں سے ہر فرد اپنے طور پر ایک ایک رکعت ادا کر لے گا، اس طرح ہر آدمی کی دو دو رکعتیں ہو جائیں گی، اگر خوف اس سے زیادہ ہو تو لوگ چلتے ہوئے یا کھڑے ہو کر یا سوار ہو کر، قبلہ رخ ہوں یا نہ ہوں، نماز پڑھ لیں گے۔ امام نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں میرا یہی خیال ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٥٣٥

(٢٣٥)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ......

عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَصَفَّتْ طَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلَّى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَصَفُّوا

صالح بن خوات رحمہ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھنے والے صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الرقاع والے دن نماز خوف پڑھائی، ایک گروہ آپ کے ساتھ اور ایک گروہ دشمنوں کے سامنے کھڑا ہوگیا، آپ نے اس گروہ کو ایک رکعت پڑھائی، پھر آپ کھڑے رہے اور یہ لوگ اپنی نماز پوری کر کے چلے گئے اور دشمن کے سامنے صفیں بنا

وَجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِمْ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا حَتَّى أَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ۔

لیں، پھر دوسرا گروہ آیا، آپ ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی، یہ آپ کی دوسری رکعت تھی، جو ابھی تک رہتی تھی، پھر آپ بیٹھے رہے، یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنی نماز مکمل کر لی، پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٤١٢٩، ومسلم: ٨٤٢

(٢٣٦)۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ، قَالَ: ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ: تَقُومُ طَائِفَةٌ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ وَطَائِفَةٌ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ خَلْفَهُ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْعُدُ مَكَانَهُ حَتَّى يَقْضُوا رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَتَحَوَّلُونَ إِلَى مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ ثُمَّ يَتَحَوَّلُ أَصْحَابُهُمْ إِلَى مَكَانِ هَؤُلَاءِ فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَقْعُدُ مَكَانَهُ حَتَّى يُصَلُّوا رَكْعَةً وَسَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ۔

سیدنا سہل بن ابو حثمہ رضی اللہ عنہ نے نمازِ خوف کا یہ طریقہ بیان کیا: ایک گروہ امام کے سامنے کھڑا ہوگا اور ایک اس کے پیچھے، وہ اپنے پیچھے والوں کو ایک رکعت پڑھا کر اپنی جگہ پر بیٹھا جائے گا، یہاں تک وہ لوگ دوسری رکعت از خود ادا کر کے دوسرے گروہ کی جگہ پر چلے جائیں گے، وہ ان کی جگہ امام کے پیچھے آ جائیں گے، امام ان کو ایک رکعت پڑھا کر اپنی جگہ پر بیٹھا رہے گا، یہاں تک کہ یہ لوگ ایک رکعت پوری کر لیں گے، پھر امام ان کے ساتھ سلام پھیرے گا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٤١٣١، ومسلم: ٨٤١

(٢٣٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ......، پھر اسی طرح کی حدیث بیان کی۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(٢٣٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَنَا يَعْلَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: ﴿إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضَى﴾

سیدنا عبداللہ بن عباس سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ

[النساء : ۱۰۲] عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ جَرِيحًا۔

مَّرْضَىٰ﴾ ...... ''اگر تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم زخمی ہو۔'' سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ زخمی تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۴۵۹۹

فوائد: ...... پوری آیت یوں ہے: ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰ أَنْ تَضَعُوْآ أَسْلِحَتَكُمْ﴾ ...... ''اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ اگر تمھیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو یا تم بیمار ہو تو تم اسلحہ رکھ دیا کرو۔'' (سورۂ نساء: ۱۰۲)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد یہ ہے کہ یہ آیت سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

بَابُ النَّائِمِ فِي الصَّلَاةِ وَقَضَاءِ الْفَوَائِتِ
نماز سے سو جانے والے کا اور فوت شدہ نمازوں کی قضا کا بیان

(۲۳۹)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: ثَنَا عِيسَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ نَامَ عَنْ صَلَاةٍ أَوْ نَسِيَهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی نماز سے سو جائے یا اس کو بھول جائے تو جب اس کو یاد آئے، اسی وقت ادا کر لے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۵۹۷، ومسلم: ۶۸۴

(۲۴۰)۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ بَشِيرٍ أَبِي إِسْمَاعِيلَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: عَرَّسْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتَّى آذَتْنَا الشَّمْسُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ ثُمَّ يَتَنَحَّ عَنْ هَذَا الْمَنْزِلِ۔)) ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑاؤ ڈالا اور نمازِ فجر کے لیے بیدار نہ ہو سکے، یہاں تک کہ سورج کی گرمی نے ہم کو تکلیف دی، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر آدمی اپنی سواری کو سر سے پکڑے اور اس مقام سے دور ہٹ جائے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر وضو کیا، پھر دو سنتیں ادا کیں، پھر نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی اور آپ نے نماز پڑھائی۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۶۸۰

فوائد: ...... جب آدمی بیداری کے اسباب استعمال کرنے کے باوجود سویا رہ جائے تو جب اسے جاگ آئے وہ نماز پڑھ لے، اگرچہ اس کا وقت ختم ہو چکا ہو۔ یہی معاملہ بھول جانے والے کے لیے ہے۔ بھول جانا اور سو جانا شریعت کے ہاں مسلّم عذر ہیں۔

ایسی صورت میں نماز پوری ادا کی جاتی ہے، نہ کہ صرف فرضی رکعات۔

صحیح مسلم کی روایت میں آپ ﷺ نے اس جگہ سے دور ہو جانے کی یہ وجہ بیان کی ہے: ((فَإِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ)) ...... ''بیشک اس مقام میں شیطان آ گھسا ہے۔''

اور ابو داود کی ایک روایت میں ایسے واقعہ کی آپ ﷺ نے یہ وجہ بیان کی: ((تَحَوَّلُوا عَنْ مَكَانِكُمُ الَّذِي أَصَابَتْكُمْ فِيهِ الْغَفْلَةُ)) ...... ''اس جگہ سے ہٹ جاؤ، جہاں تم غفلت میں مبتلا ہو گئے ہو۔''

بَابُ السَّهْوِ

بھول جانے کا بیان

(٢٤١)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَنَا الْمَاجِشُونُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: ثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فِي الثَّلَاثِ وَالْأَرْبَعِ، فَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً حَتَّى يَكُونَ الشَّكُّ فِي الزِّيَادَةِ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، فَإِنْ كَانَ صَلَّى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ، وَإِنْ كَانَ أَرْبَعًا فَهُمَا تُرْغِمَانِ الشَّيْطَانَ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی آدمی کو تین اور چار رکعتوں کے بارے میں شک پڑ جائے تو وہ ایک رکعت اور ادا کر لے، تاکہ زیادتی میں شک ہو، پھر سلام سے پہلے سہو کے دو سجدے کر لے، اگر اس نے کل پانچ رکعتیں پڑھ لی ہوں گی تو اس کے دو نفل بن جائیں گے اور اگر چار ہی پڑھی ہوئیں تو سہو والے دو سجدے شیطان کو ذلیل کریں گے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٥٧١

(٢٤٢)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَا: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: أَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ......

أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَسَبَّحْنَا بِهِ

سیدنا ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی اور دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہو گئے، ہم نے سبحان اللہ تو کہا، لیکن آپ ﷺ نے نماز جاری

فَمَضَى فِى صَلَاتِهِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ۔ الْحَدِيثُ لِلدَّارِمِيِّ۔

رکھی، پھر سہو کے دو سجدے کر کے سلام پھیرا۔ یہ الفاظ امام دارمی کے ہیں۔

تخريج: أخرجه البخاري: ١٢٢٤، ومسلم: ٥٧٠

(٢٤٣)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بْنِ أَبِى عِمْرَانَ الْهِلَالِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَى صَلَاتِي الْعَشِيِّ إِمَّا الظُّهْرَ وَإِمَّا الْعَصْرَ أَظُنُّ أَنَّهَا الْعَصْرُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَجَلَسَ إِلَى جِذْعِ نَخْلَةٍ كَالْمُغْضَبِ، فَذَهَبَ سَرَعَانُ النَّاسِ وَهُمْ يَقُولُونَ: قَصُرَتِ الصَّلَاةُ قَصُرَتِ الصَّلَاةُ، فَتَقَدَّمَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَصُرَتِ الصَّلَاةُ أَمْ نَسِيتَ؟ فَقَالَ: ((أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ وَكَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پچھلے پہر کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی، وہ ظہر تھی یا عصر، میرا زیادہ خیال یہی ہے کہ وہ نمازِ عصر تھی۔ آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا اور پھر آگے بڑھے اور کھجور کے تنے کے ساتھ بیٹھ گئے، ایسے لگ رہا تھا کہ آپ غصے کی ہیں، جلد باز لوگ یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ نماز کم ہوگئی ہے، نماز کم ہوگئی ہے، بالآخر سیدنا ذوالیدین رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کہا: اے اللہ کے رسول! نماز کم ہوگئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ذوالیدین سچ کہہ رہا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے مزید دو رکعتیں پڑھائیں، پھر سلام پھیرا، اللہ اکبر کہا، سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھایا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کیا اور اللہ اکبر کہہ کر سر مبارک اٹھایا۔

تخريج: أخرجه البخاري: ١٢٢٧، ومسلم: ٥٧٣

(٢٤٤)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَادَ فِى الصَّلَاةِ أَوْ نَقَصَ، قَالَ مَنْصُورٌ: قَالَ إِبْرَاهِيمُ النَّاسِي: ذَلِكَ عَلْقَمَةُ أَوْ عَلْقَمَةُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک نماز پڑھائی۔ نماز میں کوئی زیادتی ہو گئی یا کوئی کمی رہ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کی اور ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز میں کوئی نیا حکم دیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) فَأَخْبَرْنَاهُ بِالَّذِي صَنَعَ فَثَنَى رِجْلَهُ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْنَا فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ وَلٰكِنِّي بَشَرٌ، أَذْكُرُ كَمَا تَذْكُرُونَ وَأَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي وَأَيُّكُمْ مَا شَكَّ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَنْظُرْ أَقْرَبَ ذٰلِكَ إِلَى الصَّوَابِ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَيَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ.))

فرمایا: ''وہ کیسے؟'' پھر ہم نے آپ ﷺ کو آپ کے کیے کی تفصیل بتائی، آپ ﷺ نے وہیں اپنا پاؤں موڑا اور قبلہ رخ ہوکر دو سجدے کیے، پھر ہماری طرف پھرے اور فرمایا: ''اگر نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم آئے گا تو میں تمھیں اس کے بارے میں خبر دوں گا، لیکن میں ایک بشر ہوں، اس لیے جیسے تم یاد رکھتے ہو، میں بھی یاد رکھتا ہوں اور جیسے تم بھول جاتے ہو، ایسے میں بھی بھول جاتا ہوں، پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد کرا دیا کرو، اور تم میں سے جس آدمی کو شک ہو جائے تو درستی کی قریب تر صورت کو تلاش کر کے اس کو بنیاد بنا کر نماز کو پورا کرے اور پھر سلام پھیر کر دو سجدے کر لے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٠٤، ١٢٢٦، ومسلم: ٥٧٢

(٢٤٥)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ......

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلَاةَ الْعَصْرِ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ فَسَلَّمَ، فَقِيلَ لَهُ، فَصَلَّى رَكْعَةً، ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عصر کی تین رکعتیں پڑھا کر سلام پھیر دیا، جب صورتحال کو آپ ﷺ پر واضح کیا گیا تو آپ نے ایک رکعت ادا کی، پھر سلام پھیر کر سہو کے دو سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا۔

تخريج: أخرجه مسلم: ٥٧٤

(٢٤٦)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ......

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: صَلَّى بِهِمْ عَلْقَمَةُ خَمْسًا قَالَ: فَقَالُوا: يَا أَبَا شِبْلٍ زِدْتَ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: فَقَالَ: لَمْ أَفْعَلْ، قَالَ: قَالُوا: بَلَى، قَالَ: قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَقُلْتُ:

ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: جنابِ علقمہ رحمہ اللہ نے ہمیں پانچ رکعتیں پڑھا دیں، لوگوں نے کہا: ابوشبل! تم نے نماز میں زیادتی کر دی ہے، انھوں نے کہا: میں نے تو نہیں کی، لوگوں نے کہا: کیوں نہیں، تم نے کی ہے، ابراہیم کہتے ہیں: میں نے

بَلٰى مِنْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ قَالَ: فَقَالَ: وَأَنْتَ أَعْوَرُ تَقُولُ ذٰلِكَ، قَالَ: فَانْفَتَلَ وَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ خَمْسًا قَالَ: فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ وَقَالَ: ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ۔)) إِبْرَاهِيمُ هٰذَا هُوَ ابْنُ سُوَيْدٍ النَّخَعِيُّ وَلَيْسَ بِإِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ۔

مسجد کی ایک طرف سے کہا: کیوں نہیں، زیادتی کی ہے، انھوں نے کہا: او بھینگے! تو بھی یہی بات کہتا ہے۔ پھر وہ مڑے اور دو سجدے کیے، پھر سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو پانچ رکعتیں پڑھا دی تھیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لیے تھے اور فرمایا تھا: ''میں ایک بشر ہی ہوں، جیسے تم بھول جاتے ہو، ایسے میں بھی بھول جاتا ہوں۔'' سند میں مذکور ابراہیم نامی راوی ابن سوید نخعی ہے، نہ کہ ابراہیم بن یزید نخعی۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٤٠٤، ١٢٢٦، ومسلم: ٥٧٢

(٢٤٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنّٰى الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ أَنِي أَشْعَثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ...... رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمْ، فَسَهَى فِي صَلَاتِهِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں بھول گئے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہو کے دو سجدے کیے، پھر تشہد پڑھا اور پھر سلام پھیرا۔

تخریج: شاذ ...... أخرجه ابوداود: ١٠٣٩، والترمذی: ٣٩٥ ...... قوله "ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ" تفرد اشعث بتلك اللفظة، فقد رواه جمع من الثقات منهم شعبة، وحماد بن زيد، وغيرهما عن خالد الحذاء به دون هذه اللفظة

فوائد: ......اس باب کی صحیح احادیث میں سہو کے دو سجدوں کی درج ذیل تین صورتیں بیان کی گئی ہیں:

(۱)......اگر نمازی کو رکعات کی تعداد میں شک ہو جائے اور وہ حتمی فیصلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے کم تعداد پر بنیاد رکھے تو وہ سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔

(۲)......اگر نمازی کو رکعات کی تعداد میں شک ہو جائے اور مختلف قرائن کی روشنی میں اسے کسی صورت پر ظن غالب ہو جائے تو وہ سلام کے بعد سجدے کرے۔

(۳)......اگر سلام کے بعد کسی زیادتی کا پتہ چلے یا ایسی کمی کا جس کا اعادہ نہیں کیا جاتا، تو اسی وقت سجدے کیے جائیں اور پھر سلام پھیرا جائے، مثلاً: سلام پھیرنے کے بعد پتہ چلے کہ پانچ رکعتیں پڑھ لی گئی ہیں یا تشہد رہ گیا ہے۔

مَا جَاءَ فِي الْكُسُوفِ

نمازِ کسوف کا بیان

نماز کسوف: سورج گرہن یا چاند گرہن کے وقت مخصوص انداز میں پڑھی جانے والی نماز کو "صَلَاةُ الْكُسُوْفِ" کہا جاتا ہے۔

اس موضوع کی روایات مختلف فیہ ہیں، راجح روایات کے مطابق اس نماز کا ایک طریقہ درج ذیل ہے:

مسجد میں باجماعت طویل دو رکعتیں ادا کرنا اور ہر رکعت میں دو رکوع کرنا۔ ایک رکعت کی صورت یہ ہوگی: دعائے استفتاح، سورۂ فاتحہ، کسی مقام سے قرآن مجید کی تلاوت، رکوع، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کے بعد پھر تلاوتِ قرآن مجید، اس کے بعد عام نماز کی طرح رکوع اور سجدے۔ جہری قراءت کرنا اور عورتوں کا اس نماز میں شریک ہونا۔

(٢٤٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُطَرِّفٌ، وَقَرَأْتُهُ، عَلَى ابْنِ نَافِعٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ مَعَهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا نَحْوًا مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ قَالَ ابْنُ يَحْيَى: لَعَلَّهُمَا قَالَا: ثُمَّ رَفَعَ أَوْ لَمْ يَقُولَاهُ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہد میں سورج کو گرہن لگ گیا، رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی، جبکہ لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے، آپ نے تقریباً سورۂ بقرہ کی مقدار جتنا قیام کیا، پھر طویل رکوع کیا، پھر اٹھے اور پھر طویل قیام کیا، البتہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر آپ ﷺ نے طویل رکوع کیا، البتہ وہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ نے سجدہ کیا، پھر کھڑے ہوئے اور طویل قیام کیا، البتہ وہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر طویل رکوع کیا، لیکن وہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ اٹھے اور لمبا قیام کیا، لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر آپ ﷺ نے لمبا رکوع کیا، لیکن وہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ نے سجدے کیے اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا، پھر آپ نے فرمایا: "بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو کسی کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی زندگی کی وجہ سے، جب تم اس گرہن کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔" لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا کہ

آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ.)) قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ: ((رَأَيْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرِيتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ.)) قَالُوا: بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((بِكُفْرِهِنَّ.)) قِيلَ: يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.)) أَخْبَرَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَنَّ الشَّافِعِيَّ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: وَأَنَا مَالِكٌ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَمْ يَقُلْ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي شَكَّ فِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ثُمَّ رَفَعَ.

آپ نے اس مقام پر کوئی چیز پکڑی ہے، اور پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت دیکھی ہے، میں نے اس میں سے خوشہ پکڑنا چاہا، اگر میں اس کو پکڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اس سے کھاتے رہتے اور میں نے آگ کو دیکھا اور آج کی طرح کا سخت منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ جہنم میں عورتوں کی اکثریت تھی۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے کفر کی وجہ سے۔'' لوگوں نے کہا: کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اپنے خاوندوں کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان کی قدر نہیں کرتیں، اگر تو ایک عورت کے ساتھ زمانہ بھر احسان کرتا رہے، لیکن جب بھی وہ تجھ سے قابل اعتراض چیز دیکھے گی تو کہہ اٹھے گی: میں نے کبھی بھی تجھ سے خیر نہیں پائی۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٠٥٢، ومسلم: ٩٠٧

(٢٤٩)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ وَكَبَّرَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں سورج کو گرہن لگ گیا، پس آپ ﷺ نکلے اور مسجد میں تشریف لے آئے، آپ کھڑے ہوئے، اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے صفیں بنا لیں، آپ ﷺ نے لمبی قراءت کی، پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا، پھر سر اٹھایا

وَصَفَّ النَّاسُ وَرَائَهُ فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِرَائَةً طَوِيلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔)) ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَأَ قِرَائَةً طَوِيلَةً هِيَ أَدْنَى مِنَ الْقِرَائَةِ الْأُولَى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ أَدْنَى مِنَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔)) ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ وَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ))

اور ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' کہا، پھر قیام شروع کر دیا اور طویل قراءت کی، لیکن یہ پہلی قراءت سے کم تھی، پھر اللہ اکبر کہہ کر طویل رکوع کیا، البتہ یہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ نے ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' کہا، پھر آپ ﷺ نے دوسری رکعت میں یہی عمل دوہرایا اور اس طریقے پر چار رکوع اور چار سجدے پورے کیے، جبکہ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے سورج روشن ہو چکا تھا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے، لوگوں سے خطاب کیا، اللہ تعالی کی حمد و ثنا بیان کی جیسے اس کے شایان شان تھی، پھر فرمایا: ''بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو نہ کسی کی موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے اور نہ کسی کی حیات کی وجہ سے، پس جب تم ان کو اس طرح دیکھو تو نماز کی طرف پناہ حاصل کیا کرو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٠٤٦، ومسلم: ٩٠١

(٢٥٠)۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ جِدًّا، ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا، رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز شروع کر دی، آپ ﷺ نے بہت لمبا قیام کیا، پھر بہت طویل رکوع کیا اور رکوع سے اٹھ کر پھر طویل قیام کیا، البتہ یہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع کیا، جو پہلے رکوع سے مختصر تھا، پھر سجدے کیے اور پھر طویل قیام کیا، لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع کیا، جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سر اٹھا کر

الْأَوَّلِ ، ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ فَفَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ، وَقَدْ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ، فَقَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ، ثُمَّ قَالَ: يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا))

قیام شروع کر دیا، جو پہلے قیام سے مختصر تھا، پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا، جو پہلے رکوع سے کم تھا، پھر آپ نے سجدے کیے اور اس طرح نماز سے فارغ ہو گئے، اُدھر سورج بھی صاف ہو چکا تھا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب کیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور پھر فرمایا: ''بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو کسی کو موت کی وجہ سے گرہن لگتا ہے نہ کسی کی حیات سے، پس جب تم یہ چیز دیکھو تو نماز پڑھا کرو، صدقہ کیا کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو، اے امتِ محمد! اللہ کی قسم! کوئی بھی نہیں ہے جو اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کی بہ نسبت زیادہ غیرت مند ہو کہ اس کا بندہ یا اس کی لونڈی زنا کرے، اے امتِ محمد! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمھیں بھی اس کا علم ہو جاتا تو تم زیادہ روتے اور کم ہنستے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ١٠٤٤، ومسلم: ٩٠١

(٢٥١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ طَرْخَانَ، قَالَ: ثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، قَالَ: ثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ۔

سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورج گرہن کے دوران میں غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ١٠٤

فوائد: ......غلاموں کو آزاد کرنا باعثِ اجر وثواب عمل ہے۔

(٢٥٢)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، عَنْ عَثَّامِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ فَاطِمَةَ......

عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِالْعَتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہمیں سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا تھا۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، عظمت، قدرت، سطوت اور بندوں کو ڈرانے پر دلالت کرتی ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا﴾ ''ہم تو لوگوں کو دھمکانے کے لیے ہی نشانیاں بھیجتے ہیں۔'' (سورة بنی اسرائیل : ٥٩) چونکہ جاہلیت کا نظریہ یہ تھا کہ گرہن زمین میں ہونے والی کسی بڑی تبدیلی کا اثر ہوتا ہے، وہ موت بھی ہو سکتی ہے اور کوئی اور نقصان بھی۔ آپ ﷺ نے وضاحت فرما دی کہ یہ باطل عقیدہ ہے، سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہیں اور یہ اسی کے حکم کی پابند ہیں۔

کائنات ایک وسیع و عریض لیکن انتہائی منظم اور معتدل نظام کی پابند ہے اور صدہا صدیوں سے یہ نظام جاری ہے۔ زمین، آسمان، سورج، چاند اور ستاروں جیسی ہر بڑی مخلوق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم ہے۔ اس باقاعدہ نظام کو دیکھ کر مختلف قسم کی پیشین گوئیاں کر لینا ممکن ہے، مثلاً سورج گرہن، چاند گرہن، مہینے کا انتیس یا تیس دنوں کا ہونا، بارش اور طوفان وغیرہ کا آنا یا نہ آنا، علی ہذا القیاس۔ لیکن اس پیشین گوئی کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرامین کو فراموش کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے سورج اور چاند میں بالترتیب اصالۃً اور تبعاً روشنی کے اسباب پیدا فرمائے، وہی ہے کہ ان کو بے نور کر دے، اس لیے اصل مسبّب الاسباب کو نہیں بھولنا چاہیے اور سورج گرہن یا چاند گرہن کے وقت شرعی اصولوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کی طرف پناہ لینی چاہیے، مزید احکام کا تذکرہ احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔

مَا جَاءَ فِي صَلَاةِ الِاسْتِسْقَاءِ

نمازِ استسقاء کا بیان

نماز استسقاء: قحط سالی کے موقع پر مخصوص طریقے کے ساتھ نماز ادا کرنا اور بارانِ رحمت کے لیے دعا کرنا نمازِ استسقاء کہلاتا ہے۔ اس نماز کے تمام احکام و مسائل کا ذکر باب کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

(٢٥٣)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْغَزِّيُّ ، قَالَ: ثَنَا الْفِرْيَابِيُّ ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كِنَانَةَ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي اسْتِسْقَاءٍ فَلَمْ يَخْطُبْ خُطَبَكُمْ هٰذِهِ، خَرَجَ مُتَضَرِّعًا مُتَبَذِّلًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَمَا يُصَلِّي الْعِيدَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نمازِ استسقاء کے لیے نکلے، آپ نے تمہارے خطبوں کی طرح خطبہ نہیں دیا، آپ گڑگڑاتے ہوئے اور پرانے سے کپڑے پہن کر نکلے اور نمازِ عید کی طرح دو رکعت نماز ادا کی۔

تخریج: اسناده حسن۔ أخرجه ابوداود: ١١٦٥، والترمذی: ٥٥٨، والنسائی: ٣/١٥٦، وابن ماجه: ١٢٦٦

فوائد: ......''نماز عید کی طرح دو رکعت نماز ادا کی'' آیا یہ تشبیہ عیدین کی زائد تکبیرات کو بھی شامل ہے یا اس سے مراد صرف نماز کی دو رکعات اور قراءت باآواز بلند کرنا ہے؟ امام مالک، امام ثوری، امام اوزاعی، امام اسحاق اور مشہور قول کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ سمیت جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ نماز استسقا میں نماز عید والی زائد تکبیرات نہیں کہی جائیں گی، دوسری نمازوں کی طرح صرف تکبیر تحریمہ پر اکتفا کیا جائے گا، اس حدیث میں نماز عید سے جو تشبیہ دی گئی ہے اس کا تعلق رکعات کی تعداد، جہر کے ساتھ قراءت کرنے اور نماز سے پہلے خطبہ سے ہے۔

جبکہ امام شافعی، عمر بن عبدالعزیز، مکحول، سعید بن مسیّب اور ایک روایت کے مطابق امام احمد اس رائے کے قائل ہیں کہ نماز استسقا میں بھی نماز عید کی طرح زائد تکبیرات کہی جائیں گی۔ بہرحال یہ ایک اجتہادی مسئلہ معلوم ہوتا ہے، جو جس صورت پر مطمئن ہو، وہ اس پر عمل کر لے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ان شاء اللہ ماجور ہوگا۔ امام داود ظاہری کا یہ مسلک ہے کہ نماز استسقا پڑھنے والے کو اختیار ہے، اگر وہ چاہے تو زائد تکبیرات کہہ لے اور اگر چاہے تو دوسری نمازوں کی طرح صرف تکبیر تحریمہ پر اکتفا کر لے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مقصد خطبے کی کلی طور پر نفی کرنا نہیں ہے، بلکہ وہ حاضرین کے کسی مخصوص خطبے کی نفی کر کے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ مبارک دعا، تضرع اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی و بڑائی جیسے امور پر مشتمل ہوتا تھا۔

(٢٥٤)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ......

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَائَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔

عباد بن تمیم رحمہ اللہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے، بارش کے لیے دعا کی، پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے، اپنی چادر کو پلٹا اور دو رکعت نماز پڑھی۔

تخریج: أخرجه البخاری: ١٠٢٦، ومسلم: ٨٩٤

(٢٥٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ وَجَهَرَ بِالْقِرَائَةِ وَحَوَّلَ رِدَائَهُ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَدَعَا وَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

عباد بن تمیم کے چچا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش کی دعا کرنے کے لیے لوگوں سمیت نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی، اس میں جہری قراءت کی، اپنی چادر کو الٹا، اپنے ہاتھ اٹھا کر بارش کے نازل ہونے کی دعا کی اور قبلہ رخ ہوئے۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(٢٥٦)۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مزيدٍ، أَنَّ أَبَاهُ، أخْبرهُ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ، قَالَ: ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ.....

قَالَ: ثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا قَالَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا فِي السَّمَاءِ قَزَعَةٌ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! مَا وَضَعَهُمَا حَتَّى ثَارَ سَحَابٌ كَأَمْثَالِ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذَلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى، فَقَامَ ذَلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ قَالَ رَجُلٌ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)) قَالَ: فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتَّى صَارَتْ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِي وَادِي قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِيءْ رَجُلٌ مِنْ نَاحِيَةٍ مِنَ النَّوَاحِي إِلَّا حَدَّثَ بِالْجُودِ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لوگ عہد نبوی میں قحط سالی میں مبتلا ہو گئے۔ ایک دن ایسے ہوا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، یہ جمعہ کے دن کی بات تھی، ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مال برباد ہو گیا ہے، اہل وعیال بھوکے ہیں، لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے، جبکہ آسمان میں بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! آپ ﷺ نے ابھی تک ہاتھوں کو نیچے نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح بادل اٹھنے لگ گئے، آپ ﷺ ابھی تک منبر سے اترے نہیں تھے کہ میں نے دیکھا کہ بارش آپ کی داڑھی مبارک پر گر رہی تھی، پس اس دن بارش ہوئی، اس سے اگلے دن بھی اور اس سے اگلے دن بھی، بلکہ اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر وہی دیہاتی یا کوئی اور آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مکان گرنے لگ گئے ہیں، پس آپ ہمارے لیے دعا کریں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا کی: ”اے اللہ! ہمارے ارد گرد (بارش برسا) نہ کہ ہم پر۔“ آپ ﷺ مسجد سے جس سمت میں اشارہ کرتے، اُدھر سے بادل چھٹ جاتے اور ایسے لگ رہا تھا جیسے مدینہ بادلوں کے درمیانی خلا کے نیچے آ گیا ہے، قناۃ وادی ایک ماہ تک بہتی رہی، جس علاقے سے جو آدمی آیا، اس نے سخاوت کی بات کی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٠٣٣، ومسلم: ٨٩٧

فوائد: ...... استسقاء سے متعلقہ نماز اور دعا کرنے کے طریقے بالاختصار درج ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ سے بارش کے لیے سوال کرنے کے تین طریقے ہیں:

(۱)...... باجماعت نماز استسقاء میں دعا کرنا۔

اس نماز کے بارے میں واضح دلائل کے باوجود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ استسقا میں کوئی باجماعت نماز مسنون نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ امام صاحب نے یہ رائے کیوں اختیار کی ہے۔

(۲)...... خطبۂ جمعہ میں دعا کرنا

(۳)...... کسی اور مقام پر دعا کرنا۔

تنبیہ: ...... اس موقع پر دعا کرتے ہوئے ہتھیلیوں کو الٹا بھی رکھا جاسکتا ہے اور سیدھا بھی۔

اگر پہلا طریقہ اختیار کرتے ہوئے نماز استسقاء ادا کی جائے تو اس کی ترتیب کے طریقے درج ذیل ہیں:

(۱)...... منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا، قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور چادر کو پلٹ دینا، اس کے بعد جہری قراءت کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرنا۔

(۲)...... پہلے نماز ادا کرنا، بعد میں خطبہ دینا اور دعا کرنا۔

لوگ بھی امام کے ساتھ اپنی چادریں پلٹیں گے۔

بارش کے لیے مسنون دعائیں:

(۱)...... اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا ، اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا۔ (صحیح بخاری: ۱۰۱۳)

''اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا، اے اللہ! ہمیں پانی پلا۔''

(۲)...... اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا ، اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا ، اَللّٰهُمَّ أَغِثْنَا۔ (صحیح بخاری: ۱۰۱۳)

''اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما، اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما، اے اللہ! ہم پر بارش نازل فرما۔''

(۳)...... اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ۔ (ابوداود: ۱۱۶۹)

''اے اللہ! ہمیں پانی پلا، ہم پر ہماری تشنگی بجھانے والی ایسی بارش نازل فرما، جو ہلکی پھوار بن کر غلہ اگانے والی، نفع دینے والی ہو، نہ کہ نقصان پہنچانے والی، جو جلد آنے والی ہو نہ کہ دیر کرنے والی۔''

(٤)...... اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔ (ابوداود: ۱۱۷۶)

''اے اللہ! اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر، اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کردے۔''

(۵)...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ ، اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ۔ (ابوداود: ۱۱۷۳)

''ساری تعریف اللہ کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے، جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے، جو جزا کے دن کا مالک ہے، نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے، اے اللہ! تو اللہ ہے، کوئی الہ نہیں ہے مگر تو ہی، تو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں، ہم پر بارش نازل فرما اور جو (بارش) تو نازل فرمائے اس کو ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ بنا۔''

مَا جَاءَ فِي الْعِيدَيْنِ

عیدین کا بیان

(۲۵۷)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ...... عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمَسْجِدَ وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِحْدَاهُنَّ لَا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ: ((لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا))

سیدہ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر جوان، حائضہ اور پردہ نشین خواتین کو نکالیں، البتہ حائضہ عورتوں کو چاہیے کہ وہ جائے نماز سے الگ رہیں اور خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شامل ہوں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر کسی کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی کوئی بہن اس کو اپنی اوڑھنی دے دے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٣٢٤، ٩٧٤، ٩٨٠، ١٦٥٢، ومسلم: ٨٩٠

فوائد: ......عیدین کی نمازیں اسلام اور اہل اسلام کا عظیم شعار ہیں، عام طور پر عورتوں کا گھر نماز پڑھنا افضل ہے، اگرچہ مسجد میں آنا جائز ہے، لیکن عیدین کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے تمام عورتوں کو میدان میں آنے کا خاص حکم ارشاد فرمایا، بلکہ جو عورتیں ایام ماہواری میں صوم و صلاۃ سے مستثنیٰ ہوتی ہیں، انھیں بھی عید گاہ میں پہنچنے کی تلقین کی، ہاں اتنا ضرور ہے کہ وہ جائے نماز سے علیحدہ ہو کر بیٹھیں۔ غور کریں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ عذر پیش کیا گیا کہ اگر کوئی عورت چادر نہ ہونے کی وجہ سے نمازِ عید کے لیے نہ جا سکے تو آیا اس پر کوئی حرج ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی کوئی سہیلی اسے چادر دے دے۔''

اس سے عورتوں کے لیے حکم میں بہت تاکید پیدا ہو جاتی ہے۔

(۲۵۸)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلا، آپ ﷺ نے نماز پڑھی، پھر خطبہ دیا، پھر عورتوں کے پاس آئے، ان کو وعظ و نصیحت کی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۹۳٤

فوائد: ......خواتین کے پاس جا کر الگ سے خطاب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے وہ خطاب نہیں سنا تھا، جو آپ ﷺ نے مردوں کو ارشاد فرمایا تھا، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: أَشْهَدُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ فِي الْعِيْدِ ثُمَّ خَطَبَ فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَاءِ فَأَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْخُرْصَ وَالْخَاتَمَ وَالشَّيْءَ۔ ''میں شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے عید میں خطبے سے پہلے نماز پڑھی ہے، پھر خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر آپ ﷺ کو یہ خیال ہوا کہ عورتیں آپ کی آواز نہیں سن سکیں، اس لیے آپ ان کے پاس آئے، ان کو وعظ و نصیحت کی اور ان کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، پس عورتوں نے اپنی بالیاں، انگوٹھیاں اور دوسری چیزیں (سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کی جھولی) میں ڈالنا شروع کر دیں۔'' (صحیح بخاری: ۱۴۴۹، ۱۹۸۳، صحیح مسلم: ۸۸۴)

(۲۵۹)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَوْمِ عِيدِ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے عید الفطر یا عید الاضحیٰ والے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ نے خطبے سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر نماز سے آغاز کیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۹۳۵، و مسلم: ۸۸۵

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ عیدگاہ میں پہنچ کر سب سے پہلے نماز عید ادا کرتے اور اس کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے، بنوامیہ کے خلیفہ مروان نے نماز سے پہلے خطبہ دینے کو رواج دیا، آج کل بھی بعض لوگ مروان کی ترتیب پر قائم ہیں۔ ہمیں نبی کریم ﷺ کی سنت کو ترجیح دینی چاہیے۔

(۲۶۰)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثَنَا أَبُو خَالِدٍ، قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تُرْكَزُ لَهُ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید والے دن نبی کریم ﷺ کے سامنے نیزہ گاڑھا جاتا، آپ اس کی طرف نماز

الْحَرْبَةُ يُصَلِّي إِلَيْهَا يَوْمَ الْعِيدِ۔ وَحَدَّثَنَا بِهِ أَبُو سَعِيدِ الْأَشَجُّ مَرَّةً أُخْرَى وَلَمْ يَذْكُرْ يَوْمَ الْعِيدِ۔

پڑھتے۔ ابوسعید اشج نے اپنی روایت میں عید کے دن کا ذکر نہیں کیا۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٩٢٩، ومسلم: ٥٠١

فوائد: ...... نیزہ گاڑھنے سے مقصود سترے کا اہتمام کرنا تھا۔

(٢٦١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا دَاوُدُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَدِيٍّ يَعْنِي ابْنَ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر والے دن نکلے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ آپ نے اس سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

تخريج: أخرجه البخاري: ١٣٦٤، ومسلم: ٨٨٤

فوائد: ...... درج ذیل حدیث قابل توجہ ہے:

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُفْطِرُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ، وَكَانَ لَا يُصَلِّي قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَإِذَا قَضَى صَلَاتَهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ۔ ...... رسول اللہ ﷺ عید الفطر والے دن نکلنے سے پہلے ناشتہ کرتے تھے اور آپ ﷺ نماز عید سے قبل کوئی نفل نماز نہیں پڑھتے تھے، جب (عید کی) نماز پڑھ لیتے تو (گھر لوٹ کر) دو رکعت پڑھتے تھے۔" (مسند احمد: ١١٢٢٦، ابویعلی: ١٣٤٧، ابن خزیمۃ: ١٤٦٩)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے نماز عید کے بعد دو رکعت نماز ادا کی ہے، اس مقام پر جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ نفی کو عید گاہ پر محمول کیا جائے، یعنی آپ ﷺ نے عید گاہ میں صرف عید کی نماز ہی پڑھی، لیکن جب گھر تشریف لائے تو دو رکعت نماز ادا کی، جیسا کہ ابن ماجہ (۱۲۹۳) میں ہے کہ جب آپ ﷺ گھر لوٹتے تو دو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔

اگر کسی مجبوری کی وجہ سے مسجد میں نمازِ عید ادا کرنا پڑ جائے اور اس نماز سے پہلے انتظار وغیرہ کے لیے بیٹھنا پڑ جائے تو تحیۃ المسجد کی دو رکعت نماز ادا کرنے کا حکم پورا کرنا ہوگا، یہ حکم مذکورہ بالا احادیث سے بالکل مختلف ہے، درج بالا احادیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سبھی نمازیں بھی ادا نہیں کی جا سکتی، مثلاً نماز جنازہ، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد وغیرہ۔

(٢٦٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

بْنَ يَعْلَى الطَّائِفِيَّ.....

قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَبَّرَ فِي الْعِيْدِ يَوْمَ الْفِطْرِ سَبْعًا فِي الْأُولَى وَخَمْسًا فِي الْآخِرَةِ سِوَى تَكْبِيرَةِ الصَّلَاةِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عید الفطر والے دن نمازِ عید کی پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہیں، ان میں تکبیرِ تحریمہ شامل نہیں تھی۔

تخریج: صحیح بشواهده..... أخرجه ابوداود: ۱۱۵۲، وابن ما...

فوائد: ...... دیگر احادیث سے بھی بارہ تکبیرات کا ثبوت ملتا ہے، بعض احادیث میں ضعف ہے، لیکن وہ شواہد کی بنا پر صحیح ہیں۔

سیّدنا عمر، سیّدنا علی، سیّدنا ابوہریرہ، سیّدنا جابر، سیّدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا ابو ایوب، سیّدنا زید بن ثابت اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم اور امام احمد، امام شافعی اور امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر کئی ائمہ کا یہی مسلک کہ نمازِ عیدین میں بارہ تکبیریں کہی جائیں۔

لیکن چھ تکبیرات بھی جائز اور مسنون ہیں، لہٰذا دونوں سنتوں پر عمل ہونا چاہیے۔

(۲۶۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ طَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَهِدْتُ صَلَاةَ الْفِطْرِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ ، وَعُمَرَ ، وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ ، قَالَ: فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ أَجْلَسَ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتَّى جَاءَ النِّسَاءَ مَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ: ﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ [الممتحنة: ۱۲] فَتَلَا هٰذِهِ

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ اور سیّدنا ابوبکر، سیّدنا عمر اور سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید الفطر کے دن نماز میں حاضر ہوا ہوں، یہ سب لوگ خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے، اس کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ نبی کریم ﷺ (خطبۂ عید سے فارغ ہوکر) نیچے اترے۔ گویا کہ میں اب بھی آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ جب آپ اپنے ہاتھ سے لوگوں کو بٹھا رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ ان کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور عورتوں کے پاس پہنچ گئے، جبکہ آپ کے ساتھ سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپ ﷺ نے وہاں یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ

الْـآيَةَ حَتَّى فَـرَغَ مِـنْهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ مِـنْهَـا: ((أَنْتُنَّ عَلَى ذَلِكَ؟)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِـدَـةٌ، لَـمْ يُجِبْ غَيْرُهَا مِنْهُنَّ: نَعَمْ يَا نَبِيَّ الـلّٰهِ! لَا يَدْرِي حَسَنٌ مَنْ هِيَ، قَالَ: ((فَتَـصَـدَّقْنَ)) قَالَ: فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَـالَ: هَلُمَّ لَكُنَّ فِدَاكُنَّ أَبِي وَأُمِّي فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ۔

شَيْـئًـا....﴾ (اے نبی! جب آپ کے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کے لیے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی ......) پوری آیت کی تلاوت کی، جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کیا تم اسی (بیعت) پر پابند ہو؟'' ایک عورت نے جواب دیا: جی ہاں، اے اللہ کے نبی! کوئی اور عورت نہیں بولی۔ حسن راوی نہیں جانتا کہ وہ کون تھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ کرو۔'' پس سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے کپڑا بچھایا اور کہا: لاؤ، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، سو وہ بڑی انگوٹھیاں اور چھوٹی انگوٹھیاں سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٩٦٢، ومسلم: ٨٨٤

فوائد: ...... پوری آیت یوں ہے: ﴿يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔﴾ ...... ''اے نبی! جب اہل ایمان خواتین آپ کے پاس آئیں تو وہ ان باتوں کی بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گی اور کسی پر بہتان طرازی نہیں کریں گی اور کسی معروف کام میں آپ کی حکم عدولی نہیں کریں گی، تو آپ ان سے بیعت لے لیں اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں، بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔'' (سورۂ ممتحنہ: ١٢)

(٢٦٤)۔ حَـدَّثَـنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا الْفَضْلُ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَـالَ: حَـضَـرْتُ الـنَّبِـيَّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ فِـي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ: ((قَدْ قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فَلْيَجْلِسْ لِلْخُطْبَةِ وَمَنْ شَاءَ أَنْ يَذْهَبَ فَلْيَذْهَبْ۔))

سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں عید والے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ حاضر تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے، پس اب جو چاہتا ہے، وہ بیٹھ جائے اور جو جانا چاہتا ہے، وہ چلا جائے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ١١٥٥، والنسائي: ٣/ ١٨٥، وابن ماجه: ١٢٩٠

فوائد: ...... دو رکعت نمازِ عید کے بعد امام خطبہ دیتا ہے، مقتدی حضرات کے لیے یہ خطبہ سننا مستحب ہے، ضروری نہیں ہے۔

(٢٦٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ......

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْعِيدِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ فَإِذَا اجْتَمَعَ عِيدٌ وَيَوْمُ جُمُعَةٍ قَرَأَ بِهِمَا فِيهِمَا۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نمازِ عید میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کی، جب عید اور جمعہ کا دن جمع ہو جاتا تو آپ ﷺ دونوں نمازوں میں ان ہی دو سورتوں کی تلاوت کرتے تھے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٨٧٨

فوائد: ...... جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں ان دو سورتوں کی تلاوت مسنون ہے، لیکن اکثر مقامات پر ان سورتوں کی تلاوت کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ ان دو سورتوں کے مفہوم پر غور کرے، کیونکہ آپ ﷺ نمازِ جمعہ اور نمازِ عید میں ان سورتوں کی تلاوت کرنے کا اہتمام کرتے تھے، جبکہ یہ دو انتہائی اہم اجتماعات ہوتے ہیں۔

(٢٦٦)۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَنَا أَبُو بِشْرٍ......

عَنْ أَبِي عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ، أَخْبَرَنِي عُمُومَةٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: غُمَّ عَلَيْنَا هِلَالُ شَوَّالٍ فَأَصْبَحْنَا صِيَامًا فَجَاءَ رَكْبٌ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ فَشَهِدُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ رَأَوُا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُفْطِرُوا مِنْ يَوْمِهِمْ وَأَنْ يَخْرُجُوا لِعِيدِهِمْ مِنَ الْغَدِ۔

عمیر بن انس رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرے انصاری چچاؤں، جو کہ صحابہ تھے، نے مجھے بیان کیا: ہمیں شوال کا چاند نظر نہ آ سکا، اس لیے ہم رمضان کی تیس تاریخ سمجھ کر صبح کو روزے کے ساتھ تھے، دن کے پچھلے پہر ایک قافلہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں یہ گواہی دی کہ انھوں نے پچھلے دن چاند دیکھا تھا، پس آپ ﷺ نے حکم دیا کہ لوگ روزہ توڑ دیں اور کل عید کی ادائیگی کے لیے نکلیں۔

تخریج: حسن ...... اخرجه ابوداود: ١١٥٧، والنسائی: ٣/ ١٨٠، وابن ماجه: ١٦٥٣

فوائد: ...... اگر چاند کی خبر ملنے پر نمازِ عید کا وقت ختم ہو چکا ہو تو دوسرے دن یہ نماز ادا کی جائے گی۔

بَابُ الْوِتْرِ

نمازِ وتر کا بیان

(۲٦٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ……

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى فَإِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِرَكْعَةٍ، زَادَ مَحْمُودٌ تُوْتِرُ لَكَ مَا مَضَى۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے، پس جب تمھیں صبح ہو جانے کا ڈر ہو تو ایک رکعت ادا کر لو، وہ تمھاری ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١١٣٧، ومسلم: ٧٤٩

فوائد: یہ حدیثِ مبارکہ رات کی نماز کی تعداد کے لیے ایک قانون اور کلیہ کی حیثیت رکھتی ہے، اسی حدیث کی روشنی میں مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں رمضان کی پہلی بیس راتوں میں اکیس اور آخری دس راتوں میں اکتیس رکعت قیام کا اہتمام کیا جاتا ہے، اس حدیث میں قانون یہ پیش کیا گیا ہے کہ قیام کرنے والا جتنی مرضی دو دو رکعت نماز ادا کرتا رہے اور آخر میں ایک رکعت وتر ادا کر لے، مثلا دو اور ایک، چار اور ایک، چھ اور ایک، علی ہذا القیاس۔ حرمِ مکی کے خطیب وامام الشیخ عبد الرحمٰن سدیس حفظہ اللہ نے اپنے فتوے میں کہا کہ نبی کریم ﷺ عملی طور پر گیارہ رکعت قیام کرتے تھے، لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس قیام سے زیادہ رکعات بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

عملی طور پر آپ ﷺ کے قیام اللیل کی رکعات کی تعداد سات، نو، گیارہ اور تیرہ رہی ہے، اکثر و بیشتر گیارہ تھی، اس قیام میں وتروں کی تعداد کے لیے دیکھیں: حدیث نمبر ۲۶۹۔

(٢٦٨)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ……

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصے میں وتر ادا کیے ہیں، آپ نے وتر سحری تک ادا فرمائے ہیں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٩٩٦، ومسلم: ٧٤٥

فوائد: ……وتر کا وقت نماز عشا سے لے کر طلوعِ فجر تک ہے۔

(٢٦٩)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: ثَنَا عِيسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ……

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ خَافَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنْ أَوَّلِهِ وَلْيَرْقُدْ، وَمَنْ طَمِعَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَيْقِظَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوتِرْ مِنْ آخِرِهِ فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُورَةٌ فَذٰلِكَ أَفْضَلُ))

نے فرمایا: ''جس آدمی کو رات کے آخری حصے میں بیدار نہ ہونے کا ڈر ہو، وہ شروع رات میں وتر ادا کر کے سوئے، اور جس کو رات کے آخری حصے میں بیدار ہو جانے کی امید ہو وہ آخری حصے میں ہی وتر پڑھے، کیونکہ رات کے آخری حصے کی نماز حاضر کی گئی ہے اور زیادہ فضیلت والی ہے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٧٥٥

فوائد: ......رات کے آخری حصے میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔

نمازِ وتر سنت اور نفل ہے، نہ کہ واجب اور فرض۔ امام احمد، امام شافعی، امام مالک اور جمہور علما کا بھی یہی مسلک ہے کہ وتر کا حکم سنت مؤکدہ کا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فرض نمازوں کی طرح وتر حتمی و لازمی نہیں ہے، بلکہ یہ سنت ہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا۔ (ابو داود، نسائی، ابن ماجه)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجبوری کی حالت میں سواری پر وتر ادا کر لیتے تھے اور یہ طریقہ نفلی نماز کو ادا کرنے کا ہے۔

وتر کی رکعات کی درج ذیل تعداد احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

(۱)......ایک وتر (صحیح بخاری: ۹۹۰، صحیح مسلم: ۷۴۹)

(۲)......تین وتر (صحیح بخاری: ۲۰۱۳، صحیح مسلم: ۷۳۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین وتر نہ پڑھو، پانچ یا سات وتر پڑھو (اور تین پڑھ کر) مغرب کی مشابہت نہ کرو۔ (دارقطنی: ١٦٣٤ بیهقی: ٣/ ٣١، شرح معانی الآثار: ١/ ٢٩٢)

اگر تین رکعت نمازِ وتر ایک سلام اور ایک تشہد کے ساتھ یا دو سلاموں کے ساتھ پڑھے جائیں تو نمازِ مغرب کے ساتھ مشابہت نہیں رہتی۔

(۳)......پانچ وتر۔ بیچ میں کوئی تشہد نہیں۔ (صحیح مسلم: ۲۳۷)

(۴)......سات وتر (صحیح مسلم: ٧٤٦) چھ رکعات کے بعد درمیانہ تشہد ہوگا۔ (صحیح مسلم: ٧٤٦ مختصراً، ابو داود: ١٣٤٢، نسائی: ١٦٠٢)

(۵)......نو وتر۔ آٹھویں رکعت کے بعد درمیانہ تشہد ہوگا۔ (صحیح مسلم: ٧٤٦)

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

سواری پر نماز پڑھنے کا بیان

(٢٧٠)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ

سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ......

عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهَةٍ تَوَجَّهَ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر نفلی نماز ادا کر لیتے تھے، جس طرف مرضی اس کا رخ ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ وتر بھی سواری پر پڑھ لیتے تھے، البتہ فرضی نماز اس پر ادا نہیں کرتے تھے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۷۰۰

(۲۷۱)۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ أَبُو شَيْبَةَ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِي عُبَيْدَةَ، قَالَ: ثَنَا أَبِي، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيِّ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ فَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ وتر میں سورۂ اعلیٰ، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے، جب آپ سلام پھیرتے تو تین یہ کلمہ کہتے تھے: ''سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ''۔

تخریج: صحيح ...... أخرجه ابوداود: ۱۴۱۰، والنسائی: ۳/ ۲۴۴، وابن ماجه: ۱۱۷۱

فوائد: ......اس دعا کے بعد یہ کلمات بھی کہنے چاہئیں: ((رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ۔)) ......''جو فرشتوں اور روح یعنی جبریل کا ربّ ہے۔'' (سنن دارقطنی: ۱۶۶۰)

بَابُ قُنُوتِ الْوِتْرِ
قنوتِ وتر کا بیان

(۲۷۲)۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: ثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ......

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قنوتِ وتر میں پڑھنے کے لیے ان کلمات کی تعلیم دی: اَللّٰهُمَّ

وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ: ((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ))

اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا اَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، فَاِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔ (اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے ہدایت دی اور مجھے عافیت دے کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے عافیت بخشی اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا اور جو کچھ تو نے مجھے عطا کیا اس میں برکت ڈال دے اور جس شر کا تو نے فیصلہ کیا ہے مجھے اس سے محفوظ رکھ۔ بیشک تو ہی فیصلہ صادر کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جاتا اور جس کا تو والی بنا وہ کبھی ذلیل وخوار نہیں ہوسکتا، اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند و بالا ہے)۔''

تخریج: صحیح ..... أخرجه ابو داود: ۱٤۲٥، والترمذی: ٤٦٤، والنسائی: ۳/ ۲٤۸، وابن ماجه: ۱۱۷۸

فوائد: ...... یہ دعا عام لوگوں کو درج ذیل الفاظ کے ساتھ یاد ہے، وہ ان ہی الفاظ پر برقرار رہیں:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا اَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، اِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ، وَاِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔ (ابو داود: ۱٤۲٥)

قنوت وتر میں "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ ...." پڑھنا کیسا ہے؟

کسی صحیح اور مرفوع روایت سے اس دعا کو قنوتِ وتر میں پڑھنا ثابت نہیں ہوتا، سنن بیہقی کے مطابق آپ ﷺ کو اس دعا کو قنوت نازلہ میں پڑھنے کی تعلیم دی گئی، لیکن یہ حدیث مرسل ہے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ دعا ثابت ہے، لیکن وہ بھی اس کو رکوع کے بعد والی قنوت نازلہ میں پڑھتے تھے، یہ بھی سنن بیہقی کی روایت ہے۔

قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھنی چاہیے:

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر پڑھتے تھے، پہلی رکعت میں سورۂ اعلیٰ، دوسری میں سورۂ کافرون اور تیسری میں سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے اور رکوع سے پہلے قنوت کرتے تھے۔ (نسائی: ۱٦۹۹)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ

الرُّكُوْعِ۔ رسول اللہ ﷺ وتر پڑھتے تھے اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ (ابن ماجہ: ۱۱۸۲)

(۲۷۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: ثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ......

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ هَذِهِ الْكَلِمَاتِ لِيَقُولَ فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کلمات کی تعلیم دی، تاکہ وہ ان کو قنوتِ وتر میں پڑھیں۔

تخريج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......آج کل قیام رمضان کے موقع پر قنوت وتر میں لمبی لمبی دعائیں پڑھی جاتی ہیں اور بعض مقتدیوں کی طرف سے اس عمل کا بڑا اصرار بھی کیا جاتا ہے، بلکہ اس دعا کی وجہ سے بعض ائمہ کو بعض پر ترجیح دی جاتی ہے۔ گزارش ہے کہ مسنون دعا پر اکتفا کرنا چاہیے، اگر کسی کو طویل دعاؤں کی رغبت ہو تو وہ خود دعا کر لیا کرے۔

(۲۷۴)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ......

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِذَلِكَ، إِذَا كَانَ الْفَجْرُ فَقَدْ ذَهَبَتْ صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالْوِتْرِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَوْتِرُوا قَبْلَ الْفَجْرِ))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جو شخص رات کو نماز پڑھے، وہ اپنی نماز کے آخر میں وتر پڑھے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسی چیز کا حکم دیا ہے، جب فجر طلوع ہو جاتی ہے تو رات کی نماز اور وتر کا وقت ختم ہو جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر سے پہلے وتر ادا کر لیا کرو۔''

تخريج: صحيح ...... أخرجه الترمذي: ٤٦٩

(۲۷۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ......

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهِ وِتْرًا قَبْلَ الصُّبْحِ، كَذَلِكَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُهُمْ، قَالَ ابْنُ يَحْيَى: يَأْتِيهِ حَجَّاجٌ نَسَقًا وَاحِدًا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو آدمی رات کی نماز پڑھے، وہ اس نماز کے آخر میں لیکن صبح سے پہلے وتر ادا کرے، رسول اللہ ﷺ اسی طرح حکم دیا کرتے تھے۔ حجاج راوی اس حدیث کو ایک ہی ترتیب کے ساتھ بیان کرتے تھے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٧٥١

فوائد: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رات کی نماز میں آخر میں وتر ادا کرنے چاہئیں، جبکہ درج ذیل دو احادیث سے وتر کے بعد بھی نفلی نماز پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے:

(۱)......سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ هٰذَا السَّفَرَ جَهْدٌ وَثِقْلٌ ، فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ.)) ''چونکہ یہ سفر باعثِ مشقت و زحمت ہے، اس لیے ہر کوئی وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لے، اگر (قیام کرنے کے لیے) جاگ آ گئی تو ٹھیک، وگرنہ یہی دو رکعتیں اسے کفایت کر جائیں گی۔'' (الدارمي: ١/٣٧٤، ابن خزيمة: ٢/١٥٩/١١٠٣، ابن حبان: ٦٨٣، الدار قطني: ص ١٧٧، صحيحه: ١٩٩٣)

(۲)......نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے نمازِ وتر کے بعد خود بھی دو رکعت نماز ادا کی۔ (صحیح مسلم) معلوم ہوا کہ نمازِ وتر کے بعد دو رکعت نفل ادا کرنا مسنون عمل ہے۔

ان احادیث میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ باقاعدگی کے ساتھ نمازِ تہجد پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ آخر میں نمازِ وتر ادا کیا کرے، نیز وہ وتروں کے بعد مزید دو رکعات پڑھ سکتا ہے اور جو آدمی کسی عذر کی وجہ سے رات کے شروع میں ہی وتر سمیت نمازِ تہجد پڑھنا چاہتا ہو، تو وہ پڑھ لے، لیکن اگر وہ رات کے آخری حصے میں بیدار ہو جائے تو وتر توڑے بغیر مزید نفلی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح وہ آدمی جو نمازِ وتر پڑھ کر سو جاتا ہو، لیکن رات کو اتفاقی طور پر کھڑا ہو کر نفلی نماز ادا کرنا چاہتا ہو تو وہ پڑھ سکتا ہے، اسے وتر توڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

امام عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے کہا: ائمہ اربعہ، امام ثوری اور امام ابن مبارک وغیرہ کا خیال ہے کہ نمازِ وتر کے بعد اس کو توڑے بغیر مزید نفلی نماز ادا کی جا سکتی ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔

بَابٌ فِي رَكَعَاتِ السُّنَّةِ

سنت رکعات کا بیان

(٢٧٦)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ ، قَالَ: ثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ نَافِعٍ ...... عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ۔ قَالَ: وَحَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ وَكَانَتْ سَاعَةٌ لَا يَدْخُلُ عَلَيْهِ فِيهَا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو، ظہر کے بعد دو، مغرب کے بعد گھر میں دو اور عشا کے بعد گھر میں دو رکعت سنتیں ادا کیں۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بیان کیا: یہ ایسی گھڑی تھی جس میں کوئی بھی آپ ﷺ کے پاس نہیں آتا تھا، جب فجر طلوع ہوتی اور مؤذن نمازِ فجر کی اذان دیتا تو آپ

أَحَدٌ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ وَيُنَادِي الْمُنَادِي بِالصَّلَاةِ۔ قَالَ أَيُّوبُ: أَرَاهُ خَفِيفَتَيْنِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فِي بَيْتِهِ۔

ﷺ ہلکی سی دو رکعتیں اور جمعہ کے بعد گھر میں دو رکعت سنتیں ادا کرتے تھے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٩٣٧، ١١٧٢، ومسلم: ٧٢٩

(٢٧٧)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَا: ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَنَا خَالِدٌ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ التَّطَوُّعِ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا فِي بَيْتِي ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔

عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفلی نماز کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: آپ ظہر سے پہلے میرے گھر میں چار سنتیں ادا کرتے، پھر چلے جاتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے، پھر میرے گھر میں لوٹ کر دو سنتیں ادا کرتے تھے۔

تخريج: أخرجه مسلم: ٧٣٠

فوائد: ......

سنن مؤکدہ کی تعداد دس یا بارہ ہے، جن کا ذکر درج بالا دو احادیث میں کیا گیا ہے۔
صحیح دلائل کی روشنی میں نمازوں کی رکعات کی تعداد درج ذیل ہے:

نماز	پہلے والی سنتیں	فرض رکعات	بعد والی سنتیں
فجر	2	2	×
ظہر	2 یا 4	4	2 یا 4
عصر	2 یا 4	4	2
مغرب	2	3	2
عشاء	2	4	2
جمعۂ مبارک	مقررہ سنتیں نہیں	2	2 یا 4

(٢٧٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَارِقِيِّ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنَى مَثْنَى)) نے فرمایا: ''رات اور دن کی نماز دو دو رکعت ہے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ١٢٩٥، وابن ماجه: ١٣٢٢، والترمذی: ٥٩٧، والنسائی: ١٦٦٦

فوائد: ......ظہر وعصر سے پہلے والی چار سنتیں دو دو کر کے بھی ادا کی جا سکتی ہیں اور ایک سلام کے ساتھ اکٹھی ادا کرنا بھی درست ہے۔

(٢٧٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: وَفِيمَا قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ نَافِعٍ، وَحَدَّثَنِي مُطَرِّفٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت نماز پڑھتے تھے، ان میں وتر کی ایک رکعت ہوتی تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام سے فارغ ہوتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، یہاں تک کہ آپ کے پاس مؤذن آتا، پھر آپ ہلکی سی دو رکعتیں ادا کرتے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٧٣٦

فوائد: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ)) ......''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز فجر سے پہلے والی دو رکعتیں پڑھے تو وہ اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جائے۔'' (ابوداود: ١٢٦١، ترمذی: ٤٢٠، ابن ماجه: ١١٩٩، نسائی: ١٤٥٦)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی دو سنتوں کے بعد دائیں پہلو پر لیٹنا چاہیے، ان کی مزید کوئی تاویل نہیں کی جا سکتی، لیکن نمازیوں کی اکثریت یا تمام نمازی اس سنت پر عمل کرنے سے غافل ہیں، یہ الگ بات ہے کہ یہ لیٹنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ لیٹنا بھی ثابت ہے۔

بَابُ الْأَوْقَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنِ الصَّلَاةِ فِيهَا

ان اوقات کا بیان، جن میں نماز ادا کرنا منع ہے

(٢٨٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَا

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: تم میں سے کوئی آدمی طلوع

يَتَحَيَّنُ أَحَدُكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَى عَنْ ذٰلِكَ۔

آفتاب اور غروبِ آفتاب کے وقت نماز کی ادائیگی نہ کرے، کیونکہ نبی کریم ایسا کرنے سے منع فرماتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٥٨٥، ومسلم: ٨٢٨

فوائد: ......اس موضوع کی مختلف احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ پانچ اوقات میں نماز ادا کرنا مکروہ ہے: (١) نمازِ فجر کے بعد (٢) طلوعِ آفتاب کے وقت (٣) زوال کے وقت (۴) عصر کے بعد (۵) غروبِ آفتاب کے وقت۔

لیکن اگر نماز فجر سے پہلے والی سنتیں رہ جائیں تو وہ نماز فجر کے بعد ادا کی جا سکتی ہیں اور عصر کے بعد جب تک سورج بلند رہے، اس وقت تک نفلی نماز ادا کرنا جائز ہے، جیسا کہ اگلی حدیث سے ثابت ہو رہا ہے۔

(٢٨١)۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: ثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ الْأَجْدَعِ......

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَلَّى بَعْدَ الْعَصْرِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، الا یہ کہ سورج بلند ہو۔

تخریج: حسن...... أخرجه ابوداود: ١٢٧٤، والنسائی: ١/ ٢٨٠

فوائد: ......نماز عصر کے بعد نفلی نماز پڑھنا اس وقت تک درست ہے، جب تک سورج بلند اور صاف نظر آ رہا ہو، امام ابن ابی شیبہ نے سلف کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ وہ عصر کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے، ان میں سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ، ابو الشعثا، عمرو بن میمون، اسود بن یزید اور ابو وائل شامل ہیں، نیز محمد بن منتشر اور مسروق بھی یہ نماز ادا کرتے تھے۔

رہا مسئلہ یہ کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس نماز کی ادائیگی پر کیوں مارا کرتے تھے؟ تو یہ ان کا ذاتی اجتہاد تھا، جس کا تعلق "بـاب سدّ الذريعة" سے ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ٢/ ٦٥) میں درج ذیل دو روایات بیان کر کے اس کی وضاحت کی ہے۔

زید بن خالد کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے عصر کے بعد دو رکعتوں کی ادائیگی پر سزا دی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

يَا زَيْدُ! لَوْلَا أَنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَّخِذَهُمَا النَّاسُ سُلَّمًا إِلَى الصَّلَاةِ حَتَّى اللَّيْلِ لَمْ أَضْرِبْ فِيهِمَا۔

......اے زید! اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ ان دو رکعتوں کو ذریعہ بنا کر رات تک نماز ادا کرتے رہیں گے، تو میں یہ سزا نہ دیتا۔ (مسند احمد: ٤/ ١٥٥، مصنف عبد الرزاق: ٢/ ٤٣١، ٤٣٢)

اسی قسم کی روایت سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ کے ساتھ جواب دیا تھا:

وَلٰكِنِّي أَخَافُ أَنْ يَأْتِيَ بَعْدَكُمْ قَوْمٌ يُصَلُّوْنَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ حَتَّى يَمُرُّوا بِالسَّاعَةِ

الَّتِی نَهَی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُصَلِّی فِيهَا۔ ...... میں ڈرتا ہوں کہ تمھارے بعد جولوگ آئیں گے وہ اس نماز کو عصر سے مغرب تک پڑھیں گے اور (بالآخر اس نماز کو) اس گھڑی میں لے جائیں گے، جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (مسند احمد: ٤/ ١٠٢)

شریح کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ ظہر کی نماز اور اس کے بعد دو رکعت سنت ادا کرتے، پھر عصر کی نماز اور اس کے بعد دو رکعت نفل پڑھتے۔

میں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو عصر کے بعد والی دو رکعتوں سے منع کرتے اور پڑھنے والے کو سزا دیتے تھے، اس کی کیا وجہ ہے؟

انھوں نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خود بھی یہ دو رکعتیں پڑھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ آپ ﷺ نے پڑھی ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ تیری قوم کے لوگ کم سمجھ اور انجان ہیں، یہ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد عصر تک نفلی نماز ادا کرتے رہتے ہیں، پھر اسی طرح نمازِ عصر ادا کر کے (ان دو رکعتوں کی رخصت سے گنجائش نکالتے ہوئے) مغرب تک نماز پڑھتے رہتے ہیں، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو سزا دی اور بالکل درست کیا۔ (مسند السراج: ق ١٣٢/ ١)

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کرنا مسنون عمل ہے، بشرطیکہ سورج کے زرد ہونے اور اس کی چمک کے کم ہونے سے پہلے ادا کی جائیں۔

بَابُ الْجُمُعَةِ

جمعہ کا بیان

(٢٨٢)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ يُصَلِّي فَيَدْعُو اللّٰهَ بِخَيْرٍ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک جمعہ میں ایسی گھڑی ہے کہ جو بندہ اس سے موافقت کرے گا اور نماز ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی کی جو دعا مانگے گا، اللہ تعالیٰ اس کو وہ عطا کر دے گا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٩٣٥، ومسلم: ٨٥٢

فوائد: ...... قبولیت کی اس گھڑی کو ''سَاعَةُ الْإِجَابَة'' کہتے ہیں، یہ جمعہ کی خصوصیات میں سے ہے، مزید ایک حدیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں: سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَوْمُ الْجُمُعَةِ ثِنْتَا عَشْرَةَ لَا يُوْجَدُ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا إِلَّا آتَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَالْتَمِسُوْهَا آخِرَ سَاعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ)) ''جمعہ کے دن کل بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں، (ان میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ) جس میں جو مسلمان اللہ

تعالی سے جو چیز مانگتا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے، پس تم اس وقت کو عصر کے بعد آخری گھڑی میں تلاش کرو۔''
(ابوداود: ۱۰۴۸، نسائی: ۱۳۸۹)

اس "سَاعَةُ الْإِجَابَة" کے تعین کے بارے میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے، مذکورہ بالا اور دیگر احادیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ دن کی آخری گھڑی ہے، سیّدنا ابوسعید خدری، سیّدنا ابو ہریرہ، سیّدنا جابر بن عبد اللہ، سیّدنا ابوموسیٰ اشعری اور سیّدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہم کی احادیث سے یہی بات ثابت ہوتی ہے، سعید بن منصور میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن نے کہا: صحابۂ کرام میں سے کچھ لوگ جمع ہوئے اور جمعہ کی اس گھڑی کے بارے میں بحث کی، پھر جب وہ اٹھے تو اُن میں سے کسی نے اس کے جمعہ کی آخری گھڑی ہونے میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔ اکثر اہل علم کا یہی خیال ہے اور مشہور ترین قول بھی یہی ہے۔

لیکن درج ذیل حدیث سے ثابت ہونے والا وقت بھی قابل غور ہے:

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بردہ سے پوچھا: کیا تو نے اپنے والد سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو جمعہ کی (قبولیت والی) گھڑی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے سنا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میرے والد نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((هِيَ مَا بَيْنَ أَنْ يَجْلِسَ الْإِمَامُ إِلَى أَنْ تُقْضَى الصَّلَاةُ)) ''اس گھڑی کا وقت امام کے (منبر پر) بیٹھنے سے لے کر نماز مکمل ہونے تک ہے۔'' (مسلم: ۸۵۳)

اِن دو مختلف اوقات پر دلالت کرنے والی احادیث میں جمع و تطبیق دیتے ہوئے صاحب الھدی نے کہا: قبولیت والی اس گھڑی کا تعلق اِن دو وقتوں سے ہے، کبھی یہ گھڑی اِس وقت میں ہوتی ہے اور کبھی اُس وقت میں، ابن عبد البر نے بھی اسی طرح کی رائے دیتے ہوئے کہا: اِن دونوں اوقات میں دعا کرنے میں کوشش کرنی چاہیے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: اکثر احادیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ گھڑی نماز عصر کے بعد ہوتی ہے، لیکن زوال آفتاب کے بعد بھی اس کی امید کی جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۸۳)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی جمعہ ادا کرنے کے لیے آئے تو وہ غسل کرے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۸۷۷، ومسلم: ۸۴۴

(۲۸۴)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رِوَايَةً: ((الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ۔))

نے فرمایا: ''جمعہ کے دن کا غسل ہر بالغ کے لیے ضروری ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۸۷۹، ومسلم: ۸٤٦

فوائد: ...... جمعہ کے دن کے غسل کی بڑی اہمیت ہے، بلکہ اس کا تاکیدی حکم ہے، ہر مسلمان کو اس غسل کا اہتمام کرنا چاہیے، لیکن یہ غسل مستحب ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

(۲۸۵)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ أَفْضَلُ))

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو اس نے رخصت کو قبول کیا اور یہ بھی اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو وہ زیادہ فضیلت والا ہے۔''

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ۳٥٤، والترمذی: ٤٩٧، والنسائی: ۳/ ۹٤

فوائد: ...... ''فَبِهَا'' کے مزید دو معانی بھی کیے گئے ہیں: (۱) اس نے سنت پر عمل کر لیا اور یہ بہترین سنت ہے، اور (۲) اس نے فرض پر عمل کر لیا ہے اور یہ بہترین فرض ہے۔

(۲۸٦)۔حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةً، يَكْتُبُونَ النَّاسَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ، فَإِذَا قَعَدَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَاسْتَمَعُوا الْخُطْبَةَ، فَالْمُهَجِّرُ كَالْمُهْدِي بَدَنَةً، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي بَقَرَةً، ثُمَّ الَّذِي يَلِيهِ كَالْمُهْدِي كَبْشًا۔)) حَتَّى ذَكَرَ الدَّجَاجَةَ وَالْبَيْضَةَ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک مسجد کے تمام دروازوں میں سے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں، جو پہلے پہل آنے والے لوگوں کا اندراج کرتے ہیں، جب امام منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر لپیٹ لیتے ہیں اور غور سے خطبہ سنتے ہیں، پس جمعہ کی طرف جلدی جلدی جانے والا اونٹ کی قربانی کرنے والے، اس کے بعد آنے والا گائے کی قربانی کرنے والے اور اس کے بعد آنے والا مینڈھے کی قربانی کرنے والے کی طرح ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغی اور انڈے کا بھی ذکر کیا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۸٥۰

فوائد: ......متعدد احادیث میں نمازیوں کو جمعہ کے لیے بہت جلدی یا کم از کم امام کے منبر پر چڑھنے سے پہلے پہنچ

جانے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ البتہ پانچ گھڑیوں والی بات اس قابل ہے کہ توجہ کے ساتھ اسے سمجھا جائے کہ اس سے شارع علیہ السلام کا مقصود کیا ہے، جبکہ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ زوال کے بعد فوراً خطبۂ جمعہ کا آغاز کر دیتے تھے اور یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ شریعت میں دن کا آغاز طلوع فجر سے اور عرف میں طلوع آفتاب سے ہوتا ہے۔

امام عبید اللہ مبارکپوری کہتے ہیں: علما کا ان گھڑیوں کے بارے میں اختلاف ہے، مختلف اقوال یہ ہیں:

(۱)......شافعی مسلک کے بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ان گھڑیوں سے مراد مختصر لمحات ہیں، جو زوال آفتاب سے شروع ہو کر خطیب کے منبر پر چڑھنے تک جاری رہتے ہیں۔

(۲)......سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کا دن بارہ گھڑیوں پر مشتمل ہے۔'' (ابوداود، نسائی) ان ہی میں سے پانچ زمانی گھڑیاں اس حدیث کا مصداق ہیں۔

اختلاف اس امر میں ہے کہ ان گھڑیوں کی ابتدا کب ہوگی، اس کے بارے میں تین اقوال ہیں:

(أ)......طلوع آفتاب سے

(ب)......طلوع فجر سے (کیونکہ شریعت میں دن کا آغاز اس وقت سے ہوتا ہے)

(ج)......دن کے چڑھ آنے سے، یعنی جب سورج چڑھ آتا ہے اور دھوپ کی گرمی محسوس ہونے لگتی ہے۔

ہمارے نزدیک یہی آخری قول راجح ہے، اس طرح سے کئی اشکالات زائل ہو جاتے ہیں، حدیثِ مبارکہ میں وارد لفظ ''تھجیر'' سے بھی یہی اشارہ ملتا ہے، کیونکہ اس کا معنی ہے: گرمی میں چلنا (تلخیص از مرعاۃ المفاتیح: ٤/ ٤٦٢، ٤٦٣، ٤٦٥)

آخری قول کی وضاحت یوں ہے کہ طلوع فجر سے غروبِ آفتاب تک کے وقت کو بارہ پر تقسیم کریں، حاصل جواب ایک گھڑی کا وقت ہوگا، پھر زوال سے پانچ گھڑیوں کا وقت منفی کر لیں، حاصل جواب سے جمعہ سے متعلقہ پانچ گھڑیوں میں سے پہلی گھڑی شروع ہوگی، واللہ اعلم بالصواب۔

(۲۸۷)۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ مَوْهَبٍ ، قَالَ: ثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَعَلَى مَنْ رَاحَ الْجُمُعَةَ الْغُسْلُ))

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر بالغ کے لیے ضروری ہے کہ وہ جمعہ کے لیے جائے اور جمعہ کے لیے جانے والے پر غسل ضروری ہے۔''

تخریج: صحیح ..... أخرجه ابو داود: ٣٤٢، والنسائی: ٣/ ٨٩

فوائد: ......متعدد دلائل سے غسل جمعہ کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے، جمعہ ادا کرنے والے ہر مسلمان کو یہ غسل کرنے کا بھرپور اہتمام کرنا چاہیے، بہر حال یہ غسل مستحب ہے، جیسا کہ حدیث نمبر (٢٨٥) سے معلوم ہوتا ہے۔

(٢٨٨)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ثَنِي عَبِيدَةُ بْنُ سُفْيَانَ......

عَنْ أَبِي الْجَعْدِ عَمْرِو بْنِ بَكْرٍ الضَّمْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ تَرَكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا طُبِعَ عَلَى قَلْبِهِ))

سیدنا ابو الجعد عمرو بن بکر ضمری رضی اللہ عنہ، جو کہ صحبت یافتہ تھے، سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے معمولی سمجھتے ہوئے تین جمعے چھوڑ دیے، اس کے دل پر مہر لگا دی جائے گی۔''

تخریج: حسن ..... أخرجه ابو داود: ١٠٥٢، والترمذی: ٥٠٠، والنسائی: ٣/ ٨٨، وابن ماجه: ١١٢٥

فوائد: ...... جمعہ مبارک تمام مسلمانوں پر فرض ہے، درج ذیل حدیث میں مذکور چار قسم کے افراد مستثنیٰ ہیں:

سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ إِلَّا أَرْبَعَةٍ: عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ أَوِ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيْضٍ)) ...... ''ہر مسلمان پر نماز جمعہ جماعت کے ساتھ واجب ہے، سوائے ان چار افراد کے: غلام، عورت، بچہ اور مریض۔'' (ابو داود: ١٠٦٧، مستدرك حاكم: ١٠٦٢)

معلوم ہوا کہ دیہاتی لوگوں پر بھی جمعہ فرض ہے۔

ہمیں اس ضمن میں سب سے زیادہ تعجب احناف پر ہوتا ہے، جو فتووں کی حد تک تو دیہاتوں اور قصبوں میں نماز جمعہ اور نماز عید کے قائل نہیں ہیں، لیکن عملی طور پر اکثر و بیشتر گاؤں میں نماز جمعہ کا اور تقریبا ہر گاؤں میں نماز عید کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں، بلکہ بعض بستیوں میں احناف کی دو تین مساجد میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ ایک ''حنفی مقلد عالم'' اس گاؤں میں بستیوں میں نماز جمعہ اور نماز عید کی ادائیگی کی زبردست مخالفت کر رہا ہوتا ہے، جبکہ دوسری بستی میں نماز جمعہ پڑھانے والا وہ خود ہوتا ہے۔ پھر عوام الناس کو تسلی دلانے اور اپنے آپ کو تنکے کا سہارا دینے کے لیے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ جہاں نماز جمعہ کی ادائیگی شروع کر دی جائے، وہاں اس کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ ارے! کچھ تو غور کر لیا ہوتا کہ جہاں جمعہ کی نماز ادا کرنا صحیح ہی نہیں ہے، وہاں اس کی ابتدا کیسے ہو گی؟!

بہر حال اب ہم شرعی نصوص کا جائزہ لیتے ہیں۔ ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر نماز جمعہ ادا کرنا فرض ہے۔

(۱)......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْآ إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ.﴾ (سورۂ جمعه: ٩)...... ''اے ایمان والو!

جب جمعہ والے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف آؤ اور لین دین چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔''

یہ آیت عام ہے، اس میں ہر صاحبِ ایمان کو نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، صرف ان لوگوں کو مستثنیٰ کیا جائے گا، جن کو شریعت نے رخصت دی ہے، یعنی غلام، عورت، بچہ اور مریض۔

(۲)......سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((رَوَاحُ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ))...... ''جمعہ میں حاضر ہونا ہر بالغ پر واجب ہے۔'' (ابو داود: ۳۴۲، نسائی: ۱۳۷۲)

یہ حدیثِ مبارکہ بھی عام ہے اور ہر مسلمان کو شامل ہے، وہ دیہاتی ہو یا شہری۔

(۳)......سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا اَرْبَعَةً: عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ أَوِ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ مَرِيْضٍ))...... ''ہر مسلمان پر نماز جمعہ جماعت کے ساتھ واجب ہے، سوائے ان چار افراد کے: غلام، عورت، بچہ اور مریض۔'' (ابو داود: ۱۰۶۷، مستدرك حاكم: ۱۰۶۲)

آپ ﷺ نے اس حدیث میں ہر مسلمان پر جمعہ واجب قرار دیا ہے اور صرف چار افراد کو مسجد میں نہ آنے کی رخصت دی ہے۔

ذہن نشین رہنا چاہیے کہ سیدنا طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا، ہاں یہ بات درست ہے کہ ان کا آپ ﷺ سے سماع نہیں ہے، لیکن راجح قول کے مطابق صحابی کی مرسل حجت ہوتی ہے۔

(۴)......ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ جب سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز اذان سنتے تو سیدنا اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے رحم کی دعا کرتے۔ ان کے بیٹے نے ان سے سبب دریافت کیا: جب بھی آپ اذان سنتے ہیں تو اسعد بن زرارہ کے لیے رحم کی دعا کرتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے)؟ انھوں نے جواباً کہا: لِاَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ جَمَّعَ بِنَا فِيْ هَزْمِ النَّبِيْتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِيْ بَيَاضَةَ فِيْ نَقِيْعٍ يُقَالُ لَهُ نَقِيْعُ الْخَضَمَاتِ. قُلْتُ: كَمْ اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: اَرْبَعُوْنَ...... ''وہ (اسعد) پہلا شخص ہے، جس نے مقام نقیع (نقیع الخضمات) میں واقع بنو بیاضہ کی زمین ''ہزم نبیت'' میں ہمیں پہلا جمعہ پڑھایا تھا۔'' میں نے کہا: (ابو جان!) اس وقت کتنے لوگ تھے؟ انھوں نے بتایا: چالیس آدمی تھے۔ (ابو داود: ۱۰۶۹، ابن ماجه: ۱۰۸۲)

ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: اَيْ بُنَيَّ كَانَ اَوَّلُ مَنْ صَلّٰى بِنَا صَلَاةَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ مَقْدَمِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ فِيْ نَقِيْعِ الْخَضَمَاتِ...... ''اے میرے بیٹے! (وہ اسعد) پہلا شخص ہے، جس نے نبی کریم ﷺ کے مکہ سے (مدینہ میں) آنے سے پہلے ہمیں ''نقیع الخضمات'' میں نماز جمعہ پڑھائی تھی......''

یہ ''حرہ بنی بیاضہ'' مدینہ منورہ سے ایک میل کے فاصلے پر ایک گاؤں تھا۔ (التلخيص الحبير: ۲/ ۵۷)

یہ چالیس آدمی اتفاقی طور پر تھے، اس لیے یہ استدلال نہیں کیا جا سکتا ہے کہ کم از کم اتنی تعداد کا ہونا ضروری ہے، جبکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت کے مطابق آپ ﷺ خطبۂ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے، شام سے ایک تجارتی قافلے کی آمد پر لوگ اس کی طرف چلے گئے اور آپ ﷺ کا خطبہ سننے والے صرف بارہ آدمی بچ گئے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا﴾ (سورۂ جمعہ: ۱۱)

خطابی نے کہا: اس حدیث کی فقہ یہ ہے کہ شہروں کی طرح بستیوں میں بھی جمعہ جائز ہے، کیونکہ یہ حرہ بنو بیاضہ مدینہ سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ (عون المعبود: ۱/ ۵٤۱)

اس حدیث پر امام ابوداود نے "باب الجمعة فی القری" (بستیوں میں جمعہ کی ادائیگی کا بیان) اور امام ابن ماجہ نے "باب فی فرض الجمعة" (جمعہ کے فرض ہونے کے بیان) کی سرخیاں ثبت کی ہیں۔

امام شوکانی نے کہا: نبی کریم ﷺ پر مکہ میں ہی جمعہ فرض ہو گیا تھا، جیسا کہ امام طبرانی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان کیا ہے، لیکن کافروں کی وجہ سے اس کی ادائیگی ممکن نہ تھی۔ جب صحابہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو آپ ﷺ نے ان کی طرف یہ فرمان لکھا کہ وہ جمعہ ادا کیا کریں، سو انھوں نے ایسے ہی کیا اور اتفاقی طور پر وہاں چالیس آدمی موجود تھے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ چالیس سے کم افراد ہوں تو جمعہ نہیں ہوتا۔ (نیل الاوطار: ۳/ ۲۷٤)

(۵)......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثَى، يَعْنِيْ قَرْيَةً مِنَ الْبَحْرَيْنِ ...... "رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں جو جمعہ ادا کیا گیا، اس کے بعد پہلا جمعہ بحرین کے ایک گاؤں جواثی میں عبدالقیس کی مسجد میں ادا کیا گیا۔" (صحیح بخاری: ۸۹۲، ٤۳۷۱، ابوداود: ۱۰٦۸)

امام بخاری نے اس حدیث پر "باب الجمعة فی القری والمدن" (بستیوں اور شہروں میں جمعہ کی ادائیگی کا بیان) کی سرخی ثبت کی ہے۔

ابوعمار عمر فاروق سعیدی نے سنن ابوداود کے فوائد (۱/ ۷٦۱) میں کہا: جواثا کی مسجد کے آثار آج بھی موجود ہیں، چھوٹی سی جگہ ہے اور صرف دو صفوں کا دالان ہے۔

(٦)......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَ مِنَ الْعَوَالِيْ ...... "لوگ اپنے ڈیروں سے اور بالائے مدینہ (عوالی) سے جمعہ کے لیے آیا کرتے تھے۔" (صحیح بخاری: ۹۰۲، صحیح مسلم: ۸٤۷) "عَوَالی" کی آبادیاں مدینہ منورہ سے تین سے آٹھ میل کی مسافت تک تھیں۔

"يَنْتَابُوْن" کے معانی: بار بار آنا، آمد و رفت رکھنا، کوئی کام باری باری کرنا۔ متن کا ترجمہ اول الذکر معانی کو دیکھ کر کیا گیا ہے، جس میں اشکال نہیں پایا جاتا۔

ایک روایت میں "يتناوبون" کے الفاظ ہیں، اس کے معانی یہ ہیں: کوئی کام بار بار کرنا، آپس میں کوئی چیز باری

باری لینا، کام باری باری کرنا۔

اگر ان الفاظ کے مؤخر الذکر معانی کو مدنظر رکھا جائے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ عوالی کے سارے لوگ نہیں آتے تھے، درج ذیل کلام ملاحظہ فرمائیں:

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اگر کوئی آدمی اس حدیث سے یہ استدلال کرے کہ عوالی والوں پر جمعہ فرض نہیں تھا، بصورت دیگر وہ سب آتے اور باری باری نہ آتے۔ میں یوں جواب دوں گا: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعض لوگ جمعہ ادا کرنے کے لیے مسجد نبوی آجاتے اور بعض اپنے گھروں میں ہی رہتے۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ بروز جمعہ اپنے گھروں پر ہوتے وہ یہ نماز ادا کرنے کے لیے مدینہ آتے تھے، کیونکہ ان میں ایسے افراد بھی ہوتے جو سفر یا کسی کام کی وجہ سے گھر پر نہ ہوتے تھے اور کوئی معذور ہوتا تھا، اس لیے وہ سارے کے سارے حاضر نہیں ہو سکتے تھے، ہاں جب وہ گھر پہنچ جاتے یا عذر زائل ہو جاتا تو وہ مسجد نبوی میں آجاتے تھے۔ پس ان کا باری باری آنا اس بنا پر تھا، نہ کہ جمعہ کی پروا نہ کرنے کی بنا پر۔ (عون المعبود: ١/ ٥٣٤)

دوسری بات یہ ہے کہ محض احتمال کو سامنے رکھ کر واضح نصوص کو ردّ نہیں کیا جا سکتا۔

(٧)......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اِنَّ اَهْلَ قُبَاء كَانُوْا يُجَمِّعُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ...... ''قبا بستی والے لوگ جمعہ والے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ ادا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ: ١١٢٤، حسنه بعضهم وضعفه بعضهم وله شواهد) قبا، مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے۔

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی نے خلاصۂ کلام پیش کرتے ہوئے کہا: سلف کے ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ بستیوں اور دیہاتوں میں جمعہ ادا کرنا صحیح ہے، اور اس ضمن میں قرآن مجید کی آیت ﴿اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ﴾ کا عام حکم ہی کافی ہے، کسی آیت یا سنتِ صحیحہ سے اس کا نسخ ثابت ہے نہ تخصیص اور رسول اللہ ﷺ سے اس حقیقت کے برعکس کوئی چیز ثابت نہیں ہے۔ (عون المعبود: ١/ ٥٤٣)

عام طور پر احناف کی طرف سے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے: ((لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ)) ......''نماز جمعہ اور نماز عید نہیں ہے، مگر بڑے شہر میں۔''

لیکن یہ رسول اللہ ﷺ سے باسندِ صحیح ثابت نہیں ہے۔

امام بیہقی نے کہا: ((لا يروى عن النبي ﷺ في ذالك شيء.)) ......''اس بارے میں نبی کریم ﷺ کوئی (حدیث) مروی نہیں ہے۔'' (نصب الراية: ٢/ ١٩٥، الدراية: ١/ ٢١٤)

یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے اور بالاتفاق موقوف روایت مرفوع روایت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ خود احناف اس قول پر عمل نہیں کرتے اور بے شمار بستیوں میں نماز جمعہ اور ہر بستی میں نماز عید کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے اس قول کو ان چند بستیوں کے ساتھ خاص کر رکھا ہے، جہاں کوئی ذاتی یا انانیت کا مسئلہ پایا

جاتا ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم بستیوں میں نماز جمعہ کے قائل ہیں اور یہ مسلک آیت اور احادیث سے زیادہ موافقت بھی رکھتا ہے، اس لیے اس کو ترجیح دینی چاہیے۔

فقہ حنفی اور نماز جمعہ

قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے، اب ہم قارئین کے فائدے کے لیے فقہ حنفی کی معروف کتاب "الھدایة" کا اقتباس اور اس کے محشی جناب محمد عبدالحیٔ لکھنوی حنفی کا کلام پیش کرتے ہیں، تاکہ حقائق واضح ہو جائیں، آخر میں ان کا خلاصہ کلام پیش کریں گے۔

"مصر جامع" سے مراد بڑا شہر اور "مصر" سے مراد شہر ہے۔

صاحب ہدایہ جناب ابوالحسن علی بن ابو بکر مرغینانی لکھتے ہیں: نماز جمعہ صحیح نہیں ہے، مگر ''مصرِ جامع'' میں یا اس ''مصر'' کی خالی جگہ میں اور یہ نماز بستیوں میں جائز نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا اضحى الا فى مصر جامع)) ...... ''نہ نماز جمعہ ہے، نہ نماز عید ہے، یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ، مگر مصرِ جامع میں۔''

''مصر جامع'' ہر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں امیر اور قاضی ہو جو (شرعی) احکام اور حدود کا نفاذ کرتا ہو، یہ ابو یوسف کا قول ہے اور محمد کا قول یہ ہے کہ جب لوگ سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں، لیکن وہ تنگ پڑ جائے (تو اسے ''مصرِ جامع'' کہیں گے)، پہلا قول کرخی نے اختیار کیا ہے اور وہی ظاہر ہے اور دوسرا قول ثلجی کی ترجیح ہے......

منیٰ میں جمعہ پڑھنا جائز ہے، اگر حجاز کا امیر ہو یا خلیفہ سفر پر ہو، یہ ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک ہے، محمد کا خیال ہے کہ منیٰ میں کوئی جمعہ نہیں ہے، کیونکہ وہ بستی ہے، حتی کہ وہ وہاں نمازِ عید پڑھنے کے قائل بھی نہیں ہیں، لیکن امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک یہ علاقہ حج کے موسم میں ''مصر'' بن جاتا ہے اور نماز عید نہ پڑھنے کا تعلق تخفیف سے ہے۔ البتہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عرفات میں جمعہ نہیں ہوگا، کیونکہ اس میں کوئی عمارت نہیں ہے اور منیٰ میں عمارتیں موجود ہیں۔ (الهداية اولين: صـ ۱۷۷، ۱۷۸)

اب عبدالحیٔ حنفی اسی مقام پر حاشیے میں لکھتے ہیں: ''مصرِ جامع'' کی تعریف میں اختلاف ہے: (۱) امام ابو حنیفہ: وہ مقام، جہاں اہل شہر کی اشیائے ضرورت (اور سہولیات) موجود ہوں۔ (۲) ابو یوسف: ہر وہ جگہ، جہاں امیر اور قاضی ہو جو شرعی احکام اور حدود کا نفاذ کرتا ہو، حسن نے بھی اپنی کتاب میں امام ابو حنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ (۳) سفیان ثوری: ''مصرِ جامع'' وہ ہے، جس کو لوگ دوسرے شہروں کا ذکر کرتے وقت شہر سمجھتے ہوں، جیسے بخارا، سمرقند (۴) ابو عبداللہ بلخی: میں نے جو سب سے بہترین رائے سنی ہے، وہ یہ ہے کہ جس مقام کے لوگ سب سے بڑی مسجد میں جمع ہوں، لیکن وہ تنگ پڑ جائے، وہ ''مصر جامع'' ہوگا۔ (۵) امام ابو حنیفہ: وہ بڑا شہر، جس میں گلیاں اور بازار ہوں اور اس میں پگڈنڈیاں

ہوں اور لوگ اپنے حادثات میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں۔

شہر کی ''خالی جگہ'' سے مراد شہر سے متصل یا منفصل وہ گراؤنڈز ہیں، جو شہری لوگوں کی مصلحتوں کے لیے خالی رکھے جاتے ہیں، یہ محمد کے اندازے کے مطابق ایک تیر کی پھینک تک یا تین سو ہاتھ سے چار سو ہاتھ تک وسیع ہوتے ہیں، لیکن ان کی حد بندی کے بارے میں مزید تین اقوال یہ ہیں: ایک میل، دو میل، تین میل۔ (حاشیہ ختم ہوا، بعض عبارات کا مفہوم پیش کیا گیا)

نبی کریم ﷺ کی جو روایت صاحب ہدایہ نے پیش کی، اس کے بارے میں اسی کتاب کے حاشیے میں حافظ ابن حجر نے کہا: مجھے یہ حدیث نہیں ملی۔

خلاصۂ کلام :...... صاحبِ ہدایہ نے نماز عید اور نماز جمعہ کے لیے ''مصرِ جامع'' کی شرط لگانے کے لیے جس حدیث پر بنیاد رکھی، اس کا وجود نہیں ملتا، پھر ''مصرِ جامع'' کی وضاحت کرتے کرتے پانچ چھ اقوال نقل کر دیے، جن میں سے تین اقوال امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ہیں۔

پھر جب منیٰ اور عرفات کی باری آئی تو وہاں عمارتوں کے ہونے یا نہ ہونے کا فرق کھڑا کر دیا، حالانکہ صرف عمارتوں کا نام شہر نہیں ہے۔

اسی طرح جب شہر کی خالی جگہ کی پیمائش کا مسئلہ کھڑا ہوا تو پھر چار پانچ اقوال بن گئے۔ بہرحال یہ تو حنفی فقہا ہی فیصلے کریں گے کہ کس قول کو کس دلیل کی روشنی میں کیوں ترجیح دی جائے۔

لیکن اتنی حدود و قیود کے باوجود اب حنفی لوگ تقریباً ہر گاؤں میں نماز عید کا اور اکثر و بیشتر دیہاتوں میں نماز جمعہ کا اہتمام بھی کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کی تقلید پر زور بھی دیتے ہیں اور ان اہل حدیث لوگوں پر سخت طعن بھی کرتے ہیں جو دیہاتوں میں نماز جمعہ کی ادائیگی کا فتوی دیتے ہیں یا اس کا اہتمام کرتے ہیں۔

(۲۸۹)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ فُلَيْحٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ......

سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا الْجُمُعَةَ حِينَ تَمِيلُ الشَّمْسُ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نمازِ جمعہ اس وقت پڑھاتے تھے، جب سورج ڈھل جاتا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۹۰۴

فوائد: ......زوال آفتاب کے فوراً بعد جمعہ کے اعمال شروع کر دیے جائیں۔

(۲۹۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو الْعَقَدِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ وَإِذَا قَامَتِ الصَّلَاةُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حَتَّى كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَثُرَتِ الْمَنَازِلُ فَأَمَرَ بِالنِّدَاءِ الثَّالِثِ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ حَتَّى السَّاعَةِ۔

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں دو اذانیں تھیں، ایک اس وقت جب امام نکلتا تھا اور دوسری اس وقت جب نماز کھڑی کی جاتی تھی، جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آبادی بڑھ گئی، اس لیے انھوں نے زوراء مقام پر تیسری اذان کہنے کا حکم دیا، پس یہ عمل آج تک ثابت رہا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۹۱۲

فوائد: ...... ''دو اذانوں'' سے مراد جمعہ کی اذان اور اقامت ہے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق مدینہ منورہ کے بازار میں ایک مقام کا نام ''زوراء'' تھا، یہ مقام مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔

جمعہ کے لیے ایک اذان کا اضافہ کرنا، یہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا حالات کے مطابق ایک حکمت بھرا تدبیری فیصلہ تھا، لیکن فی الحال اس اذان کا جو طریقہ مروّج ہے، اس کو سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے، اس دعوی کی درج ذیل وجوہات ہیں:

(۱)...... عہدِ عثمانی میں یہ اذان لوگوں کو متنبہ کرنے کے لیے بازار میں دی جاتی تھی، نہ کہ مسجد میں۔

(۲)...... جس ضرورت کی وجہ سے یہ اذان شروع کی گئی تھی، وہ ضرورت اب سپیکر اور گھڑی کی وجہ سے ختم ہو چکی ہے۔

(۳)...... یہ پہلی اذان سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے لیے نکلنے سے پہلے دی جاتی تھی، جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے:

سیّدنا سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ...... فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ فَشَا النَّاسُ وَكَثُرُوْا فَأَمَرَ مُؤَذِّنًا فَأَذَّنَ بِالزَّوْرَاءِ قَبْلَ خُرُوْجِهِ يُعْلِمُ النَّاسَ اَنَّ الْجُمُعَةَ قَدْ حَضَرَتْ۔ (المعجم الكبير: ۷/ ۱۴۶)

جب سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ (بحیثیتِ خلیفہ) آئے اور لوگ زیادہ ہو گئے، تو انھوں نے ایک مؤذن کو حکم دیا کہ وہ ان کے نکلنے سے پہلے زوراء مقام پر اذان دے، تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ جمعہ کا وقت ہو چکا ہے۔

سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے جن وجوہات کی بنا پر اور جس طریق کار کے مطابق اس اذان کی ابتدا کی تھی، یہ ان کا تدبیری فیصلہ تھا، اب چونکہ وہ وجوہات اور طریق کار نظر نہیں آتا، اس لیے دورِ نبوی، دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی کے نظام کے مطابق جمعہ کے لیے ایک اذان اور ایک اقامت پر اکتفا کرنا چاہیے۔

(۲۹۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: ثَنِي

مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، وَثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ......

أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ قَائِدًا لِأَبِی بَعْدَ مَا ذَهَبَ بَصَرُهُ فَكَانَ لَا يَسْمَعُ الْأَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا قَالَ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى أَبِی أُمَامَةَ ، فَقُلْتُ لِأَبِی: إِنِّی لَيُعْجِبُنِی صَلَاتُكَ عَلَى أَبِی أُمَامَةَ كُلَّمَا سَمِعْتَ الْأَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ: أَیْ بُنَیَّ كَانَ أَوَّلَ مَنْ جَمَعَ بِنَا الْجُمُعَةَ فِی الْمَدِينَةِ فِی هَزْمِ النَّبِيتِ مِنْ حَرَّةِ بَنِی بَيَاضَةَ فِی رَوْضَةٍ يُقَالُ لَهَا: نَقِيعُ الْخَضِمَاتِ ، قَالَ: قُلْتُ: كَمْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَرْبَعُونَ رَجُلًا۔

عبد الرحمٰن بن کعب رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب میرے والد سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کی بینائی چلی گئی تو میں ان کا قائد ہوتا تھا، وہ جب جمعہ کے دن اذان سنتے تھے تو کہتے: ابو امامہ پر اللہ تعالی کی رحمت ہو، ایک دن میں نے والد باپ سے کہا: جب بھی آپ جمعہ کے دن اذان سنتے ہیں تو ابو امامہ کے لیے دعا کرتے ہیں، مجھے اس سے بڑا تعجب ہوتا ہے، انھوں نے کہا: میرے پیارے بیٹے! یہ وہ پہلا شخص تھا، جس نے ہمیں نقیع الخضمات کے باغ میں بنو روضہ کے حرہ کے پاس ہزم نبیت میں جمعہ پڑھایا تھا، میں نے کہا: (ابو جان!) آپ اس وقت کتنے لوگ تھے؟ انھوں نے بتایا: چالیس آدمی تھے۔

تخریج: صحيح ...... أخرجه ابو داود: ١٠٦٩، وابن ماجه: ١٠٨٢

(٢٩٢)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ ، عَنْ حُصَيْنٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِی الْجَعْدِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَقْبَلَتْ عِيرٌ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصَلِّی الْجُمُعَةَ فَانْفَضَّ النَّاسُ مَا بَقِیَ غَيْرُ اثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾ (الجمعة: ١١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ایک قافلہ آیا، جبکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ ادا کر رہے تھے، لوگ اس قافلے کی طرف ٹوٹ پڑے اور صرف بارہ افراد باقی رہ گئے، پس اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ﴾...... ''اور جب وہ کوئی تجارت یا تماشا دیکھتے ہیں تو اٹھ کر اس طرف چلے جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں، کہہ دیجیے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشے سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب رزق دینے والوں سے بہتر ہے۔'' (سورۂ جمعہ: ١١)

تخریج: أخرجه البخاری: ٢٠٦٤، ومسلم: ٨٦٣

دورانِ خطبہ کسی دنیوی مقصد کے لیے چلا جانا بہت بڑا جرم ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(۲۹۳)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَالَ: ((صَلَّيْتَ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ نے اس سے پوچھا: ''تو نے نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ نے فرمایا: ''کھڑا ہو جا اور دو رکعتیں ادا کر۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۹۳۰، ومسلم: ۸۷۵

فوائد: ......ان احادیث میں تحیۃ المسجد کا بیان ہے، اس نماز کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جمعہ کے خطبہ کے دوران آنے والے کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

(۲۹۴)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: وَسَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ صَالِحٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا إِلَى جَانِبِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِجْلِسْ فَقَدْ آذَيْتَ وَآنَيْتَ)) قَالَ أَبُو الزَّاهِرِيَّةِ: وَكُنَّا نَتَحَدَّثُ مَعَهُ حَتَّى يَخْرُجَ الْإِمَامُ۔

سیدنا عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں جمعہ کے دن ان کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھنے لگا، یہ جمعہ کا دن تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''بیٹھ جا، تو نے تکلیف دی ہے اور دیر کی ہے۔'' ابوزاہریہ کہتے ہیں: ہم امام کے نکلنے تک اس کے ساتھ باتیں کرتے رہتے تھے۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۱۱۱۸، والنسائی: ۳/ ۱۰۳

فوائد: ......اگر کوئی ضرورت ہو تو آنے جانے میں لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر گزر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ حُجَرِ نِسَائِهِ، فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَأَى أَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهِ۔ فَقَالَ: ((ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبِسَنِي فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ۔)) ...... میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نمازِ عصر ادا کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم (سلام

کے بعد) جلدی جلدی کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی بیویوں کے ایک حجرے کی طرف گئے، وگ اس اندازِ سرعت سے گھبرا گئے، پھر جب آپ ﷺ تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگوں کو اس عجلت سے تعجب ہوا ہے آپ نے تو فرمایا: ''ہمارے پاس (صدقہ کی سونے کی) ایک ڈلی تھی، مجھے وہ یاد آ گئی تھی اور مجھے یہ چیز ناگوار گزر رہی تھی کہ وہ مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے سے) روک دے گی، اس لیے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے۔'' (صحیح بخاری: ۸۵۱)

اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو ایسا کرنا منع ہے۔

(۲۹۵)۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ خُطْبَتَيْنِ بَيْنَهُمَا جَلْسَةٌ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن دو خطبے دیتے تھے، ان کے درمیان ایک دفعہ بیٹھنا بھی ہے۔

تخريج: أخرجه البخاری: ۹۲۰، ۹۲۸، ومسلم: ۸۶۱

(۲۹۶)۔حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُومُ وَيَقْرَأُ آيَاتٍ وَيُذْكُرُ اللّٰهَ وَكَانَتْ خُطْبَتُهُ قَصْدًا وَصَلَاتُهُ قَصْدًا۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو جاتے اور آیات کی تلاوت کرتے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، آپ کا خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا اور آپ کی نماز بھی اعتدال والی۔

تخريج: أخرجه مسلم: ۸۶۶

فوائد: ......نماز اور خطبہ میں اعتدال کا لحاظ کرنا اور طوالت سے بچنا، اس کے فوائد و ثمرات کو شمار نہیں کیا جا سکتا ہے، لیکن اس زمانے میں اکثر و بیشتر خطبا انتہائی طویل خطبۂ جمعہ کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ وہ عوام کے مختلف نظریات سے بھی غافل ہیں۔ کیا یہ نقطہ ہمارے لیے کافی نہیں ہے کہ صحابہ کرام، نبی کریم ﷺ کا خطبہ سننے کے کتنے مشتاق تھے، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ مختصر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، ہمیں غور کرنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ زوال کے بعد خطبہ شروع کرتے تھے اور آپ ﷺ نمازِ جمعہ میں بھی بسا اوقات سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ اور کبھی کبھی سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کی

تلاوت کرتے تھے، لیکن جب جمعہ سے فارغ ہوتے تو ابھی تک دیواروں کا اتنا سایہ نہیں ہوتا تھا کہ ان سے سایہ حاصل کیا جا سکے، ایسے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا خطبہ ۲۵، ۳۰، ۳۵ منٹ کا ہوتا تھا۔ واللہ اعلم۔

اس ضمن میں ہم چار گزارشات پیش کرتے ہیں: (۱) کم وقت میں زیادہ مواد پیش کیا جائے، (۲) لوگوں کی ذہنی صلاحیتوں کا خیال رکھتے ہوئے ان کو بوریت سے بچایا جائے، (۳) چند مخصوص موضوعات کی بجائے عوام کی اصلاح و تربیت کے لیے علمی موضوعات کا انتخاب کیا جائے اور (۴) مذاق والی باتوں سے اجتناب کرتے ہوئے مختلف طرزوں اور سریلی آوازوں کی بجائے عوام الناس کو فطرتی اور سادہ انداز کا پابند بنایا جائے۔

(۲۹۷)۔حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ يُنْذِرُ جَيْشًا يَقُولُ: صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُولُ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ۔)) وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، وَيَقُولُ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔)) ثُمَّ يَقُولُ: ((أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَعَلَيَّ))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز اونچی ہو جاتی، غصہ سخت ہو جاتا اور یوں لگتا جیسے آپ کسی لشکر سے ڈراتے ہوئے کہہ رہے ہوں: وہ بوقتِ صبح تم پر حملہ کرے گا یا بوقتِ شام، پھر آپ فرماتے: ''مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملاتے۔ مزید فرماتے: ''أَمَّا بَعْدُ! سب سے بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور سب سے بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے اور بدترین امور نئے ایجاد کردہ ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' پھر آپ ﷺ فرماتے: ''میں مؤمن کے اس کے نفس سے بھی زیادہ قریب ہوں، جو مال چھوڑ جائے گا، وہ اس کے رشتہ داروں کے لیے ہوگا اور جو قرض اور بچے چھوڑ جائے گا، وہ (قرض کی ادائیگی) اور (بچوں کی پرورش) میرے ذمے ہوگی۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۸٦٧

فوائد: ......موضوع کے مطابق خطیب سامعین کے سامنے غصے اور سختی کا اظہار بھی کر سکتا ہے۔

(۲۹۸)۔حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: ثَنِي سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ قَالَ: ثَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ......

قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كَانَتْ خُطْبَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ عَلَى إِثْرِ ذَلِكَ وَقَدْ عَلَا صَوْتُهُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کا خطبہ اس طرح ہوتا تھا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے اور اس کے بعد خطاب شروع کرتے، جبکہ آپ ﷺ کی آواز بلند ہو جاتی، ...... پھر اوپر والی حدیث کی طرح ذکر کیا۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(٢٩٩)۔حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ: ((إِذَا قُلْتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ: أَنْصِتْ فَقَدْ لَغَوْتَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو جمعہ کے دن کسی آدمی سے کہے، جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو: تو چپ ہو جا، تو تو نے لغو بات کی۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٩٣٤، ومسلم: ٨٥١

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ میں خطبۂ جمعہ میں سنجیدگی اختیار نہ کرنے والوں کے لیے بہت بڑی تنبیہ کی گئی ہے، مزید درج ذیل حدیث پر غور کریں:

سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَرَائَةَ وَهُوَ قَائِمٌ يُذَكِّرُ بِأَيَّامِ اللّٰهِ وَأُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ وِجَاهَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبُو الدَّرْدَاءِ وَأَبُو ذَرٍّ، فَغَمَزَ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَحَدُهُمَا فَقَالَ مَتَى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّورَةُ يَا أُبَيُّ! فَإِنِّي لَمْ أَسْمَعْهَا إِلَّا الْآنَ؟ فَأَشَارَ إِلَيْهِ أَنِ اسْكُتْ فَلَمَّا انْصَرَفُوا، قَالَ: سَأَلْتُكَ مَتَى أُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّورَةُ فَلَمْ تُخْبِرْ، قَالَ أُبَيٌّ: لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ الْيَوْمَ إِلَّا مَا لَغَوْتَ، فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ وَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أُبَيٌّ فَقَالَ: ((صَدَقَ أُبَيٌّ)) ...... رسول اللہ ﷺ نے جمعہ والے دن سورۂ توبہ کی تلاوت کی، جبکہ آپ ﷺ کھڑے تھے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ساتھ وعظ و نصیحت کر رہے تھے۔ سیّدنا ابی بن کعب، سیّدنا ابو الدرداء اور سیّدنا ابو ذر رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، (مؤخر الذکر دو صحابہ میں سے) ایک نے سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو دبایا اور پوچھا: ابی! یہ سورت کب نازل ہوئی، میں نے تو آج ہی سنی ہے؟ انھوں نے جواباً خاموش رہنے کا اشارہ کیا، جب وہ (جمعہ سے) فارغ ہو گئے تو اس صحابی نے کہا: میں نے تم سے سوال کیا تھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی، لیکن تم نے مجھے کوئی بات نہ بتلائی۔ سیّدنا ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج تجھے اپنی اس نماز میں سے کچھ نہیں ملا، مگر وہی کچھ جو تو نے لغو بات کی ہے۔ یہ سن کر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور ابی کے قول سمیت ساری بات ذکر کر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابی نے سچ کہا۔'' (ابن ماجه: ١١١١، واللفظ لاحمد)

یعنی دوران خطبہ اس سوال کی وجہ سے جمعہ کا اجر وثواب ضائع ہو گیا۔ آج کل لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ خطبۂ جمعہ کے آداب کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے، کوئی کسی سے سلام اور حال چال پوچھ رہا ہے، کوئی موبائل فون سننے باہر جا رہا ہے، منتظم حضرات کو دیکھا گیا ہے کہ وہ جمعہ سے پہلے سارے انتظامات مکمل نہیں کرتے، پھر دوران خطبہ انتظام کے بہانے کئی بار مسجد سے باہر آتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں، یہ سب افراد جمعہ کا ثواب ضائع کر دیتے ہیں۔

(۳۰۰)۔حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ ، قَالَ: ثَنِي عُقْبَةُ قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ سَالِمٍ ، مَوْلَى النُّعْمَانِ......

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَ ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾۔

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جمعہ میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ کی تلاوت کرتے تھے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۸۷۸

(۳۰۱)۔حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ ، قَالَ: ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ اسْتَخْلَفَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمَدِينَةِ فَصَلَّى بِهِمْ أَبُو هُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ بِهِمْ بِسُورَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَفِي الثَّانِيَةِ ﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ﴾ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَلَمَّا انْصَرَفَ أَبُو هُرَيْرَةَ مَشَيْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقُلْتُ: لَقَدْ قَرَأْتَ بِسُورَتَيْنِ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقْرَأُ بِهِمَا فِي الْكُوفَةِ ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهِمَا۔

عبید اللہ بن ابو رافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: مروان بن حکم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا گورنر بنایا، جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو جمعہ کی نماز پڑھائی تو پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون کی تلاوت کی، عبید اللہ کہتے ہیں: جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو میں ان کے پہلو میں چلا اور میں نے کہا: آپ نے ایسی دو سورتیں پڑھی ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں ان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تھا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا تھا کہ آپ نے ان دو سورتوں کی تلاوت کی تھی۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۸۷۷

فوائد: ......خطبا و ائمہ کو ان ہی سورتوں کا اہتمام کرنا چاہیے اور ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ ترجمہ والے قرآن مجید سے

ان سورتوں کا ترجمہ سمجھ کر اندازہ لگائے کہ آپ ﷺ اس قدر ان کا اہتمام کیوں کرتے تھے۔

(۳۰۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ، قَالَ: ثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ الضَّبِّيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((قَدِ اجْتَمَعَ فِي يَوْمِكُمْ هَذَا عِيدَانِ، فَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَجْزَأَهُ مِنَ الْجُمُعَةِ، وَإِنَّا مُجَمِّعُونَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج دو عیدیں جمع ہو گئی ہے، پس تم میں سے جو چاہتا ہے اس کو یہ عید جمعہ سے کفایت کرے گی، اور ہم ان شاء اللہ جمعہ پڑھیں گے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابو داود: ۱۰۷۳، ابن ماجه: ۱۳۱۱

فوائد: ......عید کے روز جمعہ ادا نہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے، یہ اسلام کا حسن اور اعتدال ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس مذہب میں لوگوں کی طبائع کا بہت زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔

عید کے روز مرکزی مساجد میں جمعہ کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے، تا کہ جمعہ کی ادائیگی کے خواہشمند جمعہ ادا کر لیں۔ اور جو جمعہ میں شامل نہ ہونا چاہیں وہ گھر میں نمازِ ظہر ادا کر لیں۔

بَابُ الْجَمَاعَةِ وَالْإِمَامَةِ

جماعت اور امامت کا بیان

(۳۰۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، قَالَ: ثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فَضْلُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خَمْسَةٌ وَعِشْرُونَ جُزْءًا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اکیلے آدمی کی نماز کی بہ نسبت با جماعت نماز کی فضیلت پچیس گنا زیادہ ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٤٨، ومسلم: ٦٤٩

(۳۰٤)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رِجَالًا فَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں لوگوں کو حکم دوں، وہ نماز قائم کریں، پھر میں اپنے نوجوانوں کو حکم دوں، وہ ان لوگوں کی

ثُـمَّ آمُـرُ فِتْيَـانِـي ، فَيُخَالِفُونَ إِلَى قَوْمٍ لَا يَـأْتُونَهَا ، فَيُحَرِّقُونَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِحُزَمِ الْحَـطَـبِ ، وَلَـوْ عَـلِمَ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَـظْـمًا سَمِينًا أَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ))

طرف جائیں جو نماز کے لیے نہیں آتے اور لکڑیوں گٹھڑیوں سے ان پر ان کے گھر جلا دیں، اگر ان کو پتہ چل جائے کہ یہ گوشت والی موٹی ہڈی یا دو عمدہ کھر پائیں گے تو یہ عشاء کے لیے ضرور آئیں۔"

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٤٤، ومسلم: ٦٥١

فوائد: ......نماز با جماعت میں شریک نہ ہونے والوں کے لیے یہ بہت سخت وعید ہے۔
ہمیں چاہیے کہ آپ ﷺ کے اس قسم کے ارادے کو ہی کافی سمجھ لیں اور اللہ تعالی کے گھروں کو آباد کریں۔

(٣٠٥)۔حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُـولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَتَيْتُمُ الـصَّلَاةَ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ ، وَأْتُـوهَـا وَأَنْتُـمْ تَـمْشُـونَ ، وَعَـلَيْـكُـمُ السَّكِينَةَ ، فَـمَـا أَدْرَكْتُـمْ فَـصَلُّوا ، وَمَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم نماز کے لیے آؤ تو دوڑتے ہوئے نہ آیا کرو، بلکہ چل کر آیا کرو اور سکون کو لازم پکڑو، پس جو نماز پا لو، وہ پڑھ لو اور جو رہ جائے، اس کو بعد میں ادا کر لو۔"

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٣٦، ٩٠٨، ومسلم: ٦٠٢

(٣٠٦)۔حَـدَّثَـنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُـولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الـصَّلَاةُ ، نَحْوَهُ وَقَالَ: فَأَتِمُّوا ، وَقَـالَ شُـعَيْـبٌ وَعُـقَيْـلٌ وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ وَغَيْرُهُمْ فِي هَذَا: فَأَتِمُّوا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کو کھڑا کر دیا جائے ...... پھر سابق حدیث کی طرح کی حدیث بیان کی، البتہ اس میں "فَـاقْـضُـوا" کے بجائے "فَأَتِمُّوا" کے الفاظ ہیں۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......تاخیر سے آنے والے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ یہ سمجھتے ہیں کہ امام رکوع کرنے والا ہے تو وہ دوڑ کر یا تیز چل کر نماز میں شامل ہوتے ہیں اور جلدی سے سورۂ فاتحہ کی تلاوت مکمل کر کے رکوع میں شریک ہونے کی کوشش

کرتے ہیں۔ اسی طرح جن حضرات کے نزدیک رکوع ملنے سے رکعت پوری ہو جاتی ہے، وہ مسجد میں داخل ہو رہے ہوتے ہیں اور امام رکوع کے لیے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہہ رہا ہوتا ہے، وہاں سے یہ دوڑ لگا کر رکوع میں شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی نظر صرف نماز کی مقدار پر ہوتی ہے کہ ایک رکعت بچ جائے، یہ بیچارے معیار کی فکر کرنے سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔

کیا اِن جلد بازوں کو یہ علم نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑے ہو کر عظیم ہستی سے ہم کلام ہو رہے ہیں، کیا یہ لوگ کائنات کے پالنہار سے گفتگو کرنے کے آداب سے غافل ہیں، جب یہی لوگ کسی بڑے چودھری صاحب سے ہم کلام ہوتے ہیں تو ان کی گفتگو بڑی جچی تلی ہوتی ہے، سنجیدگی نظر آتی ہے، باتوں میں ٹھہراؤ ہوتا ہے، منہ کا ایک سٹائل ہوتا ہے، شخصیت پر تکلف نظر آتی ہے۔ لیکن جب محسنِ عظیم کے دربار میں جھکنے کی باری آتی ہے تو جلد بازی اور بے توجہی، ایسا کیوں؟

(۳۰۷)۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعِجْلِيُّ ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْمُهَاجِرِينَ ، حِينَ أَقْبَلُوا مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ نَزَلُوا الْعُصْبَةَ إِلَى جَنْبِ قُبَاءٍ فَأَمَّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ لِأَنَّهُ كَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا ، فِيهِمْ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب مہاجرین مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ میں منتقل ہوئے تو وہ قباء کے پاس عُصْبہ مقام پر اترے، سیدنا سالم رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے، کیونکہ وہ ان میں قرآن مجید کو زیادہ یاد کرنے والے تھے، یہ سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، مہاجرین میں سیدنا ابو سلمہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٦٩٢

فوائد: ......صحیح بخاری کی روایت میں سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کے مقتدیوں میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام بھی مذکور ہے، یہ اسلام کا پیمانۂ عدل اور معیار ہے کہ اتنی بڑی ہستیوں کی امامت کے لیے ایک غلام کو منتخب کیا گیا، صرف اس لیے کہ وہ قرآن کا زیادہ علم رکھنے والا تھا۔

(۳۰۸)۔حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ ، قَالَ: ثَنَا جَرِيرٌ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ ، عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ......

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَائَةِ سَوَاءً

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی کتاب کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا لوگوں کی امامت کروائے گا، اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو سنت کا زیادہ علم رکھنے والا جماعت کرائے گا، اگر وہ سنت کے علم میں

فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ سِنًّا، وَلَا يُؤَمُّ الرَّجُلُ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يُقْعَدُ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔))

بھی برابر ہوں تو پہلے ہجرت کرنے والا اور اگر وہ ہجرت میں بھی برابر ہوں تو زیادہ عمر والا یہ ذمہ داری ادا کرے گا، کسی آدمی کی حکمرانی میں اس کو جماعت نہ کروائی جائے اور نہ کسی آدمی کے گھر میں اس کی عزت والی جگہ پر بیٹھا جائے، مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٦٧٣

فوائد: ......ہمیں بھی چاہیے کہ ان صلاحیتوں کی روشنی میں ائمہ کا تقرر کریں۔ نیز معلوم ہوا کہ جب ایک امام کی اقتدا میں جماعت کا سلسلہ جاری ہو تو اہل علم مہمانوں کی موجودگی میں بھی وہی امام جماعت کرانے کا مستحق ہوگا، الا یہ کہ وہ کسی کو اجازت دے دے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب زیادہ پڑھا ہوا ہو، اس سے مراد وہ آدمی ہے جس کو زیادہ قرآن مجید یاد ہو۔

(٣٠٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ......

قَالَ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ سَلِمَةَ أَبُو يَزِيدَ الْجَرْمِيُّ، قَالَ: كُنَّا بِحَضْرَةِ مَاءٍ مَمَرَّ النَّاسِ فَكُنَّا نَسْأَلُهُمْ مَا هَذَا الْأَمْرُ؟ فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ قَالَ: اِنْطَلَقَ أَبِي بِإِسْلَامِ أَهْلِ حَوَائِنَا، قَالَ: فَأَقَامَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُقِيمَ قَالَ: ثُمَّ أَقْبَلَ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهُ تَلَقَّيْنَاهُ فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ قَالَ: جِئْتُكُمْ وَاللَّهِ! مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُ يَأْمُرُكُمْ بِكَذَا وَكَذَا وَيَنْهَاكُمْ عَنْ كَذَا وَكَذَا وَأَنْ تُصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا وَكَذَا فِي حِينِ كَذَا وَصَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا، فَنَظَرَ أَهْلُ حَوَائِنَا فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا أَكْثَرَ مِنِّي قُرْآنًا لِلَّذِي كُنْتُ أَحْفَظُ مِنَ الرُّكْبَانِ قَالَ: فَقَدَّمُونِي

سیدنا عمرو بن سلمہ جرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم پانی کے ایک گھاٹ کے پاس رہتے تھے، یہ لوگوں کی گزرگاہ بھی تھی، پس ہم لوگوں سے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کے معاملے کے بارے میں سوال کرتے رہتے تھے،...... پھر ساری حدیث ذکر کی اور پھر کہا: ایک دن میرے والد بھی ہماری آبادی والوں کے اسلام کے ساتھ چلے گئے، اور جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے، پھر واپس آئے، جب آبادی کے قریب آئے تو ہم ان کو آگے جا کر ملے، جب انھوں نے ہمیں دیکھا تو کہا: اللہ کی قسم! میں اللہ تعالیٰ کے برحق رسول کے پاس سے آیا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھیں فلاں فلاں چیز کا حکم دیا ہے اور فلاں فلاں چیز سے منع کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ تم فلاں فلاں نماز فلاں فلاں وقت میں ادا کرو، اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو ایک آدمی اذان دے اور وہ جماعت کرائے جس کو سب سے زیادہ قرآن مجید یاد ہو، پس ہماری آبادی والوں نے مجھ سے زیادہ قرآن کو یاد کرنے والا کسی کو نہیں پایا، اس وجہ سے کہ میں قافلوں سے سیکھ کر اس کتاب کو

بَيْنَ أَيْدِيهِمْ فَكُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتِّ سِنِينَ۔

یاد کرتا رہتا تھا، اس لیے انھوں نے مجھے آگے کیا اور میں ان کو نماز پڑھانے لگا، جبکہ میری عمر چھ سال تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٣٠٢

فوائد: ......سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے چھ برس کی عمر سے امامت شروع کروائی اور پھر یہی اس منصب پر فائز رہے، جیسا کہ ایک روایت کے الفاظ ہیں:

وہ کہتے ہیں: فَمَا شَهِدْتُ مَجْمَعًا مِنْ جِرْمٍ إِلَّا كُنْتُ إِمَامَهُمْ وَأُصَلِّي عَلَى جَنَائِزِهِمْ إِلَى يَوْمِي هَذَا۔ ...... میں جرم مقام میں جس مجمع میں حاضر ہوتا تھا، تو ان کا امام ہوتا اور آج تک میں ہی ان کے جنازے پڑھاتا رہا ہوں۔

یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سن تمیز تک پہنچ جانے والا نابالغ بچہ امامت کرو سکتا ہے۔ اس حقیقت کو وہی لوگ تسلیم کریں گے، جو آرا کو قرآن وحدیث پر مقدم نہ کرتے ہوں۔

(٣١٠)۔حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَخْلَفَ ابْنَ أُمِّ مَكْتُومٍ عَلَى الْمَدِينَةِ مَرَّتَيْنِ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَوْمَ الْقَادِسِيَّةِ وَمَعَهُ رَايَةٌ سَوْدَاءُ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دو دفعہ مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا، میں نے ان کو قادسیہ والے دن دیکھا، ان کے ساتھ سیاہ رنگ کا جھنڈا بھی تھا۔

تخریج: صحيح لغيره ...... أخرجه ابوداود: ٥٩٥، ٢٩٣١

فوائد: ......سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اس نیابت کے دوران نماز بھی پڑھایا کرتے تھے، اسی طرح سیدنا عتبان رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کرواتے تھے، جبکہ یہ دونوں صحابہ نابینا تھے۔

(٣١١)۔حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ أَبِي حَازِمٍ، سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: وَقَعَ بَيْنَ حَيَّيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ كَلَامٌ فِي شَيْءٍ كَانَ بَيْنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ حَتَّى نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنَهُمْ، وَقَالَ مَرَّةً: حَتَّى تَنَاوَلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصاریوں کے دو قبیلوں کے درمیان ایسا جھگڑا پیدا ہو گیا جو دورِ جاہلیت میں ان کے ہاں رہا تھا، پھر ان کے مابین شیطان کود پڑا اور انھوں نے ایک دوسرے کی توہین والی باتیں کی، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ ان کے پاس چلے گئے اور وہاں دیر ہو گئی، اُدھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، جب نبیؐ

فَأَتَاهُمْ فَاحْتَبَسَ فَأَذَّنَ بِلَالٌ فَلَمَّا أَبْطَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَجِيءْ فَأَقَامَ بِلَالٌ فَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَلَمَّا تَقَدَّمَ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ فَتَخَلَّلَ الصُّفُوفَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَصَفَّحَ النَّاسُ هَكَذَا بِأَيْدِيهِمْ فَلَمَّا سَمِعَ التَّصْفِيحَ الْتَفَتَ، فَإِذَا هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِ امْكُثْ وَقَالَ مَرَّةً: فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ الْقَهْقَرَى فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ: ((مَا مَنَعَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَنْ تَثْبُتَ؟)) قَالَ: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَرَى ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ بَيْنَ يَدَيْ نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کریم ﷺ نے خاصی دیر کر دی تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کہی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ امامت کے لیے آگے بڑھے، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو امامت کروا رہے تھے، آپ ﷺ صفوں کے بیچ میں سے گزرتے ہوئے پہلی صف میں پہنچ کر کھڑے ہو گئے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں اِدھر اُدھر متوجہ نہیں ہوتے تھے، لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے اس طرح تالیاں بجانا شروع کر دیں، جب انھوں نے تالیوں کی آواز سنی تو متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہیں، آپ ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ وہ ٹھہرے رہیں (اور نماز پڑھائیں)، لیکن انھوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور الٹے قدموں پیچھے ہٹ گئے اور نبی کریم ﷺ آگے بڑھ گئے، جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کی تو فرمایا: ''ابو بکر! تجھے کس چیز نے ٹھہرے رہنے سے روک دیا؟'' انھوں نے کہا: یہ زیب نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ ابن ابی قحافہ اپنے نبی کے سامنے کھڑا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۷۱۹۰، ومسلم: ۴۲۱

فوائد: ...... اس حدیث کے دوسرے طرق سے مروی روایات کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں: فَقَالَ لِلنَّاسِ: ((إِذَا نَابَكُمْ فِي صَلَاتِكُمْ شَيْءٌ فَلْيُسَبِّحِ الرِّجَالُ وَلْيُصَفِّحِ "وَفِي رِوَايَةٍ وَلْيُصَفِّقِ" النِّسَاءُ۔)) پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ''جب تم کو نماز میں کوئی امر لاحق ہو جائے تو مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہیے اور عورتوں کو تالی بجانا چاہیے۔

جب کوئی حادثہ اور اہم کام پیش آ جائے یا کسی بھولنے والے اور غافل کو متنبہ کرنا ہو تو اس وقت نمازی کا سبحان اللہ کہنا یا تالی بجانا مشروع ہے۔

اگرچہ آپ ﷺ نے سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز جاری رکھنے کا حکم دیا تھا، لیکن ان کی طبیعت میں پایا جانے والا آپ ﷺ کا ادب ان پر غالب آ گیا اور وہ پیچھے ہٹ گئے۔

(۳۱۲)۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَنِي أَبُو حَازِمٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمًا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ فَجَعَلَ يُصَلِّي فَيَرْكَعُ ثُمَّ يَرْفَعُ يَرْجِعُ الْقَهْقَرَى وَيَسْجُدُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَرْتَقِي عَلَيْهِ كُلَّمَا سَجَدَ نَزَلَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي إِنَّمَا صَلَّيْتُ لَكُمْ هٰكَذَا كَمَا تَرَوْنِي فَتَأْتَمُّونَ بِي))

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر نماز پڑھی، جبکہ لوگ آپ کے پیچھے تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع کی، رکوع کیا، رکوع سے اٹھے، اور پھر الٹے پاؤں نیچے اتر آئے، زمین پر سجدے کیے اور پھر لوٹے اور منبر پر چڑھ گئے، جب سجدہ کرنا ہوتا تو نیچے اتر آتے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! میں نے تمہارے لیے اس طرح نماز پڑھی ہے، تاکہ تم دیکھو اور میرے اقتدا کرو۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٤٨، ٢٠٩٤، ومسلم: ٥٤٤

فوائد: ......ضرورت کے پیش نظر ایسا کرنا جائز ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ لوگ نماز کی تعلیم حاصل کر سکیں۔

نہی والی حدیث کا تعلق زیادہ بلند مقام سے ہے، معمولی بلندی میں کوئی حرج نہیں۔

آج کل دو تین منزلوں پر مشتمل مساجد میں امام اور مقتدیوں کا ایک دوسرے سے بلند ہونے کا تعلق اضطراری کیفیت سے ہے، بہرحال کسی حدیث میں مقتدی کو بلند مقام میں کھڑے ہونے سے منع نہیں کیا گیا۔ سیّدنا انس اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ وہ امام کی بہ نسبت بلند مقام پر کھڑے ہو کر اس کی اقتدا کرتے تھے۔ واللہ اعلم

بَابُ صَلَاةِ الْإِمَامِ عَلَى دُكَّانٍ

امام کا دکان پر نماز پڑھنے کا بیان

(۳۱۳)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ هَمَّامٍ، قَالَ: صَلَّى حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى دُكَّانٍ بِالْمَدِينَةِ وَخَلْفَهُ أَبُو مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَأَخَذَ بِثَوْبِهِ فَاجْتَذَبَهُ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ لَهُ أَبُو مَسْعُودٍ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ هٰذَا يُكْرَهُ؟ قَالَ: بَلَى، أَلَا تَرَانِي قَدْ ذَكَرْتُهُ۔

ہمام رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ایک دکان پر چڑھ کر نماز پڑھائی، ان کے پیچھے سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ بھی کھڑے تھے، انھوں نے ان کے کپڑے کو پکڑ کر کھینچا، جب انھوں نے نماز پڑھ لی تو سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: کیا تم کو پتہ نہیں ہے کہ یہ مکروہ ہے؟ انھوں نے کہا: جی کیوں نہیں، کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ مجھے یاد آ گیا تھا۔

تخريج: صحيح ...... أخرجه ابو داود: ٥٩٧

فوائد: ......ابوداود کی اگلی حدیث میں ہے: کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث نہیں سنی: ((اِذَا أَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا يَقُمْ فِي مَكَانٍ أَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ۔)) ...... ''جب آدمی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ ان کے مقام سے بلند مقام میں کھڑا نہ ہو۔''

(٣١٤)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ......

عَنْ عَمِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّيْتُ أَنَا وَيَتِيمٌ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَصَلَّتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مِنْ وَرَائِنَا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور ایک بچے نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ہمارے پیچھے نماز ادا کی۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٧٢٧، ومسلم: ٦٥٨

فوائد: ......عورت کا صف میں اکیلے کھڑے ہونا درست ہے۔

(٣١٥)۔حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ......

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ: ((اِسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ))

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے پہلے ہمارے کندھوں کو چھوتے اور فرماتے: ''سیدھے ہو جاؤ اور اختلاف نہ کرو، وگرنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پڑ جائے گا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٤٣٢

فوائد: ......صف بندی کے درج ذیل تقاضے ہیں:

لائن سیدھی ہو، وجود کے مطابق پاؤں کھلے رکھے جائیں، پاؤں کے ساتھ پاؤں اور کندھے کے ساتھ کندھا ملایا جائے اور ہر نمازی اپنے دائیں بائیں کے نمازیوں کے معاملے میں نرمی سے کام لے۔ درج احادیثِ مبارکہ پر غور کریں:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي۔)) وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ ...... ''صفوں کو سیدھا رکھا کرو، کیونکہ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ لیتا ہوں۔'' ہم (صف میں اپنے ساتھ کھڑے) ساتھی کے کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملاتے تھے۔(بخاری: ٧٢٥)

قابل توجہ بات یہ ہے کہ صحابۂ کرام ﷺ نے آپ ﷺ کی موجودگی میں آپ کے فرمان ''صفوں کو سیدھا رکھو'' کا مفہوم یہ سمجھا کہ کندھے کے ساتھ کندھا اور پاؤں کے پاؤں ملایا جائے، لیکن اگر آج آپ اس پر عمل کرتے ہوئے اپنے ساتھی کے ساتھ پاؤں ملائیں تو وہ برا محسوس کرتا ہے۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَ حَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَ سُدُّوا الْخَلَلَ وَلِينُوْا بِأَيْدِيْ إِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَ مَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ)) ...... ''صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر کرو، خلا کو پر کرو، اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ، شیطان کے لیے (صف میں) خالی جگہیں مت چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے گا اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے گا''۔ (ابوداود)

(۳۱۶)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: نَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: ثَنِي طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْسَجَةَ......

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ يَأْتِينَا إِذَا قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَيَمْسَحُ صُدُورَنَا وَعَوَاتِقَنَا وَيَقُولُ: ((لَا تَخْتَلِفُ صُفُوفُكُمْ فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ)) وَكَانَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ أَوْ قَالَ الصُّفُوفِ الْأُوَلِ))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو نبی کریم ﷺ ہمارے پاس آتے اور ہمارے سینوں اور کندھوں کو چھوتے اور فرماتے: ''صفوں میں اختلاف پیدا نہ ہونے پائے، ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔'' پھر فرماتے: ''بیشک اللہ تعالیٰ اور فرشتے پہلی صف یا پہلی صفوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

تخریج: حديث صحيح...... أخرجه ابوداود: ٦٦٤، والنسائي: ٨٩/٢، وابن ماجه: ٩٩٧

فوائد: ......فرشتوں کا رحمت بھیجنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایسے لوگوں کے حق میں دعائے رحمت کرتے ہیں۔

(۳۱۷)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، قَالَ أَبِي

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((خَيْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ فِي الصَّلَاةِ مُقَدَّمُهَا وَشَرُّهَا مُؤَخَّرُهَا۔)) وَلَعَلَّهُ قَالَ: ((وَشَرُّ صُفُوفِ النِّسَاءِ فِي الصَّلَاةِ مُقَدَّمُهَا)) الشَّكُّ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں مردوں کی بہترین صفیں اگلی ہیں اور ان کی بری صفیں پچھلی ہیں۔'' اور شاید آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''اور نماز میں عورتوں کی بری صفیں اگلی ہیں۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٤٤٠

فوائد: ...... بری صف سے ثواب کی کمی مراد ہے۔ اس حدیث سے اندازہ ہو جانا چاہیے کہ شریعتِ اسلامیہ کی تعلیمات میں مرد و زن کے اختلاط کی کس قدر مذمت کی گئی ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يُصَلِّي خَلْفَ الْقَوْمِ وَحْدَهُ

لوگوں کے پیچھے آدمی کا اکیلے نماز پڑھنے کا بیان

(٣١٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ زِيَادٍ الْأَعْلَمِ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَكَعَ دُونَ الصَّفِّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ۔))

سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے صف میں پہنچنے سے پہلے رکوع کر لیا، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اللہ تعالی تیری حرص میں اضافہ کرے، دوبارہ اس طرح نہ کرنا۔“

تخریج: أخرجه البخاری: ٧٨٣

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صف میں پہنچنے سے پہلے نماز شروع نہیں کرنی چاہیے، لیکن درج ذیل روایت کا مفہوم اس کے الٹ نظر آ رہا ہے: عطا کہتے ہیں: میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا: إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ رُكُوعٌ، فَلْيَرْكَعْ حِينَ يَدْخُلُ، ثُمَّ يَدِبُّ رَاكِعاً حَتّٰى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ، فَإِنَّ ذٰلِكَ السُّنَّةُ۔ ...... جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو اور لوگ رکوع کی حالت میں ہوں تو داخل ہوتے ہی (نماز شروع کر کے) رکوع کرے اور رکوع کی حالت میں آہستہ آہستہ چل کر صف میں داخل ہو جائے، ایسا کرنا سنت ہے۔ (رواه الطبرانی فی "الأوسط": ١/٣٣/١، من زوائد المعجمين الأوسط والصغير، وابن خزيمة في "صحيحه": ١٥٧١، والحاكم: ١/ ٢١٤، وعنه البيهقي: ٣/ ١٠٦، الصحيحة: ٢٢٩)

یہ دو احادیثِ مبارکہ ظاہری طور پر متعارض ہیں۔

امام البانی رحمہ اللہ نے طویل بحث کرتے ہوئے ان دو احادیث مبارکہ میں یہ تطبیق دی ہے: دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے، کیونکہ مختلف احادیث کو مدنظر رکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ سیّدنا ابوبکرہ کی حدیث میں نماز کی طرف جلدی چل کر آنے سے منع کیا گیا، نہ کہ صف سے پہلے رکوع کر کے صف کے ساتھ ملنے سے، کیونکہ مسند احمد کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابوبکرہ کے جوتوں کی آواز سنی، وہ رکوع پانے کے لیے دوڑ رہے تھے، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا کہ دوڑنے والا کون تھا؟ ......لہٰذا سیّدنا ابن زبیر کی حدیث میں بیان کردہ صورت واقعی سنت ہے اور ابوبکرہ کی حدیث میں اس سے منع نہیں کیا گیا، بلکہ نماز کی طرف دوڑ کر آنے سے منع کیا گیا۔ (مزید دیکھئے: صحیحہ:

۲۲۹، ۲۳۰)

بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ امام کے ساتھ رکوع پا لے لینے سے رکعت مل جاتی ہے، لیکن یہ استدلال کمزور ہے، کیونکہ اس حدیث میں یہ تو وضاحت نہیں کہ اس صحابی نے اس رکعت کو شمار کیا تھا یا نہیں، جبکہ دوسری نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت فرض ہے۔

(۳۱۹)۔حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، قَالَ: أَنَا الثَّوْرِيُّ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ......

عَنْ وَابِصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُصَلِّي خَلْفَ الْقَوْمِ وَحْدَهُ فَأَمَرَهُ فَأَعَادَ الصَّلَاةَ۔

سیدنا وابصہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ لوگوں کے پیچھے اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ وہ نماز کو لوٹائے۔

تخریج: حدیث صحیح...... أخرجه ابو داود: ٦٨٢، والترمذی: ٢٣١، وابن ماجه: ١٠٠٤

فوائد: ......اگر پہلی صفوں میں گنجائش موجود ہو تو اکیلے کھڑے ہو جانے والے آدمی کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

سوال یہ ہے کہ اگلی صفوں میں گنجائش ختم ہو جانے کے بعد آنے والا اکیلا آدمی کیا کرے، آیا وہ آگے سے کوئی آدمی کھینچ لے یا پیچھے اکیلا نماز پڑھ لے۔

امام البانی رحمہ اللہ نے ''سلسلہ احادیث ضعیفہ'' میں آدمی کھینچ لینے کی روایات ذکر کر کے ان کی سند اور پھر اس فقہی مسئلہ پر بحث کی ہے، ہم پہلے وہ نقل کرتے ہیں: سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِذَا انْتَهٰى أَحَدُكُمْ اِلَى الصَّفِّ وَقَدْ تَمَّ ، فَلْيَجبِذْ اِلَيْهِ رَجُلًا يُقِيْمُهُ اِلٰى جَنْبِهٖ)) ''جب تم میں سے کوئی آدمی صف میں پہنچے، جبکہ وہ اس سے پہلے پوری ہو چکی ہے تو وہ (آگے سے) ایک آدمی اپنی طرف کھینچ لے اور اسے اپنے پہلو میں کھڑا کر لے۔(رواہ الطبرانی فی "الاوسط": ۳۳/ ۱)

اس کی سند میں بشر بن ابراہیم انصاری مفلوج راوی ہے، اس کی حیثیت یہ ہے کہ وہ احادیث گھڑتا ہے، جیسا کہ امام ابن حبان (۱/ ۱۸۰) نے کہا: کان یضع الحدیث علی الثقات۔ امام ہیثمی کا اس راوی کو صرف "ضَعِیف جِدًا" کہنا تساہل ہے اور اس سے بدتر چیز ہے کہ حافظ ابن حجر نے "بلوغ المرام" میں اس پر سکوت اختیار کیا، حالانکہ انھوں نے "تلخیص الحبیر" میں "اسنادہ واہ" کہا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ثقہ راوی یزید بن ہارون نے اس بشر بن ابراہیم کی مخالفت کی اور اس کو حجاج بن حسان سے اور اُس نے مقاتل بن حیان سے مرسل بیان کیا۔ (بیہقی: ۳/ ۱۰۵)

عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک اور موصول سند ہے، اس میں بھی اسی قسم کی روایت بیان کی گئی ہے، لیکن اس میں کھینچنے کے الفاظ نہیں، بلکہ "أَعِدْ صَلَاتَكَ" کے الفاظ ہیں، اور یہ روایت صحیح ہے، کیونکہ اس کے شواہد موجود ہیں،

میں نے (ارواء الغلیل : ٥٣٤) میں ان شواہد پر بحث کی ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کا ایک شاہد: سیّدنا وابصہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک آدمی نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ((أَلَا دَخَلْتَ فِي الصَّفِّ، أَوْ جَذَبْتَ رَجُلًا صَلّٰى مَعَكَ!؟ أَعِدِ الصَّلَاةَ)) یعنی: ''تو صف میں داخل کیوں نہیں ہوا، یا کوئی ایسا آدمی کیوں نہیں کھینچ لیا، جو تیرے ساتھ نماز پڑھتا، دوبارہ نماز پڑھ۔''

(أخرجه ابن الاعرابی فی "المعجم" وأبو الشيخ فی "تاريخ أصفهان" وأبو نعيم فی "أخبار اصبهان) یہ روایت "ضعيف جدًا" ہے، اس کی سند میں قیس بن ربیع ضعیف ہے اور یحییٰ بن عبدویہ اس سے سخت ضعیف ہے، امام طبرانی نے اس کو ''الاوسط'' میں بیان کیا اور سری بن اسماعیل نے اس کو مرفوع بیان کیا، لیکن یہ متروک راوی ہے۔

اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ آدمی کو صف سے پیچھے کھینچ لیا جائے۔ ضروری یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو بعد میں آنے والا آدمی صف میں مل جائے، وگرنہ اکیلی نماز پڑھ لے، ایسے آدمی کی نماز صحیح ہوگی، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (سورۂ بقرہ: ٢٨٦) ''اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتے۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن لوگوں کو نماز لوٹانے کا حکم دیا، وہ اس وقت تھا جب صف میں ملنا اور اس کی خالی جگہ کو پر کرنا ممکن تھا۔ جب اگلی صفوں میں جگہ ہی نہ ہو تو بعد میں آنے والا آدمی پیچھے اکیلا کھڑا ہو جانے کی وجہ سے قصوروار نہیں ہوگا، اس کی نماز صحیح ہوگی اور ایسی صورت میں اس کی نماز پر بطلان کا حکم نہیں لگایا جائے گا، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا رجحان بھی یہی ہے، جیسا کہ وہ ''الاختیارات'': ص۴۲ میں کہتے ہیں: کسی عذر کی بنا پر اکیلے آدمی کی نماز درست ہے، احناف کا بھی یہی خیال ہے، جب نمازی صف کے پیچھے اکیلا کھڑا ہونے کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ پائے تو افضل یہی ہے کہ وہ اکیلا کھڑا ہو جائے اور صف بنانے کے لیے آگے سے بندہ نہ کھینچے۔ (سلسلہ احادیث ضعیفہ : ٩٢١، ٩٢٢)

اللہ تعالیٰ امام البانی پر رحمت فرمائے، ہماری رائے بھی یہی ہے کہ اگلی صفیں پر ہو چکنے کے بعد آنے والے نمازی کو پیچھے اکیلا کھڑا ہو جانا چاہیے، جن مذکورہ بالا احادیث میں اکیلے آدمی کی نماز کو باطل قرار دیا گیا ہے، ایسا شخص ان کا مصداق نہیں بنے گا۔

بَابُ السُّكُوتِ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَائَةِ

تکبیرِ تحریمہ اور قراءت کے درمیان خاموش رہنے کا بیان

(٣٢٠)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ سَكَتَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَائَةِ فَقُلْتُ لَهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَائَةِ؟ أَخْبِرْنِي مَا تَقُولُ قَالَ: ((أَقُولُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَالثَّوْبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ))

نماز کے لیے اللہ اکبر کہتے تو اس تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموش رہتے، میں نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان اپنی خاموشی کے بارے میں تو مجھے بتلا دیں، آپ اس دورانیے میں کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہ دعا پڑھتا ہوں: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَالثَّوْبِ الْأَبْيَضِ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَاءِ وَالْبَرَدِ۔ (اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے، جیسے تو نے مشرق ومغرب کے درمیان دوری رکھی ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو برف، پانی اور اولوں سے دھو ڈال)۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ٧٤٤، ومسلم: ٥٩٨

فوائد: ......حقیقت میں گناہوں کو پانی، برف اور اولوں سے نہیں دھویا جاتا، اس سے مراد تاکید اور مبالغہ ہے، یعنی ہر گناہ کو بخش دیا جائے اور کسی کو باقی نہ رہنے دیا جائے، جیسے اس کپڑے کی حالت ہوتی ہے جس کو ان تین چیزوں سے صاف کیا جائے۔

بَابُ الْقِرَائَةِ وَرَاءَ الْإِمَامِ
امام کی اقتدا میں قراءت کرنے کا بیان

(٣٢١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ......

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَائَةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: إِنِّي أَرَاكُمْ تَقْرَءُونَ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی، آپ پر قراءت بوجھل ہونے لگی، جب آپ فارغ ہوئے تو پوچھا: "میرا خیال ہے کہ تم بھی اپنے امام کے پیچھے قراءت کرتے ہو؟" ہم نے کہا: جی ہاں!

وَرَاءَ إِمَامِكُمْ ، قَالَ: قُلْنَا: أَجَلْ وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلُوا إِلَّا بِأُمِّ الْقُرْآنِ ، فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ

اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! ہم ایسا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے نہ کیا کرو سوائے سورۂ فاتحہ کے، کیونکہ جس نے اس کی تلاوت نہ کی، اس کی کوئی نماز نہیں۔''

تخریج: صحیح لغیره، قد صرح محمد بن اسحاق بسماعه من مکحول فی: ۲۲۷۴۵ من مسند احمد، أخرجه ابوداود: ۸۲۳، والترمذی: ۳۱۱، وابن خزیمة: ۱۵۸۱، وابن حبان: ۱۷۹۲، والدار قطنی: ۱/ ۳۱۹، والبیهقی فی "القراءة خلف الامام": ۱۰۹، ۱۱۱، والطحاوی فی "شرح المعانی": ۱/ ۲۱۵، والحاکم: ۱/ ۲۳۸

فوائد: ......مقتدی کو سورۂ فاتحہ پڑھنے سے روکنے والوں کو اس حدیث پر غور کرنا چاہیے کہ آپ ﷺ تو نماز فجر کے بعد یہ حدیث بیان کر رہے ہیں کہ امام کے پیچھے قراءت نہ کیا کرو، سوائے سورۂ فاتحہ کے۔ یہ حدیث تمام خاص اور عام دلائل میں جمع و تطبیق دینے کے لیے فیصلہ کن دلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔

فاتحہ کی فرضیت پر پہلے بحث گزر چکی ہے۔

(۳۲۲)۔حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، وَيُونُسَ بْنِ يَزِيدَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، قَالَ: ثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ......

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگئی، اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۷۸۰، ومسلم: ۴۱۰

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ امام کو باآواز بلند آمین کہنا چاہیے، تبھی تو مقتدی سن کر آمین کہیں گے، آمین بالجہر کا مسئلہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۳۲۳)۔حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ أَدْرَكَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز کی ایک رکعت پالی، اس نے نماز پالی۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۵۸۰، ومسلم: ۶۰۷

فوائد: ...... صحیح مسلم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ۔ ...... ''جس نے امام کے ساتھ نماز کی ایک رکعت پالی، اس نے نماز پالی۔'' سنن نسائی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ كُلَّهَا اِلَّا اَنَّهٗ يَقْضِيْ مَا فَاتَهٗ۔ ......''اس نے ساری نماز پالی، ہاں جو رکعتیں رہ گئیں، وہ ان کو پورا کرے گا۔''

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی امام کے ساتھ ایک رکعت پالے گا، اسے امام کی نماز کا حکم مل جائے گا۔ اسی حدیث سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ اگر مقتدی مسافر کو مقیم امام کے ساتھ ایک رکعت مل جائے تو اسے مکمل چار رکعتیں ادا کرنی چاہئیں، کیونکہ اسے امام کی نماز کا حکم مل جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(٣٢٤)۔حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ......

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تُبَادِرُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ، فَإِنَّهُ مَهْمَا أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا رَكَعْتُ تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ وَمَهْمَا أَسْبِقْكُمْ بِهِ إِذَا سَجَدْتُ تُدْرِكُونِي بِهِ إِذَا رَفَعْتُ فَإِنِّي قَدْ بَدَّنْتُ۔))

سیدنا معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رکوع و سجود میں مجھ سے آگے نہ بڑھو، اگر میں رکوع کرتے وقت تم سے آگے بڑھتا ہوں تو تم مجھے پالو گے جب میں اٹھوں گا، اسی طرح اگر میں سجدے میں تم سے آگے بڑھ جاتا ہوں تو تم مجھے پالو جب میں اٹھوں گا، بیشک اب میں بڑی عمر والا ہو گیا ہوں۔''

تخریج: صحیح لغیرہ ...... أخرجه ابو داود: ٦١٩، وابن ماجه: ٩٦٣

فوائد: ...... ''بَدَّنْتُ'' کا معنی ہے: بڑی عمر والا ہونا، عمر رسیدہ ہونا، اور ''بَدُنْتُ'' یا ''بَدَنْتُ'' کا معنی ہے: جسم کا بھاری ہونا، موٹا ہونا۔ صحیح مسلم (٧٤٦) کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کا زیادہ ہو جانا اور جسم کا بھاری ہو جانا، دونوں وجوہات بیان کی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ''اگر میں رکوع کرتے وقت تم سے آگے بڑھتا ہوں تو تم مجھے پالو گے جب میں اٹھوں گا'' اس کا معنی ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں پہلے جاتے ہیں تو پہلے اٹھتے بھی ہے اور اگر مقتدی رکوع میں تاخیر سے جاتے ہیں تو تاخیر سے اٹھتے بھی ہیں۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور مقتدیوں کے رکوع کی مقدار برابر برابر ہو جاتی ہے۔

اس حدیث کا لب لباب یہ ہے کہ امام کی متابعت کرنا فرض ہے اور کسی رکن کی ادائیگی میں اس سے آگے بڑھنا ناجائز ہے۔

(٣٢٥)۔حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَ: ثَنَا النَّضْرُ، قَالَ: أَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

زِيَادٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ، وَالْإِمَامُ سَاجِدٌ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ أَوْ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا سر اٹھا لیتا ہے، جبکہ امام ابھی تک سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، کیا وہ اس سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالی اس کے سر یا صورت کو گدھے کی صورت بنا دے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٩١، مسلم: ٤٢٦، ٤٢٧

شرح: ...... حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۲/۱۸۳) میں کہا ہے کہ اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ مقتدی کا امام سے پہلے سر اٹھانا حرام ہے، کیونکہ مسخ ہو جانے کی سخت وعید کا یہی تقاضا ہے۔ نیز حدیث کے ظاہری الفاظ میں مسخ کر جو وعید بیان کی گئی ہے، اس کی یہ تاویل کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اس سے مراد ایسے نمازی کا جاہلانہ اور احمقانہ پن ہے، کیونکہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ممکن ہے کہ ایسے جرم کا مرتکب ہونے والا عملی طور پر اس وعید کا مصداق بن جائے، یہ ضروری نہیں کہ جو مقتدی ایسا کرے گا، اللہ تعالی اس کے ساتھ یہی سلوک کرے گا۔

آج کل مقتدی حضرات کی اکثریت امام کی اقتدا کا خیال رکھے بغیر اپنی روٹین کے مطابق نماز پڑھتی ہے، انھوں نے قومہ، جلسہ، جلسۂ استراحت اور رکوع و سجود سے اٹھنے کے لیے اپنے لیے ایک مخصوص وقت اور مخصوص ذکر کا تعین کر رکھا ہے، اس کے بعد وہ اگلا کام کرنا خود شروع کر دیتے ہیں، اگرچہ امام سے آگے گزر رہے ہوں۔ مثال کے طور پر بعض مقتدی رکوع کے بعد صرف ''رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ'' کہنے کے عادی ہوتے ہیں، اگر ان کو کسی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی پڑ جائے جو ''حَمْدًا كَثِيْرًا ......'' بھی کہتا ہو، تو وہ بیچارہ کھڑے ہونے اور بیٹھنے کے درمیان کی کیفیت میں پھنس کر انتظار کرنے لگ جاتا ہے، نہ کھڑا ہو سکتا ہے اور نہ سجدہ کر سکتا ہے۔ یہ سنتِ مبارکہ پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ بِالنَّاسِ

لوگوں کو ہلکی نماز پڑھانے کا بیان

(۳۲۶)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: ثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: ثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي أَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا، فَمَا

سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں فلاں امام کی وجہ سے نماز فجر سے غائب ہو جاتا ہوں، کیونکہ وہ لمبی نماز پڑھاتا ہے، اس دن میں نے نبی کریم ﷺ کو نصیحت کرتے وقت سب

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ مِنْكُمْ لَمُنَفِّرِينَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُجَوِّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالْكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ.))

سے زیادہ غصے کی حالت میں دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! بیشک تم میں نفرت پھیلانے والے لوگ ہیں، تم میں سے جو آدمی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ اختصار کرے، کیونکہ ان میں کمزور، عمر رسیدہ اور ضرورت مند ہوتے ہیں۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٧٠٢، ٧٠٤، ومسلم: ٤٦٦

(٣٢٧)۔حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ مُعَاذُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا، فَأَخَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَجَاءَ مُعَاذُ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ تَأَخَّرَ فَصَلَّى ثُمَّ خَرَجَ، فَلَمَّا فَرَغُوا قَالُوا: يَا فُلَانُ نَافَقْتَ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنِّي سَآتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرُهُ قَالَ: فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ مُعَاذًا كَانَ يُصَلِّي مَعَكَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّنَا وَإِنَّكَ أَخَّرْتَ الصَّلَاةَ الْبَارِحَةَ فَجَاءَ فَقَرَأَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ، فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ تَنَحَّيْتُ فَصَلَّيْتُ، وَإِنَّمَا نَحْنُ أَصْحَابُ نَوَاضِحَ وَعُمَّالُ أَيْدِينَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ اِقْرَأْ بِسُورَةِ كَذَا وَسُورَةِ كَذَا.)) قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: ((اِقْرَأْ بِسُورَةِ سَبِّحِ وَهَلْ أَتَاكَ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَنَحْوِهَا.))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے ساتھ نمازِ عشاء ادا کرتے، پھر لوٹتے اور ہمیں امامت کرواتے، ایک دن آپ ﷺ نے نمازِ عشاء پڑھانے میں تاخیر کی، پھر جب سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ آئے تو انھوں نے سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دی، ایک آدمی نے جب یہ طوالت دیکھی تو وہ پیچھے ہٹ گیا اور الگ سے نماز پڑھ کر چلا گیا، جب لوگ فارغ ہوئے تو انھوں نے کہا: او فلاں! تو منافق ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، میں تو نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤں گا اور آپ ﷺ کو ساری صورت حال سے آگاہ کروں گا، پس وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، پھر واپس جا کر ہمیں نماز پڑھاتے ہیں، گزشتہ رات آپ ﷺ نے نمازِ عشاء تاخیر سے پڑھائی، پھر جب وہ ہمارے پاس آئے تو انھوں نے سورۂ بقرہ کی قراءت شروع کر دی، جب میں نے ان کا یہ عمل دیکھا تو میں الگ ہو گیا اور از خود نماز ادا کر لی، اصل بات یہ ہے کہ ہم لوگ اونٹوں پر اور اپنے ہاتھوں سے کام کرنے والے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تو فتنے باز ہے؟ فلاں فلاں سورت پڑھا کر۔'' ابوزبیر راوی کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سورۂ اعلیٰ، سورۂ غاشیہ اور سورۂ لیل وغیرہ

کی تلاوت کیا کرو۔‘‘

تخریج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ٧٠٥، ٧١١، ٦١٠٦، ومسلم: ٤٦٥

فوائد: ...... مذکورہ بالا احادیث میں آپ ﷺ نے نماز میں تخفیف کرنے کا حکم دیا ہے، نیز صحابۂ کرام نے مختلف احادیث میں آپ ﷺ کی نماز کو تخفیف والا قرار دیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے عمل مبارک کی درج ذیل چند مثالوں پر نظر دوڑائی جائے:

نماز فجر میں سورۂ ق، سورۂ واقعہ، سورۂ تکویر، سورۂ سجدہ، سورۂ دہر، سورۂ زلزال اور ساٹھ سے سو آیات کی تلاوت۔

نماز ظہر میں سورۂ لیل، سورۂ اعلیٰ، سورۂ غاشیہ، سورۂ بروج، سورۂ طارق اور پہلی دو رکعتوں میں تیس تیس آیتوں کے بقدر تلاوت، اور آپ ظہر کی پہلی رکعت کو اتنا لمبا کرتے کہ نماز کے کھڑا ہو جانے کے بعد ایک شخص بقیع جا کر قضائے حاجت کرتا، پھر گھر آ کر وضو کر کے مسجد میں پہنچتا تو آپ ﷺ ابھی تک پہلی رکعت میں ہوتے۔

نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ، سورۂ منافقون، سورۂ غاشیہ اور سورۂ اعلیٰ کی تلاوت۔

نماز عصر میں سورۂ اعلیٰ، سورۂ غاشیہ اور پہلی دو رکعتوں میں پندرہ پندرہ آیتوں کے بقدر تلاوت۔

نماز مغرب میں سورۂ مرسلات، سورۂ طور اور سورۂ اعراف کی تلاوت۔

نماز عشا میں سورۂ تین کی تلاوت اور یہ سورتیں پڑھنے کا حکم: سورۂ اعلیٰ، سورۂ لیل، سورۂ شمس، سورۂ علق، سورۂ ضحیٰ، سورۂ بروج، سورۂ طارق۔

تخفیف کا مطلب یہ نہیں کہ لوگ نماز میں جتنا اختصار چاہیں، اتنا ہی کر دیا جائے، دیکھنا چاہئے کہ نبی کریم ﷺ جب ہلکی نماز پڑھاتے تھے، تو اس کی مقدار کیا ہوتی تھی؟ جب آپ ﷺ نے نمازِ عشا میں سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کر دینے والے صحابی سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو مختصر نماز پڑھانے کا حکم دیا تو اس کے ساتھ ساتھ سورۂ شمس، سورۂ اعلیٰ، سورۂ لیل اور سورۂ علق کی تلاوت کرنے کی تعلیم بھی دی، یہ سورتیں بالترتیب (۱۵)، (۱۹)، (۲۱)، اور (۱۶) آیات پر مشتمل ہیں۔

نماز میں تلاوت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ سے منقول عمل آپ کے سامنے ہے۔ یہ آپ ﷺ کی چند نمازوں کے نمونے ہیں، لیکن صحابہ کرام نے ان نمازوں کو خفیف کہا۔ معلوم ہوا کہ اس مقام پر ’’خفیف‘‘ کا لفظ عوام الناس کے فہم کے مطابق علی الاطلاق مستعمل نہیں ہو گا، بلکہ یہ ایک نسبتی لفظ ہے، یعنی اس کو آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں سمجھا جائے گا۔ لہٰذا امام کو چاہئے کہ وہ مقتدیوں کی رو رعایت کرے اور مقتدیوں کو اگر علم ہو جائے کہ جس نماز کو وہ طویل سمجھ رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے یہی نماز پڑھنے پڑھانے کی تعلیم دی ہے تو پھر انھیں بھی خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سب سے پہلے مقتدی حضرات نبی کریم ﷺ کی نماز کی کمیّت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں، اگر ان کا امام اس حد سے تجاوز کرے تو وہ اعتراض کر سکتے ہیں، وگرنہ ان کو صبر کے ساتھ خاموش رہنا چاہیے۔ ہاں اگر مقتدیوں میں معروف مریض لوگ ہوں تو ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر مقتدی لوگ اپنے اصرار پر برقرار رہیں اور

آپ ﷺ کی احادیث نہ سمجھ پا رہے ہوں تو امام صاحب کو چاہیے کہ وہ حکمت و دانائی سے کام لیں، نماز کے دوران اختصار کریں اور درجہ بدرجہ مقتدیوں کی تربیت کرتے رہیں اور ان کو اعلیٰ قول و کردار کا مالک بنا کر احادیثِ رسول کا شائق بنانے کی کوشش کریں۔

(۳۲۸)۔حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَتْ: فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَاعِدًا وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي خَلْفَهُ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ الْمُقَدَّمَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبیٔ کریم نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، پھر رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آگے بیٹھے ہوئے تھے اور سیدنا ابو بکر ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ امام ابو داود نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ بیان کیے: سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آگے کیا گیا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٨٧، ومسلم: ٤١٨

(۳۲۹)۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، قَالَ: ثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا الْمُحَافَظَةَ عَلَى الصَّلَاةِ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْرَجُ بِهِ يُهَادَى بَيْنَ اثْنَيْنِ تَخُطُّ قَدَمَاهُ الْأَرْضَ، فَانْتُهِيَ بِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَأُجْلِسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

جنابِ اسود رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس نماز کی محافظت کے موضوع پر بات کی گئی، انھوں نے کہا: میں نے نبیٔ کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ کو دو آدمیوں کا سہارا دے کر چلایا جاتا، جبکہ آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے ہوتے تھے، پھر آپ کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تک پہنچایا جاتا، جبکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہوتے تھے، پس آپ ﷺ کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بٹھا دیا جاتا، پھر سیدنا ابو بکر، نبیٔ کریم ﷺ کی اقتداء میں اور لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز ادا کرتے۔ ابو محمد کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے۔ اور ابو اسحاق کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ

وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: وَهٰكَذَا رَوَاهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ فَجَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَفِي حَدِيثِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَرْقَمَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَأْتَمَّ أَبُو بَكْرٍ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأْتَمَّ النَّاسُ بِأَبِي بَكْرٍ۔

سے مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کی اقتدا کرتے اور لوگ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی۔

تخريج: أخرجه البخاري: ۷۱۲، ومسلم: ٤١٨

فوائد: ......مرض الموت کے اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور صحابۂ کرام نے آپ ﷺ کی اقتدا میں کھڑے ہو کر نماز ادا کی، بیچ میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بطور مکبر واسطہ بھی تھا۔

(۳۳۰)۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: ثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: ثَنَا سُلَيْمَانُ الْأَسْوَدُ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((أَلَا رَجُلٌ يَتَّجِرُ عَلَى هٰذَا فَيُصَلِّيَ مَعَهُ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو مسجد میں اکیلے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور فرمایا: کیا کوئی شخص نہیں ہے جو اس پر صدقہ کرے اور اس کے ساتھ نماز ادا کرے۔''

تخريج: صحيح...... أخرجه ابو داود: ٥٧٤، و الترمذي: ٢٢٠

فوائد: ......پس ایک آدمی اٹھا اور اس نے اس کے ساتھ نماز پڑھی۔ (ابو داود: ٥٧٤ واللفظ له، ترمذي: ٢٢٠) ابن ابی شیبہ کی روایت کے مطابق اٹھنے والے آدمی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔

تمام مسلمانوں کو مسجد کی مرکزی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا بھرپور اہتمام کرنا چاہیے، لیکن اگر کوئی شخص کوشش کے باوجود یا کسی عذر کی وجہ سے جماعت سے رہ جائے تو اس کو دوبارہ جماعت کا اہتمام کرنا چاہیے۔

(۳۳۱)۔حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَعَلَّكُمْ سَتُدْرِكُونَ أَقْوَامًا يُصَلُّونَ الصَّلَاةَ لِغَيْرِ وَقْتِهَا، فَإِنْ أَدْرَكْتُمُوهُمْ فَصَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ لِلْوَقْتِ الَّذِي تَعْرِفُونَ، ثُمَّ صَلُّوا مَعَهُمْ وَاجْعَلُوهَا سُبْحَةً))

نے فرمایا: ''ممکن ہے کہ تم ایسے حکمرانوں کو پا لو جو نماز کو اس کے مقررہ وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں ادا کریں گے، اگر تم ان کو پالو تو گھروں میں نماز کو وقت پر ادا کر لینا اور پھر ان کے ساتھ نفل سمجھ کر ادا کر لینا۔''

تخریج: اسناده حسن- أخرجه النسائي: ٢/ ٧٥، وابن ماجه: ١٢٥٥، وأخرج بنحوه مسلم: ٥٣٤

فوائد: ......صحابۂ کرام کے دور میں ہی صاحبِ اقتدار لوگوں کی ایسی مثالیں موجود ہیں کہ انھوں نے بعض نمازیں ان کا وقت نکل جانے کے بعد ادا کیں۔ ایسی صورت میں گھر میں ہی وقت پر نماز ادا کر لی جائے اور اگر ایسے اماموں کی جماعت مل جائے تو نفلی نماز کی نیت سے اس میں بھی شرکت کر لی جائے اور ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے انکار نہ کیا جائے، وگرنہ اہل حق کے لیے بڑا فتنہ کھڑا ہو سکتا ہے۔

(٣٣٢)۔حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ، وَإِذَا خَرَجْنَ فَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو اور عورتوں کو چاہیے کہ وہ خوشبو استعمال کیے بغیر مسجد میں جایا کریں''۔

تخریج: صحيح لغيره- أخرجه ابوداود: ٥٦٥

فوائد: ......متعدد احادیث میں عورتوں کو مسجد میں نماز ادا کرنے کی رخصت دی گئی ہے، عہد نبوی میں عورتیں مسجد میں نماز ادا کیا کرتی تھیں، درج ذیل حدیث اور بحث پر غور کریں:

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمْ امْرَأَتُهُ أَنْ تَأْتِيَ الْمَسْجِدَ فَلَا يَمْنَعْهَا)) قَالَ: وَكَانَتْ امْرَأَةُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ تُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ لَهَا: إِنَّكِ لَتَعْلَمِينَ مَا أُحِبُّ، فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! لَا أَنْتَهِي حَتَّى تَنْهَانِي، قَالَ: فَطُعِنَ عُمَرُ وَإِنَّهَا لَفِي الْمَسْجِدِ۔ ......''جب تم میں سے کسی کی بیوی اس سے مسجد میں جانے کے لیے اجازت مانگے تو وہ اس کو نہ روکے۔'' سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی مسجد میں نماز پڑھتی تھی، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تو جانتی ہے کہ میں کیا پسند کرتا ہوں۔ لیکن اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک باز نہیں آؤں گی، جب تک آپ مجھے منع نہیں کر دیتے۔ پھر

جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مارا گیا تو ان کی بیوی مسجد ہی میں تھی۔" (مسند احمد: ٤٥٢٢، وأخرجه البخاري: ٨٧٣ دون قصة امرأة عمر، وأخرج بنحوه مسلم: ٤٤٢)

صحیح بخاری (٩٠٠) میں سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی کے حوالے سے درج ذیل تفصیل بیان کی گئی ہے: سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی نماز فجر اور نماز عشا مسجد میں باجماعت ادا کرتی تھی۔ اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ وہ مسجد میں کیوں آتی ہیں، جبکہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اس عمل کو ناپسند کرتے تھے اور غیرت بھی کرتے تھے؟ اور خود ان کی اہلیہ نے بھی یہ سوال کیا کہ کون سی چیز ہے جو عمر کو مجھے منع کرنے سے روکتی ہے؟ اس پر سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان کو روکنے والی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان تھا: "اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو اس کی مساجد سے نہ روکا کرو۔"

کتنی سبق آموز بات ہے کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی طبعی غیرت کی بنا پر یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ان کی بیوی مسجد میں جائے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے وہ منع بھی نہیں کر سکتے تھے اور نہ منع کیا۔ کاش! ہمارا مزاج بھی شریعت کے اس قدر تابع ہو جائے کہ ہم اپنی ذاتی یا بڑوں کی آرا کو ترجیح دیں۔ بلاشبہ عورتوں کا گھر میں نماز ادا کرنا افضل ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مسجد میں آ کر نماز ادا کرنے کی رخصت دی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے وہ مسجد میں آیا کرتی تھیں۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی عورت مسجد میں نماز ادا کرنے کی رخصت پر عمل کرنا چاہتی ہے تو اسے گھر والوں کی طرف سے اجازت ہونی چاہیے، ہاں عورت کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ مسجد میں جانے کے آداب کا خیال رکھے۔

قارئین کرام! میرے ذاتی مشاہدے کی بات ہے کہ عصر حاضر کی بعض عورتیں طبعی طور پر مسجد میں جا کر نماز پڑھنے، جمعہ ادا کرنے، کوئی تبلیغی و اصلاحی پروگرام سننے اور تراویح پڑھنے کا شوق اور رغبت نہیں رکھتیں، بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ اس مزاج کی عورتیں مسجد میں جانے والی عورتوں پر دبے انداز میں طعن بھی کر دیتی ہیں۔ لیکن یہی عورتیں بازاروں میں کھلے عام خریداری کرتے ہوئے اور بعض اجتماعات میں شریک پائی جاتی ہیں۔ آخر کیوں؟ ایسی بیچاریاں احادیثِ مبارکہ کی روح کو سمجھنے سے قاصر ہیں، آخر کیا وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے لیے گھر میں نماز ادا کرنا افضل قرار دیا ہے؟ کیا یہی سبب نہیں کہ وہ عورتیں ہیں؟ اور ان کے لیے گھر سے باہر نکلنا مناسب نہیں ہے؟

میری گزارش یہ ہے کہ کوئی مسلک اس مسئلے کو اپنا امتیاز نہ سمجھے کہ عورتوں کو ہر صورت میں مسجد میں جانا چاہیے یا ان پر اس سلسلے میں سخت پابندی لگا دینی چاہیے۔ شریعت نے دونوں راہیں ہمارے سامنے رکھ دی ہیں، حالات کو ملحوظِ خاطر رکھ کر کسی ایک صورت کی مخالفت کیے بغیر دوسری صورت کو وقتی طور پر زیادہ مناسب سمجھا جا سکتا ہے۔ مسجد میں ان کو جگہ فراہم کرنی چاہیے کہ اگر وہ اس رخصت پر عمل کرنا چاہیں تو آسانی کے ساتھ کر سکیں۔ مخصوص مسلک والے جو لوگ مختلف وجوہات پیش کر کے عورتوں کو مسجد میں نماز ادا کرنے سے سختی سے روکتے ہیں۔ کیا ایسے لوگوں کی عورتیں حج وعمرہ کے لیے سفر نہیں کرتیں؟ شادی کی دعوتوں کے لیے دور دور کے سفر نہیں کرتیں؟ کیا وہ لوگوں کے غموں میں شریک نہیں ہوتیں؟ کیا وہ خریداری کے لیے بازار نہیں جاتیں؟ کیا وہ درس و تدریس اور تعلیم و تعلّم کے سلسلے میں مدارس و مساجد اور پارکوں

میں نہیں جاتیں، کیا وہ کھیتوں، سکولوں اور دوسرے اداروں میں کام نہیں کرتیں، کیا وہ سیر اور ورزش کے لیے پارکوں میں نہیں جاتیں؟

(۳۳۳)۔حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُمَيعٍ ، عَنْ جَدَّتِهِ ، وَعَنِ ابْنِ خَلَّادٍ......

عَنْ أُمِّ وَرَقَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا غَزَا بَدْرًا قَالَتْ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَغْزُو مَعَكَ فَأُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ وَأُدَاوِي جَرْحَاكُمْ ، لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْزُقُنِي شَهَادَةً قَالَ: ((قَرِّي فِي بَيْتِكِ فَإِنَّ اللّٰهَ سَيَرْزُقُكِ شَهَادَةً۔)) قَالَ: وَكَانَتْ تُسَمَّى: الشَّهِيدَةُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا فِي الْجُمَعِ فَكَانَ يَقُولُ: ((اذْهَبُوا بِنَا إِلَى الشَّهِيدَةِ۔)) وَكَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ وَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَنْ يَجْعَلَ فِي دَارِهَا مُؤَذِّنًا فَتُصَلِّي فَأَذِنَ لَهَا۔

سیدہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے بدر کی لڑائی لڑی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بھی آپ کے ساتھ شریک ہوتی ہوں، آپ کے مریضوں کا خیال رکھوں گی اور آپ کے زخمیوں کا علاج کروں گی، شاید اللہ تعالی مجھے بھی شہادت عطا فرما دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھر میں ٹھہری رہ، بیشک اللہ تعالی تجھے شہادت دے گا۔'' اس کے بعد اس کا نام ہی شہیدہ رکھ دیا گیا، رسول اللہ ﷺ جمعہ کے موقع پر ان کو ملنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے اور فرماتے تھے: ''ہمیں شہیدہ کے پاس لے جاؤ۔'' اس صحابیہ نے قرآن مجید پڑھا ہوا تھا، اس لیے اس نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ آپ اس کے گھر کے لیے ایک مؤذن مقرر کر دیں، تاکہ وہ نماز پڑھ لیا کرے، پس آپ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ۵۹۱

كِتَابُ الزَّكَاةِ

زکوۃ کی کتاب

الزکاۃ: لغوی معنی: پاک وصاف ہونا، اضافہ، بڑھوتری

اصطلاحی تعریف: مخصوص مدت کے بعد یا فی الفور مخصوص اموال میں سے مخصوص مقدار کے ساتھ واجب ہونے والا حق، جو شرعی مصارفِ زکوۃ میں خرچ کر دیا جاتا ہے۔ ۲ھ ہجری میں زکوۃ فرض ہوئی تھی۔

أَوَّلُ كِتَابِ الزَّكَاةِ

زکوۃ کی کتاب کی ابتداء

(۳۳٤)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُعَاوِيَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ......

عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نماز قائم کرنے پر، زکوۃ ادا کرنے پر اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر۔

تخريج: أخرجه البخاري: ١٤٠١، ومسلم: ٥٦

(۳۳۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ......

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ قَطُّ وَأُقْعِدَ لَهَا بِقَاعٍ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اونٹوں کا جو مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا، اس کے اونٹ زیادہ تعداد میں آئیں گے اور اس شخص کے لیے ایک وسیع چٹیل میدان بچھا دیا جائے گا، وہ اس کو اپنی ٹانگوں اور پاؤں سے روندے گے، اسی طرح گائیوں کا جو مالک ان کا حق

قَرْقَرٍ تَسْتَنُّ عَلَيْهِ بِقَوائِمِهَا وَ أَخْفَافِهَا، وَلَا صَاحِبِ بَقَرٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَأُقْعِدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِقَوَائِمِهَا، وَلَا صَاحِبِ غَنَمٍ لَا يَفْعَلُ فِيهَا حَقَّهَا إِلَّا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرَ مَا كَانَتْ وَأُقْعِدَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا، لَيْسَ فِيهَا جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُورَةٌ قُرُونُهَا وَلَا صَاحِبِ كَنْزٍ لَا يَفْعَلُ فِيهِ حَقَّهُ إِلَّا جَاءَ كَنْزُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَتْبَعُهُ فَاتِحًا فَاهُ فَإِذَا أَتَاهُ فَرَّ مِنْهُ فَيُنَادِيهِ: خُذْ كَنْزَكَ الَّذِي خَبَّأْتَهُ، فَأَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ، فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ سَلَكَ يَدَهُ فِي فِيهِ يَقْضَمُهَا قَضْمَ الْفَحْلِ۔)) قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: وَسَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ هَذَا الْقَوْلَ ثُمَّ سَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: وَسَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا حَقُّ الْإِبِلِ؟ قَالَ: ((حَلْبُهَا عَلَى الْمَاءِ وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا وَإِعَارَةُ فَحْلِهَا وَمَنْحُهَا وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ))

ادا نہیں کرتا، اس کی گائیں سب سے زیادہ تعداد میں آئیں گے اور اس شخص کے لیے ایک وسیع چٹیل میدان بچھا دیا جائے گا، وہ اس کو سینگوں سے ماریں گی اور ٹانگوں سے روندیں گی، بکریوں کا جو مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا، اس کی بکریاں سب سے زیادہ تعداد میں آئیں گی اور اس کے لیے وسیع چٹیل میدان کی شکل دے دی جائے گی، وہ اس کو سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی، ان میں کوئی بھی بے سینگ یا ٹوٹے ہوئے سینگ والی نہیں بکری ہو گی۔ اسی طرح خزانے کا جو مالک اپنے خزانے کا حق ادا نہیں کرتا، اس کا خزانہ گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا، اس نے منہ کھولا ہوا ہوگا، جب وہ آئے گا تو مالک بھاگے گا، لیکن وہ پیچھے سے یہ آواز دے گا: اپنا خزانہ پکڑ، تو نے اس کو بڑا چھپا کر رکھا ہوا تھا، میں اس سے بے پروا ہوں، جب وہ دیکھے گا کہ اس سے تو کوئی چارۂ کار نہیں ہے تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کر دے گا اور وہ اس کو سانڈ کی طرح چبانا شروع کر دے گا۔'' ابو زبیر کہتے ہیں: میں نے عبید بن عمیر کو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، پھر ہم نے سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے خود سوال کیا، انھوں نے بھی اسی طرح حدیث بیان کی، عبید بن عمیر نے یہ بھی کہا تھا: ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پانی کے گھاٹ پر ان کو دوہنا، ان کا برتن عاریۃً دینا، سانڈ عاریۃً دینا، ان کا عطیہ دینا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں بطور سواری دینا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۹۸۸

فوائد: ...... حدیثِ مبارکہ کے شروع میں مذکورہ ''خزانے'' سے مراد وہ مال ہے جو نصابِ زکوۃ تک پہنچ چکا ہو لیکن اس کی زکوۃ ادا نہ کی جاتی ہو، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَلْبَسُ أَوْضَاحاً مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَكَنْزٌ هُوَ؟ فَقَالَ ﷺ: ((مَابَلَغَ أَنْ تُوَدِّى زَكَاتُهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ۔))

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں سونے سے تیار کردہ پازیب پہنتی تھی، ایک دن میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ بھی خزانہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو (زیور) زکاۃ کے نصاب کو پہنچ جائے اور اس کی زکاۃ ادا کر دی جائے تو وہ خزانہ نہیں رہتا۔'' (أبوداود: ١٥٦٤، صحيحه: ٥٥٩٩)

حدیث مبارکہ کے آخری حصے سے معلوم ہوا کہ جانوروں میں زکوۃ کے علاوہ بھی حقوق ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جس آدمی کے پاس سائیکل، موٹر سائیکل اور گاڑی وغیرہ ہو، اس پر بھی اس قسم کے حقوق عائد ہوتے ہیں۔ مثلاً کسی مریض کو ہسپتال پہنچانا، پیدل چلنے والے معذور افراد کو سوار کر لینا، شہروں کے اندر سڑکوں پر کھڑے افراد یا چلتے افراد کو ساتھ سوار کر لینا۔ یقین مانیں یہ بہت بڑی نیکی ہے اور اللہ تعالی پر توکل کر کے اسے بجالانا چاہیے۔ اگر حالات کے مطابق کوئی معقول خطرہ ہو تو پھر ایسی نیکی کرنے سے بچا بھی جا سکتا ہے، لیکن اس خطرے کو صرف بہانہ نہیں بنانا چاہیے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(٣٣٦)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِى ابْنَ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ أَبِى السَّمْحِ، عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ الْخَوْلَانِيِّ......

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ وَمَنْ جَمَعَ مَالًا حَرَامًا فَتَصَدَّقَ بِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهِ أَجْرٌ وَكَانَ إِصْرُهُ عَلَيْهِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو اپنے مال کی زکوۃ ادا کر دے تو تو نے اس حق کو پورا کر دیا جو تجھ پر ہے، اور جس نے حرام مال جمع کیا اور پھر اس میں سے صدقہ کیا تو اس کے لیے اس میں اجر نہیں ہوگا، بلکہ اس پر اس کا گناہ ہوگا۔''

تخريج: ضعيف ...... أخرجه الترمذى: ٦١٨، وابن ماجه: ١٧٨٨ ...... دراج ضعيف

(٣٣٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْوَرَّاقُ، قَالَ: ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: ثَنِى بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِى بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِى بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِى مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِى عَمِّى فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمِّرْنِى عَلَى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ، وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَ

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور میرے دو چچازاد، نبی کریم ﷺ کے پاس گئے، اُن میں سے ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی نے آپ کو جو امور سونپے ہیں، مجھے بھی ان میں سے بعض کا امیر بنا دیں۔ دوسرے نے بھی یہی بات کہی، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس

ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّا لَا نُوَلِّي هٰذَا الْعَمَلَ أَحَدًا سَأَلَهُ وَلَا أَحَدًا حَرِصَ عَلَيْهِ))

امارت کا سوال کرے گا یا اس کی حرص رکھے گا، ہم اس کو یہ عہدہ نہیں دیں گے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٧١٤٩، ومسلم: ١٧٣٣

(٣٣٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ، قَالَ: أَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا۔))

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو امارت کا سوال نہ کر، اگر یہ تجھے بغیر سوال کے دی گئی تو تیری مدد کی جائے گی اور اگر یہ سوال کی وجہ سے دی گئی تو تجھے اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٧١٤٦، ومسلم: ١٦٥٢

فوائد: ......عہدہ بہت بڑی ذمہ داری ہوتا ہے، یہ خلیفہ اور حکمران کا صوابدیدی معاملہ ہے کہ وہ جس کو اہلیت اور تقویٰ کی بنا پر مناسب سمجھے اس کو کوئی عہدہ سونپ دے، لوگوں کو خود اس مسئولیت کا متمنی نہیں ہونا چاہیے۔ جمہوری نظام نے تو حکمرانوں کو ایک ایک ووٹ کا بھکاری بنا دیا ہے، یہ بیچارے ہر ایک کے پاس جا کر یہ منتیں کرتے ہیں کہ برائے مہربانی ہمارے نشان پر مہر لگانا، یہی وجہ ہے کہ اس نظام کے ذریعے سے عہدے سنبھالنے والے خائن ہوتے ہیں۔

(٣٣٩)۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: أَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ......

قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ)) يَعْنِي الْعَشَّارَ۔

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ٹیکس وصول کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

تخریج: ضعيف ...... أخرجه ابو داود: ٢٩٣٧ ...... محمد بن اسحاق مدلس، وقد عنعنه

فوائد: ......سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو برا بھلا کہا جس کو بدکاری کی وجہ سے سنگسار کیا جا رہا تھا، جبکہ توبہ کرتے ہوئے برائی کا اعتراف اس نے خود کیا تھا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَهْلًا يَا خَالِدُ! فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهُ)) ......''خالد!

رہنے دو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ٹیکس وصول کرنے والا بھی ایسی توبہ کر لے تو اسے بھی بخش دیا جائے۔'' (مسلم: ۱۶۹۵)

امام نووی نے کہا: اس حدیث سے پتہ چلا کہ ٹیکس لینا قبیح ترین اور مہلک گناہ ہے، کیونکہ ٹیکس وصول کنندہ بغیر کسی حق کے لوگوں سے بار بار ٹیکس وصول کرتا رہتا ہے اور اس طرح اس پر لوگوں کے مطالبات بڑھتے رہتے ہیں۔ (شرح مسلم)

شارح ابوداود علامہ عظیم آبادی نے کہا: اس سے مراد وہ آدمی ہے جو بغیر کسی عوض اور حق کے لوگوں سے ٹیکس وصول کرتا ہے۔ (عون المعبود: ٤٤٤٢)

آج کل ٹیکسوں کی وصولی کی بھرمار نے لوگوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے، بالخصوص جو بھاری ٹیکس تاجروں سے وصول کیا جاتا ہے، اس کی وجہ سے اشیا کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا جاتا ہے، جس کا سارے کا سارا بوجھ عوام پر پڑتا ہے۔ حکومتی عہدیداران کو علم ہونا چاہیے کہ وہ کس چیز کے عوض عوام سے ٹیکس وصول کر سکتے ہیں، بشرطیکہ وہ رقم بیت المال میں جمع کروائی جائے یا حکومت کی تحویل میں دے دی جائے اور اس کو صحیح مصارف میں خرچ کیا جائے، مثلاً روڈ پر چلنے کا ٹیکس۔ ٹیکسوں کی تمام اقسام جو کسی عوض کے بغیر وصول کی جاتی ہیں، ان کی وصولی حرام ہے، مثلاً تاجروں اور صنعت کاروں سے ان کی تجارت اور صنعت کی وجہ سے ٹیکس وصول کرنا۔

(٣٤٠)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَسَنٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ وَقَالَ مَرَّةً رِوَايَةً: ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ اوقیوں سے کم چاندی پر کوئی زکوۃ نہیں، پانچ وسق سے کم فصل پر کوئی زکوۃ نہیں اور پانچ اونٹوں سے کم پر زکوۃ نہیں۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٤٤٧، ومسلم: ٩٧٩

فوائد: ......اس حدیث میں چاندی، فصل اور اونٹوں کا نصاب زکوۃ بیان کیا گیا ہے۔

چاندی اور فصل کے نصاب کی وضاحت درج ذیل ہے:

چاندی کا نصاب پانچ اوقیے ہے، ایک اوقیہ (۴۰) درہم کا ہوتا ہے، اس طرح پانچ اوقیوں کا وزن (۲۰۰) درہم اور (۲۰۰) درہم کا وزن ساڑھے باون تولے بنتا ہے۔

فصل کا نصاب پانچ وسق ہے، ایک وسق (۶۰) صاع کا ہوتا ہے، اور ایک صاع [illegible] کا وزن تقریباً دو [illegible] گرام ہوتا

ہے، اس اعتبار سے پانچ وسق کا وزن پندرہ من اور تیس کلوگرام بنتا ہے، فصل کی شرحِ زکوۃ دسواں یا بیسواں حصہ ہے۔

چاندی اور فصل کے نصاب کا دارومدار درہم اور صاع کے وزن پر ہے، اس لیے ذیل میں ان کی تفصیل بیان کی جاتی ہے:

درھم: اہل عرب کے ہاں ایک درہم وزن میں دینار کے (۱۰/۷) حصے کے مساوی رہا ہے، ہندی میں اس کا وزن یہ بنتا ہے:

ایک درہم = (۲۱/۸۰) تولہ = (۳) ماشہ، (۱) رتی اور (1/۵) رتی۔

اعشاری نظام کے مطابق ایک درہم کا وزن (3.061) گرام سے کچھ زیادہ بنتا ہے۔

صاع کی مختلف قسمیں رائج رہی ہیں، شریعت میں معتبر صاع حجازی ہے، اس کو صاع نبوی بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اسی کے مطابق اسلام کے احکام ادا کرتے تھے، جیسا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْـوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ ، وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ۔)) "(شریعت میں) اہل مکہ کا وزن (یعنی تول) اور اہل مدینہ کا ماپ معتبر ہے۔" (أبوداود: ۳۳٤۰، والنسائی: ۲۵۲۰، الصحیحة: ۱٦۵)

معلوم ہوا کہ موزونات یعنی وزن کی جانے والی چیزوں میں مکہ مکرمہ کے عرف کو اور مکیلات یعنی ماپ والی چیزوں میں مدینہ منورہ کے عرف کو سامنے رکھا جائے، جو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں رائج تھا، لہٰذا ہم صرف اس کے وزن کا جائزہ لیتے ہیں:

صاع حجازي (صاعِ نبوی) کی مقدار پانچ رطل اور ایک تہائی رطل تھی، کئی نصوص سے اس وزن کی تائید ہوتی ہے، یہ مقدار دو سیر چار چھٹانک یعنی دو کلو سو گرام کے برابر ہوتی ہے، وزن کے بارے میں یہی مذہب تحقیقی ہے۔

(۳٤۱)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ......

عَـنْ بَهْـزِ بْنِ حَكِيمٍ ، قَالَ: ثَنِي أَبِي ، عَنْ جَـدِّي ، قَـالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((فِي كُلِّ إِبِلٍ سَـائِـمَةٍ فِـي الْأَرْبَـعِيـنَ مِـنَ الْـإِبِلِ بِنْتُ لَبُـونٍ ، لَا تُـفَـرَّقَ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا ، مَنْ أَعْـطَـاهَـا مُـؤْتَـجِرًا بِهَا فَلَهُ أَجْرُهَا وَمَنْ مَـنَـعَهَـا فَإِنَّا آخِذُوهَا وَشَطْرَ إِبِلِهِ ، عَزْمَةٌ مِـنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا لَا يَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ مِنْهَا

بہز بن حکیم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے باپ نے مجھے میرے دادا سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چرنے والے چالیس اونٹوں میں ایک بنتِ لبون کی زکوۃ ہو گی، (زکوۃ سے بچنے کے لیے مشترک) اونٹوں کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا، جو آدمی اجر وثواب کی نیت سے زکوۃ دے گا، اسے اس کا اجر ملے گا اور جو یہ ادا نہیں کرے گا، تو ہم خود اس سے (جبراً) وصول کریں گے اور (بطورِ جرمانہ) اس کے اونٹوں میں سے کچھ اونٹ بھی لیں گے، کیونکہ یہ اللہ تعالی کے

شَیْءٌ۔)) واجب کردہ حقوق میں سے ہے اور آپ محمد ﷺ کے لیے اس میں سے کچھ لینا حلال نہیں ہے۔“

تخریج: اسناده حسن ...... أخرجه ابوداود: ۱۵۷۵، والنسائی: ۵/ ۲۵

فوائد: ......اگر کسی سے جبراً زکوۃ لی جائے تو یہ اسے کفایت کرے گی، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلیفہ کو رعایا کے کسی جرم پر ان سے جرمانہ لینے کا حق حاصل ہے، سنن ابی داود کی روایات کے مطابق اس کی دو مثالیں اور بھی ہیں: (۱) گم شدہ اونٹ کو چھپا لینے والے سے ایک اونٹ زائد لینا اور (۲) جو آدمی درخت پر لگے ہوئے پھل اپنے ساتھ لے کر جائے گا، اس سے اس پھل کا دوگنا جرمانہ لیا جائے گا۔

”شَطْر“ کے معانی ”نصف“ کے بھی ہوتے ہیں، لیکن اس کا اطلاق کسی چیز کے ایک جزء اور بعض حصے پر بھی ہوتا ہے، مؤخر الذکر معنی زیادہ مناسب معلوم ہو رہا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۳۴۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنَّى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: بَعَثَنِي أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ فَكَتَبَ لِي هَذَا الْكِتَابَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ ، الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى وُجُوهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهُ فَلَا يُعْطِهِ ، فِي أَرْبَعٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فَمَا دُونَهَا الْغَنَمُ فِي كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ أُنْثَى ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ أُنْثَى فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ ، فَإِنْ بَلَغَتْ سِتَّةً وَثَلَاثِينَ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ ، فَفِيهَا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان (بحرین والوں) کی طرف یہ تحریر لکھ کر بھیجی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ، یہ زکوۃ کا وہ نصاب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر فرض کیا اور جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے، جس مسلمان سے اس کے مطابق زکوۃ وصول کی جائے، وہ ادا کرے اور جس سے اس سے زائد کا مطالبہ کیا جائے، وہ نہ دے۔ (تفصیل یہ ہے:) اونٹوں کی تعداد (۲۵) سے کم ہو تو ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے۔ (۲۵) سے (۳۵) تک ایک بنت مخاض یا ابن لبون، (۳۶) سے (۴۵) تک بنت لبون، (۴۶) سے (۶۰) تک نر کی جفتی کے قابل حِقّہ، (۶۱) سے (۷۵) تک جذعہ، (۷۶) سے (۹۰) تک دو عدد بنت لبون اور (۹۱) سے (۱۲۰) تک دو عدد حِقّے ہیں۔ جب اونٹوں کی تعداد اس سے بڑھ جائے تو ہر (۴۰) پر ایک بنت لبون اور ہر (۵۰) پر ایک حِقّہ زکوۃ ہو گی اور اگر زکوۃ کے اس سلسلے میں اونٹوں کی عمریں مختلف ہو جائیں، یعنی

بِنْتُ لَبُون ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَأَرْبَعِينَ إِلَى سِتِّينَ ، فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْجَمَلِ ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَسِتِّينَ إِلَى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ ، فَفِيهَا جَذَعَةٌ ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَسَبْعِينَ إِلَى تِسْعِينَ ، فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُون ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ ، فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْجَمَلِ ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بِنْتُ لَبُون وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ ، مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَتُهُ مِنَ الْإِبِلِ الْجَذَعَةَ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ ، وَيُجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا ، فَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ الْحِقَّةَ لَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ ، وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ ، وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ الْحِقَّةَ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنَةُ لَبُون ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بِنْتُ لَبُون وَيُعْطِي مَعَهَا شَاتَيْنِ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا فَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُون وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ ، وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ لَبُون عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ

جس نے زکوۃ میں جذعہ ادا کرنی ہو لیکن اس کے پاس جذعہ نہ ہو بلکہ حقہ ہو تو اس سے وہی لیا جائے گا اور اس کے ساتھ اگر میسر ہو تو دو بکریاں دے دے یا بیس دینار، اسی طرح اگر کسی نے زکوۃ میں حقہ ادا کرنا ہو، لیکن اس کے پاس جذعہ ہو تو وہی اس سے قبول کر لی جائے گی، لیکن زکوۃ وصول کرنے والا نمائندہ بیس دینار یا دو بکریاں اسے واپس کرے گا، اور جس پر حِقہ کی زکوۃ ہو، لیکن اس کے پاس یہ اونٹنی نہ ہو، بلکہ بنت لبون ہو تو اس سے وہی لے لی جائے گی، لیکن (اس کمی کو پورا کرنے کے لیے) اگر میسر ہو تو دو بکریاں دینا پڑیں گی، ورنہ بیس دینار، اسی طرح جس پر بنتِ لبون کی زکوۃ پڑ جائے، لیکن اس کے پاس حِقہ ہو تو وہی اس سے لے لیا جائے گا، لیکن زکوۃ وصول کنندہ اسے بیس دینار یا دو بکریاں واپس کرے گا، اسی طرح جس نے زکوۃ میں بنت لبون ادا کرنی ہو لیکن اس کے پاس یہ اونٹنی نہ ہو، بلکہ بنتِ مخاض ہو تو اس سے یہی لے لی جائے گی لیکن اسے اس کے ساتھ اگر میسر ہوں تو بکریاں، وگرنہ بیس دینار دینا پڑیں گے، اور جس نے زکوۃ میں بنتِ مخاض ادا کرنی ہو لیکن اس کے پاس یہ اونٹنی نہ ہو، بلکہ ابن لبون ہو تو اس سے وہی قبول کیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ مزید کوئی چیز نہیں لی جائے گی۔ اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو اس پر زکوۃ نہیں ہے، ہاں اگر وہ از خود (بطورِ نفل) کچھ دینا چاہے تو (ٹھیک ہے)۔ چرنے والی بکریوں کا نصابِ زکوۃ یہ ہے: (۴۰) سے (۱۲۰) تک ایک بکری، (۱۲۱) سے (۲۰۰) تک دو بکریاں اور (۲۰۰) سے (۳۰۰) تک تین بکریاں زکوۃ لی جائے گی، اس کے بعد ہر (۱۰۰) میں ایک بکری وصول کی جائے گی۔ زکوۃ میں بوڑھا، کانا یا نر جانور نہیں لیا جائے گا، اگر مالک چاہے تو نر جانور بھی دے سکتا ہے، زکوۃ سے بچنے کے لیے نہ

بِنْتُ مَخَاضٍ وَيُعْطِي مَعَهَا عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَتُهُ بِنْتَ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ ابْنَةُ لَبُونٍ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ عَلَى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ ابْنُ اللَّبُونِ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ فَفِيهَا شَاةٌ وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ شَاةً فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ إِلَى أَنْ تَبْلُغَ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا شَاتَانِ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى الْمِائَتَيْنِ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى ثَلَاثِمِائَةِ شَاةٍ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةً فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مَالُهُ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةَ دِرْهَمٍ

الگ الگ ریوڑوں کو اکٹھا کیا جا سکتا ہے اور نہ اکٹھے ریوڑ کو علیحدہ علیحدہ کیا جا سکتا ہے، اگر کسی (ریوڑ میں) دو آدمیوں کا اشتراک ہو تو وہ (ادا شدہ زکوۃ) کو برابر تقسیم کریں گے، اگر چرنے والی بکریوں کی تعداد چالیس سے ایک بھی کم ہو تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر مالک (از خود بطور نفل) دینا چاہے تو اس کی مرضی ہے۔ چاندی میں چالیسواں حصہ بطور زکوۃ واجب ہے، اگر چاندی (۱۹۰) درہم ہو، تو اس میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر مالک از خود بطور نفل دینا چاہے تو اس کی مرضی ہے۔"

فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا۔

تخريج: أخرجه البخاري مفرقا ١٤٤٨، ١٤٥٠، ١٤٥١، ١٤٥٣، ١٤٥٤، ٢٤٨٧، ٣١٠٦، ٥٨٧٨، ٦٩٥٥، ورواه ابو داود: ١٥٦٧، وابن ماجه: ١٨٠٠، والنسائي: ٥/ ٢٧

فوائد: ......قارئین کرام! آپ نے یقیناً نوٹ کیا ہوگا کہ درج بالا تفصیل کے ساتھ اونٹوں اور بکریوں کے نصاب زکوۃ اور شرحِ زکوۃ کو یاد کرنا اور یاد رکھنا بہت مشکل بات ہے، لیکن قربان جائیں محدثین عظام کے ضبط اور اہتمام پر کہ مذکورہ بالا حدیث کے راوی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں، اس باب کی ایک حدیث کے راوی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور ایک حدیث کے راوی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں، پھر نیچے ہر ایک سے مختلف اسانید کے ساتھ یہ روایات بیان کی گئی ہیں، لیکن ان جنسوں کی زکوۃ کی تفصیل میں کہیں بھی فرق نہیں آیا، سبحان اللہ۔ کیا منکرین حدیث اس لطیفے پر انگشت بدنداں ہوں گے!

بنت مخاض: ایک سالہ اونٹنی

ابن لبون: دو سالہ اونٹ

بنت لبون: دو سالہ اونٹنی

حقّه: تین سالہ اونٹنی

جذعه: چار سالہ اونٹنی

(٣٤٣)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا سُفْيَانُ، ح وَثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَ: ثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الْبَقَرِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً، وَمِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ: قَالَ: بَعَثَهُ النَّبِيُّ إِلَى الْيَمَنِ فَأَمَرَهُ۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف عامل بنا کر بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں ہر چالیس گائیوں پر دو دانتا اور ہر تیس پر ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی بطورِ زکوۃ وصول کروں۔ احمد بن یوسف کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا اور یہ حکم دیا۔

تخريج: حديث صحيح...... أخرجه ابو داود: ١٥٧٦، ١٥٧٨، ٣٠٣٨، والنسائي: ٥/ ٤٢، وابن ماجه: ١٨١٨، والترمذي: ٦٢٣

(٣٤٤)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ يَعْنِي ابْنَ حَرْبٍ، قَالَ: أَنَا خُصَيْفٌ،

عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فِي ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيعٌ أَوْ تَبِيعَةٌ وَفِي أَرْبَعِينَ مُسِنَّةٌ))

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر تیس گائیوں میں ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑی اور ہر چالیس میں دو دانتا جانور بطورِ زکوۃ لیا جائے گا۔''

تخریج: صحیح بشواهده ...... أخرجه الترمذی: ٦٢٢

فوائد: ......گائیوں کے نصاب کی مقدار کم از کم تیس ہے، تیس سے کم پر زکوۃ نہیں۔

(٣٤٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدِ الْوَهْبِيُّ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَقَالَ: ((لَا تُؤْخَذُ صَدَقَاتُهُمْ إِلَّا فِي دُورِهِمْ))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے ہم میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''مسلمانوں سے زکوۃ وصول نہ کی جائے، مگر ان کے گھروں میں۔''

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ١٥٩١

(٣٤٦)۔ حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحِ بْنِ مُسْلِمٍ الْعِجْلِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تُؤْخَذُ صَدَقَاتُ أَهْلِ الْبَادِيَةِ عَلَى مِيَاهِهِمْ وَأَفْنِيَتِهِمْ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دیہاتی لوگوں کی زکوۃ ان کے پانی کے گھاٹوں اور صحنوں میں وصول کی جائے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه الطبرانی فی "المعجم الاوسط": ١٣٦٠، والبیهقی: ٤/ ١١٠

فوائد: ......درج بالا دو احادیث میں تعلیم یہ دی جا رہی ہے کہ زکوۃ وصول کرنے والے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مقام پر ڈیرہ لگا کر بیٹھ جائے اور لوگوں کو اس امر کا مکلّف ٹھہرائے کہ وہ اپنے اپنے جانور لے کر اس کے پاس آئیں، بلکہ عامل کو چاہیے کہ وہ خود مالکوں کے پاس جائے اور مویشیوں کو دیکھ کر زکوۃ کا تعین کر کے وصول کر لے۔ درج ذیل حدیث میں اسی چیز کی وضاحت کی گئی ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَا جَلَبَ ، وَلَا جَنَبَ ، وَلَا تُؤْخَذُ صَدَقَاتُهُمْ إِلَّا فِي دِيَارِهِمْ۔)) ......''(زکوۃ کے معاملے میں)''جَلَب'' ہے نہ ''جَنَب''، نیز مسلمانوں سے زکوۃ صرف ان کی رہائش گاہوں پر وصول کی جائے۔'' (مسند احمد: ۶۶۹۲، بیہقی: ۸/ ۲۹)

''لَا جَلَبَ'' :اس کا مفہوم یہ ہے کہ جانوروں کو صدقہ لینے والے کی طرف نہ لایا جائے، بلکہ عامل کو چاہیے کہ جانوروں کے محل کی طرف جائے۔

''لَا جَنَبَ'':اس کا مفہوم یہ ہے کہ صدقہ لینے والے، مالکوں سے دور کسی مقام پر نہ بیٹھ جائے اور جانوروں کو اس کے پاس لے جایا جائے تاکہ وہ حساب کر کے زکوۃ وصول کرے۔

اس مقام پر ان الفاظ کا یہی مفہوم بنتا ہے۔

(۳۴۷)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ ، قَالَ: أَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ......

سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَذْكُرُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ الْعُشُورُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ))

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جس (کھیتی کو) نہریں اور چشمے سیراب کریں، اس میں دسواں حصہ زکوۃ ہے اور جس کو اونٹ سیراب کریں، اس میں بیسواں حصہ زکوۃ ہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ۹۸۱

(۳۴۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، قَالَ: ثَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَنَّ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرَ وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفَ الْعُشْرِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ اصول بنایا کہ جس کھیتی کو آسمان اور چشمے سیراب کریں، یا جو خود بخود سیراب ہو، اس میں دسواں حصہ زکوۃ ہے اور جس کو اونٹوں کے ذریعے سے سیراب کیا جائے، اس میں بیسواں حصہ زکوۃ ہے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ۱۴۸۳، ومسلم: ۹۸۰

فوائد: ...... ''عَثَرِيًّا'':اس سے مراد وہ زمین ہے جو نمی والی ہو، یعنی نہر اور دریا کے قریب ہونے یا زمینی پانی کی سطح بلند ہونے کی وجہ سے اس میں اتنی نمی آ جاتی ہو کہ اسے پانی دینے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے، اس تفصیل کو سامنے رکھ کر

ہم نے یہ معنی کیے ہیں کہ ''جو خود بخود سیراب ہو جائے''۔

آج کل عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ نہری علاقے کی فصل کا بیسواں حصہ اور بارانی علاقے کی فصل کا دسواں حصہ زکوۃ میں دیا جائے۔

لیکن اس موضوع سے متعلقہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چشموں، نہروں اور دریاؤں سے سیراب ہونے والی فصلوں کی شرح زکوۃ بھی دسواں حصہ ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ دسویں اور بیسویں حصے کا دارومدار فصلوں کو پانی پلانے کے لیے کی گئی محنت پر ہے۔ اگر آبپاشی کے لیے چرخی اور رہٹ استعمال کیا جائے یا بالٹی سے پانی نکالا جائے یا سواریوں پر پانی لاد کر فصلوں کو سیراب کیا جائے، تو ایسی فصل کا بیسواں حصہ زکوۃ میں ادا کیا جائے گا۔ اگر ٹیوب ویل یا ٹربائن وغیرہ کو استعمال کیا جائے یا مزدوروں کے ذریعے سے زمین کو سیراب کیا جائے تو اس کا بھی بیسویں حصے والا معاملہ ہوگا، کیونکہ یہ محنت کا متبادل ہیں، جسے پیسہ خرچ کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔

اب اگر کوئی زمین کسی نہر یا چشمے کے اتنے قریب ہے کہ پانی حاصل کرنے کے لیے کوئی بڑی محنت نہیں کرنا پڑتی، بلکہ زمیندار کی صرف یہ ذمہ داری ہے کہ وہ پانی کو اپنی زمین میں پھیر لے، تو ایسی زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ ہی ادا کرنا پڑے گا، کیونکہ مذکورہ بالا احادیث میں جن نہروں اور چشموں کا ذکر کیا گیا ہے، ان سے زمین کو سیراب کرنے کے لیے بھی اتنی محنت تو کرنی پڑتی ہے، یہاں اس امر کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ زمیندار لوگ نہری پانی کے عوض میں جو قیمت ادا کرتے ہیں، اس کی مقدار اتنی معمولی ہوتی ہے کہ زکوۃ کے دسویں یا بیسویں حصے کے ساتھ اس کا تعلق نہیں جوڑا جا سکتا، مثلاً ۲۰۱۲ء میں مجھے ایک زمیندار نے بتایا کہ وہ ایک سال میں پچاس روپے فی ایکڑ نہر کا معاملہ ادا کرتے ہیں۔

اور اگر کوئی زمین، نہر سے اتنی دور ہے کہ اس سے زمین تک پانی پہنچانے کے لیے کھالوں وغیرہ کی تیاری کی صورت میں بڑی محنت درکار ہو تو اس کی پیداوار کا بیسواں حصہ ادا کیا جائے گا۔

مشینری، کھاد، سپرے، ملازموں یا موچیوں اور حجاموں کی اجرتوں وغیرہ جیسی سہولیات اور امور کا زکوۃ کے دسویں یا بیسویں حصے سے قطعی طور پر کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ان خرچوں کو زکوۃ کے نصاب سے منہا کیا جائے گا۔

(۳۴۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ مِنْ حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اناج اور کھجور کے پانچ وسق سے کم مقدار میں زکوۃ نہیں ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۴۴۷، ومسلم: ۹۷۹

فوائد: ...... یہ فصل کا نصاب ہے، پہلے اس کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(۳۵۰)۔ أَخْبَرَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ الْمَخْزُومِيِّ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ بَنِي شَبَابَةَ، بَطْنٌ مِنْ فَهْمٍ كَانُوا يُؤَدُّونَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَحْلٍ كَانَ عَلَيْهِمُ الْعُشْرُ مِنْ كُلِّ عَشْرِ قِرَبٍ قِرْبَةٌ وَكَانَ يَحْمِي لَهُمْ وَادِيَيْنِ لَهُمْ، ثُمَّ أَدُّوا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا يُؤَدُّونَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَمٰى لَهُمْ وَادِيَيْهِمْ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: فہم کا قبیلہ بنو شبابہ شہد کا دسواں حصہ یعنی دس مشکیزوں میں سے ایک مشکیزہ رسول اللہ ﷺ کو بطورِ زکوۃ ادا کیا کرتا تھا اور آپ ﷺ نے ان کے لیے دو وادیاں مختص کر دی تھیں، پھر یہ لوگ جو مقدار رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے وہی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ادا کرتے تھے، اور انھوں نے بھی وہ دو وادیاں ان کے لیے مختص کیے رکھیں۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۱٦۰۰، والنسائی: ٥/٤٦

فوائد: ......دیگر احادیث نبویہ میں بھی شہد کی زکوۃ کا تذکرہ موجود ہے، مثال کے طور پر:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سیدنا ہلال رضی اللہ عنہ نے شہد کا دسواں حصہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (بطورِ زکوۃ) پیش کیا، دراصل انھوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی تھی کہ ''سلبہ'' نامی وادی ان کے لیے محفوظ کر دی جائے، پس آپ ﷺ نے اس وادی کو ان کے لیے خاص قرار دیا، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت شروع ہوا تو سفیان بن وہب نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے ان کے نام ایک تحریر لکھی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا: وہ شہد کا جو دسواں حصہ رسول اللہ ﷺ کو بطورِ زکوۃ دیا کرتے تھے، اگر وہ دیتے رہیں تو ان کے لیے اس وادی کو محفوظ کیے رکھو، وگرنہ یہ بارش کی وجہ سے پیدا ہونے والا شہد ہے، جو چاہتا ہے، اس کو کھا سکتا ہے۔ (ابو داود: ۱٦۰۰، نسائی: ۲٤۹۹، ابن ماجه: ۱۸۲٤)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہد کے بارے میں فرمایا: ((فِي كُلِّ عَشْرَةِ أَزْقَاقٍ زِقٌّ)) ......''ہر دس مشکوں میں ایک مشک (زکوۃ) ہے۔'' (ترمذی: ٦۲۹)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ شہد میں اس وقت زکوۃ ادا کی جائے گی، جب حاکم کی طرف سے شہد والا کوئی خاص علاقہ کسی ایک شخص کے نام محفوظ کر دیا جائے، بصورتِ دیگر شہد پر زکوۃ نہیں ہو گی۔

(۳۵۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

رَجاءٍ، عَنْ عَبَادِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ عَتَّابِ بْنِ أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يُخْرَصَ الْعِنَبُ كَمَا يُخْرَصُ النَّخْلُ وَأَنْ يَأْخُذَ زَكَاةَ الْعِنَبِ زَبِيبًا كَمَا يَأْخُذُ زَكَاةَ النَّخْلِ تَمْرًا۔

سیدنا عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا اور حکم دیا کہ کھجوروں کی طرح انگوروں کا اندازہ لگایا جایا اور منقی کی صورت میں ان کی زکوۃ وصول کی جائے، جیسے کھجوروں کی زکوۃ خشک کھجوروں کی صورت میں لی جاتی ہے۔

تخریج: ضعیف ...... أخرجه ابوداود: ١٦٠٣، ١٦٠٤، والترمذى: ٦٤٤، والنسائى: ٥/ ١٠٩، وابن ماجه: ١٨١٩

...... سعيد بن المسيب لم يسمع من عتاب

(٣٥٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خُبَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَسْعُودِ بْنِ نِيَارٍ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوا وَدَعُوا، دَعُوا الثُّلُثَ فَإِنْ لَمْ تَدَعُوا الثُّلُثَ فَدَعُوا الرُّبُعَ))

سیدنا سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم اندازہ لگاؤ تو کچھ لے لیا کرو اور کچھ چھوڑ دیا کرو، ایک تہائی حصہ چھوڑ دیا کرو، اگر تیسرا حصہ نہ چھوڑو تو ایک چوتھائی حصہ چھوڑ دیا کرو۔''

تخریج: حديث صحيح ...... أخرجه ابوداود: ١٦٠٥، والنسائى: ٥/ ٤٢، والترمذى: ٦٤٣

فوائد: ...... یہ احادیث کھجور اور انگور وغیرہ کی فصل کا اندازہ لگانے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں۔

اس باب میں زمیندار لوگوں کے لیے ایک بڑی رخصت کا بیان ہے اور وہ یہ کہ حکومت کے نمائندے فصل تیار ہو چکنے کے بعد فصل کا اندازہ لگائیں اور پھر دسویں یا بیسویں حصے کی روشنی میں زمیندار کے لیے زکوۃ کی کل مقدار کا تعین کر دیں۔ اس طرح سے زمیندار لوگ ساری فصل کے باریک اور مجموعی حساب سے محفوظ ہو جاتے ہیں، کیونکہ کئی فصلیں ایسی ہیں کہ ان کی کچھ مقدار جانوروں کو کھلا دی جاتی ہیں، کچھ مقدار مالک اپنے گھر میں رکھ لیتا ہے، کچھ مقدار موچی اور حجام لوگوں کو دے دی جاتی ہے اور کچھ مقدار تاجروں کو فروخت کر دی جاتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازے کے تیسرے یا چوتھے حصے کو سرے سے ترک کر دینے کا حکم دیا ہے، تاکہ زمیندار کو کسی قسم کے نقصان کا کوئی شائبہ نہ رہے، اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر ایک کھیت کا (١٠٠) من کا اندازہ لگایا جائے تو ایک تہائی حصہ چھوڑ کر اس کو (٦٦) من سمجھا جائے، یا پھر ایک چوتھائی حصہ چھوڑ کر (٧٥) من سمجھا جائے۔

(٣٥٣)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: ثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: ثَنَا

سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ......

عَنْ عَمْرٍو الثَّقَفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ عَظِيمٌ فَقَالَ: ((أَتُؤَدِّي زَكَاةَ هَذَا؟)) قَالَ: وَمَا زَكَاتُهُ؟ قَالَ: فَلَمَّا وَلَّى قَالَ: ((جَمْرَةٌ عَظِيمَةٌ)) قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ فِي هَذَا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَعْلَى الطَّائِفِيِّ۔

عمرو ثقفی اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ اس کے ہاتھ میں سونے کی ایک بڑی انگوٹھی تھی، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو اس کی زکوۃ ادا کرتا ہے؟'' اس نے کہا: زکوۃ کیا ہوتی ہے؟ جب وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ آگ کا بڑا انگارہ ہے۔''

تخریج: ضعیف جدا...... أخرجه أحمد: ٤/ ١٧١ ...... عمرو بن عبد الله بن يعلى متروك الحديث

فوائد: ......سونے کا زیور پہننا مرد کے لیے ویسے ہی حرام ہے، البتہ خواتین جو سونا استعمال کریں، ان پر ان کی زکوۃ بھی فرض ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو عورتیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: ((أَتُحِبَّانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَسَاوِرَ مِنْ نَارٍ؟)) ...... ''کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟'' انہوں نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((فَأَدِّيَا حَقَّ هَذَا الَّذِي فِي أَيْدِيكُمَا)) ...... ''تو پھر اس زیور کا حق (زکوۃ) ادا کیا کرو جو تمہارے ہاتھوں میں ہے۔'' (ابوداود: ١٥٦٣، ترمذی: ٦٣٧، نسائی: ٥/ ٣٨)

(٣٥٤)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَلَا عَبْدِهِ صَدَقَةٌ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام میں زکوۃ نہیں ہے۔''

تخریج: تخريج: أخرجه البخاري: ١٤٦٣، ومسلم: ٩٨٢

(٣٥٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان پر نہ اس کے غلام میں زکوۃ ہے اور نہ اس کے گھوڑے میں۔''

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ غلاموں، گھوڑوں اور گدھوں پر زکوۃ واجب نہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ غلاموں کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے۔

درج ذیل حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ گدھوں پر زکوۃ نہیں ہے، ہاں اگر کوئی کسی کو یہ جانور دینا چاہے تو وہ اللہ تعالی کے ہاں ماجور ہوگا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحَمِيْرِ فِيْهَا زَكَاةٌ؟ فَقَالَ: ((مَا جَاءَ فِيْهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ. وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾۔))
...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیا گدھوں پر زکوۃ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا، ماسوائے اس ایک جامع آیت کے: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ. وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾ (سورۂ زلزال۔۸) ......''جو کوئی ایک ذرہ برابر نیکی کرے گا، وہ اس کا بدلہ پالے گا اور جو کوئی ذرہ برابر گناہ کرے وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔'' (صحیح مسلم: ۹۸۷)

گدھوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب دینا کہ ''اس بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا''۔ اس فرمان عالیشان میں ایک بڑا اہم قانون بیان کیا گیا ہے کہ شرعی دلیل کے بغیر کسی چیز کے بارے میں کوئی پابندی نہیں لگائی جا سکتی، غور کریں کہ گھوڑے اور غلام کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کر دی، کیونکہ ان کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو چکی تھی، لیکن گدھے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص حکم کا ذکر نہیں کیا، کیونکہ اس معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کسی شرعی دلیل کا نزول نہیں ہوا تھا۔

ہمیں بھی اسی قانون کا پابند رہنا چاہیے کہ جس چیز کے بارے میں خاص شرعی حکم نہ ملے، اس کو دین کا حصہ نہ سمجھا جائے۔

(۳۵٦)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ: ثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَمَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان پر، وہ آزاد ہو یا غلام اور مرد ہو یا عورت، ہر ایک

فَرَضَ عَلَى النَّاسِ زَكَاةَ الْفِطْرِ فِي رَمَضَانَ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔

پر ایک صاع کھجور یا جو کی صورت میں رمضان کا صدقۂ فطر فرض کیا ہے۔

تخریج: اخرجه البخاری: ۱۵۱۲، ومسلم: ۹۸۴

فوائد: ...... ماہِ رمضان کے اختتام پر نمازِ عید سے پہلے فطرانہ ادا کیا جائے، تا کہ روزے لغو باتوں اور فحش گوئیوں سے پاک ہو جائیں اور مسکینوں کو کھانا کھلایا جا سکے۔

فطرانہ کی ادائیگی کے لیے صاحبِ نصاب زکوۃ کی شرط لگانا درست نہیں ہے، یہ صدقہ ہر چھوٹے بڑے، آقا و غلام اور امیر و غریب پر فرض ہے، جو غریب متعلقہ جنس کا ایک صاع صدقہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو، اس پر یہ صدقہ فرض ہو گا، وگرنہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ کے جامع قانون کے مطابق وہ مستثنیٰ ہو گا۔

ایک صاع کا وزن دو کلو سو گرام ہوتا ہے، تخمینی وزن اڑھائی کلو بتایا جاتا ہے، راجح اور بہتر یہی ہے کہ مذکورہ اجناس ہی بطورِ صدقۂ فطر دی جائیں، نہ کہ قیمت۔ قیمت کا جواز موجود ہے، لیکن افضل کو ترجیح دینی چاہیے۔

(۳۵۷)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: ثَنَا عِيَاضٌ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمْ نَزَلْ نُخْرِجُ الصَّدَقَةَ زَمَنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعَ تَمْرٍ أَوْ زَبِيبٍ أَوْ أَقِطٍ أَوْ سُلْتٍ أَوْ شَعِيرٍ فَلَمْ نَزَلْ نُخْرِجُهُ حَتَّى كَانَ مُعَاوِيَةُ فَقَالَ: مَا أَرَى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ إِلَّا تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ قَالَ: فَأَخَذَ النَّاسُ بِهِ۔

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھجور، منقی، پنیر، سُلت، یا جو میں سے ایک صاع بطورِ صدقۂ فطر دیتے رہے، یہاں تک کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: میرا خیال ہے کہ شام کی گندم کے دو مُدّ، جو کے ایک صاع کے برابر ہیں، پس لوگوں نے اسی رائے کو اختیار کر لیا۔

تخریج: اخرجه البخاری: ۱۵۰۵، ۱۵۰۸، ومسلم: ۹۸۵

فوائد: ...... **سُلت**: حجاز وغیرہ میں پیدا ہونے والی جَو جو گیہوں کے مشابہ ہوتی ہے اور اس پر چھلکا نہیں ہوتا۔

(۳۵۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ......

بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَمَا كُنْتُ

یہ اوپر والی حدیث ہی ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا: رہا مسئلہ میرا تو میں تو اسی طرح (پورا

أُخْرِجُهُ أَبَدًا۔ صاع) ادا کرتا رہا، جیسے پہلے کر رہا تھا۔

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ...... گندم میں سے ایک صاع صدقہ فطر دیا جائے گا یا نصف صاع؟ یہ صحابہ کرام میں بھی ایک مختلف فیہ مسئلہ تھا۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جس طرح ہمارے ہاں پاکستان میں گندم سستی اور کھجور مہنگی ہے، اسی طرح اُس وقت عرب میں کھجور سستی اور گندم مہنگی ہوتی تھی۔

جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج یا عمرے کے موقع پر مکہ مکرمہ تشریف لائے، تو لوٹنے سے پہلے لوگوں سے خطاب کیا اور کہا: میرا خیال ہے کہ شام کی گندم کا نصف صاع (قیمت میں) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہے، لہٰذا آئندہ گندم کا نصف صاع ادا کیا کریں گے۔

اس حدیث سے یوں معلوم ہو رہا ہے کہ گندم کا نصف صاع بطورِ صدقۂ فطر ادا کرنا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد ہے، لیکن درج ذیل احادیثِ مبارکہ سے نصف صاع گندم کا ثبوت ملتا ہے:

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: كُنَّا نُؤَدِّيْ زَكَاةَ الْفِطْرِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُدَّيْنِ مِنْ قَمْحٍ بِالْمُدِّ الَّذِي تَقْتَاتُوْنَ بِهِ۔ ...... ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک آدمی کی طرف سے گندم کے دو مُد بطورِ صدقۂ فطر ادا کرتے تھے، یہ وہی مُد ہے جس کے ساتھ تم غلے کا لین دین کرتے ہو۔ (مسند احمد: ٢٦٩٩٥، ابن خزيمة: ٢٤٠١، ابن ابی شیبة: ٣/ ١٧٦، طبرانی کبیر: ٢٤/ ٢١٩)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((...... مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ أَوْ صَاعٍ مِمَّا سَوَاهُ مِنَ الطَّعَامِ)) (دارقطني: ٢٢٠، ٢٢١ من طريقين عن ابن جريج عنه، صحيحه: ١١٧٩) ...... ''گندم سے دو مدّ اور اس کے علاوہ باقی کھانوں سے ایک صاع۔''

سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا جابر بن عبد اللہ، سیدنا معاویہ، سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم یہ سب اس بات کے قائل تھے کہ گندم کا نصف صاع صدقۂ فطر میں دیا جائے گا۔

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں گندم کے مہنگا ہونے کی وجہ سے یہ فرق کیا گیا، ہمارے ملک میں تو ایسا نہیں ہے، مزید غور کر لینا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٣٥٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ أَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الْمُصَلَّى۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔

تخریج: اخرجه البخاری: ۱۵۰۳، ۱۵۰۹، ومسلم: ۹۸۶

فوائد: ......صدقۂ فطر کا وقت نمازِ عید کی طرف جانے سے پہلے کا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصِّيَامِ لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ، مَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُوْلَةٌ، وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ۔ ......رسول اللہ ﷺ نے روزے دار کے روزوں کو لغو باتوں اور فحش گوئیوں سے پاک کرنے کے لیے اور مساکین کو کھلانے کے لیے صدقۂ فطر فرض کیا ہے، جو آدمی نمازِ عید سے پہلے اس کی ادائیگی کرے گا تو یہ مقبول زکاۃ ہوگی اور جو آدمی نماز کے بعد ادا کرے گا تو یہ عام صدقات کی طرح صدقہ ہوگا۔ (ابوداود: ۱۶۰۹، ابن ماجہ: ۱۸۲۷)

اگر حکومت کی طرف سے صدقۂ فطر وصول کرنے کے لیے عاملین کا تقرر کیا جائے، تو عید کے دن سے پہلے بھی ان کو یہ صدقہ جمع کروایا جا سکتا ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وَكَّلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ۔ ......آپ ﷺ نے رمضان کی زکوۃ یعنی صدقۂ فطر کی حفاظت کے لیے میرا تقرر کیا۔ (صحیح بخاری) اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ لوگ پہلے یہ صدقہ جمع کروا دیتے تھے۔ اسی طرح جناب نافع کہتے ہیں: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يُعْطِيْهَا الَّذِيْنَ يَقْبَلُوْنَهَا، وَكَانُوْا يُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ۔ ......سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما حکومت کی طرف سے قبول کرنے والوں کو صدقہ دیتے تھے اور ان کو اختتام رمضان سے ایک دو دن پہلے یہ صدقہ دیا جاتا تھا۔ (صحیح بخاری)

صدقۂ فطر کو نمازِ عید سے مؤخر نہیں کرنا چاہیے۔ اہل علم کا اس حقیقت پر اتفاق ہے کہ تأخیر ہو جانے کی صورت میں اس کا وجوب ساقط نہیں ہوگا، بلکہ ادائیگی تک اس کی صورت قرضے والے رہے گی۔

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ ابتدائے رمضان سے ہی بھکاری قسم کے یا حقیقی مسکین لوگوں کو بطورِ صدقۂ فطر پانچ دس دس روپے دینا شروع کر دیتے ہیں، یہ انتہائی غیر مناسب بات ہے، جس کی بنیاد بخل اور کنجوسی ہے، لوگوں کو چاہیے کہ وہ دورانِ رمضان نبی کریم ﷺ کی طرح کثرت سے صدقہ کیا کریں اور عید والے دن نمازِ عید سے پہلے فطرانہ ادا کیا کریں۔

فطرانہ کے لیے معاشرے کے فقراء و مساکین کو ہی ترجیح دینی چاہیے۔

(۳۶۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا الْأَسَدِيُّ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ حُجَيَّةَ بْنِ عَدِيٍّ......

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے زکوۃ فرض ہونے سے قبل اس کو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تَعْجِيلِ صَدَقَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذَلِكَ۔ قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا الْخَلْقَانِيُّ ثِقَةٌ، وَالْحَجَّاجُ بْنُ دِينَارٍ الْوَاسِطِيُّ ثِقَةٌ۔

ادا کر دینے کے بارے میں پوچھا، تو آپ ﷺ نے ان کو رخصت دے دی۔

تخریج: اسناده حسن...... أخرجه ابوداود: ١٦٢٤، وابن ماجه: ١٧٩٥، والترمذی: ٦٧٨

فوائد: ......وقت سے پہلے زکوۃ دی جا سکتی ہے، یعنی سال سے پہلے ایڈوانس زکوۃ دے دی جائے اور جب سال بعد حساب کیا جائے تو اس میں سے اتنی رقم منہا کر لی جائے جو سال بھر میں ادا کی جا چکی ہے؟

(٣٦١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: أَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَنْبَأَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ......

قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَصَدَّقَ إِلَيْهِ أَهْلُ بَيْتٍ بِصَدَقَةٍ صَلَّى عَلَيْهِمْ، فَتَصَدَّقَ أَبِي بِصَدَقَةٍ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى))

سیدنا عبد اللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب کسی گھر والے رسول اللہ ﷺ کو زکوۃ کی ادائیگی کرتے تو آپ ان کے لیے دعائے رحمت کرتے، جب میرے ابو جان نے رسول اللہ ﷺ کو زکوۃ ادا کی تو آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! ابو اوفی کی آل پر رحمت نازل کر۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ١٤٩٧، ٤١٦٦، ومسلم: ١٠٧٨

فوائد: ......معلوم ہوا کہ جب کوئی آدمی صدقہ اور زکوۃ وغیرہ ادا کرے تو وصول کرنے والے کو اس کے حق میں رحمت و برکت کی دعا کرنی چاہیے، اس سے اس کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

(٣٦٢)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا، فَوَقَّفَهُ الرَّجُلُ يَبِيعُهُ، فَجَاءَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑی کا اللہ کی راہ میں صدقہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے وہ گھوڑی ایک آدمی کو دے دی اور وہ آدمی اس کو فروخت کرنے کے لیے ایک مقام پر کھڑا ہو گیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: کیا اس گھوڑی کو بیچا جا رہا ہے، جو میں نے اللہ تعالی کے راستے میں

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ: أَتَبَاعُ الْفَرَسُ الَّذِي حَمَلْتُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَبْتَعْهُ، وَلَا تَرْجِعْ فِي صَدَقَتِكَ))

دی تھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب اس کو نہ خریدو اور اپنی صدقہ کی ہوئی چیز میں مت لوٹو۔''

تخریج: اخرجه البخاری: ۱۴۸۹، ومسلم: ۱۶۲۱

فوائد: ...... جب ایک چیز بطورِ صدقہ دے دی جائے، تو اس کی واپسی کا خیال ترک کر دیا جائے، حتی کہ اس کو قیمت کے عوض خریدا بھی نہیں جا سکتا۔

(۳۶۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ رَيْحَانَ بْنِ يَزِيدَ الْعَامِرِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مال دار اور تندرست و توانا کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔''

تخریج: صحیح بشواهده ...... اخرجه ابوداود: ۱۶۳۴، والترمذی: ۶۵۲

(۳۶۴)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، قَالَ: ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مال دار اور تندرست و توانا کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔''

تخریج: حدیث صحیح ...... اخرجه ابن ماجه: ۱۸۳۹، والنسائی: ۵/ ۹۹

فوائد: ......تندرست آدمی کے لیے اس وقت زکوۃ لینا اور سوال کرنا جائز ہوگا، جب کوشش کے باوجود کوئی کام نہ مل رہا ہو، بہرحال وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں معذور ہونا چاہیے اور کوئی دنیوی معیار اس کے سامنے آڑ نہ بننے پائے۔

(۳۶۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا وَلِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ غَارِمٍ أَوْ غَازٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَوْ مِسْكِينٍ تُصُدِّقَ عَلَيْهِ مِنْهَا فَأَهْدَى مِنْهَا لِغَنِيٍّ.))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غنی لوگوں کے لیے زکوۃ حلال نہیں ہے، مگر ان پانچ افراد کے لیے: عاملِ زکوۃ، زکوۃ کا مال اپنے مال کے عوض خریدنے والا، چٹی بھرنے والا (یعنی کسی کی طرف سے ادائیگی کا ذمہ لینے والا)، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا اور وہ غنی آدمی کہ زکوۃ لینے والا مسکین جس کو کوئی تحفہ دے دے۔''

تخریج: حديث صحيح ......اخرجه ابوداود: ١٦٣٥، ١٦٣٦، وابن ماجه: ١٨٤١

فوائد: ...... یہ ضروری نہیں کہ چٹی بھرنے والا اپنے مال سے ہی ادائیگی کرے، کیونکہ اس معاملے میں اس کی ذات کا کوئی دخل نہیں ہوتا، اس لیے وہ بوجھ اتارنے کے لیے زکوۃ بھی لے سکتا ہے اور سوال بھی کر سکتا ہے۔

آل محمد سے تعلق رکھنے والا عامل، زکوۃ سے تنخواہ نہیں لے سکتا۔

قرآن مجید میں کل آٹھ مصارفِ زکوۃ بیان کیے گئے ہیں، اس باب سے معلوم ہوا کہ چٹی بھرنے والا بھی زکوۃ وصول کر کے اپنی ذمہ داری کو ادا کر سکتا ہے۔

(٣٦٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: وَفِيمَا قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ وَحَدَّثَنِي مُطَرِّفٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ قَالَ: نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَقَالَ لِي أَهْلِي: اذْهَبْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ وَجَعَلُوا يَذْكُرُونَ مِنْ حَاجَتِهِمْ، فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ)) فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُولُ: لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

عطا بن یسار سے مروی ہے کہ بنو اسد کے ایک آدمی نے کہا: میں اور میرے گھر والے بقیع الغرقد میں اترے، میرے گھر والوں نے کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاؤ اور کھانے کے لیے کوئی چیز مانگ لاؤ، پھر وہ اپنی ضروریات کا تذکرہ کرنے لگے، پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گیا اور وہاں کی صورتحال یہ تھی کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہا تھا، لیکن آپ فرما رہے تھے: ''تجھے دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔'' پس وہ آدمی چلا تو گیا، لیکن غصے میں تھا اور یہ کہہ رہا تھا: میری عمر کی قسم! آپ جس کو چاہتے ہیں، دیتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ مجھ پر اس وجہ سے غصے ہو رہا ہے کہ اس کو دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے، یاد

وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لا أَجِدَ مَا أُعْطِيهِ، مَنْ يَسْأَلْ مِنْكُمْ وَلَهُ أُوقِيَّةٌ أَوْ عَدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا)) قَالَ الْأَسَدِيُّ: فَقُلْتُ: لِقْحَتُنَا خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ، قَالَ مَالِكٌ: وَالْأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْ فَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ شَعِيرٌ وَزَبِيبٌ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتَّى أَغْنَانَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ۔

رکھو، جس نے سوال کیا، جبکہ اس کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے برابر کی کوئی اور چیز ہو تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) اس نے اصرار کے ساتھ اور چمٹ کر سوال کیا (جو اس کا حق نہیں ہے)۔" اسدی نے کہا: ہماری یہ اونٹنی تو اوقیے سے بہتر ہے، پس میں لوٹ آیا اور آپ ﷺ سے سوال نہیں کیا، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس جو اور منقی کی صورت میں مال آیا، آپ ﷺ نے ہمیں بھی اس میں سے کچھ دیا، یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اپنے فضل سے ہمیں غنی کر دیا۔

تخریج: اسناده صحیح...... اخرجه ابوداود: ١٦٢٧، والنسائی: ٥/ ٩٨

فوائد: ......(۴۰) درہموں کا ایک اوقیہ ہوتا ہے، یہ تقریباً (۱۰) تولے چاندی بنتی ہے۔

یہ بڑا اہم فقہی مسئلہ ہے کہ مال کی کتنی مقدار سوال سے مانع ہے، جہاں احادیثِ مبارکہ میں لوگوں سے سوال کرنے کی سخت مذمت کی گئی ہے، وہاں درج ذیل مختلف پانچ مقداروں کو غنی کی حد اور سوال کرنے سے مانع قرار دیا گیا ہے:

(۱)......پچاس درہم یعنی (۱۲، ۱۳) تولے چاندی

(۲)......چالیس درہم یعنی (۱۰) تولے چاندی

(۳)......دو وقت کا کھانا

(۴)......ایک وقت کا کھانا

(۵)......پانچ اوقیہ، یعنی (۲۰۰) درہم، جو کہ تقریباً ساڑھے (۵۲) تولے چاندی بنتی ہے۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہ قوانین علی الاطلاق نہیں ہیں، بلکہ مقید ہیں، مثال کے طور پر جس آدمی کی زندگی کے اخراجات چالیس درہموں کے ساتھ پورے ہو سکتے ہوں، وہ کسی صورت میں سوال نہیں کر سکتا، مثلا ایک مزدور جو روزانہ آٹھ نو درہم کماتا ہے اور اس کے پاس چالیس درہم موجود بھی ہوں تو وہ لوگوں سے بھیک نہیں مانگ سکتا، اگرچہ بسا اوقات اسے کام نہ ملتا ہو، یہی معاملہ چھابڑی والوں اور معمولی درجے کے دکانداروں کا ہے۔ لیکن ایک آدمی کے پاس رہنے کے لیے گھر اور دودھ کے لیے بکری موجود ہے، لیکن ان دو چیزوں سے اس کے گھر کے اخراجات کا سلسلہ تو قطعی طور پر جاری نہیں رہ سکتا، حالانکہ وہ چالیس درہم سے زیادہ مال کا مالک بھی ہے، اس لیے وہ لوگوں سے سوال کر سکتا ہے۔ ماحصل یہ ہے کہ جس کی زندگی کا جائز سرکل چالیس درہم یا اس سے کم قیمت کے مال سے چل سکتا ہو، وہ دوسروں کے سامنے دستِ سوال نہیں پھیلا سکتا۔

مقصودِ شریعت یہ ہے کہ جس آدمی کی آمدن اس کے اور اس کے اہل خانہ کے ضروری اخراجات پورے کر رہی ہو،

وہ لوگوں سے سوال نہیں کرسکتا، بصورتِ دیگر اس کے جواز کی رائے دی جا سکتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٣٦٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ هَارُونَ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ......

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ، قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: نُؤَدِّيهَا عَنْكَ، نُخْرِجُهَا إِذَا جَاءَ نَعَمُ الصَّدَقَةِ، قَالَ: قَالَ: ((يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمَسْأَلَةَ حُرِّمَتْ إِلَّا فِي إِحْدَى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ تَحَمَّلَ بِحَمَالَةٍ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُؤَدِّيَهَا ثُمَّ يُمْسِكَ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ اجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ، فَهُوَ يَسْأَلُ حَتَّى يُصِيبَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكَ، وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ حَاجَةٌ وَفَاقَةٌ حَتَّى يَشْهَدَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَى مِنْ قَوْمِهِ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكَ وَمَا سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْمَسْأَلَةِ فَهُوَ سُحْتٌ))

سیدنا قبیصہ بن مخارق ہلالی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے لوگوں میں اصلاح کی غرض سے ایک مالی ضمانت قبول کر لی اور اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر تعاون کی گزارش کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب زکوۃ کے اونٹ آئیں گے تو ہم تیری طرف سے ادائیگی کر دیں گے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''سوال کرنا اور مانگنا حلال نہیں ہے مگر تین قسم کے آدمیوں کے لیے: (۱) وہ آدمی جو لوگوں کے درمیان اصلاح کی خاطر مالی ضمانت دے دیتا ہے، وہ اس سلسلے میں سوال کرسکتا ہے، لیکن جب وہ ضمانت ادا کر دے تو مانگنے سے باز آ جائے، (۲) وہ آدمی جس پر ایسی آفت آ پڑے کہ اس کے مال کو تباہ کر دے، تو وہ ضرورت پوری ہونے تک سوال کر لے اور پھر ایسا کرنے سے رک جانے اور (۳) وہ فاقہ کش اور ضرورت مند آدمی جس کی قوم کے تین عقلمند آدمی یہ گواہی دے دیں کہ واقعی فلاں آدمی حاجت اور فاقے میں مبتلا ہے، ایسا آدمی بھی حاجت پوری ہونے تک سوال کرسکتا ہے، لیکن پھر ایسا کرنے سے باز آ جائے۔ قبیصہ! ان صورتوں کے علاوہ مانگنا حرام ہے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٠٤٤

فوائد: ......''مالی ضمانت قبول کرنا'' اس کی صورت یہ ہے کہ دو قبیلوں یا دو آدمیوں کے درمیان کسی مالی معاملے میں ہونے والے کسی جھگڑے کو رفع دفع کرنے کے لیے ایک آدمی قرض لے کر معاملے کو سنوار کر صلح کروا دیتا ہے، چونکہ اس آدمی نے اپنی ذاتی ضرورت کے لیے قرضہ نہیں لیا، اس لیے اس کی ادائیگی کے لیے وہ دوسروں سے سوال کرسکتا ہے یا زکوۃ لے سکتا ہے، یا وہ اس قسم کے جھگڑے کا خود ضامن بن جاتا ہے، لیکن جب اصل قرضدار وہ قرض واپس نہ کرسکتا ہو تو وہ اس کی ادائیگی کے لیے دوسروں سے مطالبہ کرسکتا ہے۔

فاقے میں مبتلا ہونے سے مراد یہ ہے کہ سیلاب، آگ، آسمانی آفت یا آندھی وغیرہ کی وجہ سے کسی آدمی کا مال اس

طرح تباہ ہو جائے کہ وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل نہ رہے، ایسی صورت میں حالات درست ہو جانے تک وہ لوگوں سے سوال کر سکتا ہے۔

(۳۶۸)۔ أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَصَابَ عُمَرُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ ، فَكَيْفَ تَأْمُرُ بِهِ؟ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا۔)) فَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى أَلَّا تُبَاعُ وَلَا تُوهَبُ وَلَا تُورَثُ فِي الْفُقَرَاءِ وَالْقُرْبَى وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيلِ لَا جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ وَيُطْعِمَ صَدِيقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین مل گئی، پس وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: مجھے کچھ زمین ملی ہے، اس قسم کا بہترین مال اس سے پہلے مجھے کبھی نہیں ملا، اب آپ مجھے اس کے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم چاہتے تو اس کی اصل کو روک لو اور اس کی پیداوار کو صدقہ کر دو۔'' چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس طرح صدقہ کیا کہ نہ اس کو بیچا جائے، نہ ہبہ کیا جائے اور نہ کسی کو اس کا وارث بنایا جائے، اس کی پیداوار فقیروں، رشتہ داروں، جہاد، مہمانوں، مسافروں کے لیے ہے، جو آدمی اس کی سرپرستی کرے گا، اس پر اس میں کوئی گناہ نہیں ہو گا کہ وہ معروف طریقے کے مطابق خود کھائے یا دوست کو کھلائے، لیکن وہ اس کے ذریعے سے مال اکٹھا کرنے والا نہ ہو۔ ایک روایت میں ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آل میں عقل مند آدمی اس کی سرپرستی کرتے رہیں گے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۷۳۷، ومسلم: ۱٦۳۲

فوائد: ......اس حدیث میں وقف کا بیان ہے۔

قربِ الٰہی کی غرض سے کسی مال کو بعینہٖ تصرف سے روک دینا اور مباح مصارف میں اس سے نفع پہنچانا وقف کہلاتا ہے، وقف صدقہ جاریہ کی ایک صورت ہے۔

یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا جذبۂ انفاق تھا، عمدہ اور نفیس قسم کی زمینیں وقف کر دینا کسی سرمایہ دار کے بس کی بات نہیں ہے، ایسے عظیم عمل کے لیے اللہ تعالیٰ پر مضبوط ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کی ضرورت ہے۔

معین افراد پر صدقہ کرنے کے بجائے عام لوگوں کے لیے وقف کر دینے کے فوائد زیادہ ہیں، پھر بھی ایسا اقدام کرنے والے کو حکمران یا سمجھ دار لوگوں سے مشورہ کر لینا چاہیے کہ علاقے میں عام وقف کی زیادہ ضرورت ہے یا چند افراد

کو خاص کر دینے کی، نبی کریم ﷺ دونوں امور کا خیال رکھتے تھے۔

آج کل صدقہ وخیرات کی بڑی عجیب عجیب صورتیں پائی جاتی ہیں، ظاہری حسن پر بڑی توجہ دی جاتی ہے، اصل مستحق تو ترستے رہ جاتے ہیں، کوئی ڈائیس والی کرسیاں مسجد کے لیے عطیہ کر رہا ہے، جو چند دنوں کے بعد سٹور میں پھینک دی جاتی ہیں، کوئی مسجد کی اچھی بھلی دیواروں پر ٹائلیں سجانا شروع کر دیتا ہے، کوئی مسجد میں بہت خوبصورت قالین بچھانے کی خواہش پوری کرتا ہے، کوئی مسجد کے مرکزی دروازے کو جاذب نظر بنانے کی ذمہ داری اٹھاتا ہے، علی ہذا القیاس۔ بعض لوگ تو اتنا کہہ دیتے ہیں کہ آج کل محتاج لوگ ہیں ہی نہیں، بہرحال عصر حاضر کی ایک مصیبت یہ ہے کہ مستحق اور محتاج افراد تک ان کا حق نہیں پہنچ رہا۔

(٣٦٩)۔ حَدَّثَنَا زِيَادٌ ، قَالَ: ثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، قَالَ: ثَنَا أَيُّوبُ......

عَنْ نَافِعٍ ، نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عَوْنٍ وَقَالَ: يَلِيهَا ذُو الرَّأْيِ مِنْ آلِ عُمَرَ۔

مذکورہ بالا حدیث ہی ہے، البتہ اس میں ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی آل کے صاحب الرائے لوگ اس کے ذمہ دار رہیں گے۔

تخريج: انظر الحديث السابق

(٣٧٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ ، قَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ ، قَالَ: أَنِي الْعَلَاءُ: عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ ، أَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ ، أَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے: صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٣١

فوائد: ......اخروی کامیابی کے معاملے میں اس حدیث کی اہمیت بڑی واضح ہے۔ انسان مر جاتا ہے لیکن اعمالِ صالحہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(٣٧١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ، عَنْ رَبِيعَةَ......

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ مِنْ مَعَادِنِ الْقَبَلِيَّةِ الصَّدَقَةَ۔

سیدنا بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلیہ کی کانوں سے زکوۃ وصول کی تھی۔

تخريج: اسناده ضعيف ..... أخرجه ابن خزيمة في "صحيحه": ٢٣٢٣، والحاكم في "المستدرك": ١٤٦٧، و البيهقي

فی "السنن الکبیر": ۷۶۳۷ ...... نعیم بن حماد سیء الحفظ مع امامته فی السنة، وقد توبع علیه، لکن هذه المتابعة لا تغنی من جوع، فان زبالة کذبه ابو داود، وترکه النسائی وغیره

فوائد: ......کان کے بارے میں کسی صحیح حدیث میں کوئی خاص حکم نہیں ملتا، جو چیز کان سے نکلے گی، اس کو دیکھ کر اس کی زکوۃ کا فیصلہ کیا جائے گا، مثلاً سونا، چاندی وغیرہ، لیکن اس پر ایک سال کے گزر جانے کی شرط بھی ہو گی۔

(۳۷۲)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: أَوَّلُ مَا رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ سَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي قَالَ: ثَنِي سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا......

أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کان ضائع ہے اور جانور بھی رائیگاں ہے اور رِکاز میں پانچواں حصہ زکوۃ ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۵۵، ومسلم: ۱۷۱۰

فوائد: ......اس حدیث کا مفہوم یہ ہے اگر کسی آدمی کو کسی کے کنویں، کان اور چوپائے سے کوئی نقصان پہنچ جائے، جبکہ اصل مالک کا اس میں کوئی دخل نہ ہو تو وہ مالک اس کے نقصان سے بری ہو گا، مکمل روایت میں کنویں کا ذکر بھی ہے۔

رِکاز کی تعریف میں اختلاف پایا جاتا ہے:

جمہور، امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک اس سے مراد دورِ جاہلیت کا زمین میں مدفون خزانہ ہے، جو بغیر کسی محنت و مشقت کے حاصل ہو جاتا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام ثوری کے نزدیک اس سے مراد اللہ تعالی کا زمین میں پیدا کیا ہوا اصلی حالت میں معدنیات کا ذخیرہ ہے۔ ابن اثیر اور صاحب قاموس نے رکاز کے یہ دونوں معانی ذکر کیے ہیں، ظاہر بات ہے کہ کسی ایک معنی کا تعین کرنا ضروری ہے۔ جمہور کا مسلک راجح معلوم ہوتا ہے۔

اس مسلک کی تائید کرتے ہوئے کہ رکاز اور کان میں فرق ہے، شارح سنن ابوداود امام عظیم آبادی کہتے ہیں: نبیٔ کریم کے الفاظ ''وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ'' (کان ضائع ہے اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔) میں ''اَلْمَعْدِنُ'' پر ''اَلرِّكَاز'' کا عطف ڈالا گیا اور دونوں کا علیحدہ علیحدہ حکم بیان کیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبیٔ کریم کے نزدیک کان، رکاز نہیں ہے، بلکہ یہ دو مختلف اور متغایر چیزیں ہیں۔ اگر کان، رکاز ہی ہوتی تو حدیثِ مبارکہ کے الفاظ یوں ہوتے: ''وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَفِيهِ الْخُمُسُ''۔ لیکن چونکہ یہ الفاظ نہیں کہے گئے، اس لیے اس سے یہ ظاہر ہوا کہ رکاز اور کان دو الگ الگ چیزیں ہیں اور یہ بات بھی ہے کہ عطف مغایرت پر دلالت کرتا ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا: نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واو عاطفہ کے ذریعے سے کان اور رکاز میں فرق کرنا، اس میں جمہور کے حق میں دلیل پائی جاتی ہے، سو ثابت ہوا کہ کان اور چیز ہے اور رکاز اور چیز ہے۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۳۹۷)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رکاز میں پانچواں حصہ زکوۃ ہے۔

(۳۷۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْزَلَهُمُ الْمَسْجِدَ لِيَكُونَ أَرَقَّ لِقُلُوبِهِمْ، فَاشْتَرَطُوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يُحْشَرُوا وَلَا يُعْشَرُوا وَلَا يُجَبُّوا وَلَا يُسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ غَيْرُهُمْ، قَالَ: فَقَالَ: ((إِنَّ لَكُمْ أَنْ لَا تُحْشَرُوا وَلَا تُعْشَرُوا وَلَا يُسْتَعْمَلَ عَلَيْكُمْ غَيْرُكُمْ۔)) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا خَيْرَ فِي دِينٍ لَا رُكُوعَ فِيهِ۔))

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا، تاکہ ان کے قلوب اسلام کے لیے مزید نرم ہو جائیں، ان لوگوں نے آپ ﷺ کے سامنے یہ شرط پیش کی کہ جب سرکاری اہل کار ان کے پاس زکوۃ کی وصولی کے لیے آئے تو وہ ان کو اس بات پر مجبور نہیں کریں گے کہ ہم اپنے اموال وہاں لے جائیں جہاں وہ بیٹھا ہو بلکہ وہ ہماری قیام گاہوں پر آ کر زکوۃ وصول کرے، اور ان سے مال کا عشر (دسواں حصہ) بھی نہ لیا جائے اور ان کو نماز کی پابندی سے مستثنیٰ کیا جائے اور یہ کہ ان پر باہر کا کوئی آدمی عامل یا امیر مقرر نہ کیا جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وصولی زکوۃ کے لیے عامل تمہاری اقامت گاہوں پر پہنچے گا اور تمہیں اپنے اموال اس کے پاس نہیں لے جانا ہوں گے اور تم سے اموال کا دسواں حصہ بھی نہیں لیا جائے گا اور تمہارے اوپر تمہارے قبیلے کے علاوہ کسی دوسرے قبیلے کے آدمی کو عامل یا امیر مقرر نہیں کیا جائے گا۔ لیکن جس دین میں رکوع (یعنی نماز) نہ ہو، اس میں کوئی خیر نہیں۔''

تخریج: ضعیف...... أخرجه ابوداود: ۳۰۲۶ ...... الحسن البصری مدلس وقد عنعنه

كِتَابُ الصِّيَامِ
روزوں کی کتاب

اَلصِّيَام (اَلصَّوْم) :لغوی معنی: رکنا، امساک

اصطلاحی تعریف:...... اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت ہے، جس میں ایک مسلمان طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک تمام مفطِرات سے رکا رہتا ہے۔

بَابُ الصِّيَامِ
روزوں کا باب

(٣٧٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَا: ثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ......

قَالَ: أَنِي أَبُو جَمْرَةَ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُقْعِدُنِي عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنِ الْقَوْمُ أَوْ مَنِ الْوَفْدُ؟)) قَالُوا: مِنْ رَبِيعَةَ، قَالَ: ((فَمَرْحَبًا بِالْوَفْدِ أَوْ بِالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَادِمِينَ۔)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا لَا نَسْتَطِيعُ إِتْيَانَكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَإِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ فَأَخْبِرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَائَنَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ: وَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ قَالَ: فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ

ابو جمرہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مجھے اپنی چارپائی پر بٹھاتے تھے، ایک دن انھوں نے کہا: جب عبدالقیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ کون لوگ ہیں یا یہ کن لوگوں کا وفد ہے؟'' انھوں نے کہا: ہمارا تعلق ربیعہ قبیلے سے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وفد کو مرحبا! رسوائی اور ندامت کے بغیر۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کے اور ہمارے مابین مضر قبیلے کے کفار حائل ہیں، اس لیے ہم آپ کے پاس صرف حرمت والے مہینے میں آسکتے ہیں، لہٰذا آپ ہمیں کوئی (ایسا جامع) حکم دیں کہ ہم پچھلے لوگوں کو بھی اس کی دعوت دیں اور اگر ہم اس پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہو جائیں، ساتھ ہی انھوں نے مشروب کے برتنوں کے بارے میں سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَرْبَعٍ: قَالَ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ قَالَ: ((تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ؟)) قَالُوا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمْسَ۔)) وَنَهَاهُمْ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَرُبَّمَا قَالَ: وَالْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ: ((احْفَظُوهُنَّ وَأَخْبِرُوا بِهِ مَنْ وَرَائَكُمْ))

نے ان کو چار چیزوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا، آپ ﷺ نے ان کو صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور پھر پوچھا: ”کیا تم جانتے ہو کہ صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: جی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور غنیمت میں سے پانچواں حصہ دینا۔“ پھر آپ ﷺ نے ان کو ہرے رنگ کے گھڑوں، کدو کے برتن، تنے کو کھود کر بنایا ہوا برتن اور تارکول ملے ہوئے برتن سے منع کیا اور پھر فرمایا: ”ان کو یاد کرلو اور پیچھے والوں کو ان کی خبر دو۔“

تخريج: أخرجه البخاري: ٥٢٣، ١٣٩٨، ومسلم: ١٧، ٢٣، ٢٥

فوائد: ...... ”رسوائی اور ندامت کا بغیر“ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رضامندی سے اسلام قبول کرنے کی توفیق دے دی اور اس طرح یہ لوگ لڑائی، شکست اور قیدی بننے کی ذلت سے بچ گئے۔

حرمت والے مہینے تو چار ہیں، لیکن مضر قبیلے کے کافر صرف رجب کی تعظیم زیادہ کرتے تھے اور وہ اس مہینے میں اپنے دشمن کو بھی نہیں چھیڑتے تھے، اس لیے ربیعہ خاندان کے لوگوں نے یہ تفصیل بیان کر کے اپنا عذر پیش کیا۔ اس حدیثِ مبارکہ کے آخر میں جن چار برتنوں سے منع کیا گیا ہے، شراب کی حرمت کے ساتھ ساتھ ان برتنوں کا استعمال بھی ممنوع ہے، کیونکہ ان میں نشہ جلدی پیدا ہو جاتا تھا۔ بعد میں ان کو استعمال کرنے کی عام اجازت دے دی گئی تھی، اب کوئی برتن، برتن ہونے کی وجہ سے حرام نہیں ہے۔

(٣٧٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ......

أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ حُنَيْنٍ، يَقُولُ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُنْكِرُ أَنْ يَتَقَدَّمَ فِي صِيَامِ رَمَضَانَ إِذَا لَمْ يُرَ هِلَالُ شَهْرِ رَمَضَانَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا لَمْ تَرَوُا الْهِلَالَ

محمد بن حنین رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ماہِ رمضان سے پہلے اس وقت تک روزہ رکھنے سے منع کرتے تھے، جب تک رمضان کے مہینے کا چاند نظر نہیں آ جاتا تھا اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم چاند نہ دیکھ سکو تو تمیں کی گنتی پوری کرلو۔“

فَاسْتَكْمِلُوا ثَلاثِينَ لَيْلَةً))

تخريج: الحديث صحيح بطرقه ...... أخرجه النسائى: ٤/ ١٣٥

(٣٧٦)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَّ شُعْبَةُ: ((صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلاثِينَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزہ ترک کرو، اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس کی گنتی پوری کر لو۔''

تخريج: أخرجه البخارى: ١٩٠٩، ومسلم: ١٠٨١

فوائد: ......اگر کسی وجہ سے شعبان کی (۲۹) تاریخ کو چاند نظر نہ آئے تو اگلے دن اس ماہ کی (۳۰) تاریخ سمجھ لی جائے، یہی معاملہ ہر اسلامی مہینے کا ہوگا۔

وقت سے پہلے اسلامی کیلنڈر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، تعین نہیں کیا جا سکتا ہے، اس لیے ہر مہینے سے متعلقہ عبادت کا یہ تقاضا ہے کہ از سرِ نو اس ماہ کا چاند دیکھ کر فیصلہ کیا جائے۔ چاند دیکھنے کا جو طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں رائج تھا اور جدید مشینوں کی ایجاد سے پہلے تک جاری رہا، آج بھی اسی کے مطابق فیصلہ ہو جانا چاہیے۔

افق کی فلمیں بنا کر ان میں چاند کو تلاش کرتے رہنا، سمندر کے پانی میں دیکھنے کا اہتمام کرنا، انتہائی حساس دور بینیں استعمال کرنا، افق پر بادلوں کے باوجود مختلف طریقوں سے کوشش کرنا، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان امور کی حقیقت کیا ہے، لیکن بظاہر ان سب طریقوں میں تکلف پایا جاتا ہے۔

(٣٧٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ، قَالَ: بُعِثْتُ إِلَى عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنْ صِيَامِ رَمَضَانَ إِذَا خَفِيَ الْهِلَالُ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: إِنَّ فُلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ، بَعَثَنِي إِلَيْكِ أَسْأَلُكَ عَنِ

عبد اللہ بن ابو قیس رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا گیا تاکہ میں ان سے چاند مخفی ہو جانے کی صورت میں رمضان کے روزے اور عصر کے بعد مزید نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کروں، پس میں سیدہ کے پاس گیا اور کہا: فلاں آدمی آپ کو سلام کہہ رہا تھا، اس نے مجھے

الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَعَنِ الْوِصَالِ، وَعَنِ الصِّيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ قَالَ: قَالَتْ: وَكَانَ ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهِ، ثُمَّ يَصُومُ لِرُؤْيَةِ رَمَضَانَ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلَاثِينَ، ثُمَّ صَامَ، تَعْنِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ میں آپ سے عصر کے بعد مزید نماز، وصال اور رمضان کے روزوں کے بارے میں سوال کروں، انھوں نے کہا: آپ ﷺ جس انداز میں شعبان کی تاریخ کا خیال رکھتے تھے، اتنا کسی اور مہینے کا نہیں رکھتے تھے، پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے تھے، اگر چاند کے سامنے بادل حائل ہو جاتے تو آپ ﷺ شعبان کے تیس دن پورے کرتے اور پھر روزے شروع کرتے۔

تخریج: صحیح ..... اخرجه ابوداود: ۲۳۲۵

فوائد: ..... اسلامی مہینوں میں زیادہ حساسیت ماہِ رمضان میں پائی جاتی ہے، کیونکہ اس مہینے کی ابتدا ہی سے ایک مخصوص عبادت فرض ہو جاتی ہے، حج کی وجہ سے ذوالحجہ کا مہینہ بھی بڑا اہم ہے، لیکن چونکہ حج اس ماہ کی آٹھ تاریخ کو شروع ہوتا ہے، اس لیے اس کی تاریخ کا تعین کرنے کے لیے مہلت مل جاتی ہے، دو تین دنوں کے اندر اندر بھی چاند کے نظر آنے کی شہادتوں پر مطلع ہوا جا سکتا ہے۔

(۳۷۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا لَا تَقَدَّمُوا شَهْرَ رَمَضَانَ بِصِيَامِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صَوْمًا فَلْيَصُمْهُ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رمضان سے پہلے ایک دو دنوں کے روزے نہ رکھو، ہاں اگر کوئی آدمی کسی متعین دن کا روزہ رکھتا ہو تو وہ روزہ رکھ لے۔''

تخریج: اخرجه البخاری: ۱۹۱۴، ومسلم: ۱۰۸۲

فوائد: ..... اگر کوئی آدمی پہلے سے روٹین کے ساتھ روزے رکھ رہا ہو تو وہ اس مناسبت سے رمضان سے پہلے روزہ رکھ سکتا ہے، مثلا ایک آدمی کی یہ عادت ہو کہ وہ سوموار اور جمعرات کو روزے رکھتا ہو، جبکہ جمعرات کا دن (۲۹) یا (۳۰) شعبان کو آ جائے تو ایسا آدمی روزہ رکھ سکتا ہے۔

(۳۷۹)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا الْفَضْلُ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبیٔ

جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الْهِلَالَ فَقَالَ: ((أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَنَادَى أَنْ صُومُوا۔

کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں نے چاند دیکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو یہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں، پس آپ ﷺ نے یہ اعلان کروا دیا کہ لوگ روزہ رکھیں۔

تخريج: ضعيف ...... أخرجه ابوداود: ٢٣٤٠، والترمذى: ٦٩١، وابن ماجه: ١٦٥٢، والنسائى: ٤/١٣١ ...... سنده ضعيف لاضطرابه فيه على سماك

(٣٨٠)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الذُّهْلِيُّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الْهِلَالَ فَقَالَ: ((أَتَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((يَا بِلَالُ! نَادِ فِي النَّاسِ فَلْيَصُومُوا غَدًا))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی، نبیٔ کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں نے چاند دیکھا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔''

تخريج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......رؤیتِ ہلال کے سلسلے میں کتنے افراد کی گواہی معتبر ہوگی؟

درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رؤیتِ ہلال کے لیے کم از کم دو عادل مسلمانوں کی شہادت ضروری ہے۔

عبد الرحمن بن زید بن خطاب کہتے ہیں: میں نے ایسے دن میں خطبہ دیا کہ جس کے بارے میں یہ شک کیا جا رہا تھا کہ (وہ شعبان کا ہے یا رمضان کا)، میں نے کہا: اَلا إِنِّي قَدْ جَالَسْتُ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسَأَلْتُهُمْ، أَلا وَإِنَّهُمْ حَدَّثُوْنِي أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ: ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ وَانْسُكُوْا لَهَا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَتِمُّوْا ثَلَاثِيْنَ، وَإِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ مُسْلِمَانِ، فَصُوْمُوْا وَأَفْطِرُوْا۔)) ...... میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھا ہوں اور ان سے سوالات کیے ہیں، انہوں نے مجھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاند دیکھ کر روزے رکھا کرو اور چاند دیکھ کر ہی روزے رکھنا ترک کیا کرو اور اسی حساب سے دوسری عبادات ادا کرو، اگر کسی وجہ سے چاند چھپ جائے تو تیس دن پورے کر لو اور اگر دو مسلمان چاند کے نظر آنے یا نہ آنے کی گواہی دے دیں تو اس بنیاد پر روزہ رکھنا شروع کر دو اور ترک کر دو۔''

(نسائی: ٤/ ١٣٢ مسند احمد: ١٨٨٩٥)

لیکن درج ذیل حدیث سے ایک مسلمان کی شہادت کی قبولیت کا ثبوت ملتا ہے:

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: تَرَاءَ ى النَّاسُ الْهِلَالَ فَأَخْبَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ رَأَيْتُهُ، فَصَامَ وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهٖ۔ ......لوگوں نے (رمضان کا) چاند دیکھنے کی کوشش کی، میں نے اللہ کے رسول ﷺ خبر دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے، پس آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (ابوداود: ٢٣٤٢)

اب رؤیتِ ہلال کے لیے ایک شخص پر اعتبار کیا جائے یا دو کی گواہی ضروری ہے، اس بارے میں کل تین آراء سامنے آئی ہیں:

(۱)...... ایک مسلمان کی شہادت بھی جائز اور درست ہے، کیونکہ جن احادیث میں دو افراد کی گواہی کا حکم دیا ہے گیا، ان کا مفہوم یہ ہے کہ ایک کی شہادت قبول نہ کی جائے، جبکہ مذکورہ بالا سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کا منطوق یہ ہے کہ ایک کی گواہی بھی قبول کی جا سکتی ہے اور اصول فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب مفہوم اور منطوق میں تضاد آ جائے تو منطوق کو ترجیح دی جائے گی۔

(۲)......دو افراد کی شہادت ضروری ہے، جیسا کہ اس باب کی احادیث کا تقاضا ہے۔ جن احادیث میں ایک فرد کی گواہی کا ذکر ہے، ممکن ہے کہ آپ ﷺ کو دوسرے لوگوں نے بھی چاند کے نظر آنے کی اطلاع دی ہو۔

(۳)......ابتدائے رمضان کے لیے ایک فرد کی شہادت کافی ہے، لیکن انتہائے رمضان کے لیے دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے، تاکہ جھوٹ کی تہمت کا شبہ دور ہو جائے، کیونکہ طبعی طور پر لوگوں کا میلان یہ ہوتا ہے کہ رمضان (۲۹) تاریخ کی شام کو ہی ختم ہو جائے۔

ہمارے نزدیک پہلا قول راجح ہے، دوسرے مسلک والوں نے ایک فرد کی شہادت والی احادیث کی جو تاویل کی ہے، یہ خواہ مخواہ کا احتمال ہے، اِن احادیث کے ظاہری الفاظ اس کی اجازت نہیں دیتے، اسی طرح رمضان کی ابتداء و انتہاء میں فرق کرنا بلا دلیل ہے۔ اگر ایک فرد کی شہادت کی بنا پر رمضان کو شروع کیا جا سکتا ہے، تو ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔

(٣٨١)۔ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: ثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رُخِّصَ لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْعَجُوزِ الْكَبِيرَةِ فِي ذٰلِكَ وَهُمَا يُطِيقَانِ الصَّوْمَ أَنْ يُفْطِرَا إِنْ شَاءَا أَوْ يُطْعِمَا كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا وَلَا

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کو یہ رخصت دی گئی ہے، جبکہ وہ روزے کی طاقت رکھتے ہوں، کہ وہ اگر چاہیں تو روزہ ترک کر دیں یا ہر روز کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں اور ان پر کوئی

قَضَاءَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ نُسِخَ ذَلِكَ فِي هَذِهِ الْآيَةِ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ [البقرة: ١٨٥] وَثَبَتَ لِلشَّيْخِ الْكَبِيرِ وَالْعَجُوزِ الْكَبِيرَةِ إِذَا كَانَا لَا يُطِيقَانِ الصَّوْمَ وَالْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ إِذَا خَافَتَا أَفْطَرَتَا وَأَطْعَمَتَا كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِينًا۔

قضا نہیں ہو گی، پھر اس آیت میں یہ رخصت منسوخ ہو گئی: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ ...... ''پس جو شخص اس مہینے میں حاضر ہو، وہ روزہ رکھے۔'' لیکن بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت، جبکہ وہ روزے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، اور حاملہ اور مرضعہ، جبکہ ان کو (اپنے یا بچے کے بیمار ہونے کا) ڈر ہو، کہ وہ روزہ ترک کر دیں اور ہر روز کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه الطبري في تفسيره: ٢٧٥٢، ٢٧٥٣

فوائد: ......ابراہیم نخعی اور حسن بصری نے کہا: جب حاملہ اور مرضعہ کو اپنی جانوں کا یا اپنے بچوں کا ڈر ہو تو وہ روزہ چھوڑ دیں، لیکن پھر قضائی دیں۔ (صحیح بخاری: حدیث نمبر ۴۵۰۵ سے پہلے)

راجح قول کے مطابق حاملہ اور مرضعہ کا حکم مسافر اور شفا کی امید رکھنے والے مریض کا ہے، کسی نقصان سے بچنے کے لیے وہ روزہ ترک کر سکتی ہیں، لیکن بعد میں قضائی دیں گی۔

اگر کسی خاتون کی یہ صورتحال ہو کہ وہ ایک رمضان میں حاملہ ہوتی ہے اور اگلے رمضان میں مرضعہ، اگر اس کا لگاتار چھ سات سالوں تک یہی مسئلہ بنتا رہے اور اتنے برسوں کے روزے رہ جائیں تو وہ کیا کرے؟ اسے چاہیے کہ وہ اہل علم سے رابطہ کرے، اپنی صورت حال سے آگاہ کرے اور اہل علم غور کریں کہ کیا اتنے روزوں کی قضائی دینا اس کے بس کی بات ہے یا نہیں، اس مجلس میں قضائی یا کفارے کا فیصلہ کر دیا جائے۔

حاملہ اور مرضعہ سے مراد وہ خواتین ہیں کہ اگر وہ روزہ رکھیں تو ان کو یا ان کے بچوں کو کوئی نقصان ہونے کا خطرہ ہو یا عام روزے داروں کی بہ نسبت کوئی بڑی مشقت اٹھانا پڑتی ہو، ہم نے کئی ایسی خواتین کو دیکھا ہے کہ وہ آرام سے اپنا روزہ پورا کر لیتی ہیں، بہرحال بعض شہری خواتین ضرورت سے زیادہ نرم مزاج بن جاتی ہیں اور ان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کفارے والی رخصت ان کو مل جائے، ان سے گزارش ہے کہ کم از کم ان میں ایسا عذر تو ہونا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے آپ کو معذور ثابت کر سکیں۔

(٣٨٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَمْنَعُكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِكُمْ فَإِنَّ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلال کی اذان تمھیں سحری سے نہ روکنے پائے، کیونکہ وہ تو رات کو اس لیے اذان دیتا ہے کہ سونے والوں کو

بِلَالًا يُؤَذِّنُ لِيُوقِظَ نَائِمَكُمْ وَلِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ، وَلَيْسَ مَا يَكُونُ هَكَذَا وَلَا هَكَذَا حَتَّى يَكُونَ هَكَذَا وَهَكَذَا)) يَعْنِي الْفَجْرَ۔

بیدار کر دے اور قیام کرنے والوں کو لوٹا دے، جو فجر اس طرح ہوتی ہے، وہ مراد نہیں ہے، بلکہ اس طرح کی فجر مراد ہے۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٢١، ٥٢٩٨، ومسلم: ١٠٩٣

فوائد: ......عہدِ نبوی میں فجر کے وقت دو اذانیں ہوتی تھیں، ایک اذان طلوعِ فجر سے کچھ دیر پہلے، اس حدیث میں اس پہلی اذان کا مقصد بیان کیا گیا ہے کہ قیام کرنے والے قیام بند کر دیں اور سونے والے نماز فجر کی تیاری کے لیے اٹھ جائیں، یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ فجر کی دو اذانوں کے مؤذن سیدنا بلال اور سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے، ان دونوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی تھیں، کبھی سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پہلی اذان دیتے تھے اور کبھی سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ، یہی معاملہ فجر کی دوسری اذان کا تھا۔

اس وقت مسلمان اس سنت کو چھوڑ چکے ہیں، اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔

(٣٨٣)۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَحْرٍ الْقَرَاطِيسِيُّ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ...... عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سحری کھایا کرو، کیونکہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ١٩٢٣، ومسلم: ٨٠٧

(٣٨٤)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: قَدْ هَلَكْتُ قَالَ: ((وَمَا شَأْنُكَ؟)) قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ: ((أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((اجْلِسْ۔)) فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں ہلاک ہو گیا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "تجھے ہوا کیا ہے؟" اس نے کہا: میں ماہِ رمضان میں (روزے کی حالت میں) اپنی بیوی سے ہم بستری کر بیٹھا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم ایک گردن (غلام یا لونڈی) آزاد کرنے کی استطاعت رکھتے ہو؟" اس نے کہا: جی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تم دو ماہ مسلسل روزے رکھ سکتے ہو؟" اس نے کہا: جی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے

وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ، وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ. فَقَالَ: ((خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)) قَالَ: عَلَى أَفْقَرَ مِنَّا، فَمَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرَ مِنَّا، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، قَالَ: ((خُذْ هَذَا وَأَطْعِمْهُ عِيَالَكَ)) قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: وَقَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، وَمَعْمَرٌ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ، وَالْأَوْزَاعِيُّ، وَشُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، وَعُقَيْلٌ، وَعِرَاكُ بْنُ مَالِكٍ، وَابْنُ أَبِي حَفْصَةَ، وَمَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي، أَتَسْتَطِيعُ أَنْ تَعْتِقَ رَقَبَةً؟، أَوْ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى، وَقَالَ مَالِكٌ، وَابْنُ جُرَيْجٍ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ: إِنَّ رَجُلًا أَفْطَرَ فِي رَمَضَانَ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ أَوْ صِيَامٍ أَوْ إِطْعَامٍ۔

ہو؟" اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: "اچھا بیٹھ جاؤ۔" اتنے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک عَرَق لایا گیا، جس میں کھجوریں تھی، عَرَق ایک بڑا پیمانہ ہوتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کھجوریں لے جا اور صدقہ کر دے۔" اس نے کہا: کیا اس پر صدقہ کروں جو ہم سے زیادہ فقیر ہو، مدینہ کے دوحرّوں کے درمیان کسی گھر والے مجھ سے زیادہ محتاج نہیں ہیں۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں دکھائی دینے لگیں اور پھر فرمایا: "لے جاؤ اور اپنے اہل خانہ کو کھلا دو۔" ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ایک آدمی نے (جماع کرکے) رمضان میں روزہ توڑ دیا، آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ ایک گردن آزاد کرے یا روزے رکھے یا کھانا کھلائے۔

تخریج: اخرجه البخاري: ٦٧٠٩، ٦٧١١، ومسلم: ١١١١

فوائد: ......حدیث میں مذکور کفارے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے فرائض اور حدود کی کتنی اہمیت ہے۔

(٣٨٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: ثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، قَالَ: ثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ، وَإِنِ اسْتَقَاءَ فَلْيَقْضِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس روزے دار پر قے غالب آ جائے تو اس پر کوئی قضا نہیں، لیکن جو از خود قے کرے تو وہ روزے کی قضا دے۔"

تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم ... اخرجه ابوداود: ٢٣٨٠، والترمذي: ٧٢٠، ابن ماجه: ١٦٧٦

فوائد: ......جن روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قے مطلق طور پر روزے کو توڑ دیتی ہے، ان کو اس حدیث کی روشنی میں سمجھیں گے، یعنی اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر قے کر دیتا ہے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور وہ قضائی دے گا، لیکن جس آدمی کو خود بخود قے آ جائے تو اس کا روزہ سالم رہے گا۔

(٣٨٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ ، قَالَ: ثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ......

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ يَمْشِي بِالْبَقِيعِ فِي رَمَضَانَ إِذَا رَجُلٌ يَحْتَجِمُ فَقَالَ: ((أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ))

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ماہِ رمضان میں بقیع میں چل رہے تھے کہ آپ کا گزر سینگی لگانے والے کے پاس سے ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''سینگی لگانے والے اور لگوانے والے دونوں نے روزہ افطار کر دیا۔''

تخريج: إسناده صحيح على شرط مسلم...... اخرجه ابوداود: ٢٣٦٧، وابن ماجه: ١٦٨٠

(٣٨٧)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ، قَالَ: ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ، قَالَ: ثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ......

عَنْ أَبِي رَافِعٍ ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى وَهُوَ يَحْتَجِمُ لَيْلًا فَقُلْتُ: لَوْلَا كَانَ هَذَا نَهَارًا فَقَالَ: أَتَأْمُرُنِي أَنْ أُهَرِيقَ دَمِي وَأَنَا صَائِمٌ وَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُومُ۔))

ابو رافع کہتے ہیں: میں سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، جبکہ وہ رات کو سینگی لگوا رہے تھے، میں نے کہا: یہ کام دن کو کیوں نہیں کر لیا، انھوں نے کہا: کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں روزے کی حالت میں خون بہاؤں؟ جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''سینگی لگانے والے اور لگوانے والے دونوں نے روزہ افطار کر دیا۔''

تخريج: صحيح...... أخرجه النسائي في "الكبرى": ٣٢٠٨، والحاكم: ١/ ٤٣٠، والبيهقي: ٤/ ٢٦٦

فوائد: ...... یہ حدیث متواتر ہے، اٹھارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو روایت کیا ہے، جمہور اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ اس حدیث کے درج ذیل دو معانی میں سے ایک معنی مراد لیا جا سکتا ہے:

(١)...... یہ منسوخ ہو گئی ہے، اس دعوے کی ایک دلیل یہ ہے کہ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی اس موضوع سے متعلقہ حدیث کا واقعہ آٹھ سن ہجری میں فتح مکہ کے موقع پر پیش آیا اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا واقعہ دس سن ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر پیش آیا، اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے روزے کی حالت میں سینگی لگوائی اور روزہ متاثر نہیں ہوا، ملاحظہ ہو حدیث نمبر ٣٨٨۔

دوسری دلیل یہ ہے: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ روزے کی حالت میں سینگی لگوا

رہے تھے، وہاں سے نبیٔ کریم ﷺ کا گزر ہوا، آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ''ان دو افراد نے تو روزہ توڑ دیا ہے۔'' لیکن پھر آپ ﷺ نے روزے دار کو سینگی لگانے کی اجازت دے دی تھی۔ اسی لیے سیدنا انس روزے کی حالت میں سینگی لگوا لیتے تھے۔ (سنن دارقطنی)

(۲) ..... یہ حدیث محکم ہے، لیکن اس کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے، بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایسے دو آدمی روزہ توڑنے کے درپے ہو گئے ہیں اور وہ اس طرح کہ سینگی لگانے والے کے پیٹ میں خون اتر سکتا ہے اور لگوانے والا اتنا کمزور ہو سکتا ہے کہ اسے روزہ توڑنا پڑے۔

درج ذیل حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ دوسرا معنی راجح ہے:

ایک صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: إِنَّمَا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصِّيَامِ وَالْحِجَامَةِ لِلصَّائِمِ إِبْقَاءً عَلَى أَصْحَابِهِ وَلَمْ يُحَرِّمْهُمَا (وَفِي لَفْظٍ:) وَلَمْ يُحَرِّمْهُمَا عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِهِ۔ ...... نبیٔ کریم ﷺ نے صحابہ پر شفقت کرتے ہوئے انہیں روزے میں وصال کرنے اور روزہ دار کو سینگی لگوانے سے منع تو فرمایا، لیکن آپ ﷺ نے ان کاموں کو حرام نہیں کیا۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے ان دونوں کاموں کو اپنے کسی صحابی پر حرام نہیں فرمایا۔ (ابوداود: ۲۳۷۴، واللفظ لاحمد)

اور اگر مفسداتِ روزہ پر غور کیا جائے تو پھر بھی یہی معنی مناسب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ ایک آدمی کا خون نکالا جا رہا ہے اور نکالنے والا منہ کے ذریعے سے چوس کر باہر پھینک دیتا ہے اور ان دونوں چیزوں کا روزے کے ٹوٹنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۳۸۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ.....

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ بِالْقَاحَةِ وَهُوَ صَائِمٌ. قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: وَهُوَ فِي

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ''قاحہ'' مقام پر سینگی لگوائی، جبکہ آپ روزے کی حالت میں تھے۔ ابو محمد راوی نے کہا: اور آپ ﷺ سفر میں تھے۔

تخریج: الحدیث صحیح ...... اخرجه احمد: ۱/ ۴۴۴، والنسائی فی ''الکبری'': ۲/ ۳۲۲۴

فوائد: ...... مدینہ کے جنوب مغرب میں (۹۵) کلومیٹر فاصلے پر ''قاحہ'' مقام واقع ہے۔

(۳۸۹)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ خِلَاسِ بْنِ عَمْرٍو......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھول کر کھا پی لے، وہ اپنا روزہ مکمل کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا پلایا ہے۔''

فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ))

تخریج: أخرجه البخاري: ١٩٣٣، ٦٦٦٩، ومسلم: ١١٥٥

(٣٩٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا صَامَ أَحَدُكُمْ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ نَاسِيًا فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی روزے سے ہو اور وہ بھول کر کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا پلایا ہے۔''

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......اس حکم کا تعلق فرضی اور نفلی دونوں روزوں سے ہے، یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ یہ غلطی بھی معاف ہے اور اس کا کفارہ بھی کوئی نہیں ہے، سبحان اللہ۔

(٣٩١)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ، وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِإِرْبِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے کی حالت میں اپنی بیویوں کا بوسہ لے لیتے اور ان کے ساتھ لیٹ جاتے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری بہ نسبت اپنی خواہش پر زیادہ کنٹرول کرنے والے تھے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١١٠٦

فوائد: ......خود اس حدیث میں یہ اشارہ موجود ہے کہ جو آدمی اپنے آپ پر کنٹرول نہ کر سکتا ہو، وہ روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ نہ لے، اس معاملے میں درج ذیل حدیث واضح ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَجَاءَ شَابٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُقَبِّلُ وَأَنَا صَائِمٌ؟ قَالَ: ((لَا)) فَجَاءَ شَيْخٌ فَقَالَ: أُقَبِّلُ وَأَنَا صَائِمٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَنَظَرَ بَعْضُنَا إِلَى بَعْضٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((قَدْ عَلِمْتُ لِمَ نَظَرَ بَعْضُكُمْ إِلَى بَعْضٍ إِنَّ الشَّيْخَ يَمْلِكُ نَفْسَهُ)) ...... ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک نوجوان نے آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' اتنے میں ایک بوڑھا آدمی آیا اور اس نے بھی یہی سوال کیا کہ کیا وہ روزے کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' یہ جواب سن کر ہم نے (ازراہِ تعجب) ایک دوسرے کی طرف دیکھا، رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جانتا ہوں کہ تم نے ایک دوسرے کی طرف کیوں دیکھا ہے، بات یہ ہے کہ بوڑھا آدمی اپنے اوپر کنٹرول کرسکتا ہے۔'' (مسند احمد: ٧٠٥٤)

(٣٩٢)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُمَيٍّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ......

أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الصُّبْحُ وَهُوَ جُنُبٌ فَيَغْتَسِلُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں صبح کرتے، چنانچہ آپ غسل کرتے اور روزہ رکھتے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ١٩٢٦، ١٩٣٠، ومسلم: ١١٠٩

فوائد: ......اس حدیث کے دوسرے طریق کے الفاظ سے واضح طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ آدمی جنابت کی حالت میں سحری کھا کر اور روزے کی نیت کر کے طلوعِ فجر کے بعد غسلِ جنابت کر سکتا ہے۔ روزے کے دوران جماع حرام ہے، لیکن جنابت والی حالت میں روزے کی ابتداء کی جا سکتی ہے۔

(٣٩٣)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شَاكِرٍ، قَالَ: ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: ثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ......

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ وَأَدْبَرَ النَّهَارُ وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ أَفْطَرْتَ))

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات (مشرق) سے آجاتی ہے اور دن (مغرب) کی طرف چلا جاتا ہے اور سورج غروب ہو جاتا ہے تو تیری افطاری کا وقت ہو جاتا ہے۔''

تخریج: اخرجه البخاری: ١٩٥٤، ومسلم: ١١٠٠

فوائد: ......''جب رات آجائے، دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے'' ان تینوں امور کا مفہوم ایک ہی ہے اور اول الذکر دونوں چیزوں کا انحصار غروبِ آفتاب پر ہے، جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو مشرق سے رات کی آمد شروع ہو جاتی اور دن تو ویسے ہی ختم ہو چکا ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ جب سورج کی ٹکیہ غروب ہو جائے تو اسی وقت روزہ افطار کر لینا چاہیے اور مزید انتظار نہیں کرنا چاہیے، وگرنہ یہودیوں اور عیسائیوں سے مشابہت لازم آئے گی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ سورج غروب ہو جانے کے بعد انتظار کرتے ہیں، بلکہ ایک عالم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مزید انتظار کرنا تقویٰ ہے۔ لیکن یہ عجیب تقویٰ ہے جو احادیثِ رسول پر عمل کرنے میں کوتاہی کا سبب بن رہا ہے۔

ہر کوئی یہ بات تو تسلیم کرتا ہے کہ افطاری کا وقت غروبِ آفتاب ہے، لیکن معلوم نہیں کہ عملاً تاخیر کرنے کا سبب کیا

ہے، ایک مسجد میں اذان ہو رہی ہوتی ہے اور دوسرے اپنی مسجد کے ہوٹر کے منتظر بیٹھے ہوتے ہیں۔

(٣٩٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى هُوَ الْقَطَّانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْوِصَالِ فَقِيلَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ فَقَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ إِنِّي أَبِيتُ أُطْعَمُ وَأُسْقَى))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے منع فرمایا، کسی نے کہا: آپ خود تو وصال کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہاری طرح نہیں ہوں، میں تو اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ مجھے کھلایا بھی جاتا ہے اور پلایا بھی جاتا ہے۔''

تخریج: اخرجه البخاری: ١٩٢٢، ومسلم: ١١٠٢

فوائد: ...... **وصال:** غروبِ آفتاب کے بعد روزہ افطار نہ کرنا اور اس کو رات کے کچھ حصے تک یا ساری رات تک یا کئی دنوں تک جاری رکھنا وصال کہلاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود کئی دنوں تک وصال کرتے تھے، لیکن امت کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہ ہے کہ لوگ وصال نہ کریں، تاکہ ان کو مشقت نہ ہو، لیکن ان کے لیے جواز کا پہلو بحال رکھا کہ اگر کوئی وصال کرنا چاہے تو وہ سحری تک وصال کر لے۔

(٣٩٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ أَوْ أَحَدِهِمَا......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب اس کو دیکھ لو تو روزہ ترک کرو، اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس روزے رکھ لو۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٠٨١

فوائد: ...... پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ جب اسلامی مہینے کی انتیس تاریخ کو چاند نظر نہ آ سکے تو اگلے دن اسی مہینے کی تیس تاریخ سمجھ لی جائے، اگر بعد میں شہادتیں مل جائیں تو ان کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں ہے۔

(٣٩٦)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ......

عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ (رمضان کی) تیس

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَصْبَحَ النَّاسُ صِيَامًا تَمَامَ الثَّلَاثِينَ فَجَاءَ أَعْرَابِيَّانِ فَشَهِدَا أَنَّهُمَا أَهَلَّا الْهِلَالَ بِالْأَمْسِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ: ((فَأَفْطِرُوا))

تاریخ کی صبح کو روزے کی حالت میں تھے، اتنے میں دو دیہاتی آئے اور انھوں نے یہ شہادت دی کہ انھوں نے کل چاند دیکھا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزہ توڑ دو۔''

تخريج: اسناده صحيح..... اخرجه ابوداود: ٢٣٣٩

فوائد: ......رؤیت ہلال کے سلسلے میں کتنے گواہوں کی ضرورت ہے، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٣٨٠)، اس حدیث میں دو افراد کا گواہی دینا اتفاقی امر ہے۔

(٣٩٧)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: سَأَلَ حَمْزَةُ الْأَسْلَمِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ: ((إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اور اگر چاہو تو نہ رکھو۔''

تخريج: اخرجه البخاري: ١٩٤٢، ١٩٤٣، ومسلم: ١١٢١

(٣٩٨)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ عَامَ الْفَتْحِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيدَ أَفْطَرَ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: قَوْلُهُ: وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ بَيَّنَ ذَلِكَ مَعْمَرٌ، حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا ہوا تھا، لیکن جب کدید مقام پر پہنچے تو روزہ توڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کا آخری فعل لیا جاتا ہے۔ ابو محمد راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا آخری فعل لیا جاتا ہے، یہ امام زہری کا قول ہے۔

تخريج: اخرجه البخاري: ١٩٤٤، ٢٩٥٣، ٤٢٧٥، ومسلم: ١١١٣

فوائد: ...... ثابت ہوا کہ دوران سفر فرضی روزہ توڑا جا سکتا ہے، یاد رہے کہ یہ سفر ماہِ رمضان میں ہوا تھا۔

اس حدیث کا ناسخ منسوخ کے باب سے کوئی تعلق نہیں ہے، جیسا کہ امام زہری نے سمجھا ہے، اس باب کی تمام احادیث کو جمع کر کے فیصلہ کیا جائے گا، آنے والی حدیث کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

(۳۹۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَرَأَى رَجُلًا عَلَيْهِ زِحَامٌ وَقَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَا هٰذَا؟)) قَالُوا: صَائِمٌ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ أَوِ الْبِرُّ أَنْ تَصُومُوا فِي السَّفَرِ))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، اس کے پاس ہجوم تھا اور اس پر سایہ کیا گیا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کیا ماجرا ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ یہ روزہ دار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۱۹۴٦، ومسلم: ۱۱۱۵

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ کا حکم عام نہیں ہے، بلکہ اس آدمی کے ساتھ خاص ہے جس کو سفر میں روزہ رکھنے کی وجہ سے حضر کی بہ نسبت کافی مشقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو، ایسے آدمی کو چاہیے کہ وہ شریعت کی رخصت کو قبول کرے۔

سفر میں روزہ رکھا جائے یا نہ رکھا جائے، یا آپ ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل کیا رہا؟ اس بارے میں متعدد احادیث موجود ہیں، ہم ذیل میں صرف خلاصہ پیش کریں گے اور بقدرِ ضرورت بعض احادیث کا ذکر بھی کریں گے۔

جس آدمی کو دورانِ سفر روزہ رکھنے کی وجہ سے زائد تکلیف نہ ہو رہی ہو تو اسے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے، اللہ تعالی کی رخصت کا یہی تقاضا ہے۔

جو آدمی جس عمل میں آسانی سمجھے، اس کو اپنا لے، جیسا کہ سیدنا حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَيُّ ذٰلِكَ عَلَيْكَ أَيْسَرُ فَافْعَلْ۔))...... ''جو تمہارے لیے آسان ہے وہ کرلو۔'' (تمام في "الفوائد" ق ۱٦۱/۱، صحیحه: ۲۸۸٤)

اس حدیثِ مبارکہ میں مسافر کو روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی رخصت دینے کا سبب بیان کیا گیا ہے اور وہ ہے لوگوں کو آسانی فراہم کرنا۔ بلا شک وشبہ لوگوں کی قدرتوں اور طبیعتوں کو دیکھا جائے تو ''آسانی'' کا کوئی معین کلیہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رمضان میں لوگوں کے ساتھ روزہ رکھ لینا آسان ہے اور بعد میں قضائی دینا مشکل ہے، اسی لیے وہ دورانِ سفر بھی روزہ رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ بعض کا خیال ہے کہ بعد میں قضائی دینا کوئی پریشان کن معاملہ نہیں ہے، اس لیے وہ رخصت پر عمل کرتے ہیں۔ سچ فرمایا اللہ تعالی نے: ﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ

الْعُسْرَ﴾ (سورۂ بقرہ: ۱۵۸)...... ''اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتے ہیں، نہ کہ مشکل کا۔''

یہ بات تو یقینی ہے کہ دورانِ سفر روزہ ترک کرنا رخصت ہے، ہمارا خیال ہے کہ یہی عمل محبوب ہے، الا یہ کہ روزے کی قضا دینا مشکل سمجھی جاتی ہو، ایسی صورت میں روزہ رکھ لینا ہی پسندیدہ عمل ہوگا۔ واللہ اعلم۔

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اے اللہ کے رسول! میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں، (اگر میں ایسے کروں تو) کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((هِيَ رُخْصَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَمَنْ أَخَذَبِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ، فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ۔)) ...... ''یہ اللہ تعالی کی طرف سے رخصت ہے، جو اس کو قبول کرے گا، سو اچھی بات ہوگی اور جو روزہ رکھنا چاہے، اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔'' (صحیح مسلم)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے (المنتقی) میں کہا: اس حدیث میں قوی دلالت پائی جاتی ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

اس استدلال کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(روزہ رکھنے والے پر) کوئی گناہ نہیں ہوگا۔''

ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ دورانِ سفر روزہ رکھنے کی بہ نسبت روزہ نہ رکھنا راجح اور افضل ہے۔ لیکن ہمارا خیال ہے کہ اس حدیث کا یہ ظاہری مفہوم مراد نہیں ہے، کیونکہ یہاں گناہ کی نفی سے مراد یہ ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے اور ایسا کرنے والے پر کوئی حرج نہیں ہے۔

البتہ درج ذیل حدیث سے یہ استدلال کرنا ممکن ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ تُؤْتٰى رُخَصُهٗ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ تُؤْتٰى مَعْصِيَتُهٗ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: كَمَا يُحِبُّ اَنْ تُؤْتٰى عَزَائِمُهٗ۔)) ...... ''بیشک اللہ تعالی پسند کرتا ہے کہ اس کی رخصتوں پر عمل کیا جائے، جیسے وہ ناپسند کرتا ہے کہ اس کی نافرمانیوں کا ارتکاب کیا جائے۔ اور ایک روایت میں ہے: جیسے وہ پسند کرتا ہے کہ اس کے لازمی امور پر عمل کیا جائے۔''

(٤٠٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: ثَنِي ابْنُ الْهَادِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَمَا تَـقْدِرُ عَلَى أَنْ تَقْضِيَ حَتَّى يَدْخُلَ شَعْبَانُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب ہم میں سے کسی سے رمضان کے روزے رہ جاتے تو وہ ابھی تک قضا نہیں دے پاتی تھی کہ شعبان کا مہینہ شروع ہو جاتا تھا۔

تخریج: اخرجه البخاری: ۱۹۵۰، ومسلم: ۱۱٤٦

فوائد: ......رمضان میں رہ جانے والے روزوں کی قضائی کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ

اُخَرَ﴾ ...... ''دوسرے دنوں میں گنتی کو پورا کرنا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۸۴)

یہ آیت مطلق ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی قید نہیں لگائی گئی، جبکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا دس ماہ کے بعد شعبان میں روزوں کی قضائی دیا کرتی تھیں، اس لیے کسی وقت بھی قضائی دی جا سکتی ہے، اگلے رمضان کے بعد تک تاخیر کی جا سکتی ہے، لیکن اس بات پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ بغیر عذر کے اگلے رمضان کے بعد تک تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

البتہ کئی آیات اور احادیث میں یہ رغبت دلائی گئی ہے کہ اس قسم کی ذمہ داریوں کو جلدی جلدی ادا کر لینا چاہیے، کیونکہ موت اور بیماری کا کوئی علم نہیں۔

(۴۰۰م)۔ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ فِي شَهْرٍ مَا كَانَ يَصُوْمُ فِي شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُهُ كُلَّهُ إِلَّا قَلِيْلًا بَلْ كَانَ يَصُوْمُهُ كُلَّهُ۔

رسول اللہ ﷺ جو روزے ماہِ شعبان میں رکھتے تھے، اتنے کسی اور مہینے میں نہیں رکھتے تھے، آپ ﷺ چند ایام کے علاوہ اس سارے ماہ کے روزے رکھتے تھے، بلکہ سارے ماہ کے روزے رکھتے تھے۔

تخریج: اخرجہ البخاری: ۱۹۶۹، ومسلم: ۱۱۵۶

فوائد: ......اس حدیث میں ''کُلّ'' کے الفاظ مجازی معنی میں استعمال ہوئے ہیں، اس سے مراد اکثر دنوں کے روزے رکھنا ہیں۔

آپ ﷺ شعبان میں سب سے زیادہ نفلی روزے رکھا کرتے تھے اور یہ آپ ﷺ کا پسندیدہ اور محبوب عمل تھا، اس عمل کی وجہ درج ذیل حدیث میں بیان کی گئی ہے:

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمْ أَرَكَ تَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ مِنَ الشُّهُوْرِ مَا تَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ؟ قَالَ: ((ذَالِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ، بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ يُرْفَعُ فِيْهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعُ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ)) ...... اے اللہ کے رسول! میں نے دیکھا ہے کہ آپ ماہِ شعبان میں باقی مہینوں کی بہ نسبت زیادہ روزے رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مہینہ، جو رجب اور رمضان کے وسط میں ہے، اس سے لوگ غافل ہیں، یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں لوگوں کے اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اوپر جائیں کہ میں روزے سے ہوں۔'' (نسائی: ۴/ ۲۰۱، واللفظ لاحمد)

(۴۰۱)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، وَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ

ابو عبید کہتے ہیں: میں عید کے موقع پر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوا، انھوں نے خطبے سے پہلے نماز پڑھائی اور کہا: بیشک رسول اللہ ﷺ نے ان دو عیدوں کا روزہ حرام

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ صِيَامَ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرَى: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ صِيَامِ هٰذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحَى، أَمَّا يَوْمُ الْفِطْرِ فَفِطْرُكُمْ مِنْ صَوْمِكُمْ وَأَمَّا الْأَضْحَى فَتَأْكُلُونَ مِنْ لَحْمِ نُسُكِكُمْ۔

قرار دیا ہے۔ امام سفیان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: بیشک رسول اللہ ﷺ نے عبد الفطر اور عید الاضحیٰ کے دو دنوں میں روزہ رکھنے سے منع کیا ہے، عید الفسر کی وجہ یہ ہے کہ تم اپنے روزوں سے فارغ ہوتے ہو اور عید الاضحیٰ کی وجہ یہ ہے کہ تم نے اپنی قربانیوں کا گوشت کھانا ہوتا ہے۔

تخریج: اخرجه البخاري: ١٩٩٠، ٥٥٧١، ومسلم: ١١٣٧

فوائد: ......عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن ہر قسم کا روزہ رکھنا منع ہے، اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔

ماہِ ذوالحجہ کے ایام تشریق یعنی چاند کی ۱۱، ۱۲، ۱۳ تاریخوں کو روزہ رکھنا بھی منع ہے۔

حج تمتع میں ایک ہدی (یعنی ایک بکری یا پھر اونٹ یا گائے کے ساتویں حصے) کی قربانی دینی پڑتی ہے، لیکن جس حاجی کو قربانی کرنے کی طاقت نہ ہو، وہ کل دس روزے رکھے، تین ایام حج میں اور سات واپس گھر لوٹ کر، جبکہ ایام حج، جن میں روزے رکھنے ہیں، وہ ذوالحجہ کی (۹) تاریخ اور ایام تشریق ہیں۔ اس لیے ایسا حاجی ایام تشریق میں روزے رکھ سکتا ہے۔

(٤٠٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ أُنَاسٌ ثُمَّ صَلَّى الثَّانِيَةَ فَاجْتَمَعَ النَّاسُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ أَكْثَرَ مِنَ الْأُولَى، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةَ أَوِ الرَّابِعَةَ امْتَلَأَ الْمَسْجِدُ، حَتَّى اغْتَصَّ الْمَسْجِدُ بِأَهْلِهِ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ النَّاسُ يُنَادُونَهُ الصَّلَاةَ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ لَهُ عُمَرُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ماہِ رمضان میں ایک رات کو مسجد میں قیام کیا، لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، پھر جب دوسری رات کو نماز ادا کی تو لوگ پہلی رات کی بہ نسبت زیادہ جمع ہو گئے، جب تیسری یا چوتھی رات تھی تو مسجد کھچا کھچ بھر گئی، لیکن آپ ﷺ تشریف نہ لائے۔ لوگوں نے نماز کی آوازیں بھی لگائیں، لیکن آپ ﷺ تشریف نہ لائے، جب صبح ہوئی تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! گزشتہ رات لوگ آپ کا مسلسل انتظار کرتے رہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! لوگوں کا معاملہ مجھ پر مخفی نہیں تھا، اصل بات یہ تھی کہ مجھے یہ

بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا زَالَ النَّاسُ يَنْتَظِرُونَكَ الْبَارِحَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ ﷺ: ((أَمَا إِنِّي لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ أَمْرُهُمْ وَلٰكِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْهِمْ))

خدشہ ہونے لگ گیا کہ کہیں یہ قیام ان پر فرض ہو جائے۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ٩٢٤، ٢٠١٢، ومسلم: ٧٦١

(٤٠٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُرَشِيِّ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا مِنَ الشَّهْرِ شَيْئًا حَتَّى إِذَا بَقِيَ سَبْعٌ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا اللَّيْلَةَ الرَّابِعَةَ، وَقَامَ بِنَا الَّتِي تَلِيهَا، حَتَّى ذَهَبَ نَحْوٌ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ، قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هٰذِهِ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَتْ لَهُ بَقِيَّةُ لَيْلَتِهِ)) ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا السَّادِسَةَ وَقَامَ بِنَا السَّابِعَةَ وَبَعَثَ إِلَى أَهْلِهِ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السَّحُورُ۔

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، آپ ﷺ نے ہمیں قیام نہیں کروایا، یہاں تک کہ جب سات دن باقی رہ گئے، تو آپ نے ہمیں ایک تہائی رات تک قیام کروایا، پھر چوبیسویں رات کو قیام نہیں کروایا اور اس سے اگلی رات کو تقریباً نصف رات تک قیام کروایا، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ ہمیں بقیہ رات کا بھی قیام کروا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب بندہ امام کے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کو باقی رات کے قیام کا ثواب بھی مل جاتا ہے۔" پھر آپ ﷺ نے چھبیسویں رات کو بھی قیام نہیں کیا، البتہ ستائیسویں رات کو قیام کیا اور آپ نے اپنے گھر والوں کی طرف بھی پیغام بھیجا (کہ وہ اس قیام میں شریک ہوں) اور باقی لوگ بھی جمع ہو گئے، پھر آپ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ ہم ڈرنے لگ گئے کہ سحری رہ جائے گی۔ میں نے کہا: "فلاح" سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: سحری۔

تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم...... أخرجه ابو داود: ١٣٧٥، وابن ماجه: ١٣٢٧، والترمذي: ٨٠٦، والنسائي: ٣/ ٨٣

فوائد: ......ان احادیث میں تراویح کی نماز کا ذکر ہے، یاد رہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں نماز عشا سے طلوع فجر

تک پڑھی جانے والی نماز کو تہجد، قیام اللیل، صلاۃ اللیل، قیام رمضان وغیرہ جیسے اسماء سے موسوم کیا گیا ہے، بعد میں ماہ رمضان میں کئے جانے والے قیام کو تراویح سے تعبیر کیا گیا، یہ ایک اصطلاحی اور عرفی لفظ ہے، قرآن اور تشریحات نبویہ میں یہ لفظ موجود نہیں، اس لیے لفظ ''تراویح'' کو بنیاد بنا کر مسائل کو نہ سمجھا جائے۔

اس حدیث کا درج ذیل قطعہ قابل غور ہے:

''جب بندہ امام کے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کو باقی رات کے قیام کا ثواب بھی مل جاتا ہے۔''

اس سے رات کے باجماعت قیام کا ثبوت اور فضیلت ثابت ہو رہی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے رمضان المبارک میں صرف تین دن باجماعت قیام کا اہتمام کیا، لیکن پورا ماہ قیام کرنا جائز ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے قیام نہ کرنے کی وجہ یہ خدشہ تھا کہ کہیں یہ قیام فرض نہ کر دیا جائے، آپ ﷺ کے بعد اب یہ خطرہ ٹل چکا ہے، لہٰذا جماعت کروانا درست ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بغیر کسی قید کے امام کے ساتھ قیام کرنے کی فضیلت بیان کی ہے، اس لیے ان پر تسلسل کے ساتھ عمل کیا جا سکتا ہے۔

لیکن دوسری واضح احادیث کی روشنی میں ہر قسم کی نفلی نماز گھر میں ادا کرنا افضل ہے، دونوں صورتوں پر عمل کرنا چاہیے، یعنی گھر میں بھی تراویح پڑھ لینی چاہیے۔ لیکن گھر میں تراویح ادا کرنے کا یہ مطلب نہ سمجھ لیا جائے کہ قیام کو انتہائی مختصر کر دیا جائے۔

(٤٠٤)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ: وَقَالَ مَرَّةً يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے شب قدر کا قیام کیا، اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔''

تخریج: اخرجه البخاری: ١٩٠١، ومسلم: ٧٦٠

فوائد: ......اس حدیث کے ایک طریق میں ''مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ'' (جس نے ایمان کی حالت میں اور اجر و ثواب کے حصول کی نیت سے رمضان کا قیام کیا، اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔) کے الفاظ بھی ہیں۔

رمضان کے روزے، قیام اور شب قدر کا قیام، ہر عمل باعث اجر وثواب اور سبب مغفرت ہے۔

(٤٠٥)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اُطْلُبُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي الْوِتْرِ مِنْهَا۔)) يَعْنِي لَيْلَةَ الْقَدْرِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شب قدر کو آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٢٠١٥، ومسلم: ١١٦٥

فوائد: ...... یہ حدیث شب قدر سے متعلقہ تمام احادیث کا خلاصہ ہے، جو آدمی اس پر عمل کر لے گا، وہ شب قدر کو پا لے گا۔

(٤٠٦)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثَنَا جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رِفَاعَةَ......

عَنْ يَزِيدَ بْنِ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ، يَقُولُ: لَوْلَا سُفَهَاؤُكُمْ لَوَضَعْتُ يَدِي فِي أُذُنِي ثُمَّ نَادَيْتُ: أَلَا إِنَّ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي رَمَضَانَ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ قَبْلَهَا ثَلَاثٌ وَبَعْدَهَا ثَلَاثٌ، نَبَأُ مَنْ لَمْ يَكْذِبْنِي عَنْ نَبَأِ مَنْ لَمْ يَكْذِبْهُ يَعْنِي أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

زر بن حبیش رحمہ اللہ نے کہا: اگر تمہارے کم عقل لوگ نہ ہوتے تو میں اپنا ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ کر یہ اعلان کر دیتا: خبردار! بیشک شب قدر رمضان کے آخری عشرے کی آخری سات راتوں میں ہے، اس سے پہلے تین راتیں ہیں اور بعد میں بھی تین، یہ اس کی خبر ہے جس نے مجھ سے جھوٹ نہیں بولا اور اس نے جس کی خبر بیان کی اس نے بھی جھوٹ نہیں بولا، ان کی مراد سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه الطيالسی: ٩٦٦، وابن خزيمة: ٣/ ٢١٨٧

فوائد: ......شب قدر کے تعین کے بارے میں متعدد احادیث موجود ہیں، ان تمام روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ شب قدر کو تلاش کرنے کے لیے رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں کا قیام کیا جائے۔ ان میں سے کوئی رات، شب قدر کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ یہ رات منتقل ہوتی رہتی ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں رمضان کی اکیس اور تئیس تاریخ کو شب قدر تھی اور ستائیسویں شب کے حق میں بھی دلائل ملتے ہیں۔

شب قدر کی درج ذیل دو علامتوں کے ذریعے اس رات کا اندازہ کر لینا ہمارے بس میں ہے:

(۱) ......رات کا صاف اور روشن ہونا، انتہائی پرسکون ہونا اور اس رات کو سردی کا ہونا نہ گرمی کا۔

(۲)...... جب صبح کو سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاع نہیں ہوتی، وہ چودھویں کے چاند کی مانند ہوتا ہے۔
لیکن ان دو علامتوں کے ذریعے بھی فیصلہ رمضان کی انتیس تاریخ کے بعد کیا جائے گا کہ کون سی رات ایسی تھی، کیونکہ پانچوں راتوں اور طلوع آفتاب کی کیفیتوں کا موازنہ کرنا پڑے گا۔

(۴۰۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، وَابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا زَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ تَعَالَى۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہونے تک رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے رہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۰۲۶، ومسلم: ۱۱۷۲

فوائد: ......اعتکاف کے لغوی معنی بند رہنے، رکے رہنے اور کسی چیز کو لازم پکڑ لینے کے ہیں اور اصطلاحی تعریف یہ ہے: کسی آدمی کا تمام دنیاوی معاملات ترک کر کے عبادت کی نیت سے اللہ تعالی کو راضی کرنے کے لیے مسجد میں ٹھہرنا۔
رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف مسنون عمل ہے، امت میں اس سنت کے مطابق عمل جاری وساری ہے۔

(۴۰۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى ، عَنْ عَمْرَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَكَانَ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهِ ، فَأَرَادَ أَنْ يَعْتَكِفَ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ ، فَأَمَرَ فَضُرِبَ لَهُ خِبَاءٌ وَأَمَرَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَضُرِبَ لَهَا خِبَاءٌ ، فَلَمَّا رَأَتْ زَيْنَبُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا خِبَائَهُمَا ، أَمَرَتْ فَضُرِبَ لَهَا خِبَاءٌ ، فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ قَالَ: ((آلْبِرَّ تَرَوْنَ؟)) فَلَمْ يَعْتَكِفْ فِي

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو نمازِ فجر پڑھنے کے بعد جائے اعتکاف میں داخل ہوتے، ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کا ارادہ کیا اور آپ کے حکم پر ایک خیمہ نصب کر دیا گیا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی حکم دیا تو ان کے لیے بھی خیمہ لگا دیا گیا، پھر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا تو ان کے لیے بھی خیمہ نصب کر دیا گیا، جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے ان کے خیمے دیکھے تو انہوں نے بھی اپنے لیے خیمہ لگانے کا حکم دیا، چنانچہ ان کے لیے بھی خیمہ لگا دیا گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھا تو فرمایا: ''کیا تم نیکی کا ارادہ رکھتی ہو؟'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رمضان میں اعتکاف نہ کیا اور

رَمَضَانَ وَاعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ۔ (اس کی قضائی دیتے ہوئے) شوال میں دس دن کا اعتکاف کیا

تخریج: اخرجه البخاری: ٢٠٤٥، ومسلم: ١١٧٣

فوائد: ......آپ ﷺ کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ امہات المؤمنین کے اعتکاف کی بنیاد فخر اور مقابلہ بازی ہے، اس وجہ سے آپ ﷺ نے سرے سے اعتکاف ہی ترک کر دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی مصلحت کے لیے افضل کام کو بھی چھوڑا جا سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتکاف شروع کر دینے سے یا اس کی نیت کر لینے سے واجب نہیں ہو جاتا۔

اگر معقول وجوہات کی بنا پر رمضان کا اعتکاف رہ جائے تو شوال میں اس کی قضا دی جائے گی، لیکن یہ قضائی شوال کے ساتھ خاص نہیں، کسی اور مہینے میں بھی دی جا سکتی ہے، بلکہ اگلے رمضان میں بھی دی جا سکتی ہے، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَسَافَرَ سَنَةً فَلَمْ يَعْتَكِفْ، فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ اِعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ يَوْمًا۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماہِ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے، لیکن ایک سال آپ ﷺ کو ایک سفر کرنا پڑ گیا، جس کی وجہ سے آپ اعتکاف نہ کر سکے، پھر آپ نے اگلے سال بیس دن کا اعتکاف کیا تھا۔ (ابوداود: ٢٤٦٣، وابن ماجه: ١٧٧٠)

آخری عشرے کا آغاز بیسویں روزے کی شام کو ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اعتکاف کرنے والے یہ روزہ افطار کرنے سے پہلے یعنی اکیسویں رات شروع ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے ہیں، لیکن اس حدیث کے ابتدائی حصے سے ثابت ہوتا کہ آپ ﷺ نمازِ فجر پڑھ کر جائے اعتکاف میں داخل ہوتے تھے، اس اشکال کے درج ذیل جوابات ہیں:

(۱)......آپ ﷺ پوری اکیسویں رات کو اپنے خیمے سے باہر مسجد میں قیام کرتے رہے، پھر نمازِ فجر پڑھ کر خیمے میں داخل ہوئے، یہی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔

(۲)......اعتکاف کا آغاز ہی نمازِ فجر سے ہوتا ہے، یہ امام اوزاعی اور امام ثوری وغیرہ کا خیال ہے۔

(٤٠٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، وَعُمْرَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِنْ كُنْتُ لَآتِي الْبَيْتَ وَفِيهِ الْمَرِيضُ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ وَهِيَ مُعْتَكِفَةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب میں گھر آتی اور اس میں کوئی مریض ہوتا تو گزرتے گزرتے ہی اس کا حال دریافت کر لیتی تھی، جبکہ میں اعتکاف کی حالت میں ہوتی تھی، جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف کی حالت میں ہوتے تو آپ

لِيُدْخِلُ عَلَى رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ وَكَانَ لَا يَأْتِي الْبَيْتَ لِحَاجَةٍ إِلَّا إِذَا أَرَادَ الْوُضُوءَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ۔

مسجد میں کھڑے کھڑے میری طرف اپنا سر مبارک جھکاتے اور میں آپ ﷺ کی کنگھی کرتی اور آپ اعتکاف کی حالت میں گھر میں کسی ضرورت کے لیے نہیں آتے تھے، مگر جب وضو کرنا ہوتا تھا۔

تخریج: اخرجه البخاری: ۲۰۲۹، ومسلم: ۲۹۷

فوائد: ......اعتکاف سے متعلقہ احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

اعتکاف کے دوران سر کو دھونا اور کنگھی کرنا جائز ہے، یہ خدمت بیوی سے بھی لی جا سکتی ہے، بول و براز کے لیے مسجد سے نکلا جائے گا، ہر خیر والی بات کی جا سکتی ہے، اتفاقاً کسی مریض کا حال پوچھ لینا اور تہمت سے بچنے کے لیے بات کرنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے، میاں بیوی بھی خیر و بھلائی والی باتیں کر سکتے ہیں، لیکن شہوت کی بات کرنا یا اس نیت سے چھونا منع ہے، ہر اس ضرورت کے لیے مسجد سے نکلا جا سکتا ہے جس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہ ہو، مثلاً: جمعہ پڑھنے کے لیے جانا، قے اور خون وغیرہ آ جانا، ضروری دوا لینا، اگر کھانے پینے کی ضروری چیزیں لانے کے لیے تعاون کرنے والا کوئی آدمی نہ ہو تو اس مقصد کے لیے مسجد سے نکلنا، احتلام ہو جانے کی صورت میں غسل کے لیے جانا۔

اگر آسانی کے ساتھ معالج کا مسجد میں آنا ممکن ہو تو یہی صورت اختیار کی جائے۔

معتکف کا تیمار داری کے لیے یا جنازہ پڑھنے کے لیے جانا اس سے متعلقہ ضروریات میں سے نہیں ہے، اگر نماز جنازہ مسجد میں پڑھی جائے تو اور بات ہے۔

مزید اگر کوئی ضرورت پڑے تو معتکف حضرات کو اہل علم سے رابطہ کرنا چاہیے۔

عصرِ حاضر میں معتکف حضرات میں چھ ایسی بڑے مفسدات پائے جا رہے ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ اعتکاف کی روح اور غرض و غایت سے مکمل طور پر محروم نظر آتے ہیں:

(۱)......جائے اعتکاف میں ٹھہرنے کا اہتمام نہ کرنا۔

(۲)......ایک ایک خیمے میں ایک سے زائد لوگوں کا گھس جانا۔

(۳)......خوب باتیں کرنا، جن کی وجہ سے مسجد کا تقدس بھی پامال ہوتا ہے اور دوسرے نمازی بھی بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔

(۴)......اعتکاف کے اختتام پر پھولوں کے ہار ڈالنا، مبارکباد اور استقبال کے لمبے چوڑے سلسلے قائم کرنا۔

(۵)......غسل، مسواک، وضو اور برتن وغیرہ دھونے کے بہانے کافی سارا وقت مسجد کی حدود سے باہر گزارنا۔

(۶)......عبادات کا اہتمام کم کرنا۔

كِتَابُ الْمُنَاسِكِ
حج کے مناسک کی کتاب

الحج: لغوی معنی: قصد وارادہ کرنا

اصطلاحی تعریف: کعبۃ اللہ پہنچ کر مخصوص اقوال وافعال کی ادائیگی کرنا حج کہلاتا ہے۔

مناسک سے مراد حج کے افعال وارکان ہیں۔

مناسک حج کے ابواب کے اختتام پر حج وعمرہ کا مختصر طریقہ تحریر کیا گیا ہے، اس لیے بعض احادیث کی وضاحت نہیں کی گئی۔ قارئین سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کی احادیث کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے اس طریقہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ بہتر یہ ہے کہ حج کرنے والے کسی عالم سے اس طریقے کو سمجھیں۔

بَابُ الْمُنَاسِكِ
حج کے مناسک کا باب

(٤١٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ: ثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! الْحَجُّ كُلَّ عَامٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا، بَلْ حَجَّةٌ، ثُمَّ مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَطَوَّعَ فَلْيَتَطَوَّعْ بَعْدُ وَلَوْ قُلْتُ: كُلَّ عَامٍ كَانَ كُلَّ عَامٍ))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہر سال حج فرض ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ صرف ایک حج فرض ہے، ہاں جو شخص بعد میں نفلی حج ادا کرنا چاہے تو ادا کر لے، اور اگر میں نے کہہ دیا کہ ہر سال فرض ہے تو ہر سال فرض ہو جائے گا۔''

تخریج: حدیث صحیح ...... أخرجه ابو داود: ١٧٢١، وابن ماجه: ٢٨٨٦، والنسائي: ٥/١١١

فوائد: ...... حج اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور مسلمانوں کا اس حقیقت پر اتفاق ہے کہ ہر بالغ اور استطاعت رکھنے والے مسلمان پر زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے، البتہ اس کے بعد نفلی حج کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، جمہور اہل علم کے

نزدیک حج ۶ھ میں فرض ہوا تھا۔

(٤١١)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً، رَفَعَتْ صَبِيًّا لَهَا مِنْ مِحَفَّةٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَلَكِ أَجْرٌ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نے اپنا بچہ اٹھا رکھا تھا، جبکہ وہ پالکی میں بیٹھی تھی، اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس بچے کا بھی حج ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جی ہاں، اور اجر تجھے ملے گا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٣٣٦

فوائد: ......اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ بچے کا حج اس کو حجۃ الاسلام سے کفایت نہیں کرے گا، یعنی جب وہ بالغ ہونے کے بعد صاحبِ استطاعت بنے گا تو دوبارہ اس پر حج فرض ہو جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَيُّمَا صَبِيٍّ حَجَّ، ثُمَّ بَلَغَ الْحِنْثَ، فَعَلَيْهِ اَنْ يَحُجَّ حَجَّةً أُخْرٰى، وَأَيُّمَا عَبْدٍ حَجَّ، ثُمَّ أُعْتِقَ، فَعَلَيْهِ اَنْ يَحُجَّ حَجَّةً أُخْرٰى۔)) ......''جو بچہ حج کرے اور پھر وہ بالغ ہو جائے تو اس پر ایک اور حج فرض ہوگا، اسی طرح جو غلام حج کرے اور پھر وہ آزاد ہو جائے تو اس پر ایک اور حج فرض ہوگا۔'' (ابن ابی شیبہ، سنن بیهقی، وهو صحيح مرفوعا، انظر: ارواء الغليل: ٤/ ١٥٥)

بچے کے حج کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں بھی لکھ دیا جائے گا اور یہ ثواب اس کے باپ یا ماں کو بھی ملے گا جو اس کو حج کروائیں گے، بچے پر دورانِ حج احرام کی پابندیاں عائد ہوں گی، اگر اس کے لیے حج و عمرہ کی نیت اور اس کے الفاظ کی ادائیگی ناممکن ہو تو اس کا باپ یا ماں اس کی طرف سے یہ امور سرانجام دیں گے۔

(٤١٢)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَذُكِرَ لِي وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّهُ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جحفہ اور اہل نجد کے لیے قرن المنازل کو بطورِ میقات مقرر کیا، اور میں نے یہ بات نہیں سنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کے لیے یلملم کا تقرر کیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٥٢٢، ١٥٢٥، ومسلم: ١١٨٢

(٤١٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، قَالَا: وَقَّتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَقَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: قَرْنُ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، قَالَ عَمْرٌو: وَقَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: أَلَمْلَمَ قَالَ: ((فَهُنَّ لِأَهْلِهِنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ وَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ، قَالَ عَمْرٌو: فَمِنْ أَهْلِهِ، وَقَالَ ابْنُ طَاوُسٍ: فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ، فَكَذَاكَ، حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے حجفہ، اہل نجد کے لیے قرن المنازل اور اہل یمن کے لیے یلملم کو بطورِ میقات مقرر کیا۔ ابن طاؤس کی روایت میں "اَلَمْلَم" کے الفاظ ہیں: پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ مواقیت ان مقامات کے لوگوں کے لیے بھی ہیں اور ان لوگوں کے لیے بھی جو یہاں سے گزر کر آئیں، اگرچہ ان کا تعلق دوسرے علاقوں سے ہو، اور جس آدمی کی قیام گاہ ان حدود کے اندر ہے، وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھ لے گا۔ طاؤس کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ان حدود کے اندر والا وہیں سے احرام باندھ لے گا، جہاں سے شروع کرے گا، یہاں تک کہ مکہ والے لوگ مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ١٥٢٦، ١٥٢٩، ومسلم: ١١٨١

فوائد: ......اس باب میں حج و عمرہ کے مکانی مواقیت کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو آدمی ان مواقیت کے اندر رہتا ہے، وہ اپنی رہائش گاہ سے احرام باندھ لے گا اور جو ان مواقیت سے باہر رہتا ہے، وہ احرام کے ساتھ ان کو عبور کرے گا۔
رہا مسئلہ زمانی مواقیت کا تو عمرہ کے لیے تو ہر وقت احرام باندھا جا سکتا ہے، لیکن حج کے لیے صرف حج مہینوں میں احرام باندھا جائے گا۔

(٤١٤)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِيءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِحُرْمِهِ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَلِحِلِّهِ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام کے لیے خوشبو لگائی، لیکن ابھی تک آپ نے احرام باندھا نہیں تھا، اسی طرح حلال ہوتے وقت بھی بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے خوشبو لگائی تھی۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٥٩٣٠، ومسلم: ١١٨٩

(٤١٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ الْعَطَّارُ، قَالَ: أَنَا عَبِيدَةُ، قَالَ: أَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَأَنِّي

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: گویا کہ میں رسول

أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

اللہ ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں، جبکہ آپ ﷺ احرام کی حالت میں تھے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ١٥٣٨، ومسلم: ١١٩٠

فوائد: ......ان روایات سے معلوم ہوا کہ احرام باندھنے سے پہلے اس طرح خوشبو لگانا جائز ہے کہ اس کا اثر احرام باندھنے کے بعد تک جاری رہے، وہ اثر خوشبو کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے اور خوشبو کے رنگ کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ احرام باندھ لینے کے بعد خوشبو لگانا حرام ہے اور یہ حکم دس ذوالحجہ کو جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک جاری رہے گا۔

(٤١٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا نَادَى فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ: ((لَا يَلْبَسُ السَّرَاوِيلَ، وَلَا الْقَمِيصَ، وَلَا الْبُرْنُسَ، وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ، وَلَا وَرْسٌ، وَلْيُحْرِمْ أَحَدُكُمْ فِي إِزَارٍ، وَرِدَاءٍ، وَنَعْلَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا إِلَى الْعَقِبَيْنِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک آدمی نے آواز دی: اے اللہ کے رسول! محرم کس قسم کے لباس سے پرہیز کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شلوار، قمیص، کوٹ یا برانڈی، پگڑی اور ایسا کپڑا نہ پہنے جس کو ورس یا زعفران خوشبو لگی ہوئی ہو، وہ تہبند، چادر اور جوتے پہنے، اگر جوتے نہ ہوں تو موزے پہن لے، لیکن ان کو کاٹ دے تاکہ وہ ایڑیوں تک ہو جائیں۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ١٨٣٨، ٥٧٩٤، ٥٨٠٥، ٥٨٠٦، ومسلم: ١١٧٧

فوائد: ......حج وعمرہ کے مختصر طریقہ میں لباس کی وضاحت موجود ہے۔

(٤١٧)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: ((اَلسَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ وَالْخُفَّانِ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ۔)) فَلَا أَدْرِي أَيَّ الْحَدِيثَيْنِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: ''شلوار اس کے لیے ہے جس کے پاس ازار نہ ہو اور موزے اس کے لیے ہیں جس کے پاس جوتے نہ ہوں۔'' عمرو بن دینار راوی نے کہا: میں نہیں جانتا کہ ان دو باتوں میں سے کس نے دوسری کو منسوخ کر دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۸۴۱، ۱۸۴۳، ومسلم: ۱۱۷۸

فوائد: ...... حدیث نمبر ۴۱۶ میں موزے پہننے کی اجازت تو دی گئی، لیکن ساتھ یہ شرط بھی لگائی گئی کہ ٹخنوں کے نیچے سے ان کو کاٹ دیا جائے اور اس حدیث میں مطلق طور پر موزے پہننے کی اجازت دی گئی، کاٹنے کی شرط نہیں لگائی گئی، عمرو بن دینار ان دو احادیث کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

لیکن اس میں کوئی پیچیدگی نہیں ہے کیونکہ مطلق حدیث کو مقید پر محمول کیا جائے گا، جمہور اہل علم کا یہی خیال ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مطلق حدیث کو ان احادیث پر محمول کیا جائے گا جن میں موزے کو کاٹنے کی شرط لگائی گئی ہے۔

(۴۱۸)۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَإِذَا مَرَّ بِنَا الرَّكْبُ سَدَلْنَا الثَّوْبَ مِنْ خَلْفِنَا عَلَى وُجُوهِنَا وَلَا يَجِيءُ بِهِ مِنْ هٰهُنَا يَعْنِي مِنْ قِبَلِ خَدَّيْهَا فَإِذَا جَاوَزُوا نَزَعْنَاهَا وَقَالَتْ: تَلْبَسُ الْمُحْرِمَةُ مَا شَاءَتْ إِلَّا الْبُرْقُعَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں ہوتی تھیں، جب ہمارے پاس سے قافلے گزرتے تو ہم پیچھے اپنے چہروں پر کپڑا لٹکا لیتی تھیں، وہ کپڑا ادھر رخساروں کی طرف سے نہیں آتا تھا، پس جب وہ قافلے گزر جاتے تو ہم اس کپڑے کو کھینچ لیتی تھیں، نیز سیدہ نے کہا: احرام والی خاتون جو لباس مرضی پہنے، ماسوائے نقاب کے۔

تخریج: صحیح لغیرہ ...... أخرجه ابو داود: ۱۸۳۳، وابن ماجه: ۲۹۳۵

فوائد: ...... درج ذیل حدیث اور شرح پر غور کریں:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نَهٰى ﷺ النِّسَاءَ فِي إِحْرَامِهِنَّ عَنِ الْقُفَّازَيْنِ وَالنِّقَابِ وَمَا مَسَّ الْوَرْسُ وَالزَّعْفَرَانُ مِنَ الثِّيَابِ وَلْتَلْبَسْ بَعْدَ ذَالِكَ مَا أَحَبَّتْ مِنْ أَلْوَانِ الثِّيَابِ مُعَصْفَرًا أَوْ خَزًّا أَوْ حُلِيًّا أَوْ سَرَاوِيلَ أَوْ قَمِيصًا أَوْ خُفًّا۔ ...... رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو دورانِ احرام دستانوں، نقاب اور ان کپڑوں سے منع کیا، جس کو ورس یا زعفران لگا ہوا ہو، اس کے بعد عورت جو لباس پسند کرے پہن سکتی ہے، وہ زرد رنگ کی عُصفُر بوٹی سے رنگا ہوا ہو یا اون یا ریشم کا بنا ہوا ہو یا زیور ہو، شلوار ہو، قمیص ہو یا موزہ ہو۔ (ابو داود: ۱۸۲۷)

نقاب سے مراد عورت کا چہرے پر کپڑے کا کسنا اور باندھنا ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: نقاب سے مراد وہ دوپٹہ ہے، جو ناک پر یا آنکھوں کے خانوں کے نیچے باندھا جاتا ہے۔

لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ مرد قمیص نہیں پہن سکتا ہے، لیکن اپنے بدن کو چادر سے ڈھانک سکتا ہے اور عورت دستانے نہیں پہن سکتی، لیکن اس کے دوپٹے یا چادر وغیرہ میں اس کے ہاتھ چھپ سکتے ہیں، اسی طرح اگر کوئی عورت اپنے چہرے پر اس طرح کپڑا کر لے جو نقاب سے مختلف ہو تو یہ جائز ہوگا، مثلاً سر سے نیچے کپڑا لٹکا لینا، شیڈ والی

ٹوپی پہن کر اس پر کپڑا لٹکا لینا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٤١٩)۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثَنَا عَبَّادٌ يَعْنِي ابْنَ الْعَوَّامِ، عَنْ هِلَالٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَحُجَّ أَفَأَشْتَرِطُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَتْ: كَيْفَ أَقُولُ؟ قَالَ: ((قُولِي لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ مَحِلِّي مِنَ الْأَرْضِ حَيْثُ حَبَسْتَنِي))

سیدہ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں حج کی ادائیگی کا ارادہ رکھتی ہوں، کیا میں کوئی شرط لگا سکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔'' انھوں نے کہا: تو پھر میں کیسے کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس طرح کہہ: ''لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ مَحِلِّيْ مِنَ الْأَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِيْ'' (میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، میرے حلال ہونے کی جگہ وہ ہوگی جہاں تو مجھے روک لے گا)۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٢٠٨

(٤٢٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ وَأَنَا شَاكِيَةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((حُجِّي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي.)) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدِيثُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عِنْدَنَا مَحْفُوظٌ فِي قِصَّةِ ضُبَاعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، مُحْتَجٌّ بِهِ لِمَنْ أَرَادَ الشَّرْطَ فِي الْحَجِّ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ، سیدہ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، انھوں نے کہا: میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں، جبکہ میں بیمار ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم حج کرو، لیکن یہ شرط لگا لو کہ اے اللہ! میرے حلال ہونے کی جگہ وہ ہوگی جہاں تو مجھے روک لے گا۔'' محمد بن یحییٰ نے کہا: ہمارے نزدیک سیدہ ضباعہ رضی اللہ عنہا کے قصے کے بارے میں عبد الرزاق کی حدیث محفوظ ہے، حج میں شرط لگانے کا ارادہ رکھنے والے آدمی کے لیے اس سے حجت پکڑی جائے گی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٠٨٩، ومسلم: ١٢٠٧

فوائد: ......احرام کے دوران کسی مانع یا رکاوٹ کے خدشہ کے پیش نظر احرام سے حلال ہونے کی شرط لگا لینا جائز

ہے۔ سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی، سیدنا ابن مسعود، سیدنا جابر، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا عمار، سیدہ عائشہ، سیدہ ام سلمہ اور سیدہ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہم کا یہی موقف تھا، نیز بہت سارے تابعین اور امام احمد بھی اسی نظریے کے قائل تھے، البتہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک اس قسم کی شرط لگانا درست نہیں ہے، لیکن یہ رائے مرجوح ہے۔

جب حج وعمرہ کرنے والے شخص کو کسی بیماری، طوفان، سیلاب، دشمن یا کسی اور وجہ سے اس طرح روک دیا جائے کہ اس سے حج وعمرہ فوت ہو جائے تو ان تمام صورتوں کو احصار اور ایسے شخص کو مُحصَر کہتے ہیں۔ ایسا شخص اسی مقام پر اپنا سر منڈوائے اور قربانی کرے اور احرام کھول کر حلال ہو جائے۔

اگر کوئی آدمی اس باب کی احادیث کے مطابق مشروط احرام باندھتا ہے اور پھر واقعی کوئی رکاوٹ پیش آ جاتی ہے تو مُحصَر کی طرح اس پر قربانی وغیرہ لازم نہیں ہو گی۔

(٤٢١)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ، وَأَهَلَّ بِهِ نَاسٌ، وَأَهَلَّ نَاسٌ بِالْحَجِّ وَ الْعُمْرَةِ وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں. رسول اللہ ﷺ نے حج کا تلبیہ پڑھا اور لوگوں کا تلبیہ بھی یہی تھا، البتہ کچھ لوگوں نے حج اور عمرہ، دونوں کا تلبیہ پڑھا اور میں ان میں سے تھی، جنھوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٢١١

فوائد: ......تمام روایات کو جمع کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ آپ ﷺ نے حج قران ادا کیا تھا۔

(٤٢٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہم حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور ہم نے عمرے کا تلبیہ پکارا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس ہدی کا جانور ہے، وہ عمرہ سمیت حج کا تلبیہ پکارے، پھر وہ ان دونوں سے اکٹھا حلال ہو گا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٥٥٦، ١٦٣٨، ٤٣٩٥، ومسلم: ١٢١١

فوائد: ......اپنے ہمراہ قربانی کا جانور لے جانے والا آدمی حج قران ہی ادا کرے گا۔

(٤٢٣)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُ الْمُحْرِمُ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: وَلَا يَعْتَزِلُ شَيْئًا وَلَا يَتْرُكُهُ قَالَتْ: وَلَا نَعْلَمُ الْحَاجَّ مَحِلُّهُ شَيْءٌ إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں ان دو ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کے قلادے بٹتی تھی، (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مکہ مکرمہ کی طرف بھیج دیتے تھے) اور آپ کسی ایسی چیز سے نہیں بچتے تھے جس سے احرام والا آدمی بچتا ہے۔ عبدالرحمٰن کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے الگ ہوتے تھے نہ کسی چیز کو چھوڑتے تھے۔ سیدہ کہتی ہیں: ہمارے علم کے مطابق حاجیوں کا حلال ہونا بیت اللہ کا طواف ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٥٦٦، ومسلم: ١٣٢١

فوائد: ...... جو آدمی قربانی کے جانور مکہ مکرمہ کی طرف بھیج کر خود اپنی رہائش گاہ پر ہی مقیم رہے اس پر احرام سے متعلقہ کسی چیز کی کوئی پابندی نہیں ہوگی۔

(٤٢٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ أُتِيَ بِنَاقَتِهِ فَأَشْعَرَهَا مِنْ جَانِبِ صَفْحَتِهَا الْأَيْمَنِ ثُمَّ سَلَتَ الدَّمَ عَنْهَا، ثُمَّ قَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ، ثُمَّ أَتَى بِرَاحِلَتِهِ فَرَكِبَهَا فَلَمَّا اسْتَقَرَّتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کے مقام پر نمازِ ظہر ادا کی، پھر آپ کی اونٹنی لائی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دائیں پہلو پر نشانی لگائی، پھر اس سے خون کو صاف کر دیا اور اس کو دو جوتوں کا قلادہ ڈال دیا، پھر اپنی سواری کے پاس آئے اور اس پر سوار ہو گئے، جب وہ بیداء مقام پر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ پکارا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٢٤٣

فوائد: ......امام نووی نے کہا: اشعار یہ ہے کہ اونٹنی کی کوہان کی دائیں جانب کسی برچھی یا چھری وغیرہ سے زخم لگایا جائے اور پھر خون کو صاف کر لیا جائے، یہ جانور کے ہدی ہونے کی علامت ہوگی۔ اگر ایسا جانور گم ہو جائے تو دوسرے

لوگ خود ہی اس کو حاجیوں تک پہنچا دیتے ہیں، چور وغیرہ بھی اس کو چرانے سے باز رہتے ہیں اور اگر وہ دوسرے اونٹوں میں مل جائے تو اس کو پہچان لیا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ اشعار سنت ہے اور صحابۂ کرام اور تابعین عظام یہ عمل کرتے رہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ وہ پہلے شخص ہیں، جنھوں نے اشعار کو بدعت اور مثلہ قرار دیا، ان کی رائے یہ ہے کہ اس سے حیوان کو عذاب دینا لازم آتا ہے، لیکن احادیث کی روشنی میں یہ رائے درست نہیں ہے۔

(٤٢٥)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ، قَالَ: ثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِثَمَانَ عَشْرَةَ بَدَنَةً مَعَ رَجُلٍ فَأَمَرَهُ فِيهَا بِأَمْرِهِ ، فَانْطَلَقَ ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ أُزْحِفَ عَلَيَّ مِنْهَا شَيْءٌ؟ قَالَ: ((انْحَرْهَا ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَهَا فِي دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهَا عَلَى صَفْحَتِهَا وَلَا تَأْكُلْ مِنْهَا أَنْتَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ رِفْقَتِهَا۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ساتھ اٹھارہ اونٹ بھیجے اور ان کے بارے میں اس کو خاص حکم دیے، وہ بندہ پہلے تو چل دیا، لیکن واپس لوٹا اور کہا: اگر کوئی جانور تھک کر چُور ہو جائے تو میں اس کو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو ذبح کر دینا اور اس کے جوتے کو اس کے خون میں رنگ کر اس کے پہلو پر رکھ دینا اور اس سے نہ تم خود کھانا اور نہ اس کے ساتھ والی جماعت کا کوئی فرد۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٣٢٥

فوائد: ......اس حدیث میں ان جوتوں کا ذکر ہے، جو ہدی کے جانوروں کو بطورِ قلادہ ڈالے جاتے ہیں۔ ذبح کے بعد یہ خاص انداز اختیار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ آس پاس کے لوگوں کو یا اس جماعت کے بعد گزرنے والوں کو پتہ چل جائے کہ یہ مسلمان کی ہدی کا جانور تھا اور وہ اس کو کھا لیں۔ ہدی کے مالک اور اس کے ہم سفر ساتھیوں کو ایسے جانور کا گوشت کھانے سے اس لیے منع کیا گیا ہے تاکہ وہ ہدی کو راستے میں ذبح کرنے کے لیے حیلہ بہانہ نہ کریں۔

(٤٢٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ الْأَسْوَدِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْدَى غَنَمًا مُقَلَّدَةً۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بکریاں بطورِ ہدی بھیجی تھیں، ان کو قلاوے ڈالے ہوئے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٧٠١، ١٧٠٢، ومسلم: ١٣٢١

فوائد: ...... یہ بھی قربانی کی ایک صورت ہے کہ خود انسان اپنے گھر میں ٹھہرے اور قربانی کے جانور کسی شخص یا ادارے کے ہاتھ مکہ مکرمہ بھیج دے کہ وہاں حرم میں ذبح ہوں، اور یہ افضل قربانی ہے۔ ایسے آدمی پر احرام کی کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی۔

آپ ﷺ حجۃ الوداع سے پہلے بھی ہدی کے جانور بھیجتے رہتے تھے، جبکہ آپ خود مدینہ منورہ میں ہی تھے، ایک دفعہ آپ ﷺ نے بکریاں بھیجی تھیں۔

(٤٢٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: ثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْصَرَ رَجُلًا وَمَعَهُ بَدَنَةٌ فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهَا بَدَنَةٌ، فَقَالَ: ((وَيْلَكَ أَوْ وَيْحَكَ ارْكَبْهَا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، جبکہ اس کے پاس ایک اونٹنی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ وہ اونٹنی ہے، جس کی مکہ میں قربانی کی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہلاک ہو جائے، اس پر سوار ہو جا۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ١٧٠٦، ومسلم: ١٣٢٢

(٤٢٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) فَقَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: ((ارْكَبْهَا، وَيْلَكَ)) فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ اس اونٹنی کو ہانک رہا تھا جس کی مکہ مکرمہ میں قربانی کی جانی تھی، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے کہا: یہ ایسی اونٹنی ہے جس کی مکہ میں قربانی کی جائے گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا، تو ہلاک ہو جائے۔'' دوسری یا تیسری دفعہ یہ الفاظ فرمائے۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......اصل تو یہی ہے کہ ہدی کا اونٹ آگے آگے خالی جائے، اس پر بوجھ لادا جائے نہ اس پر سواری کی جائے، یہ اس کے احترام کا تقاضا ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ کی سواری کی اونٹنی اور تھی اور قربانی کے اونٹ الگ تھے، لیکن جب کوئی شخص تنگ دست ہو، اس کے پاس ایک ہی اونٹ ہو جس کو وہ بطورِ ہدی پیش کرنا چاہتا ہو اور فاصلہ بھی زیادہ ہو تو ایسے جانور پر سواری کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ سواری کرتے وقت اس جانور کا احترام قائم رکھے، یعنی نہ اسے بھگائے،

نہ مارے، نہ سب و شتم کرے، بلکہ اس کو اپنی مرضی کے مطابق چلنے دے اور جب وہ تھک جائے تو آرام کرنے دے۔
احناف نے ایسے جانور پر سواری کرنے کے لیے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ شخص چلنے سے عاجز آ چکا ہو، لیکن اس موضوع سے متعلقہ احادیثِ مبارکہ سے اس قید کو کشید نہیں کیا جا سکتا، جبکہ عبید اللہ اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا آدمی اپنی ہدی پر سوار ہو سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے، نبی کریم ﷺ پیدل چلنے والے لوگوں کے پاس سے گزرتے اور ان کو حکم دیتے کہ وہ میری ہدی اور آپ ﷺ کی ہدی پر سوار ہو جائیں، پھر انھوں نے کہا: تمہارے نبی کی سنت سے زیادہ فضیلت والی کوئی چیز نہیں ہے کہ جس کی تم پیروی کر سکو۔ (مسند احمد: ۹۷۹)

(٤٢٩)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِياشسادٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ...... قَالَ: ثَنِي عَطَاءٌ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُسْأَلُ عَنْ رُكُوبِ الْبُدْنِ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اِرْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا۔))

عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مکہ مکرمہ میں قربان کیے جانے والے جانوروں پر سوار ہونے کے بارے میں پوچھا گیا، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب تو مجبور ہو جائے تو کوئی اور سواری ملنے تک اس پر معروف طریقے سے سواری کر لیا کر۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٣٢٤

فوائد: ...... گزشتہ حدیث کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

(٤٣٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حُمَيْدٍ...... عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّي: ((لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ مَعًا))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں تلبیہ پکارا: ''لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ مَعًا'' (میں حاضر ہوں، عمرہ اور حج دونوں کے لیے)۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٢٥١

فوائد: ...... حج قران کرنے والا ابتدائے احرام میں اور پھر بعض اوقات ان الفاظ کے ساتھ تلبیہ کہے گا۔

(٤٣١)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: ثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ...... عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ذَكَرْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

بکر بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے تو ہمیں یہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کے لیے تلبیہ پکارا، انھوں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجٍّ ، فَقَالَ: وَهَلَ أَنَسٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ إِنَّمَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ وَأَهْلَلْنَا بِهِ مَعَهُ۔

نے کہا: سیدنا انس سے، اللہ ان پر رحم فرمائے، کوئی بھول ہو گئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا تلبیہ پکارا تھا اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ یہی تلبیہ کہا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٥٤٨، ومسلم: ١٢٣٢

فوائد: ......سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی بات ہی درست ہے کہ آپ ﷺ نے حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا تلبیہ پکارا تھا، جس صحابی نے آپ ﷺ کو جو تلبیہ کہتے ہوئے سنا، وہی نقل کر دیا۔

(٤٣٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَيْسٍ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقٍ......

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ لِي: ((أَحَجَجْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((كَيْفَ صَنَعْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((قَدْ أَحْسَنْتَ، اِذْهَبْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ أَحِلَّ۔)) قَالَ: فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، جبکہ آپ ﷺ نے بطحا وادی میں سواری بٹھائی ہوئی تھی، آپ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تو نے حج کرنا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''تو پھر ابھی تک کیا کیا ہے؟'' میں نے کہا: جی میں نے یوں تلبیہ پکارا ہے: میں حاضر ہوں، اس تلبیہ کے ساتھ، جو نبی کریم ﷺ نے پکارا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بہت خوب، اچھا اب جا، بیت اللہ کا طواف کر اور پھر صفا مروہ کی سعی کر کے حلال ہو جا۔'' لہٰذا میں گیا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٥٥٩، ٤٣٤٦، ومسلم: ١٢٢١، ١٢٢٢

فوائد: ......اسی قسم کا معلق تلبیہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی کہا تھا، لیکن آپ ﷺ نے ان کو احرام کے ساتھ ہی رہنے کا حکم دیا تھا، جبکہ سیدنا ابوموسیٰ اشعری کو عمرہ کے بعد حلال ہو جانے کا حکم دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ہدی تھی، اس لیے وہ حلال نہ ہو سکے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقۂ حج کے سارے احکام ان پر لاگو ہو گئے، جبکہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس ہدی کا جانور نہیں تھا، اس لیے آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ عمرہ کر کے حلال ہو جائیں اور آٹھ ذوالحجہ کو از سرِ نو حج کا احرام باندھیں، اس طرح وہ حج تمتع ادا کریں گے۔

(٤٣٣)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، قَالَ: أَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ تَلْبِيَةَ

نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے

النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لا شَرِيكَ لَكَ۔)) قَالَ: وَزَادَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ۔

تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ کے الفاظ یہ تھے: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ، لا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لا شَرِيْكَ لَكَ۔ (میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لیے ہیں اور بادشاہت بھی تیرے لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں)۔ نافع کہتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اس تلبیہ میں ان الفاظ کا اضافہ بھی کرتے تھے: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ، وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ۔ (میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، اور بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے اور رغبت اور عمل بھی تیری طرف سے ہے۔)

تخريج: أخرجه البخاري: ١٥٤٠، ١٥٤٩، ٥٩١٥، ومسلم: ١١٨٤

فوائد: ...... ''لَبَّيْكَ'' یہ لفظ تثنیہ ہے اور ''كَ'' ضمیر کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے نونِ تثنیہ گر گیا ہے اور یہ باب ''لَبَّ يَلُبُّ'' سے ماخوذ ہے، جس کے معانی ہیں: قیام کرنا، برقرار رہنا، حاضر ہونا، جم جانا۔ تثنیہ دو چیزوں کو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے، لیکن ''لَبَّيْكَ'' میں تثنیہ دو کے لیے نہیں، بلکہ تاکید، تکثیر اور مبالغے کے لیے استعمال ہوا ہے، یعنی اے میرے اللہ! میں تیرے سامنے بار بار حاضر ہوں، مسلسل مقیم اور موجود ہوں اور تیری اطاعت کو چمٹا ہوا ہوں۔

یہی معاملہ ''سَعْدَيْكَ'' کا ہے، البتہ اس کے معانی یہ ہیں: مُسَاعَدَةً لِطَاعَتِكَ بَعْدَ مُسَاعَدَةٍ۔ ''مُسَاعَدَة'' کے معانی مدد، امداد، تقویت اور سہارے کے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے تلبیے میں جن الفاظ کی زیادتی کی تھی، ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ وہ آپ ﷺ کے الفاظ کو نامکمل اور ناکافی سمجھتے تھے، دراصل بات یہ ہے کہ محرِم اپنے آپ کو ہر معاملے میں آپ ﷺ کا پابند سمجھتا ہے، بسا اوقات وہ اپنی طبع کے مطابق اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کو مناسب سمجھتا ہے، یہی معاملہ یہاں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مسنون تلبیہ پڑھنے کے بعد اپنے الفاظ بھی دوہرا دیتے تھے۔ یہ بالکل ایسے ہی جیسے ہم لوگ تلبیہ کہنے کے بعد اپنی اپنی زبان میں اللہ تعالیٰ کی شان بیان کرنا اور دعا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

صحیح روایت کے مطابق لوگ آپ ﷺ کے سامنے تلبیہ کے الفاظ میں ''ذَا الْمَعَارِج'' کے الفاظ کا اضافہ کرتے تھے۔

مدت تلبیہ: عمرہ کرنے والا ابتدائے احرام سے ''طوافِ قدوم'' شروع کرنے تک اور حج کرنے والا ابتدائے

احرام سے دس ذوالحجہ کو جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ جاری رہے گا۔ تلبیہ کی اس مدت میں دوسرے اذکار بھی کیے جا سکتے ہیں، لیکن بیچ میں کثرت سے تلبیہ کا ذکر جاری رہنا چاہیے۔

(٤٣٤)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ......

يُخْبِرُ عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ قَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ: وَقَالَ مَرَّةً، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَرَّةً قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ فَأَمَرَنِي أَنْ آمُرَ أَصْحَابِي أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالْإِهْلَالِ أَوْ بِالتَّلْبِيَةِ۔))

سیدنا سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے صحابہ کو یہ حکم دوں کہ وہ تلبیہ پکارتے وقت آواز بلند رکھیں۔''

تخریج: اسنادہ صحیح ...... أخرجہ ابوداود: ١٨١٤، والترمذی: ٨٢٩، والنسائی: ٥/ ١٦٢، وابن ماجہ: ٢٩٢٢

فوائد: ......مرد بلند آواز سے تلبیہ پڑھیں اور خواتین غیر محرم مردوں کے سامنے آہستہ کہیں۔

(٤٣٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَأَبُو قَتَادَةَ لَيْسَ بِمُحْرِمٍ فَرَكِبَ فَرَسًا فَصَرَعَ حِمَارَ وَحْشٍ فَأَكَلَ مِنْ لَحْمِهِ وَأَبَى أَصْحَابُهُ أَنْ يَأْكُلُوا وَإِنَّهُمْ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَشَرْتُمْ أَوْ قَتَلْتُمْ أَوْ أَصَدْتُمْ؟)) قَالُوا: لَا: قَالَ: ((لَا بَأْسَ بِهِ كُلُوهُ))

عبد اللہ بن ابو قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کچھ محرم صحابہ کرام کے ساتھ تھے اور وہ خود احرام کی حالت میں نہیں تھے۔ وہ گھوڑی پر سوار ہوئے اور وحشی گدھا مار گرایا، انھوں نے تو اس کا گوشت کھایا، لیکن ان کے ساتھیوں نے کھانے سے انکار کر دیا، پھر جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اشارہ کیا تھا، یا کیا تم نے قتل کیا تھا، یا کیا تم نے شکار کیا تھا؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں، اس کو کھا لو۔''

تخریج: أخرجہ البخاری: ١٨٢١، ١٨٢٢، ٢٥٧٠، ٢٨٥٤، ٤١٤٩، ٥٤٠٦، ومسلم: ١١٩٦

فوائد: ......معلوم ہوا کہ خشکی کا شکار صاحبِ احرام کے لیے اس وقت حلال ہوگا جب اس شکار میں اس کا کوئی تعاون اور مشورہ نہیں ہوگا اور شکار کرنے والا محرم کو کھلانے کی نیت سے شکار نہیں کرے گا۔

(۴۳۶)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ح وَأَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، وَاللَّيْثُ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُمْ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ قَالَ فَلَمَّا رَأَى مَا فِي وَجْهِي قَالَ: ((إِنَّمَا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ)) وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فِي هَذَا لَحْمُ حِمَارٍ وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَجُزُ حِمَارٍ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے ابواء یا ودان مقام پر جنگلی گدھے کا گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطورِ ہدیہ پیش کیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واپس کر دیا، پھر جب آپ نے ان کے چہرے پر افسردگی کے آثار دیکھے تو آپ فرمایا: ''ہم نے یہ گوشت واپس نہیں کرنا تھا، بات یہ ہے کہ ہم احرام کی حالت میں ہیں۔'' ابن عیینہ کی روایت میں ''گدھے کے گوشت'' کے الفاظ ہیں اور سعید بن جبیر کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: گدھے کی سرین کا گوشت پیش کیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۸۲۵، ۲۵۷۳، ومسلم: ۱۱۹۳

فوائد: ...... یہ شکار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلانے کی نیت سے کیا گیا تھا، اس لیے آپ نے قبول نہیں کیا۔

(۴۳۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَالِمٍ، وَيَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَّ عَمْرًا، مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، أَخْبَرَهُمَا عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَحْمُ صَيْدِ الْبَرِّ لَكُمْ حَلَالٌ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ مَا لَمْ تَصِيدُوهُ أَوْ يُصَدْ لَكُمْ))

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم احرام کی حالت میں ہو تو خشکی کے شکار کا گوشت اس وقت تک تمہارے لیے حلال ہے، جب تک تم خود اس کو شکار نہ کرو، یا اس کو تمہارے لیے شکار نہ کیا جائے۔''

تخریج: صحيح لغيره...... أخرجه ابوداود: ۱۸۵۱، والترمذی: ۸۴۶، والنسائی: ٥/ ۱۸۷

فوائد: ......محرم کے لیے خشکی کے کون سے شکار کا گوشت جائز ہے اور کون سا ناجائز؟ اس معاملے میں اس حدیث

مبارکہ میں ایک قانون بیان کیا گیا ہے، اسی کی روشنی میں دوسری احادیث کے عموم کو خاص کیا جائے گا۔

محرِم کے لیے سمندری شکار کرنا اور کھانا جائز ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ ...... ''تمہارے لیے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے، تمہارے فائدے کے لیے اور مسافروں کے لیے اور خشکی کا شکار تمہارے لیے حرام کیا گیا ہے، جب تک تم احرام میں رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے پاس تم جمع کیے جاؤ گے۔'' (سورۂ مائدہ:۹۶)

اہل علم کا اجماع ہے کہ محرِم کے لیے سمندر کا شکار کرنا، اس کو کھانا اور اس کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے اور اس شکار سے مراد وہ جانور ہے جو صرف پانی میں زندہ رہ سکتا ہے، جیسے مچھلی۔

(۴۳۸)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدٍ......

عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ، قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الضَّبُعِ، فَقَالَ: كُلْهَا۔ قَالَ: قُلْتُ: آكُلُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، كُلْهَا بِأَمْرِي۔ قُلْتُ: صَيْدٌ هِيَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔ قُلْتُ: سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

ابن ابی عمار رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے ''ضَبُع'' کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: اس کو کھالو، میں نے کہا: میں اس کو کھاؤں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، میں حکم دیتا ہوں کہ تم اس کو کھاؤ، میں نے کہا: کیا یہ شکار ہے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں، میں نے کہا: کیا تم نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۳۸۰۱، والترمذی: ۸۵۱، وابن ماجه: ۳۲۳۶، والنسائی: ۲۸۳۶

(۴۳۹)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمَّارٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الضَّبُعِ قَالَ: ((هِيَ صَيْدٌ وَفِيهَا كَبْشٌ))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ''ضَبُع'' کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شکار ہے اور اس کا فدیہ دنبہ ہے۔''

تخریج: انظر السابق

فوائد: ...... ''ضَبُع'' کو فارسی میں کفتار اور اردو میں لکڑ بھگا اور بجو کہتے ہیں، یہ تازہ قبریں اکھاڑتا ہے اور یہ بندوں کا گوشت کھانے کا بڑا شوقین ہوتا ہے۔

یہ حدیث دراصل درج ذیل آیت مبارکہ کی مصداق ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ﴾ ...... ''اے ایمان والو! (وحشی) شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالتِ احرام میں ہو، اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا، جو کہ مساوی ہوگا اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا، جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں، خواہ وہ فدیہ خاص چوپایوں میں سے ہو جو نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچایا جائے، خواہ کفارہ مساکین کو دے دیا جائے، خواہ اس کے برابر روزے رکھ لیے جائیں تاکہ اپنے کیے کی شامت کا مزہ چکھے۔'' (سورۂ مائدہ: ۹۵)

(٤٤٠)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَابْنُ هَاشِمٍ قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِهِنَّ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْإِحْرَامِ، وَقَالَ ابْنُ هَاشِمٍ: فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: الْفَأْرَةُ وَالْحِدَأَةُ وَالْغُرَابُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ جانور ہیں، جو ان کو حَرم میں اور احرام کی حالت میں قتل کرے گا، اس پر کوئی گناہ نہیں: چوہا، چیل، کوا، بچھو، کلبِ عقور۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۸۲۸، ومسلم: ۱۱۹۹

فوائد: ...... ''اَلْكَلْبُ الْعَقُوْرُ'': حقیقت میں اس لفظ کا اطلاق ہر زخمی کرنے والے اور چیر پھاڑ کرنے والے درندے پر ہوتا ہے، جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا۔ درندگی میں اشتراکیت کی وجہ سے ان کو بھی ''كَـلْـب'' کہتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی) ہڑکائے ہوئے اور باؤلے کتے کا بھی یہی حکم ہوگا۔

امام مالک نے ''المؤطا'' میں کہا: ہر وہ جانور جو لوگوں کو کاٹے، ان پر حملہ کرے اور ان کو ڈرائے، مثلاً: شیر، چیتا، فہد، بھیڑیا، وہ عقور ہے۔ (فہد، چیتے کی طرح کا ایک درندہ ہوتا ہے)

ان جانوروں کے لیے لفظ ''فَاسِق'' استعمال ہوا، اس کا لفظی معنی ہے: نکلنے والا، یہاں اس سے مراد وہ جانور ہیں جن کا حکم تکلیف پہنچانے اور افساد انگیزی کی وجہ سے دوسرے جانوروں کے حکم سے خارج ہو گیا ہے۔

اس باب کی احادیثِ صحیحہ میں درج ذیل کل سات جانوروں کا ذکر ہوا ہے:

بچھو، کوا، چیل، چوہا، کلبِ عقور، سانپ، بھیڑیا۔

کیا ان کے علاوہ کسی جانور کو قتل نہیں کیا جا سکتا؟ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: روایات کے مطابق پانچ جانوروں کو مقید

کرنا، اگر چہ اس کے مفہوم میں خصوصیت پائی جاتی ہے، لیکن یہ مفہوم العدد ہے، جو اکثر اہل علم کے نزدیک حجت نہیں ہے، اگر اس کی حجیت تسلیم کر لیں تو اس کو اس معنی پر محمول کیا جائے گا کہ شروع شروع میں آپ ﷺ نے پانچ جانوروں کے بارے میں ہی حکم دیا، بعد میں ان میں اضافہ کر دیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے بعض طرق میں ''چار'' کا اور بعض میں ''چھ'' کا لفظ روایت کیا گیا ہے، ''چار'' کی روایت صحیح مسلم میں ہے، اس میں بچھو کا ذکر نہیں ہے اور ''چھ'' کی روایت مستخرج ابوعوانہ میں ہے، اس میں بچھو کا ذکر موجود ہے اور سانپ کا اضافہ کیا گیا ہے، صحیح مسلم کی شیبان کی روایت اس روایت کا شاہد ہے، اگر چہ اس میں کسی عدد کا ذکر نہیں ہے۔ (فتح الباری: ۴/۴۴)

جن روایات میں خون خوار درندے اور چیتے وغیرہ کے الفاظ ہیں، ان پر نقد کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ نے جن مذکورہ بالا جانوروں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے یہ جانور انسان کے لیے نقصان، تکلیف، خوف اور فساد کا سبب بن سکتے ہیں، بلکہ ان کی وجہ سے انسان کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے، اس لیے جس جانور میں یہ وصف پایا جائے، محرِم وغیر محرِم کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس کو حرم میں قتل کر دے۔ کلبِ عقور کا مفہوم بھی یہی بنتا ہے۔

(٤٤١)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ......

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: امْتَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي غُسْلِ الْمُحْرِمِ رَأْسَهُ وَهُمَا بِالْعَرْجِ، فَأَرْسَلُونِي إِلَى أَبِي أَيُّوبَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ قَرْنَيْ بِئْرٍ فَسَلَّمْتُ فَضَمَّ الثَّوْبَ إِلَى صَدْرِهِ فَقُلْتُ: أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ ابْنُ أَخِيكَ أَسْأَلُكَ كَيْفَ رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ هَكَذَا؟ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ عَلَى رَأْسِهِ مُقْبِلًا وَمُدْبِرًا قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَأْسَهُ۔

عبد اللہ بن حنین کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان عرج مقام پر یہ بحث ہونے لگ گئی کہ محرِم اپنا سر دھوئے گا یا نہیں، پھر انھوں نے مجھے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیجا، جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہیں اس حال میں پایا کہ وہ ایک کنوئیں کے دو ستونوں کے درمیان غسل کر رہے تھے، میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے سینے تک کپڑا لپیٹ لیا، میں نے ان سے کہا: تمہارے بھتیجے نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے، میں یہ سوال کرنے آیا ہوں کہ تم نے رسول اللہ ﷺ کو کس طرح سر مبارک دھوتے ہوئے دیکھا؟ انھوں نے اپنے ہاتھوں کو آگے کیا اور پیچھے کیا اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح سر دھوتے ہوئے دیکھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٨٤٠، ومسلم: ١٢٠٥

فوائد: ...... محرِم کے نہانے، سر دھونے اور آنکھ میں دوا وغیرہ ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ قانون یہ ہے کہ محرِم کے

لیے جن امور اور چیزوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، ان کے علاوہ تمام چیزیں جائز اور مباح ہیں۔

(٤٤٢)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، وَطَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: احْتَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٨٣٥، ٥٧٠٠، ومسلم: ١٢٠٢

فوائد: ......آپ ﷺ نے سر درد کی وجہ سے سر میں سینگی لگوائی تھی، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایات میں صراحت موجود ہے۔

(٤٤٣)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى......

عَنْ نُبَيْهٍ، قَالَ: اشْتَكَى عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ عَيْنَيْهِ فَلَمَّا أَتَى الرَّوْحَاءَ اشْتَدَّ بِهِ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ فَأَرْسَلَ أَبَانُ أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((يُضَمِّدُهُمَا بِالصَّبِرِ))

نبیہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبید اللہ کی آنکھیں خراب ہو گئیں، جب وہ روحاء مقام پر پہنچے تو اس کی تکلیف بڑھ گئی، پس انھوں نے اس بارے میں ابان بن عثمان کی طرف پیغام بھیجا، انھوں نے یہ جواب دیا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ آدمی اپنی آنکھوں پر ''صَبِر'' لگا لیں۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٢٠٤

فوائد: ......ایلوا، جو ایک کڑوا پودا ہے، اس کو اور اس کے عرق کو ''صَبِر'' کہتے ہیں۔

اس کی جگہ آنکھ کے ڈراپس بھی ڈالے جا سکتے ہیں اور ہر ایسی دوا جس کی خوشبو نہ ہو۔

(٤٤٤)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ......

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ))

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ مُحرِم نکاح کرے، نہ نکاح کرائے اور نہ منگنی کا پیغام بھیجے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٤٠٩

فوائد: ......منگنی کا پیغام بھیجنا، نکاح کرنا اور نکاح کروانا، یہ سب امور مُحرِم کے لیے حرام ہیں۔

(٤٤٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ ابْنِ أُخْتِ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ......

عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفٍ وَنَحْنُ حَلَالَانِ۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے سرف مقام پر شادی کی، جبکہ ہم دونوں حلال تھے۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٤١١

(٤٤٦)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، وَالْحَدِيثُ لِابْنِ الْمُقْرِءِ......

عَنْ عَمْرٍو أَبِي الشَّعْثَاءِ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ۔ فَأَخْبَرْتُ بِهِ الزُّهْرِيَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ وَهِيَ خَالَتُهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَهِيَ حَلَالٌ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احرام کی حالت میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی۔ جب میں نے یہ بات امام زہری کو بتلائی تو انھوں نے کہا: مجھے تو یزید بن اصم نے بتایا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اُن سے شادی کی تھی تو نبی ﷺ بھی حلال تھے اور وہ بھی حلال تھیں، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، یزید بن اصم کی خالہ تھیں۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٢٥٨، ٥١١٤، ومسلم: ١٤١٠

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام سے پہلے شادی کی تھی۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حقیقتِ حال کا علم نہ ہو سکا تھا اور انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا، ممکن ہے کہ جب یہ نکاح مشہور ہوا ہو تو اس وقت آپ ﷺ احرام کی حالت میں ہوں اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہی سمجھ لیا ہو کہ ابھی نکاح ہوا ہے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا صاحب القصہ تھیں اور سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ اس نکاح کے قاصد تھے، ان دونوں کا بیان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے احرام سے پہلے نکاح کیا تھا، جبکہ آپ ﷺ نے محرِم کے لیے نکاح کرنے کو حرام بھی قرار دیا ہے، اس لیے یہ قرائن اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ نکاح احرام سے پہلے ہی ہوا تھا۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام بَرَّہ تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھا، آپ ﷺ نے عمرۂ قضا کے موقع پر ذوالحجہ ۷ھ میں احرام سے پہلے ان سے نکاح کیا اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد حق زوجیت ادا کیا۔

(٤٤٧)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي

عَطاءٌ......

أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ ، أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُولُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَيْتَنِي أَرَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ فَلَمَّا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبٌ قَدْ ظُلِّلَ بِهِ عَلَيْهِ مَعَهُ فِيهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ مِنْهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذْ جَائَهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ بَعْدَمَا تَضَمَّخَ بِطِيبٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ سَكَتَ فَجَائَهُ الْوَحْيُ فَأَشَارَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِيَدِهِ إِلَى يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ تَعَالَ قَالَ فَجَاءَ يَعْلَى: فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ: أَيْنَ السَّائِلُ الَّذِي سَأَلَنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا؟ فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَجِيءَ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْتَزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ۔

صفوان بن یعلی بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کرتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی ہو تو میں اس کیفیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں۔ ایک دن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ مقام میں تھے، آپ کے اوپر ایک کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا، صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، اسی دوران میں ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، جبکہ اس نے ایک جبہ پہنا ہوا تھا اور خوشبو سے لت پت تھا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، جس نے اچھی طرح خوشبو ملنے کے بعد جبے میں عمرہ کا احرام باندھا ہو؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر اس کی طرف دیکھا اور پھر خاموش ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول شروع ہو گیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ ادھر آؤ، چنانچہ سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ آئے اور اپنا سر کپڑے کے اندر داخل کر لیا، انھوں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک سرخ ہو رہا تھا اور آپ خراٹے لے رہے تھے، کچھ دیر یہی کیفیت رہی، پھر یہ کیفیت زائل ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی ابھی عمرے کے بارے میں پوچھ رہا تھا، وہ کہاں ہے؟'' جب اس شخص کو تلاش کر کے لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پر جو خوشبو لگی ہوئی ہے، اسے تین دفعہ اچھی طرح دھو ڈالو، اور یہ جبہ اتار دو اور عمرے کے لیے باقی سارے کام اسی طرح کرو جیسے حج میں کرتے ہو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٥٣٦، ٤٣٢٩، ومسلم: ١١٨٠

فوائد: ......''عمرے کے لیے باقی سارے کام اسی طرح کرو جیسے حج میں کرتے ہو۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ جیسے حج

میں طواف، سعی اور حجامت جیسے افعال کرتے ہو، اسی طرح عمرے میں بھی کرو، یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ حج کے احرام میں جن امور سے اجتناب کرتے ہو، عمرے کے احرام میں بھی ان سے اجتناب کرو۔

پہلے یہ وضاحت ہو چکی ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے اس طرح خوشبو لگانا جائز ہے کہ اس کا اثر احرام باندھنے کے بعد تک جاری رہے، وہ اثر خوشبو کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے اور خوشبو کا وجود برقرار رہنے کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے، البتہ احرام باندھ لینے کے بعد از سرِ نو خوشبو لگانا منع ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس آدمی کو خوشبو دھونے کا حکم کیوں دیا؟ اس اعتراض کے دو جوابات ممکن ہیں:

(۱)...... آپ ﷺ کا خوشبو لگانے کا عمل ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر پیش آیا، جبکہ جعرانہ مقام کی بات کا تعلق ۸ھ سے ہے، اس اعتبار سے آپ ﷺ کا آخری عمل خوشبو لگانا ہے اور اسی پر عمل کیا جائے گا، جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

(۲)...... اس خوشبو میں زعفران تھی، جس کا استعمال مردوں کے لیے ناجائز ہے، اس لیے آپ ﷺ نے منع فرمایا تھا، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''محرم وہ کپڑے بھی نہیں پہن سکتا، جس کو ورس اور زعفران کی خوشبو لگی ہوئی ہو۔''

(٤٤٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ......

قَالَ: ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ، قَالَ: وَكَانَ عَطَاءٌ يَأْخُذُ بِشَأْنِ صَاحِبِ الْجُبَّةِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ، وَالْآخِرُ فَالْآخِرُ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَقُّ ، وَكَانَ مِنْ شَأْنِ صَاحِبِ الْجُبَّةِ أَنَّ عَطَاءً أَخْبَرَنِي أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُولُ نَحْوَهُ۔

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں: عطاء جبے والے اس آدمی کے معاملے کو حجۃ الوداع سے پہلے پر محمول کرتے تھے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا آخری فعل اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کو لیا جائے۔ جبے والے صاحب کے بارے میں عطا کہتے ہیں کہ صفوان بن یعلی نے ان کو بتایا اور انھوں نے سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اس طرح بیان کرتے تھے۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ...... یعنی آپ ﷺ کا آخری عمل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے احرام سے پہلے خوشبو لگائی اور احرام کے بعد اس کا اثر باقی رہا، لہٰذا اسی پر عمل ہونا چاہیے۔

(٤٤٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ، قَالَ: ثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، قَالَ: ثَنَا عَمْرٌو ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ......

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا، جبکہ آپ جعرانہ مقام پر تھے، ایک

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ مُقَطَّعَةٌ يَعْنِي جُبَّةً وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِالْخَلُوقِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَحْرَمْتُ بِالْعُمْرَةِ وَعَلَيَّ هَذِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا كُنْتَ تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ؟)) قَالَ: كُنْتُ أَنْزِعُ هَذِهِ الْمُقَطَّعَةَ وَأَغْسِلُ هَذَا الْخَلُوقَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ))

آدمی آپ کے پاس آیا، اس نے جبّہ پہنا ہوا تھا اور خوب "خَلُوق" خوشبو لگائی ہوئی تھی، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے، جبکہ میں نے یہ لباس پہنا ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم حج میں کیا کرتے تھے؟" اس نے کہا: جی میں اس قسم کا سلا ہوا لباس اتار دیتا تھا اور یہ خلوق خوشبو دھو دیتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جو کچھ تم حج میں کرتے تھے، وہی کچھ عمرے میں کرو۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ١٥٣٦، ٤٣٢٩، ومسلم: ١١٨٠

فوائد: ......خلوق: ایک قسم کی خوشبو ہے جس کا بیشتر حصہ زعفران ہوتا ہے۔
"مُقَطَّعَة" سے مراد سلے ہوئے کپڑے ہیں، صحیح مسلم کی روایت میں "جبّہ" کے ساتھ اس کی تفسیر بیان کی گئی ہے، اس لیے ہم نے ترجمہ کرتے ہوئے جُبّہ کا ذکر کر دیا ہے۔

(٤٥٠)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى......

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَآذَاهُ الْقَمْلُ فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ وَقَالَ: ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ أَوْ أَنْسُكْ بِشَاةٍ أَيَّ ذَلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنْكَ))

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھا، جوئیں مجھے تکلیف دے رہی تھیں، پس آپ ﷺ نے مجھے سر منڈا دینے کا حکم دیا اور فرمایا: "تین دن روزے رکھ، یا چھ مساکین کو اس طرح کھانا کھلا کہ ہر مسکین کو دو دو مدّ آ جائیں، ایک بکری کی قربانی کر، ان میں جو کام بھی کرے گا، تجھے کفایت کرے گا۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ١٨١٤، ١٨١٦، ٤٥١٧، ٦٧٠٨، ومسلم: ١٢٠١

فوائد: ......عمرے کے موقع پر سعی کے بعد اور حج کے موقع پر (١٠) ذوالحجہ کو حجامت کروائی جاتی ہے، اگر کسی عذر کی وجہ سے وقت سے پہلے سر کی تقصیر یا تحلیق کروانا پڑ جائے، تو ایسا کروایا جا سکتا ہے، لیکن اس حدیث کے مطابق فدیہ ادا کرنا پڑے گا، درج ذیل آیت اسی موقع پر نازل ہوئی تھی:

﴿وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ﴾ .... (اور اپنے سر نہ منڈواؤ یہاں تک کہ قربانی اپنے مقام تک پہنچ جائے، لیکن تم میں سے جو آدمی مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو، تو وہ بال منڈوالے اور روزوں کا، یا صدقہ کا یا قربانی کا فدیہ دے)۔ (سورۂ بقرہ: ۱۹۶)

(٤٥١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: ثَنَا هُشَيْمٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُمْسِكُ عَنِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کے موقع پر تلبیہ پڑھنا اس وقت بند کرتے تھے جب حجر اسود کا استلام کرتے تھے۔

تخریج: ضعيف مرفوعا، وصحيح موقوفا...... أخرجه ابو داود: ١٨١٧، والترمذى: ٩١٩...... وقال البيهقي: رفعه خطأ، وكان ابن ابى ليلى كثير الوهم، وخاصة اذا روى عن عطاء فيخطىء كثيرا۔

فوائد: ......عمرے کے موقع پر احرام باندھنے سے لے کر طواف شروع کرنے تک تلبیہ جاری رکھا جائے گا اور حج کا تلبیہ احرام باندھنے سے لے کر (۱۰) ذوالحجہ کو جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک جاری رکھا جائے گا، البتہ بیچ میں دوسرے اذکار بھی کیے جا سکتے ہیں۔

(٤٥٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَصْبَغُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ سَالِمٍ، أَنَّ أَبَاهُ، حَدَّثَهُ قَالَ قَبَّلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْحَجَرَ ثُمَّ قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ۔ قَالَ عَمْرٌو، وَحَدَّثَنِي بِمِثْلِهَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور پھر اس کو مخاطب کر کے کہا: ''خبردار! اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ١٥٩٧، ومسلم: ١٢٧٠

فوائد: ......لوگوں نے کچھ عرصہ پہلے ہی بتوں کی پوجا پاٹ چھوڑی تھی، اس لیے ممکن تھا کہ حجر اسود کے استلام سے ان کو یہ شبہ ہوتا کہ اسلام میں بھی پتھروں کی تعظیم کی جاتی ہے، جیسا کہ دورِ جاہلیت میں عرب لوگ کرتے تھے، سو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے واضح کر دیا کہ اس پتھر کا نفع و نقصان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جا

رہی ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول کا مفہوم یہ ہے کہ امورِ دین میں شارع علیہ السلام کی پیروی کی جائے، اگر چہ ان امور کی حکمتوں اور معنوں کو ہم نہ سمجھ سکیں۔

(٤٥٣)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثَنَا أَبُو خَالِدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ......

عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ بِيَدِهِ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهُ فَقَالَ: مَا تَرَكْتُهُ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔

امام نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، وہ استلام کرتے وقت حجر اسود کو ہاتھ لگاتے اور پھر ہاتھ کا بوسہ لیتے اور کہتے: جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے، اس وقت سے اس عمل کو نہیں چھوڑا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٦٠٦، ومسلم: ١٢٦٨

(٤٥٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ مَضَى عَلَى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو حجر اسود کے پاس گئے، اس کا استلام کیا، پھر اپنی دائیں جانب چل پڑے، تین چکروں میں رمل کیا اور چار میں عام چال چلی۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٢١٨

فوائد: ......رمل: چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے اور کندھے ہلاتے ہوئے ہلکی ہلکی دوڑ لگانا ''رمل'' کہلاتا ہے۔ صرف طوافِ عمرہ یا طوافِ قدوم کے پہلے تین چکروں میں رمل کیا جاتا ہے۔

(٤٥٥)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ ثَلَاثًا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چکروں میں حجر اسود سے حجر اسود تک یعنی پورے چکر میں رمل کیا۔

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......عمرۂ قضاء کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طوافِ قدوم کے پہلے تین چکروں میں حجر اسود سے رکن یمانی تک

رمل کیا تھا، لیکن حجۃ الوداع کے موقع پر حجر اسود سے حجر اسود تک، یعنی پورے چکر میں رمل کیا، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

امام مبارکپوری رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث والا عمل عمرۂ قضا کے موقع پر ۷ھ میں پیش آیا، جبکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث والا عمل ۱۰ھ میں پیش آیا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل کو لیا جائے گا اور پہلے والے عمل کو منسوخ سمجھا جائے گا۔ (تحفۃ الاحوذی: ۲/۹۲)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اب پہلے تین چکروں میں مکمل رمل کیا جائے گا۔

(۴۵۶)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُبَيْدٍ، مَوْلَى السَّائِبِ أَنَّ أَبَاهُ......

أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ السَّائِبِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيمَا بَيْنَ رُكْنِ بَنِي جُمَحٍ، وَالرُّكْنِ الْأَسْوَدِ ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (البقرة: ۲۰۱)

سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن بنی جمح اور رکن اسود کے درمیان یہ دعا پڑھی: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں اچھائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اچھائی عطا فرمانا اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لینا)۔

تخریج: اسناده محتمل للتحسین ...... أخرجه ابو داود: ۱۸۹۲

فوائد: ...... رکن اسود سے مراد حجر اسود والا کونہ ہے اور رکن بنی جمح سے مراد رکن یمانی ہے، اس رکن کو بنو جمح کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اُس وقت اس قبیلے کے افراد کے گھر اس طرف تھے۔

طواف کے دوران رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا بطورِ خاص پڑھنی چاہیے، چکر کے باقی حصے میں کوئی بھی ذکر اور دعا کی جا سکتی ہے اور درود و سلام بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ کسی چکر کا کوئی مخصوص ذکر نہیں ہے، چونکہ طواف کو نماز کہا گیا ہے اور ساری کی ساری نماز ذکر پر مشتمل ہے، اس لیے طواف میں بھی کثرت کے ساتھ ذکر کرنا چاہیے۔

(۴۵۷)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، قَالَ: ثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ لِإِقَامَةِ ذِكْرِ اللهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بیت اللہ کا طواف، صفا مروہ کی سعی اور جمروں کو کنکریاں مارنا، ان سب امور کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے مشروع قرار دیا گیا ہے۔“

تَعالَی))

تخریج: صحیح.....أخرجه ابوداود: ۱۸۸۸، والترمذی: ۹۰۲

فوائد: ......سبحان اللہ! اللہ تعالی کو اپنا ذکر کس قدر پسند ہے۔

(۴۵۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِی رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ ، مِنْهُمْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: أَمَّا الَّذِينَ كَانُوا جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا۔

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جن لوگوں نے حج اور عمرہ جمع کیا تھا، انھوں نے صرف ایک طواف کیا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۱۵۵۶، ۱۶۳۸، ۴۳۹۵، ومسلم: ۱۲۱۱

فوائد: ......حج قران کرنے والا طواف قدوم اور صفا مروہ کی سعی کرے گا، پھر (۱۰) ذوالحجہ کو طوافِ افاضہ کرے گا اور یہی طواف حج وعمرہ دونوں کی طرف سے کفایت کرے گا، جبکہ طواف قدوم کے ساتھ کی گئی صفا مروہ کی سعی ہی دونوں کے لیے کافی ہو گی۔

(۴۵۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا لِحَجِّهِمْ وَعُمْرَتِهِمْ وَسَعَوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔ قَالَ أَبُو عَاصِمٍ مَرَّةً: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ طَافُوا بِالْبَيْتِ طَوَافًا وَاحِدًا لِحَجِّهِمْ وَعُمْرَتِهِمْ وَسَعَوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے حج وعمرہ کے لیے ایک طواف اور صفا مروہ کی ایک سعی کی تھی۔ ابو عاصم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے حج اور عمرہ دونوں کے لیے بیت اللہ کا ایک طواف اور صفا مروہ کی ایک سعی کی تھی۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۱۲۱۵

(۴۶۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے حج اور عمرہ دونوں کا تلبیہ پکارا ہے، اس کو

أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كَفَاهُ لَهُمَا طَوَافٌ وَاحِدٌ، ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا))

ان دونوں کے لیے ایک طواف کافی ہے اور وہ ان دونوں سے اکٹھا حلال ہوگا۔''

تخریج: صحیح موقوفا بهذا اللفظ...... أخرجه ابن ماجه: ۲۹۷۵، والترمذی: ۹٤۸...... عبد العزيز الدراوردی حدیثه عن عبید الله بن عمر منکر

فوائد: ...... جامع ترمذی کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((مَنْ اَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اَجْزَأَهُ طَوَافٌ وَاحِدٌ وَسَعْيٌ وَاحِدٌ عَنْهُمَا حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا)) ...... جو آدمی حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا احرام باندھے گا، اس کو ایک طواف اور ایک سعی کفایت کریں گے اور وہ دونوں سے اکٹھا حلال ہوگا۔'' امام البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(٤٦١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا النُّفَيْلِيُّ، قَالَ: ثَنَا مُوسَى، ح قَالَ: وَثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ طَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ، وَلَكِنِ اللّٰهُ أَحَلَّ لَكُمْ فِيهِ النُّطْقَ، فَمَنْ نَطَقَ فَلَا يَنْطِقْ إِلَّا بِخَيْرٍ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیت اللہ کا طواف نماز ہے، لیکن اللہ تعالی نے اس میں بولنے کو جائز قرار دیا ہے، پس جو شخص کلام کرنا چاہے تو وہ صرف خیر و بھلائی والی بات کرے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه الترمذی: ۹٦۰

فوائد: ...... ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ فَاَقِلُّوْا مِنَ الْكَلَامِ)) ...... ''بیت اللہ کا طواف نماز ہے، پس اس میں کم کلام کیا کرو۔'' (سنن نسائی: ۲۹۲۲)

(٤٦٢)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَدِمَتْ وَهِيَ مَرِيضَةٌ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ)) قَالَتْ: وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِالطُّورِ۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا جب آئیں تو وہ بیمار تھیں، جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیماری کے متعلق بتایا تو آپ نے فرمایا: ''تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لینا۔'' پھر سیدہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا کہ آپ کعبہ کے پاس سورۂ طور کی تلاوت کر رہے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٦٤، ١٦١٩، ١٦٢٦، ومسلم: ١٢٧٦

فوائد: ......سواری پر طواف اور سعی کرنے کی مزید روایات اور اس کی وجوہات:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلٰى بَعِيْرِهٖ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يُضْرَبَ عَنْهُ النَّاسُ۔ ...... نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر کعبہ کے اردگرد اپنے اونٹ پر طواف کیا، وہیں سے حجر اسود کا استلام کر لیتے، (سوار ہونے کی وجہ یہ تھی کہ) آپ ناپسند کرتے تھے کہ لوگوں کو آپ ﷺ سے دور کرنے کے لیے مارا جائے۔ (صحیح مسلم)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوْهُ فَاِنَّ النَّاسَ غَشَوْهُ۔ ......رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی سواری پر اس لیے کی تھی تاکہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھ سکیں اور آپ ﷺ لوگوں کو اوپر سے دیکھ سکیں اور لوگ آپ سے سوال کر سکیں، کیونکہ لوگوں نے آپ ﷺ پر ہجوم کیا ہوا تھا۔ (ابوداود، نسائی)

معلوم ہوا کہ کسی عذر کی وجہ سے سواری پر طواف اور سعی کی جا سکتی ہے، نیز جو امام لوگوں کی رہنمائی کر رہا ہو یا لوگ جس کی اقتدا کر رہے ہوں اور اس کو اپنی طرف لوگوں کے ہجوم کا خطرہ ہو تو ایسا امام طواف اور سعی کے دوران سوار ہو سکتا ہے۔

(٤٦٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا، آپ ﷺ چھڑی کے ذریعے سے حجر اسود کا استلام کرتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٦٠٧، ومسلم: ١٢٧٢

(٤٦٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْهَرَوِيُّ، سَكَنَ الرَّيَّ قَالَ: ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ مَعْرُوفٍ......

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ

سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ اپنی سواری پر طواف کرتے اور چھڑی سے حجر اسود کو چھو کر چھڑی کا بوسہ لیتے تھے، پھر آپ صفا کی

بِمِحْجَنِهِ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا فَطَافَ سَبْعًا عَلَى رَاحِلَتِهِ۔

طرف نکل گئے اور اپنی سواری پر صفا مروہ کے سات چکر لگائے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٢٧٥

فوائد: ......حجر اسود کو استلام کرنے کے چار طریقے ہیں، جو حدیث نمبر (۵۱۲) کے بعد حج و عمرہ کے مختصر طریقہ میں مذکور ہیں۔

(٤٦٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ......

قَالَ: ثَنَا جَعْفَرٌ، قَالَ: ثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهُوَ فِي بَنِي سَلَمَةَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ بِالْمَدِينَةِ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ أُذِّنَ فِي النَّاسِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ هَذَا الْعَامَ، فَنَزَلَ بِالْمَدِينَةِ بَشَرٌ كَثِيرٌ، كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَفْعَلَ مَا يَفْعَلُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ، نَفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ بِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: ((اغْتَسِلِي ثُمَّ اسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ ثُمَّ أَهِلِّي۔)) فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ: ((لَبَّيْكَ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ،

جعفر کے والد کہتے ہیں: ہم سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جبکہ وہ ان دنوں بنو سلمہ میں مقیم تھے، ہم نے ان سے نبیٔ کریم ﷺ کے حج کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں نو سال بسر کیے اور اس عرصہ میں آپ ﷺ نے حج نہیں کیا۔ اس کے بعد لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ اس سال رسول اللہ ﷺ حج کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔ یہ اعلان سن کر بے شمار لوگ مدینہ منورہ میں جمع ہو گئے۔ ہر آدمی چاہتا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرے اور وہی افعال کرے جو آپ ﷺ سر انجام دیں، چنانچہ ذی قعدہ کے دس روز باقی تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے سفر شروع کر دیا، ہم بھی آپ ﷺ کی معیت میں روانہ ہو گئے۔ جب ہم ذوالحلیفہ مقام پر پہنچے تھے تو سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ اب وہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غسل کر کے لنگوٹ کس لے اور احرام باندھ لے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے آگے بڑھے، جب آپ کی سواری ''بیداء'' پر سیدھی ہوئی تو آپ نے یہ کلمۂ توحید پڑھا: ''لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ''(میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی

لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ، لَا شَرِيكَ لَكَ)) وَلَبَّى النَّاسُ وَالنَّاسُ يَزِيدُونَ ذَا الْمَعَارِجِ نَحْوَهُ ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ فَلَا يَقُولُ لَهُمْ شَيْئًا فَنَظَرْتُ مَدَّ بَصَرِي بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَعَنْ يَمِينِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَعَنْ شِمَالِهِ مِثْلُ ذٰلِكَ قَالَ جَابِرٌ: وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا عَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ فَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا فَخَرَجْنَا لَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْكَعْبَةَ ، اسْتَلَمَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ ثُمَّ رَمَلَ ثَلَاثَةً وَمَشَى أَرْبَعَةً حَتَّى إِذَا فَرَغَ عَمَدَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى خَلْفَهُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة: ١٢٥) قَالَ أَبِي: فَقَرَأَ فِيهِ بِالتَّوْحِيدِ ، وَ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ ثُمَّ اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَخَرَجَ إِلَى الصَّفَا ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ (البقرة: ١٥٨) ثُمَّ قَالَ: ((نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ.)) فَرَقِيَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى إِذَا نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ

شریک نہیں، میں حاضر ہوں، تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لیے ہیں اور بادشاہت بھی تیرے لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں)، آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے بھی تلبیہ پڑھا، لوگ اپنے تلبیہ میں "ذَا الْمَعَارِجِ" (اے بلندیوں والے) وغیرہ کے الفاظ بھی بڑھا رہے تھے اور نبی کریم ﷺ نے ان کے یہ الفاظ سنے، مگر آپ ﷺ نے ان کو کچھ نہ کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھا، تاحدِ نظر انسان ہی انسان تھے، کوئی سوار تھا اور کوئی پیدل۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے، آپ پر قرآن نازل ہوتا تھا اور آپ ہی اس کی بہترین تفسیر جانتے تھے، جیسے جیسے آپ نے عمل کیے، ہم بھی اسی کے مطابق کرتے گئے۔ ہم حج کی نیت سے روانہ ہوئے تھے، جب ہم کعبہ پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، پھر تین چکروں میں ذرا تیز اور چار چکروں میں ذرا آہستہ چال چل کر بیت اللہ کا طواف کیا، اس سے فارغ ہو کر آپ ﷺ مقام ابراہیم کے پاس آئے اور اس کے پیچھے آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور پھر یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ .... (تم مقامِ ابراہیم کے پاس نماز ادا کرو۔) (سورۂ بقرہ: ۱۲۵) رسول اللہ ﷺ نے طواف کی دو رکعتوں میں سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون کی تلاوت کی، اس کے بعد آپ ﷺ نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور صفا کی طرف چلے گئے اور یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ .... (بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں) (سورۂ بقرہ: ۱۵۸) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "جس سے اللہ نے ابتدا کی، ہم بھی اسی سے آغاز کریں گے، پھر آپ ﷺ صفا کے اوپر اس قدر چڑھ گئے کہ بیت اللہ دکھائی

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ أَوْ غَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ.)) ثُمَّ دَعَا ثُمَّ رَجَعَ إِلَى هَذَا الْكَلَامِ ثُمَّ دَعَا ثُمَّ رَجَعَ إِلَى هَذَا الْكَلَامِ ثُمَّ نَزَلَ حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي الْوَادِي رَمَلَ حَتَّى إِذَا صَعِدَ مَشَى حَتَّى إِذَا أَتَى الْمَرْوَةَ فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتَّى إِذَا نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ فَقَالَ عَلَيْهَا كَمَا قَالَ عَلَى الصَّفَا فَلَمَّا كَانَ السَّابِعُ عِنْدَ الْمَرْوَةِ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ، لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَلَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً.)) قَالَ: فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ فَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ وَهُوَ فِي أَسْفَلِ الْمَرْوَةِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلِعَامِنَا هَذَا أَمْ لِلْأَبَدِ؟ قَالَ: فَشَبَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ فَقَالَ: لِلْأَبَدِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: ((دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى الْقِيَامَةِ.)) قَالَ: وَقَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنَ الْيَمَنِ فَقَدِمَ بِهَدْيٍ وَسَاقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ هَدْيًا فَإِذَا فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَدْ حَلَّتْ وَلَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَيْهَا

دینے لگا، وہاں آپ نے ''اللہ اکبر'' کہا اور یہ دعا پڑھی: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ. (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے، وہی ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس نے اپنے بندے یعنی محمد ﷺ کی مدد کی اور وہ اکیلا تمام جماعتوں اور گروہوں پر غالب رہا) اس کے بعد آپ ﷺ نے وہاں دعائیں کیں۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ صفا سے نیچے تشریف لائے، جب آپ وادی کے درمیان میں پہنچے تو آپ دوڑے، جب بلندی شروع ہوئی تو آپ آہستہ آہستہ چلنے لگے تا آنکہ مروہ پر پہنچ گئے۔ آپ مروہ کے اوپر چلے گئے، یہاں تک کہ آپ کو بیت اللہ دکھائی دینے لگا، وہاں بھی آپ نے اسی طرح دعائیں کیں جیسے صفا پر کی تھیں۔ جب مروہ کے پاس آپ کا ساتواں چکر تھا تو آپ نے فرمایا: ''لوگو! جو بات مجھے اب پتہ چلی ہے، اگر یہ مجھے پہلے پتہ ہوتی تو میں قربانی کا جانور ساتھ لے کر نہ آتا اور اس عمل کو عمرہ بنا دیتا، اب جن لوگوں کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے، وہ اپنے اس عمل کو عمرہ بنا لیں اور احرام کھول دیں، چنانچہ سب لوگ حلال ہو گئے۔ سیدنا سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ، جو اس وقت مروہ سے نیچے تھے، نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان دنوں میں عمرہ کی یہ اجازت اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر تین مرتبہ فرمایا: ''ہمیشہ کے لیے ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت تک عمرہ حج میں داخل ہو گیا

فَقَالَتْ: أَمَرَنِي بِهِ أَبِي قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْكُوفَةِ قَالَ أَبِي هَذَا الْحَرْفُ لَمْ يَذْكُرْهُ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَذَهَبْتُ مُحَرِّشًا أَسْتَفْتِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي ذَكَرَتْ فَاطِمَةُ قُلْتُ: إِنَّ فَاطِمَةَ لَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ وَقَالَتْ: أَمَرَنِي بِهِ أَبِي فَقَالَ: ((صَدَقَتْ صَدَقَتْ صَدَقَتْ أَنَا أَمَرْتُهَا بِهِ)) قَالَ جَابِرٌ وَقَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ((بِمَ أَهْلَلْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَمَعِيَ الْهَدْيُ قَالَ: ((فَلَا تَحِلَّ)) قَالَ: وَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِي أَتَى بِهِ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً فَنَحَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ وَأَعْطَى عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا ثُمَّ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَدْ نَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ)) وَوَقَفَ بِعَرَفَةَ وَقَالَ: ((قَدْ وَقَفْتُ هٰهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ۔)) وَوَقَفَ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَقَالَ: ((قَدْ وَقَفْتُ هٰهُنَا وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ))

ہے۔“ اُدھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے قربانی کے جانور ساتھ لے کر آئے تھے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے یہ جانور لے کر آئے تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کے بعد احرام کھول دیا تھا اور رنگین لباس پہن لیا تھا اور سرمہ بھی ڈال لیا تھا، لیکن ان کا یہ عمل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اچھا نہ لگا، جب انہوں نے اس پر انکار کیا تو انہوں نے کہا: مجھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں یہ بات بیان کی تھی کہ وہ غصے کی حالت میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گئے اور کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رنگ دار کپڑے پہن لیے ہیں اور سرمہ بھی ڈال لیا ہے اور کہتی ہیں کہ ان کو ان کے والد (ﷺ) نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ٹھیک کہتی ہے، (تین بار فرمایا) میں نے ہی اسے یہ حکم دیا تھا۔“ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”تم نے تلبیہ پڑھتے وقت کیا کہا تھا؟“ انہوں نے کہا: میں نے کہا تھا کہ جس طرح کی نیت رسول اللہ ﷺ کی ہے، میری بھی وہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس تو قربانی کا جانور ہے، لہٰذا تم بھی احرام کی حالت میں رہو۔“ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے جو جانور لے کر آئے تھے ان کی مجموعی تعداد (۱۰۰) تھی، رسول اللہ ﷺ نے (۶۳) اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر کیے اور باقی اونٹ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نحر کیے، آپ ﷺ نے انہیں قربانی میں شریک کیا تھا، پھر آپ ﷺ نے ہر اونٹ کا ایک ایک ٹکڑا لے کر پکانے کا حکم دیا، چنانچہ وہ گوشت ایک ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا، آپ ﷺ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وہ گوشت کھایا اور اس کا شوربہ نوش کیا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تو یہاں جانور ذبح کئے ہیں، تاہم پورا منی قربان گاہ

ہے۔" آپ ﷺ نے عرفہ میں ایک مقام پر قیام کیا اور فرمایا: "میں نے تو یہاں وقوف کیا ہے، تاہم پورا عرفہ وقوف کی جگہ ہے۔" آپ ﷺ نے مزدلفہ میں ایک مقام پر وقوف کیا اور فرمایا: "میں تو یہاں ٹھہرا ہوا ہوں، تاہم پورا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔"

تخریج: أخرجه مسلم: ١٢١٨

فوائد: ...... یہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کے حجۃ الوداع کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

ملا علی قاری نے "مرقاۃ المفاتیح" میں کہا: حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ نوے ہزار (٩٠،٠٠٠) صحابہ تھے۔ ایک قول کے مطابق ان کی تعداد ایک لاکھ، تیس ہزار تھی۔

آپ ﷺ ہدی کے جو اونٹ مدینہ منورہ سے لے کر گئے تھے، ان کی تعداد تریسٹھ (٦٣) تھی، باقی سینتیس (٣٧) اونٹ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے لے کر آئے تھے۔

(٤٦٦)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا لَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفٍ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ: ((أَحِضْتِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْمُحْرِمُ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہم روانہ ہوئے، جبکہ ہماری نیت صرف ادائیگی حج کی تھی، جب ہم سرف مقام پر پہنچے تو میں حائضہ ہو گئی، جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: "حائضہ ہو گئی ہو؟" میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو بناتِ آدم پر لکھ دیا ہے، پس جو کچھ محرِم کر رہا ہے، تم بھی اسی طرح کرو، البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔"

تخریج: أخرجه البخاری: ٣٠٥، ومسلم: ١٢١١

فوائد: ......حیض اور نفاس والی خواتین دیگر خواتین و حضرات کی طرح احرام باندھ کر حج و عمرہ کے تقاضوں کو پورا کریں گی، فرق صرف یہ ہے کہ وہ پاک ہونے تک بیت اللہ کے طواف کو مؤخر کر دیں گی۔

(٤٦٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیدنا عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب

قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْمُزْدَلِفَةِ فَقُلْتُ: أَتَيْتُكَ مِنْ جَبَلَي طَيِّءٍ وَقَدْ أَكْلَلْتُ رَاحِلَتِي وَلَمْ أَدَعْ جَبَلًا إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَنْ شَهِدَ بِالصَّلَاةِ مَعَنَا وَوَقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ فَقَدْ قَضَى تَفَثَهُ وَتَمَّ حَجُّهُ))

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا، اس وقت آپ مزدلفہ میں تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں طیء کے دو پہاڑوں سے آیا ہوں، میں نے اپنی سواری کو خوب مشقت میں ڈالا ہے اور ہر پہاڑ پر وقوف کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمارے ساتھ یہ نماز ادا کی اور عرفہ میں، رات یا دن کا کوئی حصہ وقوف کیا ہو تو اس کے پراگندہ ہونے کے تقاضے پورے ہو گئے اور اس کا حج مکمل ہو گیا۔“

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابوداود: ١٩٥٠، والترمذي: ٨٩١، والنسائي: ٥/ ٢٦٣، وابن ماجه: ٣٠١٦

فوائد: اس حدیث میں مزدلفہ میں ادا کی جانے والی نمازِ فجر کا ذکر ہے۔

دراصل اس حدیث میں مزدلفہ اور عرفات کے وقوف کی اہمیت کو ثابت کیا جا رہا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نو ذوالحجہ کا دن اور اس کے بعد آنے والی رات، اس دورانیے میں کسی وقت بھی عرفات میں وقوف کیا جا سکتا ہے، لیکن جب آپ ﷺ منیٰ سے عرفات میں پہنچے تو آپ نے زوال تک وادیٔ نمرہ میں قیام کیا، پھر آپ ﷺ وادیٔ عرنہ میں تشریف لائے، وہاں خطبہ ارشاد فرمایا اور جمع تقدیم کے ساتھ ظہر و عصر کی نمازیں ادا کیں، بعد ازاں عرفہ میں تشریف لا کر وقوف شروع کیا۔

ایک طرف آپ ﷺ کا فرمان عام ہے کہ دن اور رات کی کسی گھڑی میں وقوف کیا جا سکتا ہے، لیکن دوسری طرف آپ ﷺ کا فعل خاص ہے کہ آپ نے زوال کے بعد وقوفِ عرفہ شروع کیا۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام مالک رحمہم اللہ نے آپ ﷺ کے فعل کی روشنی میں قول کو خاص کر دیا ہے، جبکہ امام احمد رحمہ اللہ نے قولی حدیث کے عموم کو باقی رکھا ہے، یعنی ان کے نزدیک زوال سے پہلے بھی وقوف ہو سکتا ہے۔ امام احمد کا قول راجح معلوم ہوتا ہے، کیونکہ آپ ﷺ کا کسی عام کے بعض افراد پر عمل کر لینا اور دوسروں کی نفی نہ کرنا، اس سے تخصیص لازم نہیں آتی۔

”اس کے پراگندہ رہنے کے تقاضے پورے ہو گئے ہیں۔“ ایک قول کے مطابق اس کا مفہوم یہ ہے کہ حج کے جو مناسک اس پر عائد ہوتے تھے، اس نے پورے کر دیے، لیکن مشہور بات یہ ہے کہ ”تَفَث“ سے مراد وہ چیز ہے جو محرم حلال ہوتے وقت سر کے بال کاٹنے یا مونڈنے، زیرِ ناف بال صاف کرنے، بغلوں کے بال اکھاڑنے اور دوسرے امورِ فطرت کو سرانجام دینے کی صورت میں کرتا ہے، اسی چیز میں قربانیاں کرنا اور حج کے تمام مناسک ادا کرنا بھی آ جاتا ہے، کیونکہ ان مناسک کے بعد ہی ”تَفَث“ کے تقاضے پورے کیے جاتے ہیں۔ ”تفث“ کے اصل معنی میل کچیل کے ہیں۔

(٤٦٨)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: ثَنَا الثَّوْرِيُّ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ الدِّيلِيِّ، قَالَ: سیدنا عبد الرحمٰن بن یعمر دیلی سے مروی ہے کہ رسول اللہ

سَمِعْتُ النَّبِی صَلَّی اللّٰهُ علیهِ وسَلَّم یَقُولُ: ((اَلْحجّ عَرَفَاتٌ ثلاثًا فَمن ادرك عَرفَةَ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ فَقَدْ أَدْرَكَ))

ﷺ نے فرمایا ''عرفہ میں وقوف کرنا ہی حج ہے، یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا، جس نے طلوع فجر سے پہلے عرفہ کو پالیا، اس نے حج پالیا۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۱۹۴۹، والترمذی: ۲۹۷۵، والنسائی: ۵/ ۲۵۶، وابن ماجه: ۲۹۷۵

فوائد: ......اس حدیث میں وقوف عرفہ کی اہمیت اور کم از کم مقدار کو واضح کیا گیا ہے۔

(٤٦٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ، قَالَ: ثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: ثَنَا جَعْفَرٌ، عَنْ أَبِيهِ......

قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ، رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِيَدِهِ فَعقَدَ تِسْعًا ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ أُذِّنَ فِي النَّاسِ فِي الْعَاشِرَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَعْمَلَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى أَتَيْنَا ذَا الْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَصْنَعُ؟ قَالَ: ((اغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ وَأَحْرِمِي۔)) فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ عَلَى

جعفر کے والد کہتے ہیں: میں سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا: نبی کریم ﷺ کے حج کے بارے میں ہمیں بتلایئے، انہوں نے اپنے ہاتھ سے نو گرہیں لگائیں اور پھر کہا: رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں نو سال بسر کیے اور اس عرصے میں آپ ﷺ نے حج نہیں کیا، اس کے بعد لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ اس سال رسول اللہ ﷺ حج کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں، یہ اعلان سن کر بے شمار لوگ مدینہ منورہ میں جمع ہو گئے، ہر آدمی چاہتا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرے اور وہی افعال کرے جو آپ ﷺ سرانجام دیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سفر شروع کر دیا، ہم بھی آپ ﷺ کی معیت میں روانہ ہو گئے۔ جب ہم ذوالحلیفہ مقام پر پہنچے تو سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ اب وہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غسل کر کے لنگوٹ کس لے اور احرام باندھ لے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی اور پھر قصواء اونٹنی پر سوار ہو گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی سواری ''بیداء'' پر سیدھی ہوئی، میں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں دیکھا، تاحدِ نظر انسان ہی انسان تھے، کوئی سوار تھا اور کوئی پیدل، رسول اللہ

الْبَيْدَاءِ نَظَرْتُ إِلَى مَدِّ بَصَرِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ مِنْ رَاكِبٍ وَمَاشٍ وَعَنْ يَمِينِهِ مِثْلُ ذَلِكَ وَعَنْ يَسَارِهِ مِثْلُ ذَلِكَ وَمِنْ خَلْفِهِ مِثْلُ ذَلِكَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَعَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ فَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا بِهِ فَأَهَلَّ بِالتَّوْحِيدِ ((لَبَّيْكَ ، اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَا شَرِيكَ لَكَ ، لَبَّيْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ، لَا شَرِيكَ لَكَ)) قَالَ: وَأَهَلَّ النَّاسُ بِهَذَا الَّذِي يُهِلُّونَ بِهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِنْهُ وَلَزِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلْبِيَتَهُ قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَسْنَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتَّى إِذَا أَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ نَفَذَ إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ فَقَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة: ١٢٥) فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ قَالَ: وَكَانَ أَبِي يَقُولُ وَلَا أَعْلَمُهُ ذَكَرَهُ إِلَّا ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بِـ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ ﴿قُلْ يَآ أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ إِلَى الصَّفَا فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَأَ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ (البقرة: ١٥٨) أَبْدَأُ بِمَا

ﷺ ہمارے درمیان جا رہے تھے، آپ پر قرآن مجید بھی نازل ہو رہا تھا، اور آپ ہی اس کی تفسیر بہترین جانتے تھے، پس آپ ﷺ نے جو عمل کیا، ہم نے بھی وہی عمل کیا، آپ ﷺ نے یہ کلمہ توحید پکارا: ''لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ'' (میں حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لیے ہیں اور بادشاہت بھی تیرے لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں)، آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے بھی تلبیہ پڑھا، نبی کریم ﷺ نے لوگوں کی کسی چیز کو ردّ نہیں کیا، رسول اللہ ﷺ تلبیہ کہتے رہے، سیدنا جابر کہتے ہیں: ہماری نیت تو صرف حج کی تھی، ہم تو عمرے کو نہیں پہچانتے تھے، لیکن جب ہم کعبہ پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو بوسہ دیا، پھر تین چکروں میں ذرا تیز اور چار چکروں میں ذرا آہستہ چال چل کر بیت اللہ کا طواف کیا، اس سے فارغ ہو کر آپ ﷺ مقام ابراہیم کے پاس آئے اور یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ .... (تم مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کرو۔) ((سورۂ بقرہ: ۱۲۵)) رسول اللہ ﷺ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان رکھا اور طواف کی دو رکعتوں میں سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون کی تلاوت کی، اس کے بعد آپ ﷺ بیت اللہ کی طرف لوٹے، حجر اسود کا استلام کیا اور پھر دروازے سے صفا کی طرف چلے گئے اور جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ .... (بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں) (سورۂ بقرہ: ۱۵۸) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس سے اللہ نے ابتدا کی، ہم بھی

بَـدَأَ اللّٰهُ بِهِ فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتَّى رَأَى الْبَيْتَ فَكَبَّرَ اللّٰهَ وَوَحَّدَهُ وَقَالَ: ((لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَـيْءٍ قَـدِيرٌ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَـصَـرَ عَبْدَهُ وَهَـزَمَ الْأَحْـزَابَ وَحْدَهُ، ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَقَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ إِلَى الْمَرْوَةِ حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ رَمَلَ فِي بَطْنِ الْوَادِي حَتَّى إِذَا صَـعِدْنَا مَشَى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ فَصَنَعَ عَـلَى الْمَرْوَةِ كَمَا صَنَعَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى إِذَا كَـانَ آخِـرُ طَـوَافٍ عَـلَى الْمَرْوَةِ قَالَ: ((لَـوْ أَنِّـي اسْتَقْبَلْـتُ مِـنْ أَمْـرِي مَـا اسْتَدْبَرْتُ لَـمْ أَسُـقِ الْهَـدْيَ وَلَجَعَلْتُهَا عُـمْـرَةً فَـمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً۔)) فَحَلَّ النَّاسُ كُـلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ وَمَـنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَقَامَ سُرَاقَةُ بْـنُ جُـعْشُمٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلِعَامِنَا هٰذَا أَمْ لِأَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَهُ فِي الْأُخْرَى ثُمَّ قَالَ: ((دَخَـلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ هٰكَذَا مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ۔)) قَالَ: وَقَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ الـلّٰهُ عَـنْـهُ مِـنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ فَوَجَدَ فَـاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَرَجَّلَتْ وَلَبِسَتْ ثِيَـابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ فَأَنْكَرَ عَلِيٌّ رَضِيَ

اسی سے آغاز کریں گے۔'' (یعنی اللہ نے آیت میں پہلے صفا کا ذکر کیا، ہم بھی صفا سے سعی شروع کریں گے)۔ پھر آپ ﷺ صفا کے اوپر اس قدر چڑھ گئے کہ بیت اللہ دکھائی دینے لگا، وہاں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور وحدانیت بیان کی اور یہ دعا پڑھی: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْـمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰـهَ إِلَّا الـلّٰـهُ، أَنْـجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْـزَابَ وَحْـدَهُ۔ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے اور تعریف بھی اسی کی ہے، وہی ہر چیز پر قادر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس نے اپنے بندے یعنی محمد ﷺ کی مدد کی اور وہ اکیلا تمام جماعتوں پر غالب رہا)۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دعا کی اور تین دفعہ یہ عمل دوہرایا، بعد ازاں رسول اللہ ﷺ مروہ کی طرف جانے کے لیے نیچے تشریف لائے، جب وادی کے درمیان پہنچے تو آپ دوڑے، جب بلندی شروع ہوئی تو آپ آہستہ آہستہ چلنے لگے تا آنکہ مروہ پر پہنچ گئے، آپ ﷺ مروہ کے اوپر چلے گئے اور مروہ پر وہی عمل دوہرایا جو صفا پر کیا تھا، جب مروہ کے پاس آپ کا ساتواں چکر تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! جو بات مجھے اب پتہ چلی ہے، اگر یہ مجھے پہلے پتہ ہوتی تو میں قربانی کا جانور ساتھ لے کر نہ آتا اور اس عمل کو عمرہ بنا دیتا، اب جن لوگوں کے پاس قربانی کا جانور نہیں ہے، وہ اپنے اس عمل کو عمرہ بنا لیں اور احرام کھول دیں۔'' چنانچہ سب لوگ حلال ہو گئے اور اپنے بال کٹوائے، ماسوائے رسول اللہ ﷺ اور ان صحابہ کے کہ جن کے پاس قربانی تھی، سیدنا سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ان دنوں

اللّٰهُ عَنْهُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: أَبِي أَمَرَنِي بِهٰذَا قَالَ: فَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَرِّشًا عَلَى فَاطِمَةَ فِي الَّذِي صَنَعَتْ مُسْتَفْتِيًا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِي ذَكَرَتْ عَنْهُ وَأَنْكَرْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَ: ((صَدَقَتْ صَدَقَتْ مَاذَا قُلْتَ حِينَ فَرَضْتَ الْحَجَّ؟)) قَالَ: قُلْتُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فَإِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحْلِلْ)) فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ مِنَ الَّذِي قَدِمَ بِهِ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِي أَتَى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ مِائَةً فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوا إِلَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَوَجَّهُوا إِلَى مِنًى أَهَلُّوا بِالْحَجِّ فَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى بِمِنًى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالصُّبْحَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيلًا حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِقُبَّةٍ لَهُ مِنْ شَعْرٍ فَضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَسَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي

میں عمرے کی اجازت اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر فرمایا: ''عمرہ، حج میں اس طرح داخل ہو گیا ہے، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی کریم ﷺ کے لیے قربانی کے جانور ساتھ لے کر آئے تھے، جب انھوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ انھوں نے تو (احرام اتار کر) کنگھی کر رکھی ہے، رنگین لباس پہن لیا ہے اور سرمہ بھی ڈالا ہوا ہے، ان کا یہ عمل سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اچھا نہ لگا، لیکن انہوں نے کہا: مجھے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ لینے کے لیے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پر ان کے کیے کی وجہ سے آپ ﷺ کو بھڑکانے کے لیے آپ کے پاس گیا اور بتایا کہ اس نے ایسے ایسے کیا ہے اور میں نے اس کی اس کارروائی کا انکار کیا ہے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ٹھیک کہتی ہے، وہ ٹھیک کہتی ہے، اچھا جب تم نے حج فرض کیا تو کیسے تلبیہ پڑھا تھا؟'' انہوں نے کہا: میں نے کہا تھا کہ جس طرح کا تلبیہ رسول اللہ ﷺ نے کہا ہے، وہی میرا بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس تو قربانی کا جانور ہے، لہٰذا تم بھی احرام کی حالت میں رہو۔'' رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے جو جانور لے کر آئے تھے، ان کی مجموعی تعداد (۱۰۰) تھی، پس سارے لوگ حلال ہو گئے اور انھوں نے اپنے بال کٹوا دیے، ما سوائے نبی کریم ﷺ کے اور ان لوگوں کے جن کے پاس قربانی کا جانور تھا، پھر جب ترویہ والا یعنی آٹھ ذوالحجہ کا دن ہوا تو سارے کے سارے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور حج کا تلبیہ کہا، رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور منیٰ میں جا کر ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا

الْجَاهِلِيَّةِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةَ فَنَزَلَ بِهَا حَتَّى زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهُ فَرَكِبَ حَتَّى أَتَى بَطْنَ الْوَادِي فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: ((إِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، أَلَا وَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، وَدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، وَأَوَّلُ دَمٍ أَضَعُهُ دِمَاؤُنَا: دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ كَانَ مُسْتَرْضَعًا فِي بَنِي سَعْدٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ، وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُهُ رِبَانَا: رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ، اتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ اللهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ، وَإِنَّ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَلَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَإِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ كِتَابَ اللَّهِ وَأَنْتُمْ مَسْئُولُونَ عَنِّي فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟)) قَالُوا: نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ رِسَالَاتِ رَبِّكَ وَنَصَحْتَ لِأُمَّتِكَ وَقَضَيْتَ الَّذِي عَلَيْكَ

گیں، پھر تھوڑی دیر ٹھہرے، حتی کہ سورج طلوع ہو گیا، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ بالوں سے بنا ہوا خیمہ لگا دیا جائے، چنانچہ نمرہ وادی میں خیمہ لگا دیا گیا، پس رسول اللہ ﷺ چل پڑے، قریش کو یقین تھا کہ آپ ﷺ مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس ٹھہریں گے، جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں قریشی اسی مقام پر ٹھہرا کرتے تھے، لیکن آپ ﷺ اس مقام سے تجاوز کر گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ عرفہ پہنچ گئے اور دیکھا کہ خیمہ وادیٔ نمرہ میں لگایا گیا تھا، پس آپ ﷺ اس میں ٹھہرے، یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا، پھر آپ نے قصواء اونٹنی کے بارے میں حکم دیا، اس کا پالان کسا گیا، آپ اس پر سوار ہوئے، یہاں تک کہ وادی کی ہموار جگہ میں آئے اور لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: ''بیشک تم پر تمہارے خون اور مال اس طرح حرام ہیں، جیسے تمہارے اس شہر میں اس مہینے کے اس دن کی حرمت ہے، خبردار! جاہلیت کا ہر معاملہ میرے پاؤں کے نیچے ہے۔ جاہلیت کے خونوں کو میرے پاؤں کے نیچے رکھ دیا گیا ہے اور پہلا خون جس کو میں معاف کرتا ہوں، وہ ہمارا اپنا خون ہے، یعنی ربیعہ بن حارث کے بیٹے کو، یہ بنو سعد میں دودھ پی رہا تھا کہ بنو ہذیل نے اس کو قتل کر دیا تھا، جاہلیت کا سود ختم کر دیا گیا ہے، پہلا سود جس کو میں معاف کرتا ہوں، وہ ہمارا اپنا سود ہے، یعنی عباس بن عبد المطلب کا سود، اس کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ عورتوں کے بارے میں اللہ تعالی سے ڈر جاؤ، کیونکہ تم نے ان کو اللہ تعالی کی امان کے ساتھ لیا ہے اور اللہ تعالی کے کلمے کے ساتھ ان کی شرمگاہوں کو اپنے لیے حلال قرار دیا ہے، ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر ان لوگوں کو نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو، اگر وہ ایسا کریں تو ان کو مارو، لیکن وہ مار واضح نہ ہو، اور ان کا تم پر یہ حق

فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ: ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ.)) ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى أَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيلًا حَتَّى غَابَ الْقُرْصُ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَلْفَهُ فَدَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَنَقَ لِلْقَصْوَاءِ الزِّمَامَ حَتَّى إِنَّ رَأْسَهَا لَيُصِيبُ مَوْرِكَ رَحْلِهِ وَيَقُولُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى السَّكِينَةَ كُلَّمَا أَتَى جَبَلًا مِنَ الْجِبَالِ أَرْخَى لَهَا قَلِيلًا حَتَّى تَصْعَدَ حَتَّى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ فَجَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حَتَّى تَبَيَّنَ الصُّبْحُ قَالَ ابْنُ يَحْيَى: قَالَ لَنَا الْحَسَنُ بْنُ بَشِيرٍ فِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ جَابِرٍ: فِي هَذَا الْمَوْضِعِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ وَلَمْ يَقُلْهُ النُّفَيْلِيُّ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتَّى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَرَقِيَ عَلَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتَّى أَسْفَرَ جِدًّا ثُمَّ دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہے کہ تم معروف طریقے کے مطابق ان کے رزق اور لباس کا اہتمام کرو، اور میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم نے اس کو تھامے رکھا تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اور جب تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا، تو تم کیا کہو گے؟'' صحابۂ کرام نے کہا: ہم یہ گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے پیغامات پہنچا دیئے، اپنی امت کی خیر خواہی کی اور آپ نے وہ حق ادا کر دیا جو آپ پر تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی انگشتِ شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر اس کو لوگوں کی طرف جھکایا اور فرمایا: ''اے اللہ! گواہ ہو جا، اے اللہ! گواہ ہو جا۔'' پھر سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور پھر اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نمازِ ظہر پڑھائی، پھر انھوں نے عصر کے لیے اقامت کہی اور آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اور ان دو نمازوں کے درمیان کوئی نفلی نماز ادا نہیں کی، پھر آپ ﷺ قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے، جائے وقوف کے پاس آئے، قصواء کا پیٹ چٹانوں کی طرف کر دیا، حبل المشاۃ کو اپنے سامنے رکھا اور قبلہ رخ ہو کر وقوف شروع کر دیا، یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور زردی غروب ہونے لگی، یہاں تک کہ سورج کی ٹکیہ چھپ گئی، آپ ﷺ نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور واپس چل پڑے۔ آپ ﷺ نے قصواء کی لگام کو اس قدر کھینچا کہ اس کا سر کجاوے پر سوار کے پیر رکھنے کی جگہ کو آ لگا، آپ ﷺ دائیں ہاتھ سے اشارہ کر کے یہ کہنا چاہتے تھے کہ ٹھہراؤ اختیار کر، جب بھی آپ ﷺ کسی پہاڑ پر آتے تو لگام کو کچھ ڈھیلا کرتے، یہاں تک وہ پہاڑ پر چڑھ جاتی، یہاں تک کہ آپ ﷺ مزدلفہ پہنچ گئے اور ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب و عشا کی نمازیں ادا کیں، پھر آپ لیٹ گئے، یہاں تک کہ فجر طلوع ہو گئی، آپ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَكَانَ رَجُلًا حَسَنَ الشَّعْرِ أَبْيَضَ وَسِيمًا فَلَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ الظُّعُنُ يَجْرِينَ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِنَّ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى وَجْهِ الْفَضْلِ وَيَصْرِفُ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ وَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ وَيَصْرِفُ الْفَضْلُ وَجْهَهُ إِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ يَنْظُرُ حَتَّى إِذَا أَتَى مُحَسِّرًا حَرَّكَ قَلِيلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّتِي تُخْرِجُكَ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى حَتَّى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا حَصَى الْخَذْفِ رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ بِيَدِهِ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ وَأَمَرَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَنَحَرَ مَا غَبَرَ يَقُولُ مَا بَقِيَ وَأَشْرَكَهُ فِي الْهَدْيِ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدَنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِي قِدْرٍ فَطُبِخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَرَقِهَا ثُمَّ أَفَاضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْبَيْتِ فَصَلَّى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَأَتَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُمْ يَسْقُونَ عَلَى زَمْزَمَ فَقَالَ: ((انْزِعُوا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْلَا أَنْ

نے ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ نمازِ فجر ادا کی، یہاں تک کہ صبح واضح ہو گئی، پھر آپ ﷺ قصواء پر سوار ہوئے، مشعرِ حرام کے پاس آئے، اس پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد، تکبیر اور تہلیل بیان کرنا شروع کی، یہاں تک کہ بہت روشنی ہو گئی، پھر آپ ﷺ طلوعِ آفتاب سے قبل واپس پلٹے اور سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنا ردیف بنایا، یہ سفید رنگ اور خوبصورت بالوں والے خوبصورت آدمی تھے، جب آپ ﷺ واپس چلے تو خواتین بھی وہاں سے گزر رہی تھیں، سیدنا فضل رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے چہرے پر رکھا، لیکن انھوں نے اپنا چہرہ دوسری طرف سے پھیرنا چاہا، پھر آپ ﷺ نے ان کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا، لیکن انھوں نے پھر دوسری طرف دیکھنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ جب وادیٔ محسر میں پہنچے تو سواری کو کچھ حرکت دی، پھر درمیان والے راستے پر ہو لیے جو جمرۂ عقبہ کی طرف نکلتا تھا، پھر آپ ﷺ درخت کے پاس والے جمرے کے پاس پہنچے اور وادی کی ہموار جگہ میں کھڑے ہو کر (چنے یا لوبیا وغیرہ کے دانے کے برابر) کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے، پھر آپ ﷺ قربان گاہ کی طرف چلے گئے اور اپنے دست مبارک سے (۶۳) اونٹ نحر کیے اور باقی اونٹ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نحر کیے، آپ ﷺ نے انہیں قربانی میں شریک کیا تھا، پھر آپ نے ہر اونٹ کا ایک ایک ٹکڑا لے کر پکانے کا حکم دیا، چنانچہ وہ گوشت ایک ہنڈیا میں ڈال کر پکایا گیا، آپ ﷺ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وہ گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا، پھر آپ ﷺ بیت اللہ کی طرف واپس آئے اور مکہ مکرمہ میں نمازِ ظہر ادا کی، پھر بنو عبد المطلب کے پاس آئے، جبکہ وہ لوگوں کو زمزم کا پانی

يَغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلَى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ)) فَنَاوَلُوهُ دَلْوًا فَشَرِبَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ۔

پلا رہے تھے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے بنو عبد المطلب! اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ تم پر غالب آ جائیں گے تو میں بھی کنوئیں سے پانی نکالتا۔'' پھر انھوں نے آپ کو پانی پکڑایا اور آپ ﷺ اس میں سے نوش فرمایا۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٢١٨

(٤٧٠)۔ كَتَبَ إِلَيَّ جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ، قَالَ: ثَنَا مَحْبُوبٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَسَنِ، قَالَ: ثَنَا دَاوُدُ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ وَقَفَ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا قَالَ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ)) قَالَ: ((إِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْآخِرَةِ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عرفات پر وقوف کیا، جب آپ ﷺ نے ''لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ'' کہا تو ساتھ ہی فرمایا: ''إِنَّمَا الْخَيْرُ خَيْرُ الْآخِرَةِ'' (بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے۔)

تخريج: حسن ...... أخرجه ابن خزيمة: ٤/ ٢٦٠، والحاكم: ١/ ٤٦٥، والبيهقي: ٥/ ٤٥

فوائد: ......تلبیہ کے دوران مختلف دوسرے اذکار بھی کیے جا سکتے ہیں، ایک قسم اس حدیث میں مذکور ہے، چونکہ محرم آدمی لباس اور ہیئت کے اعتبار سے دنیا سے مکمل طور پر بے رغبت نظر آتا ہے، کوئی امیر ہے یا غریب، خوبصورت ہے یا بد صورت، ہر کوئی ایک شرعی حکم کو اپناتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرنے کے لیے ان سلے لباس میں مختلف میدانوں میں گھومتا ہوا نظر آ رہا ہوتا ہے، اس لیے آخرت کی خیر و بھلائی کو یاد کیا جا رہا ہے۔

(٤٧١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفِرْيَابِيُّ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، قَالَ: ثَنَا زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَوْقِفَ بِعَرَفَةَ فَوَقَفَ فَقَالَ: ((هٰذَا الْمَوْقِفُ وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ۔)) ثُمَّ أَفَاضَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ میں اپنے موقف پر تشریف لائے اور وہاں وقوف کیا اور فرمایا: ''یہ میرے وقوف کی جگہ ہے، لیکن عرفہ سارے کا سارے جائے وقوف ہے۔'' پھر جب سورج غروب ہوا تو آپ ﷺ واپس چل پڑے۔

تخريج: حديث حسن ...... أخرجه ابوداود: ١٩٢٢، ١٩٣٥، والترمذي: ٨٨٥، وابن ماجه: ٣٠١٠

فوائد: ......یعنی جس طرح آپ ﷺ کے ٹھہرنے کی جگہ موقوف ہے، اسی طرح سارا عرفہ موقف ہے۔

(٤٧٢)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم نے اپنے اہل کے جن کمزور افراد کو مزدلفہ سے پہلے ہی بھیج دیا تھا، میں بھی ان میں تھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٦٧٨، و مسلم: ١٢٩٣

فوائد: ......حجاج کرام ذوالحجہ کی دس تاریخ کو طلوعِ آفتاب سے کچھ دیر پہلے مزدلفہ سے روانہ ہوتے ہیں، لیکن معذور لوگوں کو رات کو جانے کی اجازت ہے تاکہ وہ ہجوم کی تکلیف سے بچ جائیں۔ لیکن اس بات پر اہل علم کا اجماع ہے کہ یہ معذور افراد رات کے ابتدائی حصے میں نہیں جا سکتے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق اس رات کو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا چاند غروب ہو چکنے کے بعد مزدلفہ سے روانہ ہوتی تھیں اور اس عمل کو نبی کریم ﷺ کی اجازت کا نتیجہ قرار دیتی تھیں، اور (۱۰) تاریخ کو چاند تقریباً دو تہائی رات کے تھوڑی دیر بعد غروب ہو جاتا ہے۔ اس حدیث سے پتہ چلا کہ جب ایک تہائی رات باقی رہ جائے تو اس وقت معذور لوگوں کو مزدلفہ سے جانا چاہیے۔

(٤٧٣)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ: ((هَاتِ، الْقُطْ۔)) فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ نَحْوًا مِنْ حَصَى الْخَذْفِ فَلَمَّا وَضَعْتُهُنَّ فِي يَدِهِ قَالَ: ((مِثْلُ هٰؤُلَاءِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّ فِي الدِّينِ))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مزدلفہ کی صبح کو فرمایا: ”ادھر آؤ اور کنکریاں چن کر لاؤ۔“ چنانچہ میں آپ ﷺ کے لیے (چنے یا لوبیے کے دانے کے برابر) چھوٹی چھوٹی کنکریاں چن لایا، آپ نے ان کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: ”اس قسم کی کنکریاں ہونی چاہئیں، تین بار فرمایا، دین میں حد سے تجاوز کرنے سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔“

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابن ماجه: ٣٠٢٩، والنسائي: ٥/ ٢٦٩

فوائد: ......مسند احمد، ابوداود اور ابن ماجہ کی ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے وادی کے درمیان سے جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں اور فرمایا: ”لوگو! ایک دوسرے کو قتل کرو نہ ایذا پہنچاؤ، جب تم جمرے کی رمی کرو تو چھوٹی چھوٹی

کنکریوں سے رمی کرو۔“

جمروں کی رمی کرتے وقت ہجوم کر کے اور بڑے بڑے پتھر اور جوتے مار کر ایک دوسرے کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔

(٤٧٤)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، قَالَ: أَنَا عِيسَى ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ......

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَأَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَبَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نحر والے دن چاشت کے وقت رمی کی اور اس کے بعد دوسرے دنوں میں سورج ڈھلنے کے بعد کی۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٢٩٩، ورواه البخاري معلقا

فوائد: ......دسویں تاریخ کو سورج نکلنے کے بعد ایک جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماری جاتی ہیں اور باقی دنوں میں تینوں جمرات کو زوال کے بعد۔ پہلے اور دوسرے جمرے کو رمی کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر لمبی دعا کرنا سنت ہے اور تیسرے کے پاس نہیں۔

(٤٧٥)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنِ الْحَكَمِ ، وَمَنْصُورٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ ، قَالَ: رَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَعَرَفَةَ عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ: هٰذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ۔

عبد الرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کو بائیں جانب اور عرفہ کو دائیں جانب رکھ کر کنکریاں ماریں اور پھر کہا: یہ اس ہستی کا مقام ہے جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٧٤٨، ١٧٤٩، ومسلم: ١٢٩٦

فوائد: ......اس حدیث میں رمی کی ایک کیفیت کا بیان ہے، آج کل آسانی کے ساتھ اس کو اختیار کیا جا سکتا ہے، لیکن کسی کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ البتہ ہر طرف سے رمی کرنا جائز ہے۔

(٤٧٦)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، قَالَ: أَنَا عِيسَى ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ......

قَالَ: فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ ، أَنَّ الْفَضْلَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک تلبیہ کہتے رہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٦٨٥، ومسلم: ١٢٨٠

فوائد: ......حج کرنے والا ابتدائے احرام سے دس ذوالحجہ کو جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ جاری رکھے گا، تلبیہ کی اس مدت میں دوسرے اذکار بھی کیے جا سکتے ہیں، لیکن تلبیہ کا ذکر کثرت سے جاری رہنا چاہیے۔

(٤٧٧)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ، سَمِعَ أَبَاهُ......

يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلرِّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمًا وَيَدَعُوا يَوْمًا۔

ابو بداح کے باپ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے چرواہوں کو یہ رخصت دی کہ وہ ایک دن رمی کر لیں اور ایک دن چھوڑ دیں۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ١٩٧٦، وابن ماجه: ٣٠٣٦، والنسائي: ٥/٢٧٣

(٤٧٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَالِكٌ، قَالَ: ثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرِعَاءِ الْإِبِلِ فِي الْبَيْتُوتَةِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَجْمَعُوا رَمْيَ يَوْمَيْنِ بَعْدَ النَّحْرِ فَيَرْمُونَهُ فِي أَحَدِهِمَا، قَالَ مَالِكٌ: ظَنَنْتُ أَنَّهُ قَالَ فِي الْأَوَّلِ مِنْهُمَا ثُمَّ يَرْمُونَ يَوْمَ النَّفْرِ۔

سیدنا عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے چرواہوں کو یہ رخصت دے دی کہ وہ (منی سے باہر) راتیں گزار سکتے ہیں اور وہ دس ذوالحجہ کو رمی کر کے چلے جائیں، اس کے بعد آکر دو دن کی رمی ایک دن میں کرلیں اور پھر روانگی والے دن رمی کریں۔ مالک راوی نے کہا: میرا خیال ہے کہ (دس ذوالحجہ کے بعد) والے دو دنوں میں سے پہلا دن مراد تھا۔

تخریج: اسناده صحیح ...... أخرجه ابوداود: ١٩٧٥، والترمذي: ٩٥٥، وابن ماجه: ٣٠٣٧، والنسائي: ٥/ ٢٧٣

فوائد: ......اگر چرواہے کو کوئی متبادل چیز مل سکتی ہو، مثلاً رات کو واپس آجانا آسان ہو یا کسی غیر حاجی شخص سے اجرت پر یا بغیر اجرت کے تعاون لینا ممکن ہو یا منی سے ہی جانوروں کا چارہ خریدا جا سکتا ہو، جبکہ مالک کو ایسے معاون کے سلسلے میں امن ہو یا چارہ خریدنے کی استطاعت ہو تو چرواہے کا عذر ختم ہو جائے گا اور وہ منی میں ہی رات گزارے گا۔

(٤٧٩)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: اشْتَرَكْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: حج وعمرہ کے موقع پر ہم سات افراد اونٹ میں شریک ہوئے، جبکہ ہم رسول اللہ

وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ كُلُّ سَبْعَةٍ فِي بَدَنَةٍ.

ﷺ کے ساتھ تھے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٣١٨

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گائے اور اونٹ سات سات افراد کی طرف سے کفایت کرتے ہیں، لیکن درج ذیل حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ دس افراد کی طرف سے اونٹ ذبح کیا گیا۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ ، فَحَضَرَ النَّحْرُ ، فَذَبَحْنَا الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ ، وَ الْبَعِيرَ عَنْ عَشَرَةٍ۔...... ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید الاضحیٰ کا موقع آ گیا، پس ہم نے سات افراد کی طرف سے گائے اور دس افراد کی طرف سے اونٹ ذبح کیا۔ (ابن ماجه: ٣١٣١، ترمذی: ٩٠٥، ١٥٠١)

ان احادیث میں جمع و تطبیق کی ایک صورت یہ ہے کہ ہَدی کے موقع پر اونٹ میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں اور قربانی کے موقع پر دس، امام شوکانی رحمہ اللہ نے اسی صورت کو اختیار کیا ہے، دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اونٹ میں سات افراد کا شریک ہونا افضل و مستحب ہے، لیکن دس کا شریک ہونا بھی جائز ہے۔

(٤٨٠)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، قَالَ: أَنَا عِيسَى ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيَّةُ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْهَا تَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ فَقِيلَ: ذَبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهِ قَالَ يَحْيَى: فَذَكَرْتُهُ لِلْقَاسِمِ فَقَالَ: أَتَتْكَ وَاللّٰهِ! بِالْحَدِيثِ عَلَى وَجْهِهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلیں۔ نحر والے دن ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ کسی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے ذبح کی ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں: جب میں نے یہ روایت قاسم کے سامنے ذکر کی تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! عمرہ نے تجھے یہ حدیث ایسے ہی بیان کی، جیسے وہ تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٥٤٨، ٥٥٥٩، ومسلم: ١٢١١

(٤٨١)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، قَالَ: وثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ......

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوزَ ، قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقُلْتُ: حَدِّثْنِي مَا نَهَى عَنْهُ

عبید بن فیروز رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور کہا: مجھے وہ جانور بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ نے جن

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ مَا كَانَ يَكْرَهُ مِنَ الْأَضَاحِي فَقَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِهِ فَقَالَ: ((أَرْبَعٌ لَا يَجُزْنَ: الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ضَلَعُهَا، وَالْكَسِيرَةُ الَّتِي لَا تُنْقِي)) قَالَ قُلْتُ: أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ أَوْ فِي الْأُذُنِ أَوْ فِي الْقَرْنِ قَالَ: مَا كَرِهْتَ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلَى أَحَدٍ۔

کی قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے، اور میرا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ سے چھوٹا ہے، اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''چار قسم کے جانوروں کی قربانی کرنا جائز نہیں: (۱) کانا جانور، جس کا کانا پن ظاہر ہو، (۲) بیمار جانور، جس کی بیماری ظاہر ہو، (۳) لنگڑا جانور، جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، (۴) شکستہ و لاغر جانور، جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔'' میں نے کہا: میں تو یہ بھی ناپسند کرتا ہوں کہ دانتوں، کانوں اور سینگوں میں بھی کوئی نقص ہو، انھوں نے کہا: تو جو چیز ناپسند کرتا ہے، اس کو چھوڑ دے، لیکن اس کو لوگوں پر حرام نہ قرار دے۔

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه أبو داود: ۲۸۰۲، والترمذی: ۱۴۹۷، والنسائی: ۷/ ۲۱۴

فوائد: ......اس حدیث میں چار عیوب کا بیان ہے، واضح پن کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی درجے کا عیب قابل برداشت ہے، سمجھ والے لوگ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ فلاں عیب واضح ہے یا معمولی۔

دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جانور کے کان کا کٹ جانا بھی عیب ہے، ایسے جانور کی قربانی نہیں ہو گی۔

سینگ کا ٹوٹ جانا معتبر ہے یا نہیں، درج ذیل بحث کا بغور مطالعہ کریں:

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ عَضْبَاءِ الْأُذُنِ وَالْقَرْنِ، قَالَ: فَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ فَقَالَ: النِّصْفُ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ۔ ...... نبی کریم ﷺ نے کان کٹے ہوئے اور سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا۔ قتادہ راوی کہتے ہیں: میں نے سعید بن میّب سے (عَضْبَاء کی مقدار کے بارے میں) سوال کیا، انھوں نے کہا: نصف یا اس سے زیادہ ٹوٹا ہوا۔ (منکر، قاله الالبانی۔ أخرجه أبو داود: ۲۸۰۵، والترمذی: ۱۵۰۴، والنسائی: ۷/ ۲۱۷، وابن ماجه: ۳۱۴۵ (انظر: ۷۹۱)

اس حدیث کی سند کے راوی جری سدوسی کے بارے میں امام ابو حاتم نے کہا: شیخ لا یحتج بحدیثه۔ ...... (یہ ایسا شیخ ہے کہ اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جاتی)۔ لیکن امام ترمذی نے اس کی حدیث کو حسن کہا، امام حاکم نے اس کی حدیث کو صحیح کہا اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی، امام عجلی نے اس کو ثقہ کہا اور امام ابن حبان نے اس کو ''الثقات'' میں ذکر کیا۔ ان اقوال میں واضح قول تو امام ابو حاتم کا ہی ہے، باقی ائمہ میں توثیق کے سلسلے میں تساہل بھی پایا جاتا ہے۔

یہ روایت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جبکہ اس سلسلے میں ان درج ذیل قول اس حدیث سے مختلف ہے:
جحیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے گائے کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: سات افراد کی طرف سے، اس نے کہا: اگر سینگ ٹوٹا ہوا ہو؟ انھوں نے کہا: لَا یَضُرُّكَ۔ ...... یہ چیز تجھے نقصان نہیں دے گی۔ پھر انھوں نے کہا: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَ الأُذُنَ۔ ......رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم آنکھ اور کان کو غور سے دیکھیں۔ (ابن ماجہ: ۳۱۴۳، ترمذی: ۱۵۰۳)
اس باب کی حدیث میں "عَضْبَاء" اور "اَعْضَب" کے الفاظ کا استعمال ہوا ہے، سعید بن مسیب نے اسی لفظ کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان الفاظ کا مصداق وہ سینگ ہے، جو نصف یا نصف سے زائد ٹوٹا ہوا ہو، گویا نصف سے کم نقص معاف ہے۔
خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر اس باب کی پہلی حدیث کو ضعیف ہی تسلیم کر لیا جائے تو سینگ کا ٹوٹنا قربانی کے جانور کے لیے عیب نہیں ہوگا، جبکہ ظن غالب یہ ہے کہ امام ابو حاتم کی جرح کی روشنی میں اس حدیث کو ضعیف سمجھا جائے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول اور ان سے مروی حدیث سے بھی اسی چیز کی تائید ہوتی ہے اور اگر اس حدیث کو قابل حجت تسلیم کر لیا جائے تو نصف سے کم ٹوٹا ہوا سینگ معاف ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔
امام شافعی اس جانور کی قربانی کو جائز سمجھتے ہیں، جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو، یا مکمل طور پر ضائع ہو گیا ہو۔ امام ابو حنیفہ کی رائے یہ ہے کہ اگر ایک تہائی سے زیادہ سینگ ضائع ہو جائے تو قربانی ناجائز ہوگی۔

(٤٨٢)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ ، وَعَبْدُ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيُّ ، أَنَّ مُجَاهِدًا ، أَخْبَرَهُمَا ، أَنَّ ابْنَ أَبِي لَيْلَى أَخْبَرَهُ......

أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ يُقْسِمَ لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَأَنْ لَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا مِنْهَا شَيْئًا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کریں اور ان کے گوشت اور چمڑوں کو تقسیم کر دیں اور قصاب کو اس کے کام کے عوض ان قربانیوں میں سے کچھ نہ دیں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۷۱۷، ومسلم: ۱۳۱۷

(٤٨٣)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ ، عَنْ مُجَاهِدٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى......

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کی

أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ أَقْسِمَ لُحُومَهَا وَجِلَالَهَا وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَازِرَ مِنْهَا شَيْئًا وَقَالَ: نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا۔

نگہداشت کروں اوران کے گوشت اور چمڑے تقسیم کر دوں اور قصاب کو ان میں سے کچھ نہ دوں۔ پھر انھوں نے کہا: ہم اپنے پاس سے قصاب کو اس کی اجرت دیتے تھے۔

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ...... ہدی اور قربانی کے جانوروں کی کوئی چیز نہ بیچی جا سکتی ہے اور نہ کسی احسان کے عوض میں دی جا سکتی ہے، مالک اپنا حصہ کھا لینے یا ذخیرہ کر لینے کے بعد تمام گوشت اور چمڑے، پالانیں اور رسیاں وغیرہ صدقہ کر دے گا۔

قصاب کو اس کے کام کی مزدوری الگ سے دی جائے گی، اس کی مکمل مزدوری دینے کے بعد اس کو گوشت دیا جا سکتا ہے۔

(٤٨٤)۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: أَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ قَالَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ ثُمَّ حَلَقَ شِقَّ رَأْسِهِ الْأَيْسَرِ فَقَسَمَهُ بَيْنَ النَّاسِ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا سر مبارک منڈوایا تو دائیں جانب سے مونڈنے کا حکم دیا، پھر وہ بال سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو دے دیے، پھر بائیں جانب سے منڈوایا اور پھر وہ بال لوگوں میں تقسیم کروا دیے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٣٠٥

فوائد: ...... جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود متبرک تھا، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے نکلنے والی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کو مس کرنے والی چیز بھی تبرک والی ہو جاتی تھی، جیسے کپڑا، پسینہ، بال وغیرہ۔

(٤٨٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعِجْلِيُّ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((رَحِمَ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ؟ قَالَ: ((وَالْمُقَصِّرِينَ))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالی مونڈنے والوں پر رحم کرے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور تقصیر کروانے والے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالی مونڈنے والوں پر رحم کرے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور تقصیر کروانے والے؟ آپ نے پھر فرمایا: ''اللہ تعالی مونڈنے والوں پر رحم کرے۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور تقصیر کروانے والے؟ آپ نے فرمایا:

''اور تقصیر کروانے والوں پر بھی اللہ رحم کرے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۱۷۲۷، ومسلم: ۱۳۰۱

فوائد: ...... آپ ﷺ نے سر منڈوانے والوں کے لیے دو تین مرتبہ اور تقصیر کرانے والوں کے لیے ایک مرتبہ دعا کی، لیکن آپ ﷺ کے انداز سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ اوّل الذکر لوگوں کے لیے بڑی رغبت کے ساتھ اور وسعتِ قلبی سے دعا کر رہے تھے، لیکن مؤخر الذکر افراد کے لیے سادہ سے الفاظ میں دعائیہ کلمات کہہ دیے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ، إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ۔)) ...... ''عورتوں پر سر کا مونڈنا نہیں ہے، بلکہ عورتوں پر صرف تقصیر ہے۔'' (ابوداود: ۱۹۸۵) عام اہل علم کا خیال ہے کہ عورتوں کو انگلیوں کے اوپر والے پوروں کے برابر بال ترشوا لینے چاہئیں۔

(٤٨٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنًى، قَالَ نَافِعٌ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُفِيضُ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيُصَلِّي الظُّهْرَ بِمِنًى وَيَذْكُرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نحر والے دن طوافِ افاضہ کیا، پھر واپس لوٹے اور نمازِ ظہر منٰی میں ادا کی، امام نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما خود بھی نحر والے دن طواف افاضہ کرتے اور پھر واپس لوٹ کر منی میں ظہر کی نماز ادا کرتے اور یہ ذکر کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۱۳۰۸

(٤٨٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَحْلِقَ قَالَ: ((احْلِقْ وَلَا حَرَجَ)) فَسَأَلَهُ آخَرُ فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ: أَذْبَحُ؟ قَالَ: ((اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ آخَرُ: ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ: ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبیٔ کریم ﷺ سے سوال کیا: میں نے سر منڈوانے سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں، اب سر منڈوا لو۔'' ایک دوسرے شخص نے یہ سوال کیا: میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا ہے، تو کیا میں اب ذبح کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب ذبح کر لو، کوئی حرج نہیں۔'' ایک اور نے کہا: میں نے رمی سے پہلے قربانی کر لی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی حرج نہیں، اب رمی کر

لو۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ١٢٤، ١٧٣٧، ٦٦٦٥، ومسلم: ١٣٠٦

(٤٨٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى نَاقَتِهِ بِمِنًى فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي كُنْتُ أَظُنُّ الْحَلْقَ قَبْلَ النَّحْرِ، فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ، قَالَ: ((اِنْحَرْ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ: وَجَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي كُنْتُ أَظُنُّ الْحَلْقَ قَبْلَ الرَّمْيِ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ: ((اِرْمِ وَلَا حَرَجَ)) قَالَ: فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قَدَّمَهُ رَجُلٌ وَأَخَّرَهُ إِلَّا قَالَ: ((اِفْعَلْ وَلَا حَرَجَ))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں اپنی سواری پر سوار تھے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں تو سمجھتا تھا کہ قربانی سے پہلے سر منڈانا ہے، اس لیے میں نے قربانی سے پہلے منڈوا لیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اب ذبح کرلو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔" اتنے میں ایک اور آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خیال تھا کہ رمی سے پہلے سر منڈوانا ہے، اس لیے میں نے رمی سے پہلے سر منڈوا لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اب رمی کرلو۔" اس روز جس شخص نے ان امور کی تقدیم وتاخیر کے بارے میں جو سوال بھی کیا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: "اب کرلو، کوئی حرج نہیں ہے۔"

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......دس ذوالحجہ کو مزدلفہ سے واپس آ کر کل چار امور سرانجام دیئے جاتے ہیں، ان کی مسنون ترتیب یہ ہے:

(۱)...... جمرۂ عقبہ کی رمی

(۲)...... ہدی ذبح یا نحر کرنا

(۳)...... تحلیق یا تقصیر

(۴)...... طوافِ افاضہ

جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اگر یہ افعال اس ترتیب کے ساتھ سرانجام نہ دیئے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے، ر چہ کوئی جان بوجھ کر ایسا کر رہے یا بھول کر یا جہالت کی وجہ سے۔

درج بالا حدیث سے اسی رائے کی تائید ہوتی ہے۔

(٤٨٩)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ، يَقُولُ ثَنِي عِيسَى بْنُ طَلْحَةَ......

قَالَ: ثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا كُنْتُ أَحْسَبُ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: وَفِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، وَنُبَيْطِ بْنِ شَرِيطٍ، وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نحر والے دن خطبہ دیا، ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میرا گمان تھا کہ ...... پھر سابقہ حدیث کی طرح کی حدیث بیان کی۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(٤٩٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْوَرَّاقُ، قَالَ: ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، ح وَحَدَّثَنَا الْأَشَجُّ، قَالَ: ثَنَا عُقْبَةُ، قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، قَالَ: ثَنِي نَافِعٌ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ۔ الْحَدِيثُ لِلْأَشَجِّ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ اجازت طلب کی کہ وہ لوگوں کو زمزم کا پانی پلانے کی وجہ سے منیٰ والی راتیں مکہ میں گزارنا چاہتے ہیں، پس آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٦٣٤، ١٦٤٣، ومسلم: ١٣١٥

فوائد: ......عبدِ مناف، حاجیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری ادا کرتے تھے، ان کے بعد بالترتیب بنو ہاشم، عبدالمطلب اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے یہ ذمہ داری ادا کی۔ جب مکہ مکرمہ پر اسلام غالب آیا تو اس وقت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ ہی پانی پلانے کے والی تھے، آپ ﷺ نے یہ عہدہ ان کے پاس ہی رہنے دیا۔

یاد رہے کہ یہ صرف شرف ہی نہیں تھا، بلکہ کچھ عرصہ پہلے تک، جب جدید مشینیں نہیں تھیں، یہ زیادہ ضروری بھی تھا کہ کسی ایک بندے کو حجاج کرام کو پانی پلانے کا منتظم بنا دیا جائے، وگرنہ بہت زیادہ بے ترتیبی کا اور دھکم پیل کی وجہ سے کنویں میں گرنے کا یقینی طور پر خطرہ رہتا، کنویں پر ہجوم رہتا، ہر کوئی پانی کھینچنے کے لیے اپنا طریقہ استعمال کرتا، جبکہ اس معاملے میں اکثر لوگ ناتجربہ کار ہوتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ نے ایک منتظم مقرر کیا اور اس کو منیٰ والی راتیں مکہ مکرمہ میں گزارنے کی اجازت دی۔

پانی پلانے کی جو صورتحال آج ہے، بکثرت ٹونٹیاں لگا دی گئی ہیں، خود کار مشینیں کام کر رہی ہیں، جن کا خراب ہونا انتہائی نادر ہے، ایسی صورت میں صرف ضروری مسئول اور ملازم کو مستثنیٰ کیا جائے گا۔

حرم مکی کے یا دوسرے ملازموں کی بھی یہی صورتحال ہوگی کہ اگر منیٰ میں راتیں گزارنے کی وجہ سے ان کی ڈیوٹی متاثر ہوتی ہو یا ان کو چھٹی نہ ملتی ہو تو وہ اپنے کام جاری رکھیں اور چرواہوں کی طرح رمی کر لیں۔ اسی طرح دوسرے معذور حضرات کا بھی یہی حکم ہوگا، مثلاً ایسا مریض کہ جس کا ہسپتال میں رہنا ضروری ہو۔ لیکن یہ ساری رخصتیں ان لوگوں کے لیے ہیں جو منیٰ والے ایام سے پہلے والے ارکان ادا کر چکے ہوں۔

یہی معاملہ خدامِ حجاج کا ہے، لیکن خدام یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ ان کو ادائیگی حج کے لیے نہیں بلایا جاتا، حاجیوں کی خدمت کے لیے بلایا جاتا ہے اور پھر ان کو اس چیز کا معاوضہ دیا جاتا ہے، اگر حج کی ادائیگی کی وجہ سے خدام کی یہ ذمہ داری متاثر ہو تو وہ حج نہ کریں، اسلامی امانت کا یہی تقاضا ہے۔

(٤٩١)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، أَبِي نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُمَرَ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَ عُثْمَانَ رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع میں ان کے ساتھ منیٰ میں دو دو رکعتیں ادا کیں، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پوری نماز ادا کرنا شروع کر دی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٠٨٢، ومسلم: ٦٩٤

فوائد: ......سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ منیٰ میں پوری نماز کیوں پڑھتے تھے؟ اس کی تین وجوہات ہوسکتی ہیں:

(۱)...... جب وہ مناسکِ حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں اقامت اختیار کرتے تو پوری نماز پڑھتے تھے۔ ممکن ہے کہ بعد میں وہ اسی اقامت کی وجہ سے قصر نماز نہ پڑھتے ہوں۔

(۲)......سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہا پنے لیے پوری نماز پڑھنے کو مشکل خیال نہیں کرتے تھے، جیسا کہ امام زہری نے جب عروہ سے سوال کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کیا ہوا، وہ پوری نماز پڑھتی تھیں؟ انھوں نے کہا: تَأَوَّلَتْ مَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ۔ یعنی: انھوں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ والی تاویل کر لی تھی۔ (بخاری: ١٠٩٠، مسلم: ٦٨٥)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تاویل کون سی کی تھی؟ جناب عروہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں چار رکعت ادا کرتی تھیں، میں نے کہا: کاش آپ دو رکعت ہی پڑھ لیتیں۔ انھوں نے کہا: میرے بھانجے! مجھے (چار رکعتوں میں) کوئی

مشکل پیش نہیں آتی۔(السنن الکبریٰ للبیهقی: ۳/ ۱۴۳)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال تھا کہ قصر رخصت ہے اور جس کے لیے کوئی دشواری نہ ہوتی ہو، اس کے لیے قصر نہ کرنا درست ہے۔ ان دونوں روایات کے راوی جناب عروہ ہیں، اس لیے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ تاویل کرنا بہتر ہے۔

(۳)......اس سال دیہاتی لوگ کثیر تعداد میں شریک ہوئے تھے، سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا پوری نماز پڑھنے کا مقصد ان لوگوں کو چار چار رکعتوں کی تعلیم دینا تھا، تاکہ وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ اِن نمازوں کی مستقل دو دو رکعتیں ہیں۔ واللہ اعلم۔

(٤٩٢)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدِ الْأَشَجُّ ، قَالَ: ثَنَا أَبُو خَالِدِ الْأَحْمَرُ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَفَاضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَجَعَ فَمَكَثَ بِمِنًى اللَّيَالِيَ أَيَّامَ التَّشْرِيقِ يَرْمِي الْجَمْرَةَ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ كُلَّ جَمْرَةٍ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ وَيَقِفُ عِنْدَ الْأُولَى وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ فَيُطِيلُ الْقِيَامَ وَيَتَضَرَّعُ ثُمَّ يَرْمِي الثَّالِثَةَ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نمازِ ظہر پڑھی تو دن کے آخر میں طواف افاضہ کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کو واپس چلے گئے اور ایام تشریق منیٰ میں گزارے، زوال آفتاب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمروں کی رمی کرتے تھے، ہر جمرہ کو سات سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر پکارتے، پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس کھڑے ہو کر طویل دعائیں کرتے اور گڑگڑاتے۔ پھر تیسرے جمرہ (جمرۂ عقبہ) کی رمی کرتے اور وہاں کھڑے نہیں ہوتے تھے۔

تخریج: حديث حسن ...... أخرجه ابوداود: ۱۹۷۳

فوائد: ......جمع و تطبیق کی راجح صورت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال سے پہلے طوافِ افاضہ کر لیا اور مکہ میں ہی نمازِ ظہر ادا کی اور پھر منی چلے گئے، پھر رات کو اپنی بیویوں کے ساتھ مکہ آئے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: انصار السنہ کی شائع کردہ مسند احمد حدیث نمبر (۴۵۴۰)۔

(٤٩٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ ، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، أَنَّ قَتَادَةَ بْنَ دِعَامَةَ ، أَخْبَرَهُ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں ادا کیں اور وادیٔ محصب میں کچھ دیر سوئے اور پھر سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف

وَرَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ إِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهِ۔ گئے اور اس کا طواف کیا۔

تخريج: أخرجه البخاري: ١٧٥٦

فوائد: ......اس حدیث میں حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کو واپسی کا بیان ہے۔ دو پہاڑوں کے درمیان ایک مقام کا نام مُحَصَّب ہے، یہ مکہ مکرمہ کی بہ نسبت منیٰ کے زیادہ قریب ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں سے کثرت کے ساتھ سیلاب بہتے تھے، اسی کو خیف بنی کنانہ، ابطح اور بطحاء کہتے ہیں۔ آپ ﷺ جمروں کی رمی سے فارغ ہو کر اس مقام پر تشریف لائے، یہاں ٹھہرے اور یہ چار نمازیں یہاں ادا کیں۔

وادیٔ محصب میں یہ قیام محض اتفاقی تھا یا اس کا تعلق شرعی احکام سے ہے، درج ذیل بحث ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہم نَزَلُوْا الْمُحَصَّبَ۔ ...... نبی کریم ﷺ، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ یہ سب حضرات وادی محصب میں ٹھہرا کرتے تھے۔ (مسند احمد: ٦٢٢٣)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مِنَ السُّنَّةِ النُّزُوْلُ بِـ(الْأَبْطَحِ) عَشِيَّةَ النَّفْرِ۔ ...... (ادائے حج کے بعد) روانگی کی شام کو ابطح وادی میں قیام کرنا سنت ہے۔ (المعجم الأوسط": ١/١٩٨/٢ــــ ١/١٩٩، الصحيحة: ٢٦٧٥)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ وادیٔ محصب میں ٹھہرنا سنت ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے یہ مسلک وصول کیا ہو، اس طرح ان کی رائے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی شاہد کی وجہ سے قوی ہو جائے گی۔ اور یہ حقیقت اہل علم پر مخفی نہیں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کی بہ نسبت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ رائے وادیٔ محصب میں قیام کرنے پر قوی دلالت کی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ یہ بات معروف ہے کہ سیدنا ابن عمر، نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرنے کے بہت زیادہ پابند تھے حتی کہ ان امور میں بھی جو آپ ﷺ سے اتفاقاً صادر ہوتے تھے، نہ کہ قصداً۔ اس دعوے کی بہت سی مثالیں موجود ہیں، امام منذری رحمہ اللہ نے اپنی ترغیب کے شروع میں بعض کا ذکر کیا ہے۔ رہا مسئلہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا، تو وہ تو آثار کی پیروی کرنے سے منع کرتے تھے، لیکن جب وہ بالجزم اس رائے کا اظہار کریں گے کہ وادیٔ محصب میں ٹھہرنا سنت ہے تو دل مطمئن ہو کر اس امر کی طرف مائل ہوگا کہ ان کی مراد یہ ہے کہ یہ ایسی سنت ہے جس کا التزام کرنا مقصود ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم منیٰ میں تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ((نَحْنُ نَازِلُونَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كَنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ۔)) ......"ہم کل خیف بنی کنانہ میں اتریں گے، جہاں انھوں نے کفر پر ایک دوسرے سے معاہدہ کیا تھا۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

چونکہ قریش اور بنو کنانہ نے اس مقام پر بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف یہ معاہدہ پاس کیا تھا کہ وہ اُن سے نکاح کریں گے نہ بیعت، جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے سپرد نہ کردیں۔ خیف بنی کنانہ سے آپ ﷺ کی مراد وادیٔ محصب تھی۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے (زاد المعاد) میں کہا: نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ اس مقام پر اسلام کے شعائر کا اظہار کیا جائے جہاں کافروں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے کفر کے شعائر کا اظہار کیا تھا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ کفر و شرک کے مقامات پر توحید کے شعائر کا قیام عمل میں لاتے تھے، جیسا کہ آپ نے حکم دیا کہ مسجدِ طائف، لات و عزیٰ کے مقام پر تعمیر کی جائے۔

رہا مسئلہ صحیح مسلم کی اس روایت کا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وادیٔ ابطح (وادیٔ محصب) میں اترنا سنت نہیں ہے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس پڑاؤ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

محققین نے اِن روایات کے دو جوابات دیئے ہیں: (۱) مثبت کو منفی پر مقدم کیا جاتا ہے، (۲) ان دو میں کوئی تضاد اور تناقض نہیں ہے، کیونکہ نفی کرنے والوں کا مقصد یہ ہے کہ اس مقام پر اترنا حج کے مناسک میں سے نہیں ہے کہ اس کو ترک کرنے کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم آئے اور ثابت کرنے والوں نے چاہا ہے کہ تمام افعال میں آپ ﷺ کی پیروی کی جائے، وہ بھی اس چیز کو لازم نہیں قرار دیتے۔ (صحیحہ: ۲۶۷۵)

(٤٩٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَزِيرِ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ إِسْحَاقَ الْأَزْرَقِ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ......

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: حَدِّثْنِي عَنْ شَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِمِنًى قُلْتُ: فَأَيْنَ الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ: بِالْأَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ: اِفْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ أُمَرَاؤُكَ۔

عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر یہ چیز تم نے سمجھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ترویہ والے دن نمازِ ظہر کہاں پڑھی ہے تو مجھے بیان کرو؟ انھوں نے کہا: منیٰ میں، میں نے کہا: روانگی والے دن عصر کہاں پڑھی؟ انھوں نے کہا: وادیٔ ابطح میں، پھر کہا: اب تم ایسے ہی کرو، جیسے تیرے امراء کرتے ہیں۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۱۶۵۳، ۱۷۶۳، ومسلم: ۱۳۰۹

فوائد: ...... مکہ اور منیٰ کے درمیان وادیٔ ابطح واقع ہے، اس کو بطحاء، محصب اور معرّس بھی کہتے ہیں۔

جب سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے عبدالعزیز کے لیے دو مسئلوں کی وضاحت کی تو ان کو یہ اندیشہ ہونے لگا کہ ممکن ہے کہ یہ آدمی ان سنتوں پر عمل کرنے کا حریص ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے امراء اس چیز کی پابندی نہ کرتے ہوں، اس لیے انھوں نے وضاحت کردی کہ اس قسم کے مسائل میں حکمرانوں کا حکم تسلیم کرلینا چاہیے، تاکہ فتنہ برپا نہ ہو۔

آٹھ ذوالحجہ کو یوم الترویہ کہتے ہیں، "تَرْوِيَة" باب "رَوَّى يُرَوِّىْ" کا مصدر ہے، اس کے معنی سیراب کرنے کے ہیں، چونکہ حجاج کرام آٹھ تاریخ کو آئندہ کے لیے پانی لے لیتے ہیں اور سیرابی کا سامان کر لیتے ہیں، اس لیے اس کو ترویہ والا دن کہتے ہیں۔

(٤٩٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ سُلَيْمَانَ هُوَ الْأَحْوَلُ ، عَنْ طَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُونَ فِي كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ بِالْبَيْتِ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مناسکِ حج کے بعد لوگ منیٰ ہی سے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو رہے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک اپنے گھر کو نہ جائے جب تک وہ بیت اللہ کا طواف نہ کر لے۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ١٧٥٥، ومسلم: ١٣٢٧، ١٣٢٨

فوائد: ...... یہ حدیث طوافِ وداع کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں، اس سے صرف وہ عورت مستثنیٰ ہے، جو روانگی کے وقت حائضہ ہو، لیکن اس سے پہلے طوافِ افاضہ کر چکی ہو، جیسا کہ اگلی حدیث سے وضاحت ہو رہی ہے۔

امام شوکانی نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طواف کا حکم بھی دیا ہے اور اس کے چھوڑ کر چلے جانے سے منع بھی کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی یہ طواف کیا ہے، کوئی شک نہیں کہ یہ امور وجوب کا فائدہ دیتے ہیں۔ (نیل الاوطار: ۵/ ۱۵۱)

طواف وداع: وہ طواف جو حج سے فراغت کے بعد مکہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے۔

(٤٩٦)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟)) قُلْتُ: إِنَّهَا حَاضَتْ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ ، قَالَ: ((فَلَا إِذًا))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں، لیکن وہ اس سے پہلے طوافِ افاضہ کر چکی تھیں، جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی گئی تو آپ نے فرمایا: "کیا یہ ہمیں روکنے والی ہے؟" میں نے کہا: اس کو طوافِ افاضہ کرنے کے بعد حیض شروع ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ٥٣٢٩، ٦١٥٧، ومسلم: ١٢١١

فوائد: ...... معلوم ہوا کہ اگر خاتون نے طوافِ افاضہ کر لیا ہو تو حیض کی وجہ سے طوافِ وداع چھوڑ کر اپنے قافلے کے ساتھ روانہ ہو سکتی ہے، اگر کسی عورت نے حیض کی وجہ سے ابھی تک طوافِ افاضہ ہی نہ کیا ہو تو وہ حیض ختم ہونے تک

طوافِ افاضہ کے لیے انتظار کرے گی۔

(٤٩٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمٍ سَأَلَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، زَادَ ابْنُ خَشْرَمٍ وَابْنُ هَاشِمٍ: غَدَاةَ النَّحْرِ قَالُوا: وَالْفَضْلُ رَدِيفُهُ فَقَالَتْ: إِنَّ فَرِيضَةَ اللهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَمْسِكَ عَلَى الرَّحْلِ فَهَلْ تَرَى أَنْ يُحَجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ خثعم قبیلے کی ایک خاتون نے نحر والے دن کی صبح کو آ کر رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، جبکہ سیدنا فضل رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے، اور کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کے فریضۂ حج نے میرے باپ کو پالیا ہے، لیکن صورتحال یہ ہے کہ وہ عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے سواری پر بیٹھنے کی سکت نہیں رکھتے، تو کیا ان کی طرف سے حج ادا کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٥١٣، ٤٣٩٩، ٦٢٢٨، ومسلم: ١٣٣٤

(٤٩٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ فُلَانًا الْجُهَنِيَّ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ أَوْ قَالَ لَا يَسْتَطِيعُ؟ قَالَ: ((فَحُجَّ عَنْهُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جہنی قبیلے کے فلاں آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا اور کہا: بیشک میرا باپ بوڑھا ہو کر وفات پا گیا ہے اور اس نے حج نہیں کیا یا کہا کہ وہ حج کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کی طرف سے حج کر لو۔''

تخریج: صحيح ...... أخرجه ابن خزيمة: ٤/ ٣٤٣

فوائد: ...... جو شخص صاحبِ مال ہو، لیکن بڑھاپے یا بیماری (جس سے بظاہر شفا کی امید نہ ہو) کی وجہ سے حج اور حج کے لوازمات ادا نہ کر سکتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی طرف سے کسی آدمی کو حج کی ادائیگی کے لیے بھیجے۔

حج کا معاملہ قرض والا ہے، جو آدمی استطاعت کے باوجود اس فریضے کی ادائیگی سے محروم رہتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا مقروض ہے۔

میت کی طرف سے حج ادا کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں مرد و زن ایک دوسرے کی طرف سے نیابت کر سکتے ہیں۔

(٤٩٩)۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ

عَزْرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ، قَالَ: ((مَنْ شُبْرُمَةُ؟)) قَالَ: أَخٌ لِي أَوْ قَرَابَةٌ لِي قَالَ: ((هَلْ حَجَجْتَ قَطُّ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَاجْعَلْ هَذِهِ عَنْكَ ثُمَّ لَبِّ عَنْ شُبْرُمَةَ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: لَبَّيْكَ عَنْ شُبْرُمَةَ۔ (میں شبرمہ کی طرف سے حاضر ہوں)، آپ ﷺ نے پوچھا: ''شبرمہ کون ہے؟'' اس نے کہا: میرا بھائی ہے، یا کہا کہ میرا ایک رشتہ دار ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو نے خود حج ادا کیا ہوا ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو پھر اس حج کو اپنی طرف سے ادا کر لے، پھر شبرمہ کی طرف سے لبیک کہنا۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۱۸۱۱، وابن ماجه: ۲۹۰۳

فوائد: ...... کسی کی طرف سے حج کی نیابت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس نے اپنا حج ادا کیا ہو۔

(۵۰۰)۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَوْدِيُّ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَا: ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، زَادَ ابْنُ هَاشِمٍ: وَكَانَ ثِقَةً عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ......

عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ؟ قَالَ: ((حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ))

سیدنا ابورزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میرا باپ بوڑھا ہو گیا ہے، وہ اب حج اور عمرہ ادا کرنے کی، بلکہ سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کر لو۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۱۸۱۰، والترمذی: ۹۳۰، وابن ماجه: ۲۹۰۶، والنسائی: ۵/ ۱۱۷

(۵۰۱)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ......

يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ: ((لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاقْضُوا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی، لیکن وہ یہ نذر پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس پر کوئی قرض ہوتا تو تم اس کو ادا کرتے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے

اللّٰهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ))

فرمایا: ''تو پھر اللہ تعالیٰ کو بھی ادائیگی کرو، بیشک وہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کے لیے یہ چیز پوری کی جائے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٦٩٩

فوائد: نذر اللہ تعالیٰ کا حق ہے، نذر ماننے والا اس کو پورا کرنے تک اللہ تعالیٰ کا مقروض رہتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنی نذر کو پورے کیے بغیر مر جاتا ہے تو اس کے لواحقین اللہ تعالیٰ کا یہ قرض ادا کریں۔

(٥٠٢)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةَ وَالْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ يُكَفِّرُ مَا بَيْنَهُمَا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حج مبرور کا بدلہ صرف جنت ہی ہے، اور ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ١٧٧٣، ومسلم: ١٣٤٩

فوائد: ......حج مبرور: وہ حج ہے جس میں کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔

(٥٠٣)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، بِنَحْوِهِ

یہ سابقہ حدیث ہی ہے۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

(٥٠٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ......

قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ سَمَّاهَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَسِيتُ اسْمَهَا: ((مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّي مَعَنَا الْعَامَ؟)) قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّهُ كَانَ لِي نَاضِحَانِ فَرَكِبَ أَبُو فُلَانٍ وَابْنُهُ لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا نَاضِحًا وَتَرَكَ نَاضِحًا يَنْضَحُ عَلَيْهِ الْمَاءَ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری عورت، جس کا انھوں نے نام بھی لیا تھا لیکن مجھے بھول گیا، سے فرمایا: ''کیا بات ہے کہ تم ہمارے ساتھ اس سال حج کے لیے نہیں جا رہی؟ اس نے عرض کیا: اللہ کے نبی! ہمارے پاس دو اونٹنیاں تھیں، میرا شوہر اور بیٹا ایک اونٹنی لے کر سفر پر روانہ ہو رہے ہیں اور ایک اونٹنی پیچھے چھوڑ رہے ہیں، اس پر ہم پانی لاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چلو جب ماہِ رمضان آئے تو عمرہ کر لینا، کیونکہ اس ماہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ تَعْدِلُ حَجَّةً أَوْ قَالَ بِحَجَّةٍ))

میں کیا گیا عمرہ، حج کے برابر ہوتا ہے۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ١٧٨٢، ١٨٦٣، ومسلم: ١٢٥٦

فوائد: ...... رمضان کے عمرہ کی فضیلت ثابت ہو رہی ہے، لیکن یہ عمرہ، حج سے کفایت نہیں کرے گا۔ امام ابن خزیمہ نے اس فضیلت کے بارے میں کہا: جب ایک چیز بعض امور اور معانی میں دوسرے کے مشابہ ہوتی ہے، تو اس کو بھی اس کی برابری کا حکم دے دیا جاتا ہے۔ نہ کہ خود اس چیز کا، یہی وجہ ہے کہ رمضان کے عمرے کے ذریعے سے فرضیت اور نذر والے حج کو ادا نہیں کیا جا سکتا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ گھر کی جائز ضروریات کو حج پر مقدم کرنا چاہیے، سبحان اللہ! آپ ﷺ کی شریعت میں کتنا اعتدال اور حسن ہے۔

اگر کوئی آدمی عمرہ کی طاقت رکھتا ہو، نہ کہ حج کی تو اسے چاہیے کہ رمضان میں عمرہ کرنے کو ترجیح دے، تاکہ زندگی میں وہ جو فریضہ ادا نہیں کر سکتا ہے، اس کا ثواب تو حاصل کر لے۔

(٥٠٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، فِيمَا حَدَّثَنَا مِنَ الْمَغَازِي، قَالَ: قَالَ مَعْمَرٌ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ......

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَدِيثَ صَاحِبِهِ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ، وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ وَبَعَثَ بَيْنَ يَدَيْهِ عَيْنًا لَهُ مِنْ خُزَاعَةَ يُخْبِرُهُ عَنْ قُرَيْشٍ، وَسَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِغَدِيرِ الْأَشْطَاطِ قَرِيبًا مِنْ عُسْفَانَ، أَتَاهُ عَيْنُهُ الْخُزَاعِيُّ، فَقَالَ: إِنِّي تَرَكْتُ كَعْبَ

مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم بیان کرتے ہیں، جبکہ وہ دونوں ایک دوسرے کی حدیث کی تصدیق کرتے تھے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ والے سال سولہ سترہ سو صحابہ سمیت مدینہ منورہ سے نکلے، جب ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہدی کو قلادہ ڈالا اور اس کو شعار لگایا اور عمرے کا احرام باندھا۔ آپ ﷺ نے بنو خزاعہ کا ایک آدمی بطور جاسوس اپنے آگے بھیجا، تاکہ وہ قریشیوں کے بارے میں مطلع رکھے، رسول اللہ ﷺ چلتے رہے، جب عسفان کے قریب غدیر الاشطاط کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ کا خزاعی جاسوس آیا اور اس نے کہا: میں کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ کئی نسلوں کے لوگ اور کئی لشکر جمع کر چکے ہیں، انھوں نے آپ سے لڑنا ہے اور آپ کو

بْنَ لُؤَيٍّ، وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ قَدْ جَمَعُوا لَكَ الْأَحَابِيشَ وَجَمَعُوا لَكَ جُمُوعًا وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَشِيرُوا عَلَيَّ۔)) فَذَكَرَ ابْنُ يَحْيَى الْحَدِيثَ بِطُولِهِ فِي صَدِّ الْمُشْرِكِينَ إِيَّاهُمْ عَنِ الْبَيْتِ وَقَالَ فِي آخِرِهِ بَعْدَ ذِكْرِ الْقَضِيَّةِ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: ((قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا۔)) وَذَكَرَ بَقِيَّةَ الْحَدِيثِ۔

بیت اللہ سے روکنا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اب مجھے مشورہ دو، کیا کیا جائے۔'' پھر راوی نے پوری حدیث ذکر کی جس کے مطابق مشرکوں نے آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو بیت اللہ سے روک دیا تھا، اس قصے کے آخر میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر اپنے صحابہ سے فرمایا: ''کھڑے ہو جاؤ، نحر کرو اور سر منڈوا دو۔'' پھر باقی حدیث ذکر کی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۷۳۱

فوائد: ...... آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر سر منڈوانے سے پہلے ہدی کو نحر کیا تھا اور اپنے صحابہ کو بھی یہی حکم دیا تھا، اس حدیث میں مُحْصَر کے افعال کی ترتیب بیان کی گئی ہے۔

جب حج وعمرہ کرنے والے شخص کو کسی بیماری، طوفان، سیلاب، دشمن یا کسی اور وجہ سے اس طرح روک دیا جائے کہ اس سے حج وعمرہ فوت ہو جائے تو ان تمام صورتوں کو احصار اور ایسے شخص کو مُحْصَر کہتے ہیں۔ ایسا شخص اسی مقام پر اپنا سر منڈوائے اور قربانی کرے اور احرام کھول کر حلال ہو جائے۔

لیکن اگر کوئی آدمی احرام باندھتے وقت ہی شرط لگا لے اور پھر واقعی کوئی رکاوٹ پیش آ جاتی ہے تو مُحْصَر کی طرح اس پر قربانی وغیرہ لازم نہیں ہوگی۔

(۵۰۶)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ...... يُخْبِرُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَّ رَجُلٌ عَنْ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ فَمَاتَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ایک آدمی اپنے اونٹ سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی، پس وہ فوت ہو گیا، جبکہ وہ احرام کی حالت میں تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو اور اس کو اس کے دو کپڑوں میں کفن دو اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو،

تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُهِلُّ۔))

کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کو اس حالت میں اٹھائے گا کہ یہ تلبیہ کہتا ہوگا۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ۱۸۵۱، ومسلم: ۱۲۰۶

(۵۰۷)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبِيْدَةُ يَعْنِي ابْنَ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثَنِي مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: وَقَصَتْ بِرَجُلٍ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يُكَفَّنَ فِي ثَوْبَيْهِ وَيُغْسَلَ وَلَا يُغَطَّى وَجْهُهُ وَلَا يُمَسَّ طِيْبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی کو اس کی سواری نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی، جبکہ وہ احرام کی حالت میں تھا، نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اس کو دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور اس کو غسل دیا جائے، لیکن اس کا چہرہ ڈھانپا جائے نہ اس کو خوشبو لگائی جائے، کیونکہ اس کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔"

تخريج: صحيح، وانظر الحديث السابق

فوائد: ......احرام کی حالت میں وفات پانے والے کے کتنے خوبصورت احکام بیان کیے جا رہے ہیں، ایسے لگ رہا ہے کہ یہ شخص مرنے کے بعد بھی محرم ہے، اس پر مستزاد یہ کہ یہ جس حالت میں فوت ہوا، قیامت والے دن اسی حالت میں اٹھے گا اور اس پر حج کی علامت موجود ہوگی۔

(۵۰۸)۔ أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ مَزِيْدٍ، أَنَّ أَبَاهُ، أَخْبَرَهُ، قَالَ: ثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيْرٍ، قَالَ: ثَنِي أَبُو سَلَمَةَ......

قَالَ: ثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ مَكَّةُ قَتَلَتْ هُذَيْلٌ رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ بِقَتِيْلٍ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ، وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو بنو ہذیل نے جاہلیت میں ہونے والے اپنے ایک قتل کے عوض بنو لیث کے آدمی کو قتل کر دیا، جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ سے ہاتھی کو روک لیا تھا اور اب اس پر اپنے رسول اور مومنوں کو مسلط کر دیا ہے، یہ شہر مجھ سے قبل کسی کے لیے حلال نہیں تھا، اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا، اور میرے لیے اب دن کی ایک گھڑی کے لیے حلال کیا گیا ہے،

نَهَارٍ وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ، لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا، وَلَا يُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ، وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُقَادَ وَإِمَّا أَنْ يُفَادَى.)) فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أَبُو شَاه فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اُكْتُبْ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اُكْتُبُوا لِأَبِي شَاه.)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِلَّا الْإِذْخَرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي مَسَاكِنِنَا وَقُبُورِنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِلَّا الْإِذْخَرَ إِلَّا الْإِذْخَرَ))

اور اب یہ اسی گھڑی سے حرمت والا ٹھہر چکا ہے، اس کا درخت نہ کاٹا جائے، اس کا کانٹا نہ اکھاڑا جائے، اس کی گری پڑی چیز نہ اٹھائی جائے، اعلان کرنے والا اٹھا سکتا ہے، اور جس کا کوئی قتل ہو جائے تو اس کو دو میں سے ایک اختیار دیا جائے گا، یا تو اس کو قصاص دلوایا جائے یا پھر اس کو فدیہ دیا جائے۔'' اہل یمن میں سے ابوشاہ نامی ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ میرے لیے یہ خطبہ لکھوا دو، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابو شاہ کے لیے لکھ دو۔'' اتنے میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! مگر اذخر کی اجازت دے دیجیے، کیونکہ ہم اس کو اپنے گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مگر اذخر، مگر اذخر یعنی اذخر گھاس کی اجازت ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۱۸۴۹، ومسلم: ۱۲۰۶

(۵۰۹)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَامٌ، حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، فَهُوَ حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، مَا أُحِلَّ لِأَحَدٍ فِيهِ الْقَتْلُ غَيْرِي وَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ وَمَا أُحِلَّ لِي فِيهَا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَهُوَ حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے دن فرمایا: ''بیشک یہ شہر حرمت والا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس دن سے حرمت والا قرار دیا ہے، جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا، پس یہ حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو روزِ قیامت تک حرام کر دیا ہے، اس میں میرے علاوہ کسی کے لیے قتل کو جائز نہیں قرار دیا گیا اور نہ میرے بعد قیامت تک کسی کے لیے حلال کیا جائے گا، اور میرے لیے صرف دن کی ایک گھڑی کے لیے حلال کیا گیا ہے، یہ حرمت والا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت کے دن تک حرام کر دیا ہے، اس کا کانٹا نہ کاٹا جائے، اس کا گھاس نہ اکھاڑا جائے اور اس کے شکار کو ڈرا کر بھگایا نہ جائے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۱۸۳٤، ومسلم: ۱۳۵۳

فوائد: ......اس میں مکہ مکرمہ کی حرمت وعظمت کا بیان ہے، اس حدیثِ مبارکہ سے یہ بات بھی عیاں ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں اور آپ کی موجودگی میں بتقاضۂ ضرورت احادیث لکھوائی جاتی تھیں۔

(۵۱۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِينَةِ مَا ذَعَرْتُهَا إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ)) قَالَ مَالِكٌ: حَرَمُ الْمَدِينَةِ بَرِيدٌ فِي بَرِيدٍ، وَاللَّابَتَانِ مِنَ الشَّجَرِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اگر میں مدینہ منورہ میں ہرن کو دیکھ لوں تو میں اس کو خوف زدہ نہیں کرتا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ کے دو حروں کے درمیان کی جگہ حرمت والی ہے۔'' امام مالک نے کہا: مدینہ منورہ کا حرم ایک مربع برید ہے، ''لَابَتَان'' درخت سے شروع ہوتے ہیں، اور یہ دو حرے ہیں۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۱۸۷۳، ومسلم: ۱۳۷۲

(۵۱۱)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ، لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے دو حروں کے درمیان والی جگہ کو حرام قرار دیا ہے، اس کے درخت کو نہ کاٹا جائے اور اس کے شکار کو ڈرا کر بھگایا نہ جائے۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ کے بھی اس محدود علاقے کو حرم والا قرار دیا گیا ہے۔

(۵۱۲)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَحْمُودٌ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَمَسْجِدِي هٰذَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پالان نہ کسے جائیں، مگر ان تین مساجد کی طرف: مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری یہ مسجد۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۱۸۹، ومسلم: ۱۳۹۷

فوائد: ......اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حصول برکت اور خاص ثواب کے ساتھ نماز پڑھنے کی نیت سے کسی مقام کی طرف سفر نہیں کیا جا سکتا، ماسوائے مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصی کے۔ تجارت، حصول علم یا کسی اور جائز مقصد کے لیے سفر کرنا اور بات ہے۔

شاہ ولی اللہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی بھی مسجد کی طرف بطور خاص سفر نہ کیا جائے۔'' میں یہ کہنا چاہوں گا کہ دورِ جاہلیت میں لوگ بزعم خود تعظیم والی جگھوں کی طرف سفر کر کے جاتے، ان کی زیارت کرتے اور ان سے تبرک حاصل کرتے، جبکہ ایسا کرنے میں واضح طور پر دین میں تحریف اور فساد پیدا ہوگا، اس لیے آپ ﷺ نے اس حدیث کے ذریعے یہ دروازہ ہی بند کر دیا، تاکہ غیر شعائر کو شعائر کے ساتھ نہ ملایا جائے اور غیر اللہ کی پوجا پاٹ کا کوئی سبب پیدا نہ ہو جائے، میری رائے کے مطابق حق یہ ہے کہ اس معاملے میں قبر، کسی ولی کی عبادت کا محل اور کوہِ طور وغیرہ، ان سب کا حکم ایک ہے (کہ تبرّک کے حصول اور خاص اجر و ثواب کی نیت سے ان مقامات کی طرف سفر کرنا منع ہے)۔ (حجۃ اللہ البالغۃ)

حج و عمرہ سے متعلقہ احادیث کا تذکرہ ختم ہوا، اب ہم حج و عمرہ کا مختصر طریقہ ذکر کرتے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر دلائل ذکر نہیں کیے گئے۔

حج و عمرہ کا مختصر طریقہ

دو اہم تنبیہات:

(۱)......خاص طور پر حج و عمرہ کی ادائیگی کے دوران کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے، بلکہ ممکنہ حد تک ہر ایک کے ساتھ احسان کیا جائے اور اس معاملے میں صبر و برداشت کا اعلیٰ معیار اختیار کیا جائے۔

(۲)......حج و عمرہ کی ادائیگی کے دوران تلبیہ کے اوقات میں تلبیہ اور ذکر کا اور باقی اوقات میں ذکر کا بھرپور اہتمام کیا جائے۔

حج کی تین اقسام ہیں:

(۱)......حج افراد: میقات سے صرف حج کی نیت سے احرام باندھنا۔

(۲)......حج قران: میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھنا۔

(۳)......حج تمتع: عمرہ کی نیت سے میقات سے احرام باندھنا اور عمرہ کر کے حلال ہو جانا، پھر آٹھ ذوالحجہ کو حج کی نیت سے احرام باندھنا۔

حج قران اور حج تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے، اگر قربانی کرنے کی طاقت نہ ہو تو دس روزے رکھے، تین حج کے دنوں میں اور سات واپس آ کر۔ حج افراد کرنے والے پر قربانی فرض نہیں ہے، البتہ وہ حصول ثواب کے لیے

قربانی کر سکتا ہے۔

اگر قربانی ساتھ ہو تو حج قران افضل ہے اور اگر قربانی نہ ہو تو حج تمتع افضل ہے۔

حج کا احرام صرف تین مہینوں شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ، میں باندھا جا سکتا ہے، اِن کو اشہرِ حج کہتے ہیں، البتہ عمرہ سال کے کسی حصے میں ادا کیا جا سکتا ہے۔

حج وعمرہ کے مواقیت مکانیہ ان مقامات کو کہتے ہیں، جن کو رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا، تا کہ حج وعمرہ ادا کرنے والا وہاں سے احرام باندھے اور نیت کرے، وہ مقامات یہ ہیں: ذوالحلیفہ، جُحفہ، قرن المنازل، یلَملَم، ذات عرق، یہ مقامات مختلف ممالک کے باشندوں کے لیے ہیں اور جو لوگ ان مقامات کے اندر رہتے ہیں، وہ اپنے گھروں سے ہی احرام باندھے گے۔

حج یا عمرہ کی نیت کرنے والے کے لیے ان مقامات سے بغیر احرام کے گزرنا جائز نہیں ہے، اگر کوئی گزر جاتا ہے تو اس پر فرض ہے کہ وہ میقات پر واپس آ کر احرام باندھے، وگرنہ اس پر دَم پڑ جائے گا، یعنی وہ ایک بکری ذبح کر کے حرم مکہ کے فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کرے گا۔

احرام سے پہلے:

احرام سے پہلے درج ذیل امور مسنون ہیں:

غسل کرنا، تیل و کنگھی کرنا، خوشبو استعمال کرنا، خواتین کا خوشبو استعمال نہ کرنا، حیض و نفاس والی خواتین کا غسل کر کے حالتِ احرام میں آنا۔

حالتِ احرام:

مرد کے لیے احرام کی دو چادریں ہیں، اگر سفید ہوں تو بہتر ہے، ایک چادر کو تہبند بنا لے اور دوسری چادر اوپر اوڑھ لے، سر اور چہرہ کھلا رکھے۔ ہر قسم کا جوتا پہن سکتا ہے، البتہ ٹخنے چھپے ہوئے نہ ہوں، پھر "لَبَّيْكَ حَــجَّةً" یا "لَبَّيْكَ عُمْرَةً" یا "لَبَّيْكَ حَجَّةً وَعُمْرَةً" کے الفاظ کہہ کر حج یا عمرہ یا دونوں کی مشغولیت کی نیت کرے اور تلبیہ پڑھے۔

عورت معمول کی مطابق سادہ لباس پہنے، کسی رنگ کی کوئی پابندی نہیں۔

دورانِ احرام ممنوعہ امور:

مرد کے لیے قمیص، جبہ، شلوار، پگڑی، ٹوپی اور موزے پہننا۔

خوشبو استعمال کرنا۔

دستانے استعمال کرنا۔

نکاح و منگنی کرنا۔

ہر قسم کی معصیت، جھگڑا اور میاں بیوی کی شہوانی گفتگو یا بوس و کنار کرنا۔

خشکی کا شکار کرنا۔

عورت کا برقعہ یا مخصوص عربی نقاب استعمال کرنا۔

ناخن تراشنا۔

بال کاٹنا یا مونڈنا۔

تنبیہ: اگر کسی محرِم کو وقت سے پہلے کسی مجبوری کی بنا پر حجامت کروانا پڑ جائے تو حجامت بنوا لے، لیکن یہ فدیہ ادا کرے: تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا ایسے جانور کی قربانی کرے جو قربانی کے لائق ہو۔

اسی طرح اگر کوئی محرِم خشکی کے جانور کا شکار کر بیٹھے تو وہ اس جانور کی مثل (صورت یا قیمت میں ملتا جلتا) جانور مکہ مکرمہ میں لے کر ذبح کرے اور اس کا گوشت مسکینوں میں تقسیم کر دے، یا جانور کی جو قیمت ہو، اس سے کھانا خرید کر مسکینوں کو کھلا دے یا جتنے مسکینوں کا کھانا بنتا ہو، ہر ہر مسکین کے بدلے میں ایک ایک روزہ رکھے۔

دورانِ احرام جائز امور:

نہانا، احرام کا لباس تبدیل کرنا، سر یا بدن کھجانا، کپڑے دھونا، چھتری استعمال کرنا، کمر بند یا پیٹی استعمال کرنا، بیگ لٹکانا، تہبند نہ ہو تو شلوار یا پاجامہ پہننا، مرغی یا بکری وغیرہ ذبح کرنا، سانپ، بچھو، چوہا، پاگل کتا اور کوے کو مارنا۔

تلبیہ:

کلماتِ تلبیہ:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ، لَبَّيْكَ لا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ، لا شَرِيْكَ لَكَ۔

آپ ﷺ تلبیہ میں یہ الفاظ بھی کہتے تھے: ''لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ''

آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ یہ اضافہ بھی کرتے تھے: ''لَبَّيْكَ ذَا الْمَعَارِجِ ، لَبَّيْكَ ذَا الْفَوَاضِلِ''

مرد بلند آواز سے تلبیہ پڑھیں اور خواتین غیر محرم مردوں کے سامنے آہستہ کہیں۔

مدتِ تلبیہ: عمرہ کرنے والا ابتدائے احرام سے ''طوافِ قدوم'' شروع کرنے تک اور حج کرنے والا ابتدائے احرام سے دس ذوالحجہ کو جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ جاری رکھے گا۔

طوافِ قدوم (طوافِ آمد):

حج افراد، حج قران یا حج تمتع کرنے والا مکہ مکرمہ پہنچتے ہی جو طواف کرتا ہے، اس کو طوافِ قدوم کہتے ہیں۔ حج تمتع کرنے والے کا یہی طواف ''طوافِ عمرہ'' بھی ہوتا ہے، اس لیے وہ اس کے بعد سعی اور حجامت کروا کر عمرے سے حلال ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص اتنے تنگ وقت میں مکہ مکرمہ پہنچے کہ اسے طوافِ قدوم کرنے کی وجہ سے وقوفِ عرفات کے فوت ہو

جانے کا اندیشہ ہو تو وہ طوافِ قدوم کیے بغیر عرفات میں پہنچ جائے، ایسے شخص پر کوئی دَم نہیں پڑے گا۔

طوافِ قدوم کا طریقہ:

مرد حضرات یہ طواف شروع کرنے سے پہلے احرام کی اوپر والی چادر کو دائیں کندھے کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر اس طرح ڈالیں کہ دایاں کندھا ننگا ہو جائے، اس طریقے کو ''اضطباع'' کہتے ہیں۔

بعض لوگ احرام پہنتے ہی دایاں کندھا ننگا کر لیتے ہیں، یہ جہالت ہے۔ ''اضطباع'' کا تعلق صرف طوافِ قدوم کے سات چکروں سے ہے۔

حجر اسود کے استلام کا طریقہ:

طواف کے ہر چکر کے شروع میں حجر اسود کا استلام کیا جاتا ہے، درج ذیل طریقوں میں سے ممکنہ طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے:

(۱)......اس کو بوسہ دیا جائے۔

(۲)......حجر اسود کو دائیں ہاتھ سے چھو کر ہاتھ کو چوم لیا جائے۔

(۳)......حجر اسود کو چھڑی وغیرہ سے چھو کر چھڑی کے اس حصے کو بوسا دیا جائے۔

(۴)......دور سے ہاتھ یا چھڑی وغیرہ سے حجر اسود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے "بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا جائے، اس طریقے میں ہاتھ یا چھڑی کا بوسہ نہیں لیا جائے گا۔

تنبیه: رکن یمانی سے گزرتے وقت اس کو ہاتھ سے چھوئیں، اگر ہاتھ نہ لگ سکے تو آگے گزر جائیں۔ رکن یمانی کو بوسہ دینا یا اس کی طرف اشارہ کرنا مسنون عمل نہیں ہے۔

طواف:

یہ احکام ذہن نشین کر کے طواف شروع کریں اور درج ذیل امور کا خیال رکھیں:

حجر اسود کے استلام کے بعد خانہ کعبہ کے پہلے تین چکروں میں حجر اسود سے لے کر رکن یمانی تک چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کر اور کندھے ہلا ہلا کر ہلکی دوڑ لگائیں، اس کو ''رمل'' کہتے ہیں، پھر رکن یمانی سے لے کر حجر اسود تک عام چال چلیں اور باقی چار چکروں میں بھی عام چال چلیں۔

اہل علم کا اجماع ہے کہ عورتیں طواف کے دوران رمل اور صفا مروہ کی سعی کے دوران دوڑنے سے مستثنیٰ ہیں، وہ پورے طواف اور سعی میں اپنی عام چال چلیں گی۔ (ملاحظہ ہو: ابو بکر محمد بن ابراہیم نیسابوری کی کتاب "الاجماع")

دوران طواف رکن یمانی سے حجر اسود تک یہ مخصوص دعا ہے:

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾

اس دعا کے علاوہ طواف کی کوئی مخصوص دعا نہیں ہے، البتہ ذکرِ الٰہی اور مسنون دعاؤں میں مصروف رہا جائے اور گفتگو کم کی جائے۔

اہل علم کا اجماع ہے کہ اگر طواف کے چکروں میں شک پڑ جائے تو یقینی تعداد کو اختیار کر کے تعداد کو پورا کیا جائے۔

مقام ابراہیم پر دو رکعتیں:

طواف سے فارغ ہو کر یہ آیت ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ پڑھتے ہوئے مقام ابراہیم کی طرف بڑھیں، کندھا ڈھانپ لیں اور دو رکعت اس طرح ادا کریں کہ مقام ابراہیم، آپ اور بیت اللہ کے درمیان آ جائے۔ ضروری نہیں کہ آپ مقام ابراہیم کے قریب کھڑے ہوں۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص کی تلاوت کریں۔

اگر ہجوم وغیرہ کی وجہ سے مقام ابراہیم کو سامنے نہ رکھا جا سکے تو مسجدِ حرام میں جو جگہ مناسب ملے، وہیں دو رکعتیں پڑھ لے۔

پھر زمزم کے کنویں پر جا کر خوب سیر ہو کر پانی پئیں اور سر پر بھی ڈالیں۔

پھر دوبارہ حجر اسود کے قریب آ کر اس کا استلام کریں۔

اگر طواف قدوم سے پہلے یا بعد میں کوئی نماز ادا کرنی پڑ جائے تو کندھوں کو ڈھانپ لیں، پھر جونہی طواف شروع کریں تو دایاں کندھا ننگا کر لیں، نماز میں کندھے کو ننگا رکھنا منع ہے۔

تنبیہ: رمل اور اضطباع صرف طوافِ قدوم میں ہیں۔

کسی عذر کی وجہ سے کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی سواری پر بھی کی جا سکتی ہے۔

حیض و نفاس والی خواتین بیت اللہ کا طواف پاک ہونے تک مؤخر کریں گی۔

بیت اللہ میں طواف اور نماز کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھا جا سکتا ہے، وہاں کوئی وقت مکروہ نہیں ہے۔

اگر طواف اور سعی کے میں دوران کوئی انسانی حاجت یا شرعی عذر پیدا ہو جائے تو واپس آ کر طواف اور سعی کو وہیں سے دوبارہ شروع کیا جائے جہاں سے چھوڑا تھا۔

حج قران اور حج افراد کرنے والے افراد کے لیے صفا مروہ کی ایک سعی لازم ہے، البتہ ان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ یہ سعی طواف قدوم کے بعد کر لیں یا دس ذوالحجہ کو طوافِ افاضہ کے بعد۔

عمرہ ادا کرنے کا طریقہ:

عمرہ میں گزشتہ کام یعنی بیت اللہ کا طواف، مقام ابراہیم پر دو رکعتیں، آبِ زمزم کا پینا اور حجر اسود کا دوبارہ استلام کرنے کے بعد دو کام ہیں، ایک صفا مروہ کی سعی اور دوسرا حجامت بنوانا، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

صفا مروہ کی سعی:

جب صفا پہاڑی کے قریب ہوں تو یہ آیت پڑھیں: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ اس کے بعد کہیں: نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ۔

پھر پہاڑی پر چڑھ جائیں، یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آ جائے، پھر قبلہ رخ ہو کر دعا کرنے والی کی طرح ہاتھ اٹھا لیں اور درج ذیل الفاظ کے ساتھ اللہ تعالی کی توحید وتکبیر بیان کریں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

یہ کلمات تین دفعہ پڑھیں اور ان کے درمیان جو چاہیں دعا مانگیں اور پھر مروہ کی طرف چل پڑیں، جب وادی میں پہنچیں تو ہلکی ہلکی دوڑ لگائیں، اب سبز لائٹس کے ذریعے سے وادی کی ابتداء وانتہاء کی نشاندہی کی گئی ہے، جب آپ مروہ پر پہنچیں گے تو ایک چکر مکمل ہو جائے گا، پھر آپ مروہ پر وہی عمل دوہرائیں گے جو صفا پر کیا تھا، اس طرح سات چکر پورے کریں، تکبیر ودعا کا عمل ہر چکر کے شروع میں کیا جائے۔

سعی کے بعد حجامت بنوائیں، بالوں کو کتروانا اور منڈوانا دونوں طرح جائز ہے، البتہ منڈوانا افضل ہے، پہلے سر کی دائیں جانب سے حجامت کروائیں اور پھر بائیں جانب سے، عورتوں کو صرف کتروانے کا حکم ہے، منڈوانے کا نہیں۔

اجماع ہے کہ گنجا شخص سر منڈوانے کی نیت سے اپنے سر پر استرا پھروائے گا۔

عمرہ کرنے والا اور حج تمتع کرنے والا حجامت کے بعد احرام کھول کر حلال ہو جائے گا، حج کرنے والا آٹھ ذوالحجہ کو دوبارہ احرام باندھے گا۔

حج کا بیان:

حج افراد اور حج قران کرنے والے حضرات اپنے سابقہ احرام کو برقرار رکھیں گے، حج تمتع کرنے والے آٹھ ذوالحجہ کو سابقہ طریقے کے مطابق احرام باندھ لیں گے اور سب لوگ اپنی اپنی قیام گاہوں سے آٹھ ذوالحجہ کی صبح کو منیٰ کے لیے چل پڑھیں اور سنت کے مطابق زوال سے پہلے منیٰ پہنچ کر وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کو سفری نمازوں کی طرح اور اپنے اپنے وقت پر ادا کریں۔

9 ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے میدان عرفات کی طرف تلبیہ، تکبیر اور تسبیح پڑھتے ہوئے روانہ ہوں۔ آپ ﷺ نے عرفات میں داخل ہونے سے پہلے مقام نمرہ میں لگے ہوئے خیمے میں آرام کیا، زوال آفتاب کے بعد مقام عرنہ میں خطبہ ارشاد فرمایا اور ظہر کے وقت میں ظہر وعصر دونوں نمازوں کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ قصر کے ساتھ ادا کیا، بیچ میں یا آخر میں کوئی نفلی نماز ادا نہ کی، پھر آپ ﷺ ان نمازوں سے فارغ ہو کر میدانِ عرفات میں

داخل ہوئے، بیت اللہ کی طرف منہ کر کے غروبِ آفتاب تک ذکر و دعا میں مصروف رہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

وقوفِ عرفات کا اصل وقت مذکورہ بالا طریقے کے مطابق ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد شروع ہوتا ہے، آپ ﷺ اس سے پہلے نمرہ اور عرنہ میں قیام پذیر رہے، یاد رہے کہ مسجد نمرہ کا بڑا حصہ عرفات میں داخل نہیں ہے۔

عرفات سارے کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے، جبل رحمت کے قریب ہونا ضروری نہیں۔

عرفہ کے دن کی بہترین دعا یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

۹ ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب کے بعد اور نمازِ مغرب کو ادا کیے بغیر عرفات کے میدان سے مزدلفہ کی جانب روانہ ہو جائیں اور مغرب وعشا کی تین اور دو رکعتیں مزدلفہ میں پہنچ کر ادا کریں، جبکہ درمیان میں اور بعد میں کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے، اس رات کو نمازِ تہجد بھی ادا نہ کی جائے، (۱۰) ذوالحجہ کی نمازِ فجر بالکل اول وقت میں ادا کی جائے، پھر مشعر حرام کے پاس آ کر قبلہ رخ ہو کر صبح کی روشنی خوب پھیلنے تک ذکر و دعا میں مشغول رہا جائے اور طلوعِ آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ کی طرف روانہ ہوا جائے، راستے میں وادیٔ محسر کو تیزی سے عبور کیا جائے، تلبیہ جاری رکھا جائے۔

آپ ﷺ نے مشعرِ حرام کے پاس وقوف کیا تھا، لیکن پورا مزدلفہ حجاج کے لیے جائے قیام ہے۔

⊙ کمزور اور بیمار افراد رات کو چاند غائب ہونے کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جا سکتے ہیں، لیکن وہ طلوعِ آفتاب کے بعد ہی جمرے کو کنکریاں ماریں گے۔

⊙ کنکریاں مزدلفہ سے اٹھانا ضروری نہیں، منی سے بھی لی جا سکتی ہیں۔

۱۰ ذوالحجہ کے کام:

آپ ﷺ نے اس دن درج ذیل امور بالترتیب سرانجام دیے:

⊙ جمرۂ عقبہ کی رمی، قربانی، حجامت، طوافِ افاضہ، صفا مروہ کی سعی، منیٰ کو واپسی۔

⊙ اگر کوئی آدمی ترتیب برقرار نہ رکھ سکے تو کوئی حرج یا کفارہ نہیں ہے، تاہم ترتیب قائم رکھنا افضل ہے۔

رمی کرنا:

جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کا افضل وقت طلوعِ آفتاب سے زوال تک ہے، اگر کوئی شخص رات کو کنکریاں مارلے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

کنکریاں مارنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جمرۂ عقبہ کی طرف اس طرح منہ کریں کہ بیت اللہ بائیں جانب اور منی دائیں جانب ہو، پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ایک ایک کر کے سات کنکریاں ماری جائیں۔

آج کل جو نظام مرتب کیا گیا ہے، اس کے مطابق کنکری حوض میں گرنی چاہیے، پھر وہ خود بخود جمرے تک پہنچ جائے گی۔ اگر عذر ہو تو کنکریاں مارنے کے لیے کسی کو اپنا نائب بنا سکتے ہیں۔

قربانی کرنا:

حج قران اور حج تمتع کرنے والے پر قربانی کرنا واجب ہے، اس کی استطاعت نہ ہونے کی صورت میں حاجی دس روزے رکھے، تین ایام حج میں اور سات واپس آ کر، حج کے دنوں والے تین روزے ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ سے تیرہ تاریخ تک رکھے، البتہ (۱۰) ذوالحجہ کو روزہ نہ رکھے۔ حج افراد کرنے والے پر قربانی لازم نہیں ہے، البتہ حصول اجر وثواب کے لیے کر سکتا ہے۔

اس قربانی میں قربانی کے جانور والی تمام شرائط کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

⊙ اونٹ اور گائے میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں، حج کے علاوہ اونٹ کی قربانی میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں، ایک شخص ایک سے زیادہ قربانیاں بھی کر سکتا ہے۔

⊙ قربانی (۱۳) ذوالحجہ کے دن غروب آفتاب تک جائز ہے۔

⊙ منیٰ میں قربانی کرنا افضل ہے، البتہ مکہ شہر میں بھی یہ عمل کیا جا سکتا ہے۔

خود قربانی کرنا اور اس کا گوشت کھانا مسنون عمل ہے۔

حجامت بنوانا:

اس کا طریقہ پہلے گزر چکا ہے، لیکن اب کی بار جسم کی مکمل صفائی کی جائے، جسم کے غیر ضروری بال اور ناخن کٹوائیں اور غسل کر کے عام جسمانی میل کچیل دور کریں۔

تنبیہ: احرام کی وجہ سے جو پابندیاں عائد ہوئی تھیں، اب وہ ختم ہوگئیں ہیں، ماسوائے میاں بیوی کی صحبت کے، لہٰذا حاجی لوگ معمول کا لباس پہن سکتے ہیں۔

اہم تنبیہ: اگر کہا جائے کہ تمام حاجی اس مسئلہ سے غافل ہیں تو یہ زیادتی نہیں ہوگی، مسئلہ یہ ہے کہ اگر شام تک طواف افاضہ نہ کیا جا سکے تو حاجی کو دوبارہ احرام پہننا پڑتا ہے، جو وہ طواف افاضہ مکمل کرنے کے بعد اتارے گا۔ اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ غروبِ آفتاب کے بعد یہ طواف کر رہے ہوتے ہیں، جبکہ انھوں نے عام کپڑے پہنے ہوتے ہیں۔

طوافِ افاضہ:

یہ طواف حج کا رکن ہے، اس کو طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں، سنت یہ ہے کہ اس طواف کو جلد از جلد ادا کر لیا جائے، آپ ﷺ (۱۰) ذوالحجہ کو یہ طواف کر کے ظہر کے وقت منیٰ میں پہنچ گئے تھے، اگر کوئی شرعی عذر ہو تو اس طواف کو (۱۳) ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب سے پہلے تک مؤخر کیا جا سکتا ہے، لیکن ایسی صورت میں مکمل احرام میں ٹھہرنا پڑے گا۔

طواف کا طریقہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، فرق صرف یہ ہے کہ اس طواف میں نہ کندھا ننگا رکھا جائے گا اور نہ رمل کیا جائے گا۔

اس طواف کے بعد حاجی مکمل طور پر حلال ہو جاتا ہے، حتی کہ بیوی سے مباشرت بھی کر سکتا ہے۔

صفا مروہ کی سعی:

حج تمتع کرنے والا طوافِ زیارت کے بعد صفا مروہ کی سعی کرے گا، اس کا طریقہ بھی پہلے گزر چکا ہے، البتہ حج افراد اور حج قران کرنے والے لوگوں نے اگر طوافِ قدوم کے بعد سعی کر لی تھی تو اب دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر انھوں نے اُس وقت سعی نہیں کی تھی، تو وہ بھی اب سعی کریں گے۔

مِنٰی کو واپسی:

حجاج کرام کو چاہیے کہ وہ طوافِ افاضہ اور سعی مکمل کر کے پہلی فرصت میں مِنی میں واپس پہنچ جائیں، بلا عذر تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

مِنٰی میں قیام:

ذوالحجہ کی (۱۱، ۱۲، ۱۳) تاریخوں کو ایام تشریق کہتے ہیں، یہ مِنی میں ٹھہرنے اور ذکرِ الٰہی اور کھانے پینے کے دن ہیں، ان دنوں میں سب سے اہم کام زوال کے بعد تینوں جمروں کو کنکریاں مارنا ہے، حاجیوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ بارہ تاریخ کوری کر کے حج سے فارغ ہو جائیں اور مکہ واپس آ جائیں، تیرہ کو تو پھر واپس آنا ہی ہے۔

رمی کرنے کا مسنون طریقہ:

(۱۱) ذوالحجہ کو تینوں جمروں کو کنکریاں ماری جاتی ہیں، جمرہ اولی کے قریب ہوں اور اس کی جانب یوں منہ کریں کہ بیت اللہ بائیں اور مِنی کا میدان دائیں جانب آ جائے، ساتویں کنکری مار کر تھوڑا سا پیچھے کو ہٹ جائیں اور قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھا کر تادیر دعا کریں، پھر اسی طریقے کے مطابق جمرہ وسطی کو کنکریاں مار کو اس کے پاس بھی ہاتھ اٹھا کر تا دیر دعا کریں، پھر اسی طرح جمرۂ عقبہ کی ری کریں، لیکن اس کے پاس ٹھہرنے اور دعا کرنے کا عمل نہیں کیا جائے گا۔

⊙ جو حجاج (۱۲) ذوالحجہ کو مِنی سے واپس آنا چاہتے ہوں، وہ صرف بارہ تاریخ کو ہی کنکریاں ماریں گے، نہ کہ تیرہ کی بھی۔

⊙ نبی کریم ﷺ مِنی کی راتوں میں بیت اللہ کی زیارت کیا کرتے تھے۔

طوافِ وداع:

جب حج یا عمرہ کرنے والا شخص مکہ مکرمہ چھوڑنے لگے تو خانہ کعبہ کا الوداعی طواف کرنا اس پر واجب ہے، اس کو طوافِ وداع کہتے ہیں، جن خواتین کو روانگی کے وقت حیض یا نفاس کا خون آیا ہوا ہو، اور وہ اس سے پہلے طوافِ زیارت کر چکی ہوں تو اُن کو طوافِ وداع نہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔

حج وعمرہ کے بارے میں مزید ہدایات:

اگر کوئی رکن رہ جائے تو حج وعمرہ کا کوئی اعتبار نہیں رہے گا اور اگر واجبات میں سے کوئی چیز رہ جائے تو دَم واجب

آئے گا۔

ارکانِ عمرہ:

(۱) احرام

(۲) طواف

(۳) سعی

واجباتِ عمرہ:

(۱) میقات سے احرام باندھنا

(۲) سر منڈوانا یا بال کتروانا

ارکانِ حج:

(۱) احرام

(۲) طواف افاضہ (طواف زیارت)

(۳) عرفات میں ٹھہرنا

(۴) صفا مروہ کے درمیان سعی

واجبات حج:

(۱) میقات سے احرام باندھنا

(۲) دن کو پہنچنے والے کے لیے غروب آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا

(۳) فجر تک مزدلفہ میں رات گزارنا، معذور لوگ آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے روانہ ہو سکتے ہیں

(۴) ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا

(۵) ایام تشریق میں جمرات کو کنکریاں مارنا

(۶) سر منڈوانا یا بال کتروانا

(۷) طوافِ وداع

كِتَابُ الْجَنَائِزِ
جنائز کی کتاب

"جَنائِز" کا واحد "جِنَازَۃ" یا "جَنَازَۃ" ہے، اس کے معنی میت کے تابوت یا چارپائی کے ہیں۔
مسلمان میت کی بخشش اور بلندیٔ درجات کے لیے مخصوص انداز میں پڑھی جانے والی نماز کو "صَلَاۃُ الْجَنَازَۃ" کہتے ہیں۔
اس کتاب کے آخر میں یعنی "کِتَابُ الْبُیُوْع" سے پہلے نماز جنازہ کا مختصر طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

(۵۱۳)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدِ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثَنَا أَبُو خَالِدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قریب الموت لوگوں کو "لا الٰہ الا اللّٰہ" کی تلقین کیا کرو۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۹۱۷

فوائد: ......قریب الموت لوگوں کو "لا الٰــہ الا اللّٰـہ" کی تلقین کرنی چاہیے۔ عوام الناس میں مشہور ہے کہ قریب الموت آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھنا چاہیے، اسے تلقین نہیں کرنی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تلقین قبول کرنے سے انکار کر دے۔ یہ محض عوامی خیال اور تکلف ہے جو حدیث کے متصادم ہے، اللہ تعالی اپنے بندوں کو ثابت قدمی اور استقامت نصیب کرتا ہے، حدیث کے واضح الفاظ موجود ہیں کہ ایسے لوگوں کو تلقین کی جائے۔
اگر عوام کا یہ خیال درست ہی سمجھ لیا جائے تو ایسا شخص کلمہ پڑھنے والوں کو یہ بھی تو کہہ سکتا ہے کہ تم لوگوں نے کیا شور مچا رکھا ہے۔ اس صورت میں بھی اس کا انکار لازم آئے گا۔ دراصل اللہ تعالی اپنے نیک بندوں کو ہر حال میں ثابت قدمی اور ایسی تلقین قبول کرنے کی توفیق سے نوازتا ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم حدیث پر عمل کریں، ان شاء اللہ اس کے عمدہ نتائج برآمد ہوں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی شخص کی خاص صورتحال کو سامنے رکھ کر کوئی اور حکمت عملی اختیار کی جائے۔

(۵۱۴)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَ: ثَنَا النَّضْرُ يَعْنِي ابْنَ شُمَيْلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ حَفْصَةَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ:

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہم سے جن

كَانَ مِمَّا أُخِذَ عَلَيْنَا أَنْ لَا تَنُحْنَ۔

امور کا معاہدہ لیا گیا تھا، ان میں ایک یہ تھا کہ ہم نوحہ نہ کریں۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٩٣٦

(٥١٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَا: ثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((شُعْبَتَانِ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ: الطَّعْنُ فِي النَّسَبِ وَالنِّيَاحَةُ، قَالَ ابْنُ يَحْيَى: وَقَالَ مَرَّةً: لَنْ يَدَعَهَا النَّاسُ))

سیدہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ دورِ جاہلیت کی دو چیزوں کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے، نسب میں طعن کرنا اور نوحہ کرنا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٦٧

فوائد: ......نسب پر طعن کرنے سے مراد آدمی کا اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا ہے، یا کسی کو اس کے باپ، ماں یا برادری کی بنا پر طعنہ دینا کہ وہ تو فلاں کمینے باپ کا بیٹا ہے یا اس کا تعلق تو فلاں گھٹیا برادری سے ہے۔

(٥١٦)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، ح وَثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) وَفِي حَدِيثِ ابْنِ هَاشِمٍ قَالَ: ثَنِي زُبَيْدٌ۔

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ہم میں سے نہیں ہے جو رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی پکار پکارے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١١٩٧، ومسلم: ١٠٣

فوائد: ......جس رونے کا تعلق آنکھ کے آنسوؤں اور دل کے غم کے ساتھ ہو، وہ جائز ہے، بلکہ اس کی تعریف کی گئی ہے کیونکہ یہ رونا دل کی نرمی کا نتیجہ ہے، اس ضمن میں ایسی آواز بھی نکل سکتی ہے جس کے سامنے شدتِ غم کی وجہ سے آدمی مغلوب ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ رونے کی ہر صورت کو نوحہ اور خلافِ شرع قرار دیا جائے گا، مثلا بلند آواز سے رونا، واویلا کرنا، اول فول بکنا، چیخنا، جاہلیت والی پکاریں پکارنا، روتے ہوئے یا اونچی آواز سے میت کے فضائل و محاسن اور عادات و اطوار کا تذکرہ کرنا، مثلا: ہائے میرے بازو، ہائے میرے مددگار، او بہادرا، گریبان چاک کرنا، رخسار پیٹنا، سر منڈانا، ممنوعہ الفاظ کہنا، اپنے لیے بددعا کرتے ہوئے رونا۔

عام آواز میں میت کی نیکیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے حق میں شہادت دینا درست ہے، مثلاً: وہ نمازی تھا، روزے دار تھا، اللہ تعالیٰ کا بڑا اطاعت گزار تھا، حقوق العباد ادا کرتا ہے، اس لیے اس کے بارے میں حسن ظن یہ ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے نرم رویہ اختیار کرے گا۔ لیکن اس بارے میں بھی تکلف نہ برتا جائے۔

۵۱۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا النُّفَيْلِيُّ ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، قَالَ: ثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ عَبَّادٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا أَرَادُوا غُسْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَلَفُوا فِيهِ فَقَالُوا: وَاللّٰهِ! مَا نَدْرِي أَنُجَرِّدُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثِيَابِهِ كَمَا نُجَرِّدُ مَوْتَانَا أَوْ نَغْسِلُهُ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ؟ قَالَتْ: فَلَمَّا اخْتَلَفُوا أَلْقَى اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّوْمَ حَتَّى مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا وَذَقْنُهُ فِي صَدْرِهِ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُكَلِّمٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَدْرُونَ مَنْ هُوَ أَنِ اغْسِلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَعَلَيْهِ قَمِيصُهُ قَالَتْ: فَقَامُوا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُونَهُ وَعَلَيْهِ قَمِيصُهُ يَصُبُّونَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيصِ وَيُدَلِّكُونَهُ بِالْقَمِيصِ دُونَ أَيْدِيهِمْ ، قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ: لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَهُ إِلَّا نِسَاؤُهُ ، فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ غُسْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ صُحَارِيِّينَ وَبُرْدِ حِبَرَةٍ أُدْرِجَ فِيهِنَّ إِدْرَاجًا كَمَا حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب صحابۂ کرام نے نبیٔ کریم ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو ان کا اس مسئلے میں اختلاف پڑ گیا، وہ کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہمیں یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے کپڑے اتار دیں، جیسے دوسری میتوں کے اتارتے ہیں یا آپ ﷺ کو کپڑوں سمیت ہی غسل دے دیں، جب وہ اس اختلاف میں پڑے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اس طرح نیند ڈالی کہ ہر بندے کی ٹھوڑی اس کے سینے پر جا پڑی، پھر گھر کے کونے سے کلام کرنے والے ایک آدمی نے کلام کیا، وہ نہیں جانتے کہ وہ کون تھا، اس نے آواز دی کہ نبیٔ کریم ﷺ کو قمیص سمیت غسل دے دو، پس وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کھڑے ہوئے اور قمیص سمیت آپ کو غسل دیا۔ وہ قمیص کے اوپر ہی سے پانی بہاتے اور قمیص کے ساتھ ہی جسد اطہر کو ملتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یہ صورتحال دیکھ کر کہتی تھیں: مجھے جس چیز کا بعد میں علم ہوا، اگر پہلے اس کا پتہ چل جاتا تو آپ کی بیویاں ہی آپ کو غسل دیتیں، پھر جب وہ رسول اللہ ﷺ کے غسل سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، دو کپڑے سرخی مائل خاکی رنگ کے تھے اور ایک دھاری دار چادر تھی، آپ ﷺ کو ان کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا۔

الْحُسَيْنِ، وَالزُّهْرِيُّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

تخریج: اسناده حسن ..... أخرجه أبو داود: ۳۱٤۱، وابن ماجه: ۱٤٦٤

فوائد: ......صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو معجزانہ طور پر متنبہ کیا گیا، اس میں نبی کریم ﷺ کی شان و عظمت کا بیان بھی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سے ثابت ہوا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔ مسند احمد کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ''(عائشہ!) اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا کہ تم مجھ سے قبل فوت ہو جاؤ، اگر ایسے ہوا تو میں تم کو غسل دے کر کفن پہناؤں گا اور پھر تمہاری نمازِ جنازہ پڑھ کر تجھے دفن کر دوں گا۔''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ مسلک ہے کہ خاوند بیوی کو غسل نہیں دے سکتا، کیونکہ موت کی وجہ سے ان میں جدائی پیدا ہو جاتی ہے، یہی وجہ یہ ہے کہ بیوی کے مرنے کے بعد اس کی بہن اُس مرد کے لیے حلال ہو جاتی ہے۔

اس میں تو کوئی شک و شبہ نہیں کہ بیوی کی بہن اس خاوند کے لیے حلال ہو جاتی ہے، یہ شرعی حکم ہے، لیکن عقل کو دخل دیتے ہوئے ایک شرعی حکم کی روشنی میں دوسرے شرعی حکم کو ردّ کرنا مناسب نہیں، جس نبی نے اپنی زوجۂ محترمہ کو غسل دینے کا عزم کر کے ایک شرعی حکم کی وضاحت کی، اسی طرح شریعت کا یہ اصول ہے کہ بیوی کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی بہن شوہر کے لیے حلال ہو جاتی ہے۔ اگر عقل کی روشنی میں فیصلے کرنے ہیں تو گزارش ہے کہ مرد کا اپنی ساس سے نکاح کرنا حرام ہے، تو کیا بیوی کی وفات کے بعد ساس سے نکاح کرنا حلال ہو جائے گا؟ کیونکہ بیوی سے اس کا رشتہ تو منقطع ہو چکا ہے۔ شرعی احکام کو ہو بہو تسلیم کیا جانا چاہیے۔ بیوی زندہ ہو یا فوت ہو جائے، اس کی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے، البتہ بیوی کی وفات کے بعد اس کی بہن، بھانجی اور بھتیجی وغیرہ کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔

ابن منذر نے کہا: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت، اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ان کی زوجہ محترمہ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان کو غسل دیں، چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ام عبداللہ کو غسل دیا تھا، نیز سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا تھا۔

(۵۱۸)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: ((اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي آخِرِهِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا: ''اس کو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ تین یا پانچ دفعہ غسل دو یا اگر ضرورت محسوس کرو تو اس سے زیادہ مرتبہ نہلا دو، آخری بار کچھ کافور ملا لینا، پھر جب غسل سے

مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي)) فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ وَقَالَ: ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ))

فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔'' چنانچہ جب ہم غسل سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کو اطلاع دی، آپ نے اپنے ازار کا کپڑا ہمیں دیا اور فرمایا: ''اس کو اس چادر میں لپیٹو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۸، ومسلم: ۹۳۹

فوائد: ......آپ ﷺ کی یہ بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں، آٹھ سن ہجری کے اوائل میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ سنن ابی داود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((اَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَالِكَ اِنْ رَأَيْتُنَّهُ)) ......''یا سات مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو، اگر تم اس کی ضرورت محسوس کرو۔'' ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کم از کم تین دفعہ غسل دینا ضروری ہے، اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ دفعہ بھی دیا جا سکتا ہے، لیکن طاق عدد کا خیال رکھنا چاہیے۔

(۵۱۹)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، قَالَ: ثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، مِنْ بَيْنِ الْقَوْمِ عَنْ حَفْصَةَ، وَابْنُ سِيرِينَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ))

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی بیٹی کے غسل کے موقع پر انہیں) فرمایا: ''اس کی دائیں جانب سے اور اعضائے وضو سے غسل شروع کرو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۶۷، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ومسلم: ۹۳۹.

فوائد: ......غسل دینے والا میت کی دائیں جانب کھڑا ہو اور پہلے اس طرف کے وضو والے اعضا دھوئے، اس کے بعد جسم کی دائیں جانب کو دھوئے اور پھر یہی عمل بائیں جانب کھڑا ہو کر کرے، اس طرح ایک دفعہ غسل مکمل ہو جائے گا۔ میت کو وضو کروانے کے بارے میں کوئی صحیح اور واضح روایت نہیں ہے، سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((فَإِذَا فَرَغْتِ مِنْ غَسْلِ سُفْلَتِهَا غَسْلًا نَقِيًّا بِمَاءٍ وَسِدْرٍ فَوَضِّئِيهَا وُضُوءَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اغْسِلِيهَا)) ......''جب تو اس کے نچلے حصے کو پانی اور بیری کے پتوں سے اچھی طرح دھونے سے فارغ ہو جائے تو اسے نماز والا وضو کرواؤ، پھر غسل دو۔'' (معجم کبیر طبرانی: ۲۵/ ۱۲۴)

لیکن امام البانی نے (سلسلہ ضعیفہ: ۵۹۵۷) میں کہا: یہ حدیث منکر ہے۔ حافظ ذہبی نے ''المیزان'' میں کہا: اس کی ایک طویل حدیث میت کے غسل کے بارے میں ہے، لیکن وہ منکر ہے، حافظ ابن حجر نے ان کے کلام کو ''اللسان'' میں برقرار رکھا۔

میت کو غسل دینے کے بارے میں مروی صحیح روایات کا خلاصہ یہ ہے:

(۱)......کم از کم تین دفعہ غسل دیا جائے، بتقاضۂ ضرورت زیادہ دفعہ بھی دیا جا سکتا ہے، لیکن طاق عدد کا خیال رکھا جائے۔

(۲)...... پانی میں بیری کے پتے ڈالنے چاہئیں، اگر میسر نہ ہوں تو صابن وغیرہ سے صفائی کی جا سکتی ہے۔

(۳)...... آخری دفعہ پانی میں خوشبو ملا لینی چاہیے، کافور افضل ہے۔

(۴)...... مینڈھیاں وغیرہ کھول کر سر کو بالوں سمیت اچھی طرح دھونا چاہیے۔

(۵)...... بالوں کی باقاعدہ کنگھی کرنی چاہیے اور عورت کی تین مینڈھیاں بنا کر پیچھے کو ڈال دینی چاہئیں۔

(۶)...... دائیں جانب سے غسل شروع کیا جائے اور ہر جانب کو دھوتے وقت اعضائے وضو کو مقدم کیا جائے۔

(۷)...... مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں ہی غسل دیں، البتہ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

بعض لوگ میت کو تین ڈھیلوں کے ساتھ استنجا کرواتے ہیں، یہ طریقہ محض تکلف ہے، غسل دینے والے کو چاہیے کہ اگر مناسب سمجھے تو پیٹ کو ہلکا سا دبا دے تاکہ ممکنہ حد تک گندگی کا اخراج ہو جائے، پھر متاثرہ جگہ کو دھو کر مذکورہ بالا طریقے کے مطابق غسل دے دے۔

(۵۲۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَعْلَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: وَضَفَرْنَا رَأْسَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ وَأَلْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی تین مینڈھیاں بنائیں اور ان کو پیچھے کی طرف ڈال دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۲۵۳، ۱۲۵٤، ۱۲۵۸، ومسلم: ۹۳۹

فوائد: ...... امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کی رائے یہی ہے کہ عورت کی اس طرح تین مینڈھیاں بنائی جائیں، البتہ احناف کا خیال یہ ہے کہ عورت کے بالوں کو کھلا رکھ کر اس کے چہرے پر اور پیچھے ڈال دیے جائیں، دلیل کی روشنی میں پہلی رائے راجح ہے۔

(۵۲۱)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُفِّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں کوئی قمیص اور پگڑی نہیں تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۲٦٤، ومسلم: ۹٤۱

فوائد: ...... تین چادریں بچھا دی جائیں اور ان کے اوپر میت کو رکھ کر ان کو اس پر لپیٹ دیا جائے۔

عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینے والی درج ذیل حدیث ضعیف ہے، لہٰذا عورت کو بھی مرد کی طرح تین کپڑوں میں کفن دیا جائے گا۔

سیدہ لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: كُنْتُ فِيمَنْ غَسَّلَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہا عِنْدَ وَفَاتِهَا وَكَانَ أَوَّلَ مَا أَعْطَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ الْحِقَاءُ ثُمَّ الدِّرْعُ، ثُمَّ الْخِمَارُ، ثُمَّ الْمِلْحَفَةُ، ثُمَّ أُدْرِجَتْ بَعْدُ فِي الثَّوْبِ الْآخِرِ، قَالَتْ: وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَابِ مَعَهُ كَفَنُهَا يُنَاوِلُنَاهُ ثَوْبًا ثَوْبًا۔ ...... میں ان عورتوں میں شامل تھی، جنہوں نے سیدہ ام کلثوم بنت رسول رضی اللہ عنہا کو ان کی وفات کے موقع پر غسل دیا تھا۔ ان کے کفن کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ہمیں اپنے تہبند کی چادر دی، اس کے بعد بالترتیب قمیص، دوپٹہ اور ایک بڑی چادر دی، پھر ان کو ایک اور کپڑے میں لپیٹ دیا گیا۔ سیدہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کا کفن تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کر کے یہ کپڑے ہمیں دیئے۔'' (ابوداود: ٣١٥٧، اسناده ضعيف لجهالة نوح بن حكيم الثقفي، وأما الرجل الذي يقال له داود، فالله اعلم من هو)

(٥٢٢)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ، قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ......

عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يُوجَدْ لَهُ شَيْءٌ يُكَفَّنُ فِيهِ إِلَّا نَمِرَةً، فَكُنَّا إِذَا وَضَعْنَاهَا عَلٰى رَأْسِهِ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا وَضَعْنَاهَا عَلٰى رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ضَعُوهَا مِمَّا يَلِي رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ)) وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا۔

سیّدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی، اس لیے اللہ تعالیٰ پر ہمارا ثواب ثابت ہو گیا (جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے)۔ پھر ہم میں بعض لوگ ایسے تھے جو اپنے عمل کا اجر کھائے بغیر اللہ کے پاس چلے گئے، ان میں سے ایک سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو احد کے دن شہید ہو گئے، ہمیں ان کے کفن کے لیے صرف ایک دھاری دار چادر مل سکی اور وہ بھی اس قدر مختصر تھی کہ جب ہم ان کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور جب ان کے پاؤں کو ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس چادر کو سر والی جانب رکھو اور اس کے پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دو۔'' جبکہ ہم میں بعض ایسے بھی ہیں جن کا پھل تیار ہو چکا اور اب وہ اسے چن رہا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٢٧٦، ٣٩١٣، ٣٩١٤، ٤٠٤٧، ومسلم: ٩٤٠

فوائد: ......سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ شہید تھے اور شہید کو انھی کپڑوں میں کفن دیا جاتا ہے جو اس نے پہنے ہوتے ہیں، ہاں

اگر وہ کپڑے پھٹ چکے ہوں یا ناقص ہوں تو دوسرے کپڑوں میں کفن دیا جا سکتا ہے، اسی قسم کا مسئلہ یہاں پیش آیا ہوگا کہ سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ کو کسی اور چادر میں کفن دیا گیا۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ۔

مجبوری کے وقت ایک یا دو چادروں میں کفن دینا بھی درست ہے۔

آخری جملے کا مطلب فتوحات کے نتیجے میں ملنے والی غنیمتیں اور دوسرے اسباب دنیا ہیں۔

(٥٢٣)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الثِّيَابِ الْبِيضِ، لِيَلْبَسْهَا أَحْيَاؤُكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ))

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفید لباس کا اہتمام کرو، تمھارے زندہ لوگ یہ لباس پہنیں اور اپنے مردوں کو اس میں کفن دیا کرو۔''

تخريج: حديث صحيح، أخرجه النسائي: ٤/ ٣٤، والترمذي: ٢٨١٠، وابن ماجه: ٣٥٦٧

فوائد: ...... ہمارے ہاں کفن کے لیے سفید کپڑے کا اس قدر اہتمام کیا جاتا ہے کہ گویا یہ رنگ شرط ہے، حالانکہ میت کو دھاری دار چادروں میں کفن دینا بھی درست ہے، جیسا کہ سیّدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ وَجَدَ سَعَةً، فَلْيُكَفِّنْ فِي ثَوْبِ حِبَرَةٍ)) ...... ''جس آدمی میں استطاعت ہو تو وہ (میت کو) یمن کے دھاری دار کپڑے میں کفن دے۔'' (ابوداود: ٣١٥٠)

(٥٢٤)۔ حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو......

سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: أَتَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ بَعْدَمَا أُدْخِلَ حُفْرَتَهُ، فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ أَوْ فَخِذَيْهِ فَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ فَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عبد اللہ بن ابی کی قبر پر تشریف لائے، جبکہ اس کو قبر میں رکھا جا چکا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اس کو باہر نکالا گیا، آپ نے اس کو اپنے گھٹنوں اور رانوں پر رکھا اور اپنا لعاب اس پر ڈالا اور اپنی قمیص اس کو پہنائی۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

تخريج: أخرجه البخاري: ١٢٧٠، ١٣٥٠، ٥٧٩٥، ومسلم: ٢٧٧٣

فوائد: ...... رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے بیٹے عبد اللہ نے تبرک کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کا مطالبہ کیا تھا۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق انھوں نے کہا تھا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلْبِسْ اَبِيْ قَمِيْصَكَ الَّذِيْ يَلِيْ جِلْدَكَ۔ ...... اے اللہ کے رسول! آپ میرے باپ کو وہ قمیص پہنائیں، جو آپ کے چمڑے سے لگتی رہی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دلجوئی کرتے ہوئے ایسے کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے بعد میں درج ذیل آیات کے ذریعے ان

امور کا سلسلہ ہی ختم کر دیا تھا:

﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ (سورۂ توبہ: ۱۰۸) ...... ''اگر ان میں سے کوئی مرجائے تو آپ اس کا جنازہ ہرگز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں، یہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر ہیں اور مرتے دم تک فاسق رہے ہیں۔''

﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (سورۂ توبہ: ۸۰) ...... ''آپ ان کے لیے تو استغفار کریں یا نہ کریں، اگر آپ ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کریں تو بھی اللہ انھیں ہرگز نہ بخشے گا، یہ اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے، ایسے فاسق لوگوں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔''

(۵۲۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَمْسٌ يَجِبُ لِلْمُسْلِمِ عَلَى أَخِيهِ: رَدُّ السَّلَامِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق واجب ہیں، سلام کا جواب دینا، چھینکنے والے کو ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہنا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے کے پیچھے چلنا اور دعوت قبول کرنا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۲۱۶۲

فوائد: ......نمازِ جنازہ کا تعلق میت کے اپنے حق سے ہے، نہ کہ اہل میت کے حق سے، البتہ تعزیت کا تعلق میت کے لواحقین سے ہے۔

(۵۲۶)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ مَشَى مَعَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ أَحَدُهُمَا أَوْ أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ، وَقَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نمازِ جنازہ ادا کی، اس کے لیے ایک قیراط ہے اور جو اس کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ اس کو دفن کر دیا گیا، اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ ان میں ایک یا چھوٹا قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔'' ابن مقرء کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

وَمَنْ تَبِعَهَا حَتَّى يُفْرَغَ مِنْهَا))

''اور جو اس کے ساتھ رہا، یہاں تک کہ اس کی تدفین سے فارغ ہو گیا تو اس کو دو قیراط اجر ملے گا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٣٢٣، ١٣٢٤، ١٣٢٥، مسلم: ٩٤٥

فوائد: ......اس حدیث میں میت کے ساتھ جانے، نماز جنازہ پڑھنے اور تدفین تک ساتھ رہنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ نماز جنازہ پڑھ کر واپس آ جانے والے کو اجر وثواب کا ایک قیراط اور نماز کے بعد تدفین سے فارغ ہونے کے بعد آنے والے کو دو قیراط ملیں گے۔ ''قیراط'' عرب کے ہاں تھوڑی مقدار کے ایک وزن کا نام تھا، جو درہم کے بارہویں حصے کے برابر تھا، ان احادیث میں یہ قیراط مراد نہیں ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے خود اس کی وضاحت فرما دی ہے کہ یہ قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔

(٥٢٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ فَإِنْ يَكُ خَيْرًا فَخَيْرًا تُقَدِّمُونَهُ وَإِنْ يَكُ شَرًّا فَشَرًّا تُلْقُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنازے میں جلدی کرو، اگر وہ نیک ہے تو تم اسے خیر کی طرف بھیج رہے ہو اور اگر وہ برا ہے تو وہ شر ہے جسے تم اپنے کندھوں سے اتار رہے ہو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٣١٥، ومسلم: ٩٤٤)

فوائد: ......نمازِ جنازہ میں بے جا تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔

(٥٢٨)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَحْمُودٌ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا لَهَا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ أَوْ تُوضَعَ))

سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو تو اس کے لیے کھڑے ہو جایا کرو، یہاں تک کہ وہ آگے گزر جائے یا اس کو رکھ دیا جائے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٣٠٨، ومسلم: ٩٥٨

(٥٢٩)۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ، قَالَ: ثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ......

يَقُولُ: سَمِعْتُ مَسْعُودَ بْنَ الْحَكَمِ، يَقُولُ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِي جَنَازَةٍ فَقُمْنَا وَرَأَيْتُهُ قَعَدَ فَقَعَدْنَا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ جنازے کے لیے کھڑے ہوئے، پس ہم بھی کھڑے ہوئے، لیکن پھر آپ کو دیکھا کہ آپ بیٹھے رہتے تھے اور ہم بھی بیٹھے رہتے تھے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٩٦٢

(٥٣٠)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ...... عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتَ جَنَازَةً فَإِنْ لَمْ تَكُنْ مَعَهَا مَاشِيًا فَقُمْ لَهَا حَتَّى تُخَلِّفَكَ أَوْ تُوضَعَ۔)) قَالَ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رُبَّمَا تَقَدَّمَ الْجَنَازَةَ فَقَعَدَ فَإِذَا رَآهَا قَدْ أَشْرَفَتْ قَامَ حَتَّى تُوضَعَ قَالَ وَرُبَّمَا سَتَرَ بِهِ۔

سیدنا ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تو جنازے کو دیکھے تو اس کے لیے کھڑا ہو جایا کر، یہاں تک کہ وہ آگے گزر جائے یا اس کو رکھ دیا جائے، اگرچہ تو اس کے ساتھ چلنے والا نہ ہو۔'' بسا اوقات سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جنازے سے آگے گزر جاتے، پھر جب وہ ان کو نظر آتا تو کھڑے ہو جاتے، یہاں تک کہ اس کو رکھ دیا جاتا اور بسا اوقات پردہ کر لیتے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ١٣٠٨، ومسلم: ٩٥٨

فوائد: ......ان احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ پہلے آپ ﷺ میت کے لیے کھڑے ہونے کا اہتمام کرتے تھے، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے اس عمل کو چھوڑ دیا تھا۔

لہٰذا میت کے لیے کھڑا ہونا منسوخ ہو چکا ہے، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ کی یہی رائے ہے۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جنازے کے لیے کھڑے ہوتے تھے، یہاں تک کہ اسے لحد میں رکھ دیا جاتا۔ ایک دن ایک یہودی عالم آپ ﷺ کے پاس سے گزرا اور کہا: ہم بھی اسی طرح کرتے ہیں، آپ ﷺ بیٹھ گئے اور فرمایا: ((اِجْلِسُوْا خَالِفُوْهُمْ)) ......''بیٹھ جاؤ اور ان کی مخالفت کرو۔'' (ابو داود: ٣١٧٦)

لیکن امام احمد رحمہ اللہ اور دوسرے کچھ ائمہ کی رائے یہ ہے کہ یہ قیام منسوخ نہیں ہوا، بلکہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر میت کے لیے کھڑے نہ ہونے کی رخصت دی ہے، اصل حکم یہی ہے کہ کھڑا ہوا جائے۔

لیکن سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی رو سے اول الذکر مسلک قوی معلوم ہوتا ہے۔

(٥٣١)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، قَالَ: ثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، وَهِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہمیں جنازوں کے ساتھ چلنے سے منع تو کیا گیا، لیکن اس معاملے میں ہم پر سختی نہیں کی گئی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ١٢٧٨، ومسلم: ٩٣٨

فوائد: ......منع کرنے والے نبی کریم ﷺ تھے، جیسا کہ دوسری روایات میں وضاحت کی گئی ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا حرام نہیں ہے۔

(٥٣٢)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: ثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُلٌّ قَدْ كَانَ خَمْسًا وَأَرْبَعًا فَأُمِرَ بِأَرْبَعٍ۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ساری صورتیں تھیں، پانچ تکبیریں بھی تھیں اور چار بھی، پھر ان کو چار کا حکم دیا گیا۔

تخریج: ضعيف ...... أخرجه البيهقي في "السنن الكبرى": ٤/ ٣٧ ...... سعيد بن المسيب لم يسمع من عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

فوائد: ......اس روایت میں جنازے کی تکبیروں کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ سنن بیہقی (٦٩٤٦) کی درج ذیل روایت میں وضاحت کی گئی ہے:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ أَرْبَعًا وَخَمْسًا فَاجْتَمَعْنَا عَلَى أَرْبَعٍ فِي التَّكْبِيرِ عَلَى الْجِنَازَةِ...... یہ ساری صورتیں تھیں، چار بھی تھیں اور پانچ بھی، لیکن ہم نے جنازے میں چار تکبیروں پر اتفاق کر لیا۔

(٥٣٣)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: ثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى......

أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُكَبِّرُ عَلَى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا وَأَنَّهُ كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَأَلُوهُ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا أَوْ كَبَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ابن ابی لیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہا کرتے تھے، ایک دن انھوں نے پانچ تکبیریں کہہ دیں، جب لوگوں نے ان سے سوال کیا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے پانچ تکبیریں بھی کہی ہیں۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٩٥٧

فوائد: ......اس موضوع سے متعلقہ تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیراتِ نمازِ جنازہ کی تعداد کم از کم چار ہے اور زیادہ سے زیادہ نو ہے، البتہ آٹھ تکبیرات کے بارے میں کوئی خاص نص نہیں ہے، بعض روایات موقوف ہیں، لیکن ان کا

حکم مرفوع کا ہے، کیونکہ ان میں ذاتی رائے کا دخل نہیں ہے۔ زیادہ تر احادیث میں چار تکبیرات ہی کا ذکر ہے۔ نو تکبیرات کے دلائل درج ذیل ہیں:

سیّدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس میں نو تکبیرات کہیں۔ (معانی الآثار للطحاوی: ۱/ ۲۹۰)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی میت پر کھڑے ہوئے،......، پھر آپ کے حکم کے مطابق ان کو قبلہ کی سمت میں لایا گیا اور آپ نے نو تکبیرات کہیں۔ (معجم کبیر للطبرانی: ۳/ ۱۰۷)

(٥٣٤)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ......

قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ: تَقْرَأُ بِهَا؟ قَالَ: إِنَّهَا سُنَّةٌ وَحَقٌّ۔

طلحہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتدا میں نمازِ جنازہ ادا کی، انھوں نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی، میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا: کیا تم اس سورت کی تلاوت کرتے ہو؟ انھوں نے کہا: بیشک یہ تو سنت اور حق ہے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۱۳۳۵

(٥٣٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ......

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِهَذَا۔

عبد اللہ بن عوف رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھی، پھر اوپر والی بات ذکر کی۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

(٥٣٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَرَأَ عَلَى جَنَازَةٍ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَجَهَرَ بِالْقِرَائَةِ وَقَالَ: إِنَّمَا جَهَرْتُ لِأُعْلِمَكُمْ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک اور سورت کی جہری قراءت کی اور پھر کہا: میں نے جہری آواز میں اس لیے قراءت کی ہے، تاکہ تم کو بتا سکوں کہ یہ سنتِ نبوی ہے اور امام نے اس کو کافی کیا۔

أَنَّها سُنَّةٌ ، وَالْإِمَامُ كَفَهَا۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه البخاري: ١٣٣٥ دون لفظة "وسورة"، وأخرجه النسائي: ١٩٨٧

فوائد: نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کے بعد مزید تلاوت بھی کی جائے، جیسا کہ دوسری نمازوں میں حکم ہے۔

(٥٣٧)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ، قَالَ: ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ ، قَالَ: ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، قَالَ: ثَنِي أَبِي......

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ ، أَخِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ فَجَهَرَ حَتَّى سَمِعْنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخَذْتُ بِيَدِهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: سُنَّةٌ وَحَقٌّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ: ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ: وَسُورَةٍ۔

عبد اللہ بن عوف رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نمازِ جنازہ ادا کی، پس انھوں نے سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ ایک اور سورت کی اتنی بلند آواز سے تلاوت کی کہ ہم نے سنی، پس جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان سے اس بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: یہ سنت ہے اور حق ہے۔

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کا وہی حکم ہے، جو اس کا عام فرضی اور نفلی نمازوں میں ہے، غور طلب بات ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کی اور پھر اس کے بارے میں سوال کے جواب میں کہا: یہ عمل سنت اور حق ہے۔

درج حدیث بھی اپنے عموم کی بنا پر نمازِ جنازہ کو شامل ہے:

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))...... ''اس آدمی کی کوئی نماز نہیں، جو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا۔'' (صحیح بخاری: ٧٥٦، صحیح مسلم: ٣٩٤)

(٥٣٨)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، قَالَ: ثَنِي مُعَاوِيَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ ، سَمِعَ جُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيَّ......

يَقُولُ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيَّ ، يَقُولُ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةٍ

سیّدنا عوف بن مالک اشجعی انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک میت کی نماز جنازہ پڑھتے دیکھا، میں نے سمجھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا

فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنْ لَوْ كُنْتُ أَنَا ذَلِكَ الْمَيِّتُ۔

پڑھی: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (اے اللہ! اس کو بخش دے، اس پر رحم فرما، اسے عافیت دے، اس کو معاف کر دے، اس کی قیام گاہ کو عزت والا بنا، اس کے داخل ہونے والی جگہ کو وسیع فرما دے، اس کو پانی، برف اور اولوں سے دھو دے، اس کو گناہوں سے یوں پاک کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا، تو اس کے گھر کی بہ نسبت اچھا گھر، اہل کی بہ نسبت اچھے اہل اور بیوی کی بہ نسبت اچھی بیوی عطا فرما، اس کو جنت میں داخل کر دے اور اس کو عذابِ قبر سے نجات دلا)۔'' اور میں نے تمنا کی کہ کاش یہ میری میت ہوتی۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٩٦٣

فوائد: ...... یہ بڑی جامع دعا ہے، میت کے لیے ہر قسم کی خیر و بھلائی کا سوال کیا گیا ہے، عوام الناس ایسی دعائیں یاد کرنے کا اہتمام کریں، تاکہ اچھے انداز میں نمازِ جنازہ پڑھ سکیں۔

(٥٣٩)۔ حَدَّثَنَا بَحْرٌ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: ثَنِي مُعَاوِيَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ هَذَا الْحَدِيثِ أَيْضًا۔

سیدنا عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ...... اسی طرح کی حدیث بیان کی۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

(٥٤٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ......

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ

امام سعید بن میسب رحمہ اللہ کہتے ہیں: نمازِ جنازہ میں سنت یہ

سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، يُحَدِّثُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: السُّنَّةُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ أَنْ تُكَبِّرَ ثُمَّ تَقْرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ تُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تُخْلِصَ الدُّعَاءَ لِلْمَيِّتِ وَلَا تَقْرَأْ إِلَّا فِي التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى ثُمَّ تُسَلِّمَ فِي نَفْسِهِ عَنْ يَمِينِهِ۔

ہے کہ تو تکبیر کہے، پھر سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرے، پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے اور پھر اخلاص کے ساتھ میت کے لیے دعا کرے، قراءت صرف پہلی تکبیر میں کرو، پھر دل میں دائیں طرف سلام پھیرنا ہے۔

تخريج: صحيح ...... أخرجه عبد الرزاق: ٦٤٢٨، والحاكم: ١/ ٣٦٠، والبيهقي: ٤/ ٣٩

(٥٤١)۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: ثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ......

عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى مَيِّتٍ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا))

ابو ابراہیم کے باپ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز جنازہ ادا کی اور وہ بھی موجود تھے، آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا۔'' (اے اللہ! تو ہمارے زندوں اور فوت شدگان کو، حاضرین اور غائبین کو، چھوٹوں اور بڑوں کو اور ہمارے مردوں اور عورتوں کو بخش دے)۔

تخريج: صحيح لغيره، أخرجه الترمذي: ١٠٢٤

فوائد: ...... درج ذیل حدیث میں یہ دعا کچھ تفصیل کے ساتھ وارد ہوئی ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کی نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دعا کرتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ۔ (اے اللہ! تو ہمارے زندوں اور فوت شدگان کو، حاضرین اور غائبین کو، چھوٹوں اور بڑوں کو اور ہمارے مردوں اور عورتوں کو بخش دے، اے اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھنا چاہے، اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو فوت کرنا چاہے، اس کو ایمان پر فوت کر)۔ (ابوداود: ۳۲۰۱، ترمذی: ۱۰۲۴، ابن ماجہ: ۱۴۹۸)

یہ دعا بھی جامع ہے اور ہر مسلمان کو شامل ہے۔

(٥٤٢)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثَنَا

الشَّيْبَانِيُّ......

عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: ثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَزَعَمَ أَنَّهُ شَهِدَ ذٰلِكَ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرٍ قَدْ دُفِنَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقَالُوا: هٰذَا قَبْرُ فُلَانٍ تُوُفِّيَ الْبَارِحَةَ فَكَرِهْنَا أَنْ نُؤْذِيَكَ لَيْلًا فَيُصِيبَكَ بِشَيْءٍ أَوْ يَشُقَّ عَلَيْكَ فَدَفَنَّاهُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْنَا خَلْفَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ اس واقعہ میں موجود تھے کہ نبی کریم ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے، گزشتہ رات کو ہی اس میت کو دفن کیا گیا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: یہ فلاں کی قبر ہے، وہ گزشتہ رات کو فوت ہوا تھا، ہم نے ناپسند کیا کہ آپ کو رات کو تکلیف دیں اور کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی چیز آپ کا نقصان کر دے یا آپ کو مشقت میں ڈالے، اس لیے ہم نے اس کو دفن کر دیا تھا، آپ ﷺ وہیں کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صفیں بنائیں، پس آپ نے نمازِ جنازہ ادا کی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۲۴۷، ۱۳۱۹، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۶، ۱۳۴۰، ومسلم: ۹۵۴

فوائد: ......دفن کر دیے جانے والی میت پر بھی نماز جنازہ ادا کی جا سکتی ہے، اگرچہ اس کی نماز جنازہ پہلے پڑھی جا چکی ہو، کیونکہ ظن غالب یہی ہے کہ صحابہ کرام نے نماز جنازہ پڑھ کر ہی اس آدمی کو دفنایا ہوگا۔ اس ضمن میں مخصوص قیدوں کی شرط لگانا باطل ہے، مثلاً: وہ آدمی دوبارہ نمازِ جنازہ نہ پڑھے جو پہلے پڑھ چکا ہو، یا تدفین سے تیسرے دن تک نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے، یا ایک ماہ تک، یا جب تک کہ جسم تر نہ ہو جائے، یا جب تک جسم مٹی نہ بن جائے۔ نیز نماز جنازہ کی اس صورت کو آپ ﷺ کے ساتھ خاص کرنا بھی درست نہیں، کیونکہ اس خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

(۵۴۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ، يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس دن نجاشی فوت ہوا، اسی دن رسول اللہ ﷺ نے اس کی موت کی خبر دی، پھر نماز گاہ کی طرف نکلے، لوگوں کی صفیں بنوائیں اور چار تکبیرات کہیں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۲۴۵، ومسلم: ۹۵۱

فوائد: ...... یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ حبشہ میں ہونے والی وفات کا اسی دن آپ ﷺ کو پتہ چل گیا۔ حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہوتا تھا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: ظاہر بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھنے کے

لیے جنازہ گاہ یا عید گاہ کی طرف اس لیے گئے تا کہ مسلمانوں کی بڑی تعداد جمع ہو جائے اور یہ بات بھی مشہور ہو جائے کہ اس نے اسلام پر وفات پائی ہے، کیونکہ بعض لوگوں کو اس کے مسلمان ہونے کا علم ہی نہ تھا۔

یہ حدیث غائبانہ نماز جنازہ کی قوی دلیل ہے، اس حدیث کی کوئی تاویل کرنا بلا دلیل ہے۔

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى قَتْلٰى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِيْ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَاءِ وَالْأَمْوَاتِ۔ (صحیح بخاری: ٤٠٤٢) ...... رسول اللہ ﷺ نے احد کے شہداء پر آٹھ سالوں کے بعد نماز پڑھی، ایسے لگ رہا تھا کہ آپ ﷺ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہیں۔

(٥٤٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي الْمُعَلِّمَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ ...

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى أُمِّ فُلَانٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسَطَهَا.

سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام فلاں (یعنی سیدہ ام کعب رضی اللہ عنہا)، جو نفاس کی حالت میں فوت ہوئی تھیں، کی نماز جنازہ پڑھی اور اس (میت) کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٣٣٢، ١٣٣١، ومسلم: ٩٦٤

فوائد: ...... امام کو عورت میت کے درمیان میں کھڑے ہونا چاہیے اور درج ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد میت کے سر کے سامنے کھڑا ہونا چاہیے۔

ابو غالب کہتے ہیں کہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس مرد کا جنازہ لایا گیا، پس وہ چار پائی (یعنی میت) کے سر کے پاس کھڑے ہوئے، پھر جب عورت کا جنازہ لایا گیا تو وہ اس سے نیچے چار پائی کے برابر کھڑے ہوئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو علاء بن زیاد نے ان سے کہا: اے ابوحمزہ! کیا رسول اللہ ﷺ بھی مرد اور عورت کے جنازے میں اسی طرح کھڑے ہوا کرتے تھے جس طرح میں نے آپ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، پھر علاء بن زیاد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یہ مسئلہ یاد کر لو۔ (ابوداود: ٣١٩٤، ابن ماجہ: ١٤٩٤، ترمذی: ١٠٣٤، واللفظ لاحمد)

(٥٤٥)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ......

قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا، يَزْعُمُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا صَلَّى عَلَى تِسْعِ جَنَائِزَ جَمِيعًا جَعَلَ الرِّجَالَ يَلُونَ الْإِمَامَ وَالنِّسَاءَ يَلُونَ الْقِبْلَةَ فَصَفَّهُمْ صَفًّا وَوُضِعَتْ جَنَازَةُ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

امام نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اکٹھے نو جنازے پڑھائے، مردوں کی میتوں کو امام کی طرف رکھا گیا اور عورتوں کی میتوں کو قبلہ کی طرف، پھر ان کو قطاروں میں رکھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم، جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، اور ان کا زید نامی بیٹا ایک قطار میں تھے، اس دن سیدنا سعید

امْرَأَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَابْنٍ لَهَا يُقَالُ لَهُ زَيْدٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ صَفًّا جَمِيعًا وَالْإِمَامُ يَوْمَئِذٍ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَفِي النَّاسِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ وَأَبُو قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَوُضِعَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ فَقَالَ رَجُلٌ: فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ فَنَظَرْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ فَقَالُوا: هِيَ السُّنَّةُ۔

بن عاص رضی اللہ عنہ امام تھے اور مقتدیوں میں سیدنا ابن عباس، سیدنا ابوہریرہ، سیدنا ابوسعید اور سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہم تھے، پس بچے کو امام کی طرف رکھ دیا گیا، ایک آدمی نے کہا: مجھے تو یہ ترتیب پسند نہیں، لیکن جب میں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابوسعید اور سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا تو کہا: یہ کیا ترتیب ہے؟ انھوں نے کہا: یہ سنت ہے۔

تخریج: صحيح ...... أخرجه النسائي: ٤/ ٧١

(٥٤٦)۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: ثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ابْنُ جُرَيْجٍ، وَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ ......

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ قُبِضَ فَكُفِّنَ فِي كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ وَقُبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِنْسَانٌ إِلَى ذَلِكَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور ایسے آدمی کا ذکر کیا، جو فوت ہوا اور اسے معمولی سا کفن دے کر رات کو ہی دفن کر دیا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھے بغیر رات کو دفن کرنے سے منع کر دیا، الا یہ کہ بندہ مجبور ہو جائے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو وہ اچھا کفن دیا کرے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٩٤٣

فوائد: ......اس حدیث میں گھٹیا اور ناقص کفن سے گریز کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، اس معاملے میں زیادہ غلو بھی نہیں ہونا چاہیے۔ متوسط درجے کے کپڑے میں کفن دینا چاہیے۔

(٥٤٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ زَنْجُوَيْهِ، قَالَ: ثَنَا أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: ثَنِي زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ قَالَ: أَنِي إِسْمَاعِيلُ السُّدِّيُّ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَخَلَ قَبْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ وَالْفَضْلُ وَشَقَّ لَحْدَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ الَّذِي يَشُقُّ لُحُودَ قُبُورِ الشُّهَدَاءِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عباس، سیدنا علی اور سیدنا فضل رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل ہوئے، ایک انصاری آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی تھی اور وہی شہداء کی قبروں کی لحد بناتا تھا۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابن حبان: ۲۱۶۱

فوائد: ...... **لَحد:** بغلی قبر کو لحد کہتے ہیں، جس میں قبلہ والی جانب میں گڑھا بنا کر اس میں میت کو اتارا جاتا ہے۔

شق: سیدھی قبر بنانا، جس میں صرف ایک سیدھا گڑھا کھودا جاتا ہے۔

(۵۴۸)۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَوْدِيُّ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِي......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا وَضَعْتُمْ مَوْتَاكُمْ فِي قُبُورِهِمْ فَقُولُوا: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ۔))

سیّدنا عبداللہ بن رضی اللہ عنہما عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم اپنے فوت شدگان کو قبر میں اتارو تو یہ دعا پڑھا کرو: ''بِاسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ'' (اللہ کے نام کے ساتھ اور اس کے رسول کے طریقے پر)۔''

تخریج: صحیح...... أخرجه ابوداود: ۳۲۱۳، والترمذی: ۱۰۴۶، وابن ماجه: ۱۵۵۰

فوائد: ......اس دعا کے لفظ ''سُنَّة'' کی بجائے ''مِلَّةِ'' کہنا بھی درست ہے اور ایک حدیث میں اس دعا کے یہ الفاظ مذکور ہیں: بِاسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

(۵۴۹)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثَنِي عُقْبَةُ قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ......

قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: وُضِعَتْ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطِيفَةٌ حَمْرَاءُ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں سرخ رنگ کی چادر بچھائی گئی تھی۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۹۶۷

فوائد: ......کیا قبر میں میت کے نیچے چادر یا چٹائی وغیرہ بچھانا درست ہے؟

امام نووی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سیدنا شقران رضی اللہ عنہ نے یہ چادر قبر میں بچھائی اور اس کے بارے میں کہا: كَرِهْتُ اَنْ يَلْبَسَهَا اَحَدٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ...... میں نے یہ بات ناپسند کہ کوئی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ چادر پہنے (اس لیے میں نے اس کو قبر میں بچھا دیا)۔ (بیہقی: ۳/ ۴۰۸) امام شافعی اور ہمارے تمام

اصحاب اور دوسرے اہل علم نے یہی وضاحت کی ہے کہ قبر میں میت کے نیچے کوئی چادر، گدا یا تکیہ وغیرہ رکھنا مکروہ ہے، البتہ ہمارے اصحاب میں سے امام بغوی نے اپنی کتاب "التھذیب" میں ایک شاذ رائے دیتے ہوئے کہا: اس حدیث کی روشنی میں ایسا عمل کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن درست بات یہی ہے کہ ایسی چادر بچھانا مکروہ ہے، جیسا کہ جمہور اہل علم کا خیال ہے، ان اہل علم نے اس حدیث کا جواب دیتے ہوئے کہا: یہ سیدنا شقران رضی اللہ عنہ کا فعل ہے اور انھوں نے ناپسند کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو چادر بچھایا اور پہنا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور آدمی وہ چادر زیب تن کرے، اس صحابی کا ضمیر اس بات پر راضی نہیں ہو سکا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس چادر کو پہنا جائے، جبکہ دوسرے صحابہ نے اُن کی مخالفت بھی کی ہے، جیسا کہ امام بیہقی (۳/ ۴۰۸) نے روایت کیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: قبر میں میت کے نیچے کوئی کپڑا رکھنا مکروہ ہے۔ واللہ اعلم۔ (شرح مسلم: ۷/ ۳۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد مبارک میں قبر میں کوئی کپڑا اور چٹائی وغیرہ بچھانے کا اہتمام نہیں کیا، لہذا اسی فعلی سنت کو اپنانا چاہیے۔

(۵۵۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ نَاجِيَةَ بْنِ كَعْبٍ......

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ عَمَّكَ قَدْ مَاتَ أَوْ أَبِي قَدْ مَاتَ قَالَ: ((اِذْهَبْ فَوَارِهِ)) قُلْتُ: إِنَّهُ مَاتَ مُشْرِكًا ، قَالَ: ((اِذْهَبْ فَوَارِهِ)) فَوَارَيْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ قَالَ: ((اِذْهَبْ فَاغْتَسِلْ))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک آپ کا چچا مر گیا ہے، یا کہا: میرا باپ مر گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جاؤ اور اس کو دفن کرو۔'' میں نے کہا: وہ تو مشرک مرا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم جاؤ اور اس کو دفن کرو۔'' چنانچہ میں نے اسے دفن کیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جاؤ غسل کرو۔''

تخریج: صحیح..... أخرجه ابوداود: ۳۲۱۴، والنسائی: ۱/ ۱۱۰

فوائد: ......اگر کوئی شخص کفر و شرک پر مر جائے تو اس کے مسلمان ورثاء پر یہ حکم عائد ہوتا ہے کہ اس کی لاش کو دفنا دیں، لیکن اس کے کفن و دفن میں اسلامی طریقہ کار اختیار نہ کریں، بس اس کی لاش کو کپڑوں میں ڈھانپ کر دبا دیں۔

(۵۵۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا مُحَاضِرُ بْنُ الْمُوَرِّعِ ، قَالَ: ثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ ، قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

إِنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَسْرُ عَظْمِ الْمُؤْمِنِ مَيِّتًا مِثْلُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مردہ مؤمن کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے، جیسے زندگی میں اس کی ہڈی توڑنا ہے۔''

كَسْرِهِ حَيًّا۔))

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابو داود: ۳۲۰۷، وابن ماجه: ۱۶۱۶

فوائد: ......اس حدیث کا تعلق میت کے احترام سے ہے، میت کی بے حرمتی یقیناً گناہ ہے، البتہ اس سے قصاص یا دیت واجب نہیں ہوتی۔

(۵۵۲)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ......

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ: ((أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ؟)) فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ: ((أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کے شہداء میں سے دو دو افراد کو ایک ایک کپڑے میں جمع کرتے اور پھر پوچھتے: ''ان میں سے کون آدمی قرآن مجید کو زیادہ یاد کرنے والا تھا؟'' جب ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو لحد میں پہلے رکھتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں روزِ قیامت ان پر گواہ ہوں گا۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کو خونوں سمیت دفن کیا جائے، نہ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ ان کو غسل دیا گیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۳۴۳، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۵۳

فوائد: ......معلوم ہوا کہ شہید کو غسل دیئے بغیر اس کے کپڑوں میں کفن دے کر نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کر دیا جائے گا، نیز مجبوری کے وقت دو تین تین افراد کو ایک ایک قبر میں دفن کیا جا سکتا ہے، البتہ ان میں جو زیادہ قرآن مجید پڑھنے والا ہو، اسے قبلہ کی طرف مقدم کر کے رکھا جائے۔

شہید کی نماز جنازہ پڑھنا بھی درست ہے، اس کے دلائل بھی موجود ہیں، مثال کے طور پر سیدنا شداد بن ہاد کہتے ہیں: ایک بدو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ پر ایمان لا کر آپ کی اقتدا کرنے لگا، پھر اس نے کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرتا ہوں، ......۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد صحابہ دشمن سے لڑنے کے لیے تشریف لے گئے، اس بدو کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھا کر لایا گیا، اس کو تیر لگ گیا تھا، ......۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے جبے میں کفن دیا اور اس کو آگے کر کے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ (سنن نسائی)

(۵۵۳)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَسْوَدِ، سَمِعَ نُبَيْحًا الْعَنَزِيَّ......

يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ مَا نُقِلُوا إِلَى الْمَدِينَةِ أَنْ يُرَدُّوا إِلَى مَصَارِعِهِمْ، الْحَدِيثُ لِمَحْمُودٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ: عَنْ نُبَيْحٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب احد کے شہداء کو مدینہ کی طرف منتقل کیا جانے لگا تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو ان کی قتل گاہوں کی طرف واپس لوٹا دیا جائے۔

تخریج: صحيح ..... أخرجه ابوداود: ٣١٦٥، نسائي: ٤/ ٧٩، ترمذي: ١٧١٧، ابن ماجه: ١٥١٦

فوائد: ......شہید کے علاوہ دوسری اموات کو دوسرے مقامات میں منتقل کیا جا سکتا ہے، کیونکہ کوئی ایسی روایت نہیں جس میں اس سے منع کیا گیا ہو، نیز سیدنا سعد بن ابی وقاص اور سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہما عقیق کے مقام پر فوت ہوئے تھے اور ان کو مدینہ منورہ لا کر دفن کیا گیا تھا۔

لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس طرح کرنے سے تدفین میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے، مثال کے طور پر بعض لوگ دوسرے ممالک سے اموات کو منتقل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، یہ محض تکلف اور روح اسلام سے دوری ہے، اس طرح سے تدفین میں بہت تاخیر ہو جاتی ہے۔

(٥٥٤)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَمُوتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَلِجَ النَّارَ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں، وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا، مگر قسم کو پورا کرنے کے لیے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٢٥١، ومسلم: ٢٦٣٢

فوائد: ......اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کے نابالغ بچے جنت میں جائیں گے، یہ بہت بڑا اعزاز اور خوشی کی بات ہے، اس پر مستزاد یہ کہ وہ بچے اپنے والدین کے لیے جنت کا سبب بھی بنیں گے، اس موضوع سے متعلقہ متعدد احادیث موجود ہیں، یوں لگتا ہے کہ بلوغت سے پہلے فوت ہونے والے بچے کے والدین کو مبارکباد دینی چاہیے۔

والدین کو چاہیے کہ ان کی وفات پر مکمل صبر کا مظاہرہ کریں، ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن'' پڑھیں اور صبر کے دوسرے تقاضے بھی پورے کریں۔

قسم کے پورا ہونے سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا

مَّقْضِيًّا﴾...... ''تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے، یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی، فیصل شدہ امر ہے۔'' (سورۂ مریم:۷۱)

اس کی تفسیر صحیح احادیث میں اس طرح بیان کی گئی ہے کہ جہنم کے اوپر ایک پل بنایا جائے گا، جس میں سے ہر مومن اور کافر کو گزرنا ہوگا، بعض مومن جلد یا بہ دیر گزر جائیں گے، بعض جہنم میں گر جائیں گے، پھر ان کو شفاعت کے ذریعے یا جرم کی سزا بھگتنے کے بعد نکال لیا جائے گا اور کافر اور مشرک اس پل سے نہیں گزر پائیں گے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں گر جائیں گے۔

نمازِ جنازہ کا مختصر طریقہ

پہلی تکبیر کے بعد تعوذ، سورۂ فاتحہ اور قرآن مجید کا کچھ حصہ

دوسری تکبیر کے بعد درودِ ابراہیمی

تیسری تکبیر کے بعد میت کے حق میں دعائیں

چوتھی تکبیر کے بعد سلام

دوسری فرضی اور نفلی نمازوں کی طرح نمازِ جنازہ میں بھی سورۂ فاتحہ فرض ہے۔

مسنون دعائیں:

⊙ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَ أُنْثَانَا۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ۔ (ابوداود:۳۲۰۱، ترمذی:۱۰۲۴، ابن ماجہ:۱۴۹۸)

اے اللہ! ہمارے زندہ اور مردے کو، حاضر اور غائب کو، چھوٹے اور بڑے کو اور مرد اور عورت کو بخش دے۔ اے اللہ! تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھنا چاہتا ہے، اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو مارنا چاہتا ہے، اسے ایمان پر موت دے۔ اے اللہ! ہمیں اس میت کے اجر سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں نہ ڈال۔

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز جنازہ میں ایک میت کے لئے یہ دعا پڑھتے سنا تو مجھ میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش یہ میت میری ہی ہوتی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ)۔ (صحیح مسلم:۹۶۳)...... اے اللہ! اسے معاف فرما، اس پر رحم فرما، اسے عافیت میں رکھ، اس سے درگزر فرما، اس کی بہترین مہمانی فرما، اس کی قبر فراخ فرما، اس کے گناہ پانی، اولوں اور برف سے دھو ڈال۔

اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے، اسے اس کے (دنیا والے) گھر سے بہتر گھر، (دنیا کے) لوگوں سے بہتر لوگ اور اس کی بیوی سے بہتر جوڑا عطا فرما۔ اسے بہشت میں داخل فرما اور عذاب قبر اور عذابِ جہنم سے بچا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ فَاغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (ابوداود: ۳۲۰۲)......اے اللہ! یہ فلاں بن فلاں (میت اور اس کے باپ کا نام لیں) تیرے ذمے اور تیری رحمت کے سائے میں ہے، اسے عذابِ قبر اور آگ کے عذاب سے بچا، تو وفا والا اور حق والا ہے، پس اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما، بلاشبہ تو بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔

بچے کی نماز جنازہ:

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''...... ناتمام بچے پر بھی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور اس کے ماں باپ کے لیے رحمت اور بخشش کی دعا کی جائے گی۔ (ابوداود: ۳۱۸۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بچے پر جنازہ کی کوئی معین دعا ثابت نہیں ہے۔ حسن بصری یہ دعا پڑھتے تھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَّ فَرَطًا وَّ ذُخْرًا وَّ اَجْرًا۔ (صحیح بخاری: مُعلّقًا)......اے اللہ! اس بچے کو ہمارے لئے پیشرو، پہلے جا کر مہمانی تیار کرنے والا، ذخیرہ اور باعثِ اجر بنا دے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے درج ذیل دعا منقول ہے' جو مذکورہ بالا حدیث سے زیادہ ہم آہنگ ہے:

اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ فَرَطًا وَّ ذُخْرًا لِوَالِدَيْهِ وَشَفِيْعًا وَّ مُجَابًا۔ اَللّٰهُمَّ ثَقِّلْ بِهٖ مَوَازِيْنَهُمَا وَاَعْظِمْ بِهٖ اُجُوْرَهُمَا وَاَلْحِقْهُ بِصَالِحِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَقِهِ بِرَحْمَتِكَ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔ [مصنف عبدالرزاق' مصنف ابن ابی شیبہ' بیہقی]......اے اللہ! اسے عذابِ قبر سے بچا، اے اللہ! اسے اس کے والدین کے لیے پہلے جا کر مہمانی تیار کرنے والا اور ذخیرہ بنا دے اور ایسا سفارشی بنا کہ جس کی سفارش قبول ہو جائے۔ اے اللہ! اس کے ساتھ ان دونوں کے ترازو بھاری کر دے اور اس کے ذریعے ان کے اجر بڑھا دے اور اسے صالح مومنوں کے ساتھ ملا دے اور اپنی رحمت سے اسے آگ کے عذاب سے بچا۔

بچے کے جنازہ پر کوئی بھی ایسی دعا کی جا سکتی ہے جو حدیثِ مبارکہ کا مصداق ہو۔

ملحوظات:

(۱)......نماز جنازہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چار (صحیح بخاری: ۱۳۳۳، صحیح مسلم: ۹۵۱)، پانچ (صحیح مسلم: ۹۵۷) اور نو تکبیرات (شرح معانی الآثار: ۱/ ۳۱۹) کہنا ثابت ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے جنازے پر چھ تکبیرات (صحیح بخاری: ۴۰۰۴) اور سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے جنازے پر سات تکبیرات (بیہقی: ۴/ ۳۶) کہیں۔

(۲)......سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نمازِ جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی

شیبہ:۳/۲۹۶)

(۳)......نماز جنازہ جہراً اور سراً دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ (دیکھیں: صحیح مسلم:۹۶۳، نسائی:۱۹۸۹، ۱۹۹۱)

(۴)......نماز جنازہ میں ایک طرف ایک سلام پھیرنا درست ہے۔ (دارقطنی: ۱۹۱، بیہقی: ۴/۴۳) لیکن دوسری نمازوں کی طرح دو سلام پھیرنا بھی جائز ہے، کیونکہ آپ ﷺ کے نماز وتر میں بھی ایک سلام پھیرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیز نماز جنازہ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ نیز سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ثَلَاثُ خِلَالٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهُنَّ وَتَرَكَهُنَّ النَّاسُ ، إِحْدَاهُنَّ التَّسْلِيْمُ عَلَى الْجَنَازَةِ مِثْلُ التَّسْلِيْمِ فِي الصَّلَاةِ. [بیہقی: ۴/۴۳] ...... نبی کریم تین امور سرانجام دیتے تھے، لیکن لوگوں نے ان کو ترک کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک (عام) نماز کے سلام کی طرح نماز جنازہ میں سلام پھیرنا تھا۔ واللہ اعلم۔ زیادہ بہتر ایک سلام ہی ہے۔

(۵)......امام مرد کی میت کے سر کے سامنے اور عورت کی میت کے وسط میں کھڑا ہو۔ (ابوداود: ۳۱۹۴، ترمذی: ۱۰۳۴، ابن ماجہ: ۱۴۹۴)

كِتَابُ الْبُيُوعِ وَالتِّجَارَاتِ
بیوع اور تجارتوں کی کتاب

اَلْبُيُوْعُ :لغوی معنی: بیوع ''بیع'' کی جمع ہے، بیچنا، خریدنا

اصطلاحی تعریف:...... ایک مال دوسرے کی ملکیت میں دیتے ہوئے اور اس کا مال اپنی ملکیت بناتے ہوئے باہم تبادلہ کرنا۔

بَابٌ فِي التِّجَارَاتِ
تجارتوں کا باب

(٥٥٥)۔ حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَلَا، وَاللّٰهِ! لَا أَسْمَعُ بَعْدَهُ أَحَدًا يَقُولُ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَإِنَّ بَيْنَ ذَلِكَ أُمُورًا مُشْتَبِهَاتٍ، قَالَ: وَرُبَّمَا قَالَ: مُشْتَبِهَةً وَسَأَضْرِبُ لَكُمْ فِي ذَلِكَ مَثَلًا إِنَّ اللّٰهَ حَمَى حِمًى وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ، وَإِنَّهُ مَنْ يَرْعَ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ وَإِنَّ مَنْ يُخَالِطُ الرِّيبَةَ يُوشِكُ أَنْ يَجْسُرَ)) قَالَ ابْنُ عَوْنٍ: فَلَا أَدْرِي هَذَا مَا سَمِعَ مِنَ النُّعْمَانِ أَوْ قَالَ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سے نہیں سنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے، البتہ ان کے درمیان کچھ امور مشتبہ ہیں، میں تمہارے لیے اس چیز کی مثال بیان کرتا ہوں، بیشک اللہ تعالی نے محفوظ اور ممنوعہ مقام کا تعین کر دیا ہے اور اللہ تعالی کی ممنوعہ جگہ اس کے حرام کردہ امور ہیں، جو آدمی چراگاہ کے ارد گرد چراتا ہے، قریب ہے کہ اس کا جانور اس میں چر جائے، اور بیشک جو شک والی چیز میں پڑتا ہے، قریب ہے کہ وہ حرام کام کی جسارت کر بیٹھے۔''

بِرَأْيِهِ۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۰۵۱، ومسلم: ۱۵۹۹

فوائد: ......قرآن وحدیث کی روشنی میں حلال اور حرام امور بالکل واضح کر دیے گئے ہیں، البتہ بعض ایسے امور ہیں کہ واضح طور پر جن کی حلت یا حرمت کا فیصلہ نہیں کیا سکتا ہے، ان کو مشتبہ امور کہتے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ کا تقاضا یہ ہے کہ ان امور سے بھی اجتناب کیا جائے، تاکہ آدمی حرام کاموں سے مکمل طور پر محفوظ رہے۔ جو آدمی ان شبہات سے بچے گا، وہ اللہ تعالی کے ہاں اجر پائے گا اور جو ان کا جواز پیدا کرے گا، وہ نادم ہوگا اور فضائل سے محروم رہے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے راستے میں پڑی ہوئی کھجور کے بارے میں فرمایا: ''اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ یہ صدقے کی ہوسکتی ہے تو میں اسے کھالیتا۔'' (صحیح بخاری: ۲۰۵۵)

(۵۵۶)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي عِيسَى، وَهِشَامُ بْنُ الْجُنَيْدِ، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ هُوَ ابْنُ أَبِي رَوَّادٍ قَالَ: ثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهُ لَنْ يَمُوتَ أَحَدٌ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رِزْقَهُ، فَلَا تَسْتَبْطِئُوا الرِّزْقَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ أَيُّهَا النَّاسُ وَأَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ وَخُذُوا مَا حَلَّ وَدَعُوا مَا حُرِّمَ))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک کوئی نفس اپنے رزق کی تکمیل کیے بغیر نہیں مرے گا، لہٰذا یہ مت سمجھو کہ رزق میں تاخیر ہو رہی ہے، لوگو! اللہ تعالی سے ڈر جاؤ، خوبصورتی سے طلب کرو، حلال چیز کو لے لو اور حرام کو ترک کر دو۔''

تخریج: حديث صحيح بشواهده ...... أخرجه ابن ماجه: ۲۱۴۴

فوائد: ......آدمی کو چاہیے کہ وہ حلال طریقے سے حصول رزق کی کوشش کرے اور نتائج کی تاخیر کی صورت میں وہ ناجائز اسباب استعمال کرنا نہ شروع کر دے۔

(۵۵۷)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمٍ، وَجَامِعٍ، وَعَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ شَقِيقٍ......

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نَبِيعُ بِالْبَقِيعِ فَأَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنَّا نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ!)) فَسَمَّانَا بِاسْمٍ أَحْسَنَ مِنَ اسْمِنَا ثُمَّ قَالَ:

سیدنا قیس بن ابوغرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم بقیع میں خرید و فروخت کر رہے تھے، اس کاروبار کی وجہ سے ہمارا نام سَماسِرہ (یعنی دلّال) رکھا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اے تاجروں کی جماعت!'' آپ ﷺ نے ہمارا ایسا نام رکھا، جو پہلے نام

((إِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحَلِفُ وَالْكَذِبُ فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ))

سے اچھا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اس سودے میں قسمیں بھی اٹھائی جاتی ہیں اور جھوٹ بھی بولا جاتا ہے، اس لیے اس کے ساتھ ساتھ صدقہ کرتے رہا کرو۔''

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابو داود: ٣٣٢٦، والترمذی: ١٢٠٨، وابن ماجه: ٢١٤٥، والنسائی: ٧/ ١٤

فوائد: ...... ''سَمَاسِر'' عجمی زبان کا لفظ ہے، یہ لفظ عجمی تاجروں سے عربی تاجروں میں سرایت کر گیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو عربی لفظ ''تاجر'' سے تبدیل کر دیا۔

(٥٥٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِنَ الْإِبِلِ فَجَعَلَ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ: ((أَعْطُوهُ۔)) فَلَمْ يَجِدُوا لَهُ إِلَّا سِنًّا فَوْقَ سِنِّهِ فَقَالَ: ((أَعْطُوهُ)) فَقَالَ: أَوْفَيْتَنِي، أَوْفَى اللّٰهُ لَكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ذمے ایک آدمی کا اونٹ تھا، وہ آپ ﷺ سے اس کا تقاضا کرنے کے لیے آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو دے دو۔'' صحابہ کو اس کے اونٹ سے اچھی عمر والا اونٹ ملا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو یہی دے دو۔'' پھر اس آدمی نے کہا: آپ نے خوب حق ادا کیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو بھی بھرپور عطا کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں، جو سب سے اچھے انداز میں ادائیگی کرتے ہیں۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٢٣٠٦، ٢٣٩٠، ٢٤٠١، ٢٦٠٦، ٢٦٠٩، ومسلم: ١٦٠١

فوائد: ...... یہ حدیث نبی کریم ﷺ کے صبر وتحمل اور قرض کی حسن ادائیگی پر دلالت کرتی ہے۔

قرضہ اس لالچ میں دینا درست نہیں ہے کہ ادائیگی کے وقت اس سے بہتر چیز ملے گی۔ قرض دار اپنی طرف سے بہتر انداز میں ادائیگی کر سکتا ہے، لیکن قرض خواہ کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اس قسم کی حرص رکھے۔

(٥٥٩)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَلَبْتُ أَنَا وَمَخْرَمَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ فَجَاءَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيلَ وَعِنْدَنَا وَزَّانٌ يَزِنُ بِالْأَجْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور سیدنا مخرمہ عبدی ہجر سے کپڑا لے کر آئے، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے شلوار کا سودا کیا، ہمارے پاس اجرت پر وزن کرنے والا ایک آدمی تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''وزن کر اور ترازو کا پلڑا جھکا کے رکھ۔''

لِلْوَزَّانِ: ((زِنْ وَأَرْجِحْ))

تخریج: اسناده حسن ...... أخرجه ابوداود: ٣٣٣٦، ابن ماجه: ٢٢٢٠، والترمذي: ١٣٠٥، والنسائي: ٧/ ٢٨٤

فوائد: ......دکانداروں کو چاہیے کہ برکت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے اس سنت کا خاص خیال رکھیں۔

(٥٦٠)۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ وَالظُّلْمُ مَطْلُ الْغَنِيِّ))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو کسی مالدار کے پیچھے لگایا جائے تو وہ اس کے پیچھے لگ جائے اور غنی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٢٨٨، ومسلم: ١٥٦٤

فوائد: ......اس حدیث میں حوالے کا ذکر ہے، اس کی مثال ملاحظہ کریں، میمون نے قاسم سے ایک ہزار روپیہ قرض لینا ہے اور قاسم نے اتنی ہی رقم شہیر سے لینی ہے، اب قاسم میمون سے کہتا ہے کہ تو نے مجھ سے جو ہزار روپیہ لینا ہے، وہ شہیر سے لے لینا، جبکہ شہیر مالدار بھی ہے، ایسی صورت میں میمون کو چاہیے کہ وہ قاسم کی بات تسلیم کر لے اور اس کو قرض لینے یا دینے سے بری کر دے، اب معاملہ صرف میمون اور شہیر کا رہ جائے گا، قاسم بریٔ الذمہ ہو جائے گا۔

حوالہ کی تعریف: مقروض کا اپنے قرض خواہ کو غیر کی طرف منتقل کر دینا۔

(٥٦١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُبَاعَ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ يُشْتَرَى فِيهِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں خرید وفروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ١٠٧٩، والترمذي: ٣٢٢، وابن ماجه: ٧٤٩، والنسائي: ٢/ ٤٧

فوائد: ......مسجد اللہ تعالیٰ کے ذکر واذکار کا مرکز ہے، یہاں خرید وفروخت کرنا جائز نہیں۔

(٥٦٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا النُّفَيْلِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے ہوئے

رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ فِيهِ الضَّالَّةَ فَقُولُوا: لَا أَدَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ))

دیکھو تو کہو: اللہ تیری تجارت کو نفع بخش نہ بنائے اور جب تم کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنو تو کہو: اللہ تجھے نہ لوٹائے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه الترمذی: ١٣٢١، والنسائی: ٦/ ٥٢

فوائد: ...... چونکہ ایسا شخص مسجد میں غلط کام کر رہا ہوتا ہے، اس لیے اس کو بددعا دینے کا حکم دیا گیا ہے، تاکہ وہ اس کام کے صحیح نتیجے سے محروم ہو جائے۔

(٥٦٣)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، ح وَثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَلِيٌّ: يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا يَبِعِ الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبِ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیع نجش نہ کرو، شہری دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے، آدمی اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے، کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی نہ کرے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٢١٤٠، ومسلم: ١٤١٣

فوائد: ...... **بیع نجش**: ایسے شخص کا سودے کی قیمت میں اضافہ کرنا جو خود تو اسے خریدنا نہ چاہتا ہو، بلکہ کسی اور کو اس میں پھنسانا چاہتا ہو۔ یہ محض ایک دھوکہ ہے۔

کسی کی بیع پر بیع کرنا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ فروخت کنندہ اور خریدار ایک سودا کر رہے ہوں، دونوں رضامند نظر آ رہے ہوں اور عقد کا معاملہ بالکل قریب پہنچ چکا ہو، اتنے میں تیسرا آدمی بیچ میں گھس جائے اور زیادہ قیمت لگا کر مالک کو اپنی طرف مائل کر لے۔ تیسرے آدمی کی اس کارروائی سے مسلمانوں میں دشمنی اور فساد بڑھے گا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع کر دیا ہے۔

ایک مسئلہ یہ ہے کہ شہری، دیہاتی کا سامان فروخت نہ کرے۔

اس سے شہری عوام اور دیہاتی تاجر دونوں کا تحفظ مقصود ہے، بسا اوقات ایسے ہوتا ہے کہ شہری لوگ دیہاتی تاجروں سے سستے داموں مال خرید لیتے ہیں، جس کا نقصان دیہاتیوں کو ہوتا ہے اور شہری دلالوں کی وجہ سے شہری عوام کو وہ سودا

مہنگا خریدنا پڑتا ہے۔ اگر حکومت یہ سہولت مہیا کرے کہ شہری عوام براہِ راست دیہاتی لوگوں سے ان کا مال خرید سکے تو اس میں دونوں کا فائدہ ہوگا اور اس طریقے سے شاید مہنگائی کا عفریت بھی ماند پڑ جائے۔

قارئین کرام! پاکستان ایک زرعی ملک ہے، لیکن ۲۰۰۸ء اور ۲۰۰۹ء میں گندم کی کٹائی کے چند دنوں کے بعد شہری عوام گندم کے بحران میں کیوں مبتلا ہوگئی؟ اگر شریعت کے تجارتی قوانین پر عمل کیا جاتا اور زمینداروں کو شہروں میں گندم پہنچانے کے لیے مراکز مہیا کر کے شہری لوگوں کو ان سے گندم خریدنے کا موقع فراہم کیا جاتا تو ذخیرہ اندوزوں کے چہرے خود بخود ماند پڑ جاتے اور عوام کو بھی مہنگائی کے عذاب سے نجات مل جاتی۔ اس معاملے میں قصوروار دلالی، آڑھتی اور ذخیرہ اندوز لوگ ہیں، یہ لوگ نہ زمینداروں کو وقت پر ادائیگی کرتے ہیں اور نہ عوام کی ضرورت کے وقت مال کو مارکیٹ میں لاتے ہیں۔

شریعت کا ہدف یہ نہیں ہے کہ چند لوگوں کے منافع کی وجہ سے ساری عوام مہنگائی میں مبتلا ہو جائے، اس باب کی حدیث کی مخالفت کی وجہ سے چند دلاّل اور ذخیرہ اندوز قسم کے لوگ عربوں روپیہ کما لیتے ہیں، لیکن عوام دو کلو آٹا اور ایک کلو چاول کو ترس رہی ہوتی ہے۔ سچ فرمایا انسانیت کے خیر خواہ محمد رسول اللہ ﷺ نے کہ ((لَا یَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوْا النَّاسَ یَرْزُقِ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ۔)) (مسلم: ۱۵۲۲) ......''کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے، لوگوں کو چھوڑ دو (اور ان کو آپس میں معاملات طے کرنے دو)، اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے رزق دیتا ہے۔''

(٥٦٤)۔ نا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نا ابْنُ أَبِی عَدِیٍّ وَعَبْدُ الْأَعْلَى قَالَا: نا سَعِیدُ بْنُ أَبِی عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِی تَمِیمَةَ الْهُجَیْمِیِّ......

عَنِ الْأَشْعَرِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ صَامَ الدَّهْرَ ضُیِّقَتْ عَلَیْهِ جَهَنَّمُ هٰكَذَا)) وَعَقَدَ.

سیدنا اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے زمانہ بھر کے روزے رکھے، اس پر جہنم کو اس طرح تنگ کر دیا جائے گا۔'' آپ ﷺ نے نوے کی گرہ لگائی۔

تخریج:أخرجه مسلم: ١٠٢

فوائد: ......شریعت نے عبادات و معاملات کے سلسلے میں مکمل رہنمائی کی ہے اور ہر شعبے میں اعتدال اور لوگوں کی استطاعت کو سامنے رکھا۔ اسی بنا پر پورے زمانے کے روزوں سے منع کر دیا گیا ہے، ایسا کرنا غلو فی الدین ہے۔

(۹۰) **کی گرہ**: انگشتِ شہادت کا سرا انگوٹھے کی جڑ پر رکھیں، پھر انگوٹھے کو انگلی کے ساتھ ملا دیں (کہ اندر گول سوراخ بن جائے)۔

(٥٦٥)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ أَیُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِیرِینَ......

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا جانور خرید لیا، جس کے تھنوں میں دودھ

اشْتَرَى مُصَرَّاةً أَوْ مُحَفَّلَةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَنْ يُمْسِكَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَرُدَّهَا رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعُ تَمْرٍ كَسَمْرَاءَ))

روک دیا گیا تھا، اس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس کو رکھ لے اور اگر چاہے تو اس کو واپس کر دے، لیکن واپسی کی صورت میں کھجوروں کا ایک صاع بھی دے، جیسے گندم کا صاع ہوتا ہے۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ٢١٤٨، ٢١٥١، ومسلم: ١٥٢٤

فوائد: اس حدیث کے آخری الفاظ غیر واضح ہیں، ہمارے پاس موجود نسخوں میں بھی یہی الفاظ ہیں، اس حدیث کے دوسرے تمام طرق اور اس موضوع سے متعلقہ دوسری تمام احادیث میں یا تو "تَمْرٍ" کے الفاظ پر حدیث ختم ہو جاتی ہے، یا پھر ان الفاظ کے ساتھ "لَا سَمْرَاءَ" کے الفاظ موجود ہوتے ہیں، جیسا کہ اگلی حدیث میں ہے۔ سو ہم نے اندازے سے ترجمہ کر دیا ہے، چونکہ یہ حدیث اور آئندہ آنے والی حدیث دونوں ایک ہی ہیں اور درج ذیل حدیث کے الفاظ واضح ہیں۔

(٥٦٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنِ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِنْ شَاءَ أَنْ يُمْسِكَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَرُدَّهَا رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ لَا سَمْرَاءَ)) قَالَ وَهْبٌ: يَعْنِي الْبُرَّ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے ایسا جانور خرید لیا جس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا تھا تو اس کو تین دن تک یہ اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ اس جانور کو رکھنا چاہے تو رکھ لے اور اگر واپس کرنا چاہے تو واپس کر دے، لیکن واپسی کی صورت میں کھجوروں کا ایک صاع بھی واپس کرے، نہ کہ گندم کا۔"

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......اس حدیث کا واضح ترین مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی آدمی دودھ روکا ہوا جانور خرید لیتا ہے تو اس کو تین ایام کے اندر اندر سودا واپس کرنے کا اختیار ہے، البتہ واپسی کی صورت میں اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ جانور کے ساتھ ساتھ کھجوروں کا ایک صاع مالک کو واپس کرے، یہ دراصل روکے ہوئے دودھ کا عوض ہے، امام شافعی اور امام احمد سمیت جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔

احناف میں سے امام زفر نے جمہور سے اتفاق کیا ہے، البتہ وہ کھجور کے ایک صاع اور گندم کے نصف صاع میں اختیار دیتے ہیں۔

عام احناف نے اس عیب کی وجہ سے بیع کو فسخ کرنے کا اختیار دیا ہے اور قیاس جلی کی روشنی میں اس حدیث میں بیان کیے گئے کھجوروں کے ایک صاع کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے، اس مقصد کے لیے کبھی تو انھوں نے یہ کہہ دیا کہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فقیہ نہیں ہیں، اس لیے ان کی وہ روایت قابل قبول نہیں ہوگی، جو قیاس جلی کے خلاف ہو۔

ہماری گزارش ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ احادیث کے حافظ تھے اور یہی صفت فقیہ کے شایان شان ہے، نیز اسی حدیث کو روایت کرنے والے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں جن کو احناف فقہ اور اجتہاد کا امام سمجھتے ہیں اور وہ بجا طور پر ہیں۔

اس معاملے میں احناف کی غلطی یہ ہے کہ وہ ایک قانون بنا لیتے ہیں، پھر اس قانون کی روشنی میں مختلف حیلے بہانے تلاش کر کے شرعی نصوص کو رد کرنا شروع کر دیتے ہیں، اس کی ایک مثال یہاں بیان کی گئی ہے۔

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ تمام قوانین وضوابط شرعی نصوص کے تابع ہیں، قرآن و حدیث کو دیکھ کر قانون بنایا جائے گا اور آیات واحادیث کو دیکھ کر اس قانون میں سے مخصوص چیزوں کو مستثنیٰ قرار دیا جائے گا، یہ قانون شریعت نے دیا ہے کہ چیز کو دیکھ کر اس کی قیمت طے کی جائے، لیکن روکے ہوئے دودھ کے عوض میں ایک صاع کھجوریں دے دینا، یہ بھی شرعی قانون ہے، اس لیے اس مخصوص مقام پر دوہے جانے والے دودھ کی قیمت ادا نہیں کی جائے گی، بلکہ صرف ایک صاع کھجوریں دی جائیں گی۔ ایک صاع کا وزن دو کلو سو گرام ہوتا ہے۔

(٥٦٧)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ حَبَّانَ بْنَ مُنْقِذٍ، كَانَ سَفَعَ فِي رَأْسِهِ مَأْمُومَةٌ فَثَقُلَتْ لِسَانُهُ وَكَانَ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا ابْتَاعَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثًا وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِعْ وَقُلْ لَا خِلَابَةَ)) فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا خِيَابَةَ، لَا خِيَابَةَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ کو سر میں دماغی چوٹ آ گئی جس کی وجہ سے ان کی زبان بھاری ہوگئی اور ان کو سودے میں دھوکہ ہو جاتا تھا، پھر وہ جو سودا خریدتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو تین دن تک اختیار دے دیا اور آپ ﷺ نے ان کو فرمایا: ''سودا بیچ اور ساتھ یہ کہہ دیا کر: کوئی دھوکہ نہیں ہوگا۔'' پھر وہ "لَا خِلَابَةَ" کے الفاظ کو اس طرح ادا کرتے تھے: ''لَا خِيَابَةَ، لَا خِيَابَةَ۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢١١٧، ٢٤٠٧، ٦٩٦٤، ومسلم: ١٥٣٣

(٥٦٨)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يُبَايِعُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ فِي عُقْدَتِهِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری آدمی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں خرید وفروخت کرتا تھا، لیکن اس کے معاہدے میں کمزوری تھی، اس کی قوم کے لوگ رسول اللہ

ضَعْفٌ فَأَتَى قَوْمُهُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُحْجُرْ عَلَى فُلَانٍ فَإِنَّهُ يُبَايِعُ وَفِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ۔ فَدَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ عَنِ الْبَيْعِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنْ كُنْتَ غَيْرَ تَارِكٍ الْبَيْعَ فَقُلْ: هَا وَهَا وَلَا خِلَابَةَ))

ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آپ فلاں آدمی پر پابندی لگا دیں، کیونکہ وہ خرید وفروخت کا کام کرتا ہے جبکہ اس کے معاہدے میں کمزوری ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور اس کو بیع سے منع کر دیا، لیکن اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بیع سے تو صبر نہیں رک سکتا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اس کو چھوڑنے والا نہیں ہے تو پھر سودا کرتے وقت اس طرح کہا کر: لو اور دو، لیکن دھوکہ نہیں ہوگا۔''

تخریج: حديث صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٣٥٠١، وابن ماجه: ٢٣٥٤، والترمذى: ١٢٥٠، والنسائى: ٧/ ٢٥٢

فوائد: ......ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بیع کرتے وقت دھوکہ نہ دینے کی شرط لگائی جا سکتی ہے، اس حدیث سے خیارِ غبن بھی ثابت کیا جاتا ہے، یعنی اگر کسی کو خرید وفروخت میں دھوکہ ہو جائے تو اس کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

دھوکہ کی نفی کی قید لگانے سے اگلا بندہ متنبہ ہو جاتا ہے کہ اگر اس نے دھوکہ کیا اور بعد میں اس کا پتہ چل گیا تو سودا واپس ہو جائے گا، ایسے شخص کو تین دنوں تک دھوکہ کی وجہ سے سودا واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔

(٥٦٩)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الصَّائِغُ، أَنَّ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ، حَدَّثَهُ قَالَ: ثَنَا الْأَخْضَرُ بْنُ عَجْلَانَ التَّيْمِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ شَيْخًا مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ: أَبُو بَكْرٍ يُحَدِّثُ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ يَشْتَرِي هَذَا الْحِلْسَ وَالْقَدَحَ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَنَا آخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ يَزِيدُ عَلَى دِرْهَمٍ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا آخُذُهُمَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بِاثْنَتَيْنِ، قَالَ: ((هُمَا لَكَ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آواز لگائی: ''یہ ٹاٹ اور پیالہ کون خریدے گا؟'' ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں ایک درہم کے عوض یہ خریدتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون ایک درہم سے زیادہ قیمت لگائے گا؟'' ایک بندے نے کہا: جی میں دو درہم دوں گا، اے اللہ کے نبی! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، یہ تیرے ہو گئے۔''

تخریج: ضعيف ...... أخرجه ابوداود: ١٦٤١، والترمذى: ١٢١٨، وابن ماجه: ٢١٩٨، و النسائى: ٧/ ٢٥٩ ......

سنده ضعيف لجهالة ابى بكر الحنفى

فوائد: ......خرید وفروخت کے اس طریقے کو ''مُزَایَدہ'' کہتے ہیں، یہ روایت تو ضعیف ہے، لیکن بیع کا یہ طریقہ

درست ہے، یہ بیع نجش سے مختلف ہے، نجش میں تو محض دھوکہ ہوتا ہے۔

(٥٧٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ ، قَالَ: أَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا ، يُقَالُ لَهُ شَهْرٌ كَانَ تَاجِرًا وَهُوَ يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ فَقَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبِيعَ أَحَدُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَحَدٍ حَتَّى يَذَرَ إِلَّا الْغَنَائِمَ وَالْمَوَارِيثَ۔

زید بن اسلم رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: شہر نامی ایک آدمی تاجر تھا، اس نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نیلامی کی بیع کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ آدمی کسی کی بیع پر سودا کرے، یہاں تک کہ وہ چھوڑ دے، ماسوائے غنیمت اور میراث کے، (یعنی ان میں مزایدہ جائز ہے)۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه احمد: ٥٣٩٨، والدار قطنی: ٣/ ١١

فوائد: ......کسی کی بیع پر بیع کرنے کا مفہوم پہلے بیان ہو چکا ہے۔

''ماسوائے غنیمت اور میراث کے'' سوال یہ ہے کہ مزایدہ تجارت کی جائز صورت ہے تو پھر صرف غنیمت اور میراث کو کیوں مستثنیٰ کیا؟

امام مبارکپوری کہتے ہیں: وَكَأَنَّهُ خَرَجَ عَلَى الْغَالِبِ فِيمَا يُعْتَادُ فِيهِ الْبَيْعُ مُزَايَدَةً وَهِيَ الْغَنَائِمُ وَالْمَوَارِيثُ وَيَلْتَحِقُ بِهِمَا غَيْرُهُمَا لِلِاشْتِرَاكِ فِي الْحُكْمِ وَقَدْ أَخَذَ بِظَاهِرِهِ الْأَوْزَاعِيُّ وَإِسْحَاقُ فَخَصَّا الْجَوَازَ بِبَيْعِ الْمَغَانِمِ وَالْمَوَارِيثِ۔ ......غنائم اور مواریث کی صورت میں مزایدہ کی جو صورتیں عام اور غالب تھیں، یہ حدیث صرف ان کو مدنظر رکھ کر بیان کی گئی، اب حکم میں مشترک ہونے کی وجہ سے دوسری چیزوں کو ان دو کے ساتھ ملایا جائے گا، البتہ امام اوزاعی اور امام اسحق نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا اور بیع کی اس قسم کو غنائم اور مواریث کے ساتھ خاص کر دیا۔ (تحفة الاحوذی: ٤/ ٣٤٤)

(٥٧١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، قَالَ: أَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ فَمَنْ تَلَقَّى جَلَبًا فَاشْتَرَى مِنْهُ فَالْبَائِعُ بِالْخِيَارِ إِذَا وَقَعَ السُّوقَ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلوں کو ملنے سے منع فرمایا ہے، جو آدمی کسی قافلے سے مل کر اس سے سامان خرید لے تو بیچنے والا جب بازار پہنچے گا، اسے سامان واپس لینے کا اختیار ہوگا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٥١٩

(٥٧٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْوَرَّاقُ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُلَقَّى السِّلَعُ حَتَّى تَدْخُلَ الْأَسْوَاقَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بازار میں لانے سے پہلے تجارتی سامان کو خرید لینے سے منع فرمایا ہے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٦٥، ومسلم: ١٥١٨

فوائد: ...... سامان تجارت لانے والے قافلوں کو منڈی اور مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے آگے جا کر نہ ملا جائے، کیونکہ ممکن ہے کہ خریدار بھاؤ کے بارے میں کوئی غلط بیانی کر کے سستے داموں ان سے سامان خرید لے، یہ دھوکہ دہی اور ضرر رسانی ہے۔ اگر کوئی آدمی کسی قافلے سے سامان خرید لیتا ہے تو جب مالک مارکیٹ میں پہنچیں گے، ان کو خریدار سے اپنا سامان واپس لے لینے کا اختیار ہوگا۔

(٥٧٣)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، وَأَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شہری، دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٧٢٧، ومسلم: ١٥١٥

(٥٧٤)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، دَعُوا النَّاسَ يُصِيبُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شہری، دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے، لوگوں کو چھوڑ دو، تا کہ بعض بعض سے فائدہ حاصل کر سکے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٢٢

فوائد: ...... اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے دیکھیں حدیث نمبر (٥٦٣)

(٥٧٥)۔ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ الطَّرَسُوسِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى......

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَبِيعَ غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ فَبِعْتُهُمَا وَفَرَّقْتُ بَيْنَهُمَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((أَدْرِكْهُمَا فَارْتَجِعْهُمَا وَلَا تَبِعْهُمَا إِلَّا جَمِيعًا))

نے مجھے دو غلام، جو کہ آپس میں بھائی تھے، بیچ دینے کا حکم دیا، میں نے ان کو بیچ تو دیا، لیکن ان کے مابین تفریق ڈال دی، میں نے جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتلائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو تلاش کر کے سودا واپس کرو اور ان کو اکٹھا ہی بیچو۔''

تخریج: حسن لغیرہ ...... أخرجه احمد: ١٠٤٥، والبیهقی: ٩/ ١٢٧، والبزار: ٩٢٤، والدارقطنی: ٣/ ٦٥

فوائد: ......سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک لونڈی اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈال دی، نبی کریم ﷺ نے انہیں اس سے روک دیا اور بیع کو ردّ کر دیا۔ (ابوداود: ٢٦٩٦)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لونڈی اور اس کی اولاد کے درمیان اور بہن بھائیوں کے درمیان جدائی ڈالنا درست نہیں ہے، خواہ بیع کے ذریعے یا ہبہ وغیرہ کے ذریعے، باپ کو ماں پر قیاس کیا جائے گا۔

اہل علم کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ چھوٹے بچے اور اس کی ماں میں جدائی ڈالنا درست نہیں ہے۔ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بچہ یا بچی بالغ ہو جائے تو جدائی ڈالنا درست ہے:

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوۂ فزارہ کے لیے نکلے، آپ ﷺ نے ان کو ہمارا امیر بنایا تھا، ہم نے ہر طرف سے دشمنوں پر حملہ کیا، میں نے دشمنوں میں سے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی، اس میں بچے اور عورتیں بھی تھے، میں نے ان پر تیر چلائے اور وہ کھڑے ہو گئے، پھر میں ان کو لے کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، ان میں بنو فزارہ کی ایک خاتون تھی، اس نے خشک چمڑے کا لباس پہنا ہوا تھا، اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی، جو عربوں میں حسین ترین تھی، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ مجھے دے دی، جب میں مدینہ منورہ آیا تو رسول اللہ ﷺ مجھے ملے اور فرمایا: "يَا سَلَمَةُ! هَبْ لِيَ الْمَرْأَةَ۔" ......''اے سلمہ! وہ خاتون مجھے ہبہ کر دو۔'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! وہ مجھے بہت پسند ہے، لیکن ابھی تک میں نے اس کا کپڑا نہیں اٹھایا، آپ ﷺ خاموش ہو گئے، دوسرے دن آپ ﷺ سے میری ملاقات بازار میں ہوئی، آپ ﷺ نے پھر وہی بات ارشاد فرمائی، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کا کپڑا تک نہیں اٹھایا اور اب وہ آپ کے لیے ہے، پھر آپ ﷺ نے اس خاتون کو مکہ والوں کی طرف بھیج دیا اور ان کے ہاتھوں میں جو مسلمان قیدی تھے، ان کے فدیے کے طور پر یہ عورت انہیں دے دی۔ (صحیح مسلم: ١٧٥٥، ابوداود: ٢٦٩٧)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس ماں بیٹی کے درمیان جدائی ڈال دی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو برقرار رکھا، جبکہ یہ بیٹی بالغ تھی۔

امام ابوداود نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا: باب الرخصة فی المدركين يفرق بينهم (بالغ غلاموں میں تفریق ڈال دینے کی رخصت کا بیان)

یہ خوبصورت جمع تطبیق ہے اور اس رخصت میں مسلمانوں کے بہت آسانی ہے، وگرنہ اس پابندی پر برقرار رہنا بہت مشکل تھا۔

(٥٧٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ مُسْلِمٍ ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا أُنْزِلَ آخِرُ الْآيَاتِ مِنْ سُورَةِ الْبَقَرَةِ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا الرِّبَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی آخر والی سود سے متعلقہ آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، صحابہ کرام پر ان کی تلاوت کی اور پھر سود کی تجارت کو حرام قرار دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٥٩، ٤٥٤٠، ومسلم: ١٥٨٠

فوائد: ......حدیث نمبر (٦٤٢) والے باب کے شروع میں سود کی تفصیل موجود ہے، ہماری شریعت میں جو چیز خود حرام ہے، اس کی تجارت بھی حرام ہے، جب تک کسی چیز کے بارے میں کوئی خاص نص نہ ہو۔

(٥٧٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَمْرٍو ، عَنْ طَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ وَبَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ: قَاتَلَ اللَّهُ فُلَانًا أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَأَجْمَلُوهَا فَبَاعُوهَا زَادَ مَحْمُودُ وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا)) وَقَالَ مَحْمُودُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ ایک آدمی نے شراب فروخت کی ہے تو انھوں نے کہا: اللہ تعالی اس کو ہلاک کرے، کیا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا علم نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالی یہودیوں کو ہلاک کرے، جب ان پر چربی کو حرام کیا گیا تو انھوں نے اس کو پگھلایا اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو کھا گئے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٢٢٣، ومسلم: ١٥٨٢

(٥٧٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ، قَالَ: ثَنَا لَيْثٌ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي

حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ......

سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْأَصْنَامِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ)) فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ: فَكَيْفَ تَرَى فِي شُحُومِ الْمَيْتَةِ تُدْهَنُ بِهِ الْجُلُودُ وَالسُّفُنُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهِ النَّاسُ؟ فَقَالَ: ((حَرَامٌ، قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ لَمَّا حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ، أَجْمَلُوهَا فَبَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی نے شراب، بت، مردار اور خنزیر کی تجارت کو حرام قرار دیا ہے۔'' بعض مسلمانوں نے کہا: مردار کی چربی کے بارے میں آپ کا خیال ہے، اس کا تیل بنا کر چمڑوں اور کشتیوں پر ملا جاتا ہے اور لوگ اس سے چراغ بھی جلاتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ حرام ہے، اللہ تعالی یہودیوں کو ہلاک کرے، جب ان پر چربی کو حرام کیا گیا تو انھوں نے اس کو پگھلایا اور پھر اس کو بیچ کر اس کی قیمت کھا گئے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٢٣٦، ومسلم: ١٥٨١

فوائد: ......ان احادیث سے دو اہم مسئلے ثابت ہوتے ہیں: (۱) جو چیز حرام ہے، اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے، (۲) کسی آدمی کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ کوئی حیلہ استعمال کر کے حرام چیز کو کسی اور چیز کی شکل دے کر اس میں تصرف کرے، جیسے یہودیوں نے حرام چربی کو پگھلا کر اس کو دوسری شکل میں تبدیل کر لیا تھا۔

(٥٧٩)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمٍ، قَالَ: ثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَالَ رَبُّكُمْ: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كُنْتُ خَصْمَهُ خَصَمْتُهُ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُوفِهِ أَجْرَهُ۔)) وَقَالَ ابْنُ الطَّبَّاعِ، وَنُعَيْمٌ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، عَنْ يَحْيَى، كَمَا قَالَ مَحْمُودٌ وَقَالَ النُّفَيْلِيُّ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالی فرماتے ہیں: قیامت کے دن تین آدمیوں کا مخالف میں ہوں گا اور جس کا مخالف میں ہوں گا، میں اس پر غالب آ جاؤں گا، (۱) وہ آدمی جس نے میرے واسطے پر دیا اور پھر دھوکہ کیا، (۲) وہ آدمی جو آزاد کو بیچ کر اس کی قیمت کھا گیا اور (۳) وہ آدمی جس نے کرائے پر مزدور رکھا اور اس سے پورا کام لیا، لیکن اس کی مزدوری کا پورا حق اس کو نہ دیا۔''

عَنْ يَحْيَى بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٢٧، ٢٢٧٠

فوائد: ......حدیثِ مبارکہ اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے، آجر بھائیوں اور اداروں کی کثیر تعداد کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنے ملازموں کو تنخواہ وقت پر نہیں دیتے، دو تین تین مہینوں کے وقفے پڑ جاتے ہیں اور ایسے ملازمین قرض لے کر گزارا کر رہے ہوتے ہیں۔

آجرین کو چاہیے کہ احسان کرنا نہ بھولیں۔ اگر ملازم اور خادم قسم کے لوگ نہ ہوتے تو آجرین کی زندگی بھی آسانیوں اور آسائشوں سے خالی ہو جاتی۔

(٥٨٠)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أَنَا عِيسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے اور بلی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٦٩

فوائد: ......حرام چیزوں کی قیمت حرام ہے، کتا اور بلی بھی حرام جانور ہیں، اس لیے ان کی قیمت بھی حرام ہے، کسی حرام چیز کی قیمت کو جائز قرار دینے کے لیے خاص دلیل کی ضرورت ہوگی، ایک مثال درج ذیل ہے:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ إِلَّا الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ۔ ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت سے منع کیا ہے، ماسوائے سدھائے ہوئے شکاری کتے کی قیمت کے۔ (نسائی: ۷/ ۱۹۰، ۳۰۹)

شواہد سمیت اس حدیث اور درایت کا تقاضا یہ ہے کہ شکاری کتے کی قیمت لینا جائز ہے، کیونکہ مختلف احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ شکاری کتا پالنا جائز ہے اور دوسری مباح چیزوں کی طرح ایسی چیز کی قیمت جائز ہوتی ہے، جیسا کہ امام ابوجعفر طحاوی نے (شرح معانی الآثار: ۲/ ۲۲۵۔۲۲۹) میں اس مسئلہ کی تحقیق پیش کی ہے۔

(٥٨١)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ......

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ

سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، زانیہ کی کمائی اور نجومی کی مٹھائی سے منع فرمایا ہے۔

الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٣٧، ٢٢٨٢، ومسلم: ١٥٦٧

فوائد: ......کاہن اور نجومی وہ ہوتا ہے جو غیب دانی یعنی زمانۂ مستقبل میں کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، شریعت نے ایسے لوگوں کے پاس جانے سے منع کیا ہے۔

(٥٨٢)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدِ الْأَشَجُّ ، عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ عَسِيبِ الْفَحْلِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سانڈ کی جفتی کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٨٤

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سانڈ کا مالک اس کی جفتی کی قیمت وصول نہیں کر سکتا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو کلاب کے ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سانڈ کی جفتی کے بارے میں سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس سے منع کر دیا، اس نے کہا: جب ہم جفتی کے سانڈ دیتے ہیں تو ہمیں بطورِ کرامہ کوئی چیز دے دی جاتی ہے، فَرَخَّصَ لَهُ فِي الْكَرَامَةِ، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کرامہ کی رخصت دے دی۔ (ترمذی: ۱۲۷۴، نسائی: ۷/ ۳۱۰)

کرامہ ایسے عطیے اور ہدیے کو کہتے ہیں جو بغیر کسی شرط کے نر کی جفتی کے عوض پیش کیا جاتا ہے، معلوم ہوا کہ یہاں بھی نیت کا معاملہ ہے، سانڈ کے مالک کی نیت کمائی کی نہیں ہونی چاہیے، اس کا مقصد احسان ہو، اگر کوئی آدمی کم یا زیادہ قیمت پر مشتمل کوئی چیز بطور کرامہ دیتا ہے تو مالک قبول کر لے اور اگر وہ کچھ نہ دے تو مالک کو ناراض ہونے کی یا اجرت کا سوال کرنے کی اجازت نہیں۔ یاد رہے کہ مالک کو اجرت اور کرامہ میں فرق کرنا پڑے گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کرامہ کے بہانے کمائی شروع کر دے۔

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جفتی کے لیے سانڈ دینا اتنی بڑی نیکی ہے اور اس کے نتائج اس قدر ثمر آور ہیں کہ شریعت نے دنیا میں اس کا عوض اور قیمت لینے کو گوارہ نہیں کیا، سارے کا سارا معاملہ آخرت پر چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے۔

(٥٨٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ حَرَامِ بْنِ مُحَيِّصَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ فَنَهَاهُ عَنْهُ فَشَكَى مِنْ حَاجَتِهِمْ فَقَالَ: ((اِعْلِفْهُ نَاضِحَكَ

سیدنا محیصہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سینگی لگانے والے کی اجرت کے بارے میں سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس سے منع کر دیا، لیکن جب اس نے اپنی محتاجی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ کمائی اپنے

وَأَطْعِمْهُ رَقِيقَكَ)) اونٹوں اور غلاموں کو کھلا دیا کر۔''

تخریج: حديث صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٣٤٢٢، والترمذي: ١٢٧٧، وابن ماجه: ٢١٦٦

(٥٨٤)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ، قَالَ: ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، قَالَ: أَنَا ابْنُ عَوْنٍ ، وَهِشَامٌ ، جَمِيعًا عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت دی۔

تخریج: صحيح ...... أخرجه البخاري: ٢٢٧٩، ومسلم: ١٢٠٢

فوائد: ......معلوم ہوا کہ سینگی لگانے والے کو اجرت دینا درست ہے، لیکن مکروہ ہے، جن روایات میں اس کی کمائی کو خبیث کہا گیا ہے، اس سے مراد اس کا گھٹیا، ردّی اور ناپسندیدہ ہونا ہے، نہ کہ حرام، کیونکہ یہ اچھا پیشہ نہیں ہے۔

(٥٨٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ، قَالَ: ثَنَا أَبُو عَوَانَةَ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے۔''

تخریج: صحيح لغيره ...... أخرجه الترمذي: ١٣٣٦

(٥٨٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے۔''

تخریج: صحيح لغيره ...... أخرجه ابوداود: ٣٥٨٠، والترمذي: ١٣٣٧، وابن ماجه: ٢٣١٣

فوائد: ...... **رشوت:** وہ رقم جو ابطالِ حق یا احقاقِ باطل یا اپنے مفاد کو پورا کرنے کے لیے کسی کو دی جائے، مثال کے طور پر قاتل کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے جج کو رقم دینا، کسی امتحان میں زیادہ نمبر لگوانے کے لیے ممتحن کو روپیہ پیسہ دینا، رقم لے کر اپنی کمپنی سے کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی کرنا۔

جو اسباب کسی شخص کو اس کی ذمہ داری اور ڈیوٹی کے تقاضے پورے نہیں کرنے دیتے، ان میں سے ایک بڑا سبب رشوت ہے اور یہ ایسی منحوس بیماری ہے کہ جو غیر محسوس انداز میں اکثر ملازمین میں سرایت کر گئی ہے، خاص طور پر قضا سے متعلقہ عہدوں میں، اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال ہے۔

(٥٨٧)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٨٣، ٥٣٤٨

فوائد: ...... دورِ جاہلیت میں مالکان اپنی لونڈیوں کو مجبور کرتے تھے کہ وہ اپنی شرمگاہ کے ذریعے کمائی کر کے لائیں، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ﴾ ...... ''اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔'' (سورۂ نور: ٣٣) لونڈیوں کو اس طرح استعمال کرنے کی حرمت پر اہل اسلام کا اجماع ہے۔ البتہ لونڈیوں سے جائز محنت مزدوری کروا کر ان کے ذریعے آمدنی حاصل کرنا درست ہے، اس سے بھی بچا جائے تو بہتر ہے اور لونڈیوں سے گھر کے کام کاج میں خدمت لی جائے۔

(٥٨٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، قَالَ: ثنا أَبُو بِشْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْمُتَوَكِّلِ......

يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، فَلَمْ يَقْرُوهُمْ وَلَمْ يُضَيِّفُوهُمْ، قَالَ: فَاشْتَكَى سَيِّدُهُمْ فَأَتَوْنَا فَقَالُوا: عِنْدَكُمْ دَوَاءٌ؟ فَقُلْنَا: نَعَمْ وَلَكِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُونَا وَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَلَا نَفْعَلُ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا، فَجَعَلُوا لَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ قَطِيعًا مِنَ الْغَنَمِ فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَّا يَقْرَأُ عَلَيْهِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ، فَلَمَّا

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے عربوں کے قبیلے کے پاس پڑاؤ ڈالا اور انھوں نے ان کی ضیافت اور میزبانی نہیں کی، اتنے میں ان کا سردار بیمار ہو گیا، وہ ہمارے پاس آئے اور کہا: کیا تمہارے پاس کوئی دوا ہے؟ ہم نے کہا: جی بالکل ہے، لیکن تم نے ہماری ضیافت نہیں کی، اس لیے جب تک ہماری اجرت کا تعین نہیں کرو گے، اس وقت تک ہم علاج نہیں کریں گے، انھوں بکریوں کا ایک ریوڑ اجرت کے طور پر مقرر کیا، پھر ہم میں سے ایک آدمی سورۂ فاتحہ کے ساتھ اس کو دم کرنے لگا، جب یہ صحابہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ہم نے آپ کے سامنے اس

أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ قَالَ: ((مَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ۔)) وَلَمْ يَذْكُرْ نَهْيًا مِنْهُ فَقَالَ: ((كُلُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ فِي الْجُعَلِ))

چیز کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تجھے کیسے پتہ چلا یہ کہ دم ہے!'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ اور اس اجرت میں میرا حصہ بھی مقرر کرو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۲۷۶، ۵۷٤۹، ومسلم: ۲۲۰۱

فوائد: ......معلوم ہوا کہ جائز دم پر اجرت لی جاسکتی ہے۔

(۵۸۹)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: اشْتَرَى مِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيرًا فَوَزَنَ لِي ثَمَنَهُ وَأَرْجَحَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک اونٹ خرید، جب آپ نے میرے لیے اس کی قیمت کا وزن کیا تو ترازو کا پلڑا جھکا کر رکھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲٦۰٤، ومسلم: ۷۱۵

فوائد: ......آپ ﷺ کا حکم بھی یہی ہے کہ وزن کرتے وقت ترازو کا سامان والا پلڑا جھکا کر رکھا جائے۔

بَابُ الْمُبَايَعَاتِ الْمَنْهِيِّ عَنْهَا مِنَ الْغَرَرِ وَغَيْرِهِ

دھوکے وغیرہ کی وجہ سے ممنوعہ سودوں کا بیان

(۵۹۰)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثَنِي عُقْبَةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکے اور کنکریوں کے سودے سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۱۳

فوائد: ...... ہر وہ سودا جس میں دھوکہ پایا جاتا ہے، اس کو ''بَيْعُ الْغَرَر'' کہتے ہیں، اس باب میں تجارت کی جتنی ممنوعہ صورتیں ذکر کی گئی ہیں، تقریباً ان سب میں دھوکہ پایا جاتا ہے۔

کنکری کی بیع کی کئی صورتیں ہیں: (۱) فروخت کنندہ، خریدار سے کہے: جب میں کنکری پھینکوں گا تو تجارت طے ہوجائے گی۔ (۲) خریدار کہے: میں کنکری پھینکوں گا، وہ جس کپڑے کو لگ جائے گی، وہ اتنی قیمت میں میرا ہو جائے گا۔ (۳) اسی طرح ہر وہ سودا جہالت کی وجہ سے اسی قسم میں شامل ہوگا، جس کی بنیاد کنکری پر ہوگی، مثلاً زمین کے سودے میں فروخت کنندہ یا خریدار میں سے کوئی ایک کہتا ہے کہ وہ کنکری پھینکے گا، وہ جہاں تک پہنچے گی، اتنی زمین کا سودا اتنے میں ہو

جائے گا، علی ہذا القیاس۔

ان سب صورتوں میں دھوکہ پایا جاتا ہے۔

(٥٩١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى الطَّبَّاعُ، قَالَ: أنا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاری ٢٢٥٦، ٣٨٤٣، ومسلم: ١٥١٤

فوائد: ...... **حَبَلَ الْحَبَلَة** (حمل کا حمل): اس کی تین مشہور تفسیریں ہیں:

(١)...... آدمی کا اس شرط پر اونٹنی خریدنا کہ اس کی قیمت اس وقت دے گا جب اونٹنی بچہ جنے گی، پھر وہ بچہ، جو اونٹنی کے پیٹ میں ہے، آگے بچہ جنے گا۔

(٢)...... مادہ کے پیٹ میں پرورش پانے والا بچہ پیدائش کے بعد جوان ہو کر جو بچہ جنے گا اس کی بیع کرنا۔

(٣)...... اس قیمت پر جانور دینا کہ یہ جو بچہ جنے گا، وہ اس کو دینا ہوگا۔

ان تینوں تعریفات کے مطابق اس میں دھوکہ ہے اور معدوم و مجہول شے کی بیع ہے۔

(٥٩٢)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ، فَأَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُلَامَسَةُ وَالْمُنَابَذَةُ، وَأَمَّا اللِّبْسَتَانِ فَاشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالِاحْتِبَاءُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے سودوں اور دو قسم کے لباسوں سے منع فرمایا ہے، دو سودے تو ملامسہ اور منابذہ ہیں اور دو لباس یہ ہیں: بولی بکل مارنا اور ایک کپڑے کے ساتھ اس طرح گوٹھ مارنا کہ کپڑے کا کوئی حصہ شرمگاہ پر نہ ہو۔"

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٢٨٤، ومسلم: ١٥١٢

فوائد: ...... **منابذہ** یہ ہے کہ آدمی کہے: جب میں یہ کپڑا تیری طرف پھینک دوں گا تو سودا پکا ہو جائے گا اور ملامسہ یہ ہے کہ آدمی کپڑے کو چھوتا ہے، نہ وہ اس کو پہن کر چیک کرتا ہے اور نہ الٹ پلٹ کر کے، بس جب چھوتا ہے تو سودا پکا ہو

جاتا ہے۔

ملامسہ کی بنیاد چھونے پر اور منابذہ کی بنیاد پھینکنے پر ہے، دونوں دھوکے اور غرر پر مشتمل ہیں۔

"**إِشْتِمَالُ الصَّمَّاء**" حافظ ابن حجر نے کہا: اہلِ لغت کہتے ہیں: کسی شخص کا کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹنا کہ نہ تو وہ اس سے کسی جانب کو بلند کرتا ہو اور نہ ہی اتنی جگہ باقی ہو کہ اس کا ہاتھ نکل سکے۔ ابن قتیبہ نے کہا: "صماء" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی صورت تمام سوراخوں کو بند کر دیتی ہے، اس طرح وہ سخت چٹان کی طرح ہو جاتی ہے، جس میں کوئی سوراخ نہیں ہوتا۔

جبکہ فقہا نے کہا: آدمی اپنے جسم پر کپڑا لپیٹے اور اس کا ایک کنارہ اٹھا کر کندھے پر رکھے **اس طرح** کہ اس کی شرمگاہ ننگی ہونے لگے گی۔ (فتح الباری: ۱/ ۶۲۹)۔ سنن ابی داود (۴۰۸۰) کی روایت سے اس معنی کی تائید ملتی ہے۔ اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے لباس کی دو قسموں سے منع کیا ہے: آدمی کا اس طرح گوٹھ مارنا کہ اس کی شرمگاہ ننگی ہو رہی ہو اور اس طرح کپڑا پہننا کہ ایک جانب ننگی رہ جائے اور کپڑا کندھے پر ڈال دے۔"

اگر چہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی تعریف، فقہا کی تعریف سے ملتی جلتی ہے، لیکن علامہ عظیم آبادی کہتے ہیں: لفظ "صَـمَّـاء" کو سامنے رکھا جائے تو اس معنی کی گنجائش نہیں ملتی، اصمعی کا بیان کردہ معنی اس لفظ کے زیادہ قریب ہے، وہ کہتے ہیں: آدمی کا ایک کپڑے سے اپنا سارا جسم اس طرح ڈھانپ لینا کہ ہاتھ نکالنے کے لیے بھی کوئی سوراخ نہ بچے اور اس طرح وہ اپنے ہاتھوں سے موذی چیزوں سے دفاع نہ کر سکے۔ (عون المعبود: ۱/ ۱۱۲۲)

حبوہ (گوٹھ مارنا): سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا۔ آپ ﷺ خود اس انداز میں بیٹھ جایا کرتے تھے، اس لیے ایسے انداز میں بیٹھنا جائز ہے، بشرطیکہ بیٹھنے والا ننگا نہ ہو رہا ہو، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

(۵۹۳)۔ حَـدَّثَـنَـا عَبْدُ اللّٰـهِ بْنُ هَاشِمٍ ، قَالَ: ثنا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ سَيَّارٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَبَايَعُوا بِـإِلْقَاءِ الْحَصَى وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَايَعُوا بِـالْـمُلَامَسَةِ وَمَنِ اشْتَرَى مِنْكُمْ مُحَفَّلَةً فَكَـرِهَهَا فَلْيَرُدَّهَا وَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کنکری پھینک کر بیع نہ کرو، بیع نجش نہ کرو، ملامسہ کے سودے سے بچو اور جو شخص ایسا جانور خرید لے جس کا دودھ روکا گیا ہو اور پھر وہ اس کو ناپسند کرے تو وہ اس کو لوٹا سکتا ہے، لیکن اس کے ساتھ کھانے کا ایک صاع بھی واپس کرے۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۱۴۰، ومسلم: ۱۴۱۳

فوائد: ......تمام مسائل کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(٥٩٤)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعَ أَبَا الْمِنْهَالِ......
يَقُولُ: سَمِعْتُ إِيَاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُزَنِيِّ، يَقُولُ: لَا تَبِيعُوا الْمَاءَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ، لَا أَدْرِي أَيَّ مَاءٍ هُوَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرَى: أَخْبَرَهُ أَبُو الْمِنْهَالِ۔

سیدنا ایاس بن عبد مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: پانی فروخت نہ کیا کرو، کیونکہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کی بیع سے منع کرتے تھے۔ راوی کہتا ہے: لیکن میں یہ نہیں جانتا ہے کہ وہ کون سا پانی ہے۔

تخریج: اسناده صحيح على شرط الشيخين...... أخرجه ابوداود: ٣٤٧٨، والترمذى: ١٢٧١، وابن ماجه: ١٢٧١، والنسائى: ٧/٣٠٧

(٥٩٥)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زائد پانی کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٥٦٥

(٥٩٦)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ۔ قَالَ سُفْيَانُ: وَثَلَاثٌ لَا يُمْنَعْنَ: الْمَاءُ وَالْكَلَأُ وَالنَّارُ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زائد پانی اس لیے نہ روکا جائے کہ اس کے ذریعے گھاس کو روک لیا جائے۔'' امام سفیان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''اور تین چیزوں کو نہیں روکا جا سکتا: پانی، گھاس اور آگ۔''

تخریج: الحديثان صحيحان...... الحديث الاول أخرجه البخارى: ٢٣٥٤، ومسلم: ١٥٦٦، والحديث الثانى بلفظ "وثلاث ......" أخرجه ابن ماجه: ٢٤٧٣

فوائد: ......ایک مہاجر صحابیٔ رسول کہتے ہیں: کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین غزوات میں شریک ہوا اور آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ فِيْ ثَلَاثٍ: فِي الْمَاءِ وَالْكَلَأِ وَالنَّارِ)) (ابوداود: ٣٤٧٧، ابن ماجه: ٢٤٧٢) ......''مسلمان تین چیزوں پانی، آگ اور گھاس میں شریک ہیں۔''

محمد بن اسماعیل صنعانی نے زائد پانی کی بیع کی نہی پر بحث کرتے ہوئے کہا: معلوم ہوا کہ ضرورت سے زائد پانی کو

فروخت کرنا منع ہے، علمائے کرام کہتے ہیں: اس کی صورت یہ ہے کہ غیر مملوکہ زمین میں پانی کا چشمہ پھوٹ پڑے تو جس آدمی کی زمین اس چشمے کے قریب تر ہوگی، وہ اس کے پانی کا سب سے زیادہ مستحق ہوگا، لیکن جب اس کی زمین سیراب ہو جائے تو اسے کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اس پانی کو دوسروں سے روک دے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنی مملوکہ زمین میں کوئی گڑھا یا کنواں وغیرہ کھود کر پانی جمع کرے اور وہ اپنے لیے، مویشیوں کے لیے اور زمین کے لیے پانی استعمال کر لے، لیکن پانی پھر بھی بچ جائے تو وہ اسے نہیں روک سکتا۔ (سبل السلام: ۳/ ۲۵)

امام خطابی نے کہا: اس سے مراد وہ گھاس ہے، جو ایسی زمین میں اگ آیا جو کسی کی ملکیت نہیں ہے، کسی کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اس گھاس سے روکے، اور اگر وہ گھاس کسی کی ملکیت والی زمین اُگ آیا ہو تو اس سے اجازت لینا پڑے گی۔

آگ کی اشتراکیت سے مراد جلتی ہوئی آگ سے چراغ یا مزید آگ جلانا اور اس سے روشنی حاصل کرنا ہے، اسی طرح غیر مملوکہ زمین میں اگنے والے درختوں کی لکڑیاں حاصل کرنا۔

(۵۹۷)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ سِنِينَ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ سالوں کے لیے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۵٤

فوائد: ......ایک ہی عقد میں ایک سال سے زیادہ مدت کے لیے باغ کے پھلوں کا سودا کر دینا ''بیع معاومہ'' کہلاتا ہے، سالوں کی بیع سے یہی سودا مراد ہے۔ اس بیع میں دھوکہ ہے، کیونکہ کوئی علم نہیں کہ اگلے سالوں میں کتنا پھل لگے گا اور اس کی نوعیت کیا ہوگی، نیز وہ پھل آخر تک برقرار بھی رہے گا یا نہیں۔

(۵۹۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا أَبُو النُّعْمَانِ ، وَمُسَدَّدٌ ، قَالَا: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، وَسَعِيدِ بْنِ مِينَاءَ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَقَالَ الْآخَرُ: بَيْعِ السِّنِينَ وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سودوں سے منع فرمایا ہے: محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ، معاومہ، کئی سالوں کے لیے بیع اور بیع استثنا، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عرایا میں رخصت دی۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٥٣٦

فوائد: ...... بیع معاومہ کی وضاحت گزشتہ حدیث میں ہو چکی ہے، باقی اقسام کی تعریفات درج ذیل ہیں:

محاقلہ: بالیوں میں کھڑی کھیتی کو غلہ کے عوض فروخت کر دینا، جیسے گندم کے عوض گندم کا کھیت فروخت کر دینا۔

مزابنہ: درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اسی کی جنس سے اتارے ہوئے خشک پھل کے عوض فروخت کر دینا، جیسے: کھجوروں کے عوض درخت پر لگی ہوئی کھجوریں فروخت کر دینا۔

بیع کی ان دونوں اقسام کی حرمت کا سبب یہ ہے کہ دونوں کی صحیح مقدار کا علم نہیں ہو سکتا، حالانکہ جب ایک ہی جنس کی آپس میں خرید و فروخت کی جا رہی ہو تو ان کا ہم وزن ہونا شرط ہے۔ ذہن نشین رہے کہ جب کوئی کھیتی یا باغ پک جائے تو نقدی کے عوض اس کو خریدنا درست ہے۔

مخابرہ : یہ مزارعت ہی کا دوسرا نام ہے، یہ بیع مطلق طور پر حرام نہیں ہے، بلکہ اس کی صرف ایک خاص صورت حرام ہے اور وہ یہ ہے کہ مالک مکمل پیداوار کا تیسرا یا چوتھا حصہ مقرر کرنے کی بجائے مزارع کے لیے زمین کے ایک خاص حصے کی پیداوار بطورِ معاوضہ مقرر کر لے، اس کا نقصان یہ ہوگا کہ بعض اوقات مزارع کی زمین میں پیداوار زیادہ ہو جائے گی اور بعض اوقات کم ہو جائے گی، اس طرح دونوں میں جھگڑے کی نوبت آ جائے گی۔

بیع عرایا: یہ ایک استثنائی صورت ہے، اس کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱)...... مالک، مسکین کو کھجوروں کے کچھ درختوں کا پھل ہبہ کرے، لیکن جب وہ دیکھے کہ مسکین انتظار نہیں کر سکتا تو وہ اس مسکین سے ان درختوں پر لگی کھجوریں خشک کھجوروں کے عوض خرید لے۔

(۲)...... کچھ لوگوں کے پاس خشک کھجوریں موجود ہیں، لیکن وہ تازہ کھجوریں کھانا چاہتے ہیں، اس لیے وہ خشک کھجوروں کے عوض میں باغ کے مالکوں سے درختوں پر لگی ہوئی تازہ کھجوریں خرید لیں۔

(۳)...... کھجوروں کا مالک ایک دو کھجوروں کا پھل کسی شخص کو ہبہ کر دیتا ہے، پھر وہ اس شخص کے آنے کو اچھا نہیں سمجھتا یا اس سے تکلیف محسوس کرتا ہے، پس وہ اس شخص کو خشک کھجوریں دے کر اس سے ہبہ کی کھجوریں خرید لیتا ہے۔

بیع عرایا کی شرطیں یہ ہیں کہ اس بیع کا تعلق اہل خانہ کے کھانے سے ہو، نہ کہ آگے تجارت کرنے سے، نیز اس سودے میں کھجوروں کی مقدار پانچ وسق یا اس سے کم ہو، بہتر یہ ہے کہ اس سودے کی مقدار پانچ وسق سے کم ہو۔

پانچ وسق کی مقدار پندرہ من اور تیس کلو گرام ہے۔

بیع ثُنیا: اس بیع میں استثناء کی صورت یہ ہے کہ آدمی کوئی چیز فروخت کرے اور اس کا کچھ حصہ مستثنیٰ کر لے، اگر تو وہ مستثنیٰ یعنی علیحدہ کی ہوئی چیز معلوم ہو، تو وہ سودا بالاتفاق جائز ہوگا، مثلاً وہ کہے: میں نے یہ تمام درخت تجھے فروخت کر دیئے، ماسوائے فلاں درخت کے، میں نے تجھے یہ تمام گھر فروخت کر دیئے، ماسوائے فلاں دو گھروں کے۔ لیکن اگر وہ آدمی نامعلوم اور مجہول چیز کا استثنا کرتا ہے تو یہ بیع صحیح نہیں ہوگی، اس حدیث میں اسی دوسری صورت سے منع کیا گیا ہے،

کیونکہ یہ بیع جہالت اور دھوکے پر مشتمل ہے۔

(۵۹۹)۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَإِذَا أُحِلْتَ عَلَى مَلِيءٍ فَاتَّبِعْهُ وَلَا تَبِعْ بَيْعَتَيْنِ فِي وَاحِدَةٍ))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، اور جب تم میں سے کسی آدمی کو کسی مال دار آدمی کا حوالہ دیا جائے تو وہ قبول کر لے اور تو ایک سودے میں دو سودے نہ کیا کر۔''

تخریج: حديث صحيح لغيره ...... أخرجه ابن ماجه: ٢٤٠٤، والترمذى: ١٣٠٩

فوائد: ...... مالدار آدمی کو چاہیے کہ وہ وقت پر ادائیگی کرے اور بلا عذر تاخیر نہ کرے، وگرنہ وہ ظالم قرار پائے گا، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (۵۶۰)۔

(۶۰۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ثنا أَبُو سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سودے میں دو سودے کرنے سے منع کیا ہے۔

تخریج: صحيح ...... أخرجه الترمذى: ١٢٣١، والنسائى: ٧/ ٢٩٥

(۶۰۱)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَنَّ إِسْمَاعِيلَ ابْنَ عُلَيَّةَ أَخْبَرَهُمْ، عَنْ أَيُّوبَ......

قَالَ: ثنى عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: ثنى أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، حَتَّى ذَكَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَبَيْعٌ، وَلَا شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ، وَلَا رِبْحُ مَا لَمْ يَضْمَنْ، وَلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ امور حلال نہیں ہیں: (۱) قرض اور بیع، (۲) ایک بیع میں دو شرطیں، (۳) قبضے اور ضمانت میں لینے سے پہلے کسی چیز کا نفع اور (۴) اس چیز کو فروخت کرنا، جو تیرے پاس نہیں ہے۔''

تخریج: اسناده حسن ...... أخرجه ابوداود: ٣٥٠٤، والترمذى: ١٢٣٤، وابن ماجه: ٢١٨٨، والنسائى: ٧/ ٢٩٥

فوائد: ...... حدیث مبارکہ میں مذکور چاروں اصطلاحات کا مفہوم:

بَيْعٌ وَسَلَفٌ ...... (ایک ہی معاملے میں بیع بھی اور قرض بھی): ابن اثیر نے کہا: اس کا مفہوم یہ ہے جیسے کوئی آدمی

کہے: میں تجھے یہ غلام ایک ہزار کا فروخت کروں گا، بشرطیکہ تو مجھے فلاں سامان میں بیع سلم کرے یا ایک ہزار ادھار دے۔ ایسی صورت میں قرض دینے کا مقصد یہ ہوگا کہ قرضہ لینے والا اس کے بدلے قیمت میں نرمی برتے گا، جس کی حد نا معلوم ہو جاتی ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ منفعت کا سبب بننے والا قرض سود ہوتا ہے۔

بیع سلم: قیمت پیشگی ادا کر کے مبیع (چیز) ایک معین مدت کے بعد وصول کی جائے۔

وَرِبحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ ...... (ایسی چیز کا نفع جس کے نقصان کا آدمی ضامن نہیں بن سکتا): امام خطابی نے کہا: اس کی صورت یہ ہے کہ عرفان نے فاروق سے سامان خریدا اور قبضے میں لینے سے پہلے ابراہیم کو فروخت کر دیا۔ ایسی صورت میں اس مال کا ضامن پہلا بائع یعنی فاروق ہوگا۔ جب تک عرفان یہ سامان اپنے قبضے میں لے کر اس کا ضامن نہ بن جائے، اس وقت تک اس کو آگے فروخت کرنا منع ہے۔

وَبَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ ...... (ایسی چیز کی بیع جو تیرے پاس نہیں ہے): امام خطابی نے کہا: اس سے مراد بیع العین ہے، نہ کہ بیع الصفہ۔ آپ خود غور کریں کہ بیع سلم کو مدتوں تک جائز قرار دیا ہے، حالانکہ اس میں بیچنے والا ایسی چیز فروخت کر رہا ہوتا ہے جو معاہدے کے وقت اس کے پاس نہیں ہوتی، یہ بیع الصفہ ہے۔ آپ ﷺ نے منع کیا کہ جو چیز بائع کے پاس نہیں ہے، وہ اس کا سودا نہ کرے، اس کی وجہ دھوکہ اور غرر ہے، مثلاً بھاگے ہوئے غلام یا آوارہ اور بھاگے ہوئے اونٹ کا سودا کرنا، یہ بیع العین ہے۔

شَرْطَانِ فِي بَيْعٍ : ...... (ایک بیع میں دو شرطیں) اس اصطلاح کی وہی تعریف کی گئی ہے جو (بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعٍ: ایک بیع میں دو بیعیں) کی بیان کی گئی ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز، یا اس کی کون سی صورتیں جائز ہیں اور کون سی ناجائز۔

امام ترمذی نے نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ۔ والی حدیث کے بعد کہا: وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوْا: بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ اَنْ يَقُوْلَ اَبِيْعُكَ هٰذَا الثَّوْبَ بِنَقْدٍ بِعَشْرَةٍ وَبِنَسِيْئَةٍ بِعِشْرِيْنَ وَلَا يُفَارِقُهُ عَلٰى اَحَدِ الْبَيْعَيْنِ، فَاِذَا فَارَقَهُ عَلٰى اَحَدِهِمَا فَلَا بَأْسَ اِذَا كَانَتِ الْعُقْدَةُ عَلٰى وَاحِدٍ مِنْهُمَا۔ ...... بعض اہل علم نے کہا: ایک سودے میں دو سودوں کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کہے: اگر نقد ادائیگی ہو تو میں تجھے یہ کپڑا دس کے عوض فروخت کروں گا اور ادھار کی صورت میں بیس کے عوض اور پھر بائع اور مشتری کسی ایک قیمت کا تعین کیے بغیر جدا ہو جائیں۔ اگر وہ ایک قیمت کو معین کر کے الگ ہوتا ہے، تو ایسے سودے میں کوئی حرج نہیں ہوگا، کیونکہ ایسی صورت میں بیع ایک قیمت پر ہوگی۔ (ترمذی: ۲/ ۲۳۵)

امام مبارکپوری نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا: بیچنے والا کہتا ہے: میں نقد ادائیگی کی صورت میں تجھے یہ کپڑا دس (درہم) کے عوض اور ادھار کی صورت میں بیس کے عوض فروخت کروں گا۔ خریدنے والے نے کہا: میں نقد ادائیگی کروں گا، پھر اس نے دس درہم دے دیے تو سودا درست ہوگا، اسی طرح اگر وہ کہہ دے کہ وہ ادھار کرتا ہے اور بعد میں

بیس درہم ادا کرے گا، تو بھی سودا درست ہوگا۔ چونکہ اس صورت میں کوئی ابہام باقی نہیں رہا اور ایک قیمت کا تقرر کر لیا گیا ہے اور بائع اور مشتری کی مفارقت ایک معینہ قیمت پر ہوئی ہے، اس لیے اس سودے میں دو سودوں والی صورت باقی نہیں رہی۔

دو سودوں والی یہی تفسیر امام احمد سے منقول ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَفْقَتَيْنِ فِيْ صَفْقَةٍ۔ یعنی نبی کریم ﷺ نے ایک بیع میں دو سودوں سے منع فرمایا۔ اس حدیث کے ایک راوی سماک کہتے ہیں: اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کوئی چیز فروخت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نقد اتنے کی ہوگی اور ادھار اتنے کی۔ امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا: امام شافعی نے بھی سماک کی وضاحت کی موافقت کی ہے، جیسا کہ انھوں نے کہا: اس کی صورت یہ ہے کہ بندہ کہے: میں یہ چیز تجھے نقد ایک ہزار کے عوض فروخت کروں گا اور ایک سال تک ادھار کی صورت میں دو ہزار کے عوض دوں گا، اب تیری اور میری مرضی ہے۔ ابن رفعہ نے قاضی سے نقل کرتے ہوئے کہا: اس مسئلہ (کے ممنوعہ ہونے) کی صورت یہ ہے کہ خریدنے والا ابہام کے ساتھ قیمت قبول کر لے، اگر وہ وضاحت کر دے کہ ایک ہزار کے عوض نقد خریدے گا یا دو ہزار کے عوض ادھار خریدے گا، تو یہ سودا درست ہوگا۔

نیز امام شوکانی نے کہا: شافعیہ، حنفیہ، زید بن علی، مؤید باللہ اور جمہور علما کا یہ خیال ہے کہ تمام دلائل کی روشنی میں یہ بیع جائز ہے اور یہی بات ظاہر ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے: اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کی ایک ہی وقت میں کسی چیز کی نقد اور ادھار قیمت میں فرق کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اسی مجلس میں کسی ایک قیمت کا تعین کر لیا جائے۔ اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ سودا طے پانے سے پہلے اس کی قیمت میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے، جب سودا طے ہو جائے تو مدت کی وجہ سے قیمت بڑھانا سود کا سبب بنتا ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جو آدمی کوئی چیز نقد دس روپے اور ادھار بیس روپے کی فروخت کرنا چاہتا ہے، وہ شرعی قواعد کی روشنی میں اسی چیز کو نقد بیس روپے کی بھی فروخت کر سکتا ہے، کیونکہ شریعت میں نفع کی شرح مقرر نہیں ہے، جو چیز شریعت کی روشنی میں نقد بیس روپے کی فروخت کی جا سکتی ہے، اسے ادھار پر اسی قیمت میں کیوں نہیں بیچا جا سکتا؟

یاد رہے کہ سودا طے ہونے کے بعد مدت کے عوض میں زیادہ نرخ وصول کرنا سود کہلاتا ہے، نہ کہ سودا طے کرنے سے پہلے والا معاملہ۔

بیع کی اس صورت کے جواز سے پتہ چلا کہ قسطوں پر چیز لینا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے کسی قسم کی زائد رقم اور جرمانہ وصول نہ کیا جائے، کیونکہ وہ سود کی خالص شکل ہوگی۔

اگر قیمت کا تعین نہ کیا جائے تو وہ سودے کی ممنوعہ صورت بن جاتی ہے، جس سے اس حدیث میں منع کیا گیا ہے، جیسا کہ آج کل بازاروں میں ہو رہا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ کمپنیاں اپنے خریداروں کو مال بھیج دیتی ہیں اور وہ کم یا زیادہ قیمت پر سودا طے ہونے سے پہلے مال کو فروخت کرنا شروع کر دیتے ہیں، دو چار دنوں کے بعد نقد و ادھار کے نتیجے

میں کم یا زیادہ قیمت کے تعین کے لیے ڈیلر پہنچتے ہیں۔ یہ تجارت کی ممنوعہ صورت ہے۔ خریدار اس وقت تک وہ مال نہیں بیچ سکتے، جب تک قیمت کا تعین نہ کرلیا جائے۔

(بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعٍ: ایک بیع میں دو بیعوں) کی مزید دو تعریفیں یہ ہیں:

(۱)......امام شافعی نے کہا: اس کی صورت یہ ہے کہ بائع مشتری سے کہے: میں تجھے یہ گھر اتنی قیمت کے عوض فروخت کروں گا، بشرطیکہ تو مجھے اپنا غلام اتنی قیمت میں بیچ دے۔ جب تیرا غلام میرے لیے ثابت ہوگا تو میرا گھر تیرے لیے ثابت ہو جائے گا۔

(۲)...... بشارت نے رضوان کو ایک دینار قرض دیا، جس کی ادائیگی رضوان ایک ماہ کے بعد گندم کے ایک قفیز کی صورت میں کرے گا۔ جب مدت پوری ہوئی اور بشارت نے گندم کا مطالبہ کیا تو رضوان نے کہا: گندم کا یہ ایک قفیز مجھے دو ماہ تک دو قفیزوں کے عوض بیچ دو۔ یہ ایک بیع میں دو بیعوں کی صورت ہے کیونکہ دوسری بیع پہلی بیع پر ہی داخل ہوئی ہے، اب یا تو رضوان کم چیز ادا کرے گا، جو پہلے سودے کے مطابق ایک قفیز ہے، یا پھر نئے سودے کے مطابق دو قفیز ادا کرے گا، جو کہ سود کی ایک شکل ہے۔ (دیکھئے: تحفۃ الاحوذی: ۲/ ۲۳۵، ۲۳۶) یہ صورت بھی ((فَلَهُ أَوْكَسُهُمَا أَوِ الرِّبَا)) کا مصداق بن سکتی ہے، کیونکہ پہلے سودے کے مطابق گندم کا ایک قفیز اور دوسرے سودے کے مطابق دو قفیز ادا کرنا پڑیں گے، جیسا کہ امام شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا۔

(۶۰۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ الطُّفَاوِيُّ، قَالَ: ثنا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ يَعْلَى هُوَ ابْنُ حَكِيمٍ قَالَ: ثني يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِصْمَةَ......

عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَشْتَرِي بُيُوعًا فَمَا يَحِلُّ مِنْهَا وَمَا يَحْرُمُ؟ فَقَالَ: ((يَا ابْنَ أَخِي! إِذَا اشْتَرَيْتَ بَيْعًا فَلَا تَبِعْهُ حَتَّى تَقْبِضَهُ)) وَهَكَذَا قَالَ شَيْبَانُ، وَهَمَّامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ يَعْلَى، عَنْ يُوسُفَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِصْمَةَ، عَنْ حَكِيمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ شَيْبَانَ، وَحَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَ: ثنا

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں فروخت کرنے کے لیے سامان خریدتا رہتا ہوں، کون سا سامان میرے لیے حلال ہے اور کون سا حرام؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بھتیجے! جب تو سامان خریدے تو اس کو قبضے میں لینے سے پہلے فروخت نہ کر۔''

حَبَّانُ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ۔

تخریج: صحیح لغیرہ ...... أخرجه ابوداود: ۳۵۰۳، والترمذی: ۱۲۳۲، وابن ماجه: ۲۱۸۷، والنسائی: ۷/ ۲۸۶

فوائد: ......متعدد احادیث میں بیع کے اس اصول پر زور دیا گیا ہے کہ خریدار خریدی ہوئی چیز کو اپنے قبضے میں لے اور اس کو اس مکان سے منتقل کرے جہاں سودا ہوا ہے، بعض احادیث میں اس اصول کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ سودی تجارت ہے، کیونکہ اگر ایک آدمی (۵۰۰۰) روپے کے عوض گندم کا ایک ڈھیر خریدتا ہے اور پھر اسی مقام پر اس کو (۵۵۰۰) روپے میں فروخت کر دیتا ہے، تو گویا اس نے (۵۰۰۰) روپے کے عوض (۵۵۰۰) روپے بٹور لیے ہیں۔
اسی طرح پہلے بائع کو پریشانی ہوسکتی ہے، کیونکہ وہ سوچے گا کہ وہ صبر کر لیتا اور (۵۵۰۰) قیمت وصول کر لیتا، نیز جب خریدار اس چیز کو منتقل کرے گا تو اس سے مزدوروں کے رزق کے دروازے کھل جائیں گے۔
لیکن ان احکام پر عمل کرنا اس وقت ممکن ہوگا، جب تاجروں کا مقصد صرف یہ نہ ہو کہ حلال وحرام کی تمیز کیے بغیر زیادہ سے زیادہ زر جمع کیا جائے۔

(۶۰۳)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......
عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلاحُهُ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے تک ان کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۹۴، ۲۲۰۵، ومسلم: ۱۵۳٤، ۱۵۳۵، ۱۵٤۲

(۶۰٤)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنا أَبُو خَالِدٍ، قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ......
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَصْلُحُ بَيْعُ النَّخْلِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ)) قَالُوا: وَمَا صَلَاحُهُ؟ قَالَ: ((تَحْمَرُّ وَتَصْفَرُّ))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک کھجوروں کی صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے، اس وقت تک ان کو بیچنا درست نہیں ہے۔'' لوگوں نے کہا: ان کی صلاحیت سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کا سرخ ہو جانا اور زرد ہو جانا۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۱٤۸۸، ۲۱۹۵، ۲۱۹۷، ومسلم: ۱۵۵۵

(۶۰۵)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ......
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی بیع سے منع فرمایا جب تک وہ پک نہ جائے، اسی

النَّخْلِ حَتَّى تَزْهُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتَّى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ۔

طرح بالی والی فصل کی بیع سے منع فرمایا جب تک وہ سفید نہ ہو جائے اور آفت سے محفوظ نہ ہو جائے، آپ ﷺ نے بیچنے والے اور خریدار دونوں کو منع فرمایا ہے۔

تخریج: راجع ما تقدم برقم (٦٠٣)

فوائد: ...... درختوں اور پودوں پر لگا ہوا پھل پکنے سے پہلے فروخت نہیں کیا جا سکتا، ہر پھل کے پکنے کی علامت اس کے ساتھ خاص ہے۔ کوئی بھی پھل یا فصل پکنے سے پہلے مختلف ادوار اور کیفیات سے گزرتی ہے، بیچ میں ایسی کیفیتیں بھی آ جاتی ہیں کہ ان میں معمولی بارش کے ہو جانے یا ہوا کے چل جانے یا موسم کے سخت ہو جانے سے بہت نقصان ہو جاتا ہے، جبکہ بعض کیفیتوں میں بارش اور ہوا کا چلنا انتہائی ضروری ہوتا ہے، لیکن جب فصل پک کر تیار ہو جائے تو پھر عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ گرمی یا سردی، معتدل مقدار کے ساتھ بارش اور ہواؤں کا چل پڑنا یا رک جانا، اس سے فصل متاثر نہیں ہوتی۔ ہاں شاذ و نادر ایسے بھی ہوتا ہے کہ فصل پک جانے کے باوجود کسی بڑی آفت کی وجہ سے مکمل طور پر تباہ ہو جاتی ہے، ایسی صورت کے احکام خاص ہیں۔

زمیندار لوگوں کو متنبہ رہنا چاہیے اور کوئی فصل پکنے سے پہلے فروخت نہ کریں۔

(٦٠٦)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَمَّا الَّذِي نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ الطَّعَامُ أَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُقْبَضَ۔ قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَا أَحْسَبُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا مِثْلَهُ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ اناج کو قبضے میں لینے سے پہلے فروخت کیا جائے۔ پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میرا خیال ہے کہ ہر چیز کا حکم یہی ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢١٣٢، ومسلم: ١٥٢٥

(٦٠٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْوَرَّاقُ، قَالَ: ثنا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنَّا نَشْتَرِي الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ جِزَافًا فَنَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيعَهُ حَتَّى نَنْقُلَهُ مِنْ مَكَانِهِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم قافلوں سے اندازے سے غلہ خرید لیتے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع کر دیا کہ ہم اس کو اس جگہ سے منتقل کرنے سے پہلے بیچیں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢١٦٧، ومسلم: ١٥٢٦

فوائد: ...... پہلے اس مسئلہ کی وضاحت ہو چکی ہے کہ خریدار قبضے میں لیے بغیر کسی چیز کو فروخت نہیں کر سکتا۔

(٦٠٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ......

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَمْ يُعْلَمْ مَكِيلَتُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمَّى مِنَ التَّمْرِ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ماپی ہوئی کھجوروں کے عوض کھجوروں کا ایسا ڈھیر بیچ دیا جائے جس کے ماپ کا علم نہ ہو۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٣٠

فوائد: ...... جب ایک ہی جنس کی آپس میں خرید وفروخت کی جا رہی ہو تو ان کا ہم وزن اور دونوں طرف سے نقد ہونا شرط ہے، جیسا کہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ، وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ، مِثْلاً بِمِثْلٍ، سَوَاءٌ بِسَوَاءٍ، يَدًا بِيَدٍ، فَإِذَا اخْتَلَفَ هٰذِهِ الْاَجْنَاسُ فَبِيعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ۔)) ......''(خرید وفروخت کے وقت) سونے کے عوض سونا، چاندی کے عوض چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے عوض جو، کھجور کے عوض کھجور اور نمک کے بدلے نمک برابر برابر اور نقد ونقد ہونے چاہئیں۔ البتہ جب جنسیں مختلف ہو جائیں تو جیسے چاہو خرید وفروخت کر سکتے ہو، بشرطیکہ نقد ونقد ہوں۔'' (مسلم: ١٥٨٧)

سود کی دو قسمیں ہیں، ربا الفضل اور ربا النسیہ، درج بالا ممنوعہ صورتوں کا تعلق ربا الفضل سے ہے۔

(٦٠٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ......

عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھار پر حیوان کو حیوان کے عوض بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

تخريج: هو مرسل، وانظر الحديث الآتي

(٦١٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا شِهَابٌ يَعْنِي ابْنَ عَبَّادٍ، قَالَ: ثنا دَاوُدُ يَعْنِي الْعَطَّارَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُبَاعَ الْحَيَوَانُ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھار پر حیوان کو حیوان کے عوض بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابن حبان: ۱۱۱۳، والدارقطنی: ۳/۷۱، والبیهقی: ۵/۲۸۸

(٦١١)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: ثنا عِيسَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً۔

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھار پر حیوان کو حیوان کے عوض بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: حسن لغیره ...... أخرجه ابوداود: ۳۳۵٦، والترمذی: ۱۲۳۷، وابن ماجه: ۲۲۷۰، والنسائی: ۷/۲۹۲

فوائد: ......ان احادیث کا معنی یہ ہے کہ جب حیوان کے بدلے حیوان کی بیع دونوں طرف سے ادھار ہو تو تب منع ہے۔ جب ایک طرف سے ادھار ہو یا ایک جانور کے عوض زیادہ جانور دیے جا رہے ہوں تو یہ دونوں صورتیں جائز ہوں گی، ایک صورت کا ذکر درج ذیل احادیث میں ہے۔

(٦١٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ صَفِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَقَعَتْ فِي سَهْمِ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ، فَاشْتَرَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعَةِ أَرْؤُسٍ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا، سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آ گئیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو سات غلاموں کے عوض خرید لیا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۱۳٦۵

(٦١٣)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثنا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى عَبْدًا بِعَبْدَيْنِ أَسْوَدَيْنِ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض میں ایک غلام خریدا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۱٦۰۲

بَابٌ فِي السَّلَمِ
بیع سلم کا بیان

(٦١٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثِّمَارِ فِي السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَسْلِفُوا فِي الثِّمَارِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ))

جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ لوگ دو دو تین تین سالوں کے لیے پھلوں میں بیع سلف کر لیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پھلوں کی معلوم ماپ کے ساتھ اور معلوم وقت تک بیع سلف کر سکتے ہو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٢٤٠، ٢٢٤١، ومسلم: ١٦٠٤

فوائد: ...... **بیع سلم** (بیع سلف): قیمت پیشگی ادا کر کے معاہدے کے مطابق مبیع (چیز) ایک معین مدت کے بعد وصول کرنا بیع سلم کہلاتا ہے۔

پھلوں، غلہ جات، بلکہ ہر چیز میں بیع سلم جائز ہے، اس کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

اس چیز کی جنس معلوم ہو، ماپ یا تول کی صورت میں اس کی مقدار معلوم ہو، مدت معین ہو، اس کا ایسا وصف بیان کیا جائے، جس سے اس کی مقدار اور ممتاز اوصاف کا علم ہو جائے تا کہ دھوکے کا امکان ختم ہو جائے، نیز وہ چیز ضمانت و ذمہ داری میں ہو۔

عوام الناس کی طرف سے بیع سلم پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ قیمت وصول کرنے والا ایسی چیز فروخت کر رہا ہے، جو اس کے پاس نہیں ہے، جبکہ شریعت نے ایسی چیز کا سودا کرنے سے منع کیا ہے؟

یقیناً آپ ﷺ نے ایسی چیز کی بیع کرنے سے منع فرمایا ہے، جو فروخت کنندہ کے پاس نہیں ہے، لیکن اس سے مراد بیع العین ہے، نہ کہ بیع الصفہ۔ اس کی وجہ دھوکہ اور غرر ہے، مثلا بھاگے ہوئے غلام یا آوارہ اور بھاگے ہوئے اونٹ کا سودا کرنا، یہ بیع العین ہے، اس میں بھاگے ہوئے غلام اور آوارہ اونٹ کو پکڑنے کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی، جبکہ بیع سلم میں متعلقہ چیز کی ضمانت اور ذمہ داری دی جاتی ہے۔

(٦١٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثِّمَارِ فِي سَنَتَيْنِ وَثَلَاثٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سَلِّفُوا فِي الثِّمَارِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ دو دو تین تین برسوں تک پھلوں میں بیع سلف کر لیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پھلوں میں معلوم ماپ اور وزن کے ساتھ بیع سلف کرو۔''

تخريج: انظر الحديث السابق

(٦١٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ......

عَنِ ابْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ، قَالَ: امْتَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ، وَأَبُو بُرْدَةَ فِي السَّلَمِ فَأَرْسَلُونِي إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: كُنَّا نُسْلِمُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، وَعَهْدِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ إِلَى قَوْمٍ مَا هُوَ عِنْدَهُمْ قَالَ: ثُمَّ سَأَلْتُ ابْنَ أَبْزَى فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ۔

ابن ابومجالد کہتے ہیں: عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ کو بیع سلم کے بارے میں اختلاف ہوا، پھر انھوں نے مجھے سیدنا عبداللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، پس جب میں نے ان سے سوال کیا تو انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں گندم جو، منقی اور کھجور کی ایسے لوگوں سے بیع سلم کرتے تھے کہ بیع کے وقت جن کے پاس یہ چیزیں نہیں ہوتی تھیں۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٤٢

أَبْوَابُ الْقَضَاءِ فِي الْبُيُوعِ
بیوع میں قضاء کے ابواب

(٦١٧)۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا أَوْ يَكُونُ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خرید و فروخت کرنے والے دو افراد جب تک جدا نہ ہو جائیں، ان میں اختیار باقی رہتا ہے، الا یہ کہ اختیار والا سودا ہو۔“

تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٠٧، ٢١١١، ٢١١٢، ومسلم: ١٥٣١

(٦١٨)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيعًا، أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب دو آدمی بیع کرتے ہیں تو جب تک وہ جدا نہ ہوں اور اکٹھے رہیں تو انہیں اختیار ہوتا ہے، یا ان دونوں میں سے ایک دوسرے کو اختیار دے دے، اگر ان دونوں میں سے ایک

الْآخَرَ فَإِنْ خَيَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلَى ذَلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ وَإِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ أَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ))

دوسرے کو اختیار دے دے، پھر وہ اس پر بیع کر لیں تو بیع پختہ ہو جائے گی، اور اگر وہ بیع کرنے کے بعد جدا ہو جائیں اور ان میں سے کوئی بھی بیع کو ترک نہ کرے تو بیع واجب ہو جائے گی۔''

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ...... **بیع خیار** (اختیار والا سودا) کا مفہوم یہ ہے کہ بائع نے مشتری کو اختیار دیا ہو یا مشتری نے اختیار کی شرط لگائی ہو، ایسی صورت میں جدائی کے بعد بھی اختیار باقی رہے گا، جب تک مقررہ مدت پوری نہ ہو جائے۔

لیکن اس طریقے میں یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک نے بیع کرتے وقت واپسی کا اختیار ختم کر دیا ہو اور کہہ دیا ہو کہ اگر واپس کرنا ہے تو ابھی کر لو، ورنہ واپسی نہیں ہو گی، ایسی صورت میں مجلس قائم رہنے کے باوجود واپسی کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے: امام نافع نے کہا: جب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی سے کوئی چیز خریدتے اور وہ ان کو پسند آ جاتی تو وہ فروخت کنندہ سے جدا ہو جاتے (تا کہ اس کا واپسی کا اختیار ختم ہو جائے)۔

ممکن ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو درج ذیل حدیث کا علم نہ ہو، جس میں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلْبَائِعُ وَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ حَتَّى يَتَفَرَّقَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ صَفْقَةَ خِيَارٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيلَهُ۔)) ...... ''فروخت کرنے والے اور خریدنے والے، دونوں کو جدا ہونے سے پہلے سودا واپس کرنے کا اختیار حاصل ہے، الا یہ کہ اختیار والا سودا ہو اور یہ حلال نہیں ہے کہ آدمی سودے کی واپسی کے ڈر سے جدائی اختیار کرے۔'' (ابوداود: ٣٤٥٦، ترمذی: ١٢٤٧، نسائی: ٧/ ٢٥١)

لیکن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے اس حدیث کے مفہوم کو سمجھنے میں مدد مل رہی ہے کہ اس سے مراد تفرق بالابدان ہے، نہ کہ تفرق بالکلام۔

اس موضوع سے متعلقہ احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جب بائع اور مشتری ایک مجلس میں سودا کریں تو وہ جب تک اسی مجلس میں رہیں گے، ان میں سے ہر ایک کو سودا واپس کرنے کا اختیار ہو گا، خواہ بائع اور مشتری کے درمیان اسی سودے کے بارے میں گفتگو جاری ہو یا اس سے متعلقہ بات ختم ہو گئی ہو یا وہ کوئی اور بات کر رہے ہوں یا وہ خاموش ہوں۔

لیکن جب وہ جدا ہو جائیں گے سودا پکا ہو جائے گا، اسی جدائی کو تفرق بالابدان کہتے ہیں، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور امام شافعی، امام احمد رحمہ اللہ اور کئی ایک ائمہ کا یہی مسلک ہے اور یہی مؤقف راجح ہے۔

البتہ احناف کی رائے یہ ہے کہ ان احادیث میں تفرق بالاقوال یعنی تفرق بالکلام کا ذکر ہے، یعنی جب سودے سے متعلقہ بات ختم ہو جائے گی تو سودا پکا ہو جائے گا، اس رائے کے مطابق احادیثِ مبارکہ کی خواہ مخواہ تاویل کرنی پڑتی ہے، اور ان واضح احادیث اور ان کے مطابق صحابہ کرام بالخصوص اس حدیث کے راوی صحابی کے عمل میں اس تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: صحابہ میں ان دونوں یعنی سیدنا ابن عمر اور سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہما کا کوئی بھی مخالف معروف نہیں ہے، احناف میں سے صاحب "التعليق الممجد" نے بھی تفرق بالابدان والی رائے کا اعتراف کرتے ہوئے احناف کے تمام دلائل کی تردید کی ہے۔

(٦١٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: ثنا جَمِيلُ بْنُ مُرَّةَ......

عَنْ أَبِي الْوَضِيِّ، قَالَ: غَزَوْنَا غَزَاةً لَنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَبَاعَ صَاحِبٌ لَنَا فَرَسًا مِنْ رَجُلٍ بِعَبْدٍ فَلَبِثَا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمَا وَلَيْلَتِهِمَا حَتَّى أَصْبَحَا قَالَ: فَلَمَّا حَضَرَ الرَّحْلُ قَامَ الرَّجُلُ إِلَى فَرَسِهِ لِيُسْرِجَهُ وَنَدِمَ قَالَ: فَأَخَذَهُ الرَّجُلُ بِالْبَيْعَةِ فَأَتَيَا أَبَا بَرْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَصَّا عَلَيْهِ قِصَّتَهُمَا فَقَالَ: أَتَرْضَيَانِ أَنْ أَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا))

ابو وضی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک غزوے میں شریک تھے، ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا، ہمارے ایک ساتھی نے ایک غلام کے عوض ایک گھوڑا خرید لیا، پھر وہ دونوں آدمی اس دن کا باقی حصہ اور رات اکٹھے رہے، یہاں تک کہ صبح ہو گئی، جب وہاں سے روانگی کا وقت آیا اور آدمی اپنے گھوڑے کی طرف گیا تو اس کو اپنے سودے پر ندامت ہوئی، اور اس آدمی نے وہ گھوڑا خرید لیا، پھر وہ دونوں سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اپنا قصہ بیان کیا، انھوں نے کہا: کیا تم اس بات پر راضی ہو جاؤ گے کہ میں تمہارے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا فیصلہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "خرید و فروخت کرنے والے دو افراد جب تک جدا نہ ہو جائیں، ان میں اختیار باقی رہتا ہے۔"

تخريج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابو داود: ٣٤٥٧، وابن ماجه: ٢١٨٢

(٦٢٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ مَسْعَدَةَ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اَلْبَائِعُ وَالْمُبْتَاعُ

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، یعنی سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بائع اور مشتری جب

بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَفْقَةُ خِيَارٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُفَارِقَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَسْتَقِيلَهُ۔))

تک جدا نہ ہوں انہیں سودا واپس کرنے کا اختیار ہے، الا یہ کہ اختیار والا سودا ہو اور سودا واپس کرنے کے اندیشے سے جلدی جدا ہو جانا حلال نہیں ہے۔"

تخریج: صحیح لغیرہ ..... أخرجه ابوداود: ٣٤٥٦، والترمذی: ١٢٤٧، والنسائی: ٧/ ٢٥١

فوائد: ......اس حدیث میں اس چیز کو خلاف مروت قرار دیا گیا ہے کہ جلدی سے تجارت کے بعد جگہ بدل لی جائے تا کہ ساتھی کو سودے کی واپسی کا موقع نہ مل سکے، اسلامی معاشرت اس کی اجازت نہیں دیتی، تجارت کے تمام معاملات میں اللہ تعالی پر توکل کرنا چاہیے، اصل برکت اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔

اس حدیثِ مبارکہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تجارت کا تعلق حصول دنیا سے اس طرح نہیں ہے کہ کسی دوسرے بھائی کے اختیار کا خیال ہی نہ رکھا جائے، جب خریدار یہ اندازہ کر لے کہ وہ اس چیز سے واقعی منافع حاصل کر سکے گا، پھر بھی اس کو اس نیت سے مجلس سے دور ہو جانے کی اجازت نہیں کہ فروخت کنندہ کا واپس کر لینے کا اختیار ختم ہو جائے۔

(٦٢١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: ثنا قُرَّةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اشْتَرَى مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَدَّهَا رَدَّ مَعَهَا صَاعًا مِنْ طَعَامٍ لَا سَمْرَاءَ)) قَالَ أَبُو عَامِرٍ: يَقُولُ: لَيْسَ بُرًّا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے ایسا جانور خرید لیا جس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا تھا تو اس کو تین دنوں تک اختیار حاصل ہو گا، اگر وہ جانور واپس کرنا چاہے تو اناج کا ایک صاع بھی واپس کرے، نہ کہ گندم کا۔" ابو عامر نے کہا: کیا وہ گندم ہی نہیں ہوتی۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٢١٤٨، ٢١٥١، ومسلم: ١٥٢٤

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین دن تک ایسا سودا واپس کرنے کا اختیار رہتا ہے، اس کے بعد نہیں، اس حدیث سے متعلقہ باقی مسائل گزر چکے ہیں، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٥٦٥، ٥٦٦)

(٦٢٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: ثنا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ فَهِيَ لِلْأَوَّلِ، فَأَيُّمَا رَجُلٌ بَاعَ بَيْعًا مِنْ رَجُلَيْنِ فَالْبَيْعُ لِلْأَوَّلِ۔))

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس عورت کی شادی دو ولی علیحدہ علیحدہ کر دیں، تو وہ پہلے خاوند کے لیے ہو گی، اسی طرح جو آدمی ایک چیز کا دو آدمیوں سے سودا کر دے تو وہ پہلے کا ہو گا۔"

تخریج: صحیح ..... أخرجه ابوداود: ٢٠٨٨، والترمذی: ١١١٠، وابن ماجه: ٢١٩٠، والنسائی: ٧/ ٣١٤

فوائد: ...... جب ایک آدمی ایک چیز ایک شخص کو فروخت کر دیتا ہے تو وہ اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور اس کا اختیار ختم ہو جاتا ہے، اس لیے جب وہ آدمی وہی چیز دوسرے آدمی کو فروخت کرے گا تو اس کا یہ سودا باطل اور بے اثر ہوگا اور وہ چیز اسی شخص کی ہوگی، جس کو پہلے سودے میں فروخت کی گئی۔

(٦٢٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: ثنا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا بَاعَ الْمُجِيرَانِ فَالْبَيْعُ لِلْأَوَّلِ وَإِذَا نَكَحَ الْوَلِيَّانِ فَالنِّكَاحُ لِلْأَوَّلِ۔))

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب دو افراد فروخت کر دیں تو بیع پہلے کی ہوگی اور اگر دو ولی کسی عورت کی الگ الگ شادی کر دیں تو وہ پہلے خاوند کے لیے ہوگی۔“

تخریج: انظر الحديث السابق

(٦٢٤)۔ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ الرَّازِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ قَيْسٍ الْمَاصِرِ......

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْإِمَارَةِ بِعِشْرِينَ أَلْفًا، فَجَائَهُ بِعَشَرَةِ آلَافٍ، فَقَالَ: إِنَّمَا بِعْتُكَ بِعِشْرِينَ أَلْفًا قَالَ: إِنَّمَا أَخَذْتُهَا بِعَشَرَةِ آلَافٍ قَالَ: فَإِنِّي أَرْضَى فِي ذَلِكَ بِرَأْيِكَ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلْتُ، قَالَ: أَجَلْ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا تَبَايَعَ الْمُتَبَايِعَانِ بَيْعًا لَيْسَ بَيْنَهُمَا شُهُودٌ، فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ أَوْ يَتَرَادَّانِ الْبَيْعَ۔)) قَالَ الْأَشْعَثُ: فَإِنِّي قَدْ رَدَدْتُ عَلَيْكَ۔

عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اشعث بن قیس کو امارت کے غلاموں میں سے ایک غلام بیس ہزار کا فروخت کیا، لیکن وہ دس ہزار لے کر آیا، انھوں نے کہا: میں نے تو تجھے بیس ہزار میں فروخت کیا ہے، لیکن اشعث نے کہا: میں نے دس ہزار کا خریدا ہے، لیکن اب میں آپ کی رائے پر راضی ہو جاتا ہوں، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کرتا ہوں، انھوں نے کہا: جی بالکل، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب دو افراد کوئی سودا کریں، جبکہ ان کے مابین گواہ بھی نہ ہوں تو وہ بات معتبر ہوگی جو بائع کہے گا، یا پھر دونوں سودا واپس کر دیں گے۔“ یہ سن کر اشعث نے کہا: تو میں پھر آپ کو سودا واپس کرتا ہوں۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ۳۵۱۱، وابن ماجه: ۲۱۸٦، والترمذی: ۱۲۷۰، والنسائی: ۷/ ۳۰۳

فوائد: ...... جب فروخت کنندہ اور خریدار میں متعلقہ چیز کے بارے میں اختلاف پڑ جائے تو اگر کسی کے پاس گواہ ہوں تو ان کی گواہی کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے گا، وگرنہ فروخت کنندہ کی بات کو معتبر سمجھا جائے گا، ورنہ بات کو طول دیئے بغیر بیع کو فسخ کر دیا جائے گا۔ یہ بڑا خوبصورت قانون ہے۔

(٦٢٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: ثنا أَبِي، عَنْ أَبِي عُمَيْسٍ......

قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ قَيْسِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: اشْتَرَى الْأَشْعَثُ رَقِيقًا مِنْ رَقِيقِ الْخُمْسِ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِعِشْرِينَ أَلْفًا، فَأَرْسَلَ عَبْدُ اللّٰهِ إِلَيْهِ فِي ثَمَنِهِمْ، فَقَالَ: إِنَّمَا أَخَذْتُهُمْ بِعَشَرَةِ آلَافٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَاخْتَرْ رَجُلًا يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَكَ، قَالَ الْأَشْعَثُ: أَنْتَ بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِكَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَهُوَ مَا يَقُولُ رَبُّ السِّلْعَةِ أَوْ يَتَتَارَكَا۔))

محمد بن اشعث رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اشعث نے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے خُمس کے غلاموں میں سے ایک غلام بیس ہزار کا خریدا، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو قیمت کا پیغام بھیجا، انھوں نے کہا: میں نے تو دس ہزار میں خریدا ہے، سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ایک بندے کو منتخب کر جو ہمارے درمیان فیصلہ کرے، انھوں نے کہا: وہ بندہ تم خود ہی ہو، پھر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب خرید و فروخت کرنے والے دو افراد اختلاف میں پڑ جائیں اور ان کے درمیان کوئی دلیل بھی نہ ہو تو وہی بات معتبر سمجھی جائے گی، جو سامان کا مالک کہے گا، یا پھر دونوں سودے کو ترک کر دیں گے۔''

تخریج: انظر الحديث السابق

(٦٢٦)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، عَنِ الشَّافِعِيِّ، قَالَ: ثنا مُسْلِمُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ رَجُلًا اشْتَرَى عَبْدًا فَاسْتَغَلَّهُ ثُمَّ ظَهَرَ مِنْهُ عَلَى عَيْبٍ، فَخَاصَمَ فِيهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَضَى لَهُ بِرَدِّهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے ایک غلام خریدا اور اس سے منافع حاصل کیا، لیکن پھر اس کو اس کا کوئی عیب پتہ چل گیا، پس وہ یہ جھگڑا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لوٹا دینے کا فیصلہ کیا، بیچنے

فَقَالَ الْبَائِعُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُ قَدْ أَخَذَ خَرَاجَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ))

والے نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے اِس کا جو منافع لیا ہے وہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نفع ضمانت کے ساتھ ہی ہے (یعنی نفع کا حقدار وہی ہے، جو نقصان کا ذمہ دار ہے)۔''

تخريج: حديث حسن ...... أخرجه ابوداود: ٣٥١٠، وابن ماجه: ٢٢٤٣، والترمذى: ١٢٨٦، والنسائى: ٤٤٩٠

(٦٢٧)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى الْقَطَّانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، قَالَ: ثنى مَخْلَدُ بْنُ خُفَافٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نفع ضمانت کے ساتھ ہی ہے (یعنی نفع کا حقدار وہی ہے، جو نقصان کا ذمہ دار ہے)۔''

تخريج: انظر الحديث السابق

فوائد: ...... **اَلْخَرَاج:** ایسا منافع جو فروخت شدہ چیز سے مشتری کو حاصل ہوتا ہے۔

بِالضَّمَانِ: یہ منافع اس کفالت و ذمہ داری کے عوض ہوگا، جو مشتری پر لازم ہوگی۔

اَلْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ: اس ترکیب کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی آدمی زمین، جانور، غلام یا کوئی چیز خرید کر اس سے منافع حاصل کرتا ہے، پھر وہ اس میں ایسا نقص اور عیب پا لیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اس چیز کو واپس کر دیتا ہے، اب اس نے اِن دنوں میں اس چیز سے جتنا نفع حاصل کیا ہوگا، وہ اسی خریدار کا ہوگا اور اس منافع کو اس چیز کے ساتھ واپس نہیں کیا جائے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ چیز اس واپسی سے پہلے والی مدت میں تلف ہو جاتی تو اس کی ذمہ داری خریدار پر ہوتی اور اسی کو نقصان ہوتا، اس لیے آمدن کا حقدار بھی وہی ہوگا۔

(٦٢٨)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلَّذِي بَاعَهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسی کھجور بیچی جس میں پیوندکاری کا عمل کیا جا چکا تھا، تو اس کا پھل بیچنے والے کا ہوگا، الا یہ کہ خریدنے والا شرط لگا دے۔''

تخريج: أخرجه البخارى: ٢٣٧٩، ومسلم: ١٥٤٣

فوائد: ...... پیوندکاری کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ نر کھجور کے گودے کو مادہ کھجور کے خوشے پر رکھ دیا جاتا ہے، اس طرح پھل زیادہ ہوتا ہے۔

(٦٢٩)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ بَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا غلام بیچا جس کا مال ہو، تو اس کا مال بیچنے والے کے لیے ہوگا، الّا یہ کہ خریدنے والا شرط لگا لے۔''

تخریج: انظر الحديث السابق

(٦٣٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ......

يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَفْلَسَ بِمَالِ قَوْمٍ فَوَجَدَ رَجُلٌ مَتَاعَهُ بِعَيْنِهِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی لوگوں کا مال دینے سے مفلس ہو جائے اور کوئی آدمی اپنا مال بعینہ اس کے پاس پا لے تو دوسروں کی بہ نسبت وہی اس کا زیادہ مستحق ہوگا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٤٠٢، ومسلم ١٥٥٩

فوائد: ...... جب کوئی آدمی مفلس ہو جانے والے شخص کے پاس بعینہ اپنا سامان پا لے تو وہ اسی کا ہوگا، مفلس کے باقی قرض خواہوں کا اس میں کوئی حق نہیں ہوگا، بشرطیکہ قرض خواہ نے اس کی قیمت میں کچھ بھی وصول نہ کیا ہو۔

(٦٣١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الْحِمْصِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْخَبَايِرِيُّ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٌ بَاعَ سِلْعَةً فَأَدْرَكَ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا عِنْدَ رَجُلٍ أَفْلَسَ وَلَمْ يَقْبِضْ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَهِيَ لَهُ، فَإِنْ كَانَ قَضَاهُ مِنْ ثَمَنِهَا شَيْئًا فَمَا بَقِيَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی کوئی سامان فروخت کرے، جبکہ خریدنے والا مفلس ہو جائے اور وہ اپنا سامان بعینہ اس کے پاس پا لے اور اس نے اس کی قیمت میں سے کچھ بھی وصول نہ کیا ہو تو وہ سامان اسی کا ہوگا، لیکن اگر وہ خریدار اس کی کچھ قیمت ادا کر چکا ہو تو سامان کا مالک بھی دوسرے قرض خواہوں کے برابر ہوگا۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ٣٥٢٢، وابن ماجه: ٢٣٦١

(٦٣٢)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْفٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ

عَيَّاشٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ سَوَاءً وَزَادَ: ((وَأَيُّمَا امْرِءٍ هَلَكَ وَعِنْدَهُ مَالُ امْرِءٍ بِعَيْنِهِ اقْتَضَى مِنْهُ شَيْئًا أَوْ لَمْ يَقْتَضِ فَهُوَ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درج بالا روایت کی طرح بیان کرتے ہیں، البتہ اس میں یہ زیادتی ہے: ''جو آدمی فوت ہو جائے اور اس کے پاس کسی آدمی کا مال بعینہ پڑا ہو وہ اس کی کچھ قیمت وصول کر چکا ہو یا نہیں، تو وہ آدمی بھی دوسرے قرض خواہوں کے برابر ہوگا۔''

تخريج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مفلس کی زندگی اور موت کی وجہ سے قرض خواہوں کے حقوق میں فرق آئے گا۔

(٦٣٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْإِفْلَاسِ، وَقَالَ ابْنُ يَحْيَى: رَوَاهُ مَالِكٌ، وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، وَيُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ مُطْلَقٌ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ أَوْلَى بِالْحَدِيثِ يَعْنِي عَنْ طَرِيقِ الزُّهْرِيِّ۔

سابقہ احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

تخريج: انظر الحديث السابق

(٦٣٤)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: وَثَنِي ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، قَالَ: ثَنِي أَبُو الْمُعْتَمِرِ بْنُ عَمْرٍو......

عَنِ ابْنِ خَلْدَةَ الزُّرَقِيِّ، وَكَانَ قَاضِيَ الْمَدِينَةِ، قَالَ: جِئْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي صَاحِبٍ لَنَا أَفْلَسَ فَقَالَ: هَذَا الَّذِي قَضَى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّمَا رَجُلٌ مَاتَ أَوْ أَفْلَسَ

قاضیٔ مدینہ ابن خلدہ زرقی کہتے ہیں: ہم اپنے ایک مفلس آدمی کا مسئلہ لے کر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، انھوں نے کہا: اسی آدمی کا فیصلہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''جو آدمی مر جائے یا مفلس ہو جائے، تو سامان کا مالک اپنے سامان کا سب سے زیادہ مستحق ہوگا، بشرطیکہ وہ اس کو بعینہ

فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَحَقُّ بِمَتَاعِهِ إِذَا وَجَدَهُ بِعَيْنِهِ)) پالے۔"

تخریج: ضعيف ...... أخرجه ابو داود: ٣٥٢٣، وابن ماجه: ٢٣٦٠......ابو المعتمر مجهول لا يعرف

فوائد: ......اس مسئلہ میں تفصیل ہے، جو گزشتہ احادیث میں بیان ہو چکی ہے۔

(٦٣٥)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ، قَالَ: ثنا زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيرًا وَاشْتَرَطْتُ ظَهْرَهُ إِلَى أَهْلِي۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو اونٹ فروخت کیا اور اپنے اہل تک اس پر سوار ہونے کی شرط لگائی۔

تخریج: أخرجه بنحوه البخاري: ٢٠٩٧، ٥٠٧٩، ٥٢٤٥، ٥٢٤٧، ومسلم: ٧١٥

فوائد: ......آپ ﷺ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا لیکن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے یہ شرط لگائی کہ وہ مدینہ منورہ تک اسی پر سفر کریں گے۔

(٦٣٦)۔ حَدَّثَنَا الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ سَالِمٍ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِعْنِي جَمَلَكَ)) قَالَ: قُلْتُ: لَا، بَلْ هُوَ لَكَ قَالَ: ((بِعْنِيهِ)) قُلْتُ: فَإِنَّ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أُوقِيَّةً مِنْ ذَهَبٍ فَهُوَ لَكَ بِهَا فَأَخَذَهُ ثُمَّ قَالَ: ((تَبْلُغُ عَلَيْهِ إِلَى أَهْلِكَ)) فَلَمَّا قَدِمْتُ أَمَرَ بِلَالًا أَنْ يُعْطِيَنِي۔ وَذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: "اپنا اونٹ مجھے بیچ دو۔" میں نے کہا: جی نہیں، بلکہ حضور! وہ آپ کا ہی ہو گیا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: "تو مجھے بیچ دے۔" میں نے کہا: جی میں نے فلاں آدمی کو سونے کا ایک اوقیہ دینا ہے، آپ اس کو دے دیں اور اس کے بدلے یہ اونٹ آپ کا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے اہل تک اس پر سواری کر لو۔" پس جب میں آیا تو آپ ﷺ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مجھے دے دے۔ پھر باقی حدیث ذکر کی۔

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......جب آپ ﷺ مدینہ پہنچے تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو ان کے اونٹ کی قیمت بھی چکا دی اور اونٹ بھی واپس کر دیا۔

(٦٣٧)۔ حَدَّثَنَا حَمْزَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ يَعْنِي ابْنَ حَمْزَةَ عَمَّهُ عَنْ

كَثِيرِ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اَلْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ مَا وَافَقَ الْحَقَّ مِنْهَا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان اپنے شرطوں کے پابند ہیں، جب تک وہ شرطیں حق کے موافق ہوں۔''

تخریج: صحیح بشواهده ...... أخرجه ابوداود: ۳۵۹٤

فوائد: ...... جب تک کوئی شرط شریعت سے متصادم نہ ہو تو اس کو پورا کرنا لازم ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَالْمُسْلِمُوْنَ عَلَى شُرُوْطِهِمْ اِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا)) (ترمذی، ابن ماجہ) ...... ''مسلمان اپنی شرطوں پر ہیں، مگر وہ شرط جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کر دے۔''

(٦٣٨)۔ حَدَّثَنَا حَمْزَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ: ثنی سُفْيَانُ يَعْنِي ابْنَ حَمْزَةَ، عَنْ كَثِيرٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اَلصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں کے مابین صلح جائز ہے۔''

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ...... صلح ایسا عقد ہے، جس کے ذریعے سے اختلاف وافتراق اور تنازعہ وانتشار کو رفع کیا جاتا ہے۔
یہ مسلم معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ جب بھی لوگوں کے مابین تعلقات معمول سے ہٹنا شروع ہو جائیں تو وہ فوراً کنٹرول کریں، حالات کو معمول پر لائیں اور لوگوں میں مصالحانہ ماحول کو برقرار رکھیں، لا قانونیت کے اس دور میں خاندانوں کے سربراہوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہیے۔

(٦٣٩)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أنا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ، أَخْبَرَهُ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنْ بِعْتَ مِنْ أَخِيكَ تَمْرًا فَأَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، بِمَ تَأْخُذُ مَالَ أَخِيكَ بِغَيْرِ حَقٍّ؟))

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم اپنے بھائی کو کوئی پھل فروخت کرو اور اسے کوئی آفت آن پہنچے تو تمہارے لیے اس سے کچھ بھی وصول کرنا جائز نہیں، تم اپنے بھائی کے مال کو ناحق کیسے لے سکتے ہو؟''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٥٥٤ تخریج: أخرجه مسلم: ١٥٥٤

فوائد: ......آفت سے مراد وہ آسمانی آفات ہیں جن کے باعث کل یا بعض پھل ضائع ہو جاتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ایسی صورت میں پھل اور فصل کے مالک کو حکم دیا ہے کہ وہ خریدار کو قیمت واپس کر دے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے، لیکن عام طور پر زمیندار لوگ اس کا کوئی لحاظ نہیں کرتے اور وہ ایسے نقصان کی صورت میں سارے کا سارا بوجھ خریدار پر ڈال دیتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مالک نے یہ پھل فروخت نہ کیا ہوتا تو پھر بھی اس کا ضائع ہو جانا یقینی تھا، لیکن اگر اس معاملے میں خریدار کی واضح طور پر سستی ہو تو پھر اہل علم پر مشتمل پنچائت فیصلہ کرے گی۔

(٦٤٠)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيقٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ الْجَوَائِحَ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آفت زدہ کے نقصان کو معاف کرنے کا حکم دیا ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٥٥٤

فوائد: ......گزشتہ حدیث میں وضاحت ہو چکی ہے۔

(٦٤١)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَوْ نَخْلٌ فَلَا يَبِعْهَا حَتَّى يَعْرِضَهَا عَلَى شَرِيكِهِ))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کے پاس کوئی زمین یا کھجور ہو تو وہ اس کو اس وقت تک فروخت نہ کرے، جب تک اپنے ساجھی پر پیش نہ کرے۔''

تخریج: أخرجه بنحوه مسلم: ١٦٠٨

(٦٤٢)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ شِرْكٍ لَمْ يُقْسَمْ رَبْعَةٍ، أَوْ حَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَبِيعَ حَتَّى يُؤْذِنَ شَرِيكَهُ، فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ وَإِنْ شَاءَ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر غیر تقسیم شدہ ساجھے مال میں شفعہ کا فیصلہ دیا، وہ مکان ہو یا باغ، آدمی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے حصے دار کو بتائے بغیر اپنے حصے کو فروخت کر دے، بتانے کے بعد اگر وہ چاہے تو لے لے اور چاہے تو چھوڑ دے، اور اگر وہ اپنے

تَرَكَ فَإِنْ بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ۔

ساجھی کو بتائے بغیر فروخت کر دے تو اس کا ساجھی اس کا زیادہ حقدار ہوگا۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٠٨

(٦٤٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّفْعَةَ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفْعَةَ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز میں شفعہ کا فیصلہ دیا ہے جو تقسیم نہ ہوئی ہو، جب حد بندی ہو جائے اور راستے الگ ہو جائیں تو پھر حق شفعہ نہیں ہے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢١٤، ٢٢٥٧، ٢٤٩٦

(٦٤٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْجَارُ أَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ أَوِ الْأَرْضِ۔))

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پڑوسی اپنے پڑوسی کے گھر یا زمین کا زیادہ حقدار ہے۔''

تخريج: صحيح لغيره ...... أخرجه ابو داود: ٣٥١٧، والترمذي: ١٣٦٨

(٦٤٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْلَى بْنِ كَعْبٍ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الشَّرِيدِ، يُحَدِّثُ عَنِ الشَّرِيدِ، ح قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ، وَهٰذَا حَدِيثُ أَبِي عَاصِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ۔)) زَادَ أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَمْرٍو: مَا سَقَبُهُ؟ قَالَ: الشُّفْعَةُ، قُلْتُ: زَعَمَ النَّاسُ أَنَّهُ الْجِوَارُ؟ قَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ

سیدنا شرید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پڑوسی اپنے قریبی ہونے کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے۔'' ابو نعیم نے عمرو بن شرید سے کہا: اس کے قریبی ہونے سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: اس سے مراد شفعہ ہے، ابو نعیم نے کہا: لوگوں کا خیال ہے کہ اس سے مراد پڑوس ہے؟ انھوں نے کہا: لوگ تو ایسے ہی کہتے ہیں۔

ذٰلِكَ۔

تخریج: حديث صحيح ...... أخرجه ابن ماجه: ٢٤٩٦، والنسائي: ٧/ ٣٢٠

فوائد: ......ان احادیث میں حق شفعہ کا بیان ہے اور شفعہ سے مراد حصہ دار کے اس حصے کو مقرر معاوضے کے بدلے شریک کی طرف منتقل کرنا ہے، جو اجنبی کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔

مزید دو احادیث ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَةِ جَارِهِ يُنْتَظَرُ بِهَا وَإِنْ كَانَ غَائِبًا، إِنْ كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِداً۔)) ...... ''ہمسایہ اپنے ہمسائے پر شفعہ کرنے کا زیادہ حقدار ہے، اگر وہ غائب ہو تو اس کا انتظار کیا جائے گا، لیکن یہ حق اس وقت ہوگا جب ان کا راستہ ایک ہو۔'' (ابو داود: ٣٥١٨، ابن ماجه: ٢٤٩٤، ترمذی: ١٣٦٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا قُسِمَتِ الدَّارُ وَ حُدَّتْ فَلَا شُفْعَةَ فِيْهَا)) ...... ''جب گھر تقسیم کر دیا جائے اور اس کی حد بندی کر دی جائے تو اس میں کوئی حق شفعہ نہیں۔'' (ابوداود: ٣٥١٥)

معلوم ہوا کہ صرف اس چیز میں شفعہ کرنے کا حق ہے، جو مختلف حصہ داروں کے مابین مشترک ہو۔

درج بالا احادیث درج ذیل تین مختلف امور پر مشتمل ہیں:

(١)...... پڑوسی کو شفعہ کرنے کا حق ہے۔

(٢)...... پڑوسی کو شفعہ کرنے کا حق اس وقت ہے، جب ان کا راستہ ایک ہو۔

(٣)......صرف حصہ دار کو شفعہ کا حق حاصل ہے۔

جمع و تطبیق کی صورتیں درج ذیل ہیں:

(١)......جیسے ''جَار'' لفظ کا اطلاق پڑوسی اور ہمسائے پر ہوتا ہے، اسی طرح اس کا اطلاق شریک پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ عربی لغت قاموس میں ہے، مولانا وحید الزمان قاسمی نے ''القاموس الوحید'' میں لفظ ''جَار'' کے نو معانی بیان کیے ہیں، ان میں سے پہلے دو معانی یہ ہیں: پڑوسی، شریک کار، جائداد یا تجارت میں ساجھی۔

اگر مذکورہ بالا احادیثِ مبارکہ میں مذکورہ لفظ ''جَار'' کے معنی ساجھی اور شریک کے کیے جائیں تو اس مسئلے میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ شفعہ کا حق صرف حصہ دار کو ہی ہے۔ اس باب میں مذکورہ احادیث کو دیکھا جائے تو یہی معنی اقرب الی الصواب معلوم ہوتا ہے۔

(٢)......اگر ''جَار'' کے معانی پڑوسی اور ہمسائے کے ہی کیے جائیں تو اس سے مراد ہمسائے کے ساتھ خیر و بھلائی، اعانت و معاونت، ہمدروی و خیر خواہی اور ایثار و قربانی والا معاملہ ہوگا، کیونکہ ان احادیث میں شفعہ کے حق کی

وضاحت تو نہیں کی گئی، صرف اتنا کہا گیا ہے کہ وہ پڑوسی اپنے پڑوس کی وجہ سے زیادہ حق دار ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شفعہ کرنے کا حق صرف ساجھی اور شریک کو حاصل ہے، البتہ اگر کوئی جائداد فروخت کرنی ہو تو بطورِ احسان پہلے پڑوسی کو مطلع کیا جائے، اگر وہ خرید لے تو فبہا، ورنہ کسی اور کو بیچ دی جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّبَا

سود کا بیان

لغوی تعریف: سود کو عربی زبان میں "رِبًا" کہتے ہیں، یہ باب رَبٰی یَرْبُوْ کا مصدر ہے، جس کے معنی زیادتی کے ہیں۔

اصطلاحاً اس کی دو اقسام ہیں:

(۱)...... **رِبَا الفَضْل**: خرید وفروخت میں ایک جنس کے تبادلہ کے وقت ایک طرف سے زیادہ مقدار حاصل کرنا یا مقدار برابر ہونے کی صورت میں ایک طرف سے ادھار ہونا، اگلے باب میں سود کی اسی قسم کا بیان ہے۔

آج کل صرافہ بازاروں میں سونے کی خرید وفروخت کے وقت سود کی اسی قسم کو اپنایا جاتا ہے، اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک طرف سے سونا نقد ہوتا ہے اور دوسری طرف سے ادھار اور اس کی مقدار میں بھی فرق ہوتا ہے، یہ سود کی واضح ترین قسم ہے۔

(۲)...... **رِبَا النَّسِيئَة**: ایک جیسی دو متبادل چیزوں میں سے کسی ایک کا زیادہ معاوضہ لینا، مگر ایک مقررہ مدت کے بعد۔ جیسے میمون نے قاسم کو بیس دنوں کے لیے ایک ہزار روپے ادھار دیے، شرعی قانون کے مطابق اتنی ہی رقم واپس لینی چاہیے، لیکن اس نے بیس دنوں کے عوض ایک ہزار سے زیادہ رقم وصول کی۔ بینک سے قرضہ لینے والوں کا سود اسی قسم کا ہوتا ہے۔

جو لوگ اس قسم کے لین دین کو جائز سمجھتے ہیں، ان سے یہ سوال کرنا چاہیے کہ شریعت میں جس سود کو حرام کو قرار دیا گیا ہے، اس کی تعریف کیا ہے اور آیا موجودہ دور میں اس کی کوئی شکل پائی جاتی ہے؟

(٦٤٦)۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَشَاهِدَيْهِ وَكَاتِبَهُ وَقَالَ: ((هُمْ سَوَاءٌ))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، اس کے دونوں گواہوں پر اور اس کے لکھنے والے پر لعنت کی ہے اور فرمایا: "یہ سب برابر کے مجرم ہیں۔"

تخریج: أخرجه مسلم: ١٥٩٨

فوائد: ...... اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں بینکوں میں نوکری کرنے والوں کو متنبہ رہنا چاہیے۔

گویا سودی معاملے میں کسی قسم کا تعاون بھی لعنت اور غضبِ الٰہی کا باعث ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ موجودہ دور میں اس لعنت کی صورتوں کو سمجھا جائے، بالخصوص بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کی پالیسیوں اور معاملات کا بار بار جائزہ لیا جائے۔ اسلام نما بینکوں کے طریقِ کار کو بھی اچھی طرح پرکھنے کی ضرورت ہے۔

(٦٤٧)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَا: ثنا النَّضْرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: ثنا عِكْرِمَةُ يَعْنِي ابْنَ عَمَّارٍ، عَنْ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلرِّبَا سَبْعُونَ بَابًا أَهْوَنُهَا عِنْدَ اللّٰهِ كَالَّذِي يَنْكِحُ أُمَّهُ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سود کے ستر شعبے ہیں، اللہ تعالی کے ہاں ان میں سب سے ہلکا شعبہ اس طرح ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے نکاح (یعنی زنا) کرے۔''

تخریج: صحيح لغيره ...... أخرجه البخاري في "التاريخ الكبير": ج٣ق١ص ٩٥، وابن عدي في "الكامل": ٥/ ١٩١٣

فوائد: ......سود حرام ہے، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں اس کی خوب مذمت کی ہے، سود کی سنگینی پر دلالت کرنے والے مزید دلائل ملاحظہ کریں:

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (سورۂ بقرہ: ٢٧٩) ...... ''اگر تم (سود والے معاملے پر عمل کرنے سے) باز نہ آئے تو پھر اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان سن لو۔''

حضرت عبداللہ بن حنظلہ راہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((دِرْهَمُ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِيْنَ زِنْيَةً)) ...... ''جو آدمی دانستہ طور پر ایک درہم سود کھاتا ہے، اللہ تعالی کے ہاں (اس کا یہ جرم) چھتیس دفعہ زنا کرنے سے سنگین ہے۔'' (معجم اوسط طبرانی: ١/ ١٤٢، دارقطنی: ٢٩٥، صحیحہ: ١٠٣٣)

اگر عوام اور ان کی صورتحال اور بینکوں اور انشورنس کمپنیوں کے معاملات کو دیکھا جائے تو بہت مشکل ہو چکا ہے کہ سود کو سمجھا جائے اور اس سے بچا جائے، جبکہ سب سے زیادہ حرص اور لالچ ان بینکوں اور کمپنیوں کے مالکوں میں پائی جاتی ہے اور وہ لوگوں کا روپیہ پیسہ بٹورنے کے لیے چہار اطراف سے ان پر حملہ آور ہو چکے ہیں۔ اور آئے دن ایسے ایسے پرکشش نام پیش کر رہے ہیں کہ لوگ جن کی آڑ میں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ نیک کام کر رہے ہیں، جبکہ وہ حقیقت میں سود یا جوے کی کوئی نہ کوئی صورت ہوتی ہے، جب ایک انشورنس کمپنی سے ہماری بات ہوئی تو اندازہ ہوا کہ وہ واضح طور پر جوے والے معاملات کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایک فیصلے کی روشنی میں درست ثابت کرنا چاہتے تھے، جبکہ اس معاملے اور فاروقی عدالت کے مابین کوئی ایک شق بھی مشترک نہیں تھی۔

بَابٌ

(سود سے متعلقہ) باب

ملحوظہ: اس باب کی شروع والی احادیث میں ربا الفضل کا بیان ہے، اس کی تعریف گزشتہ باب میں گزر چکی ہے، یہ سود ان چھ جنسوں میں ہوتا ہے: سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور، نمک۔

دوسری اشیاء کو ان اشیاء کے ساتھ ملانے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ جب ایک ہی جنس کا تبادلہ کیا جا رہا ہو، مثلاً گندم کے بدلے گندم لی جا رہی ہو تو اس سودے کی دو شرطیں ہیں: (۱) دونوں طرف سے مقدار برابر ہو، خواہ چیز کا معیار برابر ہو یا ایک طرف سے ادنی اور دوسرے طرف سے اعلی ہو اور (۲) دونوں طرف سے نقد و نقد ہو، اور اگر دو جنسوں کا تبادلہ ہو، مثلاً گندم کے بدلے میں جو دیئے جا رہے ہوں تو اس سودے کی شرط ہے کہ دونوں طرف سے چیز نقد دی جائے، اس صورت میں وزن میں فرق آ سکتا ہے۔ درج ذیل تمام روایات میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

(٦٤٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، قَالَ: أنا شُعْبَةُ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ الزَّعْفَرَانِيِّ ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ سَوَاءٌ بِسَوَاءٍ فَمَنْ زَادَ أَوِ ازْدَادَ فَقَدْ أَرْبَى ، الْآخِذُ وَالْمُعْطِي سَوَاءٌ))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چاندی چاندی کے بدلے اور سونا سونے کے بدلے برابر برابر ہونا چاہیے، جس نے ایک طرف سے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو سود والا معاملہ کیا، اس میں لینے والا اور دینے والا دونوں برابر ہیں۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٨٤

(٦٤٩)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ: مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، أَنَّ نَافِعًا ، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ ، وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ ، وَلَا تَبِيعُوا شَيْئًا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو، مگر اس وقت جب وہ برابر برابر ہو اور ایک دوسرے کے وزن میں کمی بیشی نہ کرو، اسی طرح چاندی کو چاندی کے بدلے فروخت نہ کرو، الا یہ کہ وہ برابر برابر ہو اور ایک دوسرے کے وزن میں کمی بیشی نہ کرو اور ان میں سے غائب چیز کو حاضر کے بدلے نہ بیچو۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٧٧، ومسلم: ١٥٨٤

(٦٥٠)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ......

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ، فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ))

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خرید وفروخت کے وقت سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، کھجور کے بدلے کھجور، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو اور نمک کے بدلے نمک برابر برابر اور نقد بنقد ہو، اگر جنسیں مختلف ہوں تو پھر جیسے چاہو بیچ سکتے ہو، جب وہ نقد بنقد ہوں۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٨٧

(٦٥١)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ......

قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ۔))

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سونا چاندی کے بدلے سود ہے، الا یہ کہ سودا اس طرح ہو کہ لو اور دو، کھجور کھجور کے بدلے سود ہے، الا یہ کہ سودا اس طرح ہو کہ لو اور دو، گندم گندم کے بدلے سود ہے، الا یہ کہ سودا نقد بنقد ہو اور جو کے بدلے جو سود ہے، الا یہ کہ بیع اس طرح ہو کہ لو اور دو۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٢١٣٤، ٢١٧٠، ومسلم: ١٥٨٦

(٦٥٢)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ الْأَحْمَسِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ح وَثنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُعَاوِيَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ......

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهَذَا حَدِيثُهُ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ الْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ الْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ حَتَّى خَصَّ إِلَى

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '''سونے کے بدلے سونے کے سودے میں ترازو کا ایک پلڑا دوسرے کے برابر ہو، اسی طرح جب چاندی کے عوض چاندی کا سودا کیا جائے تو ترازو کا ایک پلڑا دوسرے کے برابر ہو۔'' یہاں تک کہ نمک تک خاص کیا۔ پھر سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ

الْمِلْحِ)) قَالَ عُبَادَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنِّي وَاللّٰهِ! لَا أُبَالِي أَنْ لَا أَكُونَ بِأَرْضِ مُعَاوِيَةَ، وَقَالَ مَرْوَانُ: حَتَّى خَصَّاهُ أَنْ أَذْكُرَ الْمِلْحَ۔

نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس چیز کی کوئی پروانہیں کرتا کہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاقے میں ہوں۔

تخريج: صحيح ...... أخرجه النسائي: ٧/ ٢٧٧

(٦٥٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَبِيعُ الصَّاعَيْنِ بِالصَّاعِ، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((لَا صَاعَا تَمْرٍ بِصَاعٍ وَلَا دِرْهَمَانِ بِدِرْهَمٍ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں جب ہمیں ملی جلی کھجوریں ملتی تھیں، تو ہم ایک صاع کے بدلے دو صاع بیچ دیتے تھے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، نہ کھجور کے دو صاع ایک کے بدلے بیچے جا سکتے اور نہ چاندی کے دو درہم ایک کے عوض۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٠٨٠، ومسلم: ١٥٩٥

(٦٥٤)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ الْخَوْلَانِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ......

يَقُولُ: سَمِعْتُ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بِقِلَادَةٍ فِيهَا خَرَزٌ وَذَهَبٌ، وَهِيَ مِنَ الْمَغَانِمِ تُبَاعُ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالذَّهَبِ الَّذِي فِي الْقِلَادَةِ فَنُزِعَ وَحْدَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ))

سیدنا فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پتھر کے نگینوں اور سونے پر مشتمل ایک ہار لایا گیا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے، یہ ہار مالِ غنیمت کا تھا اور اس کو بیچا جا رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہار میں موجودہ سونا الگ کر دیا جائے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: ''سونے کے بدلے سونا برابر برابر ہونا چاہیے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۱۵۹۱

فوائد: ...... جب ایک طرف سے سونا اور نگینے مکس ہوں اور دونوں چیزیں سونے کے عوض خریدی جارہی ہوں تو سونے اور نگینوں کا الگ الگ وزن کیا جائے گا اور سونے کے بدلے اُتنا ہی سونا دیا جائے گا۔

(٦٥٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَآخُذُ الدَّنَانِيرَ قَالَ: فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! رُوَيْدَكَ أَسْأَلُكَ إِنِّي أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ وَأَبِيعُ بِالدَّرَاهِمِ وَآخُذُ الدَّنَانِيرَ؟ فَقَالَ: ((لَا بَأْسَ إِذَا أَخَذْتَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بقیع کے مقام پر اونٹ فروخت کرتا تھا، میں دیناروں میں فروخت کرتا، لیکن درہموں میں قیمت وصول کرتا اور درہموں میں فروخت کرتا اور دیناروں میں قیمت وصول کرتا، پس میں مسئلہ دریافت کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ذرا ٹھہریے، مجھے آپ سے ایک سوال کرنا ہے، میں بقیع کے مقام پر اونٹ فروخت کرتا ہوں، تفصیل یہ ہے کہ میں دیناروں میں فروخت کرتا ہوں، لیکن درہموں میں قیمت وصول کرتا ہوں اور میں درہموں میں فروخت کرتا ہوں، اور دیناروں میں قیمت وصول کرتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ تم اس دن کے بھاؤ کے مطابق لو اور جب جدا ہو تو تمہارے درمیان کوئی چیز باقی نہیں رہنی چاہیے، (یعنی ہر طرف سے مکمل ادائیگی ہو جائے)۔''

تخریج: اسناده حسن ...... أخرجه بنحوه ابوداود: ۳۳۵۵، والنسائی: ۷/ ۲۸۲، وابن ماجه: ۲۲۶۲، والنسائی: ۴۵۸۲

فوائد: ...... دینار سونے کا ہوتا تھا اور درہم چاندی کا، اگر سونے اور چاندی کی بیع جائز ہے تو دینار کی جگہ اس کی قیمت کے مطابق درہم بھی وصول کیے جا سکتے ہیں، آج کل مختلف ممالک کی کرنسیوں کی یہی حیثیت ہے، سودا روپوں میں ہوتا ہے، لیکن ان کی قیمت کے مطابق ڈالر یا ریال وصول کیے جاتے ہیں، لیکن یہ تبادلہ اسی مجلس میں ہو جانا چاہیے بعد میں نہیں، کیونکہ کرنسی کی قیمت میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے۔

(٦٥٦)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ التَّمْرِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے کھجوروں کو بیچنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کھجور کے بدلے کھجور بیچی جائے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢١٩٤، ٢٢٠٥، ومسلم: ١٥٣٤، ١٥٣٥، ١٥٤٢

فوائد: ...... کھجور کے بدلے کھجور بیچنا جائز ہے، لیکن اس سودے کی کوئی ممنوعہ صورت نہ ہو، مثلاً مقدار میں فرق ہونا یا ایک طرف سے ادھار ہونا، جیسا کہ ربا الفضل میں ہوتا ہے، ایک صورت درج ذیل حدیث میں بھی بیان کی گئی ہے۔

(٦٥٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ، مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ، أَنَّ أَبَا عَيَّاشٍ، مَوْلَى بَنِي زُهْرَةَ أَخْبَرَهُ......

أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنِ اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ: ((أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ؟)) قَالُوا: نَعَمْ، فَنَهَى عَنْهُ۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا تر کھجوروں کے بدلے خشک کھجوریں خریدی جا سکتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تر کھجوریں خشک ہونے کے بعد کم نہ ہو جاتی ہیں؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے اس سودے سے منع فرما دیا۔

تخریج: اسناده قوی ...... أخرجه ابوداود: ٣٣٥٩، وابن ماجه: ٢٢٦٤، والترمذي: ١٢٢٥، والنسائي: ٧/ ٢٦٩

فوائد: ...... تر کھجور کے عوض تر کھجور بیچی جائے اور خشک کے بدلے خشک کا سودا کیا جائے۔

(٦٥٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا أَنْ يُبَاعَ بِخَرْصِهَا كَيْلًا۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عرایا میں رخصت دی ہے کہ اندازے سے ماپ کر فروخت کر دی جائیں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٣٨٠، ومسلم: ١٥٣٩

فوائد: ...... بیع عرایا ایک استثنائی صورت ہے، ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٥٩٨)

(٦٥٩)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي

مَالِكٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ أَخْبَرَهُ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا مَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ۔ شَكَّ دَاوُدُ بْنُ الْحُصَيْنِ لَا يَدْرِي خَمْسَةَ أَوْسُقٍ أَوْ دُونَ خَمْسَةٍ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ وسق سے کم میں یا پانچ وسق تک بیع عرایا کی رخصت دی ہے۔ داود بن حصین کو شک ہوا ہے کہ پانچ وسق کی بات تھی یا ان سے کم کی۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۲۱۹۰، ۲۳۸۲، ومسلم: ۱۵۴۱

فوائد: ......اس حدیث میں بیع عرایا کی مقدار کا بیان ہے۔

(٦٦٠)۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أنا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ، قَالَ: أنا يَحْيَى، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرِيَّةِ أَنْ تُؤْخَذَ بِمِثْلِهَا خَرْصًا تَمْرًا يَأْكُلُهَا أَهْلُهَا رُطَبًا۔

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع عریہ میں یہ رخصت دی ہے کہ اندازہ کر کے کھجوریں دے دی جائیں، تاکہ گھر والے تازہ کھجوریں کھا سکیں۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۸۰، ومسلم: ۱۵۳۹

فوائد: ......اس حدیث میں بیع عرایا کا ایک مقصد بیان کیا گیا ہے۔

(٦٦١)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنی عُقْبَةُ، قَالَ ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ، قَالَ: ثنی نَافِعٌ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرٍ بِشَطْرِ مَا خَرَجَ مِنْهَا مِنْ زَرْعٍ أَوْ تَمْرٍ، فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ كُلَّ عَامٍ مِائَةَ وَسْقٍ، ثَمَانُونَ وَسْقًا تَمْرًا، وَعِشْرُونَ وَسْقًا شَعِيرًا، فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَسَمَ خَيْبَرَ، فَخَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْطَعَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والوں سے یہ معاملہ کیا کہ وہ اپنی زمین کی پیداوار کا نصف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں گے، وہ کھیتی ہو یا کھجور، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو ہر سال سو (۱۰۰) وسق دیا کرتے تھے، اسی (۸۰) وسق کھجوروں کے اور بیس وسق جو کے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انھوں نے خیبر کی زمین کو تقسیم کر دیا اور امہات المؤمنین کو یہ اختیار دیا کہ ان کے لیے زمین الاٹ کر دی جائے یا معمول کے مطابق اوساق کی ضمانت دی

لَهُنَّ الْأَرْضَ أَوْ يَضْمَنَ لَهُنَّ الْوُسُوقَ، فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ أَنْ يَقْطَعَ لَهَا الْأَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوُسُوقَ، وَكَانَتْ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِمَّنِ اخْتَارَ الْوُسُوقَ۔

جائے، بعض امہات نے اس چیز کو ترجیح دی کہ ان کے لیے زمین الاٹ کر دی جائے اور بعض نے اوساق کو پسند کیا، سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما ان میں سے تھیں جنھوں نے اوساق کو ترجیح دی تھی۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۲۸، ومسلم: ۱۵۵۱

فوائد: ...... یہ کھجوریں ازواج مطہرات کی میراث نہیں تھیں، بلکہ ان کی کفالت کے لیے ان کو یہ حق دیا گیا تھا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی چھوڑی ہوئی چیزیں صدقہ ہوتی ہیں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بعض زمینیں بعض لوگوں کو الاٹ کر سکتا ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ خلیفہ عدل و انصاف کا پیمانہ نہ چھوڑے۔

(٦٦٢)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنی عُقْبَةُ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ، قَالَ: ثنی نَافِعٌ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا خَرَجَ مِنْهَا مِنْ زَرْعٍ أَوْ تَمْرٍ، فَكَانَ يُعْطِي أَزْوَاجَهُ كُلَّ عَامٍ مِائَةَ وَسْقٍ، ثَمَانُونَ وَسْقًا تَمْرًا، وَعِشْرُونَ وَسْقًا شَعِيرًا، فَلَمَّا قَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَسَّمَ خَيْبَرَ فَخَيَّرَ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْطَعَ لَهُنَّ الْأَرْضَ، أَوْ يَضْمَنَ لَهُنَّ الْوُسُوقَ، فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ أَنْ يَقْطَعَ لَهَا الْأَرْضَ، وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوُسُوقَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِمَّنِ اخْتَارَ الْوُسُوقَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والوں سے یہ معاملہ کیا کہ وہ اپنی زمین کی پیداوار کو نصف آپ ﷺ کو دیں گے، وہ کھیتی ہو یا کھجور، چنانچہ آپ ﷺ اپنی بیویوں کو ہر سال سو (۱۰۰) وسق دیا کرتے تھے، اسی (۸۰) وسق کھجوروں کے اور بیس وسق جو کے، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انھوں نے خیبر کی زمین کو تقسیم کر دیا اور امہات المومنین کو یہ اختیار دیا کہ ان کے لیے زمین الاٹ کر دی جائے یا سابقہ معمول کے مطابق اوساق کی ضمانت دی جائے، بعض امہات نے اس چیز کو ترجیح دی کہ ان کے لیے زمین کو الاٹ کر دیا جائے اور بعض نے اوساق کو پسند کیا۔ سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما ان میں سے تھیں جنھوں نے اوساق کو ترجیح دی۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

(٦٦٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: ثنی مُوسَى

بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَجْلَى الْيَهُودَ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ أَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْأَرْضُ حِينَ ظُهِرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُسْلِمِينَ فَأَرَادَ إِخْرَاجَ الْيَهُودِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْيَهُودُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا عَلَى أَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ التَّمْرِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلَى ذَلِكَ مَا شِئْنَا)) فَقَرُّوا بِهَا حَتَّى أَجْلَاهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى تَيْمَاءَ وَأَرِيحَاءَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو حجاز کی سرزمین سے جلاوطن کر دیا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کر لیا تو اس وقت یہودیوں کو وہاں سے نکال دینے کا عزم کیا تھا، جبکہ وہ زمین تو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مسلمانوں کی ہو چکی تھی، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خیبر سے نکالنے کا ارادہ کیا تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اُن کو یہیں ٹھہرے رہنے دیا جائے، وہ اپنے کھیتوں میں خود کام کریں گے اور اس کے عوض ان کو نصف کھجوریں دی جائیں گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''ہم جب تک چاہیں گے، تمھیں یہاں ٹھہرائیں گے۔'' لہٰذا وہ وہاں ٹھہرے رہے، یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو تیما اور اریحا کی طرف جلاوطن کر دیا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۳۳۸، ومسلم: ۱۵۵۱

فوائد: ......ان تینوں احادیث میں مساقات اور مزارعت کی جائز صورتوں کا بیان ہے، ان کی تعریفات درج ذیل ہیں:

مساقات: کسی کو درخت یا زمین بٹائی پر اس طرح دینا کہ وہ شخص اس کو سیراب کر کے قابلِ انتفاع بنائے اور اس کا اس میں ایک حصہ مقرر ہو۔

مزارعت: بٹائی پر کاشت یعنی مالک زمین کسی شخص کو اپنی زمین بونے کے لیے دے دے اور اس سے پیداوار کا حصہ مقرر کر لے۔

(٦٦٤)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اشْتَرَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اناج خریدا اور لوہے کی زرہ اس کے پاس بطورِ

يَهُودِيٍّ طَعَامًا وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيدٍ۔ گروی رکھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٩١٦، ٤٤٦٧، ومسلم: ١٦٠٣

فوائد: ...... غیر مسلم سے تجارت کرنا درست ہے، بشرطیکہ وہ تجارت شرعی اصولوں کے مطابق جائز ہو۔

(٦٦٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ زَكَرِيَّا يَعْنِي ابْنَ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ عَامِرٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلظَّهْرُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهِ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَيُشْرَبُ مِنْ لَبَنِ الدَّرِّ إِذَا كَانَ مَرْهُونًا وَعَلَى الَّذِي يَشْرَبُ وَيَرْكَبُ نَفَقَتُهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رہن میں رکھے ہوئے جانور پر اخراجات کے عوض سواری کی جا سکتی ہے اور دودھ والے جانور کا دودھ بھی پیا جا سکتا ہے اور جو دودھ پیتا ہے اور سواری کرتا ہے، وہی اخراجات کا ذمہ دار ہوگا۔''

تخریج: صحيح ...... أخرجه بنحوه البخاري: ٢٥١١، ٢٥١٢

فوائد: ...... گروی رکھنے والے کو رَاهِن اور جس کے پاس گروی رکھی جائے، اس کو مُرْتَهِن کہتے ہیں۔

کیا مرتہن گروی میں رکھی ہوئی چیز سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے:

اگر گروی میں رکھی جانے والی چیز خرچے کی محتاج نہ ہو، مثلا گھر، سائیکل، موٹر سائیکل، در دیگر سامان وغیرہ تو کسی حال میں مرتہن کے لیے یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ اس سے نفع حاصل کرے اور اگر گروی میں رکھی جانے والی چیز خرچے کی محتاج ہو، مثلا بکری اور گھوڑا وغیرہ، تو مرتہن اپنی طرف سے اس چیز پر جتنا خرچ کرے گا، اس کے برابر اس سے فائدہ اٹھا سکے گا، جیسا کہ درج بالا حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

بَابُ اللُّقَطَةِ وَالضَّوَالِّ

گری پڑی اور گم شدہ چیزوں کا بیان

(٦٦٦)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، وَسُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّوْرِيُّ، وَغَيْرُهُمْ، أَنَّ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَهُمْ يَزِيدُ، مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَهُ، فَسَأَلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: ((اِعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا ثُمَّ

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، جبکہ میں آپ ﷺ کے پاس تھا، اس نے گری پڑی چیز کے متعلق دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کے برتن اور دھاگے کو پہچان لے، پھر ایک سال

عَرِّفْهَا سنة فإنْ جاءَ صاحِبُها وإلّا فشأنُكَ بها)) قال: فضالّةُ الغنمِ؟ قال: ((لكَ أوْ لأخيكَ أوْ للذئبِ)) قال: فضالّةُ الإبلِ؟ قال: ((معها حِذاؤُها وسِقاؤُها تَرِدُ الماءَ وتأكُلُ الشجرَ حتّى يَلْقاها ربُّها))

تک اس کی تشہیر کر، اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کو دے دے، وگرنہ خود استعمال کر لے۔" اس نے کہا: گمشدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ تیرے لیے ہے، یا تیرے بھائی کے لیے ہے، یا پھر بھیڑیئے کے لیے ہے۔" اس نے کہا: گم شدہ اونٹ کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا جوتا اور اس کا پانی اس کے ساتھ ہیں، وہ گھاٹ پر آ کر پانی پیتا رہے گا اور درختوں پر چرتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پا لے گا۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٢٩٢، ومسلم: ١٧٢٢

(٦٦٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ، ح قَالَ: وَثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا سُفْيَانُ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمنِ، عَنْ يَزِيدَ، مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: سَأَلَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَكَ أَحَدٌ يُخْبِرُكَ بِعِفَاصِهَا وَوِكَائِهَا وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا)) وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ، فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ: ((مَا لَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ دَعْهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا)) وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ قَالَ: ((هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)) هَذَا حَدِيثُ الْفِرْيَابِيِّ۔

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدّو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے گری پڑی چیز کے متعلق دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "تو ایک سال تک اس کا اعلان کر، اگر کوئی آدمی آ جائے اور اس کے برتن اور دھاگے کے بارے میں تجھے بتا دے تو تو اس کو دے دے، ورنہ خود اس سے فائدہ اٹھا لے۔" اس نے گم شدہ اونٹ کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا تیرے ساتھ کیا تعلق ہے؟ اس کا جوتا اور اس کا پانی اس کے ساتھ ہیں، وہ گھاٹ پر آ کر پانی پیتا رہے گا اور درختوں پر چرتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پا لے گا۔" پھر اس نے گمشدہ بکری کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ تیرے لیے ہے، یا تیرے بھائی کے لیے ہے، یا بھیڑیئے کے لیے ہے۔"

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ...... آخری جملے کا مفہوم یہ ہے کہ گمشدہ بکری پکڑ لی جائے۔

(٦٦٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْغَزِّيُّ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ......

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: وَجَدْتُ سَوْطًا فَأَخَذْتُهُ فَعَابَ ذَلِكَ عَلَى زَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وَسَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ فَقُلْتُ: إِنْ وَجَدْتُ صَاحِبَهُ دَفَعْتُ إِلَيْهِ وَإِلَّا اسْتَمْتَعْتُ بِهِ قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَحْسَنْتَ أَحْسَنْتَ، وَجَدْتُ صُرَّةً فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا)) فَعَرَّفْتُهَا سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يَعْرِفُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا)) فَعَرَّفْتُهَا سَنَةً فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يَعْرِفُهَا، فَقَالَ: ((اِعْلَمْ عِدَّتَهَا وَوِعَائَهَا وَوِكَائَهَا، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَادْفَعْهَا إِلَيْهِ وَإِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا))

سوید بن غفلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے ایک کوڑا ملا اور میں نے اس کو اٹھا لیا، زید بن صوحان اور سلمان بن ربیعہ نے مجھ پر عیب لگایا، میں نے کہا: اگر اس کا مالک مل گیا تو میں اس کو دے دوں گا، وگرنہ خود فائدہ اٹھالوں گا، پھر میں نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی، انھوں نے کہا: شاباش، تو نے بہت اچھا کیا ہے، مجھے ایک تھیلی ملی تھی، میں وہ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا اعلان کرو۔'' میں نے ایک سال تک اعلان کیا، لیکن کوئی ایسا بندہ نہ ملا جو اس کو پہچان سکے، پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ نے فرمایا: ''مزید اعلان کرو۔'' میں نے مزید ایک سال اعلان کیا، لیکن کوئی ایسا بندہ نہ ملا، جو اس کو پہچان سکتا ہو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کی تعداد، برتن اور دھاگے کو پہچان لو، اگر اس کا مالک آ گیا تو اس کو دے دینا، ورنہ خود استعمال کرتے رہنا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٤٢٦، ومسلم: ١٧٢٣

فوائد: ......گزشتہ احادیث میں ایک سال کا اور اس حدیث میں تین سال کا ذکر ہے، جمع وتطبیق کی صورتیں یہ ہیں:

(۱)......ایک سال تک اعلان کرنا ضروری ہے اور تین سالوں تک مستحب ہے، یعنی ایک سال کے بعد چیز کو استعمال تو کیا جا سکتا ہے، لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ مزید دو سالوں تک اعلان کیا جائے۔

(۲)......عام چیز کا ایک سال تک اعلان کیا جائے گا اور قیمتی چیز کا تین سالوں تک۔

(۳)......جو آدمی چیز کا استعمال کر لینے کے بعد مالک کے آجانے کی صورت میں آسانی سے اس چیز کا اہتمام کر سکتا ہو، وہ ایک سال تک اعلان کرے اور جس کو یہ خطرہ ہو کہ اگر اس نے اس چیز کو استعمال کر لیا تو اس کا از سرِ نو واپس کرنا مشکل ہو جائے گا تو وہ تین برس تک اعلان کرے، عموماً اتنے عرصے کے بعد اصل مالک کا آنا مشکل ہوتا ہے۔

(٦٦٩)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: ثني الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ لَمْ تُعْتَرَفْ فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَائَهَا ثُمَّ كُلْهَا فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ))

سے گری پڑی چیز کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے فرمایا: ''ایک سال تک اس کا اعلان کر، اگر اس کو نہ پہچانا جائے تو اس کے دھاگے اور برتن کو پہچان لے اور پھر اس کو استعمال کرے، اگر اس کا مالک آ جائے تو اسے ادا کر دینا۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۵۲۹۲، ومسلم: ۱۷۲۲

(۶۷۰)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، وَهِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ أَتَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَيْفَ تَرَى فِي مَا يُوجَدُ فِي الطَّرِيقِ الْمِيتَاءِ وَفِي الْقَرْيَةِ الْمَسْكُونَةِ، قَالَ: ((عَرِّفْهُ سَنَةً فَإِنْ جَاءَ بَاغِيهِ فَادْفَعْهُ إِلَيْهِ وَإِلَّا فَشَأْنُكَ بِهَا وَإِنْ جَاءَ طَالِبُهَا يَوْمًا مِنَ الدَّهْرِ فَأَدِّهَا إِلَيْهِ وَمَا كَانَ فِي الطَّرِيقِ غَيْرِ الْمِيتَاءِ أَوِ الْقَرْيَةِ غَيْرِ الْمَسْكُونَةِ فَفِيهِ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مزینہ قبیلے کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: جو چیز آباد راستے اور آباد گاؤں میں پڑی ہوئی ملے، اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک سال تک اس کا اعلان کر، اگر اس کو تلاش کرنے والا آ جائے تو اس کو دے دے، ورنہ خود استعمال کر لے، لیکن یاد رکھ کہ اس کو تلاش کرنے والا جس دن آ جائے تو نے اس کو وہ چیز ادا کرنا ہو گی، اور جو چیز ویران راستے اور بے آباد گاؤں سے ملے تو اس میں اور رکاز میں پانچواں حصہ زکوۃ ہے۔''

تخریج: حدیث حسن...... أخرجه ابوداود: ۱۷۱۰، والنسائی: ۸/ ۸۵

فوائد: ......''ویران راستے اور بے آباد گاؤں'' سے مراد وہ جگہ ہے جو کبھی آباد ہوا کرتی تھی، لیکن اب وہ ویران ہو گئی ہے اور وہاں سے ملنے والی چیز کے مالک کو نہیں پہنچانا جا سکتا، ایسی چیز کو جاہلیت کے دفینے کا حکم دیا جائے گا، کتاب الزکاۃ کے پہلے باب میں رِکاز کی وضاحت موجود ہے۔

گری پڑی چیز کا ایک سال تک اعلان کیا جائے گا، اگر مالک مل گیا تو ٹھیک، بصورتِ دیگر وہ شخص استعمال کر لے، لیکن اصل مالک کا حق برقرار رہے گا، جس دن وہ آ گیا، وہ چیز اس کو واپس کرنا پڑے گی۔

(۶۷۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ مُطَرِّفٍ......

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ

سیدنا عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنِ الْتَقَطَ لُقَطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَا عَدْلٍ أَوْ ذَوِي عَدْلٍ وَلَا يَكْتُمْ وَلَا يُغَيِّبْ فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا وَإِلَّا فَهُوَ مَالُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ))

نے فرمایا: ''جو گری پڑی چیز اٹھائے، وہ اس پر ایک یا دو عادل گواہ بنا لے اور نہ اس کو چھپائے اور نہ غائب کرے، اگر اس کا مالک آ جائے تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہوگا، بصورت دیگر وہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے، وہ جسے چاہے دے دیتا ہے۔''

تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم ..... أخرجه أبو داود: ١٧٠٩، وابن ماجه: ٢٥٠٥

فوائد: ...... مسند احمد کی ایک روایت میں دو گواہوں کا ذکر ہے۔

گمشدہ چیز اٹھانے والے کا دو عادل گواہ بنا لینا بڑا خوبصورت اور پر حکمت حکم ہے، اس کی تین وجوہات ہوسکتی ہیں:

(۱)...... بعد میں شیطان کے ورغلانے کی وجہ سے نفس میں خیانت کرنے کا خیال پیدا ہوسکتا ہے، جبکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ آدمی بعد میں تنگدست ہو جائے اور اس چیز کو چھپا لینے ہی میں عافیت سمجھے۔

(۲)...... گمشدہ چیز کو پانے والے شخص کی موت کا خطرہ بھی ہوسکتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گواہ بنائے بغیر مر جائے اور اس کے ورثا اس چیز کو اس کا ترکہ سمجھ کر تقسیم کر لیں۔

(۳)...... یہ بھی ممکن ہے کہ اصل مالک کے شبہات کو دور کرنا مقصود ہو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس کی گم ہونے والی مختلف اشیا ہوں یا زیادہ مقدار والی چیز ہو، جبکہ اس شخص کو ایک چیز یا کم مقدار ملی ہو، ایسے میں وہ اس پر خیانت کا الزام لگا سکتا ہے۔ شریعت کے اس حکم پر عمل کر لینے کی وجہ سے ان تمام شکوک و شبہات سے بچا جا سکتا ہے۔

كِتَابُ النِّكَاحِ
نکاح کی کتاب

اَلنِّكَاح: لغوی معنی: جماع کرنا اور شادی کرنا

اصطلاحی تعریف: شرع میں اس کا حقیقی معنی شادی کرنا اور مجازی معنی جماع کرنا ہے۔

(٦٧٢)۔ حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَائَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ))

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: ''اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہو، وہ شادی کر لے، کیونکہ شادی نگاہ کو پست کرنے والی اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہے، اور جو طاقت نہ رکھتا ہو، وہ روزے رکھے، کیونکہ اس کے لیے شہوت توڑنے والے ہوں گے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٩٠٥، ٥٠٦٥، ومسلم: ١٤٠٠

فوائد: ...... ''اَلْبَاءَ ة'' سے مراد حق زوجیت اور شادی کے اخراجات کی قدرت ہے۔

''وِجَاء'' کے معانی خصی کرنے کے ہیں، چونکہ روزہ شہوت کو کمزور کرتا ہے، اس لیے اس کو خصی کرنے سے تشبیہ دی گئی ہے، کیونکہ خصی ہونے سے بھی نکاح کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔

اگر استطاعت ہو تو بالغ ہو جانے کے بعد جلد شادی کا اہتمام کرنا چاہیے، اس حکم ربانی پر عمل کرنے کے بے شمار فوائد ہیں۔

(٦٧٣)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، ح وَثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْمَخْرُومِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ: ثنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: ثني أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبتل

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ التَّبَتُّلِ۔

سے منع فرمایا۔

تخریج: صحیح لغیرہ ..... أخرجه ابن ماجه: ۱۸۴۹، والترمذی: ۱۰۸۲، والنسائی: ۶/ ۵۹

(٦٧٤)۔ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ، حَدَّثَهُ.....

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَرَادَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ أَنْ يَتَبَتَّلَ فَنَهَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَعْدٌ: فَلَوْ أَجَازَ ذَلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَصَيْنَا۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے تبتل کا ارادہ کیا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کر دیا، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کی اجازت دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۵۰۷۴، ومسلم: ۱۴۰۲

فوائد: ..... "تبتّل" سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالی کی عبادت میں مصروف ہونے کی وجہ سے عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کی جائے اور نکاح کو چھوڑ دیا جائے۔

جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ کی روایت کے مطابق سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرنے کے بعد امام قتادہ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾ ..... "اور ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کو بیویاں اور اولاد عطا کیں۔" (سورۂ رعد: ۳۸)

امام قتادہ کی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سابقہ انبیاء کی اقتدا کرنے کا حکم دیا گیا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ..... "ان کی ہدایت کی پیروی کر۔" اور سابقہ انبیاء کی بیویاں اور اولادیں تھیں، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادیاں کیں اور اللہ تعالی نے آپ کو اولاد بھی عطا کی۔

لہذا نکاح کرنا انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

(٦٧٥)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ.....

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَظَرْتَ إِلَيْهَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: ((فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا))

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ایک عورت کو منگنی کا پیغام بھیجا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: "کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟" میں نے کہا: جی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو اس کو دیکھ لے اس سے تمہارے مابین الفت اور موافقت پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہے۔"

تخریج: صحیح ...... أخرجه الترمذي: ١٠٨٧، وابن ماجه: ١٨٦٥، والنسائي: ٣٢٣٥

(٦٧٦)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، خَطَبَ امْرَأَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اذْهَبْ فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَدْوَمُ لِمَا بَيْنَكُمَا))

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک عورت کو منگنی کا پیغام دیا، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم جاؤ اور اس کو دیکھ لو، اس سے تمہارے درمیان زیادہ محبت اور موافقت پیدا ہوگی۔''

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ...... نکاح ایک اہم ضرورت ہے، نیز ساری زندگی کا ساتھ ہے، اس لیے کسی ممکنہ بدمزگی سے بچنے کے لیے مناسب ہے کہ پہلے عورت کو دیکھ لیا جائے۔

میاں بیوی کے مابین اچھے تعلقات، بہترین معاشرے اور خاندان کے لیے کلیدی حیثیت رکھتے ہیں، جہاں شریعت نے مردوں کے لیے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا حرام قرار دیا ہے، وہاں کسی بڑے مقصد کے حصول کے لیے جواز کی گنجائش بھی پیدا کر دی ہے، اس سلسلے میں دونوں اطراف سے والدین کو دوراندیشی کا ثبوت دیتے ہوئے لڑکی اور لڑکے کی ملاقات اور ان کی رضامندی کا خیال رکھنا چاہیے۔

پاکستان کے حالات کے مطابق لڑکے کا لڑکی کو پسند نہ کرنا بچی کے لیے کسی قیامت صغری سے کم نہیں ہوتا، ایسے حالات میں منگیتر کو بچی دیکھنے کا موقع ضرور دیا جائے، اگر چہ بچی، اس کے والدین اور بھائیوں وغیرہ کو پتہ نہ ہو، تاکہ کسی کی حوصلہ شکنی کیے بغیر شریعت کی رخصت پر عمل ہو جائے، جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے ایک لڑکی کو نکاح کا پیغام بھیجا اور چھپ کر اس کو دیکھ لیا۔ اس سلسلے میں بچی کی سہیلیاں اور دور کی رشتہ دار عورتیں اچھا کردار ادا کر سکتی ہیں، بشرطیکہ وہ خیر خواہ اور راز دار ہوں، اگر ممکنہ صورت تک بچی کو بھی آگاہ نہ کیا جائے تو بہتر ہوگا تاکہ پسند نہ آنے کی صورت میں اس کی حوصلہ شکنی نہ ہو۔ یاد رہے کہ لڑکے کو صرف اس بات کی اجازت ہے کہ وہ ایک نظر لڑکی کو دیکھ لے، خلوت میں لمبی لمبی ملاقاتیں کرنے کی اجازت نہیں۔

(٦٧٧)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ أنا ابْنُ عُيَيْنَةَ، ح وَثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَلِيٌّ: يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَنَاجَشُوا وَلَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا يَبِيعُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیع نجش نہ کرو، شہری دیہاتی کے لیے بیع نہ کرے، کوئی آدمی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے، کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر منگنی کا پیغام نہ بھیجے اور کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا

الرَّجُلُ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَلَا يَخْطُبِ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ أَخِيهِ وَلَا تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا، زَادَ عَلِيٌّ: لِتَكْتَفِءَ مَا فِي إِنَائِهَا))

مطالبہ نہ کرے تاکہ وہ اس چیز کو انڈیل دے جو اس کے برتن میں ہے۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۱٤۰، ومسلم: ۱٤۱۳

فوائد: ...... جب کسی خاتون کا ایک مرد کی طرف میلان ہو جائے اور وہ دونوں شادی کے لیے راضی ہوں، بس صرف نکاح باقی ہو، تو کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں کہ وہ زیادہ حق مہر کی پیش کش کر کے یا اپنے سرمائے یا حسن کا اظہار کر کے اس عورت کو اپنی طرف مائل کر لے۔ اسی طرح کوئی عورت یہ مطالبہ نہ کرے کہ وہ فلاں مرد سے اس شرط پر شادی کرے گی کہ وہ پہلے والی بیوی کو طلاق دے، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے مقدر میں جو کچھ لکھا ہے، وہ مل کر رہے گا۔

تجارت کے احکام کتاب البیوع میں گزر چکے ہیں۔

(٦٧٨)۔ حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، قَالَ: أنا زَكَرِيَّا، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِي لِامْرَأَةٍ أَنْ تَشْتَرِطَ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَكْفَأَ إِنَائَهَا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کسی خاتون کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بہن کی طلاق کی شرط لگائے، تاکہ اس کے برتن کو انڈیل دے۔"

تخریج: انظر الحديث السابق

(٦٧٩)۔ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ الرَّازِيُّ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: أنا عَبْثَرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ ...

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ، فَذَكَرَ التَّشَهُّدَ فِي الصَّلَاةِ وَالتَّشَهُّدَ فِي الْحَاجَةِ فَقَالَ: وَالتَّشَهُّدُ فِي الْحَاجَةِ أَنْ يَقُولَ: ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کے تشہد اور حاجت کے تشہد کی تعلیم دی، پھر انھوں نے نماز والے تشہد (اَلتَّحِيَّاتُ......) کا ذکر کیا، حاجت والا تشہد یہ ہے: "بیشک ساری تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں، اس سے مدد مانگتے ہیں، اس سے بخشش طلب کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے دے کوئی اس کو گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی

مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔)) ثُمَّ يَقْرَأُ ثَلاثَ آيَاتٍ مِنَ الْقُرْآنِ ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ١٠٢) ﴿واتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَائَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء: ١) ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ (الأحزاب: ٧٠)

ہدایت نہیں دے سکتا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔'' پھر آپ ﷺ ان آیتوں کی تلاوت کرتے: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ ﴿يَآ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَآءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا۔ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (آیات کا ترجمہ:) ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے، مگر اسلام کی حالت میں۔ (آل عمران:۱۰۲) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔ تم ڈرو اس اللہ سے جس کے واسطے سے تم آپس میں سوال کرتے ہو اور رشتہ داریوں کو توڑنے سے بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہیں۔ (نساء:۱) اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو، وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے، وہ بڑی کامیابی کو پالیتا ہے۔'' (احزاب:۷۰،۷۱)

تخریج: حديث صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٢١١٨، والترمذي: ١١٠٥، وابن ماجه: ١٨٩٢، والنسائي: ٦/ ٨٩

فوائد: نکاح کرنے سے پہلے نکاح خواں کو چاہیے کہ وہ یہ خطبہ پڑھے اور ان تین آیات کا مختصر سا مفہوم بیان کر دے۔ طویل وعظ ونصیحت کے ذریعے سے حاضرین کو اکتاہٹ میں مبتلا نہ کر دے۔

ہمارے ہاں عید، نکاح، شادی اور خوشی کی دوسری تقریبات کو محض لطف اندوزی، تفریحِ طبع اور ہنسی مذاق کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ایسے موقعوں پر شرعی حدود کا خیال نہ رکھنا، بے پردگی اور مرد و زن کا اختلاط، بینڈ باجے بجانا، ناچنا، عریانی و فحاشی والے گانے گانا اور ایسے گندے کلام کو لاؤڈ سپیکروں میں پیش کرنا، مردوں کا سونے کا زیور پہننا، پٹاخے چلانا عام ہے۔

لیکن شریعت کا مزاج کچھ اور ہے، جیسے عیدین جیسی عظیم خوشی کا آغاز مخصوص نماز اور خطبے سے ہوتا ہے، اسی طرح شادی کے موقع پر نکاح سے پہلے مذکورہ بالا خطبہ پڑھ کر تقویٰ اور خوف خدا کا درس دیا جاتا ہے اور پھر خوشی کے موقعوں کے لیے شریعت نے خوشی کے طریقوں کی بھی وضاحت کر دی ہے، ان ہی تک محدود رہنا چاہیے۔

لیکن یہ خطبۂ نکاح کے لیے شرط نہیں ہے، اس کے بغیر بھی نکاح درست ہوگا، جیسا کہ آپ ﷺ نے بھی اس خطبہ کے بغیر نکاح پڑھایا ہے، البتہ اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔ شادی ہال کے منتظمین اور شادی والے خاندان کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ لاؤڈ سپیکر وغیرہ کا انتظام کر کے پورے ہال میں اس خطبے کی آواز پہنچا کر اس سنت کا احیاء کریں۔

(٦٨٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا النُّفَيْلِيُّ، قَالَ: ثنا زُهَيْرٌ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ......

أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ، قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ لَكَ فِي أُخْتِي، فَقَالَ: ((فَأَفْعَلُ مَاذَا؟)) قَالَتْ: تَنْكِحُهَا، قَالَ: ((أُخْتَكِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَوَتُحِبِّينَ ذَلِكَ؟)) قَالَتْ: لَسْتُ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَرِكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي قَالَ: ((فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي.)) قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ لَقَدْ أُخْبِرْتُ أَنَّكَ تَخْطُبُ دُرَّةَ أَوْ ذَرَّةَ الشَّكُّ مِنْ زُهَيْرٍ قَالَ: ((بِنْتُ أُمِّ سَلَمَةَ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَوَاللّٰهِ لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حِجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَاهَا ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ))

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ میری بہن میں رغبت رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر میں کیا کروں؟'' میں نے کہا: آپ اس سے نکاح کر لیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری بہن سے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو یہ پسند کرتی ہے؟'' میں نے کہا: پہلے میں کون سی اکیلی ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ میری بہن خیر میں میرے ساتھ شریک ہو جائے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تو میرے لیے حلال ہی نہیں ہے۔'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ درّہ یا ذرّہ کو نکاح کا پیغام دے رہے ہیں، آپ نے فرمایا: ''ام سلمہ کی بیٹی؟'' میں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی تو پھر بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی، کیونکہ وہ میری رضاعی بھتیجی ہے، ثُوَیبہ نے مجھے اور اس کے باپ کو دودھ پلایا تھا، اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ پر پیش نہ کیا

کرو۔"

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۲۰۵۶، ورواه البخاری ومسلم من حدیث ام حبیبة بنت ابی سفیان

فوائد: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دو بہنیں ایک آدمی کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں، اسی طرح کوئی آدمی اپنی اس بیوی کی بیٹی سے نکاح نہیں کر سکتا، جس کے ساتھ وہ حق زوجیت ادا کر چکا ہو، اسی طرح رضاعی رشتے ہیں، حرمت میں ان کی حیثیت بھی نسبی رشتوں کی طرح ہے۔

رَبِیْبه سے مراد کسی شخص کی بیوی کی پہلے سے موجود بیٹی ہے۔

(٦٨١)۔ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، مَوْلَى مُحَمَّدِ بْنِ سَابِقٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ بْنُ حَنَّادٍ الْحَلَبِيُّ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ......

عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْبَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَقِيتُ عَمِّي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَقَدِ اعْتَقَدَ رَايَةً، فَقُلْتُ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ فَقَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَجُلٍ نَكَحَ امْرَأَةَ أَبِيهِ أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَهُ وَآخُذَ مَالَهُ.

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے چچا کو ملا، انھوں نے ایک جھنڈا اٹھایا ہوا تھا، میں نے کہا: کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایسے شخص کو قتل کرنے اور اس کا مال لینے کے لیے بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابن ماجه: ۲۶۰۷، والترمذی: ۱۳۶۲، والنسائی: ۶/ ۱۰۹

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾ ......"اور اس خاتون سے نکاح نہ کرو، جس سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہو۔" (سورۂ نساء: ۲۲)

سوتیلی ماں سے نکاح کرنے کی یہ سزا ہے، خواہ اس نے جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

(٦٨٢)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ......

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رِفَاعَةَ بْنَ سَمَوْأَلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ تَمِيمَةَ بِنْتَ وَهْبٍ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَكَحَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَاعْتُرِضَ عَنْهَا، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصِيبَهَا، فَطَلَّقَهَا وَلَمْ يَمَسَّهَا، فَأَرَادَ رِفَاعَةُ أَنْ يَنْكِحَهَا

عبد الرحمٰن بن زبیر کہتے ہیں: سیدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ نے عہد نبوی میں اپنی بیوی سیدہ تمیمہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، پھر سیدنا عبد الرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا، لیکن کوئی چیز آڑے آ گئی اور وہ اس سے جماع نہ کر سکے اور حق زوجیت ادا کیے بغیر طلاق دے دی، اُدھر اس کے پہلے خاوند سیدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طلاق کے بعد اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہا، جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَهُوَ زَوْجُهَا الَّذِي كَانَ طَلَّقَهَا قَبْلَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَنَهَاهُ عَنْ تَزْوِيجِهَا ، فَقَالَ: ((لَا تَحِلُّ لَكَ حَتَّى تَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ))

کو بتائی گئی تو آپ نے اس کو دوبارہ نکاح کرنے سے منع کیا اور فرمایا: ''وہ تیرے لیے حلال نہیں ہے، جب تک وہ جماع کی لذت نہ چکھ لے۔''

تخریج: مرسل...... والمتن صحيح بما يأتي

(٦٨٣)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ جَاءَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي طَلَاقًا بِنْتُ مِنْهُ وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزُّبَيْرِ ، وَإِنَّهُ عَلَيْهِ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا ، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: رفاعہ نے مجھے ایسی طلاق دے دی ہے کہ اب میں اس سے جدا ہو گئی ہوں، اور میں نے عبد الرحمٰن بن زبیر سے شادی کر لی ہے، لیکن اس کا سلسلہ ہی کپڑے کے پلو کی طرح ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: ''کیا تو اب رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے، لیکن اس وقت تک ایسے نہیں ہوگا جب تک وہ تجھ سے لذت پا لے اور تو اس سے لذت پا لے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٢٦٠، ٥٧٩٢، ٥٨٢٥، ومسلم: ١٤٣٣

فوائد: ......ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ﴾...... ''پھر اگر خاوند اپنی بیوی کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب وہ اس کے لیے حلال نہیں، جب تک وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو ان دونوں کے دوبارہ ملنے میں کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ یہ جان لیں کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۳۰)

اس طلاق سے تیسری طلاق مراد ہے، یعنی تیسری طلاق کے بعد خاوند نہ رجوع کر سکتا ہے اور نہ نکاح، البتہ یہ عورت کسی اور جگہ نکاح کر لے اور دوسرا خاوند اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے یا فوت ہو جائے تو اس کے بعد پہلے خاوند سے اس کا نکاح ہو سکتا ہے، لیکن درج بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ ایسی خاتون پہلے خاوند کے لیے تب حلال ہو گی، جب دوسرے نکاح کے بعد حق زوجیت بھی ادا ہو گا۔

درج بالا دو احادیث میں شرعی حلالے کا ذکر ہے، حلالے کا مروجہ طریقہ ملعون فعل ہے، درج ذیل حدیث میں اسی کا ذکر ہے۔

(٦٨٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ، ح وَحَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، قَالَ: أنا مُعَلَّى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ هُوَ الْمُخَرِّمِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالی نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے، دونوں پر لعنت کی ہے۔''

تخریج: اسناده حسن ...... أخرجه احمد: ٨٢٨٧، والبزار: ١٤٤٢، والبيهقى: ٧/ ٢٠٨

فوائد: ......سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

حلالہ کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو تین طلاق والی عورت سے نکاح اور پھر مباشرت کر کے اس کو اس کے پہلے خاوند کے لیے حلال کرتا ہے۔ اس کاروائی میں عورت کی ذلت وتوہین ہے، غیرت وحمیت کا جنازہ ہے اور اس میں شریک ہونے والوں کے مزاج کا گھٹیا اور کمینہ پن ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے ایسے شخص کو کرائے کا سانڈ قرار دیا ہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالتَّيْسِ الْمُسْتَعَارِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((هُوَ الْمُحَلِّلُ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ)) ......''کیا میں تمہیں کرائے پر لیے سانڈ کی خبر نہ دوں؟'' صحابہ نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ حلالہ کرنے والا ہے، اللہ تعالی نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے، دونوں پر لعنت کی ہے۔'' (ابن ماجہ: ١٩٣٦)

معلوم ہوا کہ یہ حلالہ حرام فعل ہے، کیونکہ لعنت صرف اس گناہ پر کی جاتی ہے، جو کبیرہ ہو، اس لیے جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ جو نکاح حلالہ کی نیت سے کیا جائے گا، وہ فاسد ہوگا۔

جس خاتون کو تین طلاقیں دے دی جائیں، اس کا شریعتِ اسلامیہ میں حل یہ ہے کہ وہ سابق خاوند سے ناامید ہو جائے اور گھر بسانے کی نیت سے آگے کسی اور آدمی سے شادی کر لے، اگر اتفاق سے وہ آدمی بھی اس کو طلاق دے دے تو وہ عدت کے بعد سابقہ خاوند سے نیا نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ دوسرا خاوند نکاح کے بعد حق زوجیت بھی ادا کرے، گزشتہ احادیث میں یہ مسئلہ بیان ہو چکا ہے۔

(٦٨٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ أَبِي هِنْدٍ، قَالَ: ثنا عَامِرٌ......

قَالَ: ثنا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا، وَالْعَمَّةُ عَلَى بِنْتِ أَخِيهَا، أَوِ الْمَرْأَةُ عَلَى خَالَتِهَا، أَوِ الْخَالَةُ عَلَى بِنْتِ أُخْتِهَا لَا تُنْكَحُ الصُّغْرَى عَلَى الْكُبْرَى، وَلَا الْكُبْرَى عَلَى الصُّغْرَى۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت کے ساتھ اس کی پھوپھی سے، پھوپھی کے ساتھ اس کی بھتیجی سے یا عورت کے ساتھ اس کی خالہ سے یا خالہ پر اس کی بھانجی سے نکاح کیا جائے، یعنی بڑی کی موجودگی میں چھوٹی سے اور چھوٹی کی موجودگی میں بڑی سے نکاح نہ کیا جائے۔

تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم ...... أخرجه ابوداود: ٢٠٦٥، والترمذي: ١١٢٦، والنسائي: ٦/ ٩٨، وعلقه البخاري باثر الحديث (٥١٠٨)

فوائد: ...... بڑی سے مراد خالہ یا پھوپھی ہے اور چھوٹی سے مراد بھانجی یا بھتیجی ہے، دراصل اس حدیث کا پچھلا حصہ پہلے والے حصے کی وضاحت کر رہا ہے۔

کون کون سی خواتین کو ایک آدمی کے نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا، دو بہنوں کا ذکر قرآن مجید میں ہے: ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ ...... ''(اور تم پر حرام کیا گیا ہے کہ) تم دو بہنوں کو جمع کرو۔'' (نساء: ۲۳)

اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خالہ اور اس کی بھانجی اور پھوپھی اور اس کی بھتیجی کو بھی ایک نکاح میں جمع نہیں کیا جا سکتا، رضاعی رشتوں کا بھی اسی طرح لحاظ رکھا جائے گا۔

ثابت ہوا کہ احادیثِ مبارکہ بنفسہ حجت ہیں، ان کو قرآن مجید کے مفہوم پر پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کر کے فرمایا: ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ ......''اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لیے حلال کی گئیں ہیں۔'' (سورۂ نساء: ۲۴)

لیکن احادیثِ مبارکہ نے خالہ اور بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی اور رضاعی رشتوں کا اضافہ کر دیا۔

شارح ابوداود علامہ شرف الحق عظیم آبادی نے کہا: خارجیوں اور شیعوں کے بعض گروہوں نے ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ اور بھانجی کو ایک نکاح میں جمع کرنا درست ہے، لیکن جمہور اہل علم نے ان احادیث سے حجت پکڑی اور ان کی روشنی میں قرآن مجید کے عموم کی تخصیص کر دی اور ان دو رشتوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے منع کر دیا، راجح بات جمہور اصولیوں کی ہی ہے کہ خبر واحد کے ذریعے سے قرآن مجید کے عموم کی تخصیص کی جا سکتی ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اپنی طرف نازل ہونے والے کلام کی وضاحت کرنے والے ہیں۔ (عون المعبود: ١/ ٩٧٠)

(٦٨٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوْلَاهُ وَأَهْلِهِ فَهُوَ عَاهِرٌ))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس غلام نے اپنے آقا اور اہل کی اجازت کے بغیر نکاح کیا، وہ زانی ہے۔“

تخریج: حسن...... أخرجه ابوداود: ۲۰۷۸، والترمذي: ۱۱۱۱

فوائد: ......امام ترمذی نے یہ حدیث روایت کرنے کے بعد کہا: وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ أَنَّ نِكَاحَ الْعَبْدِ بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ لَا يَجُوزُ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، وَغَيْرِهِمَا بِلَا اخْتِلَافٍ۔ ......اہل علم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں اسی حدیث کے مطابق عمل ہے کہ آقا کی اجازت کے بغیر غلام کا نکاح جائز نہیں ہے اور بلا اختلاف امام احمد اور امام اسحاق وغیرہ کا مسلک بھی یہی ہے۔

(۶۸۷)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک رضاعت، نسب کی طرح رشتوں کو حرام کرتی ہے۔“

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۶۴۶، ۳۱۰۵، ومسلم: ۱۴۴۴

فوائد: ...... ہر وہ عورت جو نسب کی وجہ سے حرام کی گئی ہے، وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہے، ان عورتوں کی تفصیل یہ ہے: ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی۔

ان عورتوں میں وہی تفصیل ہے، جو نسبی محرمات میں بیان کی جاتی ہے، یعنی صرف رضاعی ماں بھی حرام نہیں ہوگی، بلکہ اس کی ماں، اس کی دادی اور آگے پڑدادیاں اور ان سے آگے تک تمام مائیں حرام ہوں گی۔ اسی طرح اگر رضاعی بیٹی حرام ہے تو رضاعی پوتیاں، نواسیاں، اور نواسیوں اور پوتیوں کی بیٹیاں، نیچے تک سب حرام ہوں گی۔

جیسے رضاعت کی وجہ سے خواتین کی حرمت ثابت ہوتی ہے، اسی طرح اگر دودھ پینے والی بچی ہو تو وہ بھی رضاعت کی وجہ سے بعض مردوں پر حرام ہوگی، اگر دودھ پلانے والی رضاعی ماں ہے، تو اس کا خاوند رضاعی باپ ہوگا، اس کا بیٹا رضاعی بھائی ہوگا، اس کا بھائی رضاعی ماموں ہوگا، اس کا باپ رضاعی نانا ہوگا، رضاعی باپ کے والدین رضاعی دادا

دادی ہوں گے، علی ہذا القیاس، اسی طرح آگے علاتی اور اخیافی بہن بھائیوں کا سلسلہ ہوگا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کا دودھ اس کے خاوند کے جماع اور حمل کے نتیجے میں اترتا ہے، گویا عورت کے دودھ میں خاوند کا بھی دخل ہے، لہٰذا دودھ پینے والے بچے یا بچی کا رشتہ عورت اور اس کے خاوند دونوں سے قائم ہوگا۔

(٦٨٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، قَالَ: أنا يَحْيَى ، أَنَّ عَمْرَةَ ابْنَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا ، سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: نَزَلَ فِي الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ ، وَهِيَ تُرِيدُ مَا يُحْرِمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ ، قَالَتْ عَمْرَةُ: ثُمَّ ذَكَرَتْ عَائِشَةُ قَالَتْ: نَزَلَ بَعْدُ خَمْسٍ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: قرآن مجید میں دس بار دودھ پلانے کا مسئلہ نازل ہوا تھا، سیدہ کا ارادہ یہ ہے کہ رضاعت کی اتنی مقدار حرام کرتی تھی، پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ اس کے بعد پانچ نازل ہوئی تھیں۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٤٥٢

فوائد: ......اس موضوع پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہی روایت مفصل ہے، اس کا پورا متن یوں ہے: سیدہ کہتی ہیں: كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ۔ ......جو قرآن مجید میں پہلے حکم نازل ہوا تھا، اس کے مطابق بچے کا دس بار واضح طور پر دودھ پی لینے سے حرمت ثابت ہوتی تھی، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور پانچ دفعہ واضح طور پر دودھ پینے کا حکم لاگو کر دیا گیا، جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو یہ حکم قرآن مجید میں پڑھا جاتا تھا۔

قرآن مجید میں پڑھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ پانچ رضعات کا حکم بالکل آخری دور میں نازل ہوا، آپ ﷺ کی وفات تک سب لوگوں کو اس کی تلاوت کے منسوخ ہو جانے کا علم نہ ہو سکا، اس لیے بعض صحابہ کچھ دیر تک اس کو قرآن سمجھ کر پڑھتے رہے، آہستہ آہستہ سب کو پتہ چل گیا اور پھر سب نے اس کی تلاوت چھوڑ دی، البتہ حکم باقی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب بچہ پانچ بار کسی خاتون کا دودھ پی لے تو تب رضاعت ثابت ہو گی، ایک دو بار دودھ پینے سے رضاعت کا ثابت نہ ہونا، یہ اسلام کا حسن ہے۔

جب بچہ ماں کے پستان کو اپنے منہ میں ڈال کر چوستا ہے اور دودھ پیتا ہے اور پھر کسی عارضے کے بغیر اپنی مرضی سے پستان کو چھوڑتا ہے تو یہ ایک بار دودھ پینا شمار ہوتا ہے، اس کو ایک ''رَضْعَة'' کہتے ہیں۔ جب بچہ پانچ بار اس انداز میں دودھ پی لے گا تو اس کی رضاعت ثابت ہو جائے گی۔

(٦٨٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ وُهَيْبٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک دو دفعہ کا چوسنا حرام نہیں کرتا۔“

تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٥٠

فوائد: ......گزشتہ حدیث کے فوائد ملاحظہ ہوں۔

(٦٩٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَكَانَتْ تَحْتَ أَبِي حُذَيْفَةَ بْنِ عُتْبَةَ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: إِنَّ سَالِمًا مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ يَدْخُلُ عَلَيْنَا وَأَنَا فُضُلٌ وَإِنَّمَا كُنَّا نَرَاهُ وَلَدًا وَكَانَ أَبُو حُذَيْفَةَ تَبَنَّاهُ كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (الأحزاب: ٥)، فَأَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ أَنْ تُرْضِعَ سَالِمًا، فَأَرْضَعَتْهُ خَمْسَ رَضَعَاتٍ، فَكَانَ بِمَنْزِلَةِ وَلَدِهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَبِذَلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَأْمُرُ أَخَوَاتِهَا وَبَنَاتِ أَخَوَاتِهَا، أَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ أَحَبَّتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنْ يَرَاهَا، وَيَدْخُلَ عَلَيْهَا وَإِنْ كَانَ كَبِيرًا خَمْسَ رَضَعَاتٍ ثُمَّ يَدْخُلُ عَلَيْهَا، وَأَبَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: سالم میرے خاوند ابو حذیفہ کا غلام تھا، یہ ہمارے پاس آتا جاتا رہتا تھا، جبکہ میں نے گھریلو کام کے سادہ سے کپڑے پہنے ہوتے تھے اور سیدھی بات یہ ہے کہ ہم اس کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے، اور سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو متبنی بیٹا بنا رکھا تھا، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو لے پالک بنا رکھا تھا، اب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کر دیا ہے کہ ﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ......”ان کو ان کے باپوں کے ساتھ پکارو، یہی بات اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ انصاف والی ہے۔“ اس کی یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ وہ سالم کو دودھ پلا دے، اس نے اس کو پانچ دفعہ دودھ پلا دیا، اس طرح وہ اس کے رضاعی بیٹے کے قائم مقام ہو گیا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جن لوگوں کے بارے میں یہ پسند کرتی تھیں کہ وہ ان کو دیکھ لیا کریں اور ان کے پاس آ جایا کریں، وہ اسی فرمان نبوی سے استدلال کرتے ہوئے اپنی بہنوں اور بھانجیوں کو حکم دیتیں کہ وہ ان کو پانچ دفعہ دودھ پلا دیا کریں، پھر وہ سیدہ کے پاس آ جاتے تھے، اگرچہ وہ بڑے ہوتے۔ لیکن سیدہ ام سلمہ اور باقی امہات المؤمنین اس

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يَرْضَعَ فِي الْمَهْدِ، وَقُلْنَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: فَوَاللّٰهِ! مَا نَدْرِي لَعَلَّهَا كَانَتْ رُخْصَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ دُونَ النَّاسِ۔

رضاعت کی وجہ سے کسی آدمی کے داخل ہونے کا انکار کرتی تھیں، الا یہ کہ اس نے دودھ والی عمر میں دودھ پیا ہو اور یہ امہات المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتی تھیں: اللہ کی قسم! ہم نہیں جانتیں، ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رخصت صرف سالم کو دی ہو، نہ کہ دوسرے لوگوں کو۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۴۰۰۰، ۵۰۸۸

فوائد: ...... یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور اس میں غور وفکر کی ضرورت ہے، کیونکہ مدتِ رضاعت دو برس ہے۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کو متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) بنا رکھا تھا، وہ گھر میں بیٹوں کی طرف رہتا اور آتا جاتا تھا، جب یہ حکم اترا کہ منہ بولے بیٹے حقیقی بیٹوں کی طرح نہیں ہیں اور نہ ان پر حقیقی بیٹوں کے احکام لاگو ہوتے ہیں، تو اب اس سے پردہ فرض ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مشکل کو یوں حل کیا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ سہلہ رضی اللہ عنہا، سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کو پانچ بار دودھ پلا دے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نظریہ یہ تھا کہ جہاں ضرورت پڑے، وہاں اس رخصت پر عمل کیا جا سکتا ہے، جبکہ دوسری امہات المؤمنین ان کے اس نظریے سے متفق نہیں تھیں۔

اگر رضاعت سے متعلقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قولی اور عمومی ارشادات کو دیکھا جائے تو ان میں صغر سنی یعنی مدتِ رضاعت کو معتبر اور مشروط قرار دیا گیا ہے۔

صحابہ کی اکثریت اس رخصت کو سیدنا سالم رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص سمجھتی تھی، لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف یہ تھا اشد ضرورت کے موقع پر اس رخصت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، امام ابن تیمیہ اور امام شوکانی وغیرہ کے نزدیک بھی اس رخصت پر عمل کی گنجائش موجود ہے۔

لیکن ہمارا نظریہ دوسری امہات المومنین اور صحابہ کی اکثریت والا ہے، اس رائے کی تائید کی دو وجوہات ہیں:

(۱)...... اب لے پالک اور منہ بولے بیٹوں کے احکام واضح کیے جا چکے ہیں کہ ان کی شریعت میں کوئی حقیقت نہیں ہے، لہٰذا اب وہ مجبوری کہاں پیدا ہوسکتی ہے، جو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے گھر کا مسئلہ بنی تھی، اب جو آدمی متبنّٰی بیٹے کو حقیقی بیٹے کے احکام دے گا، وہ پہلے سے ہی حرام امور کا مرتکب ہو رہا ہوگا، اس کو مزید کیا رخصت دی جائے گی۔

(۲)...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعت کے بارے عام قوانین اور ارشادات، جن میں سے بعض احادیث میں مدتِ رضاعت کے بعد دودھ پینے کو غیر معتبر سمجھا گیا ہے۔

جو آدمی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نظریے کا حامل ہو، اس کو ازراہِ احتیاط اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ سیدنا سالم رضی اللہ عنہ

کے لیے خصوصیت کا امکان ہے۔

(٦٩١)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَشْعَثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَتْ: أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَالَ: ((أُنْظُرْنَ مَنْ إِخْوَانُكُنَّ فَإِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمُجَاعَةِ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ میرا رضاعی بھائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ذرا دیکھ تو لیا کرو کہ کون تمہارے بھائی ہیں، رضاعت تو بھوک سے ثابت ہوتی ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٥١٠٢، ومسلم: ١٤٥٥

فوائد: ......حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ جب بچہ اتنا چھوٹا ہو کہ اس کی خوراک صرف دودھ بن سکتا ہو تو اس عمر میں دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے اور ایسی مدتِ رضاعت دو سال ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾...... ''اور مائیں اپنی اولاد کو دو سال دودھ پلائیں، جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت پوری کرنے کا ہو۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۳۳)

معلوم ہوا کہ جو دودھ مدت رضاعت کے اندر پلایا جائے گا، اس سے رضاعت ثابت ہوگی۔

(٦٩٢)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَزِيدُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ قَالَتْ: جَاءَ عَمِّي بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ، فَلَمْ آذَنْ لَهُ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: ((ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ۔)) قُلْتُ: إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ قَالَ: ((تَرِبَتْ يَمِينُكِ ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: پردے کے احکام نازل ہونے کے بعد میرے رضاعی چچا میرے پاس آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، لیکن میں نے اجازت نہ دی، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا: ''تو اس کو اجازت دیا کر، کیونکہ وہ تیرا چچا ہے۔'' میں نے کہا: مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے، نہ کہ مرد نے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، اس کو اجازت دے دیا کر، کیونکہ وہ تیرا رضاعی چچا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٧٩٦، ومسلم: ١٤٤٥

فوائد: ...... جیسے رضاعت کی وجہ سے خواتین کی حرمت ثابت ہوتی ہے، اسی طرح اگر دودھ پینے والی بچی ہوتو وہ بھی رضاعت کی وجہ سے بعض مردوں پر حرام ہو گی، اگر دودھ پلانے والی رضاعی ماں ہے، تو اس کا خاوند رضاعی باپ ہوگا، پھر نسب کی طرح آگے رشتہ چلے گا۔

وجہ یہ ہے کہ عورت کا دودھ اس کے خاوند کے جماع اور حمل کے نتیجے میں اترتا ہے، گویا عورت کے دودھ میں خاوند کا بھی دخل ہے، لہٰذا دودھ پینے والے بچے یا بچی کا رشتہ عورت اور اس کے خاوند دونوں سے قائم ہوگا۔

(٦٩٣)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: ثنا قَتَادَةُ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح وَثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: ثنا قَتَادَةُ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنْتُ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: ((إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ.))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٦٤٥، ومسلم: ١٤٤٧

فوائد: ......نسب کے لحاظ سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور چچا کی بیٹیوں سے نکاح ہو سکتا ہے، لیکن سیدنا حمزہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی بھی تھے، کیونکہ ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا، لہٰذا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی بھتیجی تھی۔

(٦٩٤)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: ثنا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، أَخِي بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، أَرَادَ أَنْ يُزَوِّجَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ، وَهُمَا مُحْرِمَانِ، فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لِيَحْضُرَهُ ذٰلِكَ، قَالَ: فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ أَبَانُ وَهُوَ أَمِيرُ الْحَجِّ، فَقَالَ أَبَانُ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَنْكِحُ

عمر بن عبداللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس نے چاہا کہ طلحہ بن عمر کی شیبہ بن جبیر سے شادی کر دے، جبکہ وہ دونوں احرام کی حالت میں تھے، انھوں نے ابان بن عثمان کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس پروگرام میں شریک ہوں، لیکن انھوں نے اس چیز کا انکار کر دیا، جبکہ وہ امیرِ حج بھی تھے، انھوں نے کہا: میں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''محرم نہ نکاح کر سکتا ہے، نہ کروا سکتا اور نہ منگنی کا پیغام دے سکتا ہے۔''

الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ))

تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٠٩

(٦٩٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ ابْنِ أُخْتِ مَيْمُونَةَ......

عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَرِفٍ وَنَحْنُ حَلَالَانِ۔

سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرف مقام پر مجھ سے شادی کی تو ہم دونوں حلال تھے۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٤١١

(٦٩٦)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ......

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَأَخْبَرْتُ بِهِ الزُّهْرِيَّ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي يَزِيدُ بْنُ الْأَصَمِّ وَهِيَ خَالَتُهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَهِيَ حَلَالٌ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں تھے۔ راوی کہتا ہے: جب میں نے امام زہری کو یہ حدیث بیان کی تو انھوں نے کہا: یزید بن اصم نے مجھے بتلایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حلال تھے اور وہ بھی حلال تھیں، اور سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، یزید بن اصم کی خالہ تھیں۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٢٥٨، ٥١١٤، ومسلم: ١٤١٠

فوائد: ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام سے پہلے شادی کی تھی، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حقیقتِ حال کا علم نہ ہو سکا تھا اور انھوں نے کسی وہم کی بنا پر یہ سمجھ لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا، ممکن ہے کہ جب یہ نکاح مشہور ہوا ہو تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں ہوں اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہی سمجھ لیا ہو کہ ابھی نکاح ہوا ہے۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا صاحب القصہ تھیں اور سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ اس نکاح کے قاصد تھے، ان دونوں کا بیان یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام سے پہلے نکاح کیا تھا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے لیے نکاح کرنے کو حرام بھی قرار دیا ہے، اس لیے یہ قرائن اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نکاح احرام سے پہلے ہوا تھا۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا اصل نام برّہ تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھا، آپ نے عمرۂ قضا کے موقع پر ذوالحجہ ۷ھ میں احرام سے پہلے ان سے نکاح کیا تھا اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد سرف مقام پر ہی حق زوجیت ادا کیا تھا۔

(٦٩٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنِ الْحَسَنِ ، وَعَبْدِ اللهِ ابْنَي مُحَمَّدٍ ، قَالَ: وَكَانَ الْحَسَنُ أَوْثَقَهُمَا ، عَنْ أَبِيهِمَا ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ زَمَنَ خَيْبَرَ۔ وَكَانَ سُفْيَانُ يَقُولُ: كَانَ الْحَسَنُ خَيْرَهُمَا قَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ: وَحَدَّثَنَا بِهِ سُفْيَانُ بِهِ مَرَّةً أُخْرَى فَذَكَرَهُ۔

حسن اور عبد اللہ، ان میں حسن اوثق ہیں، اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر متعہ کے نکاح اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا تھا۔ امام سفیان نے کہا: ان دو بھائیوں میں حسن زیادہ بہتر تھے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٢١٦، ومسلم: ١٤٠٧

فوائد: ......گھریلو گدھا حرام ہے، لیکن ائمہ اربعہ کے نزدیک اس کا جوٹھا پاک ہے اور یہی مسلک راجح اور سہولت آمیز ہے۔

نکاح متعہ: متعہ اس نکاح کو کہتے ہیں جو کسی چیز کے عوض میں کچھ مدت کے لیے کیا گیا ہو، خواہ وہ گھنٹے ہوں یا دن یا سال۔ یہ نکاح مدت ختم ہونے سے خود بخود ختم ہو جاتا ہے، طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہوتی، دوران مدت میں خاوند فوت ہو جائے تو عورت کو وراثت نہیں ملتی اور نہ اس پر عدت لازم ہوتی ہے۔ یہ جاہلیت کے ناجائز نکاحوں میں سے ایک تھا، ابتدائے اسلام میں اس سے تعرض نہیں کیا گیا، مگر بعد میں فتح مکہ کے موقع پر اس کو ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا گیا۔

شیعہ لوگ اس کو جائز سمجھتے ہیں، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کو جائز سمجھنے والے کے بارے میں کہتے ہیں: اِنَّكَ تَائِهٌ۔ (بیشک تو تو راہِ راست سے بھٹکا ہوا ہے)۔ شیعہ اپنے خاص نظریات کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ''اولین امام'' سمجھتے ہیں۔ اور امامیہ شیعہ کی معتبر کتاب فروع کافی اور تہذیب الاحکام میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَنِكَاحَ الْمُتْعَةِ۔ ......رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر گھریلوں گدھوں کے گوشت اور متعہ کے نکاح کو حرام قرار دیا تھا۔ (تهذيب الاحكام: ٢/ ١٨٦، استبصار: ٣/ ١٤٢، فروع كافي: ٢/ ١٩٢)

(٦٩٧م)۔ وَقَالَ: عَنْ أَبِيهِمَا ، سَمِعَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: نَهَى

حسن اور عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے متعہ کے نکاح اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا تھا۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(٦٩٨)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ۔

سیدہ سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نکاحِ متعہ سے منع فرما دیا تھا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٤٠٦

(٦٩٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ......

قَالَ: ثنا الرَّبِيعُ بْنُ سَبْرَةَ الْجُهَنِيُّ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا قَضَيْنَا عُمْرَتَنَا، قَالَ لَنَا: ((اسْتَمْتِعُوا مِنْ هَذِهِ النِّسَاءِ۔)) وَالِاسْتِمْتَاعُ عِنْدَنَا يَوْمَئِذٍ التَّزْوِيجُ، قَالَ: فَعَرَضْنَا ذَلِكَ عَلَى النِّسَاءِ، فَأَبَيْنَ إِلَّا أَنْ نَضْرِبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُنَّ أَجَلًا، قَالَ: فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((افْعَلُوا۔)) قَالَ: فَخَرَجْتُ أَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِي، مَعِي بُرْدَةٌ، وَبُرْدَتُهُ أَجْوَدُ مِنْ بُرْدَتِي، وَأَنَا أَشَبُّ مِنْهُ قَالَ: فَأَتَيْنَا امْرَأَةً فَعَرَضْنَا ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَأَعْجَبَهَا شَبَابِي وَأَعْجَبَهَا بُرْدُ ابْنِ عَمِّي، فَقَالَتْ: بُرْدٌ كَبُرْدٍ فَتَزَوَّجْتُهَا وَكَانَ الْأَجَلُ بَيْنِي وَبَيْنَهَا عَشْرًا، قَالَ: فَبِتُّ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أَصْبَحْتُ غَادِيًا إِلَى

سیدنا سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، جب ہم نے عمرہ ادا کر لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان خواتین سے فائدہ حاصل کر سکتے ہو۔'' اس دن ہمارے نزدیک فائدے سے مراد شادی تھی، جب ہم نے خواتین کے سامنے یہ رائے رکھی تو انھوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، اِلّا یہ کہ ہم ان سے ایک مدت کا تعین کر لیں، جب ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اس صورتحال سے آگاہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مدت کا تعین کر لو۔'' پس میں اور میرا ایک چچا زاد بھائی اس مقصد کے لیے نکلے، ہم دونوں کے پاس ایک ایک چادر تھی، اس کی چادر میری چادر کی بہ نسبت عمدہ تھی، لیکن میں جوانی میں اس سے بہتر تھا، ہم ایک خاتون کے پاس آئے اور اس کو اپنی اپنی چادریں پیش کیں، اب اس کو جوانی تو میری اچھی لگی، لیکن چادر میرے چچازاد بھائی کی اچھی لگی، بالآخر اس نے کہا: چادر تو چادر کی طرح ہی ہے، (جوانی کو ترجیح دینی چاہیے)، پس میں نے اس سے شادی کر لی، ہم نے آپس میں دس دنوں کا تعین کیا، جب میں

الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْحَجَرِ وَالْبَابِ قَائِمٌ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَلَا إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الِاسْتِمْتَاعِ مِنْ هَذِهِ النِّسَاءِ، أَلَا فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْئًا فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا۔))

نے اس کے پاس وہ والی رات گزاری اور صبح کو مسجد میں گیا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ حجرِ اسود اور کعبے کے دروازے کے درمیان کھڑے ہو کر خطاب کر رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''اے لوگو! خبردار! بیشک میں نے تمھیں ان خواتین سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی تھی، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو قیامت کے دن تک حرام کر دیا ہے، پس جس کے پاس اس قسم کی خاتون ہے، وہ اس کو چھوڑ دے اور جو کچھ تم نے ان کو دے رکھا ہے، اس سے کچھ واپس نہ لو۔''

تخريج: صحيح ...... انظر الحديث السابق

فوائد: ......اس حدیث میں عمرے کا ذکر کسی راوی کا وہم ہے، صحیح مسلم کی روایت میں وضاحت ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے موقع پر پیش آیا تھا اور آپ ﷺ نے متعہ کی ابدی حرمت کا اعلان بھی فتح مکہ کے موقع پر کیا تھا۔

(۷۰۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ أَبِي سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ......

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ تَزَوَّجَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا، اس کا نکاح باطل ہے، اگر اس شخص نے جماع کر لیا تو اس کو مہر دینا پڑے گا، کیونکہ اس نے اس کی شرمگاہ کو حلال سمجھ لیا، اور اگر کسی عورت کے اولیاء اختلاف میں پڑ جائیں تو حکمران اس عورت کا ولی ہوگا، جس کا اور کوئی ولی نہیں ہوگا۔''

تخريج: حديث صحيح ...... أخرجه ابوداود: ۲۰۸۳، والترمذى: ۱۱۰۲، وابن ماجه: ۱۸۷۹

(۷۰۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ، قَالَ: ثنا قَبِيصَةُ، قَالَ: ثنا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ))

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔''

تخريج: حديث صحيح ...... أخرجه ابوداود: ۲۰۸۵، وابن ماجه: ۱۸۸۱، والترمذى: ۱۱۰۱

(٧٠٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ۔))

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔''

تخريج: انظر الحديث السابق

(٧٠٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ الرَّقِّيُّ، قَالَ: ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ۔))

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نکاح نہیں ہے، مگر ولی کے ساتھ۔''

تخريج: انظر الحديث السابق

(٧٠٤)۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ حَمْدَانُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ رَجَاءِ بْنِ السَّنَدِيِّ وَمُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْجَوْهَرِيُّ، قَالَا: ثنا أَبُو كَامِلٍ الْفَضْلُ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ۔)) وَقَدْ وَصَلَهُ شَرِيكٌ أَيْضًا وَأَسْنَدَهُ۔

سیدنا ابوموسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔'' شریک نے اس کو موصول بیان کیا ہے۔

تخريج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......امام حاکم نے ''لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ'' والی روایات ذکر کرنے کے بعد کہا: فَقَدِ اسْتَدْلَلْنَا بِالرِّوَايَاتِ الصَّحِيحَةِ، وَبِأَقَاوِيلِ أَئِمَّةِ الْعِلْمِ عَلَى صِحَّةِ حَدِيثِ أَبِي مُوسَى، بِمَا فِيهِ غُنْيَةٌ لِمَنْ تَأَمَّلَهُ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَأَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، وَالْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَأَكْثَرُهَا صَحِيحَةٌ، وَقَدْ صَحَّتِ الرِّوَايَاتُ فِيهِ عَنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ۔ ......ہم نے صحیح

روایات اور ائمۂ علم کے اقوال کی روشنی میں سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے صحیح ہونے کا استدلال کیا ہے، اگر کوئی غور وفکر کرے تو اس کے لیے ہماری بات کافی ہے۔ اس باب میں سیدنا علی، سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابوذر غفاری، سیدنا مقداد بن اسود، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا جابر بن عبداللہ، سیدنا ابوہریرہ، سیدنا عمران بن حصین، سیدنا عبداللہ بن عمرو، سیدنا مسور بن مخرمہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں، ان میں سے زیادہ تر صحیح ہیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے سیدہ عائشہ، سیدہ ام سلمہ اور سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہن سے احادیث مروی ہیں۔ (مستدرک: ۲/۱۸۸)

نکاح کے لیے ولی کا ہونا شرط ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے۔

البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ولی کی اجازت کو ضروری قرار نہیں دیا، لیکن یہ رائے اس باب سے متعلقہ احادیث کی روشنی میں درست نہیں ہے اور اس رائے کے حق میں کوئی واضح دلیل نہیں ہے۔

واضح رہے کہ ولی سے مراد عصبہ رشتہ دار ہیں، جن میں سب سے پہلے باپ ہے، باپ کی غیر موجودگی میں دادا، پھر بھائی اور پھر چچا ہے، اگر کسی عورت کے دو یا زائد ولی ہوں اور نکاح کے موقع پر اختلاف واقع ہو جائے تو قریبی ولی کو ترجیح ہوگی، اور اگر دونوں ولی برابر حیثیت کے ہوں تو اختلاف کی صورت میں حاکم ولی ہوگا۔

قرآن اور حدیث دونوں میں کنواری عورت کی طرح بیوہ اور مطلقہ عورتیں بھی اپنے اولیا کے ماتحت ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَعۡضُلُوهُنَّ اَنۡ يَّنۡكِحۡنَ اَزۡوَاجَهُنَّ﴾ (سورۂ بقرہ: ۲۳۲) ......"اگر وہ عورتیں (پہلی اور دوسری طلاق کی عدت گزر جانے کے بعد اپنے سابقہ خاوندوں سے) نکاح کرنا چاہیں تو تم انھیں مت روکو۔"

اس آیت میں مطلقہ عورتوں، جن کی عدت گزر چکی ہو، کے اولیا کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر وہ اپنے سابقہ خاوندوں سے نکاح کرنے پر راضی ہو جائیں تو اولیا کو چاہیے کہ وہ نکاح کر دیا کریں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایسی عورت کو بھی اولیا روک سکتے ہے۔ نیز صحیح بخاری کی روایت کے مطابق یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب ایک بھائی نے اپنی مطلقہ بہن کا سابقہ خاوند سے دوبارہ نکاح کرنے سے انکار کر دیا تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے دوبارہ نکاح کروا دیا۔ امام بخاری نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: "بَابُ مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ﴾ فَدَخَلَ فِيهِ الثَّيِّبُ وَكَذَلِكَ الْبِكْرُ وَقَالَ: ﴿وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا﴾ وَقَالَ: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ﴾ امام بخاری اس باب میں یہ تین آیات بیان کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ولی کو بچی کے نکاح میں اختیار حاصل ہے، تبھی تو اللہ تعالیٰ ان کو یہ حکم دے رہا ہے، اگر اولیاء کو اختیار ہی نہ ہو تو ان سے خطاب کرنے کا کیا فائدہ؟

ولی کی شرط کے بارے میں دو آیات اور ان کی وضاحت:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تُنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَتّٰى يُؤۡمِنُوۡا وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكٍ وَّلَوۡ

اَعْجَبَكُمْ﴾ ...... ''اور مشرکین کو اپنی بچیوں کا نکاح کر کے نہ دو یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں، البتہ غلام مومن مشرک سے بہتر ہے، اگر چہ وہ مشرک اچھا ہی لگے۔'' (سورۂ بقرہ:۲۲۱)

امام قرطبی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: فِیْ هٰذِهِ الْآيَةِ دَلِيْلٌ بِالنَّصِّ عَلٰى اَنْ لَّا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ۔ ...... یہ آیت اس بارے میں نص ہے کہ ولی کے بغیر نکاح نہیں (تبھی تو اولیاء کو یہ حکم دیا جارہا ہے کہ وہ اپنی بچیوں کا مشرک سے نکاح نہ کریں)۔ (تفسیر قرطبی:۳/ ۴۹)

اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ ...... ''اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں ان کے پہلے خاوندوں کے ساتھ نکاح کرنے سے نہ روکو جب وہ آپس میں اچھے طریقے سے راضی ہو جائیں۔'' (سورۂ بقرہ:۲۳۲)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ایک صحابی نے اپنی بہن کا نکاح ایک آدمی سے کیا، لیکن اس نے اس کو طلاق دے دی، یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہوگئی، جب عدت گزرگئی تو اسی صحابی نے دوبارہ پیغامِ نکاح بھیجا، لیکن بھائی آڑے آ گیا اور اس نے اپنی بہن کا نکاح کرنے سے انکار کر دیا، اس موقع پر درج بالا آیت نازل ہوئی۔

حافظ ابن حجر نے کہا: "وَهِيَ أَصْرَحُ دَلِيلٍ عَلَى اعْتِبَارِ الْوَلِيِّ وَإِلَّا لَمَا كَانَ لِعَضْلِهِ مَعْنًى وَلِأَنَّهَا لَوْ كَانَ لَهَا أَنْ تُزَوِّجَ نَفْسَهَا لَمْ تَحْتَجْ إِلَى أَخِيهَا وَمَنْ كَانَ أَمْرُهُ إِلَيْهِ لَا يُقَالُ أَنَّ غَيْرَهُ مَنَعَهُ۔" ...... یہ آیت ولی کے معتبر ہونے کی سب سے زیادہ واضح دلیل ہے اور اگر ولی کا اعتبار نہ ہوتا تو اس کو روکنے کا کوئی معنی باقی نہیں رہتا، اگر سیدنا معقل رضی اللہ عنہ کی بہن کے لیے اپنا نکاح خود کرنا جائز ہوتا تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی اور اختیار جس کے ہاتھ میں ہو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی نے اس کو روک دیا ہے۔ (فتح الباری:۹/ ۹۴)

لڑکیوں کا گھروں سے فرار ہو کر عدالت میں جا کر اپنے عاشقوں سے شادی کرنا عصر حاضر کا بہت بڑا فتنہ ہے اور چھپی یاری کی کھلی حوصلہ افزائی ہے، اس سے نہ صرف والدین کی ذلت و رسوائی لازم آتی ہے، بلکہ معاشرے کی ساری فضا متاثر ہوتی ہے، جبکہ یہ نکاح فاسد ہوتا ہے۔

ولی کی اجازت کے ساتھ ساتھ دوسری احادیثِ مبارکہ میں اسلام کا انتہائی معتدل اور عدیم النظیر قانون پیش کیا گیا ہے، سلسلۂ نکاح میں جہاں اولیا کی رضامندی ضروری ہے، وہاں لڑکی کو کسی صورت میں بے اختیار نہیں سمجھا جا سکتا ہے، بلکہ رفیقِ حیات کے انتخاب میں اس کی پسند یا عدم پسند کا مکمل لحاظ رکھا جائے گا۔

(۷۰۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ: ثنا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ، وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ......

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا أَصَابَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَايَا بَنِي الْمُصْطَلِقِ، وَقَعَتْ جُوَيْرِيَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِي سَهْمِ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَوْ لِابْنِ عَمٍّ لَهُ، قَالَ: فَكَاتَبَتْهُ عَلَى نَفْسِهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً حُلْوَةً مُلَاحَةً لَا يَكَادُ يَرَاهَا أَحَدٌ إِلَّا أَخَذَتْ بِنَفْسِهِ، فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَسْتَعِينُهُ عَلَى كِتَابَتِهَا قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُهَا عَلَى بَابِ الْحُجْرَةِ فَكَرِهْتُهَا، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ سَيَرَى مِنْهَا مَا رَأَيْتُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَا جُوَيْرِيَةُ ابْنَةُ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي ضِرَارٍ سَيِّدِ قَوْمِهِ وَقَدْ أَصَابَنِي مِنَ الْأَمْرِ مَا لَمْ يَخْفَ عَلَيْكَ، فَوَقَعْتُ فِي السَّهْمِ لِثَابِتٍ أَوْ لِابْنِ عَمٍّ لَهُ، فَكَاتَبْتُهُ عَلَى نَفْسِي، فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْتَعِينُهُ عَلَى كِتَابَتِي، قَالَ: ((فَهَلْ لَكِ فِي خَيْرٍ مِنْ ذٰلِكَ؟)) قَالَتْ: مَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((أَقْضِي كِتَابَتَكِ وَأَتَزَوَّجُكِ۔)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((قَدْ فَعَلْتُ۔)) وَخَرَجَ الْخَبَرُ فِي النَّاسِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ جُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ، فَقَالَ النَّاسُ: أَصْهَارُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ﷺ نے بنو مصطلق کے قیدیوں پر قبضہ کر کے ان کو تقسیم کیا تو سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا، سیدنا ثابت قیس رضی اللہ عنہ یا ان کے چچازاد بھائی کے حصے میں آ گئیں اور انھوں نے اس سے مکاتبت بھی کر لی، وہ بہت خوبصورت خاتون تھیں، اگر کوئی آدمی اس کو دیکھ لیتا تو وہ اسے لے لیتا، جب وہ اپنی کتابت پر مدد طلب کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو کہنے لگیں: اللہ کی قسم! جب میں نے ان کو حجرے کے دروازے پر دیکھا تو اس کو ناپسند کرنے لگی اور میں نے پہچان لیا کہ جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں آپ ﷺ بھی وہی کچھ دیکھ لیں گے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنی قوم کے سردار حارث بن ابوضرار کی بیٹی ہوں اور اب جس آزمائش میں پھنس گئی ہوں، وہ آپ پر مخفی نہیں ہے، میں ثابت یا اس کے کسی چچا زاد بھائی کے حصے میں آ گئی ہوں اور میں نے اس سے مکاتبت بھی کر لی ہے، اب میں اپنی کتابت پر مدد طلب کرنے کے لیے اللہ کے رسول کے پاس آئی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے اس سے بہتر چیز کی رغبت ہے؟'' اس نے کہا: وہ کون سی؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تیری کتابت کی قیمت ادا کر کے تجھ سے شادی کر لیتا ہوں۔'' اس نے کہا: ٹھیک ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ایسے کر دیا ہے۔'' جب لوگوں میں یہ بات مشہور ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی ہے تو انھوں نے کہا: بنو مصطلق اللہ کے رسول کے سسرال بن گئے ہیں، چنانچہ ان کی ملکیت میں بنو مصطلق کے جتنے غلام تھے، انھوں نے سب کو آزاد کر دیا۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی وجہ سے بنو مصطلق کے سو گھرانے آزاد ہوئے تھے۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ خاتون اپنی قوم کے لیے سب سے زیادہ برکت کا باعث بنی۔

فَأَرْسَلُوا مَا فِي أَيْدِيهِمْ مِنْ سَبَايَا بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَلَقَدْ أَعْتَقَ تَزْوِيجُهُ إِيَّاهَا مِائَةَ أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَلَا نَعْلَمُ امْرَأَةً كَانَتْ أَعْظَمَ بَرَكَةً عَلَى قَوْمِهَا مِنْهَا۔

تخريج: اسناده حسن ...... أخرجه أبوداود: ۳۹۳۱

فوائد: ......اس حدیث میں نکاح سے متعلقہ احکام تو واضح ہیں، حدیث کے آخری حصے سے پتہ چلا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کا کس قدر پاس ولحاظ کرنے والے تھے، سبحان اللہ! بڑے لوگوں کو ایسے ہی زیب دیتا ہے۔

(۷۰٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا وَهُوَ أَعْجَبُ إِلَيَّ مِنْ كَذَا: ((لَا يُصَابُ أَحَدٌ بِمُصِيبَةٍ......)) فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ قَالَ: ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَهَا، فَقَالَتْ: مَرْحَبًا بِرَسُولِ اللّٰهِ، فِيَّ خِلَالٌ ثَلَاثٌ أَخَافُهُنَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا امْرَأَةٌ شَدِيدَةُ الْغَيْرَةِ، وَأَنَا امْرَأَةٌ لَيْسَ مِنْ أَوْلِيَائِي أَحَدٌ يُزَوِّجُنِي، وَأَنَا امْرَأَةٌ مُصْبِيَةٌ، فَسَمِعَ بِذَلِكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَغَضِبَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ لِنَفْسِهِ حِينَ قَالَتْ لَهُ: يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فِي كَذَا وَكَذَا،

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی تھی، وہ مجھے فلاں فلاں چیز سے زیادہ محبوب ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کو جو مصیبت بھی لاحق ہوتی ہے، ......'' پھر راوی نے اس حدیث کا بعض حصہ ذکر کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا، انھوں نے کہا: اللہ کے رسول کو خوش آمدید، لیکن بات یہ ہے کہ میرے تین مسائل ہیں، ان کے بارے میں میں رسول اللہ ﷺ سے ڈرتی ہوں، (۱) میں بڑی غیرت والی خاتون ہوں، (۲) میرا کوئی ایسا ولی موجود نہیں جو میری شادی کر دے، اور (۳) میرے بچے بھی ہیں۔ جب سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ تین باتیں رکھیں تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خاطر اس قدر غضبناک ہوئے کہ ان کو اپنے لیے بھی اتنا غصہ کبھی نہیں آیا تھا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ کو ان کی باتوں کا پتہ چلا تو آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا: ''جو تو نے اپنی غیرت کی بات کی ہے تو میں اللہ تعالی سے دعا کروں گا، وہ اس کو ختم کر دے گا، جو

فَبَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَتْ، فَأَتَاهَا فَقَالَ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنْ غَيْرَتِكِ فَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَذْهَبَ بِهَا عَنْكِ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتِ مِنْ صِبْيَتِكِ فَإِنَّ اللّٰهَ سَيَكْفِيهِمْ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتِ أَنْ لَيْسَ هٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِكِ يُزَوِّجُكِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِكِ شَاهِدٌ وَلَا غَائِبٌ يَكْرَهُنِي)) فَقَالَتْ لِابْنِهَا: زَوِّجْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَزَوَّجَهَا۔

تو نے اپنے بچوں کی بات کی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو کفایت کرے گا اور جو تو نے اپنے اولیاء کے موجود نہ ہونے کی بات کی تو تیرا کوئی ولی، وہ موجود ہو یا غائب، ایسا نہیں ہے جو مجھے ناپسند کرتا ہو۔" پھر سیدہ نے اپنے بیٹے سے کہا: تم رسول اللہ ﷺ سے میری شادی کر دو، پس انھوں نے شادی کر دی۔

تخریج: ضعیف ...... أخرجه النسائي: ٦/ ٨١...... سنده ضعيف لجهالة ابن عمر بن ابي سلمة

فوائد: ......ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ بنت ابو امیہ رضی اللہ عنہا پہلے سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں اور ان سے ان کی اولاد بھی تھی۔ سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ جمادی الثانی ۴ ہجری میں وفات پا گئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے شوال ۴ ہجری میں چند روز باقی تھے کہ ان سے شادی کر لی، یہ فقیہ ترین اور عقلمند ترین عورتوں میں سے تھیں، ۸۴ سال کی عمر میں ۵۹ یا ۶۲ ہجری میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔

(۷۰۷)۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ، فَقَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، ح وَثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَا: ثنا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ)) قِيلَ: وَمَا إِذْنُهَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ!؟ قَالَ: ((أَنْ تَسْكُتَ)) الْحَدِيثُ لِلدَّارِمِيِّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیوہ سے مشورہ کیے بغیر اس کا نکاح نہ کیا جائے اور کنواری سے اجازت لیے بغیر اس سے نکاح نہ کیا جائے۔" لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کا خاموش رہنا۔" یہ امام داری کے الفاظ ہیں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٩٧٠، ومسلم: ١٤١٩

فوائد: ...... بیوہ کا حق ہے کہ اس کی شادی کے بارے میں اس سے مشورہ کیا جائے اور اس کی رائے کو اہمیت دی جائے، کیونکہ وہ شادی والی زندگی گزار چکی ہوتی ہے اور اس کو لوگوں کے احوال کا اندازہ ہو چکا ہوتا ہے۔

(۷۰۸)۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُخَرِّمِيُّ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ قَالَا: ثنا يَحْيَى

بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ ذَكْوَانَ أَبِي عَمْرٍو......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اِسْتَأْذِنُوا، وَقَالَ الْمُخَرِّمِيُّ: اسْتَأْمِرُوا النِّسَاءَ فِي أَبْضَاعِهِنَّ)) قِيلَ: فَإِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي فَتَسْكُتُ؟ قَالَ: ((فَسُكَاتُهَا إِذْنُهَا)) وَقَالَ الْمُخَرِّمِيُّ: تَسْتَحْيِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَهُوَ إِذْنُهَا))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں سے ان کے نکاحوں کے بارے میں مشورہ کیا کرو۔“ کسی نے کہا: کنواری خاتون تو شرم کی وجہ سے خاموش ہو جاتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا خاموش ہو جانا ہی اس کی اجازت ہے۔“ ایک روایت میں ہے: ”یہی تو اس کی اجازت ہے۔“

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٩٤٦، ٦٩٧١، ومسلم: ١٤٢٠

(٧٠٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْأَيِّمُ أَوْلَى بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا وَصُمَاتُهَا إِقْرَارُهَا))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ خاتون اپنے نفس کا فیصلہ کرنے میں اپنے ولی کی بہ نسبت زیادہ حق رکھتی ہے، البتہ کنواری عورت سے اس کے نفس کے بارے میں مشورہ کیا جائے اور اس ضمن میں اس کی خاموشی اس کا اقرار ہے۔“

تخریج: أخرجه مسلم: ١٤٢١

فوائد: ...... کنواری اور بیوہ، دونوں کے نکاح کے لیے ولی کی اجازت ضروری ہے، البتہ ان احادیث میں لفظ ”اَحَقّ اور اَوْلٰی“ میں مشارکت پائی جاتی ہے، یعنی نکاح میں شوہر دیدہ کا حق بھی ہے اور ولی کا بھی اور عورت کے حق کی زیادہ اہمیت ہے، بہر حال دونوں کا متفق ہونا ضروری ہے۔

نیز درج ذیل حدیث سے ”اَوْلٰی بنفسها“ کے معنی کی وضاحت ہوتی ہے۔

سیدنا عدی کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَشِيْرُوْا عَلَى النِّسَاءِ فِي أَنْفُسِهِنَّ)) فَقَالَ: إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الثَّيِّبُ تُعْرِبُ عَنْ نَفْسِهَا بِلِسَانِهَا، وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صُمَاتُهَا)) (صحيحه: ١٤٥٩) ...... ”عورتوں سے ان کے نفسوں کے بارے میں مشورہ کیا کرو۔“ کسی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کنواری لڑکی تو شرماتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیوہ تو اپنے بارے میں خود وضاحت کرتی ہے اور کنواری کی رضامندی اس کا خاموش ہو جانا ہے۔“

حدیث کے پہلے جملے کا مفہوم یہ ہے کہ بیوہ کا بھی حق ہے اور اس کے ولی کا بھی حق ہے، ولی کا حق یہ ہے کہ اس کے واسطے کے بغیر نکاح نہ کیا جائے اور بیوہ کا حق یہ ہے کہ جب وہ کسی شخص کو بطورِ خاوند قبول نہ کرے تو اس کو مجبور نہ کیا جائے، کیونکہ اب اس معاملے میں بیوہ کا حق زیادہ ہے۔ اس کو اس مثال سے سمجھیں کہ ولی نے ایسی خاتون کی کسی مرد سے شادی کرنا چاہی، لیکن وہ رضامند نہ ہوئی تو اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا اور ولی اپنا ارادہ ترک کر دے گا، لیکن جب ایسی خاتون کسی مرد سے شادی کرنے پر رضامند ہو جائے گی اور ولی رضامند نہیں ہو گا تو ولی کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ رضامندی کا اظہار کرے اور اس کی شادی کر دے۔

(٧١٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: وَفِيمَا قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَمُجَمِّعٍ، ابْنَي يَزِيدَ بْنِ جَارِيَةَ الْأَنْصَارِيِّ......

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِدَامٍ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ، فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا۔

سیدہ خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: وہ بیوہ تھیں اور ان کے باپ نے ان کی شادی کر دی، جبکہ وہ اس کو ناپسند کرتی تھیں، پس جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکاح کو ردّ کر دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٥١٣٨، ٦٩٤٥

فوائد: ...... خاتون بیوہ ہو یا کنواری، نکاح میں اس کی رضامندی ضروری ہے، اس معاملے میں اس پر جبر نہیں کیا جا سکتا۔ وگرنہ نکاح باطل ہو گا، اس حدیث میں نکاح کو ردّ کرنے کی وجہ عورت کا بیوہ ہونا نہیں تھا، بلکہ اس کی ناپسندی تھی، اسی سبب کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنواری لڑکی کو بھی اختیار دے دیا تھا، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ اس کے والد نے ایسے آدمی سے اس کی شادی کر دی ہے جس کو وہ ناپسند کرتی ہے، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دے دیا۔ (ابوداود: ٢٠٩٦، ابن ماجہ: ١٨٧٥)

ولی کو مصلحت اور حکمت کے ساتھ بچیوں کے نکاح کے معاملات طے کرنے چاہئیں اور ایسی سبیل پیدا کرنی چاہیے کہ وہ خود بھی راضی ہو اور اس کی بچیاں بھی اسی کی رائے کو ترجیح دیتی ہوں، زبردستی کرتے ہوئے بچی کو بظاہر راضی تو کیا جا سکتا ہے، لیکن اس کی زندگی میں سکون نہیں لایا جا سکتا ہے، بلکہ بعد میں ایسے والدین کو سخت ذہنی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(٧١١)۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثنا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب رسول اللہ

تَزَوَّجَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ وَدَخَلَ بِي وَأَنَا بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ۔

ﷺ نے میرے ساتھ شادی کی تو میری عمر چھ سال تھی اور جب میرے رخصتی ہوئی تو اس وقت میں نو سال کی تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٣٨٩٤، ٥١٣٣، ٥١٣٤، ومسلم: ١٤٢٢

فوائد: ......نکاح کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ برس اور کچھ ماہ تھی، اسی لیے کبھی اس کسر کو پورا کر کے سات سال کہہ دیا جاتا ہے اور کبھی اس کو چھوڑ کر چھ برس کہا جاتا ہے، ۲ھ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی تھی۔

اس حدیث سے متعلقہ باب کا خلاصہ یہ ہے کہ عورت کنواری ہو، مطلقہ ہو، یا بیوہ، اس کے نکاح کی درستی کے لیے ولی اور اس کی رضامندی ضروری ہے۔ اگر عمر میں بہت زیادہ فرق ہو، لیکن مرد اور عورت آپس میں راضی ہوں تو اسلامی احکام کی روشنی میں اس نکاح پر کوئی نقد نہیں کیا جا سکتا، اگر ایسا فرق کسی کی طبع پر ناگوار گزرے تو وہ شریعت کا سہارا لے کر خاموش ہو جائے۔ غور کیجیے کہ جب آپ ﷺ کی پہلی شادی ہوئی تو اس وقت آپ کی عمر (۲۵) برس اور آپ کی بننے والی بیوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر (۴۰) برس تھی، جبکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا دو خاوندوں عتیق بن عائذ مخزومی اور ابو ہالہ تیمی سے بیوہ تھیں، کیا آج کسی کی طبیعت گوارا کر سکتی ہے کہ (۲۵) برس کا خوبصورت نوجوان دو خاوندوں سے ہو جانے والی چالیس سالہ بیوہ سے شادی کرے؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس عمر سے غیر مطمئن ایک آدمی سے ہماری ملاقات ہوئی، وہ انگلینڈ میں رہتا تھا، اس نے خود ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ انگلینڈ میں ایک لڑکی گیارہ سال کی عمر میں ماں بن گئی اور ایک خاتون اکیس سال کی عمر میں نانی بن گئی، جبکہ ۲۰۱۴ء سے پہلے کی بات ہے کہ سعودی عرب میں ایک بزرگ نے پچانوے سال کی عمر میں وفات پائی اور اس وقت اس کی ایک بیوہ کی عمر پندرہ برس تھی۔

(۷۱۲)۔ أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، حَدَّثَهُمْ، عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَبِيبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ، يَقُولُ أَنِّي يُوسُفُ بْنُ مَاهَكَ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: النِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین امور ایسے ہیں کہ اگر ان کو سنجیدگی سے کیا جائے تو بھی وہ پختہ ہو جاتے ہیں اور اگر ان کو ازراہِ مذاق کیا جائے تو بھی وہ پختہ ہو جاتے ہیں، نکاح، طلاق اور رجوع۔''

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ٢١٩٤، والترمذي: ١١٨٤، وابن ماجه: ٢٠٣٩

فوائد: ......اگر کوئی آدمی مذاق کرتے ہوئے نکاح کرتا ہے، یا طلاق دیتا ہے، یا اپنی بیوی سے رجوع کرتا ہے تو شریعت میں اس کی بات کو معتبر سمجھ لیا جائے گا اور پھر اسی پر اس کا مؤاخذہ ہوگا۔

(۷۱۳)۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جعفرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: ثني عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ، زَوَّجَهَا إِيَّاهُ النَّجَاشِيُّ، وَأَمْهَرَهَا أَرْبَعَةَ الْآفٍ، وَجَهَّزَهَا مِنْ عِنْدِهِ، وَبَعَثَ بِهَا مَعَ شُرَحْبِيلَ ابْنِ حَسَنَةَ، وَلَمْ يَبْعَثْ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ، وَكَانَ مَهْرُ نِسَائِهِ أَرْبَعَمِائَةِ دِرْهَمٍ۔

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی تو وہ حبشہ کی سرزمین میں تھیں، نجاشی نے آپ ﷺ کے ساتھ ان کی شادی کی تھی، چار ہزار درہم مہر دیا تھا اور اپنی طرف سے تیار کر کے سیدنا شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ ﷺ کی طرف بھیج دیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کو کوئی چیز نہیں بھیجی تھی اور آپ ﷺ کی بیویوں کا مہر چار سو درہم تھا۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۲۱۰۷، والنسائی: ٦/ ۱۱۹

فوائد: ......سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ تھا، سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں، یہ بعثت سے سترہ ماہ قبل پیدا ہوئی تھیں، عبید اللہ بن جحش سے ان کی شادی ہوئی، پھر یہ میاں بیوی دونوں مسلمان ہو گئے اور ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے، وہاں عبید اللہ تو نصرانی ہو کر مر گیا، لیکن سیدہ اسلام پر قائم رہیں، پھر نجاشی نے ان کا رسول اللہ ﷺ سے نکاح کر دیا۔

(۷۱٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ الْمُبَارَكِ......

عَنْ مَعْمَرٍ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

سابقہ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(۷۱۵)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، يَقُولُ: تَزَوَّجَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَمْ أَصْدَقْتَهَا؟)) قَالَ: نَوَاةٌ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ: النَّوَاةُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ، وَالنَّشُّ عِشْرُونَ دِرْهَمًا وَالْأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری خاتون سے شادی کی، نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا: ''تم نے اس خاتون کو کتنا مہر دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: سونے کی ایک نواۃ دی ہے۔ ابن ابی نجیح کہتے ہیں: نواۃ کی قیمت پانچ درہم تھی، نش بیس درہم کا ہوتا ہے اور اوقیہ چالیس درہم کا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۳۹۳۷، ۵۰۷۲، ومسلم: ۱۴۲۷

فوائد: ......مشہور قول کے مطابق "نواۃ" سے مراد سونے کا وہ سکہ ہے جس کی قیمت پانچ درہم چاندی تھی، اس رائے کی تائید سنن بیہقی کی روایت کے ان الفاظ سے ہوتی ہے: "وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قُوِّمَتْ خَمْسَةَ دَرَاهِمَ۔" ...... نواۃ کے وزن کے برابر سونے کے عوض، جس کی قیمت پانچ درہم تھی۔

(۷۱۶)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّا فِي الْقَوْمِ، إِذْ قَالَتِ امْرَأَةٌ: إِنِّي قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَرَأْ فِيَّ رَأْيَكَ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: زَوِّجْنِيهَا، قَالَ: ((اِذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ۔)) قَالَ: فَذَهَبَ وَلَمْ يَجِءْ بِشَيْءٍ وَلَا بِخَاتَمٍ مِنْ حَدِيدٍ، قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَعَكَ مِنْ سُوَرِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَزَوَّجَهُ بِمَا مَعَهُ مِنْ سُوَرِ الْقُرْآنِ۔

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم بھی لوگوں میں موجود تھے جب ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنا نفس آپ کے لیے ہبہ کرتی ہوں، آپ میرے بارے میں اپنی کوئی بھی رائے دے سکتے ہیں۔ ایک آدمی اٹھا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ اس کی شادی کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "جا اور کوئی چیز تلاش کر کے لا، اگرچہ وہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔" وہ چلا تو گیا، لیکن کوئی چیز واپس لے کر نہیں آیا، لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں تھی، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: "کیا تجھے قرآن مجید کی کوئی سورتیں یاد ہیں؟" اس نے کہا: جی ہاں، چنانچہ آپ ﷺ نے قرآن مجید کی ان سورتوں کے عوض اس کی شادی کر دی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۳۱۰، ۵۱۳۵، ومسلم: ۱۴۲۵

فوائد: ......لوہے کی بنی ہوئی انگوٹھی منع ہے، اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ ایسی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔

(۷۱۷)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ السَّرِيِّ، عَنْ دَاوُدَ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ صَدَاقُنَا إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ أَوَاقٍ۔

سیدہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان موجود تھے تو ہمارا حق مہر دس اوقیے ہوا کرتا تھا۔

تخریج: صحیح ..... أخرجه النسائي: ٦/ ١١٧

فوائد: ......ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے، اس حساب سے دس اوقیوں میں چار سو درہم ہوتے ہیں اور چار سو درہم کے (۱۰۵) تولے بنتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا﴾ ...... ''اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی کرنا چاہو اور ان میں سے کسی کو تم نے خزانہ دے رکھا ہو تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو۔'' (سورۂ نساء: ۲۰) یہاں خزانے سے مراد حق مہر ہے۔

مذکورہ بالا احادیث اور اس موضوع سے متعلقہ دیگر دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔ پانچ درہم، ایک تہبند اور لوہے کی انگوٹھی تک ذکر ہو چکا ہے، دراصل یہ عورت کا حق ہے اور وہ جتنے حق پر راضی ہو جائے، وہ اس کا مہر قرار پائے گا۔

احناف نے مہر کے لیے کم از کم دس درہم یا اس کے برابر قیمت کی چیز کی قید لگائی ہے اور یہ روایت بطورِ دلیل پیش کی ہے: ((لَا مَهْرَ اَقَلَّ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ۔)) ...... ''دس درہموں سے کم کوئی مہر نہیں ہے۔'' (دار قطنی: ۳/۲۴۴، بیہقی: ۷/۱۳۳) لیکن یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند میں حجاج بن ارطاۃ مدلس ہے اور مبشر بن عبید متروک ہے، نیز اس کے مقابلے میں ایسی صحیح احادیث موجود ہیں، جو دس درہم سے کم مہر پر دلالت کرتی ہیں۔

البتہ مہر کے سلسلے میں غلو سے بچنا چاہیے۔

(۷۱۸)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، ح وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَالْحَدِيثُ لَهُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً فَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا وَلَمْ يَمَسَّهَا حَتّٰى مَاتَ، قَالَ: فَرَدَّهُمْ ثُمَّ، قَالَ: أَقُولُ فِيهَا بِرَأْيِي فَإِنْ كَانَ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ، وَإِنْ كَانَ خَطَأً فَمِنِّي، أَرَى لَهَا صَدَاقَ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ، وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ قَالَ: فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْأَشْجَعِيُّ فَقَالَ: أَشْهَدُ لَقَضَيْتَ فِيهَا بِقَضَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بِرْوَعَ ابْنَةِ وَاشِقٍ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي رَوَّاسٍ، وَبَنُو رَوَّاسٍ حَيٌّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ۔

علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں، سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا، جس نے حق مہر کا تعین کیے بغیر ایک عورت سے شادی کی اور پھر جماع کرنے سے پہلے وہ مر بھی گیا، انھوں نے ان کو واپس لوٹا دیا اور کہا: میں اس مسئلے میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔ اگر وہ درست ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گا اور اگر وہ غلطی ہوئی تو میری طرف سے ہو گی، میرا خیال ہے کہ اس خاتون کے لیے اس کی رشتہ دار عورتوں کے مہر جتنا مہر ہو گا، اس میں کمی کی جائے گی نہ زیادتی، نیز اس پر (چار ماہ دس دن) عدت ہو گی اور اس کو میراث بھی ملے گی، سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے اس میں وہی فیصلہ کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق کے بارے میں کیا

تھا، یہ بنورؤاس کی ایک خاتون تھی اور بنو رؤاس، بنو عامر بن صعصعہ کا ایک قبیلہ تھا۔

تخریج: صحیح ۔۔ أخرجه ابوداود: ۲۱۱٤، وابن ماجه: ۱۸۹۱، والنسائی: ٦/ ۱۲۲، والترمذی: ۱۱٤٥

فوائد: ...... مہر مقرر کیے بغیر نکاح ہوسکتا ہے، مگر مہر کی نفی نہ کی جائے، اگر مہر کی نفی کی جائے گی تو نکاح باطل ہوگا، مہر کی نفی نہ ہو مگر مقرر نہ کیا گیا ہو تو بعد میں جس پر بھی اتفاق ہو جائے، وہی مہر ہوگا اور اگر اتفاق نہ ہو تو اس عورت کی ذاتی اور خاندانی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے مہر مقرر کیا جائے گا، مثلاً: اس کی بہنوں یا پھوپھیوں یا اسی جیسی دوسری عورتوں کا عمومی مہر۔ اس کو مہر مثل کہا جاتا ہے۔

سنن ابو داود کی روایت میں یہ وضاحت بھی ہے کہ جب لوگوں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کے حق میں یہ شہادت دیتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ بروع رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند سیدنا ہلال بن مرہ اشجعی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی فیصلہ کیا تھا تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے کہ ان کا اجتہادی فیصلہ، رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے ساتھ موافق ہوگیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک ماہ تک اس مسئلہ پر غور کرتے رہے، اس میں اہل علم اور مفتی حضرات کے لیے بڑا اہم سبق ہے کہ ان کو نصوص میں غور و فکر کرنا چاہیے اور پیچیدہ مسائل میں فتویٰ دیتے وقت جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

(۷۱۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٩٦٠، ومسلم: ۱٤۱٥

(۷۲۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: وَفِيمَا قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ، وَالشِّغَارُ: أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ ابْنَتَهُ عَلَى أَنْ يُزَوِّجَهُ الْآخَرُ ابْنَتَهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا ہے اور شغار یہ ہے کہ آدمی اپنی بیٹی کی اس شرط پر شادی کرے کہ دوسرا آدمی اس کے بدلے میں اپنی بیٹی کی شادی اس سے کرے، جبکہ ان دونوں کے درمیان مہر بھی نہ ہو۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ...... حدیث میں شغار کی جو تعریف مذکور ہے، یہ امام نافع نے کی ہے۔

شغار کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن یا کسی بھی عورت کو جو اس کی زیر ولایت ہو، اس شرط پر کسی سے بیاہ دے کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن یا کسی بھی عورت کو جو اس کی زیر ولایت ہو، اس سے یا اس کے خاندان کے کسی مرد سے بیاہ دے اور بیچ میں حق مہر نہ ہو۔

(۷۲۱)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي ابْنَ حَسَّانَ، قَالَ: ثنا شُعَيْبُ بْنُ الْحَبْحَابِ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَعْتَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةَ، وَأَصْدَقَهَا عِتْقَهَا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور ان کی آزادی کو ان کا حق مہر قرار دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۵۰۸۶، ومسلم: ۱۳۶۵

فوائد: ...... یہ رمضان ۵ھ کا واقعہ ہے، یہ غزوۂ بنو مصطلق میں قید ہو کر آئیں۔ حیی یہودی کی بیٹی تھیں آپ ﷺ نے انہیں غلامی سے آزاد کر دیا اور اسی آزادی کو حق مہر قرار دیتے ہوئے ان سے نکاح کر لیا اور اس طرح سیدہ صفیہ ام المومنین بن گئیں، زوجۂ خاتم النبیین بن گئیں۔ سبحان اللہ! یہ ایسے بخت ہیں کہ جن کے فیصلے عرش پر ہوتے ہیں۔

(۷۲۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: أنا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَدُ شِقَّيْهِ سَاقِطٌ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک کی طرف مائل ہو جائے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا جسم مفلوج ہوگا۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۲۱۳۳، وابن ماجه: ۱۹۶۹، والترمذي: ۱۱۴۱، والنسائي: ۷/ ۶۳

فوائد: ...... جس آدمی نے ایک سے زائد شادیاں کر رکھی ہوں، اس پر فرض ہے کہ وہ ان کے درمیان عدل کرے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَلَّا تَعُولُوا﴾ ...... ''اگر تمہیں ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں سے نکاح کر کے تم انصاف نہ رکھ سکو گے تو اور عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کر لو، دو دو، تین تین، چار چار سے، لیکن اگر تمہیں برابری نہ کر سکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے یا پھر تمہاری ملکیت کی

لونڈی، یہ زیادہ قریب ہے کہ (ایسا کرنے سے ناانصافی اور) ایک طرف جھکنے سے بچ جاؤ۔'' (سورۂ نساء: ۳)

زیادہ بیویوں میں انصاف کرنا اتنا اہم مرحلہ ہے کہ اللہ تعالی برابری نہ کر سکنے کے خطرے کی وجہ سے ایک بیوی یا لونڈی کا حکم دے رہے ہیں۔

کسی ایک بیوی کی طرف طبعی میلان تو ہوسکتا ہے، لیکن اس سے عدل و انصاف کے ظاہری تقاضے متأثر نہیں ہونے چاہئیں۔

(۷۲۳)۔ حَدَّثَـنَـا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ: أَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ، وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصِ اللَّيْثِيُّ ، وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ ، مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ......

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے، جس کا نام نکل آتا، اس کو لے کر روانہ ہو جاتے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۵۹۳، ۲۶۸۸، ومسلم: ۲۷۷۰

فوائد: ......سفر میں بعض بیویوں کو ہمراہ لے جانا، اس میں باریوں کا تعین بہت مشکل ہے۔ پھر طویل یا مختصر، بعید یا نزدیک اور پر راحت یا مشکل سفر کی وجہ سے مزید مسائل پیدا ہو سکتے ہیں، اس لیے قرعہ اندازی اس معاملے کا بہترین حل ہے، یہ پیغمبر اسلام کی حکمتیں اور دانائیاں ہیں۔

(۷۲٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: السُّنَّةُ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سنت یہ ہے کہ جب آدمی کنواری لڑکی سے شادی کرے تو اس کے پاس سات دن ٹھہرے اور جب بیوہ سے شادی کرے تو اس کے پاس تین دن۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۵۲۱۳، ومسلم: ۱٤٦۱

فوائد: ......اگر پہلے سے بیویاں موجود ہوں تو نئی شادی کے موقع پر اس پابندی کا خیال رکھا جائے اور ان سات یا تین دنوں کے بعد باریاں مقرر کی جائیں۔

(٧٢٥)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ......

حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ ، وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمًا وَلَيْلَتَهَا ، غَيْرَ أَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَبْتَغِي بِذَٰلِكَ رِضَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے مابین قرعہ کرتے، جس کا قرعہ نکل آتا اس کو لے کر روانہ ہو جاتے اور آپ ﷺ تقسیم کے مطابق ہر زوجۂ محترمہ کے پاس ایک دن رات گزارتے، ما سوائے سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے، کیونکہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی رضامندی تلاش کرنے کے لیے اپنا دن رات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ہبہ کر دیا تھا۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٩٣، ٢٦٨٨

فوائد: ...... جب سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا عمر رسیدہ ہوئیں اور ان کو یہ شبہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ ان کو جدا کر دیں تو انھوں نے اپنا دن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دیا اور آپ ﷺ نے ان کا یہ ہبہ قبول کر لیا، یہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا کمال حکیمانہ فیصلہ تھا کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں رہنے کو ترجیح دی۔

یاد رہے کہ ہر میاں بیوی کے اپنے معاملات ہوتے ہیں، کوئی دوسرا ان کے معاملات کو نہیں سمجھ سکتا، کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ حسن اخلاق کے مالک تھے، لیکن سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ شبہ ہونا اور آپ ﷺ کا سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دینا اور پھر رجوع کر لینا، ایسے واقعات سے آپ ﷺ کا حسن اخلاق کا پہلو متاثر نہیں ہوگا، بس یہی کہا جائے گا کہ میاں بیوی کے اپنے معاملات ہوتے ہیں، بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ وہ اپنی قابلیت اور صلاحیت کی بنا پر کافی سارے معاملات کو سلجھا لیتے ہیں، لیکن ان کے بیوی کے ساتھ معاملات ناگفتہ بہ ہوتے ہیں، بہرحال ہر آدمی کو اصلاح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(٧٢٦)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ ، قَالَ: ثنا أَبُو خَالِدٍ ، عَنْ حُمَيْدٍ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَزَوَّجَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم ولیمہ کرو، اگرچہ وہ ایک بکری کا ہی ہو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٥١٥٥، ٦٣٨٦، ومسلم: ١٤٢٧

(٧٢٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ حَفْصَةَ، أَوْ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ، فَأَوْلَمَ عَلَيْهَا تَمْرًا وَسَوِيقًا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا یا کسی اور عورت سے شادی کی تو کھجور اور ستو کا ولیمہ کیا۔

تخریج: صحیح ..... أخرجه ابوداود: ٣٧٤٤، والترمذي: ١٠٩٥، وابن ماجه: ١٩٠٩

فوائد: ...... ولیمہ وہ دعوت ہے جو دولہا کی طرف سے شادی کے موقع پر پیش کی جاتی ہے۔ ولیمہ شادی کے بعد دوسرے دن کرنا مسنون ہے، کسی شرعی مجبوری کی بنا پر تاخیر بھی ہو سکتی ہے۔

جمہور اہل علم کے نزدیک ولیمہ مستحب ہے۔

حسبِ ضرورت اور حسبِ توفیق ولیمے کا کھانا پکایا جا سکتا ہے، لیکن غلو، نمود و نمائش اور فخر و مباہات سے بچنا ضروری ہے۔

نبی کریم ﷺ کے عصرِ مبارک کی اہم خاصیت سادگی اور پر خلوص باہمی محبت تھی، آپ ﷺ نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر بکری کا، سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر کھجور اور ستو کا اور بعض بیویوں سے شادی پر دو مد (تقریباً ایک کلو پچاس گرام) کا ولیمہ کیا۔ لیکن آج کل جہاں ظاہری رکھ رکھاؤ، اور ''بھرم'' برقرار رکھنے کے لیے تکلف کرتے ہوئے ولیمے کی دعوتوں اور شادی کے دوسرے رسم و رواج پر بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے، وہاں حقدار فقرا و مساکین کو کلی طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ دعوت دیتے وقت قطعی طور پر اس چیز کو مدنظر نہیں رکھا جاتا کہ فلاں آدمی نیک ہے یا فلاں آدمی غریب ہے، بس مسکراہٹوں کے تبادلے ہو رہے ہیں اور دولت کو دولت کھینچ رہی ہے، یہی دعوتیں ہیں جنہیں بدترین کہا گیا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُمْنَعُهَا مَنْ يَأْتِيهَا وَيُدْعَى إِلَيْهَا مَنْ يَأْبَاهَا وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔)) ......''بدترین کھانا ولیمے کا کھانا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جو کھانے کے لیے آنا چاہتے ہیں، ان کو روک دیا جاتا ہے اور جو آنے سے انکار کرتے ہیں، ان کو بلایا جاتا ہے، جس نے دعوت قبول نہ کی، اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔'' (صحیح مسلم: ٢٥٨٦)

امام نووی نے کہا: اس حدیث میں اس چیز کی خبر دی جا رہی ہے، جو لوگوں میں رواج پا چکی ہے، ولیموں میں مالدار لوگوں کو پروٹوکول دیا جاتا ہے، خاص طور پر ان کو دعوت دی جاتی ہے اور ان کے لیے اچھے اچھے کھانے تیار کیے جاتے ہیں اور ان کو دوسرے محتاجوں پر مقدم کیا جاتا ہے۔

مسلمان بھائی کی دعوت قبول کرنا ضروری ہے۔

(٧٢٨)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِي......

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحِي مِنَ الْحَقِّ، لَا تَأْتُوا النِّسَاءَ فِي أَدْبَارِهِنَّ))

سیدنا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، تم عورتوں کو پشت سے استعمال نہ کیا کرو۔"

تخريج: صحيح لغيره ...... أخرجه الامام احمد: ٢١٨٦٥، والنسائي في "الكبرى": ٨٩٩٠، والحاوي في "شرح معاني الأثار": ٣/ ٤٤، والطبراني: ٣٧٣٩

(٧٢٩)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَنْظُرُ اللهُ إِلَى رَجُلٍ أَتَى رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً فِي الدُّبُرِ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نہیں دیکھے گا، جس نے کسی مرد سے لواطت کی یا بیوی کو پشت سے استعمال کیا۔"

تخريج: حسن ......أخرجه الترمذي: ١١٦٦

فوائد: ...... بیویوں کی دُبر میں جماع کرنا حرام ہے، اس کو غیر فطری جماع کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بیوی کے جس عضو کو حق زوجیت کا محل قرار دیا ہے، اسی کو ہی استعمال کرنا چاہیے۔

(٧٣٠)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَتْ: اخْتَصَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَمْعَةَ، وَسَعْدٌ فِي ابْنِ أَمَةِ زَمْعَةَ، فَقَالَ سَعْدٌ: أَوْصَانِي أَخِي إِذَا قَدِمْتُ مَكَّةَ أَنْ آخُذَ ابْنَ أَمَةِ زَمْعَةَ فَإِنَّهُ ابْنِي، فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: ابْنُ أَمَةِ أَبِي، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِ أَبِي فَرَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ، فَقَالَ: ((هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَاحْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زمعہ اور سعد کا زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کے بارے میں جھگڑا ہونے لگا، سعد نے کہا: میرے بھائی نے مجھے وصیت کی تھی کہ جب میں مکہ میں آؤں تو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو لے لوں، کیونکہ وہ اُس کا بیٹا ہے۔ اُدھر سے عبد بن زمعہ نے کہا: میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے اور میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا۔ نبی کریم نے دیکھا کہ وہ بچہ واضح طور پر عتبہ کے مشابہ لگتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عبد بن زمعہ! یہ بچہ تیرا ہے، دراصل بچہ بستر والے کے لیے ہوتا ہے، سودہ! تم اس سے پردہ کیا کرو۔"

تخریج: أخرجه البخاری: ۲٤۲۱، ومسلم: ۱٤۵۷ (انظر: ۲٤۰۸٦)

فوائد: ......جس بچے کے بارے میں جھگڑا تھا، وہ زمعہ کی لونڈی سے پیدا ہوا تھا، حقیقتاً وہ عتبہ کے ناجائز نطفے سے تھا، جاہلیت میں لونڈیوں سے زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بچوں کو دعوی کرنے والے زانی کی طرف منسوب کر دیا جاتا تھا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا دعوی اسی جاہلی رواج کی بنا پر تھا، لیکن اسلام نے اس قبیح رسم کو ختم کیا کہ اب زانی کی طرف بچہ منسوب نہیں ہوگا، جب تک عورت کا خاوند یا مالک انکار نہ کرے تو بیٹا اسی کا ہوگا، اگر وہ انکار کر دے تو جننے والی ماں کی طرف منسوب ہوگا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا بھی زمعہ کی بیٹی تھیں، اس ناطے سے وہ بچہ ان کا بھائی بنتا تھا، مگر چونکہ حقیقتاً وہ عتبہ کے نطفے سے تھا، لہٰذا قانونی بھائی ہونے کے باوجود اس سے پردے کا حکم دیا، کیونکہ وہ حقیقی بھائی نہیں تھا، یہ جھگڑا فتح مکہ کے موقع پر پیش آیا تھا۔

(۷۳۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثنا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، قَالَ: ثنا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ أَبِي مَرْزُوقٍ التُّجِيبِيِّ، عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ......

عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، أَوْ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَسْقِ مَائَهُ وَلَدَ غَيْرِهِ))

سیدنا رویفع بنت ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو آدمی اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ دوسرے کی اولاد کو اپنا پانی پلائے۔“

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابو داود: ۲۱۵۸

(۷۳۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثنا شَيْبَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَأَنْ تُوطَأَ السَّبَايَا حَتَّى يَضَعْنَ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر والے دن گھریلو گدھوں سے، کچلی والے درندوں سے اور لونڈیوں سے جماع کرنے سے منع کر دیا، یہاں تک کہ وہ بچہ پیدا کر دیں۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه النسائی: ۷/ ۳۰۱

فوائد: ......جو لونڈیاں جنگ میں ہاتھ آئی ہوں، استبرائے رحم سے پہلے ان سے قربت جائز نہیں ہے، اگر وہ حاملہ ہوں تو وضع حمل کا انتظار کرنا واجب ہے، اس حدیث میں اسی مسئلے کا ذکر ہے۔

كِتَابُ الطَّلَاقِ
طلاق کی کتاب

الطَّلَاق: لغوی معنی: بندھن کو کھول دینا۔

اصطلاحی تعریف: نکاح کی گرہ کو کھول دینا طلاق کہلاتا ہے۔

(۷۳۳)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ......

أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَيْمَنَ، مَوْلَى عَزَّةَ، يَسْأَلُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَأَبُو الزُّبَيْرِ يَسْمَعُ، فَقَالَ: كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ حَائِضًا؟ فَقَالَ: طَلَّقَ عَبْدُ اللّٰهِ امْرَأَتَهُ حَائِضًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لِيُرْجِعْهَا)) فَرَدَّهَا عَلَيَّ، وَقَالَ: ((إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْ أَوْ يُمْسِكْ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: وَقَرَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ مِنْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ﴾

ابوزبیر سے مروی ہے کہ عبدالرحمٰن بن ایمن نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دیتا ہے؟ انھوں نے کہا: خود میں عبداللہ نے عہدِ نبوی میں اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی، جب اُن کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ عبداللہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے، جبکہ وہ حیض کی حالت میں تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو چاہیے کہ وہ رجوع کر لے۔'' پس اس طرح آپ ﷺ نے اس کو مجھ پر لوٹا دیا اور مزید فرمایا: ''جب یہ پاک ہو جائے تو وہ اس کو طلاق دے سکتا ہے یا روک سکتا ہے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ مِنْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ﴾ ......''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو۔'' (سورۂ طلاق: ۱)

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٩٠٨، ٥٢٥١، ٥٢٥٨، ٥٣٣٢، ٥٣٣٣، ومسلم: ١٤٧١

فوائد: ......اس آیت کی متواتر قراءت یوں ہے: ﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ ......''اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انھیں ان کی عدت کے وقت طلاق دو۔''

(۷۳۴)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنى عُقْبَةُ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ، قَالَ: ثنا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي، وَحَدَّثَنَا الزَّعْفَرَانِيُّ وَالْحَدِيثُ لَهُ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: طَلَّقْتُ امْرَأَتِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى، فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا إِنْ شَاءَ قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا أَوْ يُمْسِكَهَا، فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عہدِ نبوی میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی، جبکہ وہ حائضہ تھی، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو حکم دو کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کر لے، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے، پھر اس کو حیض آئے، پھر جب وہ پاک ہو جائے تو اگر وہ چاہے تو مجامعت سے پہلے طلاق دے سکتا ہے یا اس کو روک سکتا ہے، یہ وہ عدت ہے، جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔''

تخریج: انظر الحديث السابق

(۷۳۵)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا شُعْبَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا حَتَّى تَطْهُرَ۔)) فَقُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: اعْتَدَّتْ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ؟ قَالَ: فَمَهْ۔

انس بن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی جبکہ وہ حائضہ تھی، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو حکم دو کہ وہ رجوع کر لے، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے۔'' میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا وہ یہ طلاق شمار کرے گی؟ انھوں نے کہا: باز رہو۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(۷۳۶)۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْقَطَّانُ، وَالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَا: ثنا وَكِيعُ بْنُ

الْجَرَّاحِ، ح وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ سَالِمٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فِي الْحَيْضِ، وَقَالَ الزَّعْفَرَانِيُّ: وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُطَلِّقُهَا وَهِيَ طَاهِرٌ أَوْ حَامِلٌ)) قَالَ يُوسُفُ: فَسَأَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سالم سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو حکم دو کہ وہ رجوع کر لے اور پھر اس کو اس حال میں طلاق دے کہ وہ پاک ہو یا حاملہ ہو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٩٠٨، ومسلم: ١٤٧١

فوائد: ......طلاق کا سنت طریقہ یہ ہے کہ خاوند اس طہر میں طلاق دے جس میں اس نے جماع نہ کیا ہو، یا حالتِ حمل میں دے، پھر عدت گزرنے کا انتظار کرے، ممکن ہو تو عدت کے دوران میں رجوع کرے، ورنہ مزید طلاق نہ بھیجے، تاکہ بعد میں صلح کی صورت میں نیا نکاح کیا جا سکے۔ مزید طلاق نہ بھیجنے کی ہدایت ان اہل علم کی رائے کی روشنی میں دی گئی ہے جو طلاق پر طلاق کے قائل ہیں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق پر طلاق واقع ہی نہیں ہوتی، کیونکہ یہ بے فائدہ ہے۔

معلوم ہوا کہ حالتِ حیض میں دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، محدثین اور جمہور علما اسی کے قائل ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: إِنَّهَا حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ۔ ...... یہ مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی تھی۔

نیز سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((هِيَ وَاحِدَةٌ)) ......'' (جو تم نے طلاق دی ہے) یہ ایک ہوگئی ہے۔'' (ملاحظہ ہو: ارواء الغلیل: ۷/ ۱۲۶، دارقطنی: ۴/ ۹)

ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ فِي قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ﴾......'' اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو۔''

یہ قراءت شاذ ہے، تاہم یہ جملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور حجت ہے، جس سے آیت کا مفہوم متعین ہو جاتا ہے، یعنی تم عورتوں کو طلاق دینے لگو تو انہیں عدت کے آغاز، یعنی طہر میں طلاق دیا کرو۔

اس آیت کی متواتر قراءت اس طرح ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾...... ''اے نبی! جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت (کے دنوں کے آغاز) میں انہیں طلاق دو۔''

اس آیت میں طلاق دینے کا طریقہ اور وقت بتلایا گیا، ''لِعِدَّتِهِنَّ'' میں 'لام' توقیت کے لیے ہے، یعنی ''لِاَوَّلِ'' یا ''لِاسْتِقْبَالِ عِدَّتِهِنَّ'' (عدت کے آغاز میں) طلاق دو۔ یعنی جب عورت حیض سے پاک ہو جائے تو اس سے ہم بستری کیے بغیر طلاق دو، حالتِ طہر اس کی عدت کا آغاز ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ حیض کی حالت میں یا طہر میں ہم بستری کرنے کے بعد طلاق دینا غلط طریقہ ہے، اس کو فقہاء طلاقِ بدعی اور پہلے صحیح طریقے کو طلاقِ سنت کہتے ہیں، اس تفسیر کی تائید مذکورہ بالا احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

(٧٣٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ، فَذَكَرَ فِي قِصَّةِ اللِّعَانِ قَالَ: فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ۔

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عویمر عجلانی ......، پھر لعان کا قصہ ذکر کیا اور آخر میں کہا: پس اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ ابن شہاب نے کہا: یہ لعان کرنے والے میاں بیوی کا طریقہ ٹھہرا۔

تخریج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ٤٢٣، ٤٧٤٥، ٤٧٤٦، ٥٣٠٩، ٧١٦٦، ٧٣٠٤، ومسلم: ١٤٩٢

فوائد: ......مفصل روایت اس طرح ہے:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عویمر عجلانی، عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے عاصم! مجھے بتاؤ کہ ایک آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو زنا کرتے پاتا ہے، کیا وہ اسے قتل کرے؟ اگر قتل کرتا ہے تو تم اسے قتل کرو گے؟ وہ کیا کرے، اس بارے میں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر بتاؤ، جب عاصم نے اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے ایسے مسائل پوچھنے کو ناپسند فرمایا اور انہیں معیوب قرار دیا، حتیٰ کہ عاصم نے اس بارے میں جو جواب سنا وہ ان پر گراں گزرا (یہ اسحاق راوی کے الفاظ ہیں)۔ جب عاصم اپنے گھر لوٹا اور اس کے پاس عویمر آیا اور کہا: عاصم! بتاؤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟ عاصم نے عویمر سے کہا: تو نے مجھ تک کوئی اچھی خبر نہیں پہنچائی، جس مسئلے کے متعلق تو نے دریافت کیا، اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے۔ عویمر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں تو آپ سے اس کے متعلق پوچھے بغیر باز نہ آؤں گا، پھر عویمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب متوجہ ہوئے حتیٰ کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور درمیان میں آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ بتائیں کہ ایک آدمی کسی کو اپنی بیوی کے پاس پاتا ہے، کیا وہ اسے قتل کر دے، اگر قتل کر دے تو آپ اسے قتل کر دیں گے یا وہ کیا کرے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس سے فرمایا: ''تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم اتارا ہے، اسے میرے پاس لاؤ۔'' سہل کہتے ہیں: وہ آئی اور دونوں میاں بیوی نے آپس میں لعان کیا، میں بھی ان لوگوں میں موجود تھا جو لعان کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، جب دونوں فارغ ہو گئے تو عویمر نے کہا: اے اللہ کے رسول! اب اگر میں اسے رکھوں تو پھر تو میں نے اس پر جھوٹ بولا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کے حکم دینے سے پہلے ہی بیوی کو تین طلاقیں دے ڈالیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ لعان کرنے والوں کے لیے طریقہ بن چکا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس عورت کا خیال رکھنا، اگر اس نے سیاہ رنگ کا، سیاہ آنکھوں والا اور بڑی سرین والا بچہ جنم دیا تو پھر یقیناً اس کے خاوند نے سچ کہا ہے اور اگر یہ سرخ رنگت والا، جیسا کہ چھوٹے جسم کا اونٹ ہوتا ہے، بچہ جنا تو پھر یقیناً اس کے خاوند نے جھوٹ بولا ہے۔'' جب اس نے بچہ جنم دیا تو وہ ناپسندیدہ صورت والا یعنی پہلی صفت والا تھا، جو تہمت زدہ آدمی کی شکل تھی۔

لعان کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے، جبکہ اس کی بیوی انکار کرنے پر مصر ہو، تو پھر ایسا شوہر عدالت میں چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، پھر جواباً بیوی چار مرتبہ اللہ کی قسم اٹھا کر گواہی دے کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔

ایسی صورت میں وہ دونوں زنا کی حد سے بچ جائیں گی اور ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے، ان کے مابین کبھی رجوع نہ ہو سکے گا۔

لعان کے بارے میں درج ذیل آیات نازل ہوئی تھیں: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ۔ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ۔ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَن تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ۔ وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ ...... ''جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کا کوئی گواہ بجز خود ان کی ذات کے نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچوں میں سے ہیں۔ اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔ اور اس عورت سے سزا اس طرح دور ہو سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ یقیناً اس کا مرد جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ اور پانچویں دفعہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو اگر اس کا خاوند سچوں میں سے ہے۔'' (سورۂ نور: ٦ تا ٩)

لعان، طلاق نہیں ہے، بلکہ ایسا فسخِ نکاح ہے کہ اس کے بعد میاں بیوی کے لیے رجوع کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((الْمُتَلَاعِنَانِ إِذَا تَفَرَّقَا لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَداً)) ...... ''جب لعان کرنے والے (میاں بیوی) جدا ہو جائیں، تو کبھی (نکاح میں) جمع نہیں ہو سکتے۔'' یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت سہل بن سعد، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ (دیکھیں: بیھقی: ۷/ ٤٠٩،

ابوداود: ۱/ ۳۵۱ـ ۳۵۲، عبدالرزاق: ۷/ ۱۱۲/ ۱۲۴۳۴، ۱۲۴۳۶، معجم کبیر طبرانی: ۹/ ۳۹۰/ ۹۶۶۱، صحیحه: ۲٤٦٥)

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ لعان کی وجہ سے میاں بیوی میں ہونے والی جدائی فسخ ہوتی ہے، جیسا کہ امام شافعی، امام احمد، امام مالک، امام ثوری، امام ابوعبیدہ اور امام ابو یوسف وغیرہ کا مذہب ہے اور یہی حق ہے، کیونکہ لعان کی وجہ سے ہونے والے افتراق کی حکمت کو دیکھا جائے تو عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہوگا۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے (زاد المعاد: ۴/ ۱۵۱، ۱۵۳ـ۱۵۴) میں اس کی تشریح بیان کی ہے اور امام صنعانی نے (سبل السلام: ۳/ ۲۴۱) میں اسی مسلک کی طرف میلان کا اظہار کیا ہے۔ جبکہ امام ابوحنیفہ کا خیال یہ ہے کہ لعان طلاقِ بائنہ ہے، لیکن اس حدیث سے ان کی تائید نہیں ہوتی، اس دلیل کے علاوہ مزید قرائن بھی موجود ہیں۔

اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی نافذ ہو جائیں گی، لیکن یہ استدلال درست نہیں ہے، کیونکہ لعان سے تو نکاح خود بخود ہی ختم ہو جاتا ہے، طلاق کی ضرورت باقی نہیں، باقی رہا مسئلہ سیدنا عویمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاقیں دینا، تو ان کا یہ فعل ناواقفیت کی بنا پر تھا، لعان کے بعد اس کی ضرورت ہی نہیں تھی، اس لیے اس واقعے سے بہ یک وقت تین طلاقیں دینے کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس چیز کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اکٹھی تین طلاقیں دی تو جاتی تھیں، لیکن ان کو ایک شمار کیا جاتا تھا، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

(۷۳۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفِ بْنِ سُفْيَانَ الطَّائِيُّ، قَالَ: ثنا دُحَيْمٌ، قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ، قَالَ: ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ: أَيَّ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ، فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَنَا مِنْهَا فَقَالَتْ: ((أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ۔)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عُذْتِ بِعَظِيمٍ، اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ: اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ تَطْلِيقَةٌ۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام زہری رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس بیوی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی تھی، انھوں نے کہا: عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے مجھے خبر دی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بنتِ جون کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو نے تو بڑی ذات کی پناہ طلب کی ہے، سو اپنے اہل کی طرف چلی جا۔'' امام زہری نے کہا: ''اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ'' کے الفاظ سے طلاق ہو جاتی ہے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٥٢٥٥، ٥٢٥٧

فوائد: ......اصل واقعہ یوں ہے کہ نعمان بن جون کندی، نبیٔ کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میں آپ کی شادی امیمہ بنت نعمان بن شراحیل کے ساتھ کرانا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ کو بطور نمائندۂ نکاح بھیجا، وہ اس خاتون کو لے آئے، جب نبیٔ کریم ﷺ اس کے پاس گئے، آپ کا کسی کو قبول کر لینا ہی شادی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اپنا نمائندہ بھیجا تھا، آپ ﷺ نے ہبہ کرنے کی بات دلجوئی کے لیے کی تھی، وگرنہ شرعاً وہ آپ کی بیوی بن چکی تھی، آپ ﷺ نے اس کی بات کو ترجیح دی اور اس کو واپس بھیج دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''اِلْحَقِي بِأَهْلِكِ'' (تو اپنے اہل کی طرف چلی جا) اور ایک روایت میں ہے: ''اَلْحِقْهَا بِـأَهْلِهَـا'' (اسے اس کے گھر والوں کے ہاں پہنچا دو)۔ آپ ﷺ نے اس جملے کے ذریعے سے طلاق دی ہے، لفظ طلاق کے علاوہ جتنے الفاظ طلاق کے لیے استعمال کیے جائیں، ان کے ذریعے طلاق تب واقع ہوگی جب طلاق کی نیت کی جائے گی، وگرنہ طلاق واقع نہیں ہوگی، خاوند سے اس کی نیت کے بارے میں سوال کر کے فیصلہ کیا جائے گا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کا مفصل واقعہ موجود ہے، انھوں نے اپنی بیوی کے لیے لفظ ''الْحَقِي بِـأَهْـلِكِ'' (تو اپنے گھر والوں کی طرف چلی جا) استعمال کیے، لیکن اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ ان کی نیت طلاق کی نہیں تھی۔

(٧٣٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي، فَقَالَ: ((إِنِّي مُخْبِرُكِ خَبَرًا وَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ.)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللهَ قَالَ ﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا﴾ [الأحزاب: ٢٨] حَتَّى بَلَغَ ﴿فَإِنَّ اللهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ [الأحزاب: ٢٩]، فَقُلْتُ: فِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ؟ فَإِنِّي أُرِيدُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ، قَالَتْ: ثُمَّ فَعَلَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اپنی بیویوں کو اختیار دینے کا حکم ملا تو آپ نے مجھ سے ابتدا کی اور فرمایا: ''میں تجھے ایک بات بتلانے لگا ہوں اور تجھ پر کوئی حرج نہیں ہے کہ تو جلدی نہ کرے، یہاں تک کہ اپنے والدین سے مشورہ کر لے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾

أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ۔

......''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے: اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتی ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ سامان دے دوں اور تمھیں اچھے طریقے سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت گھر کا ارادہ رکھتی ہو تو بے شک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔'' (سورۂ احزاب: ۲۸، ۲۹) تو میں نے کہا: کیا میں اس معاملے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں تو اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہوں، پھر آپ ﷺ کی تمام بیویوں نے ایسے ہی کیا، جیسے میں نے کیا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٧٨٥، ومسلم: ١٤٧٥

فوائد: ...... ایک روایت میں اس حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں اپنے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اختیار دیا اور ہم نے آپ کو اختیار کر لیا، لیکن اس کو طلاق شمار نہیں کیا گیا۔

(٧٤٠)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي الْقَطَّانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَفَكَانَ طَلَاقًا؟

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا تھا، تو کیا یہ طلاق ہو گئی تھی؟

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٢٦٣، ومسلم: ١٤٧٧

فوائد: ......معلوم ہوا کہ جب خاوند اپنی بیوی کو طلاق لینے یا نہ لینے کا اختیار دے تو اس سے طلاق لازم نہیں آئے گا، بلکہ خاوند کو الگ سے طلاق دینا ہو گی۔

(٧٤١)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فِي زَوْجِ بَرِيرَةَ: ذَاكَ مُغِيثٌ عَبْدُ بَنِي فُلَانٍ، وَاللّٰهِ لَكَأَنِّي أَرَاهُ الْآنَ يَتْبَعُهَا فِي سِكَكِ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کے بارے میں کہتے ہیں: وہ سیدنا مغیث، بنو فلاں کے غلام ہیں، اللہ کی قسم! گویا کہ میں اب بھی ان کو مدینہ

الْمَدِينَةِ۔ منورہ کی گلیوں میں اس کے پیچھے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

تخريج: صحيح ..... أخرجه مختصرا بنحوه البخاری: ٥٢٨٠، ٥٢٨١

(٧٤٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُو جَعْفَرٍ الْمُخَرِّمِيُّ ، قَالَ: ثنا أَبُو هِشَامٍ هُوَ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ ، عَنْ وُهَيْبٍ ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کا خاوند غلام تھا۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٠٤

فوائد: اگر میاں بیوی دونوں غلامی میں ہوں اور بیوی کو آزاد کر دیا جائے تو اسے اپنے غلام خاوند کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا اختیار مل جاتا ہے۔ چونکہ سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا آزاد ہو گئی تھیں اور انھوں نے اپنے خاوند کے ساتھ نہ رہنے کو ترجیح دی تھی، لہٰذا ان کو آزاد خاتون کی عدت گزارنے کا حکم دیا گیا تھا۔

(٧٤٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا أَبُو النُّعْمَانِ ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا طَلَاقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ ، وَلَا عِتْقَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی جس عورت کا مالک نہیں، اسے طلاق نہیں دے سکتا اور نہ ملکیت کے بغیر غلام آزاد کیا جا سکتا ہے۔''

تخريج: حديث حسن ..... أخرجه ابو داود: ٢١٩٠، والنسائی: ٧/ ٢٨٨، والترمذی: ١١٨١، وابن ماجه: ٢٠٤٧

فوائد: ......اگر کوئی شخص کہے کہ اگر فلاں عورت سے میرا نکاح ہوا تو اسے میں طلاق دے دوں گا، یا اسے طلاق ہو جائے گی، تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ جب وہ یہ بات کہہ رہا ہوتا ہے، اس وقت وہ خاوند اور مالک نہیں ہوتا، امام شافعی اور امام احمد کا یہی موقف ہے کہ نکاح سے پہلے کسی قسم کی کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ آزادی کا معاملہ تو واضح ہے کہ جو آدمی، غلام کا مالک نہ ہو، وہ اس کو کیا آزاد کرے گا۔

بَابٌ فِي الظِّهَارِ
ظہار کا بیان

ظہار: ظہار یہ ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو یوں کہے: اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّيْ۔ (تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے)

(٧٤٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كُنْتُ امْرَأً قَدْ أُوتِيتُ مِنْ جِمَاعِ النِّسَاءِ مَا لَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ غَيْرِي، فَلَمَّا كَانَ مِنْ رَمَضَانَ ظَاهَرْتُ مِنِ امْرَأَتِي حَتَّى يَنْسَلِخَ فَرَقًا مِنْ أَنْ أُصِيبَ مِنْ لَيْلِي مِنْهَا شَيْئًا، فَأُتَابِعُ فِي ذَلِكَ حَتَّى يُدْرِكَنِي النَّهَارُ، وَأَنَا لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَنْزِعَ، فَبَيْنَمَا هِيَ تَخْدُمُنِي ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ انْكَشَفَ لِي مِنْهَا، فَوَثَبْتُ عَلَيْهَا فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ عَلَى قَوْمِي فَأَخْبَرْتُهُمْ خَبَرِي فَقُلْتُ لَهُمْ: انْطَلِقُوا إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبِرُوهُ بِأَمْرِي، فَقَالُوا: لَا، وَاللهِ! لَا نَفْعَلُ نَتَخَوَّفُ أَنْ يَنْزِلَ فِينَا قُرْآنٌ، أَوْ يَقُولَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَةً يَبْقَى عَلَيْنَا عَارُهَا، وَلَكِنِ اذْهَبْ فَاصْنَعْ مَا بَدَا لَكَ، فَخَرَجْتُ حَتَّى أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ خَبَرِي فَقَالَ لِي: ((أَنْتَ بِذَاكَ؟)) فَقُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ، قَالَ: ((أَنْتَ بِذَاكَ؟)) قُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ، قَالَ: ((أَنْتَ بِذَاكَ؟)) قُلْتُ: أَنَا بِذَاكَ، فَأَمْضِ فِيَّ حُكْمَ اللهِ، فَإِنِّي صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ قَالَ: ((أَعْتِقْ رَقَبَةً۔)) قَالَ: فَضَرَبْتُ صَفْحَةَ عُنُقِي، فَقُلْتُ: وَالَّذِي

سیدنا سلمہ بن صخر انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایسا آدمی تھا کہ جس کے اندر عورتوں کے ساتھ جماع کرنے کی وہ طاقت تھی، جو کسی اور میں نہیں تھی، اس لیے جب ماہِ رمضان شروع ہوا تو میں نے اپنی بیوی سے یہ مہینہ گزرنے تک ظہار کر لیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ میں ڈرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں رات کو جماع شروع کروں اور پھر اس میں لگا رہوں، یہاں تک کہ دن شروع ہو جائے، جبکہ مجھے اس کو روک دینے کی طاقت بھی نہ ہو۔ لیکن ہوا یوں کہ ایک دن میری بیوی میری خدمت کر رہی تھی کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ مجھے نظر آیا اور میں اس پر کود پڑا اور مجامعت کر لی، جب صبح ہوئی تو میں اپنی قوم کے پاس گیا اور ان کو اپنی بات بتائی اور ان سے کہا: تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ کو میرے معاملے کی خبر دو، انھوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم تو نہیں جائیں گا، ہمیں تو یہ ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے بارے میں قرآن مجید نازل ہو جائے یا رسول اللہ ﷺ ہمارے بارے میں کوئی بات فرما دیں کہ اس کی عار ہم پر باقی رہے، ہاں تو خود چلا جا اور جیسے مناسب سمجھے رسول اللہ ﷺ سے بات کر لے۔ لہٰذا میں نکل پڑا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا اور آپ کو اپنا معاملہ بتلایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو خود ہے اس معاملے والا؟'' میں نے کہا: جی میں خود ہوں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''تو نے خود یہ کام کیا ہے؟'' میں نے کہا: جی میں نے خود کیا ہے، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''تو ہی ہے یہ کام کرنے والا؟ میں نے کہا: جی میں ہی ہوں، آپ مجھ پر اللہ تعالی کا حکم نافذ کر دیں، میں ثواب کی نیت سے صبر کروں گا۔

بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَصْبَحْتُ أَمْلِكُ غَيْرَهَا ، قَالَ: ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ.)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَهَلْ أَصَابَنِي مَا أَصَابَنِي إِلَّا فِي الصَّوْمِ ، قَالَ: ((فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا)) قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَقَدْ بِتْنَا لَيْلَتَنَا وَحْشًا مَا لَنَا عَشَاءٌ ، قَالَ: ((اذْهَبْ إِلَى صَاحِبِ صَدَقَةِ بَنِي زُرَيْقٍ قَالَ يَحْيَى: وَالصَّوَابُ زُرَيْقٌ فَقُلْ لَهُ فَلْيَدْفَعْهَا إِلَيْكَ فَأَطْعِمْ عَنْكَ مِنْهَا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ سِتِّينَ مِسْكِينًا ثُمَّ اسْتَعِنْ بِسَائِرِهِ عَلَيْكَ وَعَلَى عِيَالِكَ)) قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى قَوْمِي ، فَقُلْتُ: وَجَدْتُ عِنْدَكُمُ الضِّيقَ وَسُوءَ الرَّأْيِ ، وَوَجَدْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّعَةَ وَالْبَرَكَةَ ، قَدْ أَمَرَ لِي بِصَدَقَتِكُمْ فَادْفَعُوهَا إِلَيَّ ، قَالَ: فَدَفَعُوهَا لِي۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک گردن آزاد کر۔'' میں نے اپنی گردن پر ہاتھ مارا اور کہا: اے اللہ کے رسول! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں تو صرف اس گردن کا مالک ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر دو ماہ کے لگا تار روزے رکھ۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! پہلے جو مصیبت مجھے لاحق ہوئی ہے، وہ روزے کی وجہ سے ہی لاحق ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔'' میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! ہم نے تو یہ رات خالی پیٹ گزاری ہے، ہمارے پاس تو شام کا کھانا ہی نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو بنوزریق کے صدقے والے آدمی کے پاس جا اور اس کو اپنی بات بتا تا کہ وہ تجھے صدقہ دے، پھر تو اس میں سے کھجوروں کا ایک وسق ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے اور باقی اپنے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کر دے۔'' چنانچہ میں اپنی قوم کی طرف لوٹا اور ان سے کہا: میں نے تمہارے ہاں تنگی اور بری رائے پائی ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں تو وسعت اور برکت پائی ہے، آپ ﷺ نے تمہارے صدقے کا میرے لیے حکم دیا ہے، لہٰذا مجھے صدقہ دو، پس انھوں نے وہ صدقہ مجھے دے دیا۔

تخریج: حدیث صحیح بطرقه وشواهده ..... أخرجه ابوداود: ۲۲۱۷، والترمذی: ۳۲۹۹، وابن ماجه: ۲۰۶۲

فوائد: ......ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے، اس ترتیب کا ملحوظ رکھنا واجب ہے۔

اگر شرعی عذر کے بغیر روزہ ترک کیا تو از سر نو پورے دو ماہ کے روزے رکھنا پڑیں گے۔

ایک وسق میں ساٹھ صاع ہوتے ہیں اور ایک صاع میں دو کلو سو گرام ہوتے ہیں، اس طرح ایک وسق (۱۲۶) کلو گرام کا بنتا ہے۔

(۷۴۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَنِي ابْنُ

لَهِيعَةَ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ: سَلَمَةُ بْنُ صَخْرٍ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ عَلَى اخْتِصَارٍ وَقَالَ فِي آخِرِهِ: قَالَ: فَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ فَأَعْطَانِي إِيَّاهُ، وَهُوَ قَرِيبٌ مِنْ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا، فَقَالَ: ((تَصَدَّقْ بِهَذَا)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! عَلَى أَفْقَرَ مِنِّي وَمِنْ أَهْلِي؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلْهُ أَنْتَ وَأَهْلُكَ))

سلیمان بن یسار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بنو زریق کا ایک سلمہ بن صخر نامی آدمی تھا، پھر اختصار کے ساتھ اس کا قصہ بیان کیا اور اس کے آخر میں کہا: پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ کھجوریں لائی گئیں، آپ ﷺ نے مجھے تقریباً پندرہ صاع کھجوریں دیں اور فرمایا: ''ان کا صدقہ کر دے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اس پر جو مجھ سے اور میرے اہل سے زیادہ فقیر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جا، تو اور تیرا اہل ہی کھا لے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه أبوداود: ٢٢١٧

(٧٤٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ يَحْيَى الْجَزَرِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ......

عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي خُوَيْلَةُ بِنْتُ ثَعْلَبَةَ، وَكَانَتْ عِنْدَ أَوْسِ بْنِ صَامِتٍ أَخِي عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ فَكَلَّمَنِي بِشَيْءٍ وَهُوَ فِيهِ كَالضَّجِرِ، فَرَدَدْتُهُ فَغَضِبَ، فَقَالَ: أَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي، ثُمَّ خَرَجَ فَجَلَسَ فِي نَادِي قَوْمِهِ، ثُمَّ رَجَعَ فَأَرَادَنِي عَلَى نَفْسِي، فَامْتَنَعْتُ مِنْهُ فَشَادَّنِي فَشَادَدْتُهُ، فَغَلَبْتُهُ بِمَا تَغْلِبُ بِهِ الْمَرْأَةُ الرَّجُلَ الضَّعِيفَ، فَقُلْتُ: كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ خُوَيْلَةَ بِيَدِهِ! لَا تَصِلُ إِلَيْهَا حَتَّى يَحْكُمَ

سیدہ خویلہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا، جو کہ سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کے بھائی سیدنا اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ایک دن میرے خاوند میرے پاس آئے اور مجھ سے کوئی بات کی، وہ پریشان نظر آ رہے تھے، میں نے ان کو جواب دے دیا، جس کی وجہ سے وہ پریشان ہو گئے اور کہا: تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مانند ہے، پھر وہ چلے گئے اور اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھ گئے، پھر واپس آئے اور میرے ساتھ ہم بستری کا ارادہ کیا، لیکن میں نے موقع نہ دیا، پھر اس نے مجھ پر غالب آنے کی کوشش کی، لیکن میں نے بھی آگے سے زور آزمائی کی اور میں ایسے ہی غالب آ گئی جیسے کوئی عورت کمزور مرد پر غالب آ جاتی ہے، میں نے کہا: ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں خویلہ کی جان ہے! تو میری طرف نہیں پہنچ پائے گا،

اللّٰهُ فِيَّ وَفِيكَ حُكْمَهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْكُو مَا لَقِيتُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((زَوْجُكِ وَابْنُ عَمِّكِ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَأَحْسِنِي صُحْبَتَهُ)) قَالَتْ: فَمَا بَرِحْتُ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا﴾ (المجادلة: ١) حَتَّى انْتَهَى إِلَى الْكَفَّارَةِ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مُرِيهِ فَلْيُعْتِقْ رَقَبَةً۔)) قُلْتُ: وَاللّٰهِ! يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَا عِنْدَهُ مِنْ رَقَبَةٍ يُعْتِقُهَا، قَالَ: ((مُرِيهِ فَلْيَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ۔)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! شَيْخٌ كَبِيرٌ، مَا بِهِ مِنْ صِيَامٍ قَالَ: ((فَلْيُطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا۔)) قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا عِنْدَهُ مَا يُطْعِمُ قَالَ: ((سَنُعِينُهُ بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍ۔)) وَالْعَرَقُ مِكْتَلٌ يَسَعُ ثَلَاثِينَ صَاعًا قُلْتُ: وَأَنَا أُعِينُهُ بِعَرَقٍ آخَرَ قَالَ: ((قَدْ أَحْسَنْتِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِهِ))

یہاں تک کہ اللہ تعالی میرے اور تیرے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر دے، پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس گئی اور میرے ساتھ جو سلوک کیا گیا، اس کی آپ ﷺ سے شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ تیرا خاوند بھی ہے اور تیرے چچے کا بیٹا بھی ہے، اس لیے تو اللہ تعالی سے ڈر اور اس کے ساتھ حسن کر۔'' لیکن میں وہیں رہی، یہاں تک کہ میرے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کی بات سن لی ہے جو اپنے خاوند کے بارے میں آپ سے جھگڑا کر رہی تھی۔'' کفارہ کے ذکر کی انتہا تک آیتیں نازل ہوئیں، پھر نبی کریم ﷺ نے حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''اپنے خاوند کو حکم دے کہ وہ ایک گردن آزاد کرے۔'' میں نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے نبی! اس کے پاس تو کوئی گردن نہیں ہے کہ وہ اس کو آزاد کر سکے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اس کو حکم دے کہ وہ دو ماہ کے لگاتار روزے رکھے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو بوڑھا آدمی ہے، اس کو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اس کے پاس تو کھلانے کے لیے کچھ نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم ایک عَرَق کھجور دے کر اس کی مدد کر دیں گے۔'' عَرَق تیس صاع کے بقدر ایک ماپ ہوتا ہے، میں نے کہا: اور میں بھی اس کو ایک عَرَق دے دوں گی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے بہت خوب کیا، وہ پھر صدقہ کر دے۔''

تخريج: صحيح...... أخرجه ابوداود: ٢٢١٤

(٧٤٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ، قَالَ: ثنا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي ظَاهَرْتُ مِنِ امْرَأَتِي فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا مِنْ قَبْلِ أَنْ أُكَفِّرَ، قَالَ: ((وَمَا حَمَلَكَ عَلَى ذٰلِكَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ؟)) قَالَ: رَأَيْتُ خَلْخَالَهَا فِي ضَوْءِ الْقَمَرِ، قَالَ: ((فَلَا تَقْرَبْهَا حَتَّى تَفْعَلَ مَا أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالَى بِهِ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور پھر اس سے مجامعت کر لی، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا، لیکن کفارہ ادا کرنے سے پہلے میں نے اس سے مجامعت کر لی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے! تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟'' اس نے کہا: چاند کی روشنی میں اس کے پازیب پر نظر پڑ گئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب تو اس وقت تک اس کے قریب مت جانا، جب تک اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کفارہ ادا نہ کر لے۔''

تخریج: حسن..... أخرجه ابوداود: ٢٢٢٣، والترمذي: ١١٩٩، والنسائي: ٦/ ١٦٧، وابن ماجه: ٢٠٦٥

فوائد: ......ظہار کرنے والے کو چاہیے کہ وہ ہم بستری کرنے سے پہلے کفارہ ادا کرے، اگر وہ ایسا کرنے سے پہلے ہم بستر ہو جائے تو اپنے اس گناہ سے توبہ کرے اور پہلے کفارہ ادا کرے۔ البتہ کفارہ ایک بار ہی دینا ہوگا، ہم بستر ہونے سے کفارے میں اضافہ نہیں ہوگا۔

ظہار کے بارے میں درج ذیل چار آیات نازل ہوئیں:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيٓ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَآ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ٥ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِيْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ٥ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ٥ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ٥﴾ ......''یقیناً اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ کی طرف شکایت کر رہی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بے شک اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ وہ لوگ جو تم میں سے اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہیں، ان کی مائیں ان کے سوا کوئی نہیں جنھوں نے انھیں جنم دیا اور بلاشبہ وہ ایک بری بات اور جھوٹ کہتے ہیں اور بلاشبہ اللہ بے حد معاف کرنے والا، نہایت بخشنے والا ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، پھر اس سے رجوع کر لیتے ہیں جو انھوں نے کہا، تو ایک گردن آزاد کرنا ہے، اس سے پہلے

کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، یہ ہے وہ (کفارہ) جس کے ساتھ تم نصیحت کیے جاؤ گے، اور اللہ اس سے جو تم کرتے ہو، پوری طرح باخبر ہے۔ پھر جو شخص نہ پائے تو پے درپے دو مہینوں کا روزہ رکھنا ہے، اس سے پہلے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، جو اس کی (بھی) طاقت نہ رکھے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یہ اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

ان آیات میں ظہار اور اس کے کفارے کا بیان ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں ظہار کو طلاق سمجھا جاتا تھا، سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا اسی وجہ سے سخت پریشان ہوگئی تھیں، اس وقت تک اس کی بابت کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا، اس لیے جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے بھی کچھ توقف کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث و تکرار کرتی رہیں، بالآخر یہ آیات نازل ہوئیں، جن میں اس مسئلہ کی وضاحت کر دی گئی۔

بَابٌ فِي الْخُلْعِ
خلع کا بیان

خلع: عورت کا مہر میں وصول کی ہوئی رقم شوہر کو واپس کر کے اس سے علیحدگی اختیار کرنا خلع کہلاتا ہے۔ شریعت نے جہاں مرد کو طلاق کا حق دیا، وہاں ناسازگار حالات کو سامنے رکھتے ہوئے عورت کو خلع کا حق بھی دیا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تنبیہ بھی کر دی کہ جو عورتیں کسی معقول وجہ کے بغیر خاوند سے علیحدہ ہونے کا مطالبہ کرتی ہیں، ان پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہو جاتی ہے۔

خلع فسخ نکاح ہے، طلاق نہیں ہے، اس کی عدت صرف ایک حیض ہے، اگر عورت دوبارہ اسی خاوند کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لیے تیار ہو جائے تو ان کے مابین نیا نکاح ہوگا۔

(٧٤٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ .....

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ))

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس عورت نے بغیر کسی عذر کے اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا، اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''

تخریج: صحیح ..... أخرجه ابو داود: ٢٢٢٦، والترمذي: ١١٨٧، وابن ماجه: ٢٠٥٥

(٧٤٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: وَفِيمَا قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نَافِعٍ، وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ.....

عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّهَا

سیدہ حبیبہ بنت سہل انصاریہ رضی اللہ عنہا، جو سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ

كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ، وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ ، فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ بِالْغَلَسِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ هَذِهِ؟)) فَقَالَتْ: أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ ، فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكِ؟)) قَالَتْ: لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لِزَوْجِهَا ، فَلَمَّا جَاءَ ثَابِتٌ ، قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَذْكُرَ۔)) فَقَالَتْ حَبِيبَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِثَابِتٍ: ((خُذْ مِنْهَا)) فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي أَهْلِهَا۔

کی بیوی تھیں، سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر کے لیے نکلے تو دیکھا کہ حبیبہ بنت سہل آپ ﷺ کے دروازے پر بیٹھی ہیں، ابھی تک اندھیرا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' اس نے کہا: میں حبیبہ بنت سہل ہوں، آپ ﷺ نے پوچھا: ''تجھے کیا ہو گیا ہے؟'' اس نے کہا: میں اور میرا خاوند ثابت بن قیس (میں اس کے پاس نہیں رہنا چاہتی)۔ جب سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے ان سے کہا: ''یہ حبیبہ بنت سہل موجود ہے اور ایسی ایسی باتیں کر رہی ہے۔'' پھر حبیبہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو کچھ انھوں نے مجھے مہر میں دیا تھا، وہ میرے پاس موجود ہے، آپ ﷺ نے سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم وہ سارا کچھ لے لو۔'' چنانچہ انھوں نے لے لیا اور وہ اپنے گھر میں بیٹھ گئیں۔

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٢٢٢٧، والنسائی: ٦/ ١٦٩

فوائد: ......سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ باکردار اور بااخلاق تھے حتیٰ کہ ان کی بیوی نے بھی اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ وہ ان کے اخلاق اور دین پر کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکتی، لیکن اسلام نے خاوند کی ناشکری سے منع کیا ہے، ان کے خوش شکل نہ ہونے کی وجہ سے ان کی بیوی ان کے ساتھ رہنے پر آمادہ نہ ہوئی۔

(٧٥٠)۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ ، قَالَ: ثنا قُرَادٌ أَبُو نُوحٍ ، قَالَ: ثنا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَتْ لَهُ: مَا أَنْقِمُ عَلَى ثَابِتٍ فِي دِينٍ وَلَا خُلُقٍ ، وَلَكِنْ أَخَافُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ ، فَقَالَ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی، نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: میں ثابت کے دین اور اخلاق پر کوئی عیب نہیں لگاتی، لیکن میں اسلام میں ناشکری کو ناپسند کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو اس کو اس کا باغ لوٹا دے گی؟'' اس نے کہا: جی ہاں،

((أَتَرُدِّينَ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَرُدَّ عَلَيْهِ حَدِيقَتَهُ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: وَقَدْ رَوَاهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ آخِرَهُ: وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا حَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ۔

پھر آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اس کا باغ اس کو لوٹا دے اور پھر آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٥٢٧٣

(٧٥١)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تُصُدِّقَ بِهِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ۔)) قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: تَقُوْلُ اِمْرَأَتُكَ: أَنْفِقْ عَلَيَّ أَوْ طَلِّقْنِيْ، وَيَقُوْلُ وَلَدُكَ: أَنْفِقْ عَلَيَّ، إِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ؟ وَيَقُوْلُ خَادِمُكَ: أَنْفِقْ عَلَيَّ أَوْ بِعْنِيْ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''افضل صدقہ وہ ہے جو غنی کے بعد کیا جائے اور تو جن کی کفالت کا ذمہ دار ہے، ان پر خرچ کرنے سے ابتدا کر۔'' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تیری بیوی کہتی ہے: مجھ پر خرچ کر یا پھر مجھے طلاق دے دے، تیرا بچہ کہتا ہے: مجھ پر خرچ کرو، مجھے کس کے سپرد کرو گے؟ تیرا خادم کہتا ہے: مجھ پر خرچ کرو، یا پھر مجھے بیچ دو۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٥٣٥٥

فوائد: ......سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی جو فقہ پیش کی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو نان نفقہ نہ دے تو وہ خلع لے سکتی ہے۔

بَابُ اللِّعَانِ

لعان کا بیان

لعان: لعان کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے، جبکہ اس کی بیوی انکار کرنے پر مصرّ ہو، تو پھر ایسا شوہر عدالت میں چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر گواہی دے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، پھر جواباً بیوی چار مرتبہ اللہ کی قسم اٹھا کر گواہی دے کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے

اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔

حدیث نمبر (۷۳۷) میں اختصار کے ساتھ لعان کے احکام گزر چکے ہیں، اس سے متعلقہ احادیث درج ذیل ہیں۔

(۷۵۲)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي الْقَطَّانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ...

قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، يَقُولُ: سُئِلْتُ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا، فِي إِمَارَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَمَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ فَقُمْتُ مَكَانِي إِلَى مَنْزِلِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَقُلْتُ: أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! اَلْمُتَلَاعِنَانِ أَيُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، نَعَمْ، إِنَّ أَوَّلَ مَنْ سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ مِنَّا يَرَى امْرَأَتَهُ عَلَى فَاحِشَةٍ، إِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ، وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ قَالَ: فَلَمْ يُجِبْهُ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ أَتَاهُ فَقَالَ: اَلَّذِي سَأَلْتُ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيتُ بِهِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ هَذِهِ الْآيَةَ فِي سُورَةِ النُّورِ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ (النور: ٦) حَتَّى بَلَغَ ﴿وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ (النور: ٩)، فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا كَذَبْتُ، ثُمَّ ثَنَّى بِالْمَرْأَةِ فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی امارت کے دور میں مجھ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا لعان کرنے والے میاں بیوی میں جدائی ڈال دی جائے گی یا نہیں، مجھے سمجھ نہ آئی کہ میں اس کو کیا کہوں، لہٰذا میں اس جگہ سے اٹھا اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر گیا اور کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! کیا لعان کرنے والے میاں بیوی میں جدائی ڈال دی جائے گی؟ انھوں نے کہا: سبحان اللہ! جی بالکل، بیشک جس آدمی نے سب سے پہلے اس مسئلے کے بارے میں دریافت کیا تھا، وہ فلاں بن فلاں ہے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو اپنی بیوی کو بدکاری میں ملوث پالیتا ہے، اگر وہ بات کرے تو یہ بڑے معاملے کی بات ہے اور اگر وہ خاموش رہے تو اتنی بڑی چیز پر خاموش رہنا پڑتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کوئی جواب نہ دیا، وہ دوسرے دن پھر آ گیا اور اس نے کہا: میں نے آپ سے جو سوال کیا تھا، وہی آزمائش مجھ پر ٹوٹ پڑی ہے، پس اللہ تعالی نے سورۂ نور والی یہ آیات نازل کیں: ''اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں، .... اور پانچویں یہ کہ اگر وہ جھوٹوں میں سے ہے تو اس پر اللہ تعالی کا غضب ہو۔'' پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد سے بات کا آغاز کیا، اس کو وعظ و نصیحت کیا اور سمجھایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کی بہ نسبت زیادہ آسان ہے، لیکن اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں نے جھوٹ نہیں بولا، پھر

عَذَابِ الْآخِرَةِ، فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنَّهُ لَكَاذِبٌ قَالَ: فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَتَشَهَّدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ، وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، ثُمَّ ثَنَّى بِالْمَرْأَةِ فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ، وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ، ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا۔

آپ ﷺ نے عورت کو وعظ ونصیحت کیا اور اس پر وضاحت کی کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کی بہ نسبت ہلکا ہے، لیکن اس نے بھی یہی کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، وہی جھوٹا ہے، پھر آپ ﷺ نے خاوند سے قسمیں لینے کا آغاز کیا، اس نے اللہ تعالی کے نام پر چار شہادتیں دیں کہ وہی سچا ہے اور پانچویں بار کہا کہ اگر وہ جھوٹوں میں سے ہے تو اس پر اللہ تعالی کی لعنت ہو، پھر آپ ﷺ عورت کی طرف متوجہ ہوئے، اس نے اللہ تعالی کے نام پر یہ چار گواہیاں دیں کہ اس کا خاوند جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں گواہی اس طرح دی کہ اگر وہ سچا ہے تو اس (بیوی) پر اللہ تعالی کا غضب ہو، پھر آپ ﷺ نے ان دونوں کے درمیان تفریق ڈال دی۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٩٣

فوائد: ......لعان کے بعد پیدا ہونے والا بچہ صرف ماں کی طرف منسوب ہوگا، لیکن لعان کے بعد متعلقہ افراد میں سے کسی کو عار نہیں دلائی جائی گی، کیونکہ شرعی اصولوں کے مطابق معلوم نہیں کہ مجرم کون ہے۔

ایسی صورت میں وہ دونوں زنا کی حد سے بچ جائیں گے اور ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے، ان کے مابین کبھی رجوع نہ ہو سکے گا۔ دیکھیں حدیث نمبر (٧٤٧)

(٧٥٣)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: فَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ وَقَالَ: ((حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ، أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا۔)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَالِي؟ قَالَ: ((لَا مَالَ لَكَ عَلَيْهَا، إِنْ كُنْتَ صَادِقًا عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا،

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والوں میں جدائی ڈالی اور فرمایا: ''تمہارا حساب اللہ تعالی پر ہے، تم میں سے ایک جھوٹا ہے اور تجھ خاوند کو اس پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا مال؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرا کوئی مال اس کے ذمے نہیں ہے، اگر تو سچا ہے تو تیرا مال اس کی شرمگاہ کو حلال کرنے کے عوض ہو گیا اور اگر تو جھوٹا ہے تو تیرا مال تجھ

وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ فَذَلِكَ أَبْعَدُ لَكَ مِنْهُ۔)) سے بہت دور ہے۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٣١٢، ومسلم: ١٤٩٣

(٧٥٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثنا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ وَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا، فَفَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے لعان کیا اور اس کے اس بچے کی نفی کر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان جدائی ڈال دی اور بچے کو اس کی ماں کے ساتھ ملا دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٣١٥، ومسلم: ١٤٩٤

(٧٥٥)۔ أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ثني الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَيْنَ الْعَجْلَانِيِّ وَامْرَأَتِهِ، وَكَانَتْ حُبْلَى۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجلانی اور اس کی بیوی کے مابین لعان کروایا، اس وقت وہ عورت حاملہ تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٣١٠، ٥٣١٦، ومسلم: ١٤٩٧

(٧٥٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: ثني الزُّهْرِيُّ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا، أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ فَذَكَرَ بَعْضَ الْحَدِيثِ، قَالَ: فَلَاعَنَهَا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنْ حَبَسْتَهَا فَقَدْ ظَلَمْتَهَا۔)) قَالَ: فَطَلَّقَهَا، فَكَانَ بَعْدُ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا مِنَ الْمُتَلَاعِنِينَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُنْظُرُوا فَإِنْ جَائَتْ بِهِ

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عویمر، عاصم بن عدی کے پاس آیا اور کوئی بات ذکر کی اور پھر لعان کر دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اب اگر تو اس کو روکے رکھے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تو نے اس پر ظلم کیا۔" پس اس نے اس کو طلاق دی، اس کے بعد لعان کرنے والوں میں یہی طریقہ رائج ہو گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دیکھو، اگر وہ خاتون ایسا بچہ پیدا کر دے جو سیاہ رنگ کا ہو، سیاہ آنکھوں والا ہو، بڑے سرینوں والا ہو اور پر گوشت پنڈلیوں والا ہو تو میرا خیال

أَسْحَمَ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ، فَلَا أَحْسَبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا وَقَدْ صَدَقَ، وَإِنْ جَائَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أَحْسَبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا وَقَدْ كَذَبَ)) قَالَ: فَجَائَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيقِ عُوَيْمِرٍ قَالَ: وَكَانَ يُنْسَبُ بَعْدُ إِلَى أُمِّهِ۔

یہی ہوگا کہ عویمر سچا ہے اور اگر اس کا بچہ وحرہ کی طرح سرخ ہو تو میرا خیال ہوگا کہ عویمر نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔" پس اس خاتون نے ایسی صفات والا بچہ جنا، جن سے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کے مطابق عویمر سچا ثابت ہو رہا تھا، بعد میں اس بچے کو ماں کی طرف منسوب کیا جانے لگا۔

تخريج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ٤٢٣، ٤٧٤٥، ٤٧٤٦، ٥٣٠٩، ٧١٦٦، ٧٣٠٤، ومسلم: ١٤٩٢

فوائد: ......لعان میں طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ ایسے میاں بیوی خود لعان کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ دیکھیں حدیث نمبر (۷۳۷)

وحرہ: چھپکلی جیسا ایک جنگلی جانور۔

(۷۵۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ح قَالَ: وثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثنا إِسْرَائِيلُ، قَالَ: ثنا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ: عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَزَوَّجَتْ فَجَاءَ زَوْجُهَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ أَسْلَمْتُ مَعَهَا وَعَلِمَتْ بِإِسْلَامِي، قَالَ: فَنَزَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَوْجِهَا الْآخَرِ وَرَدَّهَا إِلَى زَوْجِهَا الْأَوَّلِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت عہد نبوی میں مسلمان ہوئی اور اس نے شادی کر لی، اتنے میں اس کا پہلا خاوند نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس کے ساتھ مسلمان ہوا تھا اور اس کو میرے اسلام کا پتہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو اس کے دوسرے خاوند سے واپس لے کر اس کو اس کے پہلے خاوند کی طرف لوٹا دیا۔

تخريج: حسن ...... أخرجه ابو داود: ٢٢٣٩، وابن ماجه: ٢٠٠٨، والترمذي: ١١٤٤

فوائد: ......مسئلہ یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر پہلا خاوند مستحق ہے، عدت کے بعد خاتون کو اختیار مل جاتا ہے، لیکن پہلے خاوند کا انتظار کرنا درست ہے۔

چونکہ یہ عورت ابھی تک پہلے خاوند کے ہی عقد میں تھی، اس لیے دوسرا نکاح لغو اور بے مقصد ٹھہرا۔

(٧٥٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ بْنَ الْغَسِيلِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ......

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْطَلَقْنَا إِلَى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ الشَّوْطُ، حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى حَائِطَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اجْلِسُوا هَهُنَا)) فَدَخَلَ وَقَدْ أُتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ، فَأُنْزِلَتْ فِي بَيْتِ النَّخْلِ بَيْتِ أُمَيْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيلَ، وَمَعَهَا دَايَةٌ حَاضِنَةٌ لَهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((هَبِي نَفْسَكِ لِي۔)) قَالَتْ: وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِسُوقَةٍ، قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ، فَقَالَتْ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ، قَالَ: ((قَدْ عُذْتِ بِمُعَاذٍ)) ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((يَا أَبَا أُسَيْدٍ! اكْسُهَا رَازِقِيَّتَيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا))

سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، شوط نامی باغ کی طرف چلے، یہاں تک کہ دو باغوں کے پاس پہنچ گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہاں بیٹھ جاؤ۔'' پس آپ ﷺ داخل ہوئے اور وہاں جونیہ کو لا کر امیمہ بنت نعمان کے گھر اتارا گیا، اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی تھی، یہ کھجوروں کا گھر تھا، جب آپ ﷺ اس کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا: ''اپنا نفس مجھے ہبہ کر دو۔'' اس نے کہا: کیا ملکہ اپنا نفس رعیت کے لیے ہبہ کر سکتی ہے، پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تا کہ وہ مطمئن ہو جائے، لیکن اس نے کہا: میں اللہ تعالی کی پناہ مانگتی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو بڑی پناہ طلب کر لی ہے۔'' پھر آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''اے ابو اسید! اس کو تُسر کے دو کپڑے دے دو اور اس کو اس کے گھر والوں کے پاس چھوڑ آؤ۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٢٥٥، ٥٢٥٧

فوائد: ......اصل واقعہ یوں ہے کہ نعمان بن جون کندی، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میں آپ کی شادی امیمہ بنت نعمان بن شراحیل سے نہ کرا دوں؟ آپ ﷺ نے سیدنا ابو اسید رضی اللہ عنہ کو بطور نمائندۂ نکاح بھیجا، وہ اس خاتون کو لے آئے، نبی کریم ﷺ اس کے پاس گئے، آپ کا کسی کو قبول کر لینا ہی شادی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اپنا نمائندہ بھیجا تھا، آپ نے ہبہ کرنے کی بات دلجوئی کے لیے کی تھی، وگرنہ وہ شرعاً آپ کی بیوی بن چکی تھی، آپ نے اس کی بات کو ترجیح دی اور اس کو واپس بھیج دیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا ''اَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا'' (اسے اس کے گھر والوں کے ہاں پہنچا دو)۔ آپ ﷺ نے ۲۱

جملے کے ذریعے طلاق دی۔ لفظ طلاق کے علاوہ جتنے الفاظ طلاق کے لیے بطور کنایہ استعمال کیے جائیں، ان کے ذریعے طلاق تب واقع ہوگی جب طلاق کی نیت کی جائے گی، وگرنہ طلاق واقع نہیں ہوگی، خاوند سے اس کی نیت کے بارے میں سوال کر کے فیصلہ کیا جائے گا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا کعب رضی اللہ عنہ کا مفصل واقعہ موجود ہے، انھوں نے اپنی بیوی کے لیے لفظ ''الْحَقِيْ بِــاَهْـلِكِ'' (تو اپنے گھر والوں کی طرف چلی جا) استعمال کیے، لیکن اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ ان کی نیت طلاق کی نہیں تھی۔

بَابُ الْعِدَّةِ

عدت کا بیان

اَلْعِدَّة: لغوی معنی: شمار کرنا

اصطلاحی تعریف: عدت ایسی مدت ہے جسے عورت اپنے شوہر کی وفات پر یا اس کے چھوڑ دینے پر وضع حمل تک یا ایک یا تین حیضوں تک یا تین مہینوں تک گزارتی ہے۔

(۷۵۹)۔ حَـدَّثَـنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ......

عَـنِ الْـفُرَيْعَةِ بِنْتِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ زَوْجَهَـا خَـرَجَ فِـي طَـلَـبِ أَعْلَاجٍ لَـهُ فَأَدْرَكَهُمْ بِالْقَدُومِ، فَوَثَبُوا عَلَيْهِ فَقَتَلُوهُ، وَأَنَّهَـا جَائَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَـذَكَـرَتْ لَـهُ وَذَكَرَتْ أَنَّهَا فِي مَـنْـزِلٍ شَـاسِـعٍ عَـنْ أَهْـلِهَـا وَأَنَّهَا تُرِيدُ التَّـحَـوُّلَ إِلَيْهِـمْ فَـأَذِنَ لَهَـا، قَـالَـتْ: فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ فِي الْحُجُرَاتِ، أَوْ قَـالَـتْ: جَاوَزْتُ الْحُجُرَاتِ دَعَانِي أَوْ قَـالَـتْ: أَرْسَـلَ إِلَـيَّ فَـدَعَـانِي فَقَالَ لِي: ((اعْتَـدِّي فِي بَيْتِ زَوْجِكِ الَّذِي جَاءَكِ فِيهِ نَعْيُهُ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ)) قَالَتْ فَلَـمَّـا كَـانَ زَمَـنُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

سیدہ فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کا خاوند اپنے غلاموں کو تلاش کرنے کے لیے نکلا اور اس نے قدوم مقام پر ان کو پا لیا، لیکن وہ اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر دیا، پھر جب اس خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ساری بات ذکر کی اور بتایا کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے دور ایک گھر میں رہتی ہے اور اب ان کے پاس منتقل ہونا چاہتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی، وہ کہتی ہیں: میں نکل پڑی اور ابھی تک حجروں میں ہی تھی یا حجروں سے تجاوز کر چکی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا لیا اور فرمایا: ''تو اپنے خاوند کے اسی گھر میں عدت گزار، جس میں تیرے پاس اس کی وفات کی خبر آئی ہے، یہاں تک کہ کتاب اپنی مدت کو پہنچ جائے۔'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اس کو بلایا اور اس نے ان کو یہ حدیث بیان کی۔

بَعَثَ إِلَيَّ فَسَأَلَنِي ، فَحَدَّثْتُهُ۔

تخریج: اسناده حسن ...... أخرجه ابوداود: ٢٣٠٠، والترمذی: ١٢٠٤، والنسائی: ٦/١٩٩، وابن ماجه: ٢٠٣١

فوائد: ......معلوم ہوا کہ عدتِ وفات میں عورت کے لیے خاوند کے گھر ٹھہرنا ضروری ہے، جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے، شدید ضرورت کے تحت گھر سے نکل سکتی ہے، لیکن کام سے فارغ ہو کر فوراً گھر لوٹے، رات باہر مت گزارے۔

(٧٦٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا مُطَرِّفٌ ، قَالَ: ثنا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، ح وَثَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ ، قَالَ: أنا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيد ، مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ، أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيلُهُ بِشَعِيرٍ فَسَخِطَتْهُ ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ ، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لَهُ ، فَقَالَ: ((لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ)) وَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ: ((تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي ، فَاعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ ، فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي)) قَالَتْ: فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ ، وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ ، وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ ، لَا مَالَ لَهُ ، انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ)) قَالَتْ: فَكَرِهْتُهُ ، ثُمَّ قَالَ: ((انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ)) فَنَكَحْتُهُ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ خَيْرًا

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے خاوند سیدنا عمرو بن حفص رضی اللہ عنہ نے اس کو طلاقِ بتہ دے دی، جبکہ وہ ان کے پاس موجود نہیں تھے، ان کے وکیل نے اس کی طرف کچھ جو بھیجے، وہ ان کی تھوڑی مقدار کی وجہ سے ناراض ہو گئیں، لیکن وکیل نے کہا: اللہ کی قسم! تیرا تو سرے سے ہم پر حق ہی نہیں ہے، پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور ساری بات بتائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اب تیرا نفقہ اس کے ذمے نہیں ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ ام شریک کے گھر عدت گزاریں، لیکن پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تو ایسی خاتون ہے کہ اس کے پاس میرے صحابہ کا آنا جانا لگا رہتا ہے، تو ابن ام مکتوم کے گھر اپنی عدت گزار، کیونکہ وہ نابینا آدمی ہے، اس لیے کپڑے اتر جانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہوگا اور جب حلال ہو جائے تو مجھے آگاہ کرنا۔'' وہ کہتی ہیں: چنانچہ جب میں حلال ہو گئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ سیدنا معاویہ بن ابوسفیان اور سیدنا ابوجہم رضی اللہ عنہما نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوجہم تو ہر وقت اپنے کندھے پر لاٹھی ہی اٹھائے رکھتا ہے اور رہا مسئلہ معاویہ کا تو وہ فقیر آدمی ہے، اس کے پاس کوئی مال نہیں ہے، تو اس طرح کر کہ اسامہ بن زید سے نکاح کر لے۔'' لیکن میں نے اس

وَاغْتُبِطْتُ بِهِ۔

رائے کو ناپسند کیا، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''تو اسامہ بن زید سے نکاح کر لے۔'' پس جب میں نے ان سے نکاح کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں اس قدر برکت ڈالی کہ مجھ پر رشک کیے جانے لگا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٤٨٠

(٧٦١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْجَهْمِ بْنِ الْعَدَوِيِّ....

قَالَ: سَمِعْتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُولُ: إِنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا، فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً۔

سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: جب ان کے خاوند نے ان کو (تیسری) طلاق دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے نہ ان کو رہائش کا حق دیا اور نہ دوسرے خرچ کا۔

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......سیدنا ابوعمرو بن حفص رضی اللہ عنہ نے مختلف مجلسوں میں اپنی بیوی سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو تین طلاقیں دی تھیں، چونکہ تین طلاقوں کے بعد خاوند کو رجوع کا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا، اس لیے وہ ایسی خاتون کے نان و نفقہ اور رہائش کا ذمہ دار بھی نہیں ہوتا، ایسی عورت اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ کسی مناسب جگہ پر عدت گزار سکتی ہے۔

(٧٦٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ....

أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ اجْتَمَعَ هُوَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَذَكَرُوا الرَّجُلَ يُتَوَفَّى عَنِ الْمَرْأَةِ فَتَلِدُ بَعْدَهُ بِلَيَالٍ قَلَائِلَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: حِلُّهَا آخِرُ الْأَجَلَيْنِ، وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِذَا وَضَعَتْ فَقَدْ حَلَّتْ، فَتَرَاجَعَا فِي ذٰلِكَ بَيْنَهُمَا، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ، فَبَعَثُوا كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَى أُمِّ

ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور انھوں نے یہ بات بتائی کہ ایک خاتون کا خاوند فوت ہو جاتا اور اس کے چند دن بعد اس کا بچہ پیدا ہو جاتا ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ دو مدتوں میں سے لمبی مدت کے گزرنے پر حلال ہوگی، ابوسلمہ نے کہا: وہ بچہ پیدا ہونے کے بعد حلال ہو جائے گی، اس موضوع پر ان دونوں کے درمیان بحث مباحثہ ہونے لگا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میری رائے تو اپنے بھائی ابوسلمہ کے ساتھ ہے، پھر انھوں نے مولائے ابن عباس کریب کو سیدہ ام

سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَسَأَلَهَا فَذَكَرَتْ أُمُّ سَلَمَةَ أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةَ مَاتَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَنَفِسَتْ بَعْدَهُ لِلَيَالٍ، وَأَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ يُكَنَّى أَبَا السَّنَابِلِ بْنَ بَعْكَكٍ خَطَبَهَا، وَأَخْبَرَهَا أَنَّهَا قَدْ حَلَّتْ، فَأَرَادَتْ أَنْ تَتَزَوَّجَ غَيْرَهُ، فَقَالَ لَهَا أَبُو السَّنَابِلِ: فَإِنَّكِ لَمْ تَحِلِّي، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ سُبَيْعَةُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا أَنْ تَتَزَوَّجَ۔

سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا، جب اس نے جا کر سوال کیا تو سیدہ نے کہا: جب سیدہ سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کا خاوند فوت ہوا تو چند دنوں کے بعد ہی ان کا بچہ پیدا ہو گیا اور بنو عبد الدار کے ایک آدمی ابو سنابل نے ان کو منگنی کا پیغام بھیجا اور بتلایا کہ وہ حلال ہو چکی ہے، لیکن جب اس خاتون نے کسی اور سے شادی کرنا چاہی تو اسی ابو سنابل نے کہا: تو ابھی تک حلال نہیں ہوئی، پھر جب سیدہ سبیعہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ماجرا سنایا تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ شادی کر سکتی ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۴۹۰۹، ۵۳۱۸، ومسلم: ۱۴۸۵

فوائد: ...... دو عدتوں میں سے دور کی عدت کا مطلب یہ ہے کہ بیوہ حاملہ کی عدت دو قسم کی ہے: وضع حمل اور چار ماہ دس دن، اب اگر چار ماہ دس دن سے پہلے بچہ جنم دے تو وہ چار ماہ دس دن مکمل کرے اور اگر چار ماہ دس دن کے بعد تک حمل جائے تو پھر عدت وضع حمل ہوگی۔

لیکن یہ موقف درست نہیں ہے، صحیح رائے یہ ہے کہ جب خاتون حاملہ ہو تو چار ماہ دس دن کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جائے گا، بلکہ وضع حمل سے عدت پوری ہو گی، وہ خاوند کی وفات کے چند گھڑیاں بعد ہو جائے یا آٹھ نو ماہ بعد، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ ...... ''اور حاملہ خواتین کی عدت کی مدت یہ ہے کہ وہ حمل وضع کر دیں۔'' (سورۂ طلاق:۴)

(۷۶۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَ: ثنا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ......

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أُمِرَتْ أَنْ تَعْتَدَّ بِحَيْضَةٍ۔

سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے عہد نبوی میں اپنے خاوند سے خلع لیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں حکم دیا کہ وہ ایک حیض تک عدت گزاریں۔

تخریج: صحيح ...... أخرجه الترمذي: ۱۱۸۵

فوائد: ...... خلع فسخ نکاح ہے، اس لیے اس کی عدت ایک حیض ہے، جس سے مقصود استبرائے رحم ہوتا ہے۔

(۷۶۴)۔ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْعَطَّارُ، وَابْنُ الْمُقْرِءِ قَالَا: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ

الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١٤٩١

فوائد: ......درج ذیل احادیث میں سوگ کے آداب کا ذکر ہے۔

(٧٦٥)۔ وَقَالَ الْعَطَّارُ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: ثنا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ......

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، مَاتَ نَسِيبٌ لَهَا، فَدَعَتْ بِصُفْرَةٍ، فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ أَوْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا))

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان کا کوئی رشتہ دار فوت ہو گیا، انھوں نے (تین دن کے بعد) زرد رنگ منگوا کر اپنے بازوؤں پر لگایا اور کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، ماسوائے خاوند کے، کیونکہ وہ اس پر چار ماہ اور دس دن سوگ منائے گی۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٥٣٣٩، ومسلم: ١٤٨٦

(٧٦٦)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ح وَحَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْعَطَّارُ، وَهَذَا حَدِيثُهُ، قَالَ: أنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: أنا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ......

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةٍ إِلَّا عَلَى

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت اللہ تعالی اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، ماسوائے اپنے خاوند کے، کیونکہ وہ اس پر چار ماہ

زَوْجٍ، فَإِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا تَكْتَحِلُ، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ، وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا عِنْدَ أَدْنَى طُهْرَتِهَا))

اور دس دن سوگ منائے گی، اس دوران نہ وہ سرمہ ڈالے، نہ رنگا ہوا لباس پہنے، البتہ رنگے ہوئے سوت کا کپڑا پہن سکتی ہے، وہ خوشبو بھی نہیں لگا سکتی، البتہ حیض سے طہارت حاصل کرتے وقت اس کا استعمال کر سکتی ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٣٤١، ومسلم: ٩٣٨

فوائد: ...... سنن نسائی کی روایت میں "وَلَا تَمْشِطُ" کے الفاظ بھی ہے، یعنی ایسی عورت کنگھی بھی نہ کرے۔ ایسی عورت کے جب ماہواری والے ایام ختم ہوں گے تو وہ حیض والی جگہ پر خوشبو لگائے گی، تاکہ حیض کی بو ختم ہو جائے، پورے جسم پر خوشبو لگانا مقصود نہیں ہے۔

(٧٦٧)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي الْحَارِثِ، قَالَا: ثنا يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ، قَالَ: ثني بُدَيْلٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ ابْنَةِ شَيْبَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ، وَلَا الْمُمَشَّقَةَ، وَلَا الْحُلِيَّ، وَلَا تَخْتَضِبُ، وَلَا تَكْتَحِلُ۔)) قَالَ: وَثنِي بُدَيْلٌ، أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ قَالَ: لَمْ أَرَهُمْ يَرَوْنَ بِالصَّبِرِ بَأْسًا۔

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے، وہ معصفر کپڑا، گیرو سے رنگا ہوا کپڑا اور زیور نہ پہنے اور نہ خضاب لگائے اور نہ سرمہ ڈالے۔'' حسن بن مسلم نے کہا: میرا خیال ہے کہ وہ صبر لگانے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔

تخریج: إسناده صحيح ...... أخرجه ابو داود: ٢٣٠٤، والنسائي: ٦/ ٢٠٣

فوائد: ...... سرخ مٹی کو گیرو کہتے ہیں، جس سے کپڑا رنگا جاتا تھا۔

(٧٦٨)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: ثني حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ ...... عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ امْرَأَةً، تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا، فَذَكَرُوا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذَكَرُوا الْكُحْلَ، فَقَالُوا: نَخَافُ عَلَى عَيْنِهَا،

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا اور عدت کے دوران ہی اس کی آنکھ خراب ہو گئی، لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا کہ اس کی آنکھ خطرے میں ہے، لہٰذا اس کو سرمہ ڈالنے کی اجازت دی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت کو یاد کرو جب

قَالَ: ((قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ فِي أَحْلَاسِهَا فِي شَرِّ بَيْتِهَا حَوْلًا ، فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ، فَلَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا۔))

خاتون کو ایک سال تک بدترین گھر میں اور بدترین ٹاٹوں اور بوریوں میں ٹھہرنا پڑتا تھا، پھر جب کتا گزرتا تو وہ مینگنیاں پھینکتی تھی، نہیں، چار مہینوں اور دس دنوں تک (سرمہ لگانے کی اجازت نہیں ہے)۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٣٣٨، ومسلم: ١٤٨٨

فوائد: ...... جاہلیت میں سوگ والی عورت ایک علیحدہ چھوٹا سا کمرہ تیار کر لیتی اور سب سے نکمے کپڑے پہن لیتی اور خوشبو کو ہاتھ نہ لگاتی تھی، ایک سال تک اسی حالت میں عدت گزارتی تھی اور جب فارغ ہوتی تو سال کے آخر میں شرم گاہ پر لید لگا کر باہر پھینکتی کہ آج میں عدت سے فارغ ہو گئی ہوں، اللہ تعالیٰ نے سال کی عدت ختم کر کے چار ماہ دس دن کر دی ہے اور اس میں بھی جاہلیت کی کئی پابندیاں اٹھا دیں۔

آپ ﷺ اسی رسم و رواج کی یاد دہانی کروانا چاہ رہے ہیں۔

ان روایات میں خواتین کے لیے سوگ کے احکام و آداب بیان کیے گئے ہیں، یاد رہے کہ مرد کا ان احکام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

ایسی خاتون کو شوخ اور بھڑکیلے لباس سے بچنا چاہیے، سادہ کپڑے پہننے چاہئیں۔

(٧٦٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى ، عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ مَطَرٍ ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَا تُلْبِسُوا عَلَيْنَا سُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، عِدَّةُ أُمِّ الْوَلَدِ عِدَّةُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا۔

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم پر ہمارے نبی کی سنت کو خلط ملط نہ کرو، ام ولد کی وہی عدت ہے جو اس خاتون کی ہے کہ جس کا خاوند فوت ہو جاتا ہے۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابو داود: ٢٣٠٨، وابن ماجه: ٢٠٨٣

فوائد: ...... جس لونڈی سے اس کے آزاد مالک کا بچہ ہو جائے، اس کو ام ولد کہتے ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر ام ولد لونڈی کا مالک فوت ہو جائے تو وہ بھی آزاد عورت کی طرح چار ماہ اور دس دن عدت گزارے گی۔

بَابٌ فِي الدِّيَاتِ
دیات کا بیان

اَلدِّيَة: لغوی معنی: دیت دینا

اصطلاحی تعریف: دیت سے مراد ایسا مال ہے جو کسی جرم کی وجہ سے انسان پر واجب ہو۔

(۷۷۰)۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ......

قَالَ: أَنِي أَبُو رِمْثَةَ التَّيْمِيُّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي ابْنٌ لِي فَقَالَ: ((ابْنُكَ؟)) قُلْتُ: أَشْهَدُ بِهِ، قَالَ: ((لَا يَجْنِي عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ)) قَالَ: وَرَأَيْتُ الشَّيْبَ الْأَحْمَرَ۔

سیدنا ابو رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، جبکہ میرے ساتھ میرا بیٹا بھی تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تیرا بیٹا ہے؟'' میں نے کہا: میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ وہ تیرے حق میں برا کر سکتا ہے اور نہ تو اس کے حق میں برا کر سکتا ہے۔'' راوی نے کہا: میں نے شیب احمر کو دیکھا تھا۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۴۲۰۷، والنسائی: ۸/ ۵۳

فوائد: ......شریعت میں ہر کوئی اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہے، وہ خود اس کی سزا پائے گا، یہ شریعت کا مزاج نہیں کہ ایک آدمی جرم کر کے فرار ہو جائے اور ادھر اس کے باپ، بیٹوں اور بھائیوں کو قید و بند کی صعوبتوں میں ڈال دیا جائے۔ حکومتوں اور عدالتوں کو چاہیے کہ وہ جائز اسباب کے ذریعے اصل مجرم کا سراغ لگائیں۔

(۷۷۱)۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنی هُشَيْمٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، وَيَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمام مسلمانوں کے خون برابر ہیں اور ادنیٰ مسلمان بھی ان کی ضمانت دے سکتا ہے اور وہ غیر مسلموں پر ایک ہاتھ ہیں۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۲۷۵۱، وابن ماجه: ۲۶۵۹

فوائد: ......معاشرے کے افراد اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ، سب کے خون کی حیثیت برابر ہے، جاہلیت کے قوانین کے مطابق کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔ اگر کوئی مؤمن، خواہ وہ عورت ہو یا مرد یا اعلیٰ ہو یا ادنیٰ، کسی کافر کو پناہ دے دے تو سب مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ وہ اس کی پناہ کا احترام کریں۔

''وہ غیر مسلموں پر ایک ہاتھ ہیں'' یعنی تمام مسلمان کفر کے مقابلے میں ایک جماعت اور ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ موجود دور میں ملکوں اور قوموں کی تقسیم نے اسلام کے اس قانون کو بڑا متاثر کیا ہے، اب مسلمانوں کے دو ملکوں کے

تعلقات میں اتنی کشیدگی آ جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف کافروں کی مدد کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک مسلم مملکت، مسلمانوں ہی کے دوسرے ملک پر کافروں کے حملے کے لیے راہیں ہموار کر رہی ہوتی ہے، اِن ہی مسلمانوں کو نبیٔ کریم ﷺ نے ایک ہاتھ قرار دیا تھا۔

(۷۷۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى ، قَالَ: أنا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ ، عَنْ سِمَاكٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ قُرَيْظَةُ وَالنَّضِيرُ ، وَكَانَ النَّضِيرُ أَشْرَفُ مِنْ قُرَيْظَةَ ، فَكَانَ إِذَا قَتَلَ رَجُلٌ مِنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِنْ قُرَيْظَةَ وُدِيَ بِمِائَةِ وَسْقِ تَمْرٍ ، وَإِذَا قَتَلَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْظَةَ رَجُلًا مِنْ بَنِي النَّضِيرِ قُتِلَ بِهِ ، فَلَمَّا بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ رَجُلٌ مِنَ النَّضِيرِ رَجُلًا مِنْ قُرَيْظَةَ فَقَالُوا: ادْفَعُوهُ إِلَيْنَا نَقْتُلْهُ فَقَالُوا: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَوْهُ ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ﴾ [المائدة: ٤٢] ، قَالَ: ((فَالْقِسْطُ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ۔)) ثُمَّ نَزَلَتْ ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾ [المائدة: ٥٠]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنوقریظہ اور بنو نضیر دو قبیلے تھے، بنونضیر کو بنوقریظہ کی بہ نسبت زیادہ شرف والا سمجھا جاتا تھا، اس لیے جب بنونضیر کا آدمی بنوقریظہ کے آدمی کو قتل کر دیتا تو اسے کھجور کے سو (۱۰۰) وسق دیت دینا پڑتی تھی، لیکن جب بنوقریظہ کا آدمی بنونضیر کے آدمی کو قتل کر دیتا تو اس کو قصاصاً قتل کیا جاتا تھا، ہوا یوں کہ جب نبیٔ کریم ﷺ کو بعثت ملی تو بنونضیر کے ایک آدمی نے بنوقریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور انھوں نے کہا: قاتل ہمارے حوالے کرو، تاکہ ہم اس کو قتل کریں، بنوقریظہ نے کہا: ہمارے اور تمہارے درمیان یہ نبی (ﷺ) ثالث ہے، پس وہ آپ ﷺ کے پاس آگئے، اُدھر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرما دی: ''اور اگر آپ ان کے مابین فیصلہ کریں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''انصاف یہ ہے کہ نفس کے بدلے نفس کو قتل کر دیا جائے۔'' پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''کیا پس یہ لوگ جاہلیت والا حکم تلاش کرتے ہیں۔''

تخریج: صحیح ..... أخرجه ابوداود: ٤٤٩٤، والنسائی: ٨/ ١٨

فوائد: ...... نبیٔ کریم ﷺ نے فیصلہ کرتے ہوئے بنونضیر اور بنوقریظہ کے درمیان برابری قرار دی تھی۔

(۷۷۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ رَبِيعَةَ ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَوْسٍ......

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! خون یا مال کے سلسلے میں جاہلیت کی جس

وَسَلَّمَ: ((أَلَا إِنَّ كُلَّ مَأْثُرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تُعَدُّ وَتُدْعَى مِنْ دَمٍ أَوْ مَالٍ تَحْتَ قَدَمَيَّ، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ سِقَايَةِ الْحَاجِّ وَسِدَانَةِ الْبَيْتِ.)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا إِنَّ دِيَةَ الْخَطَأِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ، أَوِ الْعَصَا مِاءَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، مِنْهَا أَرْبَعُونَ فِي بُطُونِهَا أَوْلَادُهَا))

جس موروثی چیز کو شمار اور یاد کیا جا رہا ہے، وہ میرے پاؤں کے نیچے ہے، ما سوائے حاجیوں کے پانی پلانے اور بیت اللہ کی خدمت کرنے کے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! قتل خطا کی دیت سو (۱۰۰) اونٹ ہے، ان میں سے چالیس اونٹنیاں حاملہ ہونی چاہئیں، قتل خطا سے مراد وہ قتل ہے جو کوڑے اور لاٹھی وغیرہ سے ہو جاتا ہے۔''

تخریج: صحیح ..... أخرجه ابوداود: ٤٥٤٧، والنسائی: ٨/ ٤١، وابن ماجه: ٢٦٢٧

فوائد: ...... دیت کی اس مذکورہ قسم کو مُغَلَّظَة کہا جاتا ہے، یعنی بھاری اور ثقیل، کیونکہ اس میں چالیس حاملہ اونٹنیاں بھی ہوتی ہیں۔

ابوداود کی روایت کے الفاظ یوں ہیں: أَلَا إِنَّ دِيَةَ الْخَطَأِ شِبْهِ الْعَمَدِ مَا كَانَ بِالسَّوْطِ۔ یعنی ''شِبْهِ الْعَمَدِ'' کے الفاظ کا اضافہ ہے، اس لیے معلوم ہوا کہ یہ دیت قتل شبہ عمد کی ہے۔

قتل کی تین صورتیں ہیں:

(۱)...... **قتل عمد:** ایسا قتل ہے، جس سے مکلّف شخص کسی آدمی کو ایسے آلے سے قتل کرنے کی نیت کرے، جس میں اغلب گمان یہی ہو کہ وہ اسے قتل کر دے گا، مثلاً بندوق، تلوار یا نیزہ وغیرہ۔

اس قتل میں قصاص ہے، وگرنہ دیتِ مغلظہ (بھاری دیت) لی جائے گی اور وہ ہے: تیس حِقّے، تیس جذعے اور چالیس گابھن اونٹنیاں۔

(۲)...... **قتل شبہ عمد:** لڑائی وغیرہ میں کسی کو قتل کرنے کی نیت نہ ہو اور نہ اسلحہ استعمال کیا گیا ہو، ڈنڈے یا لاٹھی وغیرہ چلائے گئے ہوں، لیکن اس سے کوئی شخص مر گیا ہو۔

اس قتل میں قصاص نہیں ہے، البتہ دیت قتل عمد کی دیت کی طرح بھاری ہی ہوگی۔

(۳)...... **قتل خطا:** وہ قتل ہے کہ مارنا کسی اور کو تھا، لیکن قتل کوئی اور ہو گیا، مثلاً: شکار کی طرف گولی چلائی، لیکن کسی انسان کو لگ گئی۔

اس قتل میں قصاص نہیں ہے اور دیت بھی ہلکی ہوگی، یعنی تیس بنتِ مخاض، تیس بنتِ لبون، تیس حِقّے اور دس ابن لبون، ایسے قاتل کو ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کر کے کفارہ بھی دینا پڑے گا، اگر گردن آزاد کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے گا، ملاحظہ ہو: سورۂ نساء: آیت نمبر ۹۲

بیت اللہ سے متعلقہ دورِ جاہلیت کے دو عہدوں کو آپ ﷺ نے بحال رکھا۔

(٧٧٤)۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ، قَالَ: أنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي الْعَوْجَاءِ السُّلَمِيِّ......

عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ أُصِيبَ بِدَمٍ أَوْ خَبْلٍ وَالْخَبْلُ الْجُرْحُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ، فَإِنْ أَرَادَ الرَّابِعَةَ فَخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ بَيْنَ أَنْ يَقْتَصَّ، أَوْ يَعْفُو، أَوْ يَأْخُذَ الْعَقْلَ، فَإِنْ أَخَذَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ عَدَا بَعْدَ ذَلِكَ، فَإِنَّ لَهُ النَّارَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا۔))

سیدنا ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو قتل یا زخم کی مصیبت میں مبتلا ہو جائے اس کو تین میں سے ایک چیز کا اختیار ہے، اگر وہ چوتھی کا ارادہ کرے تو اس کو پکڑلو، وہ قصاص لے لے، یا معاف کر دے، یا دیت لے لے، اگر وہ ان تین میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کر لے اور پھر اس کے بعد زیادتی کرے تو اس کے لیے آگ ہے، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔''

تخریج: حديث صحيح بشواهده ...... أخرجه ابوداود: ٤٤٩٦، ابن ماجه: ٢٦٢٣

فوائد: ......مقتول کے ولی کو تین باتوں میں سے صرف ایک کا اختیار ہے، معاف کر دے، یا دیت قبول کر لے، یا قصاص لے لے۔ یہ اسلام کا عدل و انصاف ہے کہ وہ مظلوم کے لیے بھی اس کی انتقامی کاروائی کو محدود کرتا ہے، تاکہ ظالم کے ساتھ ظلم نہ ہو جائے اور معاشرے میں ظلم و ستم کے سلسلے طول نہ پکڑیں۔

(٧٧٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: أنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا......

قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كَانَ الْقِصَاصُ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَلَمْ يَكُنْ فِيهِمُ الدِّيَةُ، فَقَالَ اللهُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ﴾ [البقرة: ١٧٨] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: فَالْعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ، ﴿فَاتِّبَاعٌ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بنواسرائیل میں صرف قصاص تھا، ان میں دیت نہیں تھی، لیکن اللہ تعالی نے اس امت کے بارے میں فرمایا: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ﴾ ......''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر مقتولوں کا بدلہ لینا لکھ دیا گیا ہے، آزاد (قاتل) کے بدلے وہی آزاد (قاتل) اور غلام (قاتل) کے بدلے وہی غلام (قاتل) اور (قاتل) عورت کے بدلے وہی (قاتل) عورت (قتل)

بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ [البقرة: ١٧٨] قَالَ عَلَى هَذَا أَنْ يَتَّبِعَ بِالْمَعْرُوفِ، وَعَلَى هَذَا أَنْ يُؤَدِّيَ بِإِحْسَانٍ ﴿ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ [البقرة: ١٧٨] مِمَّا كَانَ كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ، ﴿فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [البقرة: ١٧٨]

ہوگی، پھر جسے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی معاف کر دیا جائے۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: معافی یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کر لے۔ ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ ...... ''پس معروف طریقے کے مطابق پیروی کرنی ہے اور احسان کے ساتھ ادائیگی ہے''، یعنی مقتول کے لواحقین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اچھے طریقے کی پیروی کریں اور قاتل پر ہے کہ وہ اچھے طریقے کے ساتھ ادائیگی کرے۔ ﴿ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ ...... ''یہ تمہارے رب کی طرف سے آسانی ہے۔'' یعنی اللہ تعالی نے پہلے لوگوں پر جو کچھ فرض کر دیا تھا، یہ اس کی بہ نسبت آسانی ہے۔ ﴿فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ...... ''جس نے اس کے بعد زیادتی کی، اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٤٩٨، ٦٨٨١

فوائد: ...... اللہ تعالی نے ہمارے لیے قصاص، دیت اور معافی، تینوں چیزوں کو مشروع قرار دیا ہے اور کسی ایک کو منتخب کر لینے کا اختیار دیا ہے۔

(٧٧٦)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا، فَاخْتَصَمُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ، وَقَضَى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا وَوَرِثَهَا وَلَدُهَا وَمَنْ مَعَهُمْ، فَقَالَ جَمَلُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو ہذیل کی دو خواتین لڑ پڑیں، ایک نے دوسری کو پتھر مارا اور اس کو قتل کر دیا اور اس کے پیٹ میں موجود بچے کو بھی قتل کر دیا، پس وہ لوگ جھگڑا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ جنین کی دیت ایک غلام یا ایک لونڈی ہے، قاتل عورت کے عصبہ اس کی طرف سے دیت ادا کریں گے اور مقتول عورت کی اولاد اور دوسرے رشتہ دار اس کے وارث بنیں گے۔ یہ فیصلہ سن کر جمل بن نابغہ ہذلی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس

بْنُ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ؟ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ)) مِنْ أَجْلِ سَجْعِهِ۔

بچے کی چٹی کیسے بھروں، جس نے نہ پیا، نہ کھایا، نہ بولا اور نہ چلایا، اس قسم کی چیز تو رائیگاں ہونی چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو کاہنوں کے بھائیوں میں سے ہے۔'' (آپ نے اس کی قافیہ بندی کی وجہ سے یہ بات ارشاد فرمائی۔)

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٩١٠، ومسلم: ١٦٨١

فوائد: ......قتل خطا اور قتل شبہ عمد والے قاتل پر جو دیت پڑے گی، وہ یہ دیت خود ادا نہیں کرے گا، بلکہ یہ دیت اس کے "عَاقِلَه" (عصبہ) ادا کریں گے، بعض روایات میں "عَاقِلَه" کے الفاظ ہیں اور بعض میں عصبہ کے۔

عَاقِلَه: کسی کے باپ کی طرف سے وہ رشتہ دار جو دیت کی ادائیگی میں شریک ہوں، مثلا بھائی، بھتیجے، چچے، چچازاد بھائی وغیرہ۔

لیکن ان رشتہ داروں میں اس قاتل کا بیٹا داخل ہے نہ باپ، جب قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں میں سے ایک نے دوسری کو قتل کیا تو ہر ایک کا خاوند بھی تھا اور اولاد بھی تھی، لیکن راوی کہتے ہیں: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ دِيَةَ الْمَقْتُوْلَةِ عَلٰى عَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ وَبَرَّأَ زَوْجَهَا وَوَلَدَهَا۔ ......رسول اللہ ﷺ نے مقتول خاتون کی دیت قاتل خاتون کے عاقلہ پر ڈال دی اور اس کے خاوند اور اولاد کو دیت کی ادائیگی سے مستثنیٰ کر دیا۔ (ابو داود: ٤٥٧٥، ابن ماجه: ٢٢٤٨)

یہ مسئلہ شریعت کے عام قوانین سے ہٹ کر ہے، عام قانون یہ ہے کہ مجرم اپنے جرم کا خود ذمہ دار ہوگا، لیکن قتل خطا کی دیت میں شریعتِ مطہرہ نے یہ رخ اختیار کیا ہے، دراصل شریعت کا مقصود یہ ہے کہ قتل خطا والا قاتل مجرم نہیں ہے اور قتل شبہ عمد والا مجرم تو ہے کہ اس کے ہاتھ سے مسلمان قتل ہو گیا، لیکن اس کا ارادہ قتل کا نہیں تھا، اس لیے اگر ساری دیت ان پر ڈال دی جائے تو ممکن ہے کہ ان کا سارا مال ختم ہو جائے یا وہ مقروض ہو جائیں اور پھر دستِ سوال پھیلانا شروع کر دیں، لیکن جن لوگوں کا قتل ہو گیا ہے، ان کے مقتول کے خون کو بھی رائیگاں نہیں چھوڑا جا سکتا، لہٰذا شریعت نے نرمی کرتے ہوئے ایک نئی راہ نکالی کہ ایسے قاتل کے مخصوص رشتہ دار اس کی طرف سے دیت ادا کریں۔

علم میراث میں ''عصبہ'' کی جو تعریف کی جاتی ہے، وہ اور ہے، اس میں باپ، بیٹا اور پوتا بھی داخل ہیں۔

(٧٧٧)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنا الْمُحَارِبِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ......

عَنِ ابْنِ أَبِي حَدْرَدٍ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ

سیدنا ابو حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا، اس لشکر میں سیدنا ابو قتادہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ، وَفِي تِلْكَ السَّرِيَّةِ أَبُو قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيُّ، وَمُحَلِّمُ بْنُ جَثَّامَةَ بْنِ قَيْسٍ، وَأَنَا فِيهِمْ بَيْنَا نَحْنُ إِذْ مَرَّ بِنَا عَامِرُ بْنُ الْأَضْبَطِ الْأَشْجَعِيُّ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ، فَأَمْسَكْنَا عَنْهُ، ثُمَّ حَمَلَ عَلَيْهِ مُحَلِّمُ بْنُ جَثَّامَةَ فَقَتَلَهُ وَسَلَبَهُ بَعِيرًا لَهُ وَرَطْبًا مِنْ لَبَنٍ كَانَ مَعَهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ فِينَا الْقُرْآنُ ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوآ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوا﴾ [النساء: ٩٤] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔

انصاری، سیدنا محلم بن جثامہ اور میں بھی تھا، ہم جارہے تھے کہ ہمارے پاس سے عامر بن اضبط اشجعی گزرا اور اس نے ہم کو اسلام والا سلام کہا، لیکن ہم نے اس کا جواب نہ دیا، پھر سیدنا محلم بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا اور اس سے اس کا اونٹ اور کچھ تازہ کھجوریں چھین لیں، پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ہمارے بارے یہ قرآن نازل ہوا: ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوٓا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا﴾ ...... ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم اللہ کے راستے میں سفر کرو تو خوب تحقیق کر لو اور جو تمھیں سلام پیش کرے اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں۔ تم دنیا کی زندگی کا سامان چاہتے ہو تو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں، اس سے پہلے تم بھی ایسے ہی تھے تو اللہ نے تم پر احسان فرمایا۔ پس خوب تحقیق کر لو، بے شک اللہ ہمیشہ اس سے، جو تم کرتے ہو، پورا با خبر ہے۔'' (سورۂ نساء:۹۴)

تخریج: ضعیف ...... أخرجه ابوداود: ٤٥٠٣ ...... في سنده زياده بن ضميرة، فيه جهالة

(۷۷۷م)۔ قَالَ الْمُحَارِبِيُّ: قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَمِعْتُ زِيَادَ بْنَ ضُمَيْرَةَ بْنِ سَعْدٍ السُّلَمِيَّ......

يُحَدِّثُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ: ثنى أَبِي وَجَدِّي، وَكَانَا قَدْ شَهِدَا حُنَيْنًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَا: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ ثُمَّ جَلَسَ إِلَى ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَامَ إِلَيْهِ

عروہ بن زبیر سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے والد اور میرے دادا نے مجھے بیان کیا، جبکہ وہ دونوں غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ ظہر پڑھائی اور پھر ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے، اقرع بن حابس اور عیینہ بن بدر آپ ﷺ کے

الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ ، وَعُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ عُيَيْنَةُ يَطْلُبُ بِدَمِ الْأَشْجَعِيِّ وَالْأَقْرَعُ يَدْفَعُ عَنْهُ، فَاخْتَصَمَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيلًا ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَلْ تَقْبَلُونَ الدِّيَةَ خَمْسِينَ فِي سَفَرِنَا وَخَمْسِينَ إِذَا رَجَعْنَا۔)) فَلَمْ يَزَلْ بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَبِلُوا الدِّيَةَ ، فَلَمَّا قَبِلُوا الدِّيَةَ قَالُوا: أَيْنَ صَاحِبُكُمْ؟ فَيَسْتَغْفِرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَامَ رَجُلٌ طَوِيلٌ عَلَيْهِ حُلَّةٌ قَدْ تَهَيَّأَ فِيهَا لِلْقَتْلِ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: أَنَا مُحَلِّمُ بْنُ جَثَّامَةَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَللّٰهُمَّ لَا تَغْفِرْ لِمُحَلِّمِ بْنِ جَثَّامَةَ۔)) فَقَامَ مِنْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَلَقَّى دَمْعَهُ بِفَضْلِ رِدَائِهِ۔

پاس آئے اور اشجعی کے خون کا مطالبہ کرنے لگے، اقرع اس کی طرف سے دفاع کرتا رہا۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کافی دیر تک جھگڑتے رہے، بالآخر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم دیت قبول کرلو، پچاس اونٹ اب سفر میں لے لو اور پچاس ہم واپسی پر دے دیں گے۔'' آپ ﷺ ان کے ساتھ لگے رہے، یہاں تک کہ وہ دیت قبول کرنے پر راضی ہو گئے، جب انھوں نے دیت قبول کر لی تو انھوں نے کہا: کہاں ہے تمہارا بندہ؟ تاکہ رسول اللہ ﷺ اس کے لیے بخشش طلب کریں، ایک دراز قد آدمی کھڑا ہوا، اس نے پوشاک پہنی ہوئی تھی، وہ اس میں قتل ہونے کے لیے تیار ہوا تھا، وہ آگے بڑھا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا: ''تیرا نام کیا ہے؟'' اس نے کہا: میں محلم بن جثامہ ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! محلم بن جثامہ کو نہ بخشنا۔'' چنانچہ وہ آپ ﷺ کے سامنے سے کھڑا ہو گیا، جبکہ وہ اپنی چادر کے پلو سے اپنے آنسو صاف کر رہا تھا۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

(۷۷۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ نَضْلَةَ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ، أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا ضَرَّتَيْنِ فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ أَوْ بِعَمُودِ فُسْطَاطٍ فَأَلْقَتْ جَنِينًا ، فَقَضَى

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو سوکنیں لڑ پڑیں، ایک نے دوسری کو پتھر یا خیمے کی لکڑی ماری، جس سے اس کے پیٹ کا بچہ گر گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں ایک

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ غُرَّةً عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ ، وَجَعَلَهُ عَلَى عَصَبَةِ الْمَرْأَةِ۔

غلام یا لونڈی کا فیصلہ کیا اور عورت کے عصبہ رشتہ داروں کو اس دیت کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٨٢

فوائد: ...... دیکھیں حدیث نمبر (۷۷۶) اور اس کے فوائد۔

(۷۷۹)۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ الطَّبَرِيُّ ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((عَلَى كُلِّ بَطْنٍ عُقُولَةٌ))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قبیلے کی ہر شاخ پر دیت ادا کرنا واجب ہے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١٥٠٧

فوائد: ...... ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۷۷۶، اس حدیث کا مضمون یہی ہے کہ قتل خطا اور قتل شبہ عمد کے قاتل کی دیت اس کے عاقلہ ادا کریں گے۔

(۷۸۰)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ ، قَالَ: ثنا الْفَضْلُ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى ، قَالَ: أنا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ ، عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((دِيَةُ أَصَابِعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَاءٌ ، فِي كُلِّ إِصْبَعٍ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پاؤں اور ہاتھوں کی انگلیوں کی دیت برابر برابر ہے، ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہے۔''

تخريج: صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٤٥٦١، والترمذى: ١٣٩١

فوائد: ...... ہر انگلی کی دیت دس دس اونٹ ہیں، انگوٹھے اور دوسری چھوٹی بڑی انگلیوں کا حکم ایک ہی ہے۔

(۷۸۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ ، قَالَ: ثنا خَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ ، قَالَ: ثنا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فِي الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انگلیوں کی دیت دس دس اونٹ ہے۔''

تخريج: صحيح بشواهده ...... أخرجه ابوداود: ٤٥٦٢، والنسائى: ٨/ ٥٧

(۷۸۲)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، ثنا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ۔)) وَجَمَعَ بَيْنَ إِبْهَامِهِ وَخِنْصَرِهِ، يَعْنِي فِي الدِّيَةِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ اور یہ انگلی دیت میں برابر ہیں۔'' ساتھ ہی آپ ﷺ نے انگوٹھے اور چھنگلی کو جمع کر کے اشارہ فرمایا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٨٩٥

(۷۸۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ، وَهٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ الْخِنْصَرُ وَالْإِبْهَامُ، وَالضِّرْسُ وَالثَّنِيَّةُ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دیت میں یہ اور یہ برابر ہیں اور یہ اور یہ بھی برابر ہیں، یعنی چھنگلی اور انگوٹھا بھی برابر ہیں اور ڈاڑھ اور دانت بھی برابر ہیں۔''

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......چھنگلی اور انگوٹھے اور دانت اور ڈاڑھ کے سائز اور طاقت میں واضح فرق ہے، لیکن شریعت نے دیت کے اعتبار سے ان میں برابری رکھی ہے۔ ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے۔

(۷۸٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: ثنا مَعْمَرٌ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ لَهُمْ كِتَابًا فِيهِ: ((وَالرِّجْلُ خَمْسُونَ، وَالْيَدُ خَمْسُونَ، وَفِي أَصَابِعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ فِي كُلِّ إِصْبَعٍ مِمَّا هُنَالِكَ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوعِيَ جَدْعًا مِاءَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ))

عبداللہ بن ابو بکر اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھی، اس میں بیان تھا کہ ''ٹانگ کی دیت پچاس اونٹ ہے، ہاتھ کی دیت پچاس اونٹ ہے، ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں میں سے ہر ایک انگلی کی دیت دس اونٹ ہے، جب مکمل ناک کٹ جائے تو اس کی دیت سو اونٹ ہے اور ہر دانت کی دیت پانچ اونٹ ہے۔''

تخریج: صحیح بالشواهد ...... أخرجه النسائی: ٨/ ٦٠

(۷۸۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا ابْنُ الطَّبَّاعِ، قَالَ: ثنا عَبَّادٌ يَعْنِي ابْنَ الْعَوَّامِ، قَالَ: ثنا

حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فِي الْأَصَابِعِ عَشْرٌ عَشْرٌ وَفِي الْمَوَاضِحِ خَمْسٌ خَمْسٌ.))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انگلیوں کی دیت دس دس اونٹ ہے اور ہڈی ظاہر کر دینے والے زخم کی دیت پانچ اونٹ ہے۔''

تخریج: حسن...... أخرجه ابوداود: ٤٥٦٦، والترمذي: ١٣٩٠، وابن ماجه: ٢٦٥٥، والنسائي: ٨/ ٥٧

(٧٨٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي الْمُوضِحَةِ بِخَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْمَأْمُومَةِ بِثُلُثِ الدِّيَةِ.

عبداللہ بن ابو بکر اپنے باپ سے اور وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فیصلہ کیا کہ ہڈی ظاہر کر دینے والے زخم کی دیت پانچ اونٹ اور دماغ کے زخم کی دیت ایک تہائی دیت یعنی (۳۳) اونٹ ہے۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(٧٨٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: أنا مُطَرِّفٌ، قَالَ: أنا مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرَأَيْتَ إِنْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا أَأُمْهِلُهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اس بارے میں آپ کا خیال کیا ہے کہ اگر میں اپنی بیوی کے پاس کوئی آدمی پاؤں تو اس کو مہلت دے دوں، یہاں تک کہ چار گواہ لے کر آؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی ہاں۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٤٩٨

فوائد: ......اسلام محض غیرت وحمیت کی رو رعایت نہیں کرتا، بلکہ اس کے لیے معتدل اور عملی قوانین وضوابط بھی وضع کرتا ہے، اگر اس معاملے میں گواہوں کا مطالبہ نہ کیا جاتا، تو جیسے جس کا جی چاہتا وہ دوسرے کو بدنام کر دیتا، لیکن اس سلسلے میں ایک انتہائی حساس صورتحال پیدا ہوگئی کہ اگر خاوند واقعی اپنی بیوی کو برائی میں ملوث پا لیتا ہے تو نہ تو اب اس کے پاس چار گواہ ہیں کہ وہ اپنے آپ کو سچا ثابت کر سکے اور اگر چپ رہے تو ایسی بیوی کے ساتھ اس کا گزارہ کیسے ہوگا، سو اس خطرناک صورت کو حل کرنے کے لیے پاک شریعت نے لعان کا قانون پیش کر دیا، جس کی تفصیل حدیث نمبر (۷۵۲) میں گزر چکی ہے۔

(۷۸۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ وَارَةَ الرَّازِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ سَابِقٍ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ مَنْصُورٍ يَعْنِي ابْنَ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي مُدْلِجٍ جَارِيَةٌ، فَأَصَابَ مِنْهَا ابْنًا، فَكَانَ يَسْتَخْدِمُهَا، فَلَمَّا شَبَّ الْغُلَامُ دُعِيَ بِهَا يَوْمًا، فَقَالَ: اصْنَعِي كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ الْغُلَامُ: لَا تَأْتِيكَ، حَتَّى مَتَى تَسْتَأْمِرُ أُمِّي؟ قَالَ: فَغَضِبَ أَبُوهُ فَحَذَفَهُ بِسَيْفِهِ فَأَصَابَ رِجْلَهُ أَوْ غَيْرَهَا فَقَطَعَهَا فَنَزَفَ الْغُلَامُ فَمَاتَ، فَانْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِنْ قَوْمِهِ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: يَا عَدُوَّ نَفْسِهِ أَنْتَ الَّذِي قَتَلْتَ ابْنَكَ؟ لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يُقَادُ الْأَبُ بِابْنِهِ۔)) لَقَتَلْتُكَ، هَلُمَّ دِيَتَهُ، قَالَ: فَأَتَاهُ بِعِشْرِينَ أَوْ ثَلَاثِينَ وَمِائَةِ بَعِيرٍ، قَالَ: فَتَخَيَّرَ مِنْهَا مِاءَةً فَدَفَعَهَا إِلَى وَرَثَتِهِ وَتَرَكَ أَبَاهُ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو مدلج کے ایک آدمی کی ایک لونڈی تھی، اس کا اس سے بیٹا پیدا ہوا، وہ اپنی ماں کی خدمت کرتا تھا، جب وہ لڑکا جوان ہوگیا تو اس کی ماں کو بلا کر یہ کہا گیا کہ فلاں فلاں کام کر، اس لڑکے نے اپنے باپ سے کہا: وہ تمہارے پاس نہیں آئے گی، میری ماں کب تک تمہاری خدمت کرے گی؟ باپ کو غصہ آ گیا اور اس نے اپنے بیٹے کو تلوار دے ماری، جو اس کی ٹانگ یا کسی اور عضو پر لگی اور اس کو کاٹ دیا، بہت زیادہ خون نکلنے کی وجہ سے وہ لڑکا فوت ہوگیا، جب اس کا باپ اپنی قوم کے ساتھ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا: اپنے نفس کے دشمن! کیا تو وہی ہے جس نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا ہے؟ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ ''باپ سے بیٹے کا قصاص نہیں لیا جا سکتا۔'' تو میں تجھے قتل کر دیتا، اب اس کی دیت لے آ، لہٰذا وہ ایک سو بیس یا ایک سو تیس اونٹ لے کر آیا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان میں ایک سو اونٹ منتخب کر کے اس لڑکے کے باقی وارثوں کو دے دیے اور اس کے باپ کو چھوڑ دیا۔

تخریج: حسن ...... أخرجه الدارقطني: ۳/ ۱٤۰، والبيهقي: ۸/ ۳۸

فوائد: ......ثابت ہوا کہ والدین کو بیٹے کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین ہی اس بچے کے وجود کا سبب تھے، اس لیے اگر وہ اس کی زندگی ختم کر دیں تو اس کے عوض ان کی زندگی کو ختم نہ کیا جائے، دوسری وجہ والدین کا احترام بھی ہوسکتا ہے۔

لیکن ایسی صورت میں باپ سے دیت لی جائے گی اور اس کو بیٹے کی میراث سے محروم کر دیا جائے گا، کیونکہ قاتل اپنے قتل کی وجہ سے مقتول کا وارث نہیں بن سکتا۔

(۷۸۹)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا، اطَّلَعَ مِنْ حُجْرٍ فِي حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهَا رَأْسَهُ، فَقَالَ: ((لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ النَّظَرِ۔))

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کے حجرے میں جھانکا، جبکہ آپ ﷺ کے پاس ایک کنگھا یا سینگ تھا، آپ اس سے سر میں خارش کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں یہ تیری آنکھ میں چلا دیتا، نظر ہی کی وجہ سے تو اجازت کو مشروع قرار دیا گیا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٩٠١، ومسلم: ٢١٥٦

فوائد: ......اجازت کا تعلق نظر کی بنا پر ہے، لہٰذا دیکھنے اور جھانکنے سے پہلے اجازت طلب کی جائے۔

(٧٩٠)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: ثني أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ نَاسٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِمْ فَفَقَئُوا عَيْنَهُ، فَلَا دِيَةَ لَهُ وَلَا قِصَاصَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں کی اجازت کے بغیر ان کے گھر میں جھانکے اور وہ اس کو کوئی چیز مار کر اس کی آنکھ کو پھوڑ دیں تو اس کے لیے دیت ہوگی نہ قصاص۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه النسائی: ٨/ ٦١

(٧٩١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا اطَّلَعَ عَلَيْكَ رَجُلٌ فِي بَيْتِكَ فَرَمَيْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ، لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی تجھ پر تیرے گھر میں جھانکے اور تو اس کو کنکری مار کر اس کی آنکھ کو پھوڑ دے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہو گا۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابن حبان: ٥٩٨٠، والطحاوی فی "مشکل الآثار": ١/ ٤٠٣

فوائد: ......ان احادیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ اگر کوئی اس طرح چھپ کر کسی کے گھر دیکھے تو حاکم وقت کو اطلاع کیے بغیر اس کی آنکھ پھوڑی جا سکتی ہے، کوئی دیت یا تاوان واجب الادا نہیں ہوگا، امام شافعی اور امام احمد کا یہی خیال ہے، مگر امام مالک اور امام ابوحنیفہ اس کے قائل نہیں ہیں، انھوں نے ان کلمات کو زجر و توبیخ پر محمول کیا ہے، پہلی

رائے راجح معلوم ہوتی ہے، کیونکہ احادیث سے اسی موقف کی تائید ہوتی ہے، لیکن اس موقع پر فائر کرنے کا یا قتل کرنے کا کوئی اقدام نہیں کرنا چاہیے۔

یاد رہے کہ جھانکنے والا تب مجرم ہے، اگر وہ بند دروازے سے دیکھنے کی کوشش کرے یا پردہ اٹھا کر دیکھے، لیکن اگر دروازہ کھلا ہو اور اس کے سامنے کوئی پردہ نہ ہو تو جھانکنے والا مجرم نہیں، بلکہ گھر والے مجرم ہیں، اگرچہ گزرنے والوں کو پھر بھی جھانکنے سے گریز ہی کرنا چاہیے۔

(٧٩٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً، يُخْبِرُ قَالَ: أَبِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى......

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْعُسْرَةِ، وَحَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، وَالْحَدِيثُ لَهُ، قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ، أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ حَدَّثَهُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْعُسْرَةِ، وَكَانَتْ أَوْثَقَ أَعْمَالِي فِي نَفْسِي، وَكَانَ لِي أَجِيرٌ، فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَانْتَزَعَ إِصْبَعَهُ فَسَقَطَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَجَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ، قَالَ عَطَاءٌ: وَحَسِبْتُ أَنَّ صَفْوَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيَدَعُ يَدَهُ فِي فِيكَ فَتَقْضِمُهَا كَقَضْمِ الْفَحْلِ))

سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۃ العُسرہ یعنی غزوۂ تبوک میں شریک ہوا، یہ میرے نزدیک میرا سب سے بڑا عمل تھا، اس سفر میں میرے ساتھ میرا ایک مزدور بھی تھا، وہ کسی آدمی سے لڑا اور ان میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا اور دوسرے نے جب اپنی انگلی کھینچی تو اس کا دانت گر گیا، جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکوہ لے کر آیا تو آپ نے اس کے دانت کو رائیگاں قرار دیا اور فرمایا: ''کیا وہ آدمی اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑے رکھتا اور تو سانڈ کی طرح اس کو چباتا رہتا۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٢٦٥، ومسلم: ١٦٧٤

فوائد: ......کسی شخص پر حملہ ہو جائے تو اسے اپنا دفاع کرنے کا حق حاصل ہے، اگر دفاعی کارروائی کے دوران میں حملہ

آور کا کوئی نقصان ہو جائے، حتی کہ وہ مر بھی جائے تو کوئی قصاص، دیت، معاوضہ یا تاوان نہیں ہوگا، البتہ اگر دفاع کرنے والا کوئی جارحانہ کاروائی کرے گا تو وہ ذمہ دار ہوگا، یہ فیصلہ عدالت کرے گی کہ فلاں آدمی کی کاروائی جارحانہ ہے یا دفاعی۔

(۷۹۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ……

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ قَامَ فِينَا خَطِيبًا، قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: قَدْ كَتَبْتُهُ فِي السِّيَرِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ والے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ہمارے درمیان خطاب کرنے کے لیے کھڑے ہوئے۔ ابو محمد نے کہا: میں نے اس خطبے کو سیر میں لکھا ہے۔

تخریج: حسن …… أخرجه ابوداود: ۱۵۹۱، ۴۵۸۳، والترمذی: ۱۴۱۳، وابن ماجه: ۲۶۴۴، والنسائی: ۸/ ۴۵

فوائد: ……آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر بعض احکام بیان کیے تھے۔

(۷۹۴)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ……

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ سِوَى الْقُرْآنِ؟ قَالَ: لَا، وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، إِلَّا أَنْ يَرْزُقَ اللّٰهُ عَبْدًا فَهْمًا فِي كِتَابِهِ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، قَالَ: قُلْتُ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْأَسِيرِ، وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ۔

ابو جحیفہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا قرآن مجید کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو خاص طور پر عطا کی ہو؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور مخلوق کو پیدا کیا! ہاں کتاب اللہ کا وہ فہم، جو اللہ تعالی کسی بندے کو عطا کرے اور جو کچھ اس صحیفے میں ہے، میں نے کہا: اس صحیفے میں کیا ہے؟ انھوں نے کہا: دیت، قیدی کو آزاد کرانا اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۱۱۱، ۳۰۴۶، ۶۹۱۵

فوائد: ……ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کے سوال کا پس منظر یہ تھا کہ شیعہ کے ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ اہل بیت کو اور خصوصاً سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص علم کی خبر دی ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بڑے جامع انداز میں اس نظریے کی تردید کر دی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان کافر کو قتل کر دے تو قصاصاً مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

(٧٩٥)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: أَوَّلُ مَا رَأَيْتُ الزُّهْرِيَّ سَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي قَالَ: ثني سَعِيدٌ وَأَبُو سَلَمَةَ......

أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: ((اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ)) قَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ: وَحَدَّثَنَا بِهِ مَرَّةً أُخْرَى، فَلَمْ يَقُلْ فِيهِ: ((وَالْبِئْرُ جُبَارٌ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چوپائے کا زخم رائیگاں ہے، کان رائیگاں ہے، کنواں رائیگاں ہے اور رکاز میں پانچواں حصہ زکوۃ ہے۔'' ابن مقرء کہتے ہیں: جب امام سفیان نے ہمیں دوسری بار بیان کیا تو یہ الفاظ نہیں کہے: ''اور کنواں رائیگاں ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٢٣٥٥، ومسلم: ١٧١٠

فوائد: ......اس حدیث کا مفہوم یہ ہے اگر کسی آدمی کو کسی کے کنویں، کان اور چوپائے سے کوئی نقصان پہنچ جائے، جبکہ اصل مالک کا اس میں کوئی دخل نہ ہو، تو وہ مالک اس کے نقصان سے بری ہوگا۔ حدیث نمبر (٣٧٢) میں اس حدیث کی شرح ملاحظہ فرمائیں۔

(٧٩٦)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، وَحَرَامِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ نَاقَةً لِلْبَرَاءِ دَخَلَتْ حَائِطَ قَوْمٍ فَأَفْسَدَتْ، فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ حِفْظَ الْأَمْوَالِ عَلَى أَهْلِهَا بِالنَّهَارِ، وَعَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي مَا أَصَابُوا بِاللَّيْلِ، قَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ: وَرُبَّمَا قَالَ: عَلَى أَهْلِ الْمَوَاشِي مَا أَفْسَدَتْ مَوَاشِيهِمْ بِاللَّيْلِ، وَقَالَ مَرَّةً: مَا أَصَابَتْ مَوَاشِيهِمْ بِاللَّيْلِ۔

سعید بن مسیب اور حرام بن سعد رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ سیدنا براء رضی اللہ عنہ کی اونٹنی کسی قوم کے باغ میں داخل ہوگئی اور اس کو خراب کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں فیصلہ کیا کہ دن کو اموال کی حفاظت مالکوں کے ذمے ہے اور جانور رات کو جو نقصان کر جائیں، وہ ان کے مالکوں کے ذمے ہوگا۔''

تخریج: صحیح...... أخرجه ابوداود: ٣٥٧٠، وابن ماجه: ٢٣٣٢

فوائد: ......دن کو مویشیوں کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا یا چرایا جاتا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ خیال رکھنے کے باوجود

مویشی کسی دوسرے کے کھیت اور باغ میں گھس جائیں، لہٰذا کھیت اور باغ کے مالک کو حکم دیا گیا ہے کہ دن کے وقت باغ کی حفاظت کرنا اس کی اپنی ذمہ داری ہے، لیکن رات کو باغ کے مالک کے لیے ناممکن تھا کہ وہ اپنے کھیت کی حفاظت کرے، اس لیے مویشیوں کے مالکوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ رات کو اپنے جانوروں کو باندھ کر رکھیں، وگرنہ وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔

(۷۹۷)۔ أَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ......

عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَرَّ الْقَسَامَةَ عَلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ۔

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسامہ کو اسی طرح برقرار رکھا، جیسے جاہلیت میں تھا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۱٦٧٠

(۷۹۸)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، قَالَ: وُجِدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ قَتِيلًا وَقَالَ مَرَّةً: مَيِّتًا فِي قَلِيبٍ مِنْ قُلَبِ خَيْبَرَ، أَوْ فَقِيرٍ مِنْ فُقُرِهَا، فَجَاءَ عَمَّاهُ وَأَخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَقَدْ شَهِدَ بَدْرًا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَكَلَّمَ أَخُوهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلْكُبْرَ، الْكُبْرَ)) فَتَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا وَجَدْنَا عَبْدَ اللّٰهِ قَتِيلًا فِي قَلِيبٍ مِنْ قُلَبِ خَيْبَرَ، قَالَ: ((فَيُقْسِمُ مِنْكُمْ خَمْسُونَ أَنَّ يَهُودَ قَتَلَتْهُ۔)) قَالُوا: فَكَيْفَ نُقْسِمُ عَلَى مَا لَمْ نَرَ؟ قَالَ: ((فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ)) قَالُوا:

سیدنا سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کو خیبر کے ایک کنویں میں یا نہر کا پانی نکلنے والے راستے میں مقتول پایا گیا، ان کے دو چچا اور غزوۂ بدر میں شریک ہونے والا ان کا بھائی عبد الرحمٰن بن سہل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، جب عبد الرحمٰن نے بات کرنا چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو، بڑے کو بات کرنے دو۔'' پھر محیصہ نے بات کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے عبد اللہ بن سہل کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ خیبر کے ایک کنویں میں قتل ہوا پڑا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے پچاس افراد کو قسم اٹھانا پڑے گی کہ یہودیوں نے اس کو قتل کیا ہے۔'' انھوں نے کہا: ہم ایسی چیز پر کیسے قسم اٹھائیں جس کو ہم نے دیکھا ہی نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر یہودی پچاس قسموں کے ذریعے تم سے بری ہو جائیں گے۔'' انھوں

كَيْفَ نَرْضَى بِهِمْ وَهُمْ مُشْرِكُونَ؟، وَقَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ: وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى: فَقَالَ: ((تُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَحْلِفُونَ أَنَّهُمْ لَمْ يَقْتُلُوهُ وَلَمْ يَعْلَمُوا قَاتِلًا)) فَقَالُوا: كَيْفَ نَرْضَى بِأَيْمَانِ قَوْمٍ مُشْرِكِينَ؟ قَالَ: ((فَيُقْسِمُ مِنْكُمْ خَمْسُونَ أَنَّهُمْ قَتَلُوهُ)) قَالُوا: كَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَرَ؟ فَوَادَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ، فَرَكَضَتْنِي بَكْرَةٌ مِنْهَا۔

نے کہا: ہم ان پر کیسے راضی ہوں، جبکہ وہ تو مشرک قوم ہے؟ ابن مقرء کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی تم سے اس طرح بری ہو جائیں گے کہ ان میں سے پچاس افراد یہ قسم اٹھائیں کہ انھوں نے نہ تو اس کو قتل کیا ہے اور نہ اس کے قاتل کو جانتے ہیں۔'' انھوں نے کہا: ہم مشرک قوم کی قسموں پر راضی کیسے ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم میں سے پچاس افراد یہ قسم اٹھائیں کہ ان یہودیوں ہی نے اس کو قتل کیا ہے۔'' انھوں نے کہا: ہم کیسے قسم اٹھائیں، جبکہ ہم نے تو دیکھا ہی نہیں؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دے دی، ان میں سے ایک اونٹ نے مجھے ٹانگ ماری تھی۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٣١٧٣، ٦٨٩٨، ومسلم: ١٦٦٩

(٧٩٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ...... يَقُولُ: ثنى أَبُو لَيْلَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، عَنْ رِجَالٍ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا إِلَى خَيْبَرَ مِنْ جُهْدٍ أَصَابَهُمْ، فَأُتِيَ مُحَيِّصَةُ فَأُخْبِرَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيرٍ أَوْ عَيْنٍ، فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ: أَنْتُمْ وَاللّٰهِ! قَتَلْتُمُوهُ، قَالُوا: وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ ذَلِكَ، ثُمَّ أَقْبَلَ هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيِّصَةُ وَهُوَ أَكْبَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ابو لیلیٰ بن عبد اللہ اپنی قوم کے بڑے لوگوں سے بیان کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ کسی پریشانی میں مبتلا ہونے کی وجہ سے خیبر کی طرف گئے، لیکن ہوا یوں کہ محیصہ کو یہ خبر دی گئی کہ عبد اللہ بن سہل کو قتل کر کے ایک نہری راستے یا چشمے میں پھینک دیا گیا ہے، وہ یہودیوں کے پاس آئے اور کہا: اللہ کی قسم! تم نے اس کو قتل کیا ہے، انھوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم نے اس کو قتل نہیں کیا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور اپنی قوم کے پاس آ کر ان کو ساری بات بتلائی، پھر وہ، اس کا بڑا بھائی حویصہ اور عبد الرحمٰن بن سہل تینوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور محیصہ نے بات کا آغاز کیا، یہی آدمی خیبر میں تھا، رسول اللہ ﷺ نے محیصہ سے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو، بڑے کو بات کرنے دو۔'' آپ ﷺ کا مقصد عمر میں بڑا آدمی تھا، لہٰذا حویصہ نے اور پھر محیصہ نے بات کی، رسول اللہ ﷺ نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُحَيِّصَةَ: ((كَبِّرْ كَبِّرْ)) يُرِيدُ السِّنَّ، فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ، وَإِمَّا أَنْ يُؤْذِنُوا بِحَرْبٍ)) فَكَتَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فِي ذٰلِكَ، فَكَتَبُوا: إِنَّا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: ((تَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ دَمَ صَاحِبِكُمْ؟)) قَالُوا: لَا، قَالَ: ((فَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُودُ؟)) قَالُوا: لَيْسُوا مُسْلِمِينَ، فَوَدَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتْ عَلَيْهِمْ فِي الدَّارِ، قَالَ سَهْلٌ: فَلَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ۔

فرمایا: ''وہ یہودی تمہارے ساتھی کی دیت دیں یا پھر اعلانِ جنگ کریں۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کی طرف یہی بات لکھ کر بھیج دی، لیکن انھوں نے جواباً یہ تحریر ارسال کی: اللہ کی قسم! ہم نے اس شخص کو قتل نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے حویصہ، محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا: ''کیا تم قسمیں اٹھا کر اپنے ساتھی کی دیت کے مستحق بن سکتے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر یہودی قسمیں اٹھا کر بری ہو جائیں گے۔'' انھوں نے کہا: وہ تو مسلمان ہی نہیں ہیں، پھر آپ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا کر دی اور ان کی طرف سو اونٹنیاں بھیج دیں، جو ان پر ان کے گھر میں داخل کر دی گئیں، سہل کہتے ہیں: ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(٨٠٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ، وَرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ، وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ، أَتَيَا خَيْبَرَ لِحَاجَةٍ، فَتَفَرَّقَا فِي نَخْلِهَا فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ، فَأَتَى أَخُوهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ،

سہل بن ابوحثمہ اور رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ سیدنا عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کسی کام کی غرض سے خیبر گئے، وہاں اپنی کھجوروں میں الگ الگ ہو گئے اور عبداللہ بن سہل کو قتل کر دیا گیا، اس کا بھائی عبدالرحمٰن بن سہل اور اس کے چچا مسعود کے دو بیٹے محیصہ اور حویصہ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عبدالرحمٰن نے بات کرنا شروع کی، لیکن آپ ﷺ

وَابْنَا عَمِّهِ مُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: ((كَبِّرِ الْكُبْرَ۔)) يَقُولُ: يَبْدَأُ بِالْكَلَامِ الْأَكْبَرُ وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ أَصْغَرَ مِنْ صَاحِبَيْهِ، فَتَكَلَّمَا فِي قَتْلِ صَاحِبِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِسْتَحِقُّوا قَتِيلَكُمْ وَصَاحِبَكُمْ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ۔)) فَقَالُوا: لَمْ نَشْهَدْ فَكَيْفَ نَحْلِفُ؟ فَقَالَ: ((تُبَرِّئُكُمْ يَهُودُ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ۔)) فَقَالُوا: قَوْمٌ كُفَّارٌ، قَالَ: فَوَادَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَهْلٌ: فَأَدْرَكْتُ نَاقَةً مِنَ الْإِبِلِ رَكَضَتْنِي رَكْضَةً مِنْ مِرْبَدٍ لَهُمْ۔

نے فرمایا: ''بڑے کو بات کرنے دو۔'' جبکہ عبد الرحمٰن دوسرے دونوں افراد سے چھوٹے تھے، انھوں نے اپنے ساتھی کے قتل کے بارے میں بات کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اس طرح اپنے مقتول ساتھی کے مستحق بن سکتے ہو کہ تم میں سے پچاس افراد قسمیں اٹھائیں۔'' انھوں نے کہا: ہم کیسے قسم اٹھائیں، ہم تو موجود ہی نہیں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر یہودی پچاس افراد کی قسموں کے ساتھ تم سے بری ہو جائیں گے۔'' انھوں نے کہا: وہ تو کافر ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے خود ان کو دیت دے دی تھی، سہل کہتے ہیں: میں نے ان کے باڑے میں ایسی اونٹنی پائی تھی، جس نے مجھے لات ماری تھی۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ نے اسلام سے پہلے والے کچھ اصول وضوابط برقرار رکھے، ان میں ایک ضابطہ قسامت ہے، قسامت قسم کی ایک خاص صورت ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی شخص کسی علاقے میں مقتول پایا جائے، لیکن اس کے قاتل کا پتہ نہ چلے یا کچھ لوگوں پر شک ہو کہ وہ قتل میں ملوث ہو سکتے ہیں، مگر کوئی ثبوت نہ ہو تو مدعی لوگوں سے پچاس قسمیں لی جائیں گی، اگر وہ پچاس قسمیں اٹھا لیں تو وہ دیت کے مستحق قرار پائیں گے، اور اگر وہ یہ قسمیں نہ دیں تو مدعی علیہ لوگوں کے پچاس معتبر آدمیوں سے قسم لی جائے کہ نہ انھوں نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ وہ اس کے قاتل کو جانتے ہیں، ایسی صورت میں اس علاقے کے لوگ قتل کے الزام سے بری ہو جائیں گے۔

بَابٌ فِي الْحُدُودِ

حدود کا بیان

اَلْحُدُوْد: (حد کی جمع ہے) لغوی معنی: رکاوٹ، حد مقرر کرنا۔

اصطلاحی تعریف: حد سے مراد ایسی سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ہونے کی وجہ سے مقرر ہو۔

(۸۰۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ أَبِي الْأَزْهَرِ، بِبَغْدَادَ قَالَ: أنا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عِيسَى بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: ثني جَرِيرُ بْنُ يَزِيدَ......

أَنَّـهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَـالَ رَسُـولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((حَـدٌّ يُعْمَلُ فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ لِأَهْلِهِ مِنْ أَنْ يُمْطَرُوا ثَلَاثِينَ صَبَاحًا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک حد، جس کو زمین میں نافذ کیا جائے، وہ اہل زمین کے لیے تیس دنوں کی بارش سے بہتر ہے۔''

تخریج: حسن.....أخرجه ابن ماجه: ۲۵۳۸، والنسائی: ۷۵/۸

فوائد: .....اللہ تعالی نے مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت کے لیے قتل کی حد، ان کے مالوں کی حفاظت کے لیے چوری کی حدّ اور ان کی عزتوں کی حفاظت کے لیے زنا اور تہمت کی حدّ کو مشروع قرار دیا ہے۔ بارش کے فوائد اپنی جگہ پر مسلم ہیں، بلکہ یہ نظام زندگی کے قیام کے لیے ضروری ہے، لیکن بارش جس رزق کا سبب بنے گی، اگر وہی چوروں اور ڈاکوؤں کے ہتھے لگتا رہے تو سب کچھ رائیگاں ہوتا رہے گا۔ اگر ایک دفعہ خاندان کی عزت لٹ جائے تو مال ودولت کی ریل پیل کے باوجود نظریں جھکا کر زندگیاں گزارنی پڑتی ہیں، اگر کسی قبیلے کا ایک فرد قتل کر دیا جائے تو جہاں صدیوں کے لیے قاتل ومقتول کے خاندانوں کا سکون غارت ہوتا ہے، وہاں سینکڑوں افراد کو قتل وغارت گری کے منہ میں دھکیل دیا جاتا ہے۔
ان سب امور کا حل یہی ہے کہ اگر کسی کا جرم حدّ کے قابل ہے تو نرم دلی اور بزدلی کا مظاہرہ نہ کرتے ہوئے اسے نافذ کر دیا جائے، اس کے نتائج دور رس ہیں، بلکہ اس میں دین ودنیا کی اصلاح ہے۔

(۸۰۲)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ.....

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالی دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۲۶۹۹

فوائد: .....کاش چغل خوری اور عیب جوئی کی عادت سے ہمیں لذت محسوس نہ ہوتی، بلکہ ایسی تکلیف اور اذیت محسوس ہوتی، جو جسم میں لگنے والے گہرے کٹ کی وجہ سے ہوتی ہے، عصر حاضر کا مسلمان زبان کے چسکوں کا ہو کر رہ گیا ہے، وہ چسکے کھانے پینے کی صورت میں ہوں یا گپ شپ کی صورت میں یا غیبت اور عیب جوئی کی صورت میں۔

(۸۰۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ.....

عَنْ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ

سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ایک مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا:

فَقَالَ: ((تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا، قَرَأَ عَلَيْهِمُ الْآيَةَ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللَّهُ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ))

''تم لوگ اس بات پر میری بیعت کرو کہ نہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرو گے، نہ چوری کرو گے، نہ زنا کرو گے، پھر ان پر ایک آیت کی تلاوت کی اور پھر فرمایا: جس نے اس بیعت کے تقاضوں کو پورا کیا، اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا اور جس نے ان امور میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا اور پھر اس کو سزا دے دی گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گی اور جس نے کسی چیز کا ارتکاب تو کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اس نے چاہا تو معاف کر دے گا اور چاہا تو انتقام لے گا۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ١٨، ومسلم: ١٧٠٩

فوائد: ...... حد سے متعلقہ جرم معاف ہو جاتا ہے، آپ ﷺ نے عملاً حدود کے نفاذ کے بعض مواقع پر بخشش کی نویدیں بھی سنائی تھیں۔

جو مجرم حد سے بچ جاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اگر اس نے چاہا تو اس کو معاف کر دے گا اور چاہا تو عذاب دے گا۔

(٨٠٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَتِ امْرَأَةٌ مَخْزُومِيَّةٌ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِ يَدِهَا، فَأَتَى أَهْلُهَا أُسَامَةَ فَكَلَّمُوهُ، فَكَلَّمَ أُسَامَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أُسَامَةُ! أَلَا أَرَاكَ تُكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ)) ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَقَالَ: ((إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِنَّهُ إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مخزوم قبیلے کی ایک خاتون لوگوں سے عاریۃً سامان لیتی تھی اور پھر اس کا انکار کر دیتی تھی، آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا، اس کے رشتہ دار سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے بات کی، پھر انھوں نے نبی کریم ﷺ سے سفارش کی، لیکن آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے اسامہ! کیا میں تجھے اس حالت میں نہیں دیکھ رہا کہ تو اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ایک حد میں سفارش کر رہا ہے۔'' پھر نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اس میں فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ اسی بنا پر ہلاک ہو گئے کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو وہ اس کو چھوڑ

تَـرَكُـوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِـمُ الضَّعِيفُ قَطَعُـوهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔)) قَالَ: فَقَطَعَ يَدَ الْمَخْزُومِيَّةِ۔

دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیتے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر فاطمہ بنت محمد نے بھی چوری کی ہوتی تو محمد (ﷺ) اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔'' پھر آپ ﷺ نے مخزوم قبیلے کی اس خاتون کا ہاتھ کٹوا دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٣٤٧٥، ٦٧٨٨، ومسلم: ١٦٨٨

فوائد: ...... بظاہر اس حدیثِ مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عاریۃً لی ہوئی چیز کا انکار کر دینے کی وجہ سے اس عورت کا ہاتھ کاٹا گیا، لیکن جمہور اہل علم کی رائے یہ ہے کہ ایسے انکار کی وجہ سے تو ہاتھ نہیں کاٹا جا سکتا، دراصل بعض احادیثِ صحیحہ میں اس امر کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ اس عورت نے چوری کی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس چوری کی وجہ سے ہاتھ کاٹا تھا، اس حدیث کو اختصار پر محمول کیا جائے گا۔

(٨٠٥)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ فَقَالُوا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ وَذَكَرَ الْحَدِيثَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مخزوم قبیلے کی چوری کرنے والی خاتون نے قریش کو پریشان کر دیا، انھوں نے کہا: اس معاملے میں کون ہے جو رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرے۔ پھر باقی حدیث ذکر کی۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(٨٠٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: سَأَلْتُ يَعْنِي يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الَّتِي سَرَقَتْ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ چوری کرنے والی خاتون کے معاملے نے قریش کو پریشان کر دیا۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(٨٠٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا، وَلَا اقْتَصَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا حکم دیا جاتا تو آپ آسان چیز کو پسند کرتے اور آپ نے کسی زیادتی کی وجہ سے

مِنْ رَجُلٍ مَظْلَمَةً إِلَّا شَيْئًا مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ ، فَلَيْسَ يَتْرُكُ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ۔

کسی شخص سے بدلہ نہیں لیا، الا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کوئی حد ہو اور حد کا معاملہ تو آپ کسی کے لیے نہیں چھوڑتے تھے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٨٦، ومسلم: ٢٣٢٧

فوائد: ......معاملات دین کے ہوں یا دنیا کے، بندے کو چاہیے کہ اہل علم سے مشورہ کر کے آسان جانب اختیار کرے اور پھر اخلاص اور پابندی کے ساتھ اس پر عمل پیرا رہے، یہ اس سے زیادہ افضل ہے کہ پر مشقت عمل ایک دو بار کر کے چھوڑ دیا جائے۔

آپ ﷺ ذاتی انتقام نہیں لیتے تھے، چونکہ آپ سب سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے، اس لیے آپ ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا پاس ولحاظ رکھتے تھے، وہ کسی پر حد نافذ کرنے کی صورت میں ہو، کسی کو سزا دینے کی صورت میں ہو، یا میدان جہاد میں دشمنوں کو قتل کرنے کی صورت میں ہو۔

(٨٠٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنِ الْأَسْوَدِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ ، عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ ، وَعَنِ الصَّغِيرِ حَتَّى يَكْبُرَ ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین افراد سے قلم اٹھا لی گئی ہے: (۱) سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، (۲) نابالغ سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور (۳) پاگل سے یہاں تک کہ وہ عقل کرنے لگے۔"

تخريج: صحيح بشواهده ...... أخرجه ابو داود: ٤٣٩٨، وابن ماجه: ٢٠٤١، والنسائي: ٦/ ١٥٦

فوائد: ......سونے والا، نابالغ بچہ اور پاگل مرفوع القلم ہیں۔ کسی شخص پر حد نافذ کرنے کی بنیاد یقین پر رکھی جاتی ہے۔

(٨٠٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، وَالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: عَرَضَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فِي الْقِتَالِ ، وَأَنَا ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ ، فَلَمْ يُجِزْنِي ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ عَرَضَنِي وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَأَجَازَنِي ، قَالَ: فَقَدِمْتُ عَلَى عُمَرَ رَضِيَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: غزوۂ احد کے موقع پر مجھے لڑنے کے لیے پیش کیا گیا، جبکہ میری عمر چودہ برس تھی، تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت نہیں دی، جب خندق کا دن تھا اور مجھے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ اس وقت میری عمر پندرہ برس تھی، پھر جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو میں ان کے پاس آیا اور ان کو یہ حدیث بیان

اللّٰهُ عَنْهُ، وَعُمَرُ يَوْمَئِذٍ خَلِيفَةٌ، فَحَدَّثْتُهُ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا الْحَدَّ بَيْنَ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، فَكَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنْ افْرِضُوا لِابْنِ خَمْسَ عَشْرَةَ وَمَا كَانَ دُونَ ذَلِكَ فَأَلْحِقُوهُ بِالْعِيَالِ۔

کی، انھوں نے کہا: چھوٹے اور بڑے کے مابین حد یہی عمر ہے، پھر انھوں نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ پندرہ برس کے افراد کے لیے وظیفہ مقرر کر دو اور اس عمر سے کم افراد کو بچوں کے ساتھ ملا دو۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۲٦٦٤، ومسلم: ۱۸٦۸

فوائد: ......اس حدیث میں جنگ کا معاملہ بیان کیا گیا ہے کہ کتنے وجود اور طاقت کا آدمی جا سکتا ہے اور کون سا نہیں جا سکتا، چودہ یا پندرہ برس کی عمر کا بلوغت یا عدم بلوغت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ عمر کو اس ضمن میں معیار قرار دیا جا سکتا ہے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نو سال کی عمر میں بالغ ہو گئی تھیں۔

بلوغت اور عدم بلوغت کی علامتوں کا خلاصہ یہ ہے:

علمائے امت کا اس چیز پر اتفاق ہے کہ احتلام مرد و زن دونوں کے بالغ ہونے کی اور حیض اور حمل عورت کے بالغ ہونے کی علامت ہیں۔

زیر ناف بالوں کا اگ آنا بھی بلوغت کی علامت ہے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے بالغ افراد کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا تو اس کے لیے زیر ناف بالوں کو علامت قرار دیا، جس شخص کے یہ بال اگ چکے تھے، اس کو بالغ سمجھ کر قتل کر دیا گیا اور جس کے نہیں اُگے تھے، اس کو نابالغ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا، اس کے بارے میں مزید تفصیل درج ذیل ہے:

اکثر اہل علم کا خیال یہ ہے کہ مشرک لوگوں کے قتل یا جزیہ جیسے مسائل حل کرنے کے لیے زیر ناف بالوں کو بلوغت یا عدم بلوغت کی حد قرار دیا جا سکتا ہے، کیونکہ ان غیر مسلموں کی دوسری باتیں غیر معتبر ہوں گی۔

جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: زیر ناف بال معتبر حد ہیں، ان کو دیکھ کر مسلمانوں پر حدود کا نفاذ کیا جائے گا، اسی قسم کا قول امام مالک سے بھی بیان کیا جاتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کی رائے راجح معلوم ہوتی ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی وضاحت نہیں فرمائی کہ یہ شرط کافروں کے ساتھ خاص ہے یا نہیں۔

بَابُ حَدِّ الزَّانِي الْبِكْرِ وَالثَّيِّبِ

کنوارے اور شادی شدہ زانی کی حد

(۸۱۰)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثنا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ، أنا مَنْصُورٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ......

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھ سے لے لو، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے

وَسَلَّمَ: ((خُذُوا عَنِّي، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا الثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِاءَةٍ ثُمَّ الرَّجْمُ، وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِاءَةٍ وَيُنْفَيَانِ عَامًا))

راستہ پیدا کر دیا ہے، جب شادی شدہ مرد وزن زنا کریں تو سو کوڑے لگا کر ان کو رجم کر دیا جائے گا اور جب کنوارا مرد کنواری خاتون سے زنا کرے تو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال تک دونوں کو جلا وطن کر دیا جائے گا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٦٩٠

فوائد: ...... یہ حدیث دراصل اس آیت کی تفسیر ہے: ﴿وَالّٰتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾...... ''تمہاری عورتوں میں جو بے حیائی کا کام کریں، ان پر انھی میں سے چار گواہ طلب کرو، اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو، یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کر دے، یا اللہ تعالیٰ ان کے لیے کوئی اور راستہ نکال دے۔'' (سورۂ نساء: ۱۵)

اس حدیث میں آپ ﷺ زانیوں کی سزائیں بیان کر کے اسی راستے کی وضاحت کر رہے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے راستہ نکال دیا ہے۔

اس حدیث میں زانیوں کی سزا کی تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے، اگر وہ شادی شدہ ہوں تو رجم کرنے سے پہلے سو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور اگر وہ غیر شادی شدہ ہوں تو سو سو کوڑے اور ایک ایک سال کی جلا وطنی، جلاوطنی کی صورت میں عورت کو پر امن مقام پر رکھنا عدالت کی ذمہ داری ہے۔

(٨١١)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، وَشِبْلٍ، قَالُوا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ: صَدَقَ، اِقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِي، قَالَ: ((قُلْ۔)) قَالَ: إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هٰذَا، وَإِنَّهُ زَنَى بِامْرَأَتِهِ فَأُخْبِرْتُ أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ مِاءَةَ شَاةٍ وَخَادِمٍ، فَسَأَلْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ

سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا زید بن خالد اور سیدنا شبل رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے، ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کی روشنی میں فیصلہ کریں، اس کے مدمقابل نے کہا جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا: جی یہ سچ کہہ رہا ہے، آپ ہمارے مابین کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں اور مجھے پہلے بات کرنے کی اجازت دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو۔'' اس نے کہا: میرا بیٹا اس آدمی کے پاس ملازم تھا۔ اس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا، جب مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے پر رجم ہے تو میں نے اس کی

فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِاءَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ، وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا الرَّجْمَ فَقَالَ: ((لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، الْمِاءَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِاءَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلَى امْرَأَةِ هَذَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا۔)) فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا۔

طرف سے سو بکریاں اور خادم فدیے میں دیئے، پھر جب میں نے اہل علم سے سوال کیا تو انھوں نے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال تک جلاوطن کیا جائے گا اور اس کی بیوی کو رجم کیا جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ضرور تمہارے مابین کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ کروں گا۔ سو بکریاں اور خادم تجھے واپس کر دیئے جائیں گے اور تیرے بیٹے پر واقعی سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، اور انیس! تم اس آدمی کی بیوی کے پاس جاؤ، اگر وہ اعتراف کرے تو اس کو رجم کر دو۔'' چنانچہ اس نے اعتراف کیا اور انھوں نے اس کو رجم کر دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٨٢٧، ٦٨٢٨، ومسلم: ١٦٩٧

فوائد: ...... ان معاملات میں فدیے نفع مند ثابت نہیں ہوتے۔

قارئین کرام! آپ غور کریں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فیصلے میں ان چیزوں کا ذکر کیا: سو بکریوں اور خادم کا لوٹا دیا جانا، بیٹے پر ایک سال کی جلاوطنی اور سو کوڑے، اعتراف کی صورت میں خاتون کو رجم کرنا۔ ان چیزوں میں سے قرآن مجید میں صرف سو کوڑوں کا ذکر ہے، لیکن آپ ﷺ تمام امور کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ ''میں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے دراصل قرآن مجید کی تفسیر ہیں اور ان کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ فیصلے کتاب اللہ کے مطابق ہیں۔

جو لوگ احادیثِ مبارکہ کی حجیت پر طعن کرتے ہیں، یا ان کے ذریعے سے قرآن مجید پر زیادتی قبول نہیں کرتے، ان کو ایسی احادیثِ نبویہ پر غور کرنا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم ﷺ کے قول و فعل کو حجت اور آپ ﷺ کو اپنی کتاب کا مفسّر اور شارح قرار دیا ہے۔

(٨١٢)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ: إِنَّا لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ،

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ طویل زمانہ گزرنے کے بعد کوئی آدمی کہے: ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب میں رجم کا ذکر نہیں پاتے (اس لیے ہم رجم نہیں کرتے)۔ اس طرح وہ اللہ

فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ، أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أَحْصَنَ وَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ الْحَمْلُ، أَوِ الِاعْتِرَافُ، أَلَا وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَجَمَ وَرَجَمْنَا مَعَهُ۔

تعالیٰ کے نازل کردہ فریضے کو چھوڑ دیں گے، یاد رکھو کہ اس آدمی کو رجم کرنا حق ہے جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے اور اس پر شہادت موجود ہو یا حمل ہو جائے یا وہ اعتراف کر لے، خبردار! بیشک رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٨٢٩، ومسلم: ١٦٩١

فوائد: ......سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رجم کی جس آیت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، اس سے مراد یہ آیت ہے: ((اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ))...... ''جب شادی شدہ مرد اور عورت زنا کریں تو انھیں بہرصورت سنگسار کر دو۔'' یہ الفاظ منسوخ ہو گئے ہیں، لیکن ان کا حکم باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا﴾ سے متعلقہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس آیت کا تعلق رجم سے بھی ہے، جیسا کہ اس باب کی پہلی حدیث اور اس کے فوائد سے معلوم ہو رہا ہے۔

(٨١٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ عِنْدَهُ بِالزِّنَى، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ اعْتَرَفَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، حَتَّى شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَبِكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((أَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ بِالْمُصَلَّى، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ، فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتَّى مَاتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو اسلم قبیلے کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے زنا کا اعتراف کیا۔ آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، اس نے پھر اعترافِ جرم کیا، لیکن آپ ﷺ نے پھر اعراض کیا، اس نے پھر اعتراف کیا، لیکن آپ ﷺ نے پھر اس سے اعراض کیا، یہاں تک کہ اس نے اپنے نفس پر چار گواہیاں دے دیں، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو پاگل ہے؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، پس آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کو عید گاہ کے پاس رجم کر دیا گیا، جب اس کو پتھر لگا تو وہ بھاگا، لیکن پھر اس کو پکڑ لیا گیا اور سنگسار کیا گیا، یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں اچھی بات کہی، لیکن اس کی نمازِ جنازہ ادا نہ کی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٨٢٠، ومسلم: ١٦٩١

فوائد: ......ایسے آدمی کی نمازِ جنازہ پڑھنا درست ہے، آپ ﷺ نے اسی قسم کے بعض افراد کی نمازِ جنازہ ادا کی تھی، اس موقع پر آپ ﷺ نے لوگوں کو سرزنش کرنے کے لیے خود نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی۔

(٨١٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، قَالَا: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ صَامِتِ ابْنِ أَخِي أَبِي هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُ أَنَّهُ......

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: جَاءَ الْأَسْلَمِيُّ إِلَى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَنَّهُ أَصَابَ امْرَأَةً حَرَامًا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، كُلَّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ الْخَامِسَةَ فَقَالَ: ((أَنِكْتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((حَتَّى غَابَ ذٰلِكَ مِنْكَ فِي ذٰلِكَ مِنْهَا كَمَا يَغِيبُ الْمِرْوَدُ فِي الْمُكْحُلَةِ وَالرِّشَاءُ فِي الْبِئْرِ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((تَدْرِي مَا الزِّنَى؟)) قَالَ: نَعَمْ أَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنِ امْرَأَتِهِ حَلَالًا، قَالَ: ((فَمَا تُرِيدُ بِهٰذَا الْقَوْلِ؟)) قَالَ: أُرِيدُ أَنْ تُطَهِّرَنِي، قَالَ: فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أُنْظُرْ إِلَى هٰذَا الَّذِي سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهُ حَتَّى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ، فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُمَا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتَّى مَرَّ بِجِيفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ بِرِجْلِهِ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اسلمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور چار دفعہ یہ گواہی دی کہ اس نے ایک خاتون سے حرام کام کیا ہے، آپ ﷺ نے ہر بار اس سے اعراض کیا، یہاں تک کہ جب اس نے پانچویں مرتبہ اقرار کیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تو نے اس سے زنا کیا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہاں تک کہ تیرے جسم کا حصہ اس کے جسم میں اس طرح غائب ہو گیا جیسے سلائی سرمہ دانی میں اور رسی کنویں میں داخل ہو جاتی ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو جانتا ہے کہ زنا کیا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، میں نے اس سے وہ حرام کام کیا ہے، جو خاوند اپنے بیوی سے حلال کام کرتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس بات سے تیرا کیا ارادہ ہے؟'' اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کو رجم کر دیا گیا۔ اس کے رجم کے بعد آپ ﷺ نے سنا کہ ان کے ساتھیوں میں سے دو آدمی آپس میں یہ بات کر رہے تھے: اس آدمی کو دیکھو کر اللہ تعالی نے تو اس پر پردہ ڈالا تھا، لیکن اس کے نفس نے اس کو نہ چھوڑا، یہاں تک کہ کتے کی طرح اس کو سنگسار کر دیا گیا، آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی، یہاں تک کہ آپ ﷺ کچھ چلتے رہے اور گدھے کی ایسی لاش کے پاس سے گزرے کہ پھولنے

فَقَالَ: ((أَيْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ؟)) فَقَالَا: نَحْنُ ذَانِ وَقَالَ السُّلَمِيُّ: ذَيْنِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((انْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ)) فَقَالَا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَمَنْ يَأْكُلُ مِنْ هٰذَا؟ قَالَ: ((فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ أَخِيكُمَا آنِفًا أَشَدُّ مِنْ أَكْلِ الْمَيْتَةِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهُ الْآنَ لَفِي أَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْغَمِسُ فِيهَا وَقَالَ السُّلَمِيُّ: يَنْقَمِصُ فِيهَا))

کی وجہ سے جس کی ٹانگیں اوپر کو اٹھی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''فلاں فلاں آدمی کہاں ہیں؟'' انھوں نے کہا: وہ ہم ہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ذرا اترو اور اس گدھے کی لاش سے کھاؤ۔'' انھوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ آپ کو معاف کرے، بھلا اس سے بھی کوئی کھاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ابھی ابھی جو اپنے بھائی کی عزت پر برسے تھے، وہ کام اس مردار کو کھانے سے سخت تھا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بیشک وہ تو اب جنت کی نہروں میں ڈبکیاں لگا رہا ہے۔''

تخریج: ضعيف ...... أخرجه ابوداود: ٤٤٢٨ ...... عبد الرحمن بن صامت مجهول

(٨١٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ......

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ اعْتَرَفَتْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالزِّنَى فَقَالَتْ: أَنَا حُبْلَى، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيَّهَا فَقَالَ: ((أَحْسِنْ إِلَيْهَا فَإِذَا وَضَعَتْ فَأَخْبِرْنِي۔)) فَفَعَلَ، فَأَمَرَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشُكَّتْ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا، ثُمَّ أَمَرَ بِرَجْمِهَا، فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! رَجَمْتَهَا ثُمَّ تُصَلِّي عَلَيْهَا، فَقَالَ: ((لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ جَادَتْ لِلّٰهِ تَعَالَى بِنَفْسِهَا؟))

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک خاتون نے نبی کریم ﷺ کے پاس زنا کا اعتراف کیا اور کہا کہ وہ اس وجہ سے حاملہ بھی ہے، آپ ﷺ نے اس کے ولی کو بلایا اور فرمایا: ''اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور جب یہ بچہ جنم دے تو مجھے خبر دینا۔'' اس نے ایسے ہی کیا، پس آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس کے بدن پر کپڑے کس دیے گئے اور اس کو رجم کر دیا گیا۔ جب اس کو سنگسار کر دیا گیا تو آپ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ ادا کی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! پہلے آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا ہے اور اب آپ اس کی نمازِ جنازہ ادا کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو مدینہ کے ستر افراد پر تقسیم کیا جائے تو ان کو بھی بخش دیا جائے، کیا تم نے اس سے افضل عمل پایا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی جان کو قربان کر دیا ہے؟''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٦٩٦

فوائد: ......انبیائے کرام کے بعد کوئی بشر معصوم نہیں ہے، گناہ ہو جانا انسان کی فطرت ہے، لیکن اس گناہ پر سچی توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اس عورت سے گناہ ہونے کے بعد اسے جب احساس ہوا تو اس نے اس گناہ کے ازالے کے لیے سنگسار ہو جانے کو قبول کر لیا، یقیناً اتنی بڑی توبہ اور ندامت کے سامنے اس جرم کی سنگینی کم تھی۔

اسلام کے حسن اور حکمت کا اندازہ لگائیں کہ آپ ﷺ نے بچے کی ولادت تک اس خاتون کے ولی سے فرمایا کہ وہ اس کے ساتھ اچھا رویہ اختیار کرے، یہ ضروری نہیں کہ برے آدمی کو طعن و تشنیع کا ہی نشانہ بنایا جائے۔

(٨١٦)۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْقَزَّازُ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ: ثنا زَائِدَةُ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ......

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: خَطَبَنَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! أَقِيمُوا الْحُدُودَ عَلَى أَرِقَّائِكُمْ، مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ، وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ، كَانَتْ أَمَةٌ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَنَتْ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَجْلِدَهَا، فَأَتَيْتُهَا فَإِذَا هِيَ قَرِيبُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ، فَخَشِيتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ تَمُوتَ أَوْ قَالَ: أَقْتُلُهَا، فَلَقِيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((أَحْسَنْتَ))

ابو عبد الرحمٰن سلمی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا اور کہا: لوگو! اپنے غلاموں پر بھی اللہ تعالیٰ کی حدیں قائم کیا کرو، وہ شادی شدہ ہوں یا نہ ہوں، جب رسول اللہ ﷺ کی ایک لونڈی نے زنا کیا تو آپ ﷺ نے مجھے اس کو کوڑے لگانے کا حکم دیا، جب میں اس کے پاس آیا تو دیکھا کہ ابھی ابھی اس کا نفاس کا وقت گزرا تھا، اس لیے میں ڈر گیا کہ اگر اس کو کوڑے لگائے تو یہ مر جائے گی، پھر جب میں نبی کریم ﷺ کو ملا اور آپ کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اچھا کیا ہے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٧٠٥

فوائد: ......کوڑے لگانے سے پہلے مریض کے صحت یاب ہونے کا انتظار کیا جائے، ''البحر'' میں اس بات پر اجماع نقل کیا گیا ہے کہ سخت گرمی، سخت سردی اور کسی متوقع بیماری کی وجہ سے کنوارے زانی مجرم کو کچھ عرصے تک مہلت دی جائے گی، یہاں تک کہ موسم کی شدت ختم ہو جائے اور بیماری کا خطرہ ٹل جائے، تا کہ متوقع حد تک سو کوڑوں کی وجہ سے کسی اور نقصان سے بچا جا سکے، اگر کوئی ایسا شخص مستقل مریض ہو تو مکمل سزا برداشت نہ کر سکتا ہو تو درج ذیل حدیث یا اس سے ملتی جلتی صورت پر عمل کیا جائے گا۔

(٨١٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: ثني اللَّيْثُ، قَالَ: ثني يُونُسُ، عَنِ

ابْنِ شِهَابٍ......

قَالَ: أَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ، أَنَّهُ اشْتَكَى رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى أَضْوَى فَعَادَ جِلْدُهُ عَلَى عَظْمٍ، فَدَخَلَتْ جَارِيَةٌ لِبَعْضِهِمْ فَهَشَّ إِلَيْهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رِجَالٌ مِنْ قَوْمِهِ يَعُودُونَهُ أَخْبَرَهُمْ بِذَلِكَ، وَقَالَ: اسْتَفْتُوا لِيْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي قَدْ وَقَعْتُ عَلَى جَارِيَةٍ دَخَلَتْ عَلَيَّ، فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا رَأَيْنَا بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الضُّرِّ مِثْلَ الَّذِي هُوَ بِهِ لَوْ حَمَلْنَاهُ إِلَيْكَ لَتَفَسَّخَتْ عِظَامُهُ، مَا هُوَ إِلَّا جِلْدٌ عَلَى عَظْمٍ، فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِائَةِ شِمْرَاخٍ فَيَضْرِبُونَهُ ضَرْبَةً وَاحِدَةً۔

ابو امامہ بن سہل بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے ان کو بیان کیا کہ ایک انصاری بیمار ہو گیا اور اس قدر کمزور ہو گیا کہ اس کا چمڑا ہڈیوں سے جا لگا، لیکن ایک دن جب کسی کی لونڈی اس کے پاس گئی تو اس میں اس قدر چستی آ گئی کہ وہ اس سے زنا کر بیٹھا، جب اس کی قوم کے لوگ اس کی تیمار داری کرنے کے لیے اس کے پاس گئے تو اس نے ان کو بتایا کہ ایک لونڈی اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے زنا کر لیا ہے، لہٰذا تم میرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرو، پس جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی بات کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم نے اس آدمی کو جس تکلیف میں مبتلا پایا ہے، لوگوں میں اس قسم کا بیمار نہیں دیکھا، یہاں تک کہ اگر ہم اس کو آپ کے پاس اٹھا کر لائیں تو اس کی ہڈیاں اکھڑ جائیں گے، بس یہی سمجھ لیں کہ ہڈیاں اور چمڑا رہ گیا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ ایسی شاخ لیں جس پر سو چھوٹی شاخیں اگی ہوئی ہوں، پھر اس کو ایک دفعہ مار دیں۔

تخریج: صحیح بشواهده...... أخرجه ابو داود: ٤٤٧٢

فوائد: ......اگر مریض اصل حد برداشت نہ کر سکے تو اسے اس طرح سزا دے کر فارغ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ استثنائی صورت اس سزا کے بارے میں ہے، جو موت سے کم ہو، جیسا کہ کنوارے زانی کی سزا کوڑے ہیں، اگر سزا ہی موت ہو تو پھر مکمل طور پر حدّ لگائی جائے گی۔

(٨١٨)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، قَالَ: أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ جُرَيْجٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا زَنَى، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے زنا کیا اور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں حکم دیا اور کوڑوں کی

فَجُلِدَ الْحَدَّ ، ثُمَّ أُخْبِرَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ أَحْصَنَ فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ۔ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: رَوَاهُ عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ، وَأَبُو عَاصِمٍ ، وَغَيْرُهُمَا ، فَقَالُوا: إِنَّ رَجُلًا زَنَى فَجُلِدَ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

صورت میں اس کو حد لگا دی گئی، پھر آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ وہ تو شادی شدہ تھا، چنانچہ آپ نے حکم دیا اور اس کو رجم کر دیا گیا۔ جب عثمان بن عمر اور ابو عاصم وغیرہ نے یہ حدیث بیان کی تو انھوں نے کہا: ایک آدمی نے زنا کیا اور اس کو کوڑے لگائے گئے، انھوں نے نبی کریم ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔

تخریج: ضعیف ...... أخرجه ابوداود: ٤٤٣٨ ...... ابو الزبیر مدلس، ثم وقع الاختلاف فی سنده، وقد اشاره اليه ابوداود عقب اخراجه الحديث

فوائد: حدیث نمبر (۸۱۰) میں زانیوں کی سزا کی تفصیل گزر چکی ہے، شادی شدہ زانی کو پہلے سو کوڑے لگائے جائیں گے اور پھر اس کو رجم کیا جائے گا۔

(۸۱۹)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، قَالَ: أنا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ مَاعِزٌ الْأَسْلَمِيُّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ حَتَّى قَالَ ذٰلِكَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ ، فَقَالَ: ((اِذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ)) فَذَهَبَ فَلَمَّا رُجِمَ وَجَدَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَرَّ يَشْتَدُّ ، فَمَرَّ بِرَجُلٍ مَعَهُ لَحْيُ بَعِيرٍ فَضَرَبَهُ فَقَتَلَهُ ، فَذَكَرُوا فِرَارَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفَهَلَّا تَرَكْتُمُوهُ؟))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: بیشک میں نے زنا کیا ہے، آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، یہاں تک کہ جب اس نے چار دفعہ کہہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔'' چنانچہ وہ چلا گیا اور رجم کیا جانے لگا، جب اس کو پتھر لگا تو وہ تیزی سے بھاگا اور ایسے آدمی کے پاس سے گزرا جس کے پاس اونٹ کا جبڑا تھا، اس نے اس کو وہی مار کر قتل کر دیا، جب صحابہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے پتھر لگنے سے اس کے بھاگ جانے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا؟''

تخریج: أخرجه البخاری: ٥٢٧١، ٦٨١٥، ٦٨١٦، ومسلم: ١٦٩١

فوائد: ...... ''تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا؟'' اس جملے کی وضاحت درج ذیل روایت سے ہوگی:
سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں ان افراد میں تھا، جنھوں نے ماعز کو سنگسار کیا تھا،

جب ہم نے اس کو سنگسار کیا اور اس نے پتھروں کی تکلیف محسوس کی تو کہا: أَيْ قَوْمِ! رُدُّوْنِي إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّ قَوْمِي قَتَلُوْنِيْ وَغَرُّوْنِي مِنْ نَفْسِي وَقَالُوْا: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَيْرُ قَاتِلِكَ، قَالَ: فَلَمْ نَنْزِعْ عَنْهُ حَتّٰى فَرَغْنَا مِنْهُ، قَالَ: فَلَمَّا رَجَعْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرْنَا لَهُ قَوْلَهُ، فَقَالَ: ((أَلَا تَرَكْتُمُ الرَّجُلَ وَجِئْتُمُوْنِي بِهِ؟)) إِنَّمَا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَتَثَبَّتَ فِيْ أَمْرِهِ۔ ...... لوگو! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹاؤ، کیونکہ میری قوم نے مجھے قتل کیا ہے، انھوں نے مجھے دھوکہ دیا ہے، انھوں نے تو کہا تھا کہ اللہ کے رسول تو مجھے قتل کرنے والے نہیں ہیں، لیکن ہم اس سے باز نہ آئے، یہاں تک کہ اس کو رجم کرنے سے فارغ ہو گئے، پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹے اور اس کی بات آپ ﷺ کو سنائی تو آپ نے فرمایا: ''تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا تھا اور اسے میرے پاس کیوں نہیں لے آئے تھے؟'' دراصل آپ ﷺ کا ارادہ یہ تھا کہ آپ اس کے معاملے میں مزید تحقیق کر لیتے۔ (ابو داود: ٤٤٢٠، مسند احمد: ١٥٠٨٩)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ ممکن ہے کہ وہ آدمی اپنے اقرار سے انکار کرنا چاہتا ہو، یا اس کی کوئی ایسی تفصیل ہو جس کی وجہ سے وہ حد سے بچ سکتا ہو۔

چار دفعہ اقرار کروانا صرف تحقیق و تفتیش کے لیے ہے، وگرنہ آپ ﷺ نے ایک دفعہ اقرار کرنے پر بھی حد نافذ کی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: ((عَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ، وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ! فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا۔)) ......''تیرے بیٹے کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے، انیس! تو صبح کو اس کی بیوی کے پاس جا، اگر وہ (زنا کا) اعتراف کرے تو اسے رجم کر دینا۔'' (صحیح بخاری: ۲۳۱۴، ۱۶۹۵)

اس حدیث میں اعتراف کا ذکر بلا قید ہے، جس کو ایک دفعہ پر محمول کیا جائے گا، اسی طرح سیدنا لجلاج رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ایک عورت کو ایک مرتبہ اقرار کرنے پر رجم کروا دیا تھا۔ (ابوداود: ۴۴۳۵) اسی طرح آپ ﷺ نے ایک دو اور واقعات میں بھی صرف ایک مرتبہ اعتراف کرنے پر حدّ نافذ کی تھی۔

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مجرم کی کیفیت کو سامنے رکھ کر اس سے ایک یا زائد بار جرم کا اعتراف کروایا جائے، اسی طرح وہ جس جرم کا اعتراف کر رہا ہو، اس کے بارے میں بھی یقین دہانی کر لی جائے کہ کیا اس مجرم کو اپنے جرم کی حقیقت کا علم بھی ہے یا نہیں، مثلاً زنا کا اعتراف کرنے والے سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''شاید تو نے بوسہ لیا ہو یا ویسے ہاتھ لگایا ہو؟''

یہی معاملہ چوری، ڈاکہ زنی، تہمت اور دوسرے تعزیر اور حدّ والے جرائم کا ہے۔

(٨٢٠)۔ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ عَمْرٍو، مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ وَجَدْتُمُوهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُولَ بِهِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کو تم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی برائی کرتے ہوئے پالو، تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔''

تخریج: صحيح..... أخرجه ابو داود: ٤٤٦٢، وابن ماجه: ٢٥٦١، والترمذی: ١٤٥٦

فوائد: ......اس برائی سے مراد مردوں کی آپس میں بدفعلی ہے۔

(٨٢١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ، فَقَالَ: ((إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَبِيعُوهَا وَلَوْ بِضَفِيرٍ۔)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: لَا أَدْرِي بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ وَالضَّفِيرُ: الْحَبْلُ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ایسی لونڈی کے بارے میں سوال کیا گیا جو شادی شدہ نہیں ہے اور زنا کرتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ زنا کرے تو اس کو کوڑے لگاؤ، پھر اگر وہ زنا کرے تو اس کو کوڑے لگاؤ، پھر اگر وہ زنا کرے تو اس کو کوڑے لگاؤ اور پھر اگر وہ زنا کرے تو اس کو بیچ دو، اگرچہ ایک رسی ہی کے عوض بیچنا پڑے۔'' ابن شہاب نے کہا: میں یہ نہیں جانتا کہ تیسری بار کے بعد بیچنے کی بات کی تھی یا چوتھی کے بعد۔ ''ضَفِیر'' کے معانی رسی کے ہیں۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٢٢٣٣، ٢٥٥٥، ومسلم: ١٧٠٤

فوائد: ......تین چار بار حد لگنے کے باوجود برائی سے باز نہ رہنے کا مطلب یہ ہوا کہ لونڈی میں شرّ غالب آ چکا ہے اور وہ خیر و بھلائی سے دور ہو گئی ہے، لہٰذا اس کو فروخت کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔

''فَاجْلِدُوْهَا'' کے معانی یہ نہیں ہیں کہ مالک اپنی لونڈی کو تعزیری کوڑے لگائے، بلکہ ان الفاظ سے مراد حد والے پچاس کوڑے ہیں، کیونکہ مسند احمد کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ'' یعنی وہ اس کو حد لگائے۔

(٨٢٢)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَمَ يَهُودِيًّا وَيَهُودِيَّةً۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودی مرد و زن کو رجم کروایا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٨٤١، ومسلم: ١٦٩٩

فوائد: ...... یہودیوں کے رجم سے متعلقہ تمام روایات کے سیاق وسباق سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تورات کی روشنی میں ان یہودیوں کے درمیان فیصلہ کیا تھا، نہ کہ اسلام کا حکم ہونے کی وجہ سے۔

(٨٢٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ حَمَّادِ بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ: ثنا أَسْبَاطٌ يَعْنِي ابْنَ نَصْرٍ، عَنْ سِمَاكٍ......

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَةً وَقَعَ عَلَيْهَا رَجُلٌ فِي سَوَادِ الصُّبْحِ، وَهِيَ تَعْمِدُ إِلَى الْمَسْجِدِ عَنْ كُرْهٍ قَالَ ابْنُ يَحْيَى: مُكَابَدَةً عَلَى نَفْسِهَا فَاسْتَعَانَتْ بِرَجُلٍ مَرَّ عَلَيْهَا وَفَرَّ صَاحِبُهَا ثُمَّ مَرَّ عَلَيْهَا قَوْمٌ ذَوُو عَدَدٍ فَاسْتَعَانَتْ بِهِمْ فَأَدْرَكُوا الَّذِي اسْتَعَانَتْ بِهِ وَسَبَقَهُمُ الْآخَرُ فَذَهَبَ فَجَاؤُوا بِهِ يَقُودُونَهُ إِلَيْهَا فَقَالَ: إِنَّمَا أَنَا الَّذِي أَغَثْتُكِ وَقَدْ ذَهَبَ الْآخَرُ فَأَتَوْا بِهِ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ وَقَعَ عَلَيْهَا وَأَخْبَرَهُ الْقَوْمُ أَنَّهُمْ أَدْرَكُوهُ يَشْتَدُّ، فَقَالَ: إِنَّمَا كُنْتُ أُعِينُهَا عَلَى صَاحِبِهَا فَأَدْرَكَنِي هَؤُلَاءِ فَأَخَذُونِي، فَقَالَتْ: كَذَبَ هُوَ الَّذِي وَقَعَ عَلَيَّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ۔)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ فَقَالَ: لَا تَرْجُمُوهُ وَارْجُمُونِي، أَنَا الَّذِي فَعَلْتُ بِهَا الْفِعْلَ فَاعْتَرَفَ، فَاجْتَمَعَ ثَلَاثَةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا وَالَّذِي أَعَانَهَا

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صبح کے اندھیرے میں ایک خاتون مسجد کی طرف جا رہی تھی کہ ایک آدمی نے زبردستی اس سے برائی کر لی، اس نے اپنے پاس سے گزرنے والے ایک آدمی سے مدد طلب کی، جبکہ اس سے برائی کرنے والا بھاگ گیا تھا، اتنے میں اس کے پاس سے کچھ اور لوگ گزرے، جن کی تعداد معقول تھی، اس نے ان سے بھی مدد طلب کی، لہٰذا انھوں نے اس آدمی کو پکڑ لیا، جس سے اس خاتون نے مدد طلب کی تھی اور دوسرا آدمی ان سے آگے نکل گیا تھا، بہرحال جب وہ اس آدمی کو پکڑ کر اس کے پاس لے آئے تو اس نے کہا: میں تو وہ ہوں جو تیری مدد کر رہا تھا، دوسرا آدمی تو بھاگ گیا تھا، پھر وہ لوگ اس آدمی کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور اس خاتون نے آپ ﷺ سے یہ شکایت کی کہ اس آدمی نے اس سے برائی کی ہے اور دوسرے لوگوں نے بتایا کہ یہ آدمی دوڑا جا رہا تھا اور انھوں نے اس کو پکڑ لیا، اس آدمی نے کہا: میں تو اس خاتون سے زنا کرنے والے شخص کو پکڑنے میں اس کی مدد کر رہا تھا کہ ان لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور اب یہاں لے آئے، یہ سن کر اس خاتون نے کہا: یہ جھوٹ بول رہا ہے، اس نے خود مجھ سے برائی کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو لے جاؤ اور رجم کر دو۔'' اتنے میں ایک اور آدمی اٹھا اور اس نے کہا: اس کو رجم نہ کرو، مجھے رجم کرو، میں نے اس عورت سے برائی کی ہے، اس طرح اس نے

وَالْمَرْأَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّا أَنْتِ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ.)) وَقَالَ لِلَّذِي أَعَانَهَا قَوْلًا حَسَنًا، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَرْجُمُ الَّذِي اعْتَرَفَ بِالزِّنَى؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا إِنَّهُ قَدْ تَابَ إِلَى اللّٰهِ.)) فَقَالَ ابْنُ عُمَيْرٍ: زَادَ فِيهَا: ((لَوْ تَابَهَا أَهْلُ الْمَدِينَةِ أَوْ أَهْلُ يَثْرِبَ لَقُبِلَ مِنْهُمْ.)) فَأَرْسَلَهُمْ، قَالَ ابْنُ يَحْيَى: يُرِيدُ بِهِ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ

اعتراف کر لیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس تین افراد جمع ہو گئے، اس عورت سے برائی کرنے والا، اس کی مدد کرنے والا اور یہ عورت، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رہا مسئلہ عورت کا، تو اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کی مدد کرنے والے کے لیے اچھی بات کہی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے زنا کا اعتراف کیا ہے میں اس کو رجم کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی توبہ کر لی ہے کہ اگر یثرب کے لوگ بھی وہ توبہ کر لیں تو ان سب سے قبول کر لی جائے گی۔'' پھر آپ ﷺ نے ان سب کو چھوڑ دیا۔

تخريج: حسن...... أخرجه ابوداود: ٤٣٧٩، والترمذی: ١٤٥٤

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ میں ایک استثنائی صورت کا بیان ہے کہ اس زانی کو رجم نہیں کیا گیا، اس کی وجہ اس کی توبہ تھی، کسی کو اس کے جرم کا علم نہیں تھا اور لوگ دوسرے آدمی کو مجرم سمجھ کر اس کو سنگسار کرنے لگے تھے، لیکن اس نے آپ توبہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو رجم کے لیے پیش کر دیا، اللہ تعالیٰ کو اس کی توبہ اس قدر پسند آئی کہ حد لگائے بغیر اس کو معاف کر دیا گیا، یہ مستثنیٰ صورت ہے، آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ آپ ﷺ کو تو بذریعہ وحی اس کی توبہ کا علم ہو گیا تھا، جبکہ ہم اس قسم کا اندازہ نہیں کر سکتے۔

بَابُ الْقَطْعِ فِي السَّرِقَةِ
چوری میں ہاتھ کاٹنے کا بیان

اَلسَّرِقَة (چوری): لغوی معنی: چرائی ہوئی چیز۔

اصطلاحی تعریف: کسی کا مال اس کی حفاظت کی جگہ سے چھپ کر لینے کو چوری کہتے ہیں۔ حفاظت کی جگہ یا محفوظ مقام سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز مالک کے پاس ہو اور اس نے وہ چیز اپنے پاس سنبھال رکھی ہو، خواہ وہ سویا ہو یا جاگتا ہو، یا وہ چیز بند جگہ میں ہو، مثلاً کمرے میں ہو اور کمرے کا دروازہ بند ہو۔ ایسے مقام سے چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا، بشرطیکہ چوری کی ہوئی چیز کی قیمت چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ ہو۔

(٨٢٤)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْطَعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا۔ چوتھائی دینار اور اس سے زیادہ میں ہاتھ کاٹتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۶۷۷۹، ومسلم: ۱۶۸۴

فوائد: ...... دینار کا وزن = 4 ماشہ، 4 رتی (ساڑھے چار ماشے) = 4.374 گرام

دینار کا چوتھائی حصہ: 1 ماشہ، 1 رتی، یعنی: تقریباً 1.93 گرام

دینار سونے کے درج بالا وزن کا نام ہے، بہتر ہے کہ پاکستان 1.93 گرام سونے کے روپے بنا لیے جائیں۔ پھر جو چیز چوری کی گئی ہو، اس کی قیمت کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جائے گا کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے یا نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چوتھائی دینار کی قیمت، تین درہم چاندی کی قیمت کے برابر ہوتی تھی، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے معلوم ہو رہا ہے، لیکن اس زمانے میں چوتھائی دینار کی قیمت تین درہم سے کافی زیادہ ہے، اور وہ اس طرح کہ اگر ایک تولہ سونے کی قیمت (۵۰،۰۰۰) روپے ہو تو چوتھائی دینار کی قیمت پانچ ہزار روپے سے کچھ کم بنتی ہے، جبکہ تین درہم چاندی کی قیمت ایک ہزار روپے سے بھی کم ہے۔

(۸۲۵)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ ....

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَطَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال میں چور کا ہاتھ کاٹا تھا، اس ڈھال کی قیمت تین درہم تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۶۷۹۸، ومسلم: ۱۶۸۶

فوائد: ...... زمانۂ نبوی میں تین درہم، چوتھائی دینار کے برابر ہوتے تھے، اصل معیار چوتھائی دینار ہے، جیسا کہ گزشتہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

(۸۲۶)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ......

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ۔))

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھل میں اور کھجور کے شگوفے میں ہاتھ کاٹنا نہیں ہے۔''

تخریج: حديث صحيح ...... أخرجه النسائي ۸/ ۸۷

فوائد: ...... اس کی وجہ یہ ہے کہ باغ حفاظت کی جگہ نہیں ہے، مزید وضاحت کے لیے اگلی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

(۸۲۷)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَنِي عَمْرُو

بْنُ الْحَارِثِ، وَهِشَامُ بْنُ سَعْدٍ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَيْنَةَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَرَى فِي حَرِيسَةِ الْجَبَلِ؟ قَالَ: ((هِيَ وَمِثْلُهَا وَالنَّكَالُ، لَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْمَاشِيَةِ قَطْعٌ، إِلَّا فِيمَا آوَاهُ الْمُرَاحُ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ، فَفِيهِ قَطْعُ الْيَدِ فَمَا لَمْ يَبْلُغْ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَجَلَدَاتُ نَكَالًا.)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَرَى فِي الثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ؟ فَقَالَ: ((هُوَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ وَالنَّكَالُ، وَلَيْسَ فِي شَيْءٍ مِنَ الثَّمَرِ قَطْعٌ إِلَّا مَا آوَاهُ الْجَرِينُ، فَمَا أُخِذَ مِنَ الْجَرِينِ فَبَلَغَ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ الْقَطْعُ، وَمَا لَمْ يَبْلُغْ ثَمَنَ الْمِجَنِّ فَفِيهِ غَرَامَةُ مِثْلَيْهِ وَجَلَدَاتُ نَكَالًا))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مزینہ قبیلے کا ایک آدمی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! پہاڑ میں چرنے والے جانور کی چوری کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ جانور بھی واپس کرنا ہوگا، اس کی مثل اس کو جرمانہ بھی دینا ہوگا اور مزید سزا بھی ہوگی، البتہ ان جانوروں میں ہاتھ کاٹنا نہیں ہے، مگر اس وقت جب ان کو باڑے میں بند کر دیا جائے اور ڈھال کی قیمت کو پہنچ جائے تو اس وقت ہاتھ کاٹا جائے گا، اور جو ڈھال کی قیمت کو نہ پہنچے تو اس میں عبرت اور سزا کے طور پر دوگنا جرمانہ ہوگا اور کوڑے بھی لگائے جائیں گے۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! درخت پر لگے ہوئے پھل کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ پھل بھی واپس لیا جائے گا اور بطورِ جرمانہ اس کا دوگنا بھی لیا جائے گا اور اس کے ساتھ سزا بھی دی جائے گی، اور پھلوں میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، مگر اس وقت کہ جب پھلوں کو کھلیان میں رکھ دیا جائے اور ڈھال کی قیمت تک پہنچ جائے تو اس میں ہاتھ کاٹا جائے گا، اور جو ڈھال کی قیمت تک نہ پہنچے تو اس میں دوگنا جرمانہ ہوگا اور کچھ کوڑے لگا کر سزا بھی دی جائے گی۔''

تخریج: حدیث حسن ...... أخرجه ابوداود: ۱۷۱۰، والنسائی: ۸/ ۸۵، والترمذی: ۱۲۸۹، وابن ماجه: ۲۵۶۹

فوائد: ...... جانوروں کے باڑے اور کھجور وغیرہ کے کھلیان محفوظ مقام ہیں، اس لیے وہاں سے اٹھائی ہوئی چیز کو چوری کہا جائے گا۔ چراگاہ حفاظت والا مقام نہیں ہے، اس لیے اس مقام سے چوری کرنے سے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، اس باب کے شروع میں چوری کی تعریف پڑھ لیں، تا کہ یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ آ جائے۔

باغ سے گزرنے والا اپنی ضرورت کے مطابق باغ کا پھل کھا سکتا ہے، جیسا کہ دوسری احادیث سے پتہ چلتا ہے۔

یہ مسلمان کے مال کی حرمت ہے کہ جرمانہ بھی ڈالا جا رہا ہے اور سزا بھی دی جا رہی ہے۔

حدیث مبارکہ میں ڈھال کی قیمت کا ذکر اتفاقی ہے، اصل قانون ایک چوتھائی دینار ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد

مبارک میں ایک چوتھائی دینار، تین درہم اور ایک ڈھال، یہ تینوں چیزیں قیمت کے لحاظ سے برابر برابر تھیں۔

ہمارے ہاں پایا جانے والا ایک مسئلہ بڑا اہم ہے اور وہ یہ کہ بجلی اور گیس وغیرہ کے بل جمع کروانے کی ایک معین تاریخ ہوتی ہے، اگر اس تاریخ تک بل جمع نہ کروائے جائیں تو صارفین کو After Due Date والی زائد رقم بھی دینا پڑتی ہے۔ اگر مذکورہ بالا حدیث کو دیکھا جائے تو اس زائد رقم کو جرمانہ قرار دینے کی گنجائش موجود ہے، حکمران کو ایسی سزا دینے کا حق حاصل ہے، لیکن جرمانہ لگانے والوں کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ لوگ متنبہ رہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(٨٢٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَهَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، وَأَبُو زُرْعَةَ الرَّازِيُّ قَالُوا: ثنا عَمْرُو بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ أَسْبَاطٍ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ أُخْتِ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ......

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ، وَقَالَ هَارُونُ: جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى خَمِيصَةٍ ثَمَنُهَا ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا فَجَاءَ رَجُلٌ فَاخْتَلَسَهَا مِنِّي، فَأُخِذَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِهِ لِيُقْطَعَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَتَقْطَعُهُ مِنْ أَجْلِ ثَلَاثِينَ دِرْهَمًا؟ أَنَا أَبِيعُهُ وَأُنْسِيهِ ثَمَنَهَا، قَالَ: ((فَهَلَّا كَانَ قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ))

سیدنا صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مسجد میں اپنی قمیص پر سویا ہوا تھا یا بیٹھا ہوا تھا، اس کی قیمت تیس درہم تھی، ایک آدمی آیا اور اس قمیص کو میرے نیچے سے سرکا لیا، پھر جب اس آدمی کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا، میں آپ کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ تیس درہموں کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیں گے؟ میں اس کو یہ قمیص بیچ دیتا ہوں اور اس کی قیمت بھی اس کو معاف کر دیتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو میرے پاس لانے سے پہلے ایسے کیوں نہیں کر لیا؟''

تخریج: حديث صحيح بطرقه وشواهده ...... أخرجه ابوداود: ٤٣٩٤، والنسائي: ٨/ ٦٨.

فوائد: ......معلوم ہوا کہ حاکم تک معاملہ پہنچنے سے پہلے رعایا کو حدود والے معاملات کو معاف کر دینے کا حق حاصل ہے، لیکن اگر ایسا معاملہ حاکم کے پاس پہنچ گیا تو اس کو معاف کرنے کا حق نہیں ہوگا، اگرچہ حقدار معافی کا اعلان کرتا پھرے۔ یہ بہت خوبصورت قانون ہے، ورنہ رشوت اور ناانصافی کی راہیں ہموار ہو جاتیں۔

بَابٌ فِي حَدِّ الشَّارِبِ
شرابی کی حد کا بیان

(٨٢٩)۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْمُخَرِّمِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے شخص کو لایا گیا، جس نے شراب پی ہوئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

الْخَمْرَ قَالَ: فَضَرَبَهُ بِجَرِيدَتَيْنِ مَعَهُ نَحْوًا مِنْ أَرْبَعِينَ، ثُمَّ صَنَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَشَارَ النَّاسَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: أَخَفُّ الْحُدُودِ ثَمَانِينَ۔

کے پاس دو چھڑیاں تھیں، آپ نے اس کو تقریباً چالیس چھڑیاں لگائیں، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور میں) بھی ایسے ہی کیا، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور شروع ہوا تو انھوں نے اس بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا، سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: سب سے ہلکی حد اسی (۸۰) کوڑے ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٧٧٣، ٦٧٧٦، ومسلم: ١٧٠٦

فوائد: ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شرابی کی حد مقرر نہیں تھی۔ چھڑی، جوتوں، کپڑوں سے سزا دے دی جاتی تھی، البتہ یہ بات درست ہے کہ ایک موقع پر زیادہ سے زیادہ چالیس ضربیں لگائی گئیں، اسی چیز کو دیکھ کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کا قانون جاری رکھا، پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کبار صحابہ کے مشورے سے اسی (۸۰) کوڑوں تک سزا زیادہ کر دی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے بڑی دور اندیشی پر مشتمل تھی کہ شرابی تہمت اور بہتان والی باتیں کرتا ہے، اس لیے اس کو تہمت والی سزا دی جانی چاہیے، جو کہ اسی (۸۰) کوڑے ہے۔ یاد رہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شراب نوشی کے جرم میں اضافہ ہونے لگ گیا تھا۔

(۸۳۰)۔ حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ الْبَزَّازُ قَالَ: أنا شَبَابَةُ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ، فَضَرَبَهُ بِجَرِيدَتَيْنِ أَرْبَعِينَ، وَصَنَعَ ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ اسْتَشَارَ النَّاسَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: أَخَفُّ الْحُدُودِ ثَمَانِينَ، فَفَعَلَهُ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسے شخص کو لایا گیا، جس نے شراب پی رکھی تھی، آپ نے اس کو دو چھڑیوں سے چالیس ضربیں لگا دیں، پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی کیا، جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا دور شروع ہوا تو انھوں نے اس بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا، سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: سب سے ہلکی حد اسی (۸۰) کوڑے ہے، چنانچہ انھوں نے اسی سزا کو نافذ کر دیا۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(۸۳۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا سَكِرَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی شراب کے نشے میں مدہوش ہو جائے تو

فَاجْلِدُوهُ)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: ((فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ))

اس کو کوڑے لگاؤ، تین بار ایسے ہی کرو۔ اگر وہ چوتھی مرتبہ یہی اقدام کرے تو اس کو قتل کر دو۔''

تخریج: حدیث صحیح ..... أخرجه ابوداود: ٤٤٨٤، وابن ماجه: ٢٥٧٢، والنسائی: ٨/ ٣١٤

فوائد: ......شرابی کو قتل کرنے کی حد منسوخ ہو چکی ہے، امام ترمذی نے کہا: شروع میں قتل کی سزا تھی، لیکن پھر اس کو منسوخ کر دیا گیا۔ عام اہل علم کے نزدیک یہی رائے معتبر ہے، ہمارے علم کے مطابق قدیم و جدید اہل علم میں قتل کے منسوخ ہو جانے پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(٨٣٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَّا أَحَدُ ثَلَاثَةِ نَفَرٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ.))

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے اور میں اس کا رسول ہوں تو اس کا خون حلال نہیں ہوگا، مگر تین افراد کا: جان کے بدلے جان، شادی شدہ زانی اور اپنے دین کو چھوڑ کر جماعت سے الگ ہو جانے والا۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٨٧٨، ومسلم: ١٦٧٦

فوائد: ......اسلام تین افراد کو قتل کرنے کا حکم دیتا ہے: مرتد، شادی شدہ زانی اور مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنے والا، اس حدیث سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ شرابی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

بَابُ جِرَاحِ الْعَمْدِ
عمداً قتل یا زخم لگانے کا بیان

(٨٣٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: ثنا قُرَّةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ سِيرِينَ......

قَالَ: أَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: ((أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟)) قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ

سیدنا عبد الرحمن بن ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نحر والے دن ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ''یہ کون سا دن ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام لیں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اسْمِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمُ النَّحْرِ؟)) قُلْنَا: بَلَى قَالَ: ((فَأَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟)) قُلْنَا: بَلَى قَالَ: ((أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَيْسَتْ بِالْبَلْدَةِ؟)) قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: ((فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ، أَلَا لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔))

نے فرمایا: ''کیا یہ نحر والا دن نہیں ہے؟'' ہم نے کہا: جی بالکل، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سا مہینہ ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، پس آپ ﷺ خاموش ہو گئے، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام لیں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟'' ہم نے کہا: جی کیوں نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سا شہر ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، پس آپ ﷺ خاموش ہو گئے، یہاں تک کہ ہمیں گمان ہونے لگا کہ آپ اس کا کوئی اور نام لیں گے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ وہی مکہ شہر نہیں ہے؟'' ہم نے کہا: جی بالکل، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے خونوں اور مالوں کو تم پر ایسے ہی حرام کر دیا ہے جیسے تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینے کے اس دن کی حرمت ہے اور یہ اس دن تک ہے جس دن تم اپنے رب کو جا ملو گے، کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟'' صحابہ نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! گواہ رہنا۔ موجودہ لوگ غائب لوگوں تک پہنچا دیں، کتنے ہی ایسے لوگ ہیں کہ جن کو بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں، خبردار! میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنا شروع کر دو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۷٤۱، ۷۰۷۸، ومسلم: ۱٦۷۹

فوائد: ...... یہ مسلمان کے خون، مال، جان اور عزت کی حرمت کا ذکر ہے۔

(۸۳٤)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ، قَالَ: ثنا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: ثنا مُجَاهِدٌ، عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے معاہدے والوں میں سے کسی کو قتل

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ كَذَا وَكَذَا)) عَلَى مَا ذَكَرَ مُبَلِّغُهُ مَرْوَانَ۔

کر دیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا اور اس کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے آتی ہے۔" یہ اس کے مطابق ہے جو اس کے مبلغ نے مروان کو ذکر کیا۔

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابن ماجه: ٢٦٨٦، والنسائي: ٨/ ٢٥

(٨٣٥)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ، قَالَ: أنا عُيَيْنَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ، حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَجِدَ رِيحَهَا))

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے کسی ذمی کو بغیر کسی عذر کے قتل کر دیا تو اللہ تعالی اس پر حرام قرار دے گا کہ وہ جنت کی خوشبو پا سکے۔"

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابو داود: ٢٧٦٠، والنسائي: ٨/ ٢٤

فوائد: ......اسلام نے معاہدوں کی پاسداری کرنے پر بڑا زور دیا ہے اور اس معاملے میں کافر اور مسلمان کی بھی کوئی تمیز نہیں کی، اگر کوئی ادنیٰ مسلمان بھی کسی کافر سے کوئی معاہدہ کر لیتا ہے یا اس کو پناہ دے دیتا ہے تو تمام مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس معاہدے کے تقاضوں کو پورا کریں۔

(٨٣٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُورٌ فِي الدَّارِ، وَكَانَ فِي الدَّارِ مَدْخَلٌ كَانَ مَنْ دَخَلَهُ سَمِعَ كَلَامَ مَنْ عَلَى الْبَلَاطِ، فَدَخَلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَلِكَ الْمَدْخَلَ فَخَرَجَ وَهُوَ مُتَغَيِّرٌ لَوْنُهُ، فَقَالَ: إِنَّهُمْ لَيَتَوَعَّدُونِي بِالْقَتْلِ آنِفًا، قُلْنَا: يَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! قَالَ: وَلِمَ يَقْتُلُونَنِي؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ابو امامہ بن سہل سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، جبکہ وہ اپنے گھر میں محصور تھے، گھر کے اندر ایک ایسا کمرہ تھا کہ جو آدمی اس میں داخل ہوتا، وہ بلاط پر موجود لوگوں کی بات سن سکتا تھا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اس کمرے میں داخل ہوئے اور پھر نکلے، جبکہ ان کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ انھوں نے کہا: یہ لوگ مجھے ابھی قتل کرنے کی دھمکی دے رہے ہیں۔ ہم نے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالی آپ کو کفایت کرے گا، پھر انھوں نے کہا: بھلا یہ لوگ مجھے کس بنا پر قتل کرنا چاہتے ہیں، جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوْ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا۔)) فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ قَطُّ، وَلَا أَحْبَبْتُ أَنَّ لِي بِدِينِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِي اللّٰهُ لَهُ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا فَبِمَ يَقْتُلُونَنِي؟

تھا: ''کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہے، مگر تین میں سے ایک چیز کی وجہ سے: (۱) وہ آدمی جس نے اسلام کے بعد کفر کیا ہو، (۲) وہ آدمی جس نے شادی کرنے کے بعد زنا کیا ہو، یا (۳) وہ آدمی جس نے کسی جان کو قتل کر دیا۔'' اللہ کی قسم! میں نے جاہلیت میں زنا کیا نہ اسلام میں اور جب سے اللہ تعالی نے مجھے ہدایت دی، اس وقت سے مجھے یہ بات گوارا نہیں ہے کہ اس کے بدلے مجھے کوئی اور دین مل جائے اور نہ میں نے کسی جان کو قتل کیا ہے، یہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۴۵۰۲، والترمذی: ۲۱۵۸، وابن ماجه: ۲۵۳۳، والنسائی: ۷/ ۹۱

فوائد: ...... اسلام میں تین قسم کے قتل جائز ہیں، خلیفۂ سوم سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تو اس قسم کے جرائم سے پاک تھے، بلکہ عہدِ نبوی میں ایسی نیکیاں کر چکے تھے جن کی وجہ سے ان کا جنت میں داخل ہونا یقینی امر ہو چکا تھا، لیکن بغاوت پر اتر آنے والے ایسے امور کا لحاظ کب کرتے ہیں، حشر کا عدل ہی بتائے گا کہ خلیفۂ سوم کے خون کا ذمہ دار کون ہے۔

(۸۳۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو سَلَمَةَ، قَالَ: ثنا أَبَانُ، قَالَ: ثنا قَتَادَةُ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَخَ رَأْسَ جَارِيَةٍ بِحَجَرٍ، ثُمَّ أَخَذَ أَوْضَاحًا كَانَ عَلَيْهَا، فَوَجَدُوهَا وَبِهَا رَمَقٌ فَطَافُوا بِهَا، أَهٰذَا هُوَ أَهٰذَا هُوَ؟ حَتَّى دَلَّتْ عَلَى الْيَهُودِيِّ، فَأَخَذُوهُ فَاعْتَرَفَ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضِخَ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر پتھر سے کچل دیا اور اس نے جو زیورات پہنے ہوئے تھے، وہ بھی لے گیا۔ جب لوگ اس لڑکی تک پہنچے تو اس میں ابھی تک جان تھی، اس لیے انھوں نے اس کو لے کر چکر لگوائے اور پوچھتے رہے کہ آیا یہ وہ آدمی ہے، کیا یہ وہ آدمی ہے، یہاں تک کہ اس نے خود اُس یہودی تک رہنمائی کی۔ انھوں نے اس کو پکڑ لیا اور اس نے اعتراف بھی کر لیا۔ لہٰذا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس کے سر کو پتھروں سے کچل دیا گیا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۶۸۸۵، ومسلم: ۱۶۷۲

(۸۳۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، قَالَ: أنا قَتَادَةُ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ، فَقِيلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا فُلَانٌ أَمْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر دو پتھروں کے اندر کچل دیا۔ اس لڑکی کو کہا گیا: تیرے ساتھ یہ زیادتی فلاں نے کی ہے یا فلاں نے؟ یہاں

فُلَانٌ، حَتَّى سُمِّيَ الْيَهُودِيُّ، فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاعْتَرَفَ بِهِ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ۔

تک کہ متعلقہ یہودی کا نام لیا گیا۔ جب اس یہودی کو نبیٔ کریم ﷺ کے پاس لایا گیا تو اس نے اعتراف کیا، آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان میں کچل دیا گیا۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......مسلمان عورت کے بدلے غیر مسلم قاتل کو قصاصاً قتل کیا جائے گا۔

(۸۳۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَا: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ......

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، زَادَ الْأَحْمَسِيُّ: وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ۔"

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم قتل کرو تو اچھے انداز میں قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے انداز میں ذبح کرو۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۱۹۵۵

فوائد: ......حدیثِ مبارکہ کے اس جملے ''جب تم قتل کرو تو اچھے انداز میں قتل کرو'' کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت میں جس جانور یا انسان کو قتل کرنے کی اجازت دی گئی، مثلاً کسی موذی جانور کو قتل کرنا، کسی کو قصاصاً قتل کرنا اور میدانِ جنگ میں دشمن کو قتل کرنا۔ ان تمام صورتوں میں کسی کو ایذا دے دے کر مارنے کی اجازت نہیں، بلکہ اچھے طریقے سے مقصود تک پہنچنا چاہیے، حلال جانوروں کو ذبح کرتے وقت بھی چھری کو تیز کرنے اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچانے کی تلقین کی گئی ہے۔

محاربہ کی صورتحال کچھ اور ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے سنگین جرائم کی وجہ سے ان کی سخت سزا تجویز کی ہے۔ دیکھیں حدیث نمبر (۸۴۶)

(۸۴۰)۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: ثنا الْمُغِيرَةُ، لَعَلَّهُ قَالَ: عَنْ شِبَاكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هُنَيِّ بْنِ نُوَيْرَةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَعَفُّ النَّاسِ قِتْلَةً أَهْلُ الْإِيمَانِ))

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قتل کے وقت سرکشی سے سب سے زیادہ وہ لوگ بچتے ہیں جو ایمان دار ہوں۔''

تخریج: حدیث حسن ...... أخرجه ابوداود: ٢٦٦٦، وابن ماجه: ٢٦٨٢

فوائد: ......معلوم ہوا کہ ہمیں جائز قتل اور ذبح کرنے کے لیے ایسا انداز اختیار کرنا چاہیے جس میں انسان اور جانور کے لیے تکالیف کم ہو۔

(٨٤١)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدِ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنا أَبُو خَالِدٍ، قَالَ: أنا حُمَيْدٌ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِالِاقْتِصَاصِ مِنَ السِّنِّ وَقَالَ: ((كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دانت کے قصاص کا حکم دیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی کتاب کا حکم قصاص کا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٢٧٠٣، ٤٤٩٩، ٦٨٩٤، ومسلم: ١٦٧٥

فوائد: ...... یہ تفصیلی حدیث یوں ہے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی ربیع بنت نضر نے ایک لونڈی کا دانت توڑ دیا، جب انہوں نے اس لونڈی کے ورثا کے سامنے دیت پیش کی تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، انہوں نے معافی کا مطالبہ کیا، لیکن وہ معاف کرنے پر بھی راضی نہیں ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص لینے کا حکم جاری کر دیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی کا بھائی اور ان کا چچا سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میری بہن ربیع کے دانت توڑے جائیں گے؟ نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے انس بن نضر! اللہ تعالیٰ کی کتاب کا مطالبہ قصاص کا ہے (تم یہ بات کیوں کرتے ہو)۔'' اتنے میں مظلوم لوگوں نے معاف کر دیا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھا دیں تو وہ اس کو پورا کر دیتا ہے۔''

اس حدیث میں جو مسئلہ پیش کیا گیا ہے، اس میں قصاص تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قصاص کا ہی مطالبہ کیا، حقیقت میں اس باب میں قسم اٹھانا مفید ثابت نہیں ہوتا، سارا اختیار مظلوم کے ہاتھ میں ہوتا ہے، وہ قصاص لے، یا دیت لے، یا معاف کر دے، لیکن جب اس صحابی نے قسم اٹھالی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا لحاظ کیا اور متاثرہ لوگوں کو توفیق بخشی کہ انھوں نے قصاص کا مطالبہ چھوڑ دیا اور دیت لینے پر راضی ہو گئے۔

(٨٤٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا سُفْيَانُ، عَنْ فِرَاسٍ......

عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ زَاذَانَ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَدَعَى بِغُلَامٍ لَهُ فَأَعْتَقَهُ، ثُمَّ قَالَ: مَالِي مِنْ أَجْرِهِ مَا يَزِنُ هَذَا أَوْ مَا يُسَاوِي هَذَا،

زاذان کہتے ہیں: میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا، انھوں نے اپنے ایک غلام کو بلایا اور اس کو آزاد کر کے کہا: اس عمل میں میرے لیے اتنا اجر بھی نہیں ہے جو اس کے برابر ہو، ساتھ ہی انھوں نے اپنے ہاتھ سے زمین سے کوئی چیز اٹھا کر

وَأَخَـذَ شَيْـئًـا مِـنَ الْأَرْضِ بِيَـدِهِ ، إِنِّـي سَمِـعْـتُ رَسُـولَ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّـمَ يَقُولُ: ((مَنْ ضَرَبَ عَبْدًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ أَوْ لَطَمَهُ فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أَنْ يُعْتِقَهُ))

اشارہ کیا، بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس نے اپنے غلام کو ایسی حد لگائی جس کا وہ مستحق نہ ہو یا جس نے اس کو تھپڑ مارا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے۔''

تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٥٧

فوائد: ......اس روایت سے پتہ چلا کہ جب یہ مار بغیر کسی سبب اور تربیت کے ہو تو اس کا یہ کفارہ ہو گا۔

لیکن اس معاملے میں درج ذیل تفصیل کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے:

امام نووی نے کہا: علمائے کرام نے کہا ہے کہ اس حدیثِ مبارکہ میں غلاموں کے ساتھ نرمی کرنے، حسن صحبت اختیار کرنے اور ان کو تکلیف نہ دینے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اس بات پر مسلمانوں کا اجماع اور اتفاق ہے کہ ایسی صورت میں غلام کو آزاد کرنا واجب نہیں ہے، مستحب ہے، تا کہ مالک کے گناہ کا کفارہ بن جائے، ان اہل علم نے سیدنا سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی عدم وجوب کا استدلال کیا ہے، کیونکہ اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے ان لوگوں کو غنی ہونے تک ایسے غلام سے خدمت لینے کی اجازت دی۔ (شرح مسلم للنووی: ١١/ ١٢٧)

اس موضوع سے متعلقہ تمام احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

مالک اپنے غلام کو جو سزا دے اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱)...... مالک کی طرف سے دی گئی سزا کا غلام کے جرم سے کم ہونا، اس میں مالک کی فضیلت ہے۔

(۲)......سزا کا غلام کے جرم کے مطابق ہونا، اس سے معاملہ برابر سرابر ہو جائے گا۔

(۳)...... مالک کی سزا کا غلام کے جرم سے زیادہ ہونا۔

آخری صورت میں کفارے کے طور پر غلام کو آزاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اگر وہ آزاد نہیں کرتا تو دوسرے حقوق العباد کی طرح مالک کے ظلم کے مطابق اس کی کچھ نیکیاں غلام کو دی جائیں گی یا غلام کی کچھ برائیاں مالک کے کھاتے میں ڈال دی جائیں گی، الا یہ کہ اللہ تعالی غلام کو اپنی جناب سے راضی کر دے۔

ان احادیث میں ان لوگوں کے لیے بڑی وعید ہے، جو اپنے ماتحت مزدوروں اور نوکروں کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔

(٨٤٣)۔ حَدَّثَـنَـا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، قَالَ: أنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَـنِ ابْـنِ عَبَّـاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، عَنِ الـنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنے دین کو بدل دے، اس کو قتل کر دو۔''

بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ))

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٩٢٢

فوائد: ......اسلام سے مرتد ہونے والے کی سزا قتل ہے۔

(٨٤٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ......

عَنْ أَبِي فِرَاسٍ، قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: أَلَا إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ عُمَّالِي عَلَيْكُمْ لِيَضْرِبُوا أَبْشَارَكُمْ، وَلَا لِيَأْخُذُوا مِنْ أَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنِّي إِنَّمَا أَبْعَثُهُمْ لِيُعَلِّمُوكُمْ دِينَكُمْ وَسُنَّتَكُمْ، فَمَنْ فَعَلَ بِهِ غَيْرَ ذَلِكَ فَلْيَرْفَعْهُ إِلَيَّ، فَوَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ! لَأُقِصَّنَّهُ مِنْهُ، فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنْ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى رَعِيَّةٍ فَأَدَّبَ بَعْضَ رَعِيَّتِهِ لَتُقِصَّنَّهُ مِنْهُ؟ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَا لَأُقِصَّنَّهُ، وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقِصُّ عَنْ نَفْسِهِ، وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ! لَأُقِصَّنَّهُ مِنْهُ۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا: خبردار! میں نے اپنے عاملوں کو تمہارے پاس اس لیے نہیں بھیجا کہ وہ تمہاری پٹائی کریں یا تمہارا مال سلب کرلیں، میں نے تو ان کو اس لیے بھیجا ہے کہ وہ تمھیں تمہارے دین اور سنت کی تعلیم دیں، جس کے ساتھ اس کے علاوہ کوئی اور کاروائی کی جائے تو وہ مجھے آگاہ کرے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے! میں اس کو ضرور قصاص دلواؤں گا، یہ سن کر سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اے امیر المؤمنین! ایک مسلمان اپنی رعایا پر حاکم ہو اور کسی فرد سے کوئی تادیبی کاروائی کرے تو کیا آپ اس سے قصاص دلوائیں گے؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ضرور ضرور قصاص دلواؤں گا، میں نے تو نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی ذات سے قصاص دلواتے تھے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے! میں ضرور قصاص دلواؤں گا۔

تخریج: صحیح ......أخرجه ابوداود: ٤٥٣٧، والنسائی: ٣٤/٨

(٨٤٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: أنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ أَبَا جَهْمٍ مُصَدِّقًا فَلَاحَهُ رَجُلٌ فِي صَدَقَتِهِ فَضَرَبَهُ أَبُو جَهْمٍ فَشَجَّهُ فَأَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: الْقَوَدَ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابوجہم رضی اللہ عنہ کو صدقے کی وصولی کے لیے بھیجا۔ ایک آدمی نے صدقہ دینے میں ان سے جھگڑا کیا۔ جواباً ابوجہم نے اسے مار کر اس کا سر زخمی کر دیا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور

ﷺ: ((لَكُمْ كَذَا وَكَذَا)) فَلَمْ يَرْضَوْا، قَالَ: ((فَلَكُمْ كَذَا وَكَذَا)) فَلَمْ يَرْضَوْا، قَالَ: ((فَلَكُمْ كَذَا وَكَذَا)) فَرَضُوْا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ)) قَالُوْا: نَعَمْ، فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ هٰؤُلَاءِ اللَّيْثِيِّيْنَ أَتَوْنِي يُرِيْدُوْنَ الْقَوَدَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِمْ كَذَا وَكَذَا فَرَضُوْا، أَرَضِيْتُمْ؟)) قَالُوْا: لَا، فَهَمَّ الْمُهَاجِرُوْنَ بِهِمْ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكُفُّوْا فَكَفُّوْا ثُمَّ دَعَاهُمْ فَزَادَهُمْ وَقَالَ: ((أَرَضِيْتُمْ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَإِنِّي خَاطِبٌ عَلَى النَّاسِ وَمُخْبِرُهُمْ بِرِضَاكُمْ)) فَخَطَبَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((أَرَضِيْتُمْ؟)) قَالُوْا: نَعَمْ۔

قصاص کا مطالبہ کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اتنا کچھ لے لو۔'' لیکن وہ راضی نہ ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلو تمہیں اتنا کچھ مل جائے گا۔'' لیکن وہ پھر بھی راضی نہ ہوئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''چلو، تم کو اتنا کچھ دے دیتے ہیں۔'' اب کی بار وہ راضی ہوگئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''میں لوگوں سے خطاب کرتا ہوں اور ان کو تمہاری رضا مندی سے آگاہ کرتا ہوں۔'' انہوں نے کہا: جی ٹھیک ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: ''لیث قبیلے کے یہ افراد میرے پاس آئے، انھوں نے قصاص کا مطالبہ کیا، میں نے ان پر اتنا مال پیش کیا اور ان سے پوچھا: کیا اب راضی ہو گئے ہو؟ انھوں نے کہا: جی نہیں۔'' مہاجرین نے ان کو کچھ کہنا چاہا، لیکن جب آپ ﷺ نے ان کو رکنے کا حکم دیا تو وہ رک گئے، پھر آپ ﷺ نے ان کو بلایا اور مزید دے کر فرمایا: ''اب راضی ہو گئے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں لوگوں سے خطاب کر کے انھیں تمہاری رضا کے بارے میں بتانے والا ہوں۔'' پھر آپ ﷺ مخاطب ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم لوگ اب راضی ہو گئے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی ہاں۔

تخریج: اسنادہ صحیح ...... أخرجه ابوداود: ٤٥٣٤، والنسائی: ٨/ ٣٥، وابن ماجه: ٢٦٣٨

فوائد: اگر بادشاہ اور کوئی صاحبِ اختیار و اقتدار حکمران کسی کے ساتھ اس قسم کی زیادتی اور مار کٹائی والا معاملہ کرے، جیسا کہ سیدنا ابوجہم رضی اللہ عنہ نے کیا تھا تو اس سے قصاص لیا جائے گا، تاہم فریقِ ثانی کو کچھ دے دلا کر بھی معاملہ رفع دفع کیا جا سکتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب مظلوم قصاص کا ہی مطالبہ کر رہا ہو تو اس کو اس کی دیت سے زیادہ دے کر اس کو راضی کیا جا سکتا ہے۔

دیہاتی طبعاً سخت مزاج اور لاعلم ہوتے ہیں، اسی بنا پر انھوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا، آپ ﷺ نے اپنی وسعتِ ظرفی اور حسنِ اخلاق کی روشنی میں ان کے اس رویے سے درگزر فرمایا۔

(٨٤٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ تَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ أَنَّهُمْ أَهْلُ ضَرْعٍ وَلَمْ يَكُونُوا أَهْلَ رِيفٍ، وَشَكَوْا حُمَّى الْمَدِينَةِ، فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ، وَأَمَرَ بِرَاعٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا، فَانْطَلَقُوا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ، فَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ، وَقَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقُوا الذَّوْدَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ، فَأُتِيَ بِهِمْ، فَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ، وَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَتُرِكُوا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ يَقْضِمُونَ حِجَارَتَهَا حَتَّى مَاتُوا قَالَ قَتَادَةُ: فَبَلَغَنَا أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ أُنْزِلَتْ فِيهِمْ ﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ......﴾ [المائدة: ٣٣]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عکل اور عرینہ قبیلوں کے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس آگئے۔ پھر انھوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ وہ لوگ دودھ والے ہیں، کھیتی باڑی والے نہیں ہیں، نیز انھوں نے مدینہ منورہ کے بخار کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے اونٹوں اور چرواہے کا حکم دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ اونٹوں کی طرف چلے جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں۔ چنانچہ وہ حرہ کی ایک طرف چلے گئے۔ انھوں نے اسلام کے بعد کفر کیا۔ نبی کریم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ لے کر فرار ہو گئے، جب آپ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے تلاش کرنے والے کو ان کے پیچھے بھیجا۔ جب ان کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے گرم سلائیوں سے ان کی آنکھیں پھوڑ دیں، ان کے ہاتھوں اور ٹانگوں کو کاٹ دیا اور ان کو حرہ کی ایک طرف پھینک دیا، وہ پتھروں کو کاٹتے تھے، یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ امام قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیت ان ہی کے بارے نازل ہوئی تھی: ﴿إِنَّمَا جَزَآؤُا الَّذِينَ ....﴾ (سورۂ مائدہ: ۳۳)

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٨٠٢، ومسلم: ١٦٧١

فوائد: ......اس حدیث میں محاربہ کا ذکر ہے۔

مُحارب: لغوی معنی: لڑائی کرنے والا

اصطلاحی تعریف: جو لوگوں کو قتل ہونے یا مال چھن جانے کے ڈر سے گھبراہٹ میں ڈالے رکھے، خواہ وہ شہر میں ہو یا اس سے باہر اور ایسا کرنے والا مسلمان ہو یا کافر۔

اس کو محاربہ کہتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی منظم اور مسلح جتھے کا اسلامی حکومت کے دائرے میں یا اس کے قریب صحرا وغیرہ میں راہ چلتے قافلوں اور افراد اور گروہوں پر حملے کرنا، قتل و غارت کرنا، سلب ونہب، اغوا اور آبروریزی کرنا وغیرہ۔

درج بالا حدیث میں مذکور لوگ محاربین تھے، ان کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔﴾...... ''جولوگ اللہ تعالی اوراس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے، یہ تو ہوئی ان کی دنیوی ذلت اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔'' (سورۂ مائدہ:۳۳)

جناب ابوقلابہ نے کہا: هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ سَرَقُوْا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ ......ان لوگوں نے چوری کی، قتل کیا، ایمان کے بعد پھر سے کفر کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے محاربہ کیا۔ (صحیح بخاری: ۶۸۰۲، ۶۸۰۵)

(۸۴۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ غَيْلَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنِ التَّيْمِيِّ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا سَمَرَ أَعْيُنَهُمْ لِأَنَّهُمْ سَمَرُوا أَعْيُنَ الرُّعَاةِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کو گرم سلائیوں سے اس لیے پھوڑ دیا تھا کہ انھوں نے چرواہوں کی آنکھوں کو گرم سلائی سے پھوڑا تھا۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(۸۴۸)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، وَالْحَدِيثُ لِابْنِ الْمُقْرِءِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا، جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدَ، قَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَمَا أَلْوَانُهَا؟)) قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: ((هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟)) قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا، قَالَ: ((فَأَنَّى أَتَاهَا ذٰلِكَ؟)) قَالَ: عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ، قَالَ: ((وَهٰذَا عَسَى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: میری بیوی نے سیاہ رنگ کا بچہ جنم دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کا رنگ کیا ہے؟'' اس نے کہا: سرخ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا ان میں خاکی رنگ کے بھی ہیں؟'' اس نے کہا: جی ان میں خاکی رنگ کے بھی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کہاں سے آ گئے؟'' اس نے کہا: ممکن ہے کہ کسی رگ نے ان کو اپنی طرف کھینچ لیا ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر اس بچے کے لیے

بھی ممکن ہے کہ کسی رگ نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا ہو۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ٧٣١٤، ومسلم: ١٥٠٠

فوائد: ......معلوم ہوا کہ پیدا ہونے والے بچے کی رنگت اور شکل وصورت کی بنا پر اس کی ماں پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی، بلکہ ایسا بچہ جس کے گھر پیدا ہوگا، اسی کا سمجھا جائے گا۔

(٨٤٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا الْفَضْلُ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، قَالَ: أنا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ نَبِيُّ التَّوْبَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكًا وَكَانَ ظَالِمًا، أُقِيمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی التوبہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: "جس نے ظلم کرتے ہوئے اپنے غلام پر تہمت لگائی تو قیامت والے دن اس کو اس کی حد لگائی جائے گی، الا یہ کہ وہ ایسے ہی، جیسے اس نے کہا ہو۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٨٥٨، و مسلم: ١٦٦٠

فوائد: ......اللہ تعالیٰ کا دربار کامل عدل وانصاف پر مشتمل ہوگا، اگرچہ غلام مکمل طور پر اپنے آقا کی ملکیت ہوتا ہے، لیکن جہاں آقا کی طرف سے ظلم پایا گیا، وہاں گرفت کی جائے گی۔

(٨٥٠)۔ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: أنا شُعَيْبٌ يَعْنِي ابْنَ اللَّيْثِ، قَالَ لَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ))

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دس سے زیادہ کوڑے نہ لگائے جائیں، مگر اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد میں۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٨٤٨، ومسلم: ١٧٠٨

فوائد: ......شریعتِ اسلامیہ میں حدود اور ان کی سزاؤں کا تعین کر دیا گیا ہے، تعزیر سے مراد اس جرم کی سزا ہے جو حدِّ شرعی والے جرم سے کم ہو، اس بارے میں آپ ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ تعزیر دس کوڑوں سے زیادہ نہ دی جائے۔ تھانوں اور مختلف اداروں میں اسی اصول کی پابندی ہونی چاہیے۔

(٨٥١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ هَارُونَ الْبُرْدِيُّ، قَالَ: أنا هِشَامُ بْنُ

يُوسُفَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ فَيَّاضٍ الْأَبْنَاوِيِّ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي بَكْرِ بْنِ لَيْثٍ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقَرَّ أَنَّهُ زَنَى بِامْرَأَةٍ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَجَلَدَهُ مِائَةً، وَكَانَ بِكْرًا، ثُمَّ سَأَلَهُ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمَرْأَةِ، فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: كَذَبَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَجَلَدَهُ حَدَّ الْفِرْيَةِ ثَمَانِينَ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنو بکر قبیلے کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور چار دفعہ یہ اقرار کیا کہ اس نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اس کو سو کوڑے لگائے، یہ آدمی کنوارا تھا، پھر جب آپ ﷺ نے اس سے عورت پر گواہی کا مطالبہ کیا تو اس عورت نے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسول! اس نے جھوٹ بولا ہے، پھر آپ ﷺ نے اس کو تہمت کی حد لگاتے ہوئے اسی (۸۰) کوڑے لگائے۔

تخريج: منكر ...... أخرجه ابوداود: ٤٤٦٧ ...... قال النسائي: هذا حديث منكر۔ قلت: فيه القاسم بن فياض، قال فيه ابن حبان: كان ممن ينفرد بالمناكير عن المشاهير، فلما كثر ذالك في روايته بطل الاحتجاج بخبره

فوائد: ......ایسی صورت میں اقرار کرنے والے کو صرف حد لگائی جائے گی، وہ تہمت کی سزا کا مستحق نہیں ہوگا، سنن نبویہ میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَشْرِبَةِ
مشروبات کا بیان

ایک مشروب شراب ہے، اس کی تعریف درج ذیل ہے، باقی مذکورہ امور کی وضاحت احادیث کے فوائد میں ہی ملاحظہ فرمائیں۔

اَلْخمر: لغوی معنی: چھپانا، پوشیدہ کرنا، شراب پلانا، انگور وغیرہ کا نشہ آور رس، وغیرہ

اصطلاحی تعریف: عربی لغت اور عرف عام میں ہر نشہ آور چیز اور مشروب کو "خَمْر" کہتے ہیں، احادیثِ صحیحہ میں بھی ہر نشہ اور مشروب کو "خَـمْر" کہا گیا ہے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ)) ......"ہر نشہ آور چیز "خَمْر" ہے اور ہر "خَمْر" حرام ہے۔" (صحیح مسلم)

نیز سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَالْـخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ۔ ......"خَمْر" اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پہ پردہ ڈال دے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

اس جامع و مانع تعریف کی روشنی میں سگریٹ، تمباکو، نسوار، ہیروئن اور افیون وغیرہ کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

(۸۵۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَعْلَى، قَالَ: ثنا أَبُو حَيَّانَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: خَطَبَنَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، وَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْخَمْرَ نَزَلَ تَحْرِيمُهَا يَوْمَ نَزَلَ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالْعَسَلِ، وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر ہمیں خطبہ دیا۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور وعظ و نصیحت کی اور کہا: اما بعد! بیشک جس دن شراب کی حرمت نازل ہوئی، اس وقت یہ ان پانچ چیزوں سے بنایا جاتا تھا: انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد، اور شراب وہ ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٦١٩، ٥٥٨١، و مسلم: ٣٠٣٢

فوائد: ......حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ مِنَ الْعِنَبِ خَمْراً، وَإِنَّ مِنَ التَّمْرِ خَمْراً، وَإِنَّ مِنَ الْعَسَلِ خَمْراً، وَإِنَّ مِنَ الْبُرِّ خَمْراً، وَإِنَّ مِنَ الشَّعِيْرِ خَمْراً۔)) ...... ''بیشک انگور کی شراب ہوتی ہے، کھجور کی شراب ہوتی ہے، شہد کی شراب ہوتی ہے، گندم کی شراب بنائی جاتی ہے اور جو کی شراب بنائی جاتی ہے۔'' (ابو داود: ۲/ ۱۲۹، صحیحہ: ۱۵۹۳)

ان احادیثِ مبارکہ سے جمہور کے اس مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے، خواہ وہ انگور یا کھجور کی شراب ہو یا کسی اور چیز کی۔ یاد رہے کہ شریعت کا مقصود یہ ہے کہ جس چیز کی وجہ سے عقلی توازن برقرار نہ رہ سکے یا جو چیز عقل پر پردہ ڈال دے، وہ جس چیز سے بنائی گئی ہو، اس کا نام جو بھی رکھ دیا جائے، وہ حرام اور ممنوع ہو گی۔

احناف نے اس مسئلے میں ساری امت سے اختلاف کیا ہے اور ''خَمْر'' سے مراد صرف وہ شراب لی ہے جو انگور سے تیار کی جائے، بلکہ مزید قیود بھی لگا دی ہیں کہ انگور کا نچوڑا ہوا پانی آگ پر گرم کیے بغیر دو ثلث سے کم خشک ہو جائے، اس میں جھاگ پیدا ہو جائے اور وہ نشہ دے تو اسے ''خَمْر'' کہا جائے گا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا نشہ آور مشروب خمر نہیں کہلاتا، مثلاً: انگور کے علاوہ کسی اور پھل کا نچوڑ ہو یا نچوڑ تو انگور کا ہو مگر اسے آگ پر گرم کر کے خشک کیا گیا ہو یا دو ثلث سے زائد خشک ہو جائے، خواہ آگ کے بغیر ہی ہو، ان تمام صورتوں میں ان کے نزدیک اسے ''خَمْر'' نہیں کہا جائے گا، خواہ وہ نشہ دیتا ہو، البتہ اسے مُسْكِر (نشہ دینے والا) کہا جائے گا۔ احناف کے ہاں اس مخصوص ''خَمْر'' کا ایک گھونٹ بھی حرام ہے، مگر عام مسکرات نشے کی حد سے کم پینا جائز ہیں، یعنی جو شراب انگور کے علاوہ کسی اور چیز سے بنائی جائے تو وہ اتنی مقدار میں پینا اور استعمال کرنا جائز ہے جس مقدار سے نشہ نہ آتا ہو، ہاں اتنی مقدار حرام ہو گی جس سے نشہ آ جاتا ہو۔ احناف کی اس توجیہ کا ثبوت شریعت تو کجا عقل سلیم بھی اس کا انکار کرتی ہے، کیونکہ شراب کی حرمت کی وجہ نشہ ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ شراب اور دیگر نشہ آور مشروبات کے حکم میں فرق کیا جائے؟

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((حَرَّمَ اللّٰهُ الْخَمْرَ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔)) ......''اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دیا ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔'' (نسائی: ۲/ ۳۳۳، صحیحہ: ۱۸۱٤، وروی مسلم: ٦/ ۱۰۰ وغیرہ نحوہ)

یہ حدیث ان قطعی دلائل میں سے ہے جو ہر نشہ دینے والی چیز کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ انگور سے بنائی گئی ہو یا کھجور اور مکئی وغیرہ سے یا اس کی مقدار قلیل ہو یا کثیر۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مختلف چیزوں سے تیار کی جانے والی شراب اور اس کی معمولی یا غیر معمولی مقدار میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (صحیحہ: ۱۸۱٤)

امام البانی رحمہ اللہ نے (سلسلة الاحادیث الضعیفة) میں اس ضعیف حدیث کا تذکرہ کرنے کے بعد کہا: ((حرمت الخمر لعینها قلیلها و کثیرها، والسُّکر من کل شراب۔)) ......''شراب اپنی ذات کی بنا پر حرام ہے، وہ تھوڑی ہو یا زیادہ اور ہر مشروب سے نشہ حرام ہے۔''

احناف نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ انگوروں سے بنائی جانے والی نشہ آور چیز کو صرف شراب کہتے ہیں، جس کی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے اور کثیر بھی۔ جو نشہ آور مشروبات گندم، جو، شہد اور مکئی سے تیار کیے جاتے ہیں، وہ حلال ہیں۔ صرف ان کی اتنی مقدار پینا حرام ہے، جس سے نشہ پیدا ہو جائے۔

لیکن یہ مذہب باطل ہے اور صحیح وصریح اور یقینی وقطعی احادیث کے مخالف ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ)) (مسلم) ......''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔''

اس حدیث کے کثیر شواہد موجود ہیں، امام زیلعی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے، میں نے (ارواء الغلیل: ۸/ ٤۰۔٤٥) میں بعض کا ذکر کیا ہے۔ بلکہ شیخ علی قاری حنفی نے تو (شرح مسند الامام ابی حنیفة: ص ٥۹) میں کہا: قریب ہے کہ یہ حدیث متواتر ثابت ہو جائے۔ آپ کو صاحبِ ہدایہ کے اس قول سے دھوکہ نہیں ہونا چاہیے (کہ اس حدیث پر یحییٰ بن معین نے طعن کیا)۔ کیونکہ یہ قول بے بنیاد ہے اور ابن معین سے اس کی کوئی اصل نہیں ہے، جیسا کہ امام زیلعی نے کہا اور ابن معین کا مرتبہ اس سے بلند ہے کہ اس حدیث کی صحت ان سے مخفی رہ جائے۔

نیز ارشادِ نبوی ہے: ((مَا أَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ)) ......''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ دے، اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہوتی ہے۔'' یہ حدیث تقریباً آٹھ صحابہ سے مروی ہے، امام زیلعی نے (نصب الرایة: ٤/ ۳۰۱۔۳۰٦) میں تمام سندوں کا تذکرہ کیا ہے، میں نے (ارواء الغلیل: ۲۳۷٥، ۲۳۷٦) میں بعض کا ذکر کیا ہے اور امام نسائی نے اپنی سنن میں بعض روایات کا ذکر کیا اور پھر کہا: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نشہ کی کثیر مقدار بھی حرام ہے اور قلیل بھی۔ لیکن اپنے حق میں بعض دھوکہ بازوں نے کہا: جس شراب کی زیادہ مقدار سے نشہ پیدا ہوتا ہے اس کی اتنی کم مقدار حلال ہوتی ہے، جس سے نشہ پیدا نہیں ہوتا۔

تنبیہ: ہم نے شراب کے بارے میں احناف کا جو مسلک بیان کیا ہے، اس کو امام ابوحنیفہ اور صاحبین سے بیان کرنے والے امام طحاوی ہیں، امام محمد نے بھی (الآثار: ص۔ ۱٤۸) میں یہ مسلک بیان کیا اور اس کو برقرار رکھا۔ لیکن علامہ ابوالحسنات لکھنوی نے (التعليق الممجد على مؤطا محمد) میں کہا کہ امام محمد ہر نشہ آور چیز کی قلیل اور کثیر مقدار کے حرام ہونے کے قائل ہیں، جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے۔ شاید اس مسئلے میں امام محمد کے دو اقوال ہوں، جن میں سے دوسرا قول احادیثِ صحیحہ کے موافق ہونے کی وجہ سے درست ہے۔

اس ضعیف حدیث سے احناف نے جو استدلال کر کے شراب کے بارے میں اپنا مسلک پیش کیا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شراب انگوروں کے علاوہ کسی اور چیز سے تیار کی جائے، اس کی اتنی مقدار پینا جائز ہے جس سے نشہ پیدا نہیں ہوتا، نیز اگر ایسی شراب سے نشہ آ بھی جائے تو پینے والے کو حد نہیں لگائی جا سکتی۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا یہی مسلک ہے، جیسا کہ (الهدایہ: ۸/ ۱٦۰) سے معلوم ہوتا ہے، لیکن صاحبِ ہدایہ نے کہا: زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ اس کو حد لگائی جائے گی، جیسا کہ امام محمد کا خیال ہے، جن کا دوسرا قول جمہور کے مسلک کے موافق ہے۔ (سلسلة الاحاديث الضعيفة: ۱۲۲۰)

(۸۵۳)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، قَالَ: ثني أَبُو الْوَدَّاكِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ عِنْدَنَا خَمْرًا لِيَتِيمٍ فَأَمَرَنَا فَأَهْرَقْنَاهَا۔

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب شراب کو حرام کیا گیا تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس ایک یتیم کی شراب ہے، آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا اور ہم نے اس کو انڈیل دیا۔

تخریج: صحيح بشواهده ...... أخرجه الترمذى: ۱۲٦۳

(۸۵٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو الْغَزِّيُّ، قَالَ: ثنا قَبِيصَةُ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَبِي هُبَيْرَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ تُجْعَلُ خَلًّا فَكَرِهَهُ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا شراب سے سرکہ بنایا جا سکتا ہے، تو آپ ﷺ نے اس کو ناپسند کیا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ۱۹۸۳

فوائد: ...... چونکہ شراب حرام ہے، اس لیے اس کو کسی طرح استعمال میں لانا بھی حرام ہے۔ یاد رہے کہ اگر کوئی آدمی شراب سے سرکہ بنا لے، تو وہ سرکہ حلال ہو گا، لیکن وہ اس عمل کی وجہ سے گنہگار ہو گا۔

(٨٥٥)۔ حَدَّثَنَا الْمُقْرِیءُ وَمَحْمُوْدُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ اَبِی سَلَمَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((کُلُّ شَرَابٍ اَسْکَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شراب نشہ دے، وہ حرام ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٥٥٨٥، و مسلم: ٢٠٠١

فوائد: ......شراب اپنی صفتِ نشہ کی وجہ سے حرام ہے، اس حدیث میں نشے کے بارے میں ایک قانون پیش کیا گیا ہے، یعنی نام کا اعتبار کرنا اتنا اہم نہیں، جتنا صفت کا خیال کرنا اہم ہے۔

(٨٥٦)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا یَحْیَی بْنُ سَعِیدٍ، عَنْ قُرَّةَ، عَنْ سَیَّارٍ أَبِی الْحَکَمِ، عَنْ أَبِی بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِی مُوسَی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ عِنْدَنَا أَشْرِبَةً أَوْ شَرَابًا مِنْ هَذَا الْبِتْعِ مِنَ الْعَسَلِ وَالْمِزْرِ مِنَ الذُّرَةِ وَالشَّعِیرِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟، قَالَ: ((أَنْهَاکُمْ عَنْ کُلِّ مُسْکِرٍ))

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس شہد، مکئی اور جو کی شراب ہے، آپ ہمیں اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں ہر نشہ دینے والی چیز سے منع کرتا ہوں۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٤٣٤٣، ٤٣٤٥، و مسلم: ١٧٣٣

فوائد: ......شراب کی حرمت کی علت اور سبب اس کا نشہ آور ہونا ہے، جس جس چیز میں یہ وصف پایا جائے گا، اس کے حرام ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

(٨٥٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیَی، قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: ثنا یَحْیَی، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ، قَالَ: ثنی نَافِعٌ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((کُلُّ مُسْکِرٍ خَمْرٌ وَکُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر شراب حرام ہے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ٢٠٠٣ تخریج: أخرجه مسلم: ٢٠٠٣

فوائد: ......معلوم ہوا کہ اعتبار اس چیز کا نہیں ہے کہ شراب کس چیز سے تیار کی گئی ہے، بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہر نشہ آور چیز شراب ہے، وہ قدرتی چیزوں سے تیار کی گئی ہو یا مصنوعی چیزوں سے۔

(٨٥٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدٌ، هُوَ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُنْبَذَ فِي الْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمَةِ وَالنَّقِيرِ، قَالَ: ((وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ تارکول ملے ہوئے برتن، کدو کے برتن، ہرے رنگ کے گھڑوں اور تنے کو کھود کر بنائے ہوئے برتن میں نبیذ بنائی جائے، نیز آپ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

تخریج: حسن ..... أخرجه ابن ماجه: ٣٤٠١، والنسائی: ٨/ ٢٩٧

فوائد: ...... جب شراب حرام ہوئی تو آپ ﷺ نے عارضی طور پر ان چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا، بعد میں ان کے استعمال کی اجازت دے دی۔ جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَزُورُوهَا، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الآخِرَةَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْأَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوْا فِيهَا، وَاجْتَنِبُوْا كُلَّ مُسْكِرٍ)) ...... ''بلاشبہ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، لیکن (اب حکم دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ آخرت یاد دلاتی ہیں اور میں نے تمھیں (کچھ) برتنوں سے منع کیا تھا، لیکن ان کو مشروبات کے لیے استعمال کیا کرو اور نشہ دینے والی ہر چیز سے اجتناب کرو۔''

(٨٥٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

تخریج: صحیح ..... أخرجه الترمذی: ١٨٦٤، والنسائی: ٨/ ٢٩٧، وابن ماجه: ٣٣٩٠

(٨٦٠)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ: ثَنِي أَبُو ضَمْرَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ بَكْرِ بْنِ الْفُرَاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ))

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ دے، اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔''

تخریج: صحیح ..... أخرجه ابوداود: ٣٦٨١، والترمذی: ١٨٦٥، وابن ماجه: ٣٣٩٣

(٨٦١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: أنا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، قَالَ: ثنا أَبُو

عُثْمَانَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا أَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرَقُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس چیز کے ایک فرق سے نشہ آ جائے، اس میں سے لپ بھر بھی حرام ہے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابو داود: ٣٦٨٧، والترمذي: ١٨٦٦

فوائد: ...... ''فَرَق'' ایک پیمانہ تھا، اس کی مقدار تین صاع یعنی چھ کلو اور تین سو گرام بنتی ہے۔

(٨٦٢)۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، وَالْعَلَاءُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، قَالَا: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ......

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَنْهَاكُمْ عَنْ قَلِيلِ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ۔))

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں اس چیز کی تھوڑی مقدار سے بھی منع کرتا ہوں، جس کی زیادہ مقدار نشہ دے۔''

تخریج: حسن ...... أخرجه النسائي: ٨/ ٣٠١

فوائد: ...... ان احادیث میں بڑا اہم نقطہ بیان کیا گیا ہے کہ جس چیز کی زیادہ مقدار نشے کا باعث بنتی ہو، اس کی قلیل مقدار استعمال کرنا بھی حرام ہے، اگرچہ اس تھوڑی مقدار سے نشہ نہ آتا ہو۔

(٨٦٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا، فَإِنَّ مُحَمَّدًا أُذِنَ لَهُ فِي زِيَارَةِ أُمِّهِ، وَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ، وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ أَنْ تُمْسِكُوا عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ أَرَدْتُ بِذَلِكَ أَنْ يَتَّسِعَ أَهْلُ السَّعَةِ عَلَى مَنْ لَا سَعَةَ لَهُ، فَكُلُوا وَادَّخِرُوا،

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا، اب تم ان کی زیارت کیا کرو، کیونکہ محمد (ﷺ) کو اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت مل گئی ہے اور یہ آخرت یاد دلاتی ہیں، اور میں نے تمھیں تین دن سے زیادہ قربانیوں کا گوشت روک رکھنے سے منع کیا تھا، اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ وسعت والے لوگ ان لوگوں کو گوشت دیں جن کے ہاں تنگی ہے، اب تم کھاؤ اور ذخیرہ کرو اور میں نے تمھیں کچھ برتنوں سے منع کیا تھا، لیکن حقیقت

وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوفِ وَإِنَّ ظَرْفًا لَا يَحِلُّ شَيْئًا وَلَا يُحَرِّمُهُ، وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ))

حال یہ ہے کہ برتن تو کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرتا، البتہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

تخريج: أخرجه مسلم: ٩٧٧

فوائد: ...... یہ وہی برتن تھے، جن کا ذکر ابھی گزرا ہے، حرمتِ شراب کے موقع پر آپ ﷺ نے ان سے منع فرمایا تھا، لیکن پھر اجازت دے دی تھی۔

(٨٦٤)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَا جَمِيعًا، وَعَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ أَنْ يُخْلَطَا جَمِيعًا، وَكَتَبَ إِلَى أَهْلِ جُرَشٍ أَنْ لَا يَخْلِطُوا الزَّبِيبَ وَالتَّمْرَ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نیم پختہ کھجور اور چھوہارے کو ملا کر اور منقی اور چھوہارے کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا، نیز آپ ﷺ نے اہل جرش کی طرف یہ پیغام لکھ کر بھیجا کہ وہ منقی اور کھجور کو ملا کر نبیذ نہ بنایا کریں۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٩٠

فوائد: ...... یمن میں ایک شہر کا نام جرش ہے۔

اس حدیث میں ایک سے زائد چیزوں کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔

امام نووی نے کہا: ہمارے اصحاب اور دیگر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ایک سے زائد چیزوں کو ملانے سے نبیذ میں نشہ جلدی پیدا ہو جاتا ہے، جبکہ ابھی تک جوش پیدا نہیں ہوتا، اس لیے پینے والا یہ سمجھتا ہے کہ مشروب ابھی تک جوش نہیں مار رہا، اس لیے ابھی تک نشہ پیدا نہیں ہوا، جبکہ وہ نشہ آور مشروب بن چکا ہوتا ہے۔

جبکہ جمہور اہل علم اس رائے کے قائل ہیں کہ ان احادیث میں نہی کراہت کے لیے ہے، حرمت کے لیے نہیں، اس لیے مختلف قسم کی کھجوروں کو اور منقی اور کھجور کو ملا کر نبیذ بنائی جا سکتی ہے، لیکن یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ اس میں نشہ پیدا ہونے سے پہلے پہلے اس کو استعمال کر لیا جائے اور اس میں نشہ پیدا ہو جانے کو محسوس کیا جائے اور ایسی صورت میں اس کو ضائع کر دیا جائے۔

(٨٦٥)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُجَيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، وَيَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، وَأَبِي فَرْوَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ، قَالَا: اسْتَسْقَى

ابوفروہ اور عبداللہ بن عکیم کہتے ہیں کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی

حُذَيْفَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَحَذَفَهُ، ثُمَّ اعْتَذَرَ إِلَيْهِمْ فِيمَا صَنَعَ، فَقَالَ: إِنِّي قَدْ نُهِيتُهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا تَشْرَبُوا فِي إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَا تَلْبَسُوا الدِّيبَاجَ وَلَا الْحَرِيرَ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ))

منگوایا۔ ایک جاگیردار یا گورنر چاندی کے برتن میں پانی لے کر آیا، لیکن انھوں نے اس کو گرا دیا۔ پھر اپنے کیے پر یہ عذر پیش کیا کہ اس کو اس برتن کے استعمال سے منع کیا گیا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونے اور چاندی کے برتن میں نہ پیا کرو اور ریشمی کپڑے نہ پہنا کرو، کیونکہ یہ دنیا میں اُن کافروں کے لیے ہیں اور آخرت میں ہمارے لیے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٢٦، ٥٦٣٣، ومسلم: ٢٠٦٧

فوائد: ...... سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنا مرد و زن دونوں کے لیے حرام ہیں، البتہ ریشم صرف مردوں کے لیے حرام ہے۔

درج ذیلی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ٹوٹے ہوئے برتن کو جوڑنے کے لیے سونے یا چاندی کی معمولی مقدار استعمال کی جا سکتی ہے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَسَرَ، فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِنْ فِضَّةٍ۔ ...... نبی کریم ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے اس ٹوٹی ہوئی جگہ پر چاندی کا تار لگوالیا۔ (صحیح بخاری: ۳۱۰۹)

(٨٦٦)۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الْمُخَرِّمِيُّ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَعُمَرُ بْنُ شَبَّةَ، وَالْحَدِيثُ لِأَبِي جَعْفَرٍ قَالُوا: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: ثني قَتَادَةُ، عَنْ أَبِي عِيسَى الْأُسْوَارِيِّ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی کھڑے ہو کر پانی پیے۔

تخريج: أخرجه مسلم: ٢٠٢٥

(٨٦٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا عِمْرَانُ ابْنُ حُدَيْرٍ......

عَنْ يَزِيدَ بْنِ عُطَارِدٍ أَبِي الْبَزَرِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا، فَقَالَ: كُنَّا نَشْرَبُ وَنَحْنُ قِيَامٌ، وَنَأْكُلُ وَنَحْنُ نَسْعَى عَلَى عَهْدِ

یزید بن عطارد کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کھڑے ہو کر پینے کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کھڑے ہو کر پیتے تھے اور چلتے چلتے کھا لیتے تھے۔

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

تخریج: صحيح...... أخرجه احمد: ٢/ ١٢

(٨٦٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ زَيْدِ ابْنِ ابْنَةِ أَنَسٍ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُمَّهُ، تُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا، وَقِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَشَرِبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ قَائِمًا، قَالَتْ: فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقَطَعْتُهُ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی ماں نے ان کو بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، جبکہ ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا، آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر مشکیزے کے منہ سے پانی پی لیا۔ وہ کہتی ہیں: میں اٹھی اور مشکیزے کا وہ حصہ کاٹ لیا۔

تخریج: صحيح لغيره ...... أخرجه الترمذى: ١٨٩٢

فوائد: ...... کھڑے ہوکر پانی پینا کیسا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ سے کھڑے ہوکر پانی پینا ثابت ہے، لیکن آپ ﷺ نے سختی سے ایسا کرنے سے ممانعت فرمائی ہے، جواز کی احادیث کو سامنے رکھ کر درج بحث کا مطالعہ کریں:

ہم ترتیب کے ساتھ کھڑے ہوکر پانی پینے سے نہی والی احادیث قلمبند کرتے ہیں، تاکہ قارئین خود فیصلہ کر کے مسئلہ سمجھ سکیں:

(۱)...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ)) (مسلم: ٢٠٢٦) ...... ''تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہوکر پانی نہ پیئے، اگر وہ بھول کر (پی لے) تو قے کر دے۔''

(۲)...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کھڑے ہوکر پانی پیتے دیکھا تو فرمایا: ''قے کر دے۔'' اس نے کہا: کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیرے ساتھ بلی پانی پیئے؟'' اس نے کہا: جی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''(کھڑا ہونے کی وجہ سے) تیرے ساتھ تو اس نے پیا ہے جو بلی سے بھی برا ہے اور وہ شیطان ہے۔'' (مسند احمد، صحیحہ: ۱۷۵ کے تحت)

(۳)...... سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ زَجَرَ عَنِ الشُّرْبِ قَائِمًا۔ (مسلم: ٢٠٢٤) ...... نبی کریم ﷺ نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے ڈانٹا ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے انہی الفاظ کے ساتھ اپنی روایت بیان کی ہے۔ (مسلم: ۲۰۲۵)

(۴)...... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ يَعْلَمُ الَّذِي يَشْرَبُ وَهُوَ

قَـائِمٌ مَا فِيْ بَطْنِهِ، لَاسْتَقَاءَ)) (مسند احمد، صحیحہ: ۱۷٦) ......''اگر کھڑے ہو کر پانی پینے والے کو پتہ چل جائے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے تو وہ قے کر دے۔''

ان احادیثِ مبارکہ کے مقابلے میں کھڑے ہو کر پانی پینے کے دلائل بھی موجود ہیں۔

جن احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا گیا، ان کی نہی کا تقاضا یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا حرام ہے، الا یہ کہ کوئی عذر ہو۔ علمائے کرام نے ان مختلف احادیث میں جمع و تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کی ہے، جمہور کا خیال ہے کہ نہی کو کراہت پر محمول کیا جائے اور بیٹھ کر پانی پینے کو مستحب سمجھا جائے، یعنی کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے اور جن احادیث میں قے کرنے کا حکم دیا گیا، ان کو بیٹھ کر پانی پینے کے استحباب پر محمول کیا جائے گا۔ جبکہ امام ابن حزم نے کہا: کھڑے ہو کر پانی پینا حرام ہے۔ یہی مسلک راجح اور اقرب الی الصواب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جن احادیث میں قے کرنے کا حکم دیا گیا اور منع کرنے کے لیے "زَجَرَ" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، وہ کراہت کے ساتھ موافقت نہیں کرتیں اور ان سے کراہت کا معنی مقصود نہیں لیا جا سکتا، کیونکہ قے کرنے میں شدید مشقت ہوتی ہے اور شریعت میں مستحب کام کی مخالفت کرنے والے کو اس قسم کی وعید نہیں سنائی جاتی اور اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمانا: ''تیرے ساتھ تو شیطان نے پیا ہے۔'' بھی کھڑے ہو کر پانی پینے سے شدید نفرت دلانے کا تقاضا کرتا ہے۔ اس قسم کے سخت حدیثی جملے مستحب کو ترک کرنے کی بنا پر نہیں کہے جاتے۔

جن احادیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے کا ذکر ہے، ان کو عذر پر محمول کیا جائے، جیسے جگہ کا تنگ ہونا یا مشکیزے کا لٹکا ہوا ہونا، جبکہ بعض احادیث میں اس قسم کے اشارے بھی موجود ہیں۔ واللہ اعلم۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی بحث بھی اسی رائے سے ملتی جلتی ہے، شائقین (المجموع: ۳۲/ ۲۰۹، ۲۱۰) کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

قارئین کرام! اگر آپ مختلف احادیث کی بنا پر حتمی فیصلہ نہ کر سکیں تو احتیاط کا تقاضا یہ ہوگا کہ پانی بیٹھ کر پیا جائے تاکہ مذکورہ بالا احادیث میں بیان کی گئی وعیدوں کے لاحق ہونے کا خطرہ ٹل جائے۔ واللہ اعلم

مختلف احادیث میں تضاد کو دور کرنے کے لیے فقہائے اسلام نے درج ذیل تطبیقات بھی پیش کی ہیں:

(۱)......زیادہ احتیاط والا معاملہ یہ ہے کہ نہی اور وعید پر مشتمل احادیث کو مدنظر رکھ کر بیٹھ کر پانی پیا جائے۔

(۲)......جب "حظر" اور ''اباحت'' میں تعارض آجائے تو "حظر" کو عملی طور پر مقدم سمجھا جاتا ہے، لہٰذا بیٹھ کر پانی پینا چاہیے۔

(۳)......جب دو متعارض احادیث میں سے ایک کا تعلق "البراء ۃ الاصلیۃ" سے ہو اور دوسری اس کے مخالف ہو تو مخالف کو مؤخر سمجھ کر اس پر عمل کیا جاتا ہے، لہٰذا بیٹھ کر پانی پینا چاہیے۔

(۴)......بیٹھ کر پانی پینا افضل ہے، لیکن کھڑے ہو کر بھی جائز ہے۔

اگر نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ وعیدوں کو مدنظر رکھا جائے تو دلی اطمینان کا تقاضا یہی ہے کہ بیٹھ کر پانی پیا

جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قارئین کرام! ہم نے بیٹھ کر پانی پینے کو ترجیح دی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ مومن کو بہرصورت نبی کریم ﷺ کی طرف سے دی گئی وعیدوں اور دھمکیوں کا مصداق بننے سے بچنا چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَطْعِمَةِ

کھانوں کا بیان

(۸٦٩)۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: ثنا قَبِيصَةُ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ سَالِمٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَأْكُلْ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبْ بِشِمَالِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے نہ پیئے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۲۰۲۰

(۸۷۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ ثني أَخِي، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ......

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِهٰذَا الْخَبَرِ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى يَقُولُ: الْقَاسِمُ عِنْدَنَا هُوَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ......پھر انھوں نے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔ محمد بن یحیٰی نے کہا: ہمارے نزدیک قاسم راوی سے مراد ابو بکر بن عبید اللہ ہے۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد:...... دائیں ہاتھ سے کھانا پینا آپ ﷺ کی مبارک سنت ہے، درج ذیل حدیث سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے:

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اشجع قبیلہ کے بسر بن راعی العیر نامی ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ((كُلْ بِيَمِينِكَ)) ...... ''دائیں ہاتھ سے

کھاؤ۔'' اس نے کہا: مجھ میں دائیں ہاتھ سے کھانے کی استطاعت نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ((لا استطعت)) ''تجھے استطاعت ہی نہ ہو۔'' اس کے بعد اس کا دایاں ہاتھ اس کے منہ تک اٹھنے کے قابل ہی نہ رہا۔ (صحیح مسلم: ۲۰۲۱)

اللہ کی پناہ! ایک سنت پر عمل سے بے رخی اختیار کرنے کی وجہ سے زندگی بھر دائیں ہاتھ سے کھانا پینا نصیب نہ ہوا اور ہاتھ بھی ضائع ہو گیا۔

(۸۷۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفَأْرَةِ تَمُوتُ فِي السَّمْنِ قَالَ: ((إِنْ كَانَ جَامِدًا فَأَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَإِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوهُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس چوہے کے بارے میں سوال کیا گیا جو گھی میں مر جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ گھی جما ہوا ہے تو اس چوہے کو اور اس کے اردگرد کے گھی کو پھینک دو اور اگر وہ مائع ہے تو اس کے قریب نہ جاؤ۔''

تخریج: ضعيف ويغني عنه الحديث الآتي ...... أخرجه ابو داود: ٣٨٤٢

فوائد: ...... یہ روایت اگرچہ ضعیف ہے لیکن مسئلہ ایسے ہی ہے، جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

(۸۷۲)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ ، وَسَعِيدُ بْنُ بَحْرٍ الْقَرَاطِيسِيُّ ، قَالَا: أنا سُفْيَانُ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ: ((أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا ، وَكُلُوهُ۔))

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک چوہیا گھی میں گر کر مر گئی، جب نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کو اور اس کے اردگرد کے گھی کو پھینک دو اور باقی کھا لو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٣٥، ٥٥٣٨

فوائد: ...... اس حدیث پر عمل تبھی ہوگا جب گھی جما ہوا ہو، جب گھی مائع شکل میں ہو تو اس کو ضائع کرنا پڑے گا۔

(۸۷۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ......

عَنْ عَطَاءٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى شَاةً مَيْتَةً لِبَعْضِ أَزْوَاجِهِ فَقَالَ: ((أَلَا دَبَغْتُمْ إِهَابَهَا فَانْتَفَعْتُمْ بِهَا۔)) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ ، عَنْ عَطَاءٍ وَكَانَ قَدْ

عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی کسی بیوی کی مردار بکری دیکھی اور فرمایا: ''تم لوگوں نے اس کے چمڑے کو رنگ کر اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھا لیا۔'' عمرو بن دینار نے اس حدیث کو عطا سے بیان کیا، جبکہ انھوں نے ان سے چالیس

سَمِعَهُ قَبْلَهُ بِأَرْبَعِينَ سَنَةً عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُم۔

سال پہلے یہ حدیث سنی تھی، انھوں نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔

تخريج: أخرجه مسلم: ٣٦٥

(٨٧٤)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَرْفَعُهُ، قَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ: وَقَالَ مَرَّةً: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَيُّمَا إِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ))

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس چمڑے کو رنگا جائے، وہ پاک ہو جاتا ہے۔“

تخريج: أخرجه مسلم: ٣٦٦

فوائد: ......ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا، لیکن وہ اس عمل سے حلال نہیں ہوتا، حرام ہی رہتا ہے، اس طرح ایسے چمڑے کا کوئی جز و کھانا جائز نہیں گا۔ ممکن ہے کہ ایک چیز حرام ہو، لیکن پاک ہو، جیسے بلی ہے، کسی چیز کے حرام ہونے سے اس کا نجس ہونا لازم نہیں آتا، وہ اس وقت نجس ہوگی، جب شریعت اس کے نجس ہونے کی وضاحت کرے گی۔

(٨٧٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي الْقَطَّانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ جُلُودِ السِّبَاعِ أَنْ تُفْتَرَشَ۔

ابو ملیح اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کے چمڑوں کو بچھانے سے منع فرمایا ہے۔

تخريج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٤١٣٢، والترمذي: ١٧٧٠، والنسائي: ٤٢٥٣

فوائد: ......درندوں کے چمڑوں سے ممانعت کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: یہ اسراف اور تکبر والے لوگوں کی عادت ہے کہ وہ ان کے چمڑے استعمال کرتے ہیں یا ان چمڑوں کی نجاست کی وجہ سے ان سے منع کیا گیا ہے۔
یہ مسئلہ بھی اختلافی ہے کہ حرام جانوروں اور درندوں کے چمڑے رنگنے سے پاک ہو جاتے ہیں یا نہیں، جو احباب ان کے پاک ہونے کے قائل ہیں، درج بالا حدیث کے بارے میں ان کی رائے یہ ہے کہ اس کا تعلق اس چمڑے سے ہے، جس کو رنگا نہ گیا ہو۔

(٨٧٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلَفٍ الْحَدَّادُ، قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَجُبُّونَ أَسْنِمَةَ الْإِبِلِ ، وَأَلْيَاتِ الْغَنَمِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَ مَيْتٌ)) قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ: قَدْ حَدَّثَ يَحْيَى الْقَطَّانُ عَنْ عَبْدِ الرَّ- اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ۔

سیدنا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہ لوگ اونٹوں کی کوہانیں اور بکریوں کے سرین کاٹ لیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زندہ چوپائے کا جو حصہ کاٹ لیا جائے، اس کا حکم مردار کا ہو گا۔''

تخریج: صحیح ..... أخرجه ابوداود: [illegible] ترمذی: ١٤٨٠

فوائد: ...... یہ حدیث اہل جاہلیت کے مذموم فعل کا ردّ کرنے کے لیے ہے، وہ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے اس کے اعضا کو کاٹ کر کھانا شروع کر دیتے تھے، اس سے جانور کو بڑی تکلیف ہوتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام وحلال سے متعلقہ یہ قانون بنا کر جانوروں سے اس اذیت کو دور کیا۔

سنت یہ ہے کہ جانور کو پہلے شرعی طریقہ کے مطابق ذبح کیا جائے اور پھر اس کے اعضا کاٹے جائیں، جو عضو ذبح کرنے سے پہلے کاٹ لیا جائے گا، وہ مردار ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔

(٨٧٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، عَنِ الْمُسْتَمِرِّ بْنِ الرَّيَّانِ ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ امْرَأَةً اتَّخَذَتْ خَاتَمًا ، وَحَشَتْهُ أَطْيَبَ الطِّيبِ الْمِسْكَ۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی خاتون کا ذکر کیا جس نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی اور اس کو سب سے بہترین خوشبو کستوری سے بھرا تھا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٢٢٥٢

فوائد: ...... یہ حدیث اس سے کچھ مفصل ہے، اس میں بنو اسرائیل کی ایک عورت کا ذکر ہے، کھانوں کے باب سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(٨٧٨)۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ ، قَالَ: أنا أَبُو الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِي

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک لشکر میں بھیجا، سفر میں

عُبَيْدَةَ فِى سَرِيَّةٍ، فَنَفِدَ أَزْوَادُنَا، فَمَرَرْنَا بِحُوتٍ قَذَفَهُ الْبَحْرُ، فَأَرَدْنَا أَنْ نَأْكُلَ مِنْهُ فَنَهَانَا أَبُو عُبَيْدَةَ، ثُمَّ قَالَ: نَحْنُ رُسُلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِى سَبِيلِ اللّٰهِ، فَكُلُوا فَأَكَلْنَا مِنْهُ أَيَّامًا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْنَاهُ، فَقَالَ: ((إِنْ كَانَ بَقِيَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ فَابْعَثُوا بِهِ إِلَيْنَا.))

ہمارا زادِ راہ ختم ہو گیا، اتنے میں ہمارا گزر ایک ایسی مچھلی سے ہوا جس کو سمندر نے باہر پھینک دیا تھا، جب ہم نے اس کو کھانا چاہا تو سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے پہلے تو ہمیں منع کر دیا، لیکن پھر کہا: ہم اللہ کے رسول کے بھیجے ہوئے ہیں اور اللہ کے راستے میں ہیں، لہٰذا تم کھا لو، چنانچہ ہم کچھ دن اس کو کھاتے رہے، پھر جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ کو بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہارے پاس اس کا کوئی باقی حصہ ہے تو وہ ہماری طرف بھیج دو (تاکہ ہم بھی کھا لیں)۔“

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٤٨٣، ومسلم: ١٩٣٥

(٨٧٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، قَالَ: ثنا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، قَالَ: ثنى إِسْحَاقُ بْنُ حَازِمٍ، عَنِ ابْنِ مِقْسَمٍ، قَالَ أَحْمَدُ يَعْنِي عُبَيْدَ اللّٰهِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالَ: ((هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ الْحَلَالُ مَيْتَتُهُ))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے سمندر کے پانی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے۔“

تخريج: صحيح ...... أخرجه ابن ماجه: ٣٨٨

فوائد: ...... مچھلی بھی حلال ہے اور اس کا مردار بھی حلال ہے، کتاب کے شروع میں باب ”پانی کی طہارت اور اس مقدار کا بیان، جو نجس ہو جاتی ہے اور جو نجس نہیں ہوتی“ میں مچھلی کے حکم کی وضاحت ہو چکی ہے۔

(٨٨٠)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ح وَحَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ......

عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ، قَالَ: جِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ۔

ابو یعفور رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں سیدنا عبد اللہ بن ابو اوفی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ٹڈی کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ غزوے کیے، ہم ٹڈی کھاتے تھے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٥٤٩٥، ومسلم: ١٩٥٢

فوائد: ...... مچھلی کی طرح ٹڈی بھی حلال ہے اور اس کا مردار بھی حلال ہے۔

(۸۸۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَاضِرٌ، قَالَ: ثنا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَى قَوْمٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: إِنَّا نُؤْتَى بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي يُسَمَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ، أَوْ لَمْ يُسَمَّ فَقَالَ: ((أُذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوا))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کچھ لوگ، نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے کہا: ہمارے پاس گوشت لایا جاتا ہے اور ہم یہ نہیں جانتے کہ کیا اس پر اللہ تعالی کا نام لیا گیا ہے یا نہیں لیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ تعالی کا نام لے کر کھالو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۵۵۰۷

فوائد: ......کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا، ذبح پر بسم اللہ پڑھنے سے کفایت نہیں کرتا، اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی کو کوئی چیز دے تو لینے والا اس کو حلال ہی سمجھے، اگر وہ گوشت ہے تو یہی سمجھے کہ یہ حلال جانور کا ہوگا اور اس کو اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کیا گیا ہوگا، جیسا کہ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: وَيُسْتَفَادُ مِنْهُ أَنَّ كُلَّ مَا يُوجَدُ فِي أَسْوَاقِ الْمُسْلِمِينَ مَحْمُولٌ عَلَى الصِّحَّةِ وَكَذَا مَا ذَبَحَهُ أَعْرَابُ الْمُسْلِمِينَ لِأَنَّ الْغَالِبَ أَنَّهُمْ عَرَفُوا التَّسْمِيَةَ وَبِهٰذَا الْأَخِير جزم بن عَبْدِ الْبَرِّ فَقَالَ فِيهِ أَنَّ مَا ذَبَحَهُ الْمُسْلِمُ يُؤْكَلُ وَيُحْمَلُ عَلَى أَنَّهُ سَمَّى لِأَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يُظَنُّ بِهِ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا الْخَيْرُ حَتَّى يَتَبَيَّنَ خِلَافُ ذٰلِكَ ۔......اس حدیث سے یہ استدلال کیا جائے گا کہ مسلمانوں کے بازاروں میں جو کچھ پایا جائے، اس کو صحیح (اور حلال) سمجھا جائے گا، اسی طرح جو جانور بدّو مسلمان ذبح کریں، اس کو حلال ہی سمجھا جائے گا، کیونکہ عام اور غالب چیز یہی ہے کہ وہ بسم اللہ پڑھنا جانتے ہیں، ابن عبدالبر نے یہی رائے دیتے ہوئے کہا: مسلمان جس جانور کو ذبح کرے، اس کا گوشت کھایا جائے گا اور یہی سمجھا جائے گا کہ اس نے بسم اللہ پڑھی ہوگی، کیونکہ مسلمان کی ہر چیز میں خیر کا ہی ظن رکھا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے مخالف کوئی چیز ثابت ہو جائے۔ (فتح الباری: ۹/ ۶۳۵)

گویا آپ ﷺ نے اس حدیث میں دو چیزوں کی تعلیم دی ہے، ایک یہ کہ مسلمان کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے اور اس کے معاملات کو اسلامی احکام پر محمول کیا جائے اور دوسرے یہ کہ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھی جائے۔

(۸۸۲)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ فِي الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا، مَنْ سَأَلَ عَنْ أَمْرٍ لَمْ يُحَرَّمْ، فَحُرِّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ))

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں میں جرم کے لحاظ سے سب سے بڑا وہ آدمی ہے، جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جو حرام نہیں تھی، لیکن اس کے سوال کی وجہ سے اس کو حرام کر دیا گیا۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۸۲۸۹، ومسلم: ۲۳۵۸

فوائد: ......سوال کی دو اقسام ہیں:

(۱)......وہ سوال جو ان امورِ دین سے متعلق ہو جو توضیح طلب ہوتے ہیں، ایسا سوال کرنا جائز ہے، جیسے سیدنا رضی اللہ عنہ کا اور دوسرے صحابہ کا شراب کے بارے میں سوال کرتے رہنا، یہاں تک اسے حرام قرار دیا گیا، کیونکہ ضرورت کا تقاضا یہ تھا کہ اسے حرام قرار دیا جائے۔ اسی طرح ظالم امرا کی اطاعت کرنے، کلالہ، جوا، حیض، شکار اور حرمت والے مہینوں میں قتال کرنے کے بارے میں سوال کرنا، کیونکہ یہ ضروریات ہیں، سوال کی اسی قسم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ......''تم اہل علم سے سوال کرو، اگر تم خود نہیں جانتے۔'' (سورۂ نحل: ۴۳)

(۲)......وہ سوال جو محض تکلف اور تعنت کی بنا پر کیا جائے، مثلاً دورِ نبوی میں ایسی چیز کی حلت وحرمت کے بارے میں کریدنا شروع کر دینا جس کو صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے استعمال کر رہے ہوں اور اس میں کوئی مفسدت بھی نہ پائی جاتی ہو، ایسی چیز کے بارے میں پوچھنا جو ابھی واقع نہیں ہوئی ہو یا جس کی کوئی ضرورت نہ ہو۔ مثلاً: عذابِ قبر جیسے غیبی امور کی حقیقت کے بارے میں سوال کرنا، اسی طرح قیامت کے بارے میں، روح کی حقیقت اور اس امت کی مدت کے بارے میں سوال کرنا یا کوئی ایسا سوال کرنا جس کا عمل سے کوئی تعلق نہ ہو، ایسے سوالات سے منع کیا گیا ہے۔

جو سوالات محض تکلف کی بنا پر کیے جاتے ہیں، ان کی واضح ترین مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا مطالبہ ہے، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے، یہ حکم سن کر اگر وہ کوئی گائے بھی ذبح کر دیتے تو اللہ تعالیٰ کی منشا پوری ہو جاتی، لیکن انھوں نے سب سے پہلے تو کہا: اے موسیٰ! ہمارے ساتھ مذاق تو نہیں کر رہے۔ پھر جب ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم کا علم ہو گیا تو ان کا پہلا سوال یہ تھا: اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس کی ماہیت بیان کرے، جب وہ بیان کر دی گئی تو ان کا دوسرا سوال یہ تھا کہ اس کا رنگ کیا ہونا چاہیے، جب رنگ کی وضاحت کر دی گئی تو وہ پھر کہنے لگے کہ اس گائے کی مزید ماہیت بیان ہونی چاہیے، اس قسم کی گائیں تو بہت زیادہ ہیں۔

اس طرح جب بنی اسرائیل نے طرح طرح کے سوالات کرنا شروع کر دیے، تو اللہ تعالیٰ بھی ان پر سختی کرتا چلا گیا، اس لیے دین میں تعمق اور سختی اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حلال وحرام کے بارے میں شریعت نے بڑا آسان اور سادہ قانون پیش کیا ہے، سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ ، وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ ، فَاقْبَلُوْا مِنَ اللّٰهِ عَافِيَتَهُ ، فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ يَنْسٰى شَيْئًا۔)) ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ ......''اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو اپنی کتاب میں حلال کیا، وہ حلال ہیں۔ جن چیزوں کو حرام کیا، وہ حرام ہیں اور جن چیزوں سے خاموشی اختیار کی، وہ معاف ہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت قبول کرو، کیونکہ اللہ

تعالیٰ کسی چیز کو نہیں بھولتا۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔'' (مسند بزار)

ایک اہم سوال: حلال وحرام کا فیصلہ محض اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتا ہے، تو پھر سوال کرنے والا مجرم کیوں ہے؟

جواب: حافظ ابن حجر نے کہا: بلا شک وشبہ تقدیر میں حلال وحرام کے فیصلے ہو چکے ہیں اور ایسے آدمی کے سوال کی وجہ سے حرام ہونے والی چیز پہلے بھی حرام ہی ہوتی ہے، اس کو مجرم ٹھہرانے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے محض تکلف اور تعنت کی بنا پر سوال کیا، حقیقت میں اس کو ایسا سوال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس حدیث میں جرم سے مراد گناہ ہے۔ (تلخیص از فتح الباری: ۱۳/۳۳۳)

(۸۸۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، وَسَالِمٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٥٢١، و مسلم: ٥٦١

(۸۸٤)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: ذَبَحْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ، فَنَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِغَالِ وَالْحَمِيرِ، وَلَمْ يَنْهَ عَنِ الْخَيْلِ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے خیبر والے دن گھوڑے، خچر اور گدھے ذبح کیے تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خچروں اور گدھوں سے منع فرما دیا اور گھوڑوں سے منع نہیں کیا۔

تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم ...... أخرجه ابوداود: ٣٧٨٩

(۸۸٥)۔ حَدَّثَنَا الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ، وَأَذِنَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن گدھوں کے گوشت سے منع فرما دیا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت بحال رکھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٢١٩، و مسلم: ١٩٤١

(۸۸۶)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي ابْنَ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ......

عَنْ أَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: أَكَلْنَا لَحْمَ فَرَسٍ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: ہم نے عہدِ نبوی میں گھوڑے کا گوشت کھایا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۵۵۱۰، ومسلم: ۱۹۴۲

فوائد: ......گدھے اور خچر کا معاملہ تو واضح اور اتفاقی ہے کہ پہلے وہ حلال تھے، لیکن بعد میں آپ ﷺ نے ان کو حرام قرار دے دیا۔

گھوڑا شرعی قواعد وقوانین کی روشنی میں حلال ہے، لیکن واضح نصوص کے باوجود فقہ حنفی اور عوام الناس میں گھوڑے کی حرمت کا تصور پایا جاتا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑے کا گوشت کھانا جائز ہے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابو یوسف اور امام محمد کا یہی مسلک ہے، جبکہ امام ابوحنیفہ کا خیال ہے کہ گھوڑا حرام ہے۔ لیکن حق مسلک یہ ہے کہ گھوڑا حلال ہے، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے، اسی لیے امام ابوجعفر نے یہی مسلک اختیار کیا اور کہا کہ امام ابوحنیفہ کی دلیل سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا یَحِلُّ اَكْلُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ)) ...... ''گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے۔'' (یہ حدیث چار وجوہات کی بنا پر ضعیف ہے، تفصیل کے لیے سلسلة الاحاديث الضعيفة: ۱۱۴۹ دیکھیں۔)

یہ حدیث منکر اور ضعیف الاسناد ہے، اگر کوئی حدیث اس حدیث کے مخالف نہ ہوتی تو پھر بھی یہ حجت نہیں بن سکتی تھی، ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا مفہوم صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات کے مخالف بھی ہے۔ (صحیحه: ۳۵۹)

(۸۸۷)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامٍ يَعْنِي الدَّسْتُوَائِيَّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَبَنِ الْجَلَّالَةِ، وَعَنِ الْمُجَثَّمَةِ، وَعَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جلالہ کے دودھ سے، اس جانور کا گوشت کھانے سے جسے نشانہ بنا کر مار دیا گیا ہو اور مشکیزے کے منہ سے پینے سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: اسناده صحيح على شرط البخاري ...... أخرجه ابوداود: ۳۷۸۶، والنسائي: ۷/ ۲۴۰، والترمذي: ۱۸۲۵

فوائد: ......جلالہ اس جانور کو کہتے ہیں جو اس قدر نجاست اور غلاظت کھائے کہ وہ نجاست اس کے وجود میں رچ بس

جائے اور اس کے جسم سے بد بو آنے لگے، اس کا معنی یہ ہوگا کہ اس جانور پر نجاست غالب آ گئی ہے اور ایسا جانور اس نجاست کی وجہ سے حرام ہوگا، اس کا پسینہ بھی ناپاک ہو جائے گا۔ اگر ایسا جانور بعد میں نجاست والی چیزیں کھانا چھوڑ دے اور اس کے جسم سے اس کے اثرات مکمل طور پر ختم ہو جائیں تو وہ حلال ہوگا، یعنی اصل مسئلہ نجاست کا ہے۔

جس جانور کو اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کرنا ممکن ہو، اسے ذبح ہی کیا جائے گا، بصورتِ دیگر اس کو کھانا ممنوع ہو گیا، جیسے مرغی یا گائے وغیرہ کو باندھ کر یا کھلے میدان میں کھلا چھوڑ کر اس پر تیر یا گولی چلانا۔

(٨٨٨)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ، أَنَّ رَجُلًا اعْتَزَلَ الدَّجَاجَ، وَقَالَ: رَأَيْتُهَا تَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهَا، فَقَالَ أَبُو مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ۔

زہدم جرمی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے مرغی کے گوشت کو الگ کر کے کہا: میں نے اس کو ایک چیز کھاتے ہوئے دیکھا، اس وجہ سے میں اس کو ناپسند کرتا ہوں، سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مرغی کا گوشت کھا رہے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٣١٣٣، ٤٣٨٥، و مسلم: ١٦٤٩

فوائد: ......مرغی حلال اور مرغوب جانور ہے، اگر حلال جانور کوئی غلاظت والی چیز یا حرام جانور کا گوشت کھا جاتا ہے، تو اس سے اس کے حلال ہونے میں فرق نہیں پڑتا۔ جلالہ کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

(٨٨٩)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ......

عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ۔

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٥٥٣٠، و مسلم: ١٩٣٦

فوائد: ......کچلی والے درندے حرام ہیں، کچلی والا درندہ وہ ہے جس کے نیچے والے دانتوں میں دو نوک دار دانت ہوتے ہیں، جیسے شیر، چیتا، کتا، گیدڑ، لومڑ وغیرہ۔ اِن درندوں کی حرمت کے بارے میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع قانون ہے۔

(٨٩٠)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ، قَالَ: لَقِيتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَقُلْتُ لَهُ: أَخْبِرْنِي عَنِ

عبد الرحمن بن عبد اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا میں بجو کا گوشت کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: کیا یہ شکار ہے؟

الضَّبع أَنَآكُلُهَا؟، قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَصَيْدٌ هِيَ؟، قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَسَمِعْتَ ذَاكَ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

انہوں نے کہا: جی ہاں۔ میں نے کہا: کیا آپ نے یہ بات نبیٔ کریم ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

تخريج: صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٣٨٠١، والترمذى: ٨٥١، وابن ماجه: ٣٢٣٦، والنسائى: ٢٨٣٦

فوائد: ......بجو حلال جانور ہے، یہ قبروں کو اکھاڑنے میں مشہور ہے، کیونکہ اس کو انسان کا گوشت بہت پسند ہے، اس کی حیران کن صفت یہ ہے کہ یہ ایک سال مذکر رہتا ہے اور ایک سال مؤنث، مذکر کی حالت میں حاملہ ہو جاتا ہے اور مؤنث کی حالت میں بچہ جنم دیتا ہے۔

(٨٩١)۔ حَدَّثَنَا مَعْرُوفُ بْنُ الْحَسَنِ الْهَمْدَانِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ شُعْبَةَ......

عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَسَعَى الْقَوْمُ، فَأَدْرَكْتُهَا، فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ، فَبَعَثَ بِفَخِذِهَا، قَالَ: وَأَحْسَبُ قَالَ: بِوَرِكِهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهَا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے مرالظہران مقام پر ایک خرگوش کو بدکایا، لوگ دوڑے، لیکن میں نے اس کو پکڑ لیا اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آیا، انہوں نے اس کی ران یا سرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجی، جس کو آپ ﷺ نے قبول کیا۔

تخريج: أخرجه البخارى: ٢٥٧٢، ٥٤٨٩، ومسلم: ١٩٥٣

فوائد: ......خرگوش حلال جانور ہے۔

(٨٩٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ: ثنا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہر کچلی والے درندے اور ہر ذی مخلب پرندے سے منع فرمایا ہے۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٩٣٤

(٨٩٣)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ، وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِنَ الطَّيْرِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی والے درندے اور ہر ذی مخلب پرندے سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ...... ذی مخلب سے مراد وہ پرندہ ہے جو پنجے سے شکار کرتا ہو، مثلا چیل، شاہین اور باز وغیرہ۔ پرندوں کی حرمت کے بارے میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا واضح قانون ہے۔

(٨٩٤)۔ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا أَبُو بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ خَالَتَهُ أُمَّ حُفَيْدٍ أَهْدَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَأَضُبًّا وَأَقِطًا قَالَ فَأَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَمِنَ الْأَقِطِ وَتَرَكَ الْأَضُبَّ تَقَذُّرًا فَأُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُؤْكَلْ عَلَى مَائِدَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: مَنْ قَالَ لَوْ كَانَ حَرَامًا؟ قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی خالہ سیدہ ام حفید رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گھی، سانڈا اور پنیر کا تحفہ بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھی کھایا اور پنیر میں سے بھی کچھ کھایا، البتہ کراہت اور گھن محسوس کرتے ہوئے سانڈے کا گوشت نہ کھایا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر سانڈے کا گوشت کھایا گیا، اگر یہ جانور حرام ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستر خوان پر نہ کھایا جاتا۔ ابوبشر کہتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا کہ ”اگر یہ جانور حرام ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھایا جاتا“ یہ بات کس نے کہی تھی، انہوں نے کہا: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہی تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٥٧٢، ٥٤٠٢، ومسلم: ١٩٤٧

فوائد: ...... ”ضَبّ“ (سانڈا) جنگلی چوہے کے مشابہ ایک جانور ہے، لیکن یہ اس سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی مادہ کو ”ضَبّة“ کہا جاتا ہے، ہمارے ہاں عموماً اس کے معنی ”گوہ“ بیان کیے جاتے ہیں، لیکن جو اوصاف ضب کے بیان کیے گئے ہیں، وہ تمام کے تمام سانڈے میں پائے جاتے ہیں، اس لیے درست بات یہی ہے کہ اس سے مراد سانڈا ہے، گوہ نہیں، واللہ اعلم۔

حلال وحرام کے معاملات میں کسی انسان کا طبعی یا طبی فیصلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا، شریعت نے حلال وحرام کے سلسلے میں جو تعین کر دیا یا جو بنیادی قواعد پیش کر دیے، انہی پر اکتفا کیا جائے گا۔ اب حلت وحرمت کا مسئلہ صرف شریعت کی کسوٹی اور معیار کے مطابق ہی حل کیا جائے گا۔ ان احادیث سے یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ سانڈ حلال ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۹/ ۵۴۷) میں کہا: سانڈے کے حلال ہونے پر مختلف انداز میں دلالت کرنے والی مختلف احادیث ہیں، کسی میں صراحت ہے، کسی سے اشارہ ملتا ہے، کوئی آپ ﷺ کے واضح قول پر مشتمل ہے اور کسی میں آپ ﷺ کی خاموشی کا ذکر ہے، جو آپ کی رضامندی کی دلیل ہوتی ہے۔

ان تین قسم کی روایات میں جمع و تطبیق کی صورت یہ ہے کہ شروع میں جب آپ ﷺ کو شبہ ہوا کہ ایسے لگتا ہے کہ اس کا تعلق ایک مسخ شدہ قوم سے ہے تو آپ ﷺ نے ہانڈیوں کو انڈیل دینے تک کا حکم دے دیا، پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے میں توقف اور خاموشی اختیار کی، نہ اس کے بارے میں کوئی حکم دیا اور نہ اس سے منع کیا۔

بعد میں جب آپ ﷺ کو علم ہوا کہ مسخ شدہ قوم کی نسل تو سرے سے نہیں ہوتی، اس وقت آپ ﷺ نے سانڈا کھانے کی اجازت دے دی، لیکن آپ ﷺ خود گھن محسوس کرتے رہے، پھر باقاعدہ اس جانور کو آپ ﷺ کے دسترخوان پر کھایا گیا، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا کھانا مباح ہے۔ لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ کراہت والی احادیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو طبعی طور پر اس کو ناپسند کرتے ہوں اور اباحت و جواز والی احادیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو اس کے کھانے سے گھن محسوس نہ کرتے ہوں۔ بہرحال آپ ﷺ کے نہ کھانے یا کسی چیز سے گھن محسوس کرنے سے مطلق طور پر کراہت ثابت نہیں ہوتی۔ (صحیحہ: ۲۳۹۰)

قارئین سے گزارش ہے کہ وہ عربی لغت سے لفظ "ضَبّ" نکال کر اس جانور کی تصویر دیکھ لیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الذَّبَائِحِ
ذبح شدہ جانوروں کے مسائل کا بیان

(۸۹۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ......

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ، فَأَصَابَ الْقَوْمُ غَنَمًا وَإِبِلًا، فَعَجَّلُوا بِهَا، فَأَغْلَوْا بِهَا الْقُدُورَ، فَانْتَهَى إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ، بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ وَعَدَلَ عَشْرًا مِنَ الْغَنَمِ بِجَزُورٍ، قَالَ: وَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ، فَرَمَاهُ الرَّجُلُ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم ذوالحلیفہ مقام پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، لوگ بکریاں اور اونٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے، ساتھ ہی انھوں نے جلدی کی اور ہنڈیا ابالنے لگے، جب نبی کریم ﷺ ان تک پہنچے تو آپ ﷺ نے حکم دیا اور ہانڈیوں کو انڈیل دیا گیا اور اس دن ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دیا، ان میں سے ایک اونٹ بدک گیا۔ ایک آدمی نے اس کو تیر مار کر روک لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک وحشی جانوروں کی طرح یہ چوپائے بھی بدک جاتے ہیں، اگر کوئی اس قسم کا جانور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهَا هٰكَذَا۔)) قَالَ: ثُمَّ إِنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ أَتَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا نَخَافُ، أَوْ إِنَّا نَرْجُوا أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى، أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا أَنْهَرَ الدَّمَ، وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، فَكُلُوا لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ، فَأَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ۔)) ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاضِحًا تَرَدَّى فِي بِئْرٍ بِالْمَدِينَةِ فَذُكِّيَ مِنْ قِبَلِ شَاكِلَتِهِ يَعْنِي خَاصِرَتَهُ فَأَخَذَ مِنْهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَشِيرًا بِدِرْهَمَيْنِ۔

تم پر غالب آجائے تو اس کے ساتھ اس طرح کیا کرو۔'' پھر سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں یہ ڈر ہے یا ایسے لگ رہا ہے کہ کل دشمن سے مقابلہ ہو جائے گا، جبکہ ہمارے پاس چھریاں بھی نہیں ہیں، تو کیا ہم بانس وغیرہ سے ذبح کر سکتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چیز خون بہا دے اور اس جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جائے تو تم اس کو کھا سکتے ہو، البتہ وہ چیز دانت اور ناخن نہیں ہونی چاہیے، اس کی وجہ بھی میں بیان کر دیتا ہوں، دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔'' راوی کہتا ہے: مدینہ منورہ میں ایک اونٹ کنویں میں گر گیا تو اس کو اس کے پہلو سے ذبح کیا گیا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا دسواں حصہ دو درہموں کے عوض خریدا تھا۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه البخاری: ٥٥٠٦، ٥٥٠٩، ومسلم: ١٩٦٨ دون ذکر تردّی ناضح

فوائد: ......جس جانور کو پکڑ کر ذبح کیا جا سکے، اس کے ذبح کے قوانین مقرر ہیں، لیکن اگر کوئی جانور بدک جائے اور اس کو قابو میں لانے کی کوئی صورت نہ ہو یا کسی ایسے مقام میں گر جائے کہ ذبح کے لیے وہاں پہنچنا مشکل ہو یا ذبح کے لیے پہنچنے سے اس کے مر جانے کا خطرہ ہو تو بسم اللہ پڑھ کر اس پر تیر یا گولی وغیرہ چلا دی جائے، اگر وہ ذبح کرنے سے پہلے مر گیا تو وہ حلال ہوگا، جیسے شکار حلال ہوتا ہے۔

تیز دھار والا جو آلہ خون بہا دے، اس کے ساتھ ذبح کیا جا سکتا ہے، مثلاً لوہا، پتھر، لکڑی وغیر، مگر اس کا تیز دھار ہونا لازمی ہے، تاکہ جانور کو ناجائز تکلیف نہ ہو، نیز جانور کو نہ چوٹ لگے اور نہ دباؤ پڑے، ورنہ جانور چوٹ یا دباؤ سے بھی ختم ہو سکتا ہے یا مکمل خون بہنے سے رک سکتا ہے، اس طرح جانور حرام ہو جائے گا۔ یہ تیز دھار والا آلہ ناخن اور دانت نہیں ہونا چاہیے۔

(٨٩٧)۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا يَحْيَى، عَنْ نَافِعٍ ......
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک خاتون سیدنا

كَانَتْ تَرْعَى لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ غَنَمًا لَهُمْ بِسَلْعٍ ، فَخَافَتْ عَلَى شَاةٍ أَنْ تَمُوتَ ، فَأَخَذَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهِ ، وَأَنَّ ذَلِكَ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی بکریاں سلع میں چرا رہی تھی، جب اس کو ایک بکری کے مرجانے کا خدشہ ہوا تو اس نے پتھر لے کر اس کو ذبح کر دیا، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بتائی گئی تو آپ نے اس کو کھا لینے کا حکم دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۵۵۰۲، ۵۵۰۵

فوائد: ......اگر پتھر کی دھار تیز ہو اور وہ چھری کی طرح جسم کو چیر دے تو اس سے ذبح کرنا بھی درست ہے۔اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کا جانور کو ذبح کرنا درست ہے۔

(۸۹۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۵۵۱۳، ومسلم: ۱۹۵۶

فوائد: ......اس حدیث کے ایک طریق کے الفاظ یوں ہیں:

ہشام بن زید کہتے ہیں: میں اپنے دادا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ دارالامارت میں داخل ہوا، کیا دیکھا کہ زندہ مرغی کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کی جا رہی ہے، جب اسے تیر لگتا تو وہ چلاتی تھی، سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے زندہ جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

جانوروں کے ساتھ ظلم کی یہ مثالیں ناعاقبت اندیش لوگوں کے کھیل ہیں، ان کھیلوں میں جانوروں کے ساتھ بڑا ظلم ہے۔ ایسے تمام کھیل ناجائز ہیں۔ شریعت تو ذبح کے وقت بھی جانور کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیتی ہے، یعنی ذبح کا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے جانور کو کم از کم تکلیف ہو۔

(۸۹۹)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ ، عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ ، قَالَ: ثنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ......

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ ،

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ تعالی نے ہر چیز کے لیے احسان کو ضروری قرار دیا ہے، پس جب تم ذبح کرو تو اچھے انداز میں ذبح کرو،

فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ))

چھری تیز کر لو اور اپنے جانور کو آرام پہنچاؤ۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٩٥٥

فوائد: ...... جانور کو ذبح کرنا اگر چہ اس کے لیے باعث تکلیف ہوتا ہے، لیکن حتی الوسع ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ اس کو کم سے کم تکلیف ہو۔

(٩٠٠)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَنِينِ فَقَالَ: ((كُلُوهُ إِنْ شِئْتُمْ فَإِنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاةُ أُمِّهِ))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنین کے بارے میں سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو اس کو کھا لو، کیونکہ اس کی ماں کا ذبح ہی اس کا ذبح ہے۔''

تخریج: حديث صحيح بطرقه وشواهده ...... أخرجه ابوداود: ٢٨٢٧، والترمذى: ١٤٧٦، وابن ماجه: ٣١٩٩

فوائد: ...... اگر حاملہ جانور کو ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے بچہ نکل آئے اور وہ بچہ مرا ہوا ہو تو وہ حلال ہوگا اور اگر وہ زندہ ہو تو اس کو الگ سے ذبح کیا جائے گا۔

چونکہ بعض لوگ طبعی طور پر ایسے بچے کو کھانے پر آمادہ نہیں ہوتے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھانے والوں کی خواہش پر چھوڑ دیا۔

(٩٠١)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي الْعُشَرَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَمَا يَكُونُ الذَّكَاةُ إِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ؟ فَقَالَ: ((لَوْ طَعَنْتَ فِي فَخِذِهَا لَأَجْزَأَ عَنْكَ۔)) قَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ: هٰذَا فِي مَا لَا يُقْدَرُ عَلَيْهِ يُشْبِهُ التَّرَدِّيَ۔

ابو العشراء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ذبح صرف حلق اور گلے میں ہی ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو اس کی ران میں نیزہ مار دے تو تجھ سے کفایت کرے گا۔'' ابن مہدی نے کہا: یہ حکم اس جانور کے بارے میں ہے جس کو ذبح کرنے کی قدرت نہ ہو، یہ اس جانور سے ملتی جلتی بات ہے جو گر رہا ہو۔

تخریج: اسناده ضعيف لجهالة ابى العشراء وابيه ...... أخرجه الترمذى: ١٤٨١، وابن ماجه: ٣١٨٤، والنسائى: ٧/ ٢٢٨

فوائد: ...... یہ روایت ضعیف ہے، لیکن یہ فقہی مسئلہ ضرور ہے کہ ہر ممکنہ حد تک جانور کو گردن میں ہی ذبح کیا جائے گا، اگر ایسا کرنا ناممکن ہو جائے، جیسے جانور بدک جائے، یا وہ واضح طور پر مرنے کے اسباب کے قریب ہو جائے، لیکن اس کی گردن تک نہ پہنچا جا سکتا ہو تو پھر کوئی اور ممکنہ طریقہ استعمال کیا جائے گا، مثلا تیر چلانا، فائر کرنا، تلوار چلانا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الضَّحَايَا

قربانیوں کا بیان

(۹۰۲)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنی عُقْبَةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید و سیاہ رنگ کے سینگوں والے دو مینڈھوں کی قربانی کی۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۵۵۵۸، ۵۵۶۵، ومسلم: ۱۹۶۶

(۹۰۳)۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّي عَنْ نِسَائِهِ الْبَقَرَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کرتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۵۵۴۸، ۵۵۵۹، ومسلم: ۱۲۱۱

فوائد: ...... یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔

(۹۰۴)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا شَبَابَةُ، قَالَ: ثنا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسِنَّةً، إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم صرف دو دانتا جانور ذبح کرو، البتہ اگر تنگی ہو جائے تو بھیڑ کی نسل کا جذعہ جانور ذبح کر سکتے ہو۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۱۹۶۳

فوائد: ...... ''مُسِنَّة'' یا ''ثَنِی'' اس جانور کو کہتے ہیں جس کے سامنے والے دودھ کے دانت گر گئے ہوں اور ان کی

جگہ پر نئے دانت نکل آئے ہوں، اس کو اردو میں ''دو دانتا'' اور پنجابی میں ''دوندا'' کہتے ہیں۔ بعض حضرات نے ''مُسِنَّة'' کا معنی ''ایک سال'' کا کیا ہے، حالانکہ یہ معنی نہ لغت کے لحاظ سے صحیح ہے اور نہ عرف کے لحاظ سے، کیونکہ ''مُسِنَّة'' کا لفظ "سِنّ" سے بنا ہے، جس کے معنی دانت کے ہیں، نہ کہ "سَنَة" سے، جس کے معنی سال کے ہوتے ہیں۔ عرفاً بھی بکرا ایک سال میں دو دانتا نہیں ہوتا، اکثر بعد میں ہوتا ہے، شاذ و نادر طور پر ایک سال کا بھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ اصل مقصد دانت کا گرنا ہے نہ کہ عمر کا، اس لیے کہ دانت گرنے کے لیے کوئی عمر معین نہیں، نیز جانور کی عمر کا تعین بہت مشکل مرحلہ ہے، کیونکہ جس جانور کو چار پانچ یا اس سے زیادہ ہاتھوں میں فروخت ہونا ہو، اس کے سودے میں کہاں عمر کا ذکر کیا جاتا ہے، بلکہ بیوپاریوں کا اس چیز کا اہتمام کرنا ناممکن نظر آتا ہے، وہ سینکڑوں جانوروں کی خرید و فروخت کرتے ہیں اور کسی جانور کے سودے پر عمر کا ذکر نہیں ہوتا، اگر ہو تو اندازے سے بات کر دی جاتی ہے، دوسری بات کہ جانور کی عمر میں اختلاف بھی ہو سکتا ہے اور بیچنے والا جھوٹ بھی بول سکتا ہے، مگر دانت گرنا اور اس کی جگہ پر نیا دانت آنا ایک ایسی واضح اور یقینی علامت ہے کہ جس میں دھوکہ ممکن ہی نہیں، لہٰذا صحیح اور راجح بات یہ ہے کہ قربانی کا جانور دو دانتا ہو، بکرا ہو یا دنبہ، گائے ہو یا اونٹ اور یہ سب جانور مختلف عمروں میں دوندے ہوتے ہیں۔

اس ضمن میں اس حدیثِ مبارکہ کے الفاظ ''فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ''(تو بھیڑ نسل کا جذعہ ذبح کر سکتے ہو) قابل غور ہیں، جمہور اہل علم کی رائے کے مطابق جذعہ کی عمر ایک سال ہوتی ہے، اگر "مُسِنَّة" کے معنی میں ہی ایک سال کا بکرا اور دنبہ داخل ہو تو پھر ایک سال کے جذعہ (کھیرے) جانور کو مستثنیٰ کرنے کا کیا معنی باقی رہ جاتا ہے، فَتفكَّرْ ، أَرْشَدَكَ اللهُ۔

اگر دو دانتا جانور نہ مل رہا ہو، یا بہت مہنگا ہو، یا عام ریٹ میں بھی خریدنے کی طاقت نہ ہو تو بھیڑ کے نسل کے جذعہ کی قربانی کرنے کی اجازت ہے۔

جذعہ کی عمر کتنی ہونی چاہیے؟ اس کے بارے میں اہل لغت کا اختلاف ہے، مختلف اقوال یہ ہیں: (۱) ایک سال، (۲) چھ ماہ، (۳) چھ سات ماہ، (۴) آٹھ ماہ، (۵) دس ماہ

جمہور اہل علم نے پہلا قول اختیار کیا ہے اور لغت میں یہی قول زیادہ مشہور ہے، نیز یہی رائے زیادہ احتیاط والی ہے۔ لیکن اگر کوئی آدمی دوسرے اقوال کی روشنی میں ایک سال سے کم عمر والے جذعہ کی قربانی کر دے تو اس کا عمل صحیح ہوگا، کیونکہ اہل لغت کے مطابق اس نے جذعہ کی ہی قربانی کی ہے۔

(۹۰۵)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَنبَى عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، أَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ حَدَّثَهُ ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ خُبَيْبٍ الْجُهَنِيَّ حَدَّثَهُ......

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ ، قَالَ: ضَحَّيْنَا

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم

مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَذَعِ مِنَ الضَّأْنِ۔

نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھیڑ کی نسل کے جذعہ جانور کی قربانی کی تھی۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه النسائي: ٧/٢١٩

فوائد: ...... دو دانتے جانور کی قربانی کا اہتمام کرنا چاہیے، البتہ بھیڑ نسل کا جذعہ بھی کفایت کر جاتا ہے، جیسا کہ سیدہ ام بلال رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ضَحُّوا بِالْجَذَعِ مِنَ الضَّأْنِ فَإِنَّهُ جَائِزٌ)) ...... ''بھیڑ نسل کے جذعہ کی قربانی کرو، اس کی قربانی کرنا درست ہے۔'' (ابن ماجه: ٣١٣٩)

(٩٠٦)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ الْهَمْدَانِيِّ، أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ هِشَامٍ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ أَوْ مُدَابَرَةٍ أَوْ شَرْقَاءَ أَوْ خَرْقَاءَ أَوْ جَدْعَاءَ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ ہم ایسے جانور کی قربانی کریں جس کا کان سامنے سے پھٹا ہوا ہو، یا پیچھے سے پھٹا ہوا ہو، یا لمبائی میں پھٹا ہوا ہو یا کان میں آر پار سوراخ ہو، یا جس کا عضو کٹا ہو۔

تخریج: حسن ...... أخرجه أبوداود: ٢٨٠٤، والنسائي: ٧/٢١٦، والترمذي: ١٤٩٨، وابن ماجه: ٣١٤٢

فوائد: ...... کان کے بارے میں پیش کی گئی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ کان میں کسی قسم کے عیب کی گنجائش نہیں ہے۔

''جَدْعَاء'' کے دو معانی ہیں: (۱) کٹے ہوئے عضو والا ہونا اور (۲) کٹی ہوئی ناک والا ہونا۔

ہم نے متن میں پہلے معنی کا ذکر کیا ہے اور یہی معنی مناسب معلوم ہوتا ہے، البتہ اس معنی کو دوسری احادیث کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے، یعنی قربانی کے جانور کے جو عیوب معتبر ہیں، اس معنی سے وہی مراد لیے جائیں۔

(٩٠٧)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا عِيسَى، عَنْ شُعْبَةَ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، مَوْلَى بَنِي أَسَدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ فَيْرُوزَ رَجُلًا مِنْ بَنِي شَيْبَانَ قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَاذَا كَرِهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَضَاحِي، أَوْ مَاذَا نَهَى عَنْهُ؟، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْبَعٌ لَا

عبید بن فیروز رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: مجھے وہ جانور بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ نے جن کی قربانی کرنے کو ناپسند فرمایا ہے، یا کون سے جانوروں سے منع کیا ہے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، میرا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ سے چھوٹا ہے: ''چار قسم کے جانوروں کی قربانی کرنا جائز نہیں: (۱) کانا جانور، جس کا کانا پن ظاہر ہو، (۲) لنگڑا جانور، جس کا لنگڑا پن

تُجْزِي، وَيَدِي أَقْصَرُ مِنْ يَدِهِ: الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ضَلَعُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي، قُلْتُ: فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ أَوْ فِي الْقَرْنِ أَوْ فِي الْأُذُنِ نَقْصٌ قَالَ: فَمَا كَرِهْتَ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلَى أَحَدٍ۔

ظاہر ہو، (۳) بیمار جانور، جس کی بیماری ظاہر ہو، (۴) شکستہ و لاغر جانور، جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔'' میں نے کہا: میں تو یہ بھی ناپسند کرتا ہوں کہ دانتوں، کانوں اور سینگوں میں بھی کوئی نقص ہو، انھوں نے کہا: جو چیز تو ناپسند کرتا ہے اس کو چھوڑ دے، لیکن اس کو لوگوں پر حرام نہ قرار دے۔

تخریج: اسناده صحیح ...... أخرجه أبو داود: ۲۸۰۲، والترمذی: ۱٤۹۷، والنسائی: ۷/ ۲۱٤

فوائد: ......اس حدیث میں چار عیوب کا بیان ہے، واضح پن کی قید لگانے سے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی درجے کا عیب قابل برداشت ہے، سمجھ والے لوگ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ فلاں عیب واضح ہے یا معمولی۔

ٹوٹے ہوئے سینگ والے جانور کی قربانی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ ملاحظہ ہو: حدیث نمبر (۴۸۱) کی شرح۔

(۹۰۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَذْبَحَنَّ أَحَدٌ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ۔)) قَالَ: فَقَامَ إِلَيْهِ خَالِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَذَا يَوْمُ اللَّحْمِ فِيهِ كَثِيرٌ، وَإِنِّي ذَبَحْتُ نَسِيكَتِي لِيَأْكُلَ مِنْهَا أَهْلِي وَجِيرَانِي، وَعِنْدِي عَنَاقٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ أَفَأَذْبَحُهَا؟، قَالَ: ((نَعَمْ وَلَا تَجْزِءُ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ، وَهِيَ خَيْرُ نَسِيكَتَيْكَ))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی آدمی نماز پڑھنے سے پہلے ہرگز قربانی کا جانور ذبح نہ کرے۔'' میرے ماموں سیدنا ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ کے پاس گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! یہ ایسا دن ہے جس میں گوشت بہت زیادہ ہوتا ہے، اس لیے میں تو اپنی قربانی ذبح کر چکا ہوں، تاکہ میرے اہل وعیال اور پڑوسی کھا سکیں، البتہ میرے پاس بکری کا ایک بچہ ہے، وہ گوشت والی دو بکریوں سے بہتر ہے، کیا میں اس کو ذبح کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، تو کر لے، لیکن ایسا جذعہ جانور تیرے بعد کسی کو کفایت نہیں کرے گا، اور اب یہ تیری بہترین قربانی ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۹۵۵، ۹۷٦، ۵۵۵٦، ومسلم: ۱۹٦۱

فوائد: ......ولادت سے ایک سال تک کے بھیڑ بکری کے بچے کو ''عَنَاق'' کہتے ہیں، عام شرعی قانون یہی ہے کہ بکری

کا کھیرا بچہ قربانی کے لیے کفایت نہیں کرے گا، اس حدیث کے مطابق سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو خصوصی اجازت دی گئی تھی۔

قربانی کا وقت نماز عید سے فراغت کے بعد شروع ہوتا ہے اور تیرہ ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب تک جاری رہتا ہے، جیسا کہ درج ذیل بحث سے معلوم ہوتا ہے:

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ)) ...... ''سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔'' (مسند احمد: ١٦٧٥٢، مسند بزار: ١١٢٦، ابن حبان: ٣٨٥٤، بیهقی: ٩/ ٢٩٥)

شیخ البانی رحمہ اللہ نے (سلسلہ صحیحہ: ۲۴۷۶) میں اس حدیث کے طرق وشواہد پر عمدہ اور مفصل بحث کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث سیدنا جبیر بن مطعم، سیدنا ابو سعید خدری یا سیدنا ابو ہریرہ اور ایک اور صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بحث کر کے یہ نتیجہ نکالا: حاصل کلام یہ ہے کہ اس حدیث کے اتنے طرق ہیں کہ وہ ایک دوسرے کو قوی کرتے ہیں، اس لیے یہ حدیث حسن اور قابل حجت ہے۔ (مرعاۃ المفاتیح: ٥/١٠٧)

یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے کہ قربانی کا وقت کب تک جاری رہتا ہے، ہم تین آراء کا ذکر کرتے ہیں:

(۱)...... قربانی کے چار دن ہیں، عید الاضحیٰ کی نماز سے لے کر (۱۳) ذوالحجہ کی شام تک، یہ مسلک سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ، امام عطاء، حسن بصری، عمر بن عبد العزیز، امام مکحول اور امام شافعی کا ہے، یہ مسلک سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے اور کئی ایک تابعین کی بھی یہی رائے ہے۔ ان کی دلیل مذکورہ بالا حدیث ہے۔

(۲)...... صرف عید الاضحیٰ والے دن قربانی کی جا سکتی ہے، یعنی قربانی کا صرف ایک دن ہے، یہ مسلک ابن سیرین، حمید بن عبد الرحمٰن اور داود ظاہری کا ہے، یہ کہتے ہیں کہ قربانی عید کا وظیفہ ہے، لہٰذا اس کی ادائیگی ایک ہی دن میں ہونی چاہیے، اسی وجہ سے دس ذوالحجہ کو یوم النحر کہتے ہیں، اگر ایام تشریق میں قربانی جائز ہوتی تو ان کو بھی ایام النحر کہا جاتا۔

(۳)...... قربانی کے تین دن ہیں، عید الاضحیٰ کی نماز سے لے کر (۱۲) ذوالحجہ کی شام تک، یہ مسلک امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد کا ہے، ان کی دلیل درج ذیل موقوف روایت ہے:

سیدنا علی، سیدنا ابن عمر اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم نے کہا: الْأَضْحَى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحَى۔ ...... قربانی یوم الاضحیٰ کے بعد دو دن ہے۔ (مؤطا امام مالك: ٢/ ٢٨٧، سنن الكبرىٰ للبيهقى: ٩/ ٢٩٧)

ان مذاہب میں صرف پہلا مسلک ایسا ہے جس کو مرفوع یعنی نبی کریم ﷺ کی حدیث کی تائید حاصل ہے کہ ایام تشریق قربانی کے دن ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دن کی طرح رات کو بھی قربانی کرنا جائز ہے، امام شوکانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو رات کو قربانی کی کراہت یا کفایت نہ کرنے پر دلالت کرے۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ نے رات کو قربانی کرنے کو جائز سمجھا ہے، لیکن کراہت کے ساتھ۔

(۹۰۹)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، قَالَ: أنا عِيسَى ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: فَقُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ، وَيُسَمِّي وَيُكَبِّرُ ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُمَا يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ وَاضِعًا عَلَى صِفَاحِهِمَا قَدَمَهُ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سفید و سیاہ رنگ کے سینگوں والے دنبوں کی قربانی کیا کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا نام لیتے اور تکبیر پڑھتے، میں نے خود دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلو پر اپنا پاؤں رکھ کر ان کو اپنے ہاتھ مبارک سے ذبح کیا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۵۵۵۸، ۵۵۶۵، ومسلم: ۱۹۶۶

فوائد: ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قربانی خود ذبح کرنے کا اہتمام فرماتے تھے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَقِيقَةِ

عقیقہ کا بیان

العقيقة : لغوی معنی: اس کا مادہ "عقّ" ہے، جس میں نافرمانی، قطع تعلقی اور بدسلوکی کے معانی پائے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقے کے بارے میں کیے جانے والے سوال کے جواب میں فرمایا: ((لا أُحِبُّ الْعُقُوْقَ)) اور آنے والے حدیث میں فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ لا يُحِبُّ الْعُقُوْقَ)) ان احادیث میں یہی لغوی معنی مراد ہے۔

اصطلاحی تعریف :......عقیقہ ایسے جانور کو کہتے ہیں جو نومولود بچے کی طرف سے پیدائش کے ساتویں روز ذبح کیا جاتا ہے۔

(۹۱۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((كُلُّ غُلَامٍ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيقَتِهِ ، يُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ ، وَيُحْلَقُ رَأْسُهُ وَيُسَمَّى))

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بچہ اپنے عقیقے کے ساتھ گروی ہوتا ہے، بچے کی طرف سے ساتویں دن عقیقہ کیا جائے اور اس کا سر منڈوایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔''

تخریج: حدیث صحیح ...... أخرجه أبوداود: ۲۸۳۷، وابن ماجه: ۳۱۶۵، والترمذی: ۱۵۲۲، والنسائی: ۱۶۶/ ۷

فوائد: ......''ہر بچہ اپنے عقیقے کے ساتھ گروی ہوتا ہے'' امام احمد نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ اگر بچے کی طرف عقیقہ نہ کیا جائے اور وہ بچپن میں ہی فوت ہو جائے تو وہ اپنے والدین کے حق میں سفارش نہیں کرے گا۔

ایک معنی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد عقیقے کا لازمی ہونا ہے۔
امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ نے عقیقے کے گوشت کے بارے میں اس چیز کو مستحب سمجھا ہے کہ سارا گوشت پکا لیا جائے، پھر اس میں سے فقراء و مساکین پر بھی صدقہ کیا جائے، ہمسائیوں کو بھی دیا جائے اور عقیقہ کرنے والے خود بھی کھائیں۔
بچے کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے، لیکن اگر بوجوہ وقت پر عقیقہ نہ کیا جا سکے تو بعد میں جب موقع ملے اس حکم کی تعمیل کی جانی چاہیے، گروی والی حدیث سے بھی یہ مفہوم کشید کیا جا سکتا ہے، نیز آپ ﷺ کے اپنے عقیقے کی تفصیل درج ذیل ہے:
سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: عَـقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ مَابُعِثَ نَبِيًّا۔ ...... رسول اللہ ﷺ نے بعثت کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا تھا۔ (مصنف عبدالرزاق: ٤/٣٢٩/٧٩٦٠، مسند البزار: ٢/ ٧٤/ ١٢٣٧، ١/٤٦١، معجم اوسط للطبرانی: ١/٥٥/٢ رقم ٩٧٦، صحیحہ: ٢٧٢٦)

(٩١١)۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَبْشًا كَبْشًا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک دنبہ ذبح کیا تھا۔

تخریج: صحیح بلفظ "كَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ" ...... أخرجه ابوداود: ٢٨٤١، والنسائی: ٤٢١٩

فوائد: ...... صحیح احادیث کے مطابق آپ ﷺ نے سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو دو دنبے ذبح کیے تھے۔

(٩١٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ كَبْشًا، وَعَنِ الْحُسَيْنِ كَبْشًا۔ رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَغَيْرُهُمْ عَنْ أَيُّوبَ، لَمْ يُجَاوِزُوا بِهِ عِكْرِمَةَ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھا ذبح کیا تھا۔ جب امام ثوری، امام ابن عیینہ اور حماد بن زید وغیرہ نے اس حدیث کو ایوب سے بیان کیا تو انھوں نے عکرمہ سے تجاوز نہیں کیا۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......صحیح احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ بکرا، بکری، دنبہ اور بھیڑ، ان چار جانوروں میں سے کوئی دو جانور بچے کے لیے اور ایک جانور بچی کے لیے بطورِ عقیقہ ذبح کیے جائیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يُعَقُّ عَنْهُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ)) ......''بچے کی طرف سے اونٹ، گائے اور بکری کا عقیقہ کیا جائے گا۔'' (معجم صغیر للطبرانی : ص ٤٥) اس حدیث کی سند میں مسعدہ بن الیسع راوی کذاب ہے۔ معلوم ہوا کہ عقیقے میں اونٹ اور گائے ذبح نہیں کیے جاسکتے۔

(٩١٣)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہ کوئی فرع ہے اور نہ کوئی عتیرہ۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٤٧٤، ومسلم: ١٩٧٦

فوائد: ......فرع اور عتیرہ کے بارے میں دو قسم کی روایات ہیں، ان کی نفی بھی کی گئی ہے، جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور ان کو ثابت بھی کیا گیا ہے، جمع و تطبیق کی صورتیں درج ذیل ہیں:

فرع اور عتیرہ کی جائز صورتیں بھی ہیں اور ناجائز بھی، تفصیل درج ذیل ہے:

فرع: (۱)......دورِ جاہلیت میں اونٹنی کے پہلے بچے کو یا سو اونٹ کے پورے ہو جانے پر ایک جوان اونٹ معبودانِ باطلہ کے نام پر ذبح کیا جاتا تھا، اس کو ''فرع'' کہتے تھے۔

(۲)......دورِ جاہلیت میں نسل کی برکت اور کثرت کی خاطر جانور کا پہلا بچہ پیدا ہوتے ہی بتوں کے نام ذبح کر دینا فرع کہلاتا تھا۔

عتیرہ: وہ جانور جس کو لوگ دورِ جاہلیت میں ماہِ رجب میں بتوں کے نام پر ذبح کرتے اور اس کا خون بت کے سر پر بہاتے تھے۔

اگر فرع اور عتیرہ بتوں کے ناموں پر ہوں تو وہ حرام ہیں، اسلام نے اس شرکیہ عمل کو باطل قرار دیا، ہاں یہ گنجائش رکھی ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی اونٹنی اور بکری کے پہلے بچے کو یا رجب میں جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا چاہتا ہے تو اسے اختیار ہے، بلکہ اس کا یہ عمل پسندیدہ اور افضل ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی بہترین صورت یہ پیش کی ہے کہ اس جانور کو پیدا ہوتے ہی ذبح نہ کیا جائے، بلکہ اس کو بڑا کیا جائے تاکہ اس کا گوشت کھایا جا سکے، یا اس پر سواری کی جا سکے۔

اس موضوع سے متعلق روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ جن احادیث میں فرع اور عتیرہ کا حکم دیا گیا ہے، ان سے مراد

ان کی جائز صورتیں ہیں اور جن روایات میں ان کی نفی کی گئی ہے، ان کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ یہ واجب نہیں ہیں، دوسرا یہ کہ اگر ان کو بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے تو یہ باطل ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّيْدِ

شکار کا بیان

(٩١٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، وَيَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَا: ثنا زَكَرِيَّا...... عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ ابْنُ يَحْيَى: وَهَذَا حَدِيثُ أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ؟ فَقَالَ: ((مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ۔)) قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ؟ فَقَالَ: ((مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ، فَإِنْ أَخْذَ الْكَلْبُ ذَكَاتُهُ وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا أَوْ كِلَابًا غَيْرَهُ فَخَشِيتَ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَخَذَهُ مَعَهُ وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ))

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے تیر کے درمیانی حصے سے کیے گئے شکار کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شکار تیر کی دھار سے کیا جائے، اس کو کھا لو اور جو اس کی ایک طرف سے کیا جائے تو وہ ایسا جانور ہو گا جو ضرب لگنے سے مر جاتا ہے۔'' پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتے کے شکار کے بارے میں سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کتا جس شکار کو تیرے لیے روکے رکھے، اس کو کھا لو، اگرچہ وہ کتے کے زخمی کرنے سے ختم ہو چکا ہو، لیکن اگر تجھے شکار کے پاس اپنے کتے کے ساتھ کوئی اور کتے بھی ملیں اور تجھے یہ ڈر بھی ہو کہ ممکن ہے کہ دوسرے کتوں نے اس کو پکڑ کر قتل کیا ہو تو پھر اس کو نہ کھا، کیونکہ تو نے اپنے کتے پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا ہے، نہ کہ کسی اور کتے پر۔''

تخریج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ٥٤٧٥، ٥٤٨٤، ومسلم: ١٩٢٩

فوائد: تیر کا درمیانی حصہ محض ایک لاٹھی کی مانند ہوتا ہے، اسی کو معراض کہا گیا ہے، اس کے ذریعے سے جو شکار مر جائے گا وہ حرام ہوگا، کیونکہ یہ حصہ تیز دھار کے حکم نہیں آتا اور نہ شکار میں پیوست ہوتا ہے، درج ذیل آیت میں اس حرام جانور کا ذکر بھی ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ﴾...... ''تم پر حرام کیا گیا ہے مردار، خون، خنزیر کا گوشت، جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو، جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، جو کسی ضرب سے مر گیا ہو، جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو۔'' (سورۂ مائدہ: ۳)

جو جانور کنکر، پتھر، لاٹھی یا معراض وغیرہ لگنے سے مرجائے گا، وہ "اَلْمَوْقُوْذَۃ" میں داخل ہوگا، ہاں اگر اس کو زندہ پالیا جائے تو ذبح کر کے حلال کیا جا سکتا ہے۔

(٩١٥)۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَحْرٍ الْقَرَاطِيسِيُّ، قَالَ: ثنا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: ثنى بَيَانٌ أَبُو بِشْرٍ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ......

قَالَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ فَتَقْتُلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا قَتَلْنَ فَكُلْ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ أَوْ يُشْرِكَهَا كَلْبٌ غَيْرُهَا۔))

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم سدھائے ہوئے کتے شکار پر چھوڑتے ہیں اور وہ اس کو قتل کر دیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب وہ قتل کر دیں تو تم کھا لو، الا یہ کہ اس کتے نے خود اس شکار سے کھایا ہو یا اس کے ساتھ کوئی اور کتا بھی شریک ہو۔"

تخريج: انظر الحديث السابق

(٩١٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: ثنا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ: ثنا رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: ثنا أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ......

قَالَ: ثنا أَبُو ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ فَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ، وَإِنَّا بِأَرْضِ صَيْدٍ فَأَرْمِي بِقَوْسِي، وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِي الَّذِي غَيْرِ مُعَلَّمٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنْ كُنْتُمْ بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ كَمَا ذَكَرْتَ، فَلَا تَأْكُلُوا فِي آنِيَتِهِمْ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدُوا مِنْهَا بُدًّا، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مِنْهَا بُدًّا فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا، وَإِنْ كُنْتُمْ بِأَرْضِ صَيْدٍ كَمَا ذَكَرْتَ فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہیں، کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا سکتے ہیں اور ہم شکار والے علاقے میں رہتے ہیں اور میں شکار پر اپنی کمان سے تیر پھینکتا ہوں، نیز میں سدھائے ہوئے اور غیر تربیت یافتہ کتے سے شکار کرتا ہوں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تم اہل کتاب کے علاقے میں رہتے ہو، جیسا کہ تم کہہ رہو ہو تو ان کے برتنوں میں نہ کھایا کرو، الا یہ کہ جب ان میں کھانے کے علاوہ کوئی اور چارۂ کار نہ ہو تو ان کو دھو کر استعمال کر لیا کرو، اگر تم شکار والے علاقے میں رہتے ہو، جیسا کہ تم نے کہا ہے تو اپنی کمان کے ذریعے سے جو شکار کر لو، اس پر اللہ تعالی کا نام لو اور اس کو کھا لو، سدھائے ہوئے کتے کے ذریعے سے جو شکار کر لو، اس کو بھی کھا سکتے ہو، لیکن جب غیر

فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ، وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الَّذِي غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ۔))

تربیت یافتہ کتے سے شکار کرو اور اس شکار کو خود ذبح کر لو تو پھر اس کو کھا سکتے ہو۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ٥٤٨٨، ومسلم: ١٩٣٠

فوائد: ...... حدیث کے شروع میں اہل کتاب کے برتنوں کو استعمال کرنے کی دو شرطیں بیان کی گئی ہیں، ایک یہ کہ جب اضطراری حالت ہو اور دوسری یہ کہ ان کو دھو کر استعمال کیا جائے، لیکن اہل کتاب کے برتنوں کے بارے میں یہ حکم عام نہیں ہے، بلکہ یہ اس وقت کے ساتھ خاص ہے جب وہ لوگ اپنے برتنوں میں ایسی چیزیں پکاتے ہوں، جو ہماری شریعت کے مطابق نجس اور حرام ہیں، جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے:

سیدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ أَرْضَنَا أَرْضُ أَهْلِ كِتَابٍ وَاِنَّهُمْ يَأْكُلُوْنَ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ وَيَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ فَكَيْفَ أَصْنَعُ بِآنِيَتِهِمْ وَ قُدُوْرِهِمْ؟ قَالَ: ((اِنْ لَمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَارْحَضُوْهَا وَاطْبَخُوْا فِيْهَا وَاشْرَبُوْا۔)) ...... میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بیشک ہمارا علاقہ، اہل کتاب کا علاقہ ہے اور وہ خنزیر کا گوشت بھی کھاتے ہیں اور شراب بھی پیتے ہیں، اب میں ان کے برتنوں اور ہانڈیوں کے ساتھ کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تمھیں اور برتن نہ ملیں تو اُن کو دھو کر ان میں پکا لیا کرو اور اُن میں پی لیا کرو۔" (صحیح، ابوداود: ٣٨٣٩، وابن ماجه: ٢٨٣١، الترمذي: ١٤٦٤، واللفظ لاحمد)

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی دعوت قبول کر لیتے اور ان کا تیار کیا ہوا کھانا تناول فرماتے تھے، کیونکہ یہ کھانا ہماری شریعت کے مطابق حلال ہوتا تھا، خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اگر اہل کتاب اپنے برتنوں میں ہماری شریعت کے مطابق حلال چیزیں ہی کھاتے پکاتے ہوں تو ایسے برتنوں کو بغیر دھوئے استعمال کرنا جائز ہے۔

حدیث کے باقی حصے میں شکار کے آداب بیان کیے گئے ہیں، جس جانور کے ذریعے سے شکار کیا جائے، ضروری ہے کہ اس کو شکار کی تربیت دی گئی ہو۔

(٩١٧)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَنِي حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَبِيعَةَ بْنَ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيَّ...... يَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَبَا إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيَّ، يَقُوْلُ: إِنَّهُ سَمِعَ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ قِصَّةَ الْكَلْبِ وَحْدَهُ وَقَالَ فِي آخِرِهِ: ((وَمَا لَمْ تُدْرِكْ

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، پھر انھوں نے صرف کتے کا قصہ بیان کیا اور اس کے آخر میں غیر تربیت یافتہ کتے کے بارے میں یہ زائد الفاظ ذکر کیے: "اور جب تک تو خود اس کو ذبح نہ کر لے، اس وقت تک اس کو نہ کھا۔"

ذَكَاتَهُ فَلَا تَأْكُلْ۔)) فِي قِصَّةِ الْكَلْبِ غَيْرِ الْمُعَلَّمِ۔

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ...... جب آدمی کسی شکار کیے ہوئے جانور کو یا درندے کے زخمی کیے جانور کو خود ذبح کر لے تو وہ حلال ہوگا، اس پر شکار کے احکام لاگو کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۹۱۸)۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَحْرِ الْقَرَاطِيسِيُّ، قَالَ: ثنا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ بَيَانٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

قَالَ: قَالَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ؟ فَقَالَ: ((إِذَا خَزَقَ فَكُلْ وَإِنْ أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ۔))

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے تیر کے درمیانی حصے سے کیے گئے شکار کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تیر شکار میں گھس جائے تو اس کو کھا لے اور جب اس کا درمیانی حصہ شکار کو لگے تو اس کو نہ کھا۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٥٤٧٥، ومسلم: ١٩٢٩

فوائد: ...... تیر کا درمیانی حصہ محض ایک لاٹھی کی مانند ہوتا ہے، اسی کو معراض کہا گیا ہے، اس باب کی پہلی حدیث کے فوائد میں مکمل وضاحت کی جا چکی ہے۔

(۹۱۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: ثني عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ:......

قَالَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرْمِي الصَّيْدَ فَأَطْلُبُ أَثَرَهُ بَعْدَ لَيْلَةٍ فَأَجِدُ فِيهِ سَهْمِي؟ قَالَ: ((إِنْ وَجَدْتَهُ وَفِيهِ سَهْمُكَ، وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ سَبُعٌ فَكُلْ)) قَالَ: فَذَكَرْتُهُ لِأَبِي بِشْرٍ فَقَالَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَدِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا وَجَدْتَ فِيهِ سَهْمَكَ وَلَمْ تَرَ فِيهِ أَثَرَ أَمْرِ غَيْرِهِ تَعْلَمُ أَنَّهُ قَتَلَهُ فَكُلْ۔))

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں شکار کو تیر مارتا ہوں، پھر اس کو تلاش کرتا ہوں اور ایک رات کے بعد اس کو اس حالت میں پاتا ہوں کہ اس میں میرا تیر چبھا ہوتا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو اس کو اس حالت میں پائے کہ تیرا تیر اس میں گھسا ہوا ہو اور کسی درندے نے اس کو نہ کھایا ہو تو اس کو کھا لے۔'' راوی کہتے ہیں: جب میں نے یہ حدیث ابو بشر کو ذکر کی تو انھوں نے سعید بن جبیر سے اور انھوں نے سیدنا عدی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تو اپنا تیر اس میں چبھا ہوا پائے

اور تو اس میں اس کے علاوہ کوئی ایسا نشان نہ پائے جو اس کو قتل کر سکتا ہو تو اس کو کھا لے۔"

تخريج: صحيح ..... أخرجه الترمذي: ١٤٦٨، والنسائي: ٧/ ١٩٣

فوائد: ......اگر شکاری کو ظن غالب ہو کہ اسی کے تیر یا گولی کی وجہ سے شکار مرا ہے تو وہ اس کے لیے حلال ہوگا۔

(٩٢٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا ابْنُ الطَّبَّاعِ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا وَقَعَتْ رَمِيَّتُكَ فِي مَاءٍ فَغَرِقَ فَلَا تَأْكُلْ))

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تیرا شکار کیا ہوا جانور پانی میں گر کر ڈوب جائے تو تم اس کو نہ کھاؤ۔"

تخريج: أخرجه مطولا ومختصرا البخاري: ٥٤٨٤، ومسلم: ١٩٢٩

فوائد: ......ممکن ہے کہ ایسا جانور تیر یا گولی کی وجہ سے نہیں، بلکہ پانی میں ڈوب جانے کی وجہ سے مرا ہو، اس لیے اس کو حرام سمجھا جائے گا۔

(٩٢١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَرْمِي الصَّيْدَ فَأَطْلُبُ الْأَثَرَ بَعْدَ لَيْلَةٍ؟ فَقَالَ: ((إِذَا وَجَدْتَ سَهْمَكَ فِيهِ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ السَّبُعُ فَكُلْ۔)) قَالَ شُعْبَةُ: فَذَكَرْتُ لِأَبِي بِشْرٍ فَحَدَّثَنِي، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا وَجَدْتَ سَهْمَكَ فِيهِ، وَلَمْ تَرَ فِيهِ أَثَرَ أَمْرٍ غَيْرِهِ تَعْلَمُ أَنَّهُ قَتَلَهُ فَكُلْ۔))

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں شکار کو تیر مارتا ہوں، پھر اس کو تلاش کرتا ہوں اور ایک رات کے بعد اس کو پا لیتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تو اس کو اس حالت میں پائے کہ تیرا تیر اس میں پیوست ہو اور کسی درندے نے اس کو کھایا نہ ہو تو اس کو کھا لے۔" راوی کہتے ہیں: جب میں نے یہ حدیث ابو بشر کو ذکر کی تو انھوں نے سعید بن جبیر سے اور انھوں نے سیدنا عدی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تو اپنا تیر اس میں چبھا ہوا پائے اور تو اس میں اس کے علاوہ کوئی ایسا نشان نہ پائے جو اس کو قتل کر سکتا ہو تو اس کو کھا لے۔"

تخريج: صحيح ..... أخرجه الترمذي: ١٤٦٨، والنسائي: ٧/ ١٩٣

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَيْمَانِ
قسموں کا بیان

اَلْيَمِيْن (قسم): ایسے مضبوط عقد کا نام ہے جس کے ذریعے سے قسم اٹھانے والا کسی فعل کے کرنے یا اسے چھوڑنے کا عزم کرتا ہے۔

قسم کی تین اقسام ہیں:

(۱)...... **لغو**: وہ قسم ہے جو انسان بات بات پر بغیر ارادے کے عادتاً اٹھاتا رہتا ہے، اس پر کوئی مؤاخذہ اور کفارہ نہیں ہوتا، بہتر ہے کہ اس سے بچا جائے۔

(۲)...... **غموس** (جھوٹی قسم): وہ قسم ہے جو انسان کسی کو دھوکہ اور فریب دینے کے لیے اٹھائے، یہ کبیرہ گناہ ہے اور اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ ایسی قسم اٹھانے والے کو توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ اس گناہ سے باز آ جانا چاہیے۔

(۳)...... **منعقدہ**: وہ قسم ہے جو انسان اپنی بات میں تاکید پیدا کرنے کے لیے قصداً اٹھاتا ہے، اگر یہ قسم پوری نہ کی جا سکے تو اس کا کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس قسم کا کفارہ درج ذیل ہے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَ احْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ﴾ (سورۂ مائدہ: ۸۹) ...... ''اس کا کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا ہے یا ایک غلام یا لونڈی کو آزاد کرنا ہے اور جس کو (ان تین امور میں سے کسی ایک کی) طاقت نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھ لے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب کہ تم قسم کھا لو اور اپنی قسموں کا خیال رکھو۔''

معلوم ہوا کہ جو آدمی قسم پوری کرنے کے ارادے سے قسم اٹھائے، لیکن کسی وجہ سے پورا نہ کر سکے تو وہ درج ذیل تین امور میں سے کوئی ایک سرانجام دے:

(ا)...... دس مساکین کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا۔

(ب)...... دس مساکین کو لباس مہیا کرنا۔

(ج)...... غلام یا لونڈی آزاد کرنا۔

اگر کوئی آدمی غربت یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے ان تین شقوں میں سے کسی ایک پر بھی عمل نہ کر سکے تو وہ تین روزے رکھ لے۔ بعض لوگ مذکورہ بالا تین امور کے ساتھ تین روزوں کا تذکرہ کر دیتے ہیں، جو کہ درست نہیں ہے۔ تین روزوں کی سہولت اس آدمی کے لیے ہے جو بعض وجوہات کی بنا پر پہلے تین امور میں سے کسی ایک کو سرانجام نہ دے سکتا ہو۔

(۹۲۲)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِئِ، وَمَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ...... عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: وَأَبِي أَبِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ)) قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا حَلَفْتُ بِهِ بَعْدُ ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا، الْحَدِيثُ لِابْنِ الْمُقْرِءِ۔

نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنے آباء کی قسمیں کھانے سے منع کرتا ہے۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے یہ حدیث سننے کے بعد نہ جان بوجھ کر آباء کی خود قسم کھائی اور نہ کسی کی بات نقل کرتے ہوئے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٦٧٩، ٦١٠٨، ٦٦٤٦، ومسلم: ١٦٤٦

(٩٢٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا هِشَامٌ، عَنِ الْحَسَنِ...... عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ))

سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے آباء کی اور بتوں کی قسمیں نہ کھایا کرو۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٦٤٨

فوائد: ...... طاغوت سے مراد بت ہیں، اس لفظ کا اطلاق شیطان پر بھی ہوتا ہے۔

قسم میں اللہ تعالیٰ کا نام پیش کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے۔

جن احادیثِ مبارکہ میں غیر اللہ کی قسم کو شرک قرار دیا گیا ہے، ان کا حقیقی مصداق وہ شخص ہے جو اللہ کے علاوہ کسی اور چیز کی قسم کھاتا ہے اور اس کے ذہن میں اُس چیز کی اتنی تعظیم ہوتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ ایسا شخص واقعی مشرک ہے۔ مزید تفصیل درج ذیل ہے:

حافظ ابن حجر نے کہا: (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی) حدیث میں غیر اللہ کی قسم کھانے سے سختی کے ساتھ روکنے اور اس فعل پر زجر و توبیخ اور ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے لیے اس کو کفر یا شرک کہا گیا ہے، جو لوگ غیر اللہ کی قسم کھانے کو حرام سمجھتے ہیں، انھوں نے اسی حدیث سے حرمت کا استدلال کیا ہے۔

علمائے کرام کا خیال ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے اس چیز کی عظمت و تعظیم لازم آتی ہے، جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کی ذات اور اس کی صفات سے قسم منعقد ہو جاتی ہے اور غیر اللہ کی قسم اٹھانا مکروہ ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ غیر اللہ کی قسم کھائے۔

سوال یہ ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا حرام ہے یا مکروہ؟ مالکیہ کے اس بارے میں دو اقوال ہیں، مشہور قول کراہت کا ہے، حنابلہ کے ہاں بھی یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، ان کا مشہور قول حرمت کے بارے میں ہے، اہل ظاہر کے نزدیک غیر اللہ کی

قسم کھانا حرام ہے، امام شافعی نے تردّد کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے تو اس بات کا خدشہ ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا معصیت ہوگا۔

امام الحرمین نے کہا: غیر اللہ کی قسم اٹھانا کم از کم مکروہ تو ہے ہی، لیکن اگر غیر اللہ کی قسم کھانے والا اپنے اعتقاد میں اس چیز کی اتنی تعظیم رکھتا ہے، جتنی کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں رکھی جاتی ہے، تو وہ اس اعتقاد کی وجہ سے کافر ہو جائے گا اور اسی صورت کو اس حدیث کا مصداق بنایا جائے گا۔ لیکن اگر غیر اللہ کی قسم کھانے والا اپنے اعتقاد میں اُس چیز کی اتنی تعظیم رکھتا ہے جس کے وہ لائق ہے، تو اس وجہ سے اسے کافر نہیں قرار دیا جا سکتا، بہر حال اس کی قسم منعقد نہیں ہوگی۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۶۵۱-۶۵۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى ، فَلْيَقُلْ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔)) (صحيح بخاري: ٦٦٥٠) ......''جس نے قسم کھائی اور اپنی قسم میں کہا: لات اور عزی کی قسم، تو وہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھے۔''

حافظ ابن حجر کہتے ہیں: (لات اور عزی، بتوں کے نام ہیں) آپ ﷺ نے ان کی قسم اٹھانے والے کو ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ'' کہنے کی تعلیم دی ہے، کیونکہ قسم کھانے والا بتوں کی تعظیم کے درپے ہوا ہے۔ جمہور علمائے کرام کا خیال ہے: جو آدمی لات، عزی یا کسی دوسرے بت کی قسم اٹھاتا ہے یا وہ کہتا ہے کہ اگر اس نے ایسے کیا تو وہ یہودی یا عیسائی ہو جائے گا یا اسلام یا نبی کریم ﷺ سے بری ہو جائے گا، تو اس کی قسم منعقد نہیں ہوگی۔ ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی غلطی پر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے، اس پر کوئی معینہ کفارہ نہیں پڑے گا اور ایسے شخص کے لیے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ'' کہنا مستحب ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۶۵۷-۶۵۸)

(٩٢٤)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْخَصِيبِ ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، قَالَا: ثنا وَكِيعٌ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ)) الْحَدِيثُ لِعَلِيٍّ وَزَادَ: وَكَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔

سیدنا ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب پر قسم کھائی، جبکہ وہ جھوٹا ہو تو وہ ویسا ہی ہو جائے گا، جیسے کہے گا۔'' یہ حدیث علی بن مبارک کی ہے، نیز انھوں نے ان زائد الفاظ کا ذکر بھی کیا: سیدنا ثابت ان صحابہ میں سے تھے جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٠٤٧، ومسلم: ١١٠

فوائد: ......اس قسم کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص کہے: اگر میں نے فلاں کام کیا ہو تو میں یہودی یا عیسائی وغیرہ ہو

جاؤں یا اسلام سے بری ہو جاؤں، جبکہ اس نے وہ کام کیا ہو اور اسے یاد بھی ہو، یا وہ یوں کہے: اگر میں یہ کام کروں تو میں یہودی یا عیسائی ہو جاؤں یا اسلام سے فارغ ہو جاؤں، جبکہ اس کی نیت یہ ہو کہ اس نے فلاں کام کرنا ہے، صرف دھوکہ دہی کے لیے قسم کھاتا ہو۔

ظاہر ہے کہ ایسے شخص نے یہودی یا عیسائی ہونے کو اور اسلام سے بری ہو جانے کو پسند کیا۔
یہ انتہائی قبیح فعل ہے، اس سے ایمان میں کمی واقع ہو گی، گویا اس نے اسلام کو معمولی چیز خیال کیا، سچا ہو تب بھی ایسے لاابالی پن کی کوئی گنجائش نہیں۔

(٩٢٥)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا عِيسَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ أَيْمَانِكُمْ﴾ [البقرة: ٢٢٥] قَالَتْ: أُنْزِلَتْ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ: بَلَى وَاللّٰهِ، وَلَا وَاللّٰهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ أَيْمَانِكُمْ﴾ ...... ''اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں کی وجہ سے تمہارا مؤاخذہ نہیں کرتا'' اس شخص کے بارے میں نازل ہوا جو باتوں باتوں میں کہتا ہے: کیوں نہیں، اللہ کی قسم ہے۔ نہیں، اللہ کی قسم ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٦٦٣

فوائد: ...... یہ قسم بغیر ارادے کے کھائی جاتی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنانا مقصود نہیں ہوتا، بس یہ عام بات کرنے کا ایک انداز ہے، قسم کی اس قسم پر کوئی کفارہ نہیں پڑتا، بہر حال اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔

(٩٢٦)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، قَالَ: ثنا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ۔)) فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [آل عمران: ٧٧] الْآيَةَ، فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قُلْنَا: كَذَا وَكَذَا فَقَالَ: صَدَقَ فِيَّ نَزَلَتْ كَانَ بَيْنِي

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مسلمان کے مال پر قبضہ کرنے کے لیے قسم اٹھائی، جبکہ وہ اس میں جھوٹا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہو گا۔'' پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ...... ''بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی قیمت لیتے ہیں، وہ لوگ ہیں کہ ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ قیامت کے دن نہ ان سے بات

وَبَيْنَ رَجُلٍ مِنْ قَوْمِي خُصُومَةٌ فِي أَرْضٍ لَنَا فَخَاصَمْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((بَيِّنَتُكَ؟)) فَلَمْ تَكُنْ لِي بَيِّنَةٌ، فَقَالَ لَهُ: ((احْلِفْ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِذًا يَحْلِفُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ، لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾ [آل عمران: ٧٧] الْآيَةَ۔

کرے گا۔ نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' (سورۂ آل عمران: ۷۷) اتنے میں سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ آ گئے اور انھوں نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! تم لوگوں کو کیا بیان کر رہے تھے، ہم نے کہا: ایسی ایسی بات کر رہے تھے، انھوں نے کہا: جی انھوں نے سچ کہا ہے، یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی تھی، اس کی تفصیل یہ ہے کہ میرے اور میری قوم کے ایک آدمی کے مابین زمین کے معاملے میں کوئی جھگڑا تھا، میں اس کو لے کر نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''تیرا گواہ؟'' چونکہ میرے پاس کوئی گواہ نہ تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا: ''تو قسم اٹھا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ تو قسم اٹھا لے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مسلمان کے مال پر قبضہ کرنے کے لیے قسم اٹھائی، جبکہ وہ اس میں جھوٹا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس سے ناراض ہو گا۔'' پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''بیشک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت کے عوض بیچ ڈالتے ہیں۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٧٤٤٥، ومسلم: ١٣٨

فوائد: ...... **يَمِينُ الصَّبْرِ:** اس جھوٹی قسم کو کہتے ہیں جو آدمی جان بوجھ کر اٹھاتا ہے اور اس کا ارادہ مسلمان کا مال ہتھیا لینا ہوتا ہے، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو اس قسم پر پابند کرتا ہے۔

(٩٢٧)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: ثنا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: ثنا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: أَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نِسْطَاسٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَحْلِفُ رَجُلٌ عَلَى يَمِينٍ آثِمًا عِنْدَ مِنْبَرِي

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی میرے اس منبر کے پاس قسم اٹھائے، جبکہ وہ گنہگار ہو، اگرچہ وہ سبز مسواک پر قسم اٹھائے، تو وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ تیار کر لے۔''

هَـذَا وَلَـوْ عَـلَـى سِـوَاكٍ أَخْـضَرَ إِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))

تخريج: اسناده قوى ...... أخرجه أبوداود: ٣٢٤٦، وابن ماجه: ٢٣٢٥

فوائد: ...... زمان ومکان کی وجہ سے قسم کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔

(٩٢٨)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ رَضِـيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ عَـلَـى يَـمِـيـنٍ، ثُمَّ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقَدِ اسْتَثْنَى))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قسم اٹھائی اور پھر ان شاء اللہ کہا، تو اس نے استثنا کرلیا۔''

تخريج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٣٢٦١، وابن ماجه: ٢١٠٦، والنسائى: ٣٨٢٨، والترمذى: ١٥٣١

فوائد: ...... استثناء سے مراد ''اِنْ شَـاءَ اللّٰهُ'' (اگر اللہ تعالی نے چاہا) کہنا ہے، ان لفظوں سے صاف ظاہر ہے کہ قسم کھانے والے نے حتمی قسم نہیں کھائی، گویا وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ اگر یہ کام کرسکا تو کرے گا، ورنہ سمجھا جائے گا کہ اللہ تعالی نے نہیں چاہا، لہٰذا یہ کام نہ ہوسکا۔

البتہ وعدے وغیرہ میں ''اِنْ شَـاءَ الـلّٰـهُ'' کا لفظ وعدہ خلافی کے لیے بہانہ نہیں بنایا جاسکتا، ورنہ وعدے کی کوئی حیثیت نہیں رہے گی، یہ الگ بات ہے کہ ایسے موقع پر تبرک کے طور پر یہ الفاظ ادا کرنے چاہئیں۔

(٩٢٩)۔ حَـدَّثَـنَـا مُـحَـمَّـدُ بْـنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَـنْ عَبْـدِ الـرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُـولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا حَـلَـفْـتَ عَلَى يَمِينٍ وَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَـا فَـأْتِ الَّـذِي هُـوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ))

سیدنا عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تو کوئی قسم کھائے اور پھر کسی اور چیز میں بھلائی کو محسوس کرے تو اس چیز کو اختیار کر جس میں بھلائی ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔''

تخريج: أخرجه البخارى: ٦٦٢٢، ومسلم: ١٦٥٢

فوائد: ...... امورِ خیر کو ترک کرنے کے لیے قسم کو بہانہ نہیں بنانا چاہیے، اگر خیر کسی اور معاملے میں نظر آئے تو قسم کھانے والے چاہیے کہ وہ قسم توڑ دے، اس کا کفارہ ادا کرے اور خیر و بھلائی والے معاملے کو اختیار کرے۔

(٩٣٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا اسْتَلْجَجَ أَحَدُكُمْ بِالْيَمِينِ فِي أَهْلِهِ فَإِنَّهُ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ الَّتِي أُمِرَ بِهَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی اپنے اہل کے کسی مسئلہ میں اپنی قسم پر اڑا رہا اور اپنے آپ کو سچا سمجھ کر کفارہ ادا نہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کفارے سے زیادہ گنہگار ہوگا جس کا اس کو حکم دیا گیا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٦٢٥، ومسلم: ١٦٥٥

فوائد: ...... حافظ ابن حجر نے کہا: ''آثَم'' کا معانی ''اشدّ تـأثیما'' کے ہیں۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی اپنے اہل وعیال سے متعلقہ ایسی قسم اٹھاتا ہے کہ اس کو پورا کرنے کی صورت میں ان کو تکلیف ہوتی ہے، اس کو چاہیے کہ وہ اس قسم کو توڑ دے اور اس کا کفارہ ادا کر دے۔ اگر وہ کہے کہ وہ گناہ سے بچنے کے لیے قسم نہیں توڑے گا، تو وہ گنہگار ہو گا، بلکہ اس کا ایسی قسم پر برقرار رہنے اور اپنے اہل کے لیے تکلیف کا باعث بننے کا گناہ قسم توڑنے سے زیادہ ہوگا ......
بیضاوی نے کہا: اس حدیث کا مرادی معنی یہ ہے کہ جب آدمی اپنے اہل سے متعلقہ امور میں قسم اٹھاتا ہے اور پھر اس پر ڈٹ جاتا ہے (اور یہ نہیں دیکھتا کہ اس کے اہل کو اس قسم کی وجہ سے کتنی تکلیف ہو رہی ہے تو) اس کا یہ گناہ قسم توڑنے کے گناہ سے زیادہ ہوگا، کیونکہ اس نے اپنی قسم کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے نام کو حیلہ بنا لیا ہے، حالانکہ اس سے منع کیا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/ ۶۳۷)

اس ضمن میں اس حدیث کے درج الفاظ بھی مدنظر رہنے چاہئیں:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنِ اسْتَلَجَّ فِيْ أَهْلِهِ بِيَمِيْنٍ فَهُوَ أَعْظَمُ إِثْمًا، لِيَبَرَّ۔)) يَعْنِي الْكَفَّارَةَ۔ (صحیح بخاری: ٦٦٢٦) ...... ''جب آدمی اپنے اہل کے معاملے میں کوئی قسم اٹھائے اور (بزعم خود) سچا بنتا پھرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت گنہگار ہوگا، اسے چاہیے کہ وہ نیکی کرے۔'' یعنی کفارہ ادا کرے۔

حافظ ابن حجر نے کہا: ایسے آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی ہٹ دھرمی سے باز آجائے اور قسم توڑ دے، جب وہ اس کا کفارہ ادا کرے گا تو اسے نیکی ملے گی۔ (فتح الباري: ١١ / ٦٣٨)

قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کیا جائے یا قسم توڑنے کے بعد؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی احادیث سے دونوں باتیں ثابت ہوتی ہیں، جمہور اہل علم اسی چیز کے قائل ہیں، البتہ احناف کی رائے کے مطابق قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرنا چاہیے۔ لیکن جب قسم توڑنے کی نیت کر لی ہے تو پہلے بھی کفارہ ادا کیا جا سکتا ہے۔

(٩٣١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ جَاءَ بِأَمَةٍ سَوْدَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ عَلَىَّ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً فَإِنْ كُنْتَ تَرَى هٰذِهِ مُؤْمِنَةً أُعْتِقُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَتَشْهَدِيْنَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَتَشْهَدِيْنَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَتُؤْمِنِيْنَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَأَعْتِقْهَا))

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی ایک سیاہ فام لونڈی لے کر آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ذمے ایک مؤمن غلام آزاد کرنا ہے، اگر آپ اس لونڈی کو مؤمن خیال کرتے ہیں تو میں اسی کو آزاد کر دیتا ہوں، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو یہ شہادت دیتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر ایمان لاتی ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کو آزاد کر سکتا ہے۔''

تخریج: صحیح ...... اخرجه احمد فی المسند: ۳/ ٤٥١

فوائد: ...... ایسے موقع پر کوئی ایسا سوال کیا جا سکتا ہے جس سے بندے کا مومن اور مسلمان ہونا واضح ہو جائے، جیسا کہ ایک حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے ایسے ہی واقعہ میں لونڈی سے یہ سوال کیا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟'' اس نے جواباً آسمان کی طرف اشارہ کیا، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے پہلے آپ ﷺ کی طرف اور پھر آسمان کی طرف اشارہ کیا، یعنی وہ اشارے میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ان جوابی اشاروں کے بعد آپ ﷺ نے اس کو مومنہ قرار دیا۔ (ابوداود: ۳۲۸٤)

بَابُ مَا جَاءَ فِي النُّذُوْرِ

نذر کا بیان

نذر: لغوی معنی: نذر، منت

اصطلاحی تعریف: کسی خیر کے کام کو سرانجام دینے کا اللہ تعالیٰ سے عہد کر لینا نذر کہلاتا ہے، اس طرح سے غیر واجب کام واجب ہو جاتا ہے، اگر اس کو پورا نہ کیا جائے تو قسم والا کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ پچھلے باب کے آغاز میں قسم کا کفارہ مذکور ہے۔

(۹۳۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ ...... عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) نذر کی وجہ سے ابن آدم کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جو میں نے اس کے مقدر میں نہ لکھی ہو، بلکہ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَأْتِي النَّذْرُ بِابْنِ آدَمَ بِشَيْءٍ لَمْ أَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ، وَلٰكِنْ يُلْقِيهِ النَّذْرُ قَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ يُؤْتِينِي عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ آتَانِي مِنْ قَبْلُ))

نذر سے بھی اس کے ہاتھ میں وہی کچھ آتا ہے، جو میں نے اس کے مقدر میں لکھا ہوتا ہے، البتہ میں اس کے ذریعے بخیل سے کچھ مال نکلوا لیتا ہوں، کیونکہ وہ جو چیز نذر کی وجہ سے مجھے دے دیتا ہے، اس کے بغیر نہیں دیتا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٦٩٤، ومسلم: ١٦٤٠

فوائد: ......بخیل آدمی نذر کی وجہ سے راہِ خدا میں خرچ کر دیتا ہے، وگرنہ اس کا بخل اس پر غالب رہتا ہے۔

عام لوگوں کے ذہن میں یہ ہے کہ نذر ماننے سے شاید تقدیر یا مصیبت ٹل جاتی ہے، حالانکہ ایسی نذر کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، نہ یہ شرعاً مستحسن ہے۔

جب نذر ماننے والا اپنی نذر کو کسی مقصد کی تکمیل کی شرط کے ساتھ مشروط کر دیتا ہے، تو اسے نذر معلّق کہتے ہیں، جیسے کوئی کہے: میں نذر مانتا ہوں کہ اگر میں فلاں امتحان میں کامیاب ہو گیا تو ایک ہزار روپیہ صدقہ کروں گا۔ یہ نذر کی مکروہ قسم ہے۔

محمود اور قابل تعریف نذر وہ ہے جو کسی شرط اور تعلیق کے بغیر مانی جاتی ہے، جیسے کوئی کہے: میں اللہ تعالیٰ کے لیے اتنی نماز پڑھنے یا اتنا صدقہ کرنے کی نذر مانتا ہوں اور پھر وہ اپنی نذر کو پورا کرتا ہے۔

یہ نذر نیکی کی غرض سے اور کسی چیز کے ساتھ معلق کیے بغیر مانی جاتی ہے، یہ محض ثواب ہوتی ہے، کیونکہ اس میں نذر ماننے والے کا مقصد صحیح ہوتا ہے، ایسے آدمی کو نذر پوری کرنے پر اتنا ثواب ملے گا، جتنا کہ کسی واجب کی ادائیگی پر ملتا ہے۔ ایسی نذر کا ثواب نفلی کام کے اجر سے زیادہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نذر کی اسی قسم کو سراہتے ہوئے فرمایا: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ (سورۂ دھر: ۷) ......''(نیکوکار لوگ) نذر کو پورا کرتے ہیں۔''

حافظ ابن حجر نے (فتح الباری: ۱۱/ ۵۰۰) میں کہا: امام طبری نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾ کی تفسیر میں امام قتادہ سے یہ قول صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے: لوگ نماز، روزہ، زکاۃ، حج، عمرہ اور دوسرے فرائض میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مانتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو نیکوکار کہا، اس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ ان کی نذر معلق نہیں ہوتی تھی۔

انھوں نے اس سے پہلے کہا: امام قرطبی نے (المفہم) میں نذر سے نہی والی احادیث کو معلّق نذروں پر محمول کرتے ہوئے کہا: اس نہی کا محل یہ ہے کہ بندہ کہے: میں نذر مانتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفا دے دی،، تو میں اتنا صدقہ کروں گا۔ اس میں کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس بندے نے ثواب والے کام کو مذکورہ غرض و غایت کی تکمیل کے ساتھ معلّق کر دیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا ارادہ محض ثواب کا نہیں ہے، وہ تو معاوضے والا کام کرنا

قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ......

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ الْعَضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ وَكَانَتْ مِنْ سَوَابِقِ الْحَاجِّ قَالَ فَأُسِرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي وَثَاقٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ عَلَامَ تَأْخُذُنِي وَتَأْخُذُ سَابِقَةَ الْحَاجِّ؟ قَالَ: ((نَأْخُذُكَ بِجَرِيرَةِ حُلَفَائِكَ ثَقِيفَ۔)) قَالَ وَكَانَ ثَقِيفُ قَدْ أَسَرُوا رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَقَدْ قَالَ فِيمَا قَالَ وَأَنَا مُسْلِمٌ أَوْ قَالَ وَقَدْ أَسْلَمْتُ فَلَمَّا مَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو دَاوُد فَهِمْتُ هَذَا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى نَادَاهُ: يَا مُحَمَّدُ! يَا مُحَمَّدُ! قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا رَفِيقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) قَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، قَالَ: ((لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ۔)) قَالَ أَبُو دَاوُد: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى حَدِيثِ سُلَيْمَانَ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي إِنِّي ظَمْآنُ فَاسْقِنِي، قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَذِهِ حَاجَتُكَ أَوْ قَالَ هَذِهِ حَاجَتُهُ۔)) فَفُودِيَ الرَّجُلُ بَعْدُ بِالرَّجُلَيْنِ قَالَ وَحَبَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَضْبَاءَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عضباء، بنی عقیل میں سے ایک شخص کی اونٹنی تھی اور یہ اونٹنی ان جانوروں میں سے تھی جو (انتظام کی غرض سے) حاجیوں کے آگے جاتی تھی، پھر وہ شخص (یعنی عضباء کا مالک جنگ میں) قیدی بنا لیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے باندھ کر لایا گیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار تھے جس پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی، وہ شخص بولا: اے محمد! مجھے کس جرم میں پکڑتے ہو اور اس جانور کو جو حاجیوں کے آگے جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم تجھے تیرے حلیف قبیلہ ثقیف کے جرم میں پکڑتے ہیں۔'' راوی کہتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف نے اصحاب رسول میں سے دو شخصوں کو قید کیا ہوا تھا۔ اس نے دوران گفتگو یہ بھی کہا کہ میں تو مسلمان ہوں یا یہ کہا کہ اب میں اسلام لے آیا ہوں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: حدیث کا یہ ٹکڑا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے، میں نے محمد بن عیسیٰ سے سمجھا ہے (سلیمان بن حرب سے نہیں)، (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے) تو اس شخص نے آپ کو پکارا: اے محمد! اے محمد! عمران کہتے ہیں: چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رحم دل اور نرم مزاج تھے۔ اس لیے آپ اس کی آواز سن کر اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' وہ بولا: میں مسلمان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو یہی بات اس وقت کہتا جب تو اپنے اختیار میں تھا (یعنی گرفتار نہ ہوا تھا) تو بلاشبہ تو نے پوری کامیابی حاصل کر لی ہوتی۔'' امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: میں پھر حدیث سلیمان کی طرف لوٹتا ہوں، وہ شخص بولا: اے محمد! میں بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلائیں، میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی

قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ......

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ الْعَضْبَاءُ لِرَجُلٍ مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ وَكَانَتْ مِنْ سَوَابِقِ الْحَاجِّ قَالَ فَأُسِرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي وَثَاقٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ عَلَامَ تَأْخُذُنِي وَتَأْخُذُ سَابِقَةَ الْحَاجِّ؟ قَالَ: ((نَأْخُذُكَ بِجَرِيرَةِ حُلَفَائِكَ ثَقِيفَ۔)) قَالَ وَكَانَ ثَقِيفُ قَدْ أَسَرُوا رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَقَدْ قَالَ فِيمَا قَالَ وَأَنَا مُسْلِمٌ أَوْ قَالَ وَقَدْ أَسْلَمْتُ فَلَمَّا مَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو دَاوُد فَهِمْتُ هَذَا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى نَادَاهُ: يَا مُحَمَّدُ! يَا مُحَمَّدُ! قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا رَفِيقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) قَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، قَالَ: ((لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ۔)) قَالَ أَبُو دَاوُد: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى حَدِيثِ سُلَيْمَانَ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي إِنِّي ظَمْآنُ فَاسْقِنِي، قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَذِهِ حَاجَتُكَ أَوْ قَالَ هَذِهِ حَاجَتُهُ۔)) فَفُودِيَ الرَّجُلُ بَعْدُ بِالرَّجُلَيْنِ قَالَ وَحَبَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَضْبَاءَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عضباء، بنی عقیل میں سے ایک شخص کی اونٹنی تھی اور یہ اونٹنی ان جانوروں میں سے تھی جو (انتظام کی غرض سے) حاجیوں کے آگے جاتی تھی، پھر وہ شخص (یعنی عضباء کا مالک جنگ میں) قیدی بنا لیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے باندھ کر لایا گیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار تھے جس پر ایک چادر پڑی ہوئی تھی، وہ شخص بولا: اے محمد! مجھے کس جرم میں پکڑتے ہو اور اس جانور کو جو حاجیوں کے آگے جاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم تجھے تیرے حلیف قبیلہ ثقیف کے جرم میں پکڑتے ہیں۔'' راوی کہتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف نے اصحاب رسول میں سے دو شخصوں کو قید کیا ہوا تھا۔ اس نے دوران گفتگو یہ بھی کہا کہ میں تو مسلمان ہوں یا یہ کہا کہ اب میں اسلام لے آیا ہوں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: حدیث کا یہ ٹکڑا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے، میں نے محمد بن عیسیٰ سے سمجھا ہے (سلیمان بن حرب سے نہیں)، (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے) تو اس شخص نے آپ کو پکارا: اے محمد! اے محمد! عمران کہتے ہیں: چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رحم دل اور نرم مزاج تھے۔ اس لیے آپ اس کی آواز سن کر اس کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' وہ بولا: میں مسلمان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تو یہی بات اس وقت کہتا جب تو اپنے اختیار میں تھا (یعنی گرفتار نہ ہوا تھا) تو بلاشبہ تو نے پوری کامیابی حاصل کر لی ہوتی۔'' امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کہا: میں پھر حدیثِ سلیمان کی طرف لوٹتا ہوں، وہ شخص بولا: اے محمد! میں بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلائیں، میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہی

لِرَحْلِهِ قَالَ فَأَغَارَ الْمُشْرِكُونَ عَلَى سَرْحِ الْمَدِينَةِ فَذَهَبُوا بِالْعَضْبَاءِ قَالَ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهَا وَأَسَرُوا امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ: فَكَانُوا إِذَا كَانَ اللَّيْلُ يُرِيحُونَ إِبِلَهُمْ فِي أَفْنِيَتِهِمْ قَالَ فَنُوِّمُوا لَيْلَةً وَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَجَعَلَتْ لَا تَضَعُ يَدَهَا عَلَى بَعِيرٍ إِلَّا رَغَا حَتَّى أَتَتْ عَلَى الْعَضْبَاءِ قَالَ فَأَتَتْ عَلَى نَاقَةٍ ذَلُولٍ مُجَرَّسَةٍ، قَالَ: فَرَكِبَتْهَا ثُمَّ جَعَلَتْ لِلَّهِ عَلَيْهَا إِنْ نَجَّاهَا اللَّهُ لَتَنْحَرَنَّهَا قَالَ فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَدِينَةَ عُرِفَتِ النَّاقَةُ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَلِكَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَجِيءَ بِهَا وَأُخْبِرَ بِنَذْرِهَا فَقَالَ: ((بِئْسَ مَا جَزَيْتِيهَا أَوْ جَزَتْهَا إِنْ اللّٰهُ أَنْجَاهَا عَلَيْهَا لَتَنْحَرَنَّهَا لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ وَلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ آدَمَ))

تیرا مقصد تھا یا یہ فرمایا کہ یہی اس کا مقصد تھا۔'' راوی کہتے ہیں کہ ان دو شخصوں کے بدلے میں (جو بنی ثقیف کی قید میں تھے) اس شخص کو آزاد کر دیا اور اس کی سواری اپنی سواری کے لیے رکھ لی۔ پھر مشرکین نے مدینہ کے جانوروں پر ڈاکہ ڈالا اور عضباء کو لے گئے اور جاتے جاتے ایک مسلمان عورت کو بھی اٹھا کر لے گئے، جب رات ہوتی تو وہ اپنے اونٹوں کو آرام کے لیے میدان میں چھوڑ دیتے، ایک رات جب وہ سب گہری نیند سو گئے تو وہ مسلمان عورت اٹھی تاکہ چپکے سے کسی اونٹ پر سوار ہو کر بھاگ نکلے، پھر وہ جس اونٹ پر بھی ہاتھ رکھتی تو وہ آواز نکالتا یہاں تک کہ وہ عضباء کے پاس آئی تو دیکھا کہ وہ نہایت شریف اور سواری میں ماہر اونٹنی ہے، تو وہ اس پر سوار ہوگئی، پھر اس نے اللہ سے یہ منت مانی کہ اگر اس نے اس کو (مشرکین سے) نجات دے دی تو وہ اس اونٹنی کو قربان کر دے گی، جب وہ مدینہ پہنچی تو لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ تو نبی کریم ﷺ کی اونٹنی ہے، آپ ﷺ کو اس کی خبر کی گئی تو آپ نے اس کو بلا بھیجا، وہ آئی اور بتایا کہ میں نے اس اونٹنی کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس اونٹنی کو برا بدلہ دینا چاہا ہے، اگر اللہ نے تجھے اس اونٹنی کی پشت پر نجات بخشی تو کیا اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کو ذبح کر ڈالے؟'' آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''اس نذر کا پورا کرنا جائز نہیں جس میں اللہ کی نافرمانی ہو یا ایسی نذر جس کا آدمی مالک نہ ہو۔'' امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: یہ عورت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٦٤١

فوائد: ......''اس نذر کو پورا کرنا نہیں ہے جس کا آدمی مالک نہ ہو۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی ایسی معین چیز کی نذر مانے جس کا وہ مالک ہی نہ ہو، مثلاً وہ یوں کہے: اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفا دی تو میں فلاں آدمی کے غلام کو

آزاد کروں گا یا فلاں آدمی کے کپڑوں یا گھر کا صدقہ کروں گا۔

لیکن اگر وہ اپنے ذمے ایسی چیز لے لیتا ہے، جس کا وہ فی الحال مالک نہیں ہے، تو اس کی نذر صحیح ہو گی، مثلاً وہ یوں کہے: اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو شفا دے دی تو میں ایک گردن آزاد کروں گا، جبکہ وہ اس وقت کسی گردن اور اس کی قیمت کا مالک نہ ہو، اب جب اس کا مریض شفایاب ہو جائے گا تو اس کو یہ نذر پوری کرنی پڑے گی، ورنہ کفارہ دے گا۔

اس عورت نے جس خاص اونٹنی کو ذبح کرنے کی نذر مانی تھی، وہ اس کی مالک نہیں تھی، اس کے مالک تو رسول اللہ ﷺ تھے، اگر یہ خاتون صرف ایک اونٹنی کو ذبح کرنے کی نذر مانتی تو اس کی نذر درست ہوتی اور وہ اس طرح کہ مدینہ پہنچ کر کوئی اونٹنی خرید کر اس کو ذبح کر دیتی۔

(٩٣٤)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنی عُتْبَةُ قَالَ: أنا عُبَيْدُ اللّٰهِ، ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْوَرَّاقُ، قَالَ: ثنا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْقَاسِمِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی نذر مانی، اس کو چاہیے کہ وہ اس کی اطاعت کرے اور جس نے اس کی نافرمانی کرنے کی نذر مانی، وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٦٩٦، ٦٧٠٠

فوائد: ...... نافرمانی ہر حال میں بہت بری ہے اور نذر مان کر نافرمانی کرنا مزید قبیح ہے، نذر ماننے سے کوئی برائی نیکی نہیں بن سکتی، لہٰذا نذر کے بہانے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا جائز نہیں، اس لیے نافرمانی کی نذر پوری نہ کی جائے، بلکہ اس کا کفارہ ادا کیا جائے۔

(٩٣٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ، قَالَ: ثنا خَطَّابٌ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْكَرِيمِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((النَّذْرُ نَذْرَانِ: فَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَكَفَّارَتُهُ الْوَفَاءُ، وَمَا كَانَ لِلشَّيْطَانِ فَلَا وَفَاءَ فِيهِ وَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نذر کی دو قسمیں ہیں: جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہو، اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو پورا کیا جائے اور جو شیطان کے لیے ہو، اس کو پورا کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، لیکن ایسے شخص پر قسم کا کفارہ ہو گا۔''

تخریج: صحیح، أخرجه البيهقي: ١٠/ ٧٢

فوائد: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِينٍ)) ...... ''اللہ تعالیٰ کی معصیت کرنے کی کوئی نذر نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔''

(ابو داود: ۳۲۹۱، ابن ماجہ: ۲۱۲۵، نسائی: ۷/۲۶)

معلوم ہوا کہ نذرِ معصیت کا کفارہ بھی ادا کرنا پڑے گا۔

(۹۳۶)۔ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَنْبَسَةَ الْوَرَّاقُ، قَالَ: ثنا دَاوُدُ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أُخْتِهِ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ نَذْرِ أُخْتِكَ، لِتَرْكَبْ وَلْتُهْدِ بَدَنَةً۔)) وَرَوَاهُ خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَلَمْ يَذْكُرْ: وَلْتُهْدِ بَدَنَةً۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ سے اپنی بہن کے بارے میں یہ سوال کیا کہ اس نے کعبہ کی طرف چل کر جانے کی نذر مانی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ تیری بہن کی نذر سے غنی اور لاپروا ہے، اس کو چاہیے کہ وہ سوار ہو جائے، لیکن ایک اونٹ کی قربانی کرے۔'' جب خالد حذاء راوی نے عکرمہ کے واسطے سے یہ حدیث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو انھوں نے اونٹ قربان کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۱۸۶۶، ومسلم: ۱۶۴۵

فوائد: ...... ابو داود کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَرْكَبَ وَتُهْدِيَ هَدْيًا۔ ...... نبی کریم ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو جائے اور ایک قربانی کرے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اونٹ، گائے اور بکری میں سے کسی ایک کی قربانی کفایت کرے گی، کیونکہ ہدی کا اطلاق ان سب پر ہوتا ہے۔

نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے، لیکن اس حدیث میں قربانی کا ذکر ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حج سے متعلق اس قسم کی نذر میں قربانی کرنا لازم قرار دیا گیا ہے، ایک قول کے مطابق قربانی کا یہ حکم استحباب کے لیے ہے۔

اس حدیث میں سفرِ حج کے وقت سواری کا اہتمام کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے اور خواہ مخواہ کی مشقت میں پڑنے سے روکا گیا ہے۔

(۹۳۷)۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَيُّوبَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ......

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُخْتَهُ، نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ، إِلَى الْبَيْتِ،

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی بہن نے یہ نذر مانی کہ وہ پیدل چل کر بیت اللہ کی طرف جائے گی، لیکن

وَاسْتَفْتَى لَهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ))

جب انھوں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو حکم دو کہ وہ سوار ہو جائے۔''

تخریج: انظر الحدیث السابق

(٩٣٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: ثنى وُهَيْبٌ، قَالَ: ثنا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي إِذْ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فِي الشَّمْسِ فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالُوا: هَذَا أَبُو إِسْرَائِيلَ نَذَرَ أَنْ يَقُومَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُومَ، فَقَالَ: ((مُرُوهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو دھوپ میں کھڑا تھا، جب آپ ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو صحابہ نے بتایا کہ اس آدمی نے نذر مانی ہے کہ یہ کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، سائے میں نہیں آئے گا، کلام نہیں کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو حکم دو کہ یہ باتیں بھی کر، سائے میں بھی آجائے اور بیٹھ بھی جائے، البتہ روزہ پورے کرے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٧٠٤

فوائد: ...... کھڑے رہنا، لوگوں سے بات نہ کرنا اور سایہ حاصل نہ کرنا ایسے امور ہیں کہ جن سے اللہ تعالی کا قرب حاصل نہیں کیا جا سکتا، البتہ روزہ اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس کو برقرار رکھا۔

(٩٣٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا حُمَيْدٌ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ، فَقَالَ: ((مَا هَذَا؟)) قَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيبِ هَذَا نَفْسَهُ)) فَأَمَرَهُ فَرَكِبَ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا، اس کو اس کے دو بیٹوں کے سہارے چلایا جا رہا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس کا کیا ماجرا ہے؟'' لوگوں نے بتایا کہ اس نے بیت اللہ کی طرف چل کر جانے کی نذر مانی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالی اس سے غنی اور لاپروا ہے کہ یہ آدمی اپنے آپ کو عذاب دے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا اور وہ سوار ہو گیا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ١٨٦٥، ومسلم: ١٦٤٢

فوائد: ......سبحان اللہ! شریعتِ اسلامیہ کے محاسن کا جائزہ نہیں، اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ نہیں ہے کہ لوگوں کو مشقت میں ڈال دیا جائے، یہی وجہ ہے کہ پوری زندگی میں ایک بار حج کرنا فرض ہے اور یہ حکم بھی استطاعت رکھنے والے کے لیے ہے، اگر کوئی آدمی فرمانبرداری کا کام کرنے کے لیے خواہ مخواہ کی مشقت برداشت کرنا شروع کر دے اور سہولتوں سے فائدہ نہ اٹھائے تو یہ جائز نہیں۔

(٩٤٠)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: مَاتَتْ أُمِّي وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِي أَنْ أَقْضِيَهُ عَنْهَا۔

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: میری والدہ فوت ہوگئی ہے، جبکہ اس پر ایک نذر تھی، جب میں نے نبیٔ کریم ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے اس کی طرف سے وہ نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٧٦١، ٦٦٩٨، ومسلم: ١٦٣٨

فوائد: ......میت جو نذر پوری نہ کر سکے، اس کے اولیاء کو چاہیے کہ وہ نذر پوری کر دیں، خاص طور پر اولاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے والدین کی نذر پوری کرے۔

(٩٤١)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَا: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، وَلَمْ يَنْسِبْهُ ابْنُ هَاشِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ لَهُ: ((أَوْفِ بِنَذْرِكَ))

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے دورِ جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی نذر پوری کرو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٠٤٢، ومسلم: ١٦٥٦

فوائد: ......جو نذر دورِ جاہلیت میں اللہ تعالیٰ کے لیے مانی جائے، قبولیتِ اسلام کے بعد اس کا حکم باقی رہتا ہے۔
اعتکاف کے لیے نہ ماہِ رمضان ضروری ہے، نہ ایام کی کوئی معین تعداد، اعتکاف کی تعریف یہ ہے کہ کسی آدمی کا تمام دنیاوی معاملات ترک کر کے عبادت کی نیت سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے مسجد میں ٹھہرنا۔
اعتکاف کے لیے جگہ کو خاص کیا گیا ہے کہ وہ مسجد میں ہونا چاہیے، وقت اور مدت کا تعین انسان خود کرے گا۔

(٩٤٢)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنا أَبُو خَالِدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْحَكَمِ، وَمُسْلِمٍ الْبَطِينِ، وَسَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَمُجَاهِدٍ، وَعَطَاءٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نبیٔ

جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أُخْتِي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ: ((أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُخْتِكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ تَقْضِينَهُ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَحَقُّ اللّٰهِ أَحَقُّ))

کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری بہن فوت ہو گئی ہے، جبکہ اس پر دو لگاتار مہینوں کے روزے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا تم اس بارے میں بتاؤ کہ اگر تمہاری بہن پر کسی کا قرض ہوتا تو تم اس کو ادا کرتی؟'' اس نے کہا: جی بالکل، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے (کہ اس کا حق پورا کیا جائے)۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٩٥٣، و مسلم: ١١٤٨

فوائد: ......معلوم ہوا کہ میت جس نذر کو پورا نہ کر سکے، اس کے لواحقین کو چاہیے کہ وہ اس کی نذر کو پورا [illegible]

(٩٤٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ، قَالَ: ثنا أبي [illegible] عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ، حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی اس حال میں وفات پائے کہ اس کے ذمے روزے ہوں، تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ١٩٥٢، و مسلم: ١١٤٧

فوائد: ......نذر کے اور ماہِ رمضان کے اور کسی کفارے کے جو روزے شرعی عذر کی وجہ سے رہ گئے ہوں، لواحقین کو چاہیے کہ روزے رکھ کر میت کا یہ قرض ادا کر دیں، یہ حدیث روزوں کی ان سب اقسام کو شامل ہے۔

(٩٤٤)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ إِيَاسَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أُخْتِي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَأَنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ: ((لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاقْضُوا اللّٰهَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی، لیکن وہ پہلے ہی فوت ہو گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ بتاؤ کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتے؟'' اس نے کہا: جی بالکل، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرو، وہ اس چیز کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کو پورا کیا جائے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٦٩٩

فوائد: ......دیکھیں حدیث نمبر (۹۴۲)

(۹۴۵)۔ حَدَّثَنَا الزَّعْفَرَانِيُّ ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، قَالَ: أنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ ، عَنْ حَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا نَذَرَ أَنْ يُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَلِّ هَاهُنَا)) يَعْنِي فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي نَذَرْتُ أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ ، فَقَالَ: ((صَلِّ هَاهُنَا))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر مانی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہیں مسجد حرام میں نماز پڑھ لو۔'' لیکن اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے تو بیت المقدس میں نماز پڑھنے کی نذر مانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہیں نماز پڑھ لو۔''

تخریج: اسناده قوی ...... أخرجه ابوداود: ۳۳۰۵

فوائد: ......ابوداود کی روایت میں ہے کہ جب اس بندے نے تیسری بار سوال دوہرایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((شَأْنَكَ إِذًا)) ...... ''جو مرضی کر۔''

اس موضوع متعلقہ درج ذیل روایت مفصل ہے:

کچھ انصاری صحابہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ ، وَالنَّبِيُّ فِي مَجْلِسٍ قَرِيبٍ مِنَ الْمَقَامِ ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنِّي نَذَرْتُ لَئِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لِلنَّبِيِّ وَالْمُؤْمِنِينَ مَكَّةَ لَأُصَلِّيَنَّ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ ، وَإِنِّي وَجَدْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ هَاهُنَا فِي قُرَيْشٍ مُقْبِلًا مَعِي وَمُدْبِرًا ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَاهُنَا فَصَلِّ)) فَقَالَ الرَّجُلُ قَوْلَهُ هَذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، كُلُّ ذٰلِكَ يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَاهُنَا فَصَلِّ)) ثُمَّ قَالَ الرَّابِعَةَ مَقَالَتَهُ هَذِهِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اذْهَبْ فَصَلِّ فِيهِ ، فَوَالَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ! لَوْ صَلَّيْتَ هَاهُنَا لَقَضَى عَنْكَ ذٰلِكَ كُلَّ صَلَاةٍ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ)) ...... ایک انصاری آدمی فتح مکہ والے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جبکہ آپ مقام ابراہیم کے قریب ایک مجلس میں بیٹھے تھے، اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مومنوں کو مکہ کی فتح عطا کی تو میں بیت المقدس میں جا کر نماز پڑھوں گا، اور اب مجھے اہل شام میں سے ایک آدمی مل گیا ہے، وہ میرے ساتھ جائے گا اور واپس بھی آئے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تو یہیں نماز پڑھ لے۔'' اس شخص نے تین بار اپنی بات دوہرائی، ہر بار آپ ﷺ نے یہی جواب دیا

کہ ''تو یہیں نماز پڑھ لے۔'' جب اس نے چوتھی دفعہ اپنی بات کو دوہرایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر چلا جا اور وہیں نماز ادا کر، اس ذات کی قسم جس نے محمد (ﷺ) کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! اگر تو یہاں نماز پڑھ لیتا تو یہ عمل تجھے بیت المقدس کی ہر نماز سے کفایت کرتا۔'' (ابو داود: ٣٣٠٦)

مسجدِ حرام کی فضیلت بیت المقدس سے زیادہ ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس صحابی کو حکم دیا کہ وہ مسجدِ حرام میں نماز ادا کر کے اپنی نذر پوری کر سکتا ہے، لیکن جب سائل نے تعنت اور تکلف سے کام لیتے ہوئے اپنے لیے سختی کو پسند کیا تو آپ ﷺ نے بھی اس کو یہی مشکل کام کرنے کا حکم دے دیا۔ مسجدِ اقصیٰ، مسجدِ حرام سے چالیس دنوں کی مسافت پر تھی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَصَايَا

وصیتوں کا بیان

(٩٤٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ وَلَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان کسی چیز کے بارے میں وصیت کرنا چاہتا ہو تو اس کا حق نہیں ہے کہ دو راتیں گزر جائیں اور اس کے پاس لکھی ہوئی وصیت موجود نہ ہو۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٢٧٣٨، ومسلم: ١٦٢٧

فوائد: ......موت کا کوئی علم نہیں ہے، اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ اپنی ذمہ داریوں اور ارادوں کو تحریری شکل میں اپنے پاس محفوظ کر لے، خاص طور پر لین دین کے معاملات کی تحریری دستاویز ضرور ہونی چاہیے تا کہ اس کی وفات کے بعد ورثاء کو معاملات نمٹانے میں آسانی ہو۔

(٩٤٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

قَالَ: ثنا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: مَرِضْتُ بِمَكَّةَ مَرَضًا أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ لِي مَالًا كَثِيرًا وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأُوصِي بِثُلُثَيْ مَالِي؟ قَالَ: ((لَا۔)) قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ:

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں مکہ مکرمہ میں بیمار پڑ گیا اور اس بیماری کی وجہ سے موت کے قریب ہو گیا، رسول اللہ ﷺ میری تیمار داری کرنے کے لیے تشریف لائے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے، جبکہ میری وارث صرف میری بیٹی ہے، اس لیے کیا میں دو تہائی مال کے بارے میں وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: نصف مال کی وصیت

((لَا۔)) قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: ((اَلثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، أَوْ كَبِيرٌ إِنَّكَ إِنْ تَتْرُكْ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً۔))

کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جی نہیں۔'' میں نے کہا: تو پھر ایک تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک تہائی کی کر سکتے ہو، یہ تو وہ بھی زیادہ، یاد رکھو کہ اگر تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ کر جاؤ تو یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو فقیر چھوڑ کر جاؤ۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٥٦، ٣٩٣٦، ٥٦٦٨، ومسلم: ١٦٢٨

فوائد: ......آدمی کو ایک تہائی مال سے زائد وصیت کرنے کا اختیار نہیں ہے، آپ ﷺ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک تہائی کی مقدار بھی زیادہ ہے، اس سے بھی کم وصیت کرنی چاہیے، تاکہ دوسروں کے محتاج نہ ہوں۔

(٩٤٨)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ......

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمْلُوكِينَ لَهُ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ، فَدَعَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَزَّأَهُمْ أَثْلَاثًا، ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ فَأَعْتَقَ اثْنَيْنِ وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً قَالَ: وَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلًا شَدِيدًا۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت چھ غلام آزاد کر دیے، جبکہ اس کا سارا مال یہی تھا، ان کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان غلاموں کو بلایا اور ان کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ان میں قرعہ ڈالا، دو کو آزاد کر دیا اور چار کو دوبارہ غلام بنا دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں بڑی سخت باتیں ارشاد فرمائیں۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٦٦٨

فوائد: ......مرنے والے کی جو وصیت اور شرط شرعی احکام کے مخالف ہو گی، اس کو مردود اور بے اثر سمجھا جائے گا، اسی لیے آپ ﷺ نے اس میت کے فیصلے کو ردّ کر دیا اور ایک تہائی کی گنجائش کے مطابق دو غلاموں کو آزاد کر دیا اور چار کو ورثاء میں تقسیم کر دیا۔

(٩٤٩)۔ حَدَّثَنَا أَبُو أَيُّوبَ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْبَهْرَانِيُّ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ، قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ جَابِرٍ، وَحَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ وَغَيْرُهُ......

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَغَيْرِهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِمَّنْ شَهِدَ خُطْبَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ فَكَانَ فِيمَا تَكَلَّمَ بِهِ:

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ایک خطبہ میں موجود تھے، اس دن آپ ﷺ نے جو باتیں ارشاد فرمائی تھیں، ان میں یہ بات بھی تھی: ''خبردار!

((أَلَا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ أَلَا لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔))

بیشک اللہ تعالی نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، اس لیے خبردار! اب کسی کے حق میں کوئی وصیت نہیں کی جاسکتی۔''

تخریج: اسناده حسن ...... أخرجه ابوداود: ۲۸۷۰، ۳۵٦٥، وابن ماجه: ۲۰۰۷، ۲۲۹۵، ۲۳۹۸، ۲٤۰٥، ۲۷۱۳

فوائد: ......ایک تہائی مال کی وصیت کا تعلق اس آدمی سے ہے جو وارث نہ بن رہا ہو، مرنے والے کو کسی وارث کے حق میں وصیت کرنے کی اجازت نہیں ہے، اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کی وصیت کو رد کر دیا جائے گا۔

(۹۵۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ......

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ، وَأَنْتُمْ تَقْرَئُونَهَا ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ﴾ [النساء : ۱۲]، وَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمِيرَاثِ لِبَنِي الْأُمِّ وَالْأَبِ دُونَ بَنِي الْعَلَّاتِ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت سے پہلے قرض کی ادائیگی کا فیصلہ فرمایا ہے، جبکہ تم اس آیت میں یوں پڑھتے ہو: ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ﴾ ......''وصیت کے بعد جو کی گئی ہو یا قرض کے بعد۔'' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ عینی بھائی وارث بنیں گے، نہ کہ علاتی۔

تخریج: اسناده ضعيف، والحديث صحيح ...... أخرجه الترمذى: ۲۰۹۵، ۲۱۲۲، وابن ماجه: ۲۷۳۹، وأخرجه البخارى معلقا بصيغة التمريض

فوائد: ...... حافظ ابن کثیر نے کہا: علمائے سلف و خلف کا اجماع ہے کہ قرض کو وصیت پر مقدم کیا جائے گا۔ عینی اور علاتی بھائیوں میں قوی القرابہ اول الذکر ہیں، اس لیے جس مسئلہ میں بھائیوں کی یہ دو قسمیں جمع ہو جائیں تو عینی بھائی علاتیوں کو محجوب کر دیں گے۔

(۹۵۱)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، وَهَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَا: ثنا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِي قَوْلِهِ ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [النساء : ٦] قَالَتْ: أُنْزِلَتْ فِي وَالِي الْيَتِيمِ الَّذِي يُصْلِحُهُ وَيَقُومُ عَلَيْهِ إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ۔ الْحَدِيثُ لِهَارُونَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ اللہ تعالی اس کے فرمان ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ ......''اور جو فقیر ہو، وہ معروف طریقے کے مطابق کھالے۔'' کے بارے میں کہتی ہیں: یہ آیت یتیم کے والی کے بارے میں نازل ہوئی، جو اس کی اصلاح کرتا ہے اور اس کی نگہداشت کرتا ہے، وہ

محتاج ہو تو وہ اس کے مال سے کھا سکتا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۷٦٥، و مسلم: ۳۰۱۹

(۹۵۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْحَجَبِيُّ، قَالَ: ثنا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: ثنا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي فَقِيرٌ وَلَيْسَ لِي شَيْءٌ وَلِي يَتِيمٌ، فَقَالَ: ((كُلْ مِنْ مَالِ يَتِيمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَلَا مُبَذِّرٍ، أَوْ مُبَاذِرٍ شَكَّ الْحَجَبِيُّ وَلَا مُتَأَثِّلٍ))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں فقیر ہوں، میرے پاس کوئی مال نہیں ہے، البتہ میرے پاس ایک یتیم ہے (اس کا مال ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اپنے یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے، بشرطیکہ اسراف کرنے والا نہ ہو، فضول خرچی کرنے والا نہ ہو اور سرمایہ کاری کی غرض سے مال جمع کرنے والا نہ ہو۔''

تخریج: اسناده حسن ...... أخرجه ابوداود: ۲۸۷۲، والنسائي: ٦/ ۲۵٦، وابن ماجه: ۲۷۱۸

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرپرست اپنے یتیم کے مال کے اضافے اور اصلاح کے لیے جو محنت کر رہا ہو، وہ اس مال سے اس کا عوض لے سکتا ہے، لیکن یہ اجرت معروف طریقے کے مطابق ہونی چاہیے، بہتر یہ ہے کہ ایسا سرپرست معاشرے یا خاندان کے عدل و انصاف اور فہم و فراست والے دو تین افراد سے اپنی اجرت کا تعین کروا لے، تا کہ اس کا نفس حیل و حجت کرنے سے محفوظ ہو جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَوَارِيثِ

مواریث کا بیان

(۹۵۳)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ إِدْرِيسَ الْأَوْدِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ [النساء: ۳۳]، قَالَ: وَرَثَةً، وَفِي قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ﴾ [النساء: ۳۳]، قَالَ كَانَ الْمُهَاجِرِيُّ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ والی آیت سے مراد وارثین ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ﴾ کا مصداق یہ صورت تھی کہ مدینہ آنے کے بعد مہاجر، انصاری کا وارث بنتا تھا، نہ کہ اس کے رشتہ دار، یہ اس بھائی چارے کی بنا پر تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے

رَحِمِهِ بِالْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتِ الْآيَةُ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ نُسِخَتْ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ﴾ مِنَ النَّصْرِ وَالنَّصِيحَةِ وَالرِّفَادَةِ، وَيُوصِي لَهُ، وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ۔

مابین قائم کیا تھا، لیکن جب یہ آیت ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ نازل ہوئی تو اسلامی اخوت والی میراث پر مشتمل آیت منسوخ ہوگئی، پھر انھوں نے کہا: ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ﴾ سے مراد نصرت، خیر خواہی اور تعاون ہے، ایسے معاملے میں ایک دوسرے کو وصیت بھی کر سکتے ہیں، البتہ وراثت ختم ہو چکی ہے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٥٨٠

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ عہد و پیان اور اسلامی اخوت کی وجہ سے وارث بننے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اب میت کا وارث وہی بنے گا جو اس کا رشتہ دار ہوگا، البتہ اسلامی اخوت کے تقاضے کے مطابق مسلمان آپس میں باہمی تائید و نصرت کے طور پر ایک دوسرے کے حق میں وصیت کر سکتے ہیں۔

(٩٥٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ......

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ وَقَالَ مَرَّةً: يَبْلُغُ بِهِ: ((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ)) الْحَدِيثُ لِابْنِ الْمُقْرِءِ۔

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ مسلمان کافر کا وارث بنتا ہے اور نہ کافر مسلمان کا۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٢٨٢، ٤٢٨٣، ومسلم: ١٣٥١

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی کافر مسلمان کا اور کوئی مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔ موانع ارث تین ہیں: کفر، غلامی، قتل۔

(٩٥٥)۔ حَدَّثَنَا الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: ثنا وُهَيْبٌ، ح وَثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أنا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مقررہ حصے اصحاب الفروض کو دو، جو مال بچ جائے، وہ قریبی مذکر رشتہ دار کو ملے گا۔''

لِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ)) قَالَ الزَّعْفَرَانِيُّ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ: لِأَوْلَى ذَكَرٍ۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٧٤٦، ومسلم: ١٦١٥

فوائد: ......اس حدیث میں اصحاب الفروض اور عصبہ نسبی کی ترتیب بیان کی گئی ہے، ترکہ سب سے پہلے اصحاب الفروض میں تقسیم کیا جائے گا، ان سے جو مال بچ جائے گا، وہ عصبہ میں تقسیم ہوگا۔

اصحاب الفروض: وہ رشتہ دار ہیں جن کے حصے شریعت نے مقرر کر دیے ہیں، یہ کل بارہ افراد ہیں، چار مرد اور بارہ عورتیں۔

عصبہ نسبی: میت کے وہ رشتہ دار جو اصحاب الفروض سے بچا ہوا اور ان کی عدم موجودگی میں سارے مال کے مستحق ٹھہرتے ہیں، مثلا: بیٹا، بھائی، چچا، بھتیجا، بیٹے کے ساتھ بیٹی، بھائی کے ساتھ بہن، وغیرہ

(٩٥٦)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: ثنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: عَادَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي بَنِي سَلِمَةَ فَوَجَدَنِي لَا أَعْقِلُ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ فَرَشَّ عَلَيَّ مِنْهُ، فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ!؟ فَنَزَلَتْ ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ [النساء : ١١]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ میری تیمارداری کرنے کے لیے بنو سلمہ میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس حال میں پایا کہ مجھے کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کر وضو کیا اور پھر اس سے مجھ پر پانی چھڑکا، اس سے مجھے افاقہ ہو گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے مال کی تقسیم کے بارے میں کیا کروں؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيٓ أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ ......''اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے، مذکر کو دو مؤنثوں کے برابر حصہ دیا جائے گا۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٥٦٥١، ٦٧٢٣، و مسلم: ١٦١٦

فوائد: ......اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی تین آیات (۱۱،۱۲،۱۷۶) میں میراث کے مسائل تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔

(٩٥٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي

حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِلْعَصَبَةِ، وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ فَأَنَا وَلِيُّهُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی مال چھوڑ کر فوت ہوگا، اس کا مال اس کے عصبہ کو ملے گا، لیکن جو بوجھ یا بچے چھوڑ کر وفات پائے گا تو وہ میری ذمہ داری میں ہوں گے، میں ان کا ولی ہوں گا۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٦٧٤٥

فوائد: ...... مسلم حکمرانوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہونے والوں کے قرضے چکاتے اور ان کی اولاد کا سہارا بنتے تھے، اب معاملہ الٹ ہو چکا ہے، جس حکمران کا داؤ چلتا ہے، وہ اپنی رعایا کے مال ودولت اور قومی خزانے کو لوٹنا چاہتا ہے۔

(٩٥٨)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ:......

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: اشْتَكَيْتُ فَأَتَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ، قَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ، فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ عَلَيَّ وَضُوئَهُ، فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي؟ فَلَمْ يُجِبْنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ، قَالَ: وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: قَالَ نَزَلَتْ فِيهِ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ [النساء: ١٧٦]

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں بیمار ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ پیدل چل کر میری تیمار داری کرنے کے لیے آئے۔ میں اس وقت بیہوش تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور مجھ پر اپنے وضو والا پانی گرایا، لہٰذا مجھے افاقہ ہو گیا، پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اپنے بارے میں کیسے فیصلہ کروں؟ میں اپنے مال کا کیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ میراث والی آیت نازل ہو گئی۔ ابو زبیر راوی نے کہا: ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ ...... ''وہ لوگ آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٥١، ٦٧٢٣، ومسلم: ١٦١٦

فوائد: ......کلالہ سے مراد وہ میت ہے جس کے والدین ہوں نہ اولاد۔ یہ اکلیل سے مشتق ہے، اکلیل ایسی چیز کو کہتے ہیں جو سر کو اس کے اطراف یعنی کناروں سے گھیر لے، کلالہ کو بھی کلالہ اس لیے کہتے ہیں کہ اصول وفروع کے اعتبار سے تو اس کا وارث نہ بنے، لیکن اطراف وجوانب سے وارث قرار پا جائے، جیسے بہن بھائیوں کا اپنے والدین اور اولاد کی

عدم موجودگی میں ایک دوسرے کا وارث بننا۔

(٦٥٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ ، قَالَ: ثنا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ خَرَشَةَ...... عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ ، قَالَ: جَائَتِ الْجَدَّةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ: مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ ، وَمَا عَلِمْتُ لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا ، فَارْجِعِي حَتَّى أَسْأَلَ النَّاسَ فَسَأَلَ النَّاسَ ، فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: حَضَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهَا السُّدُسَ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ؟ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ ، فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، ثُمَّ جَائَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ: مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ ، وَمَا الْقَضَاءُ الَّذِي بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكِ ، وَمَا أَنَا زَائِدٌ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا ، وَلَكِنْ هُوَ ذَلِكَ السُّدُسُ فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فِيهِ فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا۔

سیدنا قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جدہ، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اپنی میراث کا مطالبہ کیا، لیکن انہوں نے کہا: میں اللہ تعالی کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں تو کوئی ایسی دلیل نہیں جانتا تو تیرے حق میں ہو، البتہ تو لوٹ جا، میں اس بارے میں لوگوں سے دریافت کروں گا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا، سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں موجود تھا جب رسول اللہ ﷺ نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر تیرے ساتھ کون گواہی دے گا؟ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہی بات کی جو سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کی تھی، چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے یہ حصہ نافذ کر دیا۔ پھر ایک اور جدہ اپنی میراث کا مطالبہ کرنے کے لیے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، انھوں نے کہا: کتاب اللہ کے مطابق تو تیرے لیے کوئی چیز نہیں ہے، البتہ ایک فیصلہ ہم تک پہنچا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تیرے حق میں کیا تھا اور میں خود ان مقررہ حصوں میں کوئی زیادتی نہیں کر سکتا، بس وہ چھٹا حصہ ہی ہے، اگر تم دو عدد جدہ جمع ہو جاؤ تو تم دونوں کو ایک چھٹا حصہ ہی ملے گا اور اگر جدہ اکیلی ہو تو وہ سارا اسی کو مل جائے گا۔

تخریج: الحديث صحيح بالشواهد ...... أخرجه ابوداود: ٢٨٩٤، والترمذى: ٢١٠١، وابن ماجه: ٢٧٢٤

فوائد: ......عربی زبان میں دادی اور نانی دونوں کو "جَدَّة" کہتے ہیں، علم میراث میں "جَدَّة" کی دو قسمیں ہیں: (۱) جدہ صحیحہ اور (۲) جدہ فاسدہ، صرف اول الذکر یعنی جدہ صحیحہ وارث بن سکتی ہے۔

جدہ صحیحہ: وہ جدہ کہ میت کی طرف جس کی وساطت میں جد فاسد نہ آئے۔ مثلاً: نانی، دادی، پڑدادی۔

جدہ فاسدہ: وہ جدہ کہ میت کی طرف جس کی وساطت میں جد فاسد آ جائے۔ مثلاً نانے کی ماں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ جدہ ایک ہو یا زائد، ہر صورت میں ایک چھٹا حصہ ہی ملے گئے، زیادہ ہونے کی صورت میں وہ اسی حصے کو آپس میں تقسیم کر لیں گی۔

(٩٦٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ، : أنا أَبُو الْمُنِيبِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَطْعَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَدَّةَ السُّدُسَ إِذَا لَمْ تَكُنْ أُمٌّ

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا ہے، بشرطیکہ ماں موجود نہ ہو۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ٢٨٩٥

فوائد: ...... باپ کی وجہ سے دادیاں اور ماں کی وجہ سے دادیاں اور نانیاں دونوں مجوبُ ہو جاتی ہیں، اسی طرح قریب والی جدہ دور والی جدہ کو ساقط کر دیتی ہے۔

(٩٦١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ ابْنِي مَاتَ فَمَا لِي مِنْ مِيرَاثِهِ؟ قَالَ: ((لَكَ السُّدُسُ۔)) فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ: ((لَكَ سُدُسٌ آخَرُ۔)) فَلَمَّا أَدْبَرَ دَعَاهُ فَقَالَ: ((إِنَّ السُّدُسَ الْآخَرَ طُعْمَةٌ۔)) قَالَ قَتَادَةُ: فَأَقَلُّ شَيْءٍ يَرِثُ الْجَدُّ السُّدُسُ، لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَّثَهُ السُّدُسَ، وَلَا نَدْرِي مَعَ مَنْ وَرَّثَهُ۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی، نبیٔ کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: میرا پوتا فوت ہو چکا ہے، مجھے اس کی میراث سے کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے لیے چھٹا حصہ ہے۔'' جب وہ واپس جانے کے لیے مڑا تو آپ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: ''تجھے ایک اور چھٹا حصہ بھی ملے گا۔'' پھر جب وہ جانے لگا تو آپ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا: ''یہ چھٹا حصہ تجھے زائد دیا گیا ہے، (یہ مقررہ حصہ کے طور پر نہیں دیا گیا)۔'' قتادہ راوی نے کہا: دادا کم از کم چھٹے حصے کا وارث بنتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو چھٹے حصے کا وارث بنایا، ہم یہ نہیں جانتے کہ اِس دادے کو کن دوسرے وارثوں کے ساتھ حصہ دار قرار دیا تھا۔

تخریج: اسناده ضعيف ...... أخرجه ابوداود: ٢٨٩٦، والترمذى: ٢٠٩٩ ...... الحسن لم يسمع من عمران بن حصين

فوائد: ......عربی زبان میں دادے اور نانے دونوں کو "جَدّ" کہتے ہیں، علم میراث میں "جَدّ" کی دو قسمیں ہیں: (۱) جد صحیح اور (۲) جد فاسد، صرف اول الذکر یعنی جد صحیح وارث بن سکتا ہے۔

جد صحیح: وہ جد کہ میت کی طرف جس کی وساطت میں عورت نہ آئے۔ مثلاً: دادا، پڑدادا۔

جد فاسد: وہ جد کہ میت کی طرف جس کی وساطت میں کوئی عورت آ جائے۔ مثلاً نانا، دادی کا باپ۔

جد صحیح کے پانچ حالات ہیں:

(۱) ......صرف فرضی حصہ (1/6): جب میت کا بیٹا یا پوتا، اگر چہ نیچے تک، موجود ہو۔

(۲) ......فرضی حصہ+تعصیب: جب میت کی بیٹی یا پوتی، اگر چہ نیچے تک، موجود ہو۔

اس حدیث میں اسی دوسری صورت کا ذکر ہے، دوسرا چھٹا حصہ دراصل باقی بچہ ہوا مال تھا، جو دادا کو بطور عصبہ ملا۔

(۳) ......صرف تعصیب: جب میت کی وارث بننے والی اولاد نہ ہو۔

(۴) ......مجوب: جب میت کا باپ موجود ہو۔

(۵) ...... ہر قریبی جدّ دور والے جدّ کو ساقط کر دیتا ہے۔

(۹۶۲)۔ حَـدَّثَـنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنِ الْهُزَيْلِ......

عَـنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي رَجُلٍ تَـرَكَ ابْـنَتَـهُ، وَابْنَةَ ابْنِهِ، وَأُخْتَهُ، فَـجَعَـلَ لِابْـنَتِـهِ النِّصْفَ، وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسَ، وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی بیٹی، پوتی اور بہن چھوڑ کر وفات پا گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس مسئلے کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ بیٹی کو نصف اور پوتی کو چھٹا حصہ دیا اور جو کچھ بچا وہ بہن کو دے دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٧٣٦، ٦٧٤٢

فوائد: ......اس صورت میں پوتی کو چھٹا حصہ تَكْمِلَةً لِلثُّلُثَيْنِ دیا جائے گا اور بہن عصبہ مع الغیر بنے گی۔

(۹۶۳)۔ حَـدَّثَـنَا أَبُـو جَـعْـفَرٍ الدَّارِمِيُّ، قَالَ: ثنا النَّضْرُ يَعْنِي ابْنَ شُمَيْلٍ، قَالَ: أنا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ......

عَـنْ إِبْـرَاهِيمَ، قَالَ: قَالَ الْأَسْوَدُ: قَضَى فِينَـا مُـعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى عَهْـدِ رَسُـولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِـي رَجُـلٍ تَرَكَ ابْنَتَهُ وَأُخْتَهُ، قَالَ: قَضَى

سیدنا اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عہد نبوی میں اس آدمی کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جو بیٹی اور بہن چھوڑ کر فوت ہوا تھا، انھوں نے بیٹی کو بھی نصف دیا اور بہن کو بھی نصف۔

لِابْنَتِهِ النِّصْفَ وَلِلْأُخْتِ النِّصْفَ۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٦٧٣٤، ٦٧٤١

فوائد: ......اس صورت میں بیٹی اپنا فرضی حصہ نصف لے گی اور باقی نصف بہن کو بطورِ عصبہ مع الغیر دیا جائے گا۔

(٩٦٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ......

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ، قَالَ: كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ ، أَنْ عَلِّمُوا غِلْمَانَكُمُ الْعَوْمَ ، وَمُقَاتِلَتَكُمُ الرَّمْيَ ، قَالَ: فَكَانُوا يَخْتَلِفُونَ فِي الْأَغْرَاضِ ، قَالَ: فَجَاءَ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَ غُلَامًا فِي حِجْرِ خَالٍ لَهُ لَا يُعْلَمُ لَهُ أَصْلٌ ، قَالَ: فَكَتَبَ أَبُو عُبَيْدَةَ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَى مَنْ أَدْفَعُ عَقْلَهُ ، فَكَتَبَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: ((اَللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلِيُّ مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ ، وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَا وَارِثَ لَهُ))

سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی طرف یہ تحریری حکم بھیجا کہ اپنے لڑکوں کو تیراکی اور جنگجوؤں کو تیراندازی کی تعلیم دو، پس وہ لوگ اپنے اہداف کو سامنے رکھ کر نشانہ بازی کرتے تھے، ایک دن ایک تیر ایک لڑکے کو لگا اور وہ فوت ہو گیا، کوئی پتہ نہ چل سکا کہ وہ کس کی نسل سے ہے، البتہ وہ اپنے ایک ماموں کی پرورش میں تھا، سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس لڑکے کی دیت کس کے سپرد کروں، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جوابی خط میں لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا کوئی سرپرست نہ ہو، اللہ اور اس کا رسول اس کے سرپرست ہوں گے اور ماموں اس کا وارث بنے گا، جس کا کوئی وارث نہ ہو۔''

تخریج: اسناده حسن ...... أخرجه ابن ماجه: ٢٧٣٧، والترمذی: ٢١٠٣

(٩٦٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِي عَامِرٍ الْهَوْزَنِيِّ......

عَنِ الْمِقْدَامِ الْكِنْدِيِّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيْعَةً وَقَالَ الْهَيْثَمُ أَوْ كَلًّا فَإِلَيَّ ، وَمَنْ

سیدنا مقدام کندی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ہر مؤمن کے نفس سے بڑھ کر اس کے قریب ہوں، جو قرض یا بچے یا بوجھ چھوڑ کر چلا جائے، تو میں اس کا ذمہ دار ہوں اور جو مال چھوڑ کر گیا، تو اس کا مال اس کے

تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ، وَأَنَا مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ أَرِثُ مَالَهُ وَأَفُكُّ عَانَهُ، وَالْخَالُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ يَرِثُ مَالَهُ وَيَفُكُّ عَانَهُ))

وارثوں کو ملے گا، جس کا کوئی مولیٰ نہیں ہے، میں اس کا مولیٰ ہوں، اس کا وارث بھی بنوں گا اور اس کے قیدی کو بھی آزاد کرواؤں گا اور ماموں اس شخص کا مولی ہوگا جس کا کوئی مولیٰ نہ ہو، وہ اس کے مال کا وارث بنے گا اور اس کے قیدیوں کو آزاد کروائے گا۔"

تخریج: حدیث جید ...... أخرجه ابوداود: ۲۸۹۹، وابن ماجه: ۲۷۳۸

فوائد: ...... **ذوي الارحام**: ذوی الارحام وہ رشتہ دار ہیں جو نہ اصحاب الفروض ہوں اور نہ عصبہ، مثلا: ماموں، خالہ، پھوپھی، نواسی وغیرہ۔ جب میت کے رشتہ داروں میں اصحاب الفروض، عصبہ نسبی اور عصبہ سببی میں سے کوئی بھی نہ ہو تو اس کا ترکہ ذوی الارحام میں تقسیم کیا جائے گا، ان کی کیفیتِ توریث میں بڑا اختلاف ہے، اس فن سے متعلقہ کسی کتاب کا مطالعہ کریں۔

ان احادیث میں ماموں کے وارث ہونے کا ذکر ہے اور ماموں ذوی الارحام میں سے ہے۔

(۹۶۶)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: الدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ، وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا، حَتَّى أَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ الْكِلَابِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنْ يُوَرِّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: دیت عاقلہ کو ملے گی اور عورت اپنے خاوند کی دیت کی وارث نہیں بنے گی، لیکن پھر سیدنا ضحاک کلابی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف یہ تحریر بھیجی تھی کہ وہ اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کی دیت سے وارث بنائیں۔

تخریج: اسناده صحیح علی شرط الشیخین ...... أخرجه ابوداود: ۲۹۲۷، والترمذی: ۱۴۱۵، وابن ماجه: ۲۶۴۲

فوائد: ...... بیوی بحیثیتِ بیوی اپنے خاوند کی عصبہ نہیں ہوتی، اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ مقتول کی دیت میں سے بیوی کو کچھ نہ دیا جائے، کیونکہ قاتل کی دیت ادا کرنے والے عصبہ ہوتے ہیں، لیکن جب ان کو حدیثِ مبارکہ کا علم ہوا کہ آپ ﷺ نے مقتول خاوند کی دیت میں سے اس کی بیوی کو حصہ دیا تھا، تو انھوں نے اپنے ارادے کو ترک کر دیا۔

(۹۶۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أنا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن فرمایا: "دو مختلف مذاہب والے ایک

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: ((لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ، وَالْمَرْأَةُ تَرِثُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا وَمَالِهِ، وَهُوَ يَرِثُ مِنْ دِيَتِهَا وَمَالِهَا مَا لَمْ يَقْتُلْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَإِنْ قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ لَمْ يَرِثْ مِنْ دِيَتِهِ وَمَالِهِ شَيْئًا، وَإِنْ قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ خَطَأً وَرِثَ مِنْ مَالِهِ وَلَمْ يَرِثْ مِنْ دِيَتِهِ۔))

دوسرے کے وارث نہیں بنیں گے اور عورت اپنے خاوند کی دیت اور اس کے مال سے وارث بنے گی، اسی طرح خاوند بھی اپنی بیوی کی دیت اور مال سے وارث بنے گا، جب تک وہ ایک دوسرے کو قتل نہیں کریں گے، اگر ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو وہ دوسرے کی دیت اور مال سے کسی چیز کا وارث نہیں بنے گا اور اگر ان میں سے ایک دوسرے کو از راہِ خطا قتل کر دے تو اس کے مال ۔ سے تو وارث بنے گا، البتہ اس کی دیت سے وارث نہیں بنے گا۔"

تخریج: حسن لغیرہ ...... أخرجه مختصرا علی توارث اهل ملتین ابو داود: ۲۹۱۱، وابن ماجه: ۲۷۳۱

فوائد: ......امام عظیم آبادی نے کہا: جمہور اہل علم کے نزدیک دو دینوں سے مراد اسلام اور کفر ہیں، اس طرح یہ حدیث سابق حدیث کے ہم معنی ہے، مختلف کفریہ ادیان والوں کا ایک دوسرے کا وارث بننا ثابت ہے، صرف امام اوزاعی اس حدیث کے عموم کے قائل ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہودی عیسائی کا اور عیسائی یہودی کا وارث نہیں بنے گا، اسی طرح باقی ادیان والوں کی صورتِ حال ہوگی۔ (عون المعبود: ۲/ ۱۳۱٤)

"سابق حدیث" سے مراد حدیث نمبر (۹۵۴) ہے، اس میں کافر اور مسلمان کے عدم توارث کا مسئلہ بیان ہو چکا ہے۔

خاوند اور بیوی ایک دوسرے کی دیت کے وارث بنیں گے، ہاں جب کوئی ایک دوسرے کو قتل کر دے تو وہ مکمل طور پر میراث سے محروم ہو جائے گا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَتَاقَةِ
غلاموں کوآزاد کرنے کا بیان

(۹٦۸)۔ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَنْبَسَةَ الْوَرَّاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَكِّيٌّ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَرْجَانَةَ، قَالَ:......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ إِرْبٍ مِنْهُ إِرْبًا مِنَ النَّارِ حَتَّى أَنَّهُ لَيُعْتِقُ بِالْيَدِ الْيَدَ وَبِالرِّجْلِ الرِّجْلَ وَبِالْفَرْجِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس نے مسلمان غلام کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے آزاد کنندہ کے ہر عضو کو آزاد کر دے گا، یہاں تک کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ، ٹانگ کے بدلے ٹانگ اور شرم گاہ کے بدلے شرمگاہ۔" یہ حدیث سن کر علی بن حسین رضی اللہ عنہما

الْفَرَجِ)) فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: يَا سَعِيدُ! أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ عِنْدَ ذٰلِكَ لِغُلَامٍ لَهُ أَفْرَهِ غِلْمَانِهِ، ادْعُ لِي مُطَرِّفًا، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: اذْهَبْ فَأَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ۔

نے کہا: اے سعید! کیا تم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث خود سنی ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، چنانچہ علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے اپنے سب سے زیادہ سمجھ دار اور خوبصورت غلام سے کہا: مطرف کو میرے پاس بلا کر لاؤ، جب وہ ان کے سامنے آ گیا تو انھوں نے کہا: جا تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔

تخریج: أخرجه بنحوه البخاري: ٦٧١٥، ومسلم: ١٥٠٩

فوائد: ...... یہ شریعتِ اسلامیہ کا امتیاز ہے کہ اس میں معاشرے کے سب سے نچلے طبقے کے فرد غلام کے ساتھ بھی احسان کرنے کی صورتیں بتا دی گئی ہیں۔

(٩٦٩)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى هُوَ ابْنُ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَنِي أَبِي، أَنَّ أَبَا مُرَاوِحٍ الْغِفَارِيَّ، أَخْبَرَهُ......

أَنَّ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ ﷺ: ((اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهِ)) قُلْتُ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ ﷺ: ((أَعْلَاهَا ثَمَنًا وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا۔)) قُلْتُ: فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ ﷺ: ((تُعِيْنُ ضَائِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ۔)) قُلْتُ: فَإِنْ لَّمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ ﷺ: ((تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تُصَدِّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ))

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔'' میں نے عرض کیا: اگر مجھ میں یہ عمل کرنے کی سکت نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی پریشان حال کی ، عاونت کر دیا کرو یا کسی بے ہنر انسان کا کوئی کام کر دیا کرو۔'' میں نے کہا: اگر میں یہ کارِ خیر کرنے سے بھی عاجز رہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو تم لوگوں کو اپنے شرّ سے محفوظ رکھو، یہ بھی تمہارا اپنے آپ پر صدقہ ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٥١٨، ومسلم: ٨٤

فوائد: ......مسلمان غلام کو آزاد کرنا کارِ ثواب ہے، کسی دنیوی مفاد کے بغیر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کے لیے مسلمانوں کی حاجات وضروریات پوری کرنا نہایت فضیلت والا عمل ہے
کیسی پیاری نصیحت فرمائی نبی کریم ﷺ نے کہ اگر کوئی انسان نیکی کے کام سر انجام نہیں دے سکتا تو کم از کم اپنے شرّ سے دوسرے لوگوں کو محفوظ رکھے۔

(٩٧٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَيُّمَا عَبْدٍ كَانَ بَيْنَ شُرَكَاءَ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمْ نَصِيبَهُ، فَعَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَ مَا بَقِيَ مِنْهُ إِذَا كَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ذٰلِكَ وَإِلَّا عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ)) .

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو غلام چند شریکوں کا ساجھا ہو اور ان میں سے ایک شریک اپنا حصہ آزاد کر دے تو یہ اس کی ذمہ داری بن جائے گی کہ غلام کا باقی حصہ بھی اس کے مال سے آزاد کیا جائے، بشرطیکہ اس کے پاس اتنا مال ہو، ورنہ جتنا حصہ وہ آزاد کرے گا، اتنا وہ آزاد جائے گا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٥٢٢، ومسلم: ١٥٠١

فوائد: ......اگر کوئی آدمی کسی مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دیتا ہے اور اس کے پاس مکمل غلام کو آزاد کرنے کا مال ہے تو اسی کے مال سے غلام کو آزاد کر دیا جائے گا، تا کہ وہ مکمل فضیلت حاصل کر لے۔

شریعت کی منشا یہ ہے کہ اگر اس آدمی کو اللہ تعالی نے مالی حیثیت عطا کی ہے تو وہ پوری نیکی کر دے، اس طرح غلام کو آزادی کی نعمت مل جائے گی۔

(۹۷۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَجْزِءُ وَلَدٌ وَالِدًا إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيَشْتَرِيَهُ فَيُعْتِقَهُ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بچہ اپنے والد کو بدلہ نہیں دے سکتا، الا یہ کہ وہ اپنے باپ کو غلام پائے اور پھر اس کو خرید کر آزاد کر دے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٥١٠

فوائد: ......آزاد کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کی آزادی کا سبب بنے، کیونکہ جب بچہ اپنے باپ کو خریدے گا تو وہ خود بخود آزاد ہو جائے گا، جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

غلام تصرّف کا اختیار نہ رکھنے کی وجہ سے میت کی طرح ہوتا ہے، اس لیے گویا اس کی آزادی اس کی زندگی ہے، اس طرح جس نے اپنے باپ کو آزاد کیا، گویا وہ اپنے باپ کی بااختیار زندگی کا سبب بنا، جیسے باپ اپنے بیٹے کی زندگی کا سبب بنا تھا۔ جیسے باپ کا بیٹے پر احسان تھا، اسی طرح بیٹے نے باپ پر احسان کر دیا۔

(۹۷۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الرَّمْلِيُّ، قَالَ: ثنا ضَمْرَةُ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ عَتِيقٌ))

نے فرمایا: ''جو آدمی محرم رشتہ دار غلام کا مالک بنے گا تو وہ خود بخود آزاد ہو جائے گا۔''

تخريج: صحيح ...... أخرجه ابن ماجه: ٢٥٢٥، ورواه الترمذي تعليقا

(٩٧٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ))

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنے محرم رشتہ دار غلام کا مالک بنے وہ غلام آزاد ہو جائے گا۔''

تخريج: صحيح لغيره ...... أخرجه أبوداود: ٣٩٤٩، والترمذي: ١٣٦٥، وابن ماجه: ٢٥٢٤

فوائد:...... اگر کوئی آدمی محرم رشتہ دار کو بطورِ غلام خرید لیتا ہے تو ایسا رشتہ دار خود بخود آزاد ہو جائے گا۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے ہاں رشتوں کی کتنی قدر ہے، اس وقت ہمارا معاشرہ ان اقدار کو کھو چکا ہے۔

(٩٧٤)۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: ثنا جَرِيرٌ، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، قَالَ:......

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ۔)) وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا۔)) وَكَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَعْتِقِيهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے بنی تمیم کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین باتیں سنی ہیں، میں ان کی وجہ سے بنو تمیم سے محبت کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں یہ لوگ دجال پر سب سے زیادہ سخت ثابت ہوں گے۔'' جب بنو تمیم کی زکوٰۃ وصول ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ہماری اپنی قوم کی زکوٰۃ ہے۔'' اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بنو تمیم کی ایک لونڈی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: ''تم اس کو آزاد کر دو، کیونکہ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٤٣، ومسلم: ٢٥٢٥

فوائد:...... معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت و نفرت کی بنیاد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ کے اقوال و افعال تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کو اچھا قرار دیا، انھوں نے اس کو اچھا سمجھنے کے تقاضے پورے کر دیے اور

آپ ﷺ نے جس چیز کو برا قرار دیا، انھوں نے اس کو برا سمجھنے کے تقاضے پورے کر دیے۔

(۹۷۵)۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ، قَالَ: ثنا جَرِيرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی حدیث بیان کی ہے۔

تخریج: انظر الحديث السابق

(۹۷۶)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ، قَالَ: أنا سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ......

قَالَ: ثنا سَفِينَةُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: أَعْتَقَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ أَنْ أَخْدُمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَاشَ۔

ابوعبدالرحمٰن سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے آزاد کیا، لیکن مجھ پر یہ شرط لگائی کہ جب تک نبی کریم ﷺ بقید حیات رہیں گے، میں آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہوں گا۔

تخریج: اسناده حسن ...... أخرجه ابوداود: ۳۹۳۲، وابن ماجه: ۲۵۲۶

فوائد: ......ابوداود کی روایت میں یہ زیادتی بھی ہے، سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: وَإِنْ لَمْ تَشْتَرِطِي عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتُ فَأَعْتَقَتْنِي وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ۔ ......اگر تم مجھ پر یہ شرط نہ بھی لگاؤ تو تب بھی جب تک میں زندہ رہوں گا، رسول اللہ ﷺ سے جدا نہیں ہوں گا، پھر انھوں نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھ پر یہ شرط بھی لگائی۔

سبحان اللہ! ''ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است'' (ہر پھول کا رنگ اور خوشبو مختلف ہوتی ہے)۔ ہر صحابی نے آپ ﷺ کی اطاعت اور محبت کا اظہار بے مثال طریقے سے کیا، ان نفوسِ قدسیہ میں سے جس کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے، نئے نئے رنگوں اور نئی نئی خوشبوؤں سے واسطہ پڑتا ہے۔

(۹۷۷)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا عِيسَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَرِيرَةَ وَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا الْوَلَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تھا، کیونکہ اس کے مالکوں نے یہ شرط لگا دی تھی کہ ولاء ان ہی کو ملے گا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''ولاء تو صرف اور صرف آزاد کنندہ کے

أَعْتَقَ)) لیے ہوتا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۲۵٦۱، ومسلم: ۱۵۰٤

فوائد: ...... **ولاء:** غلام کو آزاد کرنے پر غلام اور اس کے مالک کے مابین جو ربط ونسبت قائم ہوتی ہے، اسے وَلاء کہتے ہیں، اسی تعلق کی وجہ سے آزاد کنندہ آزاد شدہ کا وارث بن سکتا ہے، بشرطیکہ اس کے ترکے کا احاطہ کرنے والا نسبی رشتہ دار نہ ہو۔ نیز وہ مال جو غلام یا آزاد کردہ غلام چھوڑ کر مرے، وہ بھی وَلاء ہی کہلاتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو مکمل طور پر خرید کر آزاد کر دیا تھا، اس لیے وَلاء کی مستحق بھی وہی تھیں۔

اگر کوئی شخص بیع کرتے وقت ایسی شرط لگائے جو شرعاً درست نہ ہو تو اس صورت میں بیع کرنا درست ہوگا، جبکہ وہ شرط، جو خلاف شریعت ہے، باطل ہوگی، لہٰذا اس شرط کو کالعدم سمجھا جائے گا اور اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔

(۹۷۸)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ قَالَ:......

سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کو بیچنے اور اس کو ہبہ کرنے سے منع فرمایا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ٦۷۵٦، و مسلم: ۱۵۰٦

فوائد: ...... ولاء، میراث کا ایک تعلق ہے۔ اس تعلق کو بیچنا یا ہبہ کرنا ممنوع ہے۔

بَابُ الْمُكَاتَبِ وَالْمُدَبَّرِ

مکاتَب اور مدبَّر کا بیان

(۹۷۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: أنا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، قَالَ: ثني سَعِيدٌ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ كُلُّهُمْ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُ: الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَالنَّاكِحُ لِيَسْتَعِفَّ، وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الْأَدَاءَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین افراد، اللہ تعالی پر حق ہے کہ وہ ان کی مدد کرے: اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرنے والا، پاکدامنی حاصل کرنے کے لیے نکاح کرنے والا اور وہ مکاتَب جو ادائیگی کی نیت رکھتا ہو۔''

تخریج: حسن ...... أخرجه الترمذی: ۱٦۵۵، والنسائی: ٦/ ٦۱، وابن ماجه: ۲۵۱۸

فوائد: ...... مالک اور غلام کا آپس میں یہ معاہدہ کہ غلام اس قدر رقم ادا کر کے آزاد ہو جائے گا، مکاتَبت کہلاتا ہے اور ایسے غلام کو اس معاہدے کے دوران مُکاتَب کہتے ہیں۔

غلامی کی بہ نسبت آزادی والی زندگی زیادہ فضیلت والی ہوتی ہے، اس لیے غلام کی یہ خواہش اور کوشش ہونی چاہیے کہ وہ آزاد ہو جائے۔

(۹۸۰)۔ وحَدَّثَنَا ابْنُ هَاشِمٍ، مَرَّةً أُخْرَى قَالَ: ثنا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

تخريج: انظر الحديث السابق

(۹۸۱)۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثنا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ: إِنَّ أَهْلِي كَاتَبُونِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي تِسْعِ سِنِينَ، فِي كُلِّ سَنَةٍ أُوقِيَّةٌ فَأَعِينِينِي، قَالَتْ: فَقُلْتُ إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ عَدَّةً وَاحِدَةً وَأُعْتِقَكِ فَعَلْتُ، وَيَكُونُ لِي وَلَاؤُكِ فَذَهَبَتْ إِلَى أَهْلِهَا فَكَلَّمَتْهُمْ فِي ذَلِكَ، فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْوَلَاءُ، فَأَتَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَأَخْبَرَتْهَا بِالَّذِي قَالَ لَهَا أَهْلُهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: فَلَا إِذًا، فَسَأَلَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَتْهُ بِالَّذِي قَالُوا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَائِشَةَ: ((اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئیں اور کہا: میرے مالکوں نے نو سالوں میں نو اوقیوں پر مجھ سے مکاتبت کی ہے، ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنا ہے، لہٰذا آپ میری مدد کریں، میں نے کہا: اگر تیرے مالک چاہتے ہیں تو میں یہ ساری قیمت تیار کر کے تجھے آزاد کر دیتی ہوں، لیکن تیری ولاء میرے لیے ہو گی۔ چنانچہ وہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان سے بات چیت کی، لیکن انھوں نے ولاء کا انکار کر دیا، ان کا مطالبہ تھا کہ ولاء ان ہی کی رہے گی۔ وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور ساری تفصیل سے آگاہ کیا، سیدہ نے کہا: تب تو میں آزاد نہیں کروں گی، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو سیدہ نے مالکوں والی ساری بات بتلا دی، تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''تم اس کو خرید کر آزاد کر دو اور بیشک ان ہی کے لیے ولاء کی شرط لگا دو (اس شرط لگانے سے کچھ نہیں ہوگا، کیونکہ) ولاء تو صرف اور صرف آزاد کنندہ کے لیے ہوتی ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب کیا اور حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا: ''لوگوں کو کیا ہو گیا ہے، وہ ایسی شرطیں لگانے لگ گئے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں، جس نے ایسی شرط لگائی جو کتاب اللہ میں نہ ہو، تو وہ

مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ فَإِنَّهُ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، قَضَاءُ اللهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللهِ أَوْثَقُ، مَا بَالُ رِجَالٍ مِنْكُمْ يَقُولُ أَحَدُهُمْ: أَعْتِقْ يَا فُلَانُ وَلِيَ الْوَلَاءُ إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ))

باطل ہوگی، اگر چہ وہ سو شرطیں ہوں، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سب سے زیادہ حقدار ہے، اللہ تعالیٰ کی شرط سب سے زیادہ مضبوط ہے، تم میں سے ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو کہتے ہیں کہ او فلاں! تو آزاد کر دے اور ولاء میرے لیے ہو گی، ولاء تو آزاد کرنے والے کے لیے ہوتی ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٥٦١، ومسلم: ١٥٠٤

فوائد: ......ملاحظہ ہو حدیث نمبر (٩٧٧)

(٩٨٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أنا عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى فِي الْمُكَاتَبِ إِذَا قُتِلَ أَنْ يُودَّى بِقَدْرِ مَا عُتِقَ مِنْهُ دِيَةُ الْحُرِّ۔ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: لَا يُقَامُ عَلَى الْمُكَاتَبِ إِلَّا حَدُّ الْمَمْلُوكِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکاتب کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ اگر اس کو قتل کر دیا جائے تو جس قدر وہ آزاد ہو چکا ہوگا، اتنی آزاد کی دیت ادا کی جائے گی، پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خود کہا: لیکن مکاتب پر غلام کی حد ہی نافذ کی جائے گی۔

تخریج: صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٤٥٨١، ورواه الترمذي معلقا

فوائد: ......سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الْمُكَاتَبُ يُودَى مَا أُعْتِقَ مِنْهُ بِحِسَابِ الْحُرِّ، وَمَا رَقَّ مِنْهُ بِحِسَابِ الْعَبْدِ)) ...... ''مکاتب جتنا آزاد ہو چکا ہوگا، اس کے مطابق اس کو آزاد کی دیت دی جائے گی اور جتنا حصہ غلام ہو گا، اس کے مطابق اس کو غلام کی دیت دی جائے گی۔'' (ابوداود: ٤٥٨١، نسائی: ٨/٤٥)

اگر مکاتب کو قتل کر دیا جائے تو دیت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، آزادی کا حصہ علیحدہ ہوگا اور غلامی کا الگ۔

(٩٨٣)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَبَّرَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَامًا لَهُ، فَبَاعَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری آدمی نے اپنے ایک غلام کو مدبّر بنایا تھا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیچ دیا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٧١٦، ٦٩٤٧، ومسلم: ٩٩٧

(٩٨٤)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ......

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: أَعْتَقَ رَجُلٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا لَهُ لَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرَهُ عَنْ دُبُرٍ مِنْهُ، فَسَأَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ يَبْتَاعُهُ مِنِّي۔)) فَقَالَ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَا ابْتَاعُهُ فَابْتَاعَهُ، قَالَ عَمْرٌو: قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ غُلَامًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ الْأَوَّلِ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَزَادَ فِيهِ أَبُو الزُّبَيْرِ يُقَالُ لَهُ: يَعْقُوبُ۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک غلام کو مدبّر قرار دے کر اس کی آزادی کی بات کی، جبکہ اس کا مال صرف یہی غلام تھا، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: ''کون آدمی مجھ سے یہ غلام خریدے گا؟'' سیدنا نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کو خریدوں گا، چنانچہ انھوں نے اس کو خرید لیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ قبطی غلام تھا اور (سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی امارت کے) پہلے سال فوت ہوا تھا، اس کو یعقوب کہا جاتا تھا۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......مُدَبَّر غلام وہ ہوتا ہے جس کو اس کا مالک یوں کہہ دے: تو میری موت کے بعد آزاد ہوگا۔
غلام کے بارے میں یہ وصیت کرنا کہ وہ مالک کی وفات کے بعد آزاد ہوگا، بالکل مباح اور جائز ہے، لیکن اگر احوال وظروف اس کی اجازت نہ دیتے ہوں تو اس کی آزادی کو منسوخ کیا جا سکتا ہے اور اس کو فروخت کرنا جائز ہے۔ خود ضرورت مند ہوتے ہوئے صدقہ کرنا اگرچہ باعثِ فضیلت عمل ہے، مگر دیکھا جائے کہ کیا ایسے حالات کا مقابلہ کرنا اس کے لیے ممکن بھی ہے یا نہیں؟

اسی طرح اگر وارث تنگ دست ہوں تو ایسی وصیت کو فسخ بھی کیا جا سکتا ہے، قاضی اور حاکم کو فسخ کرنے کا اختیار ہے۔ سارے مال کی وصیت کرنا ناجائز ہے، صرف ایک تہائی مال کی وصیت کی جاسکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُمْرَى وَالرُّقْبَى

عمری اور رقبی کا بیان

عُمریٰ: ایک ایسا معاملہ ہے جس میں ایک چیز کسی کی ملکیت میں اس کی زندگی بھر کے لیے یا اصلی مالک کی زندگی بھر کے لیے دی جاتی ہے۔

رُقبیٰ: ایک شخص کا دوسرے کو کوئی چیز اس شرط پر دینا کہ دونوں میں سے جو پہلے مر جائے وہ چیز زندہ رہنے والے کی ہو جائے گی۔

ہمارے ہاں عمریٰ اور رقبیٰ کا رواج نہیں ہے، بہرحال جو آدمی ایسے انداز میں کوئی چیز دے گا تو اس سے اس کی ملکیت ختم ہو جائے گی اور وہ ہمیشہ کے لیے اسی کی ہو جائے گی جسے بطورِ عمریٰ یا بطورِ رقبیٰ دی گئی ہے، جیسا کہ ان کے احکام سے واضح ہو گا۔

شریعتِ اسلامیہ نے عمریٰ اور رقبیٰ کے بارے میں جو قانون پیش کیا ہے، اس میں بڑی حکمت اور کمال حسن ہے، اس سے لالچ اور حرص ختم ہو جاتی ہے اور بسا اوقات ایسے بھی ہوتا ہے کہ دینے اور لینے والوں میں سے کوئی ایک دوسرے کی موت کی تمنا بھی کرنے لگتا ہے تاکہ وہ چیز مستقل طور پر اسی کی ہو جائے، بالخصوص جب وہ کوئی قیمتی چیز ہو، مثلاً موٹر سائیکل، کار اور نقدی وغیرہ۔ اس شرعی قانون سے یہ سب امور از خود ختم ہو جاتے ہیں۔

(٩٨٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْعُمْرَى مِيرَاثٌ لِأَهْلِهَا، أَوْ جَائِزٌ لِأَهْلِهَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمریٰ ان لوگوں کی میراث ہے جس کو دیا جائے یا فرمایا: عمریٰ ان لوگوں کے حق میں نافذ ہو جانے والا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٦٢٦، ومسلم: ١٦٢٦

(٩٨٦)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کی حدیث نبوی بیان کی ہے۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٦٢٥، ورواه البخاري معلقا

(٩٨٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ أُعْمِرَ عُمْرَى لَهُ وَلِعَقِبِهِ، فَإِنَّهُ لِلَّذِي يُعْطَاهَا لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا، لِأَنَّهُ أَعْطَى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ الْمَوَارِيثُ))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس بندے کو کوئی چیز اس کے لیے اور اس کی اولاد کے لیے بطورِ عمریٰ دی گئی تو وہ اسی کی ہو جائے گی جس کو دی گئی، وہ اس کی طرف نہیں لوٹے گی جس نے دی ہو گی، کیونکہ وہ ایسا عطیہ دے چکا ہے، جس میں میراث واقع ہو چکی ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٦٢٥، و مسلم: ١٦٢٥

(٩٨٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنَّمَا الْعُمْرَى الَّتِي أَجَازَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ: هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ، فَأَمَّا إِذَا قَالَ: هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ، فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلَى صَاحِبِهَا، قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ الزُّهْرِيُّ يُفْتِي بِهِ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عمرے کو نافذ کیا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ دینے والا اس طرح کہے: یہ آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے ہے، اگر وہ دیتے وقت اس طرح کہے کہ یہ آپ کے لیے ہے جب تک آپ زندہ ہیں، تو ایسا عمریٰ (اس کی وفات کے بعد) اصل مالک کی طرف لوٹ آئے گا۔ معمر راوی کہتے ہیں: امام زہری رحمہ اللہ اسی کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٦٢٥

فوائد: ......عمریٰ اور رقبیٰ کے نفاذ کے لیے نسل کی قید لگانا ضروری نہیں ہے، یہ ایک زائد چیز ہے، جس سے مزید تاکید پیدا ہو جاتی ہے اور یہاں اتفاقی طور پر ذکر کی گئی ہے، ورنہ صرف عمر کی قید لگانے سے عمریٰ اور رقبیٰ کے احکام نافذ ہو جائیں گے۔

(٩٨٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا مُعَاوِيَةُ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اَلرُّقْبَى لِمَنْ أُرْقِبَهَا، وَالْعُمْرَى لِمَنْ أُعْمِرَهَا))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رقبیٰ اس کے لیے ہی ہے جس کو دیا گیا اور عمریٰ بھی اسی کے لیے ہے، جس کو دیا گیا۔''

تخريج: صحيح بما تقدم ...... أخرجه ابوداود: ٣٥٥٨، والترمذي: ١٣٥١، وابن ماجه: ٢٣٨٣، والنسائي: ٦/ ٢٧٤

(٩٩٠)۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّبِيعِ، قَالَ: أنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَنِي عَطَاءٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا رُقْبَى، وَلَا عُمْرَى، فَمَنْ أُعْمِرَ شَيْئًا، أَوْ أُرْقِبَهُ فَهُوَ لَهُ حَيَاتَهُ وَمَمَاتَهُ۔)) قَالَ: وَالرُّقْبَى: أَنْ يَقُولَ هُوَ لِلْآخِرِ مِنِّي

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی رقبیٰ نہیں ہے اور کوئی عمریٰ نہیں ہے، جس کو کوئی چیز بطورِ عمریٰ یا بطورِ رقبیٰ دی گئی تو وہ اس کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد اسی کی ہو جائے گی۔'' راوی کہتے ہیں: رقبیٰ کی صورت یہ ہے کہ مالک یوں کہے: یہ چیز مجھ اور تجھ میں

وَمِنْكَ، وَالْعُمْرَى: أَنْ يَجْعَلَ لَهُ حَيَاتَهُ أَنْ يَعْمُرَ حَيَاتَهُمَا قَالَ عَطَاءٌ فَإِنْ أَعْطَاهُ سَنَةً أَوْ سَنَتَيْنِ أَوْ شَيْئًا يُسَمِّيهِ فَهِيَ مَنِيحَةٌ مَنَحَهَا إِيَّاهُ لَيْسَ بِعُمْرَى۔

سے اس کی ہے جو پیچھے رہ جائے گا اور عمریٰ کی صورت یہ ہے کہ مالک دوسرے کو اس کی زندگی بھر کے لیے چیز دے دے۔ امام عطا نے کہا: اگر وہ دو تین برسوں یا کچھ مدت کا تعین کر کے دیتا ہے تو یہ اس کے لیے عطیہ ہوگا جس کو دیا جائے گا، یہ عمریٰ نہیں ہوگا۔

تخریج: صحیح لغیرہ ...... أخرجه النسائی: ٦/ ٢٧٣، وابن ماجه: ٢٣٨٢

فوائد: ...... یہ نہی حرمت کے لیے نہیں، بلکہ ارشاد اور رہنمائی کے لیے ہے، آپ ﷺ کا مقصود یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اس امید میں عمریٰ اور رقبیٰ کے طور پر چیزیں دو کہ وہ بالآخر واپس آ جائیں گی، جبکہ وہ مستقل طور پر اسی کی ہو جائیں گی جس کو دی جائیں گی، اس لیے جو آدمی رقبیٰ یا عمریٰ کے طور پر کوئی چیز دینا چاہے تو اس کو علم ہونا چاہیے کہ یہ چیز واپس نہیں آئے گی، سو وہ محتاط ہو جائے گا اور اگر کوئی آدمی عمریٰ اور رقبیٰ کے احکام کا علم ہونے کے بعد کوئی چیز اس طرح دینا چاہے تو وہ دے سکتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي النُّحْلِ وَالْهِبَاتِ

عطیات اور ہبات کا بیان

(٩٩١)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَنِي مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ......

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ذَهَبَ بِي أَبِي بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُشْهِدَهُ عَلَى نُحْلٍ نَحَلَنِيهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَكُلَّ بَنِيكَ نَحَلْتَ مِثْلَ هَذَا؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَارْجِعْهَا))

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے والد سیدنا بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئے، تا کہ وہ آپ ﷺ کو اس تحفے پر گواہ بنائیں جو انھوں نے مجھے دیا تھا، لیکن نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو یہ عطیہ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو یہ عطیہ بھی واپس لے لو۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ٢٦٥٠، ومسلم: ١٦٢٣

(٩٩٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: ثنا وُهَيْبٌ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ......

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میرے

قَالَ: اِنْطَلَقَ بِي أَبِي يَحْمِلُنِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَلَنِي نُحْلًا لِيُشْهِدَهُ عَلَى ذَالِكَ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي قَدْ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ هَذَا الْغُلَامَ نُحْلًا فَاشْهَدْ عَلَيْهِ ، قَالَ: ((أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَ هَذَا؟)) قَالَ: لَا ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَسُرُّكَ أَنْ يَكُونُوا إِلَيْكَ فِي الْبِرِّ سَوَاءً؟)) قَالَ: بَلَى ، قَالَ: ((فَأَشْهِدْ عَلَى هَذَا غَيْرِي))

والد مجھے اٹھا کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے، دراصل انھوں نے مجھے ایک تحفہ دیا تھا اور وہ آپ ﷺ کو اس پر گواہ بنانا چاہتے تھے، چنانچہ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس اپنے لڑکے نعمان کو ایک عطیہ دیا ہے، آپ اس پر گواہ بنیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو یہ عطیہ دیا ہے؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہیں یہ بات بھلی لگتی ہے کہ وہ سب تمہارے ساتھ نیکی کرنے میں برابر ہوں؟'' انھوں نے کہا: جی بالکل، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اس عطیے پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنا لو۔''

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: ......معلوم ہوا کہ جب والدین اپنی اولاد کو عطیہ دیں گے تو تمام بیٹوں اور بیٹیوں کو برابر برابر دیں گے، یہاں میراث کا قانون نہیں چلے گا کہ بیٹے کو دوگنا اور بیٹی کو ایک گنا دیا جائے، کیونکہ "وَلَد" کا اطلاق بیٹے اور بیٹی دونوں پر ہوتا ہے، اس معاملے میں مساوات اور برابری کا لحاظ نہ رکھنا ظلم ہے۔

(٩٩٣)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، قَالَ: أنا عِيسَى ، عَنْ سَعِيدٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اپنے عطیہ میں لوٹنے والا اس کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹنے لگے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٦٢٢، ٦٩٧٥، ومسلم: ١٦٢٢

فوائد: ......اس حدیث کے شروع میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السُّوْءِ......)) ...... ''ہمارے لیے بری مثال نہیں ہے......۔''

(٩٩٤)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ، قَالَ: ثنا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ ، قَالَ: ثنا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ ، ح وَثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ ، قَالَا: أنا عِيسَى ، عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ طَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی آدمی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ عطیہ دے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً فَيَرْجِعُ فِيهَا إِلَّا الْوَالِدُ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ، وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ فَيَرْجِعُ فِيهَا كَالْكَلْبِ أَكَلَ حَتَّى إِذَا تَمَّ، وَقَالَ عَلَى شِبَعٍ، قَاءَ ثُمَّ رَجَعَ فِي قَيْئِهِ))

اور پھر اس کو واپس لے لے، ماسوائے والد کے کہ وہ اپنے بچے کو کوئی چیز دے کر واپس لے سکتا ہے۔ اور جو آدمی عطیہ دے کر واپس لے لیتا ہے، اس کی مثال اس کتے کی ہے جو کھاتا رہتا ہے، یہاں تک کہ سیر ہو جاتا ہے، لیکن پھر قے کر دیتا ہے اور پھر قے کو چاٹنا شروع کر دیتا ہے۔"

تخریج: اسنادہ حسن ...... أخرجه ابوداود: ۳۵۳۹، و ابن ماجه: ۲۳۷۷، والترمذی: ۱۲۹۹، ۲۱۳۲، والنسائی: ۶/ ۲۶۵

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والد اپنے بچے کو بطورِ عطیہ دی ہوئی چیز اس سے واپس لے سکتا ہے۔

(۹۹۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: ثنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْأَخْنَسِ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَى أَعْرَابِيٌّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي يُرِيدُ أَنْ يَجْتَاحَ مَالِي، قَالَ: ((أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ، إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ، وَإِنَّ أَمْوَالَ أَوْلَادِكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ فَكُلُوهُ هَنِيئًا))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدّو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا: میرا باپ میرے مال کو فنا کرنا چاہتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو اور تیرا مال تیرے والد کا ہے، سب سے بہتر چیز وہ ہے جو تم اپنی کمائی سے کھاتے ہو اور تمہاری اولاد تمہاری کمائی میں سے ہے، پس اس کو خوشی سے کھاؤ۔"

تخریج: صحیح لغیرہ ...... أخرجه ابوداود: ۳۵۳۰، وابن ماجه: ۲۲۹۲

فوائد: معلوم ہوا کہ والدین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی اولاد کی کمائی سے کھا سکتے ہیں، لیکن یہ حکم علی الاطلاق نہیں ہے، درج ذیل بحث پر توجہ کریں:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ أَوْلَادَكُمْ هِبَةُ اللّٰهِ لَكُمْ ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ﴾ (الشوری:۴۹) فَهُمْ وَأَمْوَالُهُمْ لَكُمْ إِذَا احْتَجْتُمْ إِلَيْهَا۔)) "بیشک اللہ نے تمھیں تمھاری اولادیں ہبہ کی ہیں، ﴿وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔﴾ (سورۂ شوریٰ: ۴۹) وہ اور ان کے اموال تمھارے لیے ہیں، جب بھی تمھیں ضرورت پڑے۔"

(مستدرك حاكم: ۲/ ۲۸٤، بیهقی: ۷/ ٤۸۰، صحیحه: ۲٦٤ ۲)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اولاد کو والدین کی ضروریات پوری کرنی چاہئیں۔ لیکن ذہن نشین رہنا چاہیے کہ جب والدین کا مقصد محض یہ ہو کہ وہ اپنے بیٹے کے مال پر قبضہ کر لیں یا اس کو تلف کر دیں، جس کی مثالیں موجود ہیں، تو

وہ اپنا مال روک سکتا ہے، لیکن ایسے حالات کے باوجود اولاد، والدین سے انتقامی کاروائی نہیں کر سکتی اور ضروری ہے کہ پھر بھی ان کی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔

امام البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں بڑا اہم فقہی فائدہ ہے کہ والدین، اولاد کا مال اس وقت لے سکتے ہیں، جب ان کو ضرورت ہو۔ اس فرمانِ رسول سے پتہ چلتا ہے کہ درج ذیل حدیث اپنے اطلاق پر باقی نہیں ہے: ((أَنْتَ وَ مَالُكَ لِأَبِيكَ))...... ''تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔'' (ارواء الغلیل: ۸۳۸)

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ باپ جیسے چاہے اور جب چاہے، اپنی اولاد کے مال میں تصرف شروع کر دے، بلکہ اسے حاجت وضرورت کے بقدر مال لینے کی اجازت ہے۔ (صحیحہ: ۲۵٦٤)

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَحْكَامِ

احکام کا بیان

(۹۹٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ عَلَى السِّرَاجِ لَيْلَةَ الْوَدَاعِ قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ اثْنَانِ، وَإِذَا اجْتَهَدَ فَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ۔)) قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ: وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الثَّوْرِيِّ غَيْرَ مَعْمَرٍ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب حاکم اجتہاد کرتا ہے اور درست صورت تک پہنچ جاتا ہے تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جب حاکم اجتہاد کرے، لیکن خطا کر جائے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه الترمذي: ۱۳۲٦، والنسائي: ۸/۲۲۳

فوائد: ...... حاکم، شرعی علم وفہم میں اتنا بلند مقام رکھتا ہو کہ اس میں اجتہاد کرنے کی صلاحیت ہو، جس آدمی میں اجتہاد کرنے کی صلاحیت نہ ہو، اس کو حاکم بننے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے، ایسا شخص خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کرے گا، ایسے شخص کی قرآن وحدیث کی نصوص میں سخت مذمت کی گئی ہے، مثال کے طور پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ أُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ))...... ''جس آدمی کو بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا، اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا۔'' (ابو داود: ۳٦۵۷)

ہمارے معاشرے میں جہاں دینی وشرعی علم کی قدر بہت کم ہوئی ہے، وہاں اس علم کے حاملین بھی بے وقعت ہو کر

رہ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ اب خاندانوں اور بازاروں کے فیصلے کرنے والی پنچائتیں ایسے ایسے افراد پر مشتمل ہوتی ہیں، جو بے نماز اور بد کردار ہوتے ہیں اور کوئی ایک سورت یا حدیث ترجمہ کے ساتھ سنانے پر بھی قادر نہیں ہوتے، صرف وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ سرمایہ دار ہوتے ہیں یا رہ چکے ہوتے ہیں، ایسی پنچائتوں کے چند فیصلے یہ ہیں:

ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیں، صاحبوں نے عدت کے اندر ہی اسی خاوند کے ساتھ دوبارہ نکاح کر دیا، جبکہ ایسا کرنے والے لوگ حنفی تھے، جن کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی ہیں، ان لوگوں نے ایک ظلم تو یہ کیا کہ تین طلاقوں کے بعد اسی خاوند سے نکاح کر دیا، جبکہ ایسا نکاح قبول ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے اور دوسرا ظلم یہ کیا کہ عدت کے اندر نکاح کر دیا، جبکہ عدت کے اندر خاتون کا نکاح نہیں کیا جا سکتا۔

اس سے قابل افسوس فیصلہ کہ ایک اور خاوند نے اپنی بیوی کو اسی طرح تین طلاقیں دے دیں، بیوی اور اس کے سسرال بیوی کے والدین کو اس وقوعہ کی اطلاع نہیں دینا چاہتے تھے، سو جاہلوں نے اس کا یہ حل نکالا کہ سسر نے اپنی اس بہو سے کہا: تم مجھے ولی تسلیم کر لو، میں اپنے بیٹے کے ساتھ تمہارا دوبارہ نکاح کرا دیتا ہوں، پس ایسے ہی ہوا، مذکورہ بالا مثال والے دو مظالم بھی تھے اور تیسرا ظلم یہ بھی تھا کہ ولی کے بغیر رسمِ نکاح رچا دی گئی۔

حمید نے کسی کا حق دینا تھا، جبکہ وہ انکار پر تلا ہوا تھا، پنچائت نے فیصلہ کیا کہ حمید قسم اٹھائے، لیکن حقدار اس کی قسم پر اعتبار کرنے کے لیے تیار نہ تھا، اس نے کہا کہ حمید کی بجائے اس کا بھائی حامد قسم اٹھائے، جبکہ حامد کو اس معاملے کی کوئی خبر نہ تھی، لیکن پنچائت نے یہ فیصلہ دینا چاہا کہ چلو حامد قسم اٹھا لے۔

یہ علم شرعی سے محرومی اور شرعی علوم کے حاملین کی بے وقعتی کے نتائج ہیں۔

(۹۹۷)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، وَزِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ، قَالَا: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ……

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَقْضِي الْقَاضِي بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ.))

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قاضی دو افراد کے درمیان اس حال میں فیصلہ نہ کرے کہ وہ غصے میں ہو۔“

تخریج: أخرجه البخاري: ۷۱۵۸، و مسلم: ۱۷۱۷

فوائد: …… دو یا زائد افراد یا فریقوں کے مابین فیصلہ کرنے کے لیے صبر و تحمل کی اشد ضرورت ہے، بلکہ یہ صفت تو قاضی اور حاکم کا زیور ہے، غیظ و غضب کسی مسئلے کا حل نہیں ہے، ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ ظالم فرد یا فریق کے ظلم کی نوعیت کو دیکھ کر اس کے سامنے غصے کا اظہار کیا جا سکتا ہے، تاکہ اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے، لیکن فیصلہ کرتے وقت حاکم کو غصے کی حالت میں نہیں ہونا چاہیے۔

(۹۹۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ ، قَالَ: أنا ابْنُ عَوْنٍ ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا۔))

سیدنا عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو خود امارت کا سوال نہ کر، کیونکہ اگر بغیر مطالبے کے تجھے امارت دی گئی تو اس پر تیری مدد کی جائے گی اور اگر مطالبے پر دی گئی تو تجھے اس کے سپرد کر دیا جائے گا (اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعانت نہیں ہوگی)۔“

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٦٢٢، ومسلم: ١٦٥٢

فوائد: ......سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَمِّي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمِّرْنَا عَلٰى بَعْضِ مَاوَلَّاكَ اللّٰهُ وَقَالَ الآخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ: فَقَالَ: ((إِنَّا۔وَاللّٰهِ! لَانُوَلِّيْ هٰذَا الْعَمَلَ أَحَدًا سَأَلَهُ، وَلَا أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ۔)) ...... میں اور میرے چچا کے دو بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے جو معاملات آپ کے سپرد کئے ہیں، ہمیں بھی بعض امور پر امیر مقرر فرما دیں، دوسرے نے بھی اسی قسم کی بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہم ان معاملات پر اس کو امیر نہیں بنائیں گے جو خود مطالبہ کرتا ہے یا اس کی حرص رکھتا ہے۔“ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

معلوم ہوا کہ جو آدمی مسئولیت اور امارت کا سوال کرے، اسے وہ عہدہ کسی صورت میں نہ دیا جائے۔ موجودہ سیاسی اور جمہوری دور میں لوگ حکومتی عہدے حاصل کرنے کے لیے گھر گھر، بستی بستی اور قریہ قریہ جا کر ووٹ کی بھیک مانگتے ہیں، ایسے لوگ سرے سے شریعت کی روشنی میں عہدے کے حقدار ہی نہیں ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہی حاصل نہیں ہے، یہ بیچارے قوم و ملک کی کیا اصلاح کریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ ایسے سیاسی لیڈروں کی قیادتیں ہر قسم کی برکتوں سے خالی ہوتی ہیں اور رعایا کا حق ادا کرنا تو کجا، یہ تو اپنی رعیت کے حق میں ظالم قرار پاتے ہیں اور قومی اثاثوں کو لوٹنا شروع کر دیتے ہیں۔

(۹۹۹)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، قَالَ: ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ، ح وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ ، قَالَ: ثنا عَبْدَةُ ، عَنْ هِشَامٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم جھگڑے لے کر میرے پاس آتے ہو، جبکہ میں تو صرف

((إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَإِنْ قَضَيْتُ لِأَحَدٍ مِنْكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا۔)) الْحَدِيثُ لِهَارُونَ۔

ایک بشر ہوں اور ممکن ہے کہ تم میں بعض افراد اپنی دلیل کے ہر پہلو سے زیادہ واقف ہوں، اس لیے (یاد رکھو کہ) اگر میں کسی کے حق میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو دراصل میں اس کو آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں گا، لہٰذا وہ یہ چیز وصول نہ کرے۔“

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٩٦٧، ٧١٦٩، و مسلم: ١٧١٣

فوائد: ......مدّعی، مدّعٰی علیہ میں سے تقریباً ہر ایک کو اور بسا اوقات ان کے گواہوں کو بھی پتہ ہوتا ہے کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر، اگر دوسرے آدمی کے حق کی اہمیت کا علم ہو جائے تو پھر انصاف پر برقرار رہنا آسان ہو جاتا ہے۔

بعض موقعوں پر مدّعی اور مدّعٰی علیہ دونوں متعلقہ چیز کو واقعی اپنا اپنا حق سمجھ رہے ہوتے ہیں، جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ثابت ہو رہا ہے، لیکن ایسی صورتیں شاذ و نادر ہوتی ہیں۔

(١٠٠٠)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَافِعٍ، مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: جَاءَ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَصِمَانِ فِي مَوَارِيثَ بَيْنَهُمَا قَدْ دَرَسَتْ لَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، وَإِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْكُمْ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ، يَأْتِي بِهِ إِسْطَامًا فِي عُنُقِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ: فَبَكَى الرَّجُلَانِ وَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: حَقِّي لِأَخِي، فَقَالَ رَسُولُ

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ دو انصاری آدمی، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے مابین میراث کا کوئی جھگڑا تھا اور اس میراث کے نشان مٹ چکے تھے اور ان دونوں کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم جھگڑے لے کر میرے پاس آتے ہو، جبکہ میں تو صرف بشر ہوں اور ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی دلیل کے ہر نشیب و فراز کو خوب جاننے والا ہو اور میں تو جیسے تمہارے بیانات سنوں گا، انہی کی روشنی میں فیصلہ کر دوں گا، لیکن یاد رکھو کہ اگر میں کسی کے حق میں اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دوں تو وہ وصول نہ کرے، کیونکہ دراصل میں اس کے لیے آگ کا ٹکڑا کاٹ رہا ہوں گا، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ یہ چیز اس کی گردن میں لوہے کی سلاخ ہو گی۔“ یہ سن کر ان دونوں انصاریوں نے رونا شروع کر دیا اور ہر ایک کہنے لگا: میرا

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّا إِذْ فَعَلْتُمَا هَذَا فَاذْهَبَا فَاقْتَسِمَا وَتَوَخَّيَا الْحَقَّ ثُمَّ اسْتَهِمَا ثُمَّ يَتَحلل كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا صَاحِبَهُ))

حق میرے بھائی کا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اب تمہاری صورتحال یہ ہے تو چلے جائے، اپنی جائداد کو تقسیم کر لو، حق کا قصد کرو اور پھر قرعہ اندازی کر کے فیصلہ کر لو اور ہر کوئی دوسرے سے بریٔ الذمہ بھی ہو جائے۔''

تخريج: صحيح لغيره ...... أخرجه ابو داود: ٣٥٨٤، ٣٥٨٥

فوائد: ...... جب دو یا زائد افراد میں سے ہر کوئی ایک چیز کو اپنا حق سمجھ رہا ہو اور بیچ میں نہ گواہ ہوں اور نہ قسموں کی روشنی میں فیصلہ ہوتا ہو تو پھر قرعہ اندازی کے ذریعے فیصلہ کر دیا جائے اور متوقع زیادتی کو معاف کر دیا جائے۔

(١٠٠١)۔ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ حَمْزَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ: ثني سُفْيَانُ يَعْنِي ابْنَ حَمْزَةَ، عَنْ كَثِيرٍ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ مَا وَافَقَ الْحَقَّ مِنْهَا)) وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہوتے ہیں، بشرطیکہ وہ شرطیں حق کے موافق ہوں۔'' نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے مابین صلح جائز ہے۔''

تخريج: الحديث الاول: صحيح بشواهده ...... أخرجه ابوداود: ٣٥٩٤، والحديث الثاني: اسناده حسن ...... أخرجه ابوداود: ٣٥٩٤

فوائد: ......مسلمانوں کے معاملات میں صرف وہ شرط قبول ہوگی جو شریعت کی کسی شق کے مخالف نہ ہو، جیسے وَلاء آزاد کنندہ کا حق ہوتا ہے، جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنا چاہا تو سابق مالکوں نے یہ شرط لگا دی کہ وَلاء ان ہی کا حق ہوگا، لیکن آپ ﷺ نے ان کی اس شرط کو باطل قرار دیا، کیونکہ اس شرط سے شرعی حکم کی مخالفت ہو رہی تھی۔

یہ مسلم معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ جب بھی لوگوں کے مابین تعلقات معمول سے ہٹنا شروع ہو جائیں تو وہ فوراً کنٹرول کریں، حالات کو معمول پر لائیں اور لوگوں میں مصالحانہ ماحول کو برقرار رکھیں۔

(١٠٠٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ثنا أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ)) ''جس نے ہمارے اس دین میں ایسی چیز کا اضافہ کیا، جو اس کا حصہ نہیں تو وہ مردود ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۲٦۹۷، ومسلم: ۱۷۱۸

فوائد: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین سے متعلقہ ہر قول وفعل کے لیے شرعی دلیل کا ہونا ضروری ہے، وگرنہ وہ مردود ٹھہرے گا۔

مسلمانوں کو دینی امور اور دنیوی معاملات میں فرق کرنا چاہیے، دنیوی معاملات میں شریعت نے آزادی دی ہے جو آدمی جیسے چاہے، اپنی دنیا کا سرکل چلائے، کاروبار کرے، ملازمت کرے، زمینداره کرے، یہ فصل کاشت کرے، اُس فصل سے فائدہ اٹھائے، گدھے پر سواری کرے، یا سائیکل، موٹر سائیکل اور کار وغیرہ پر، ہاں جہاں شریعت روک دے گی، وہاں اس کو رکنا پڑے گا، مثلاً شراب کا کاروبار نہیں کرنا، گناہ والے کاموں میں ملازمت نہیں کرنی، وغیرہ۔

لیکن دینی امور کا معاملہ اس کے برعکس ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ آدمی اپنی مرضی سے کوئی عبادت نہیں کرسکتا، وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت کا جو کام کرے گا، اس پر اس سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے گا، وگرنہ وہ کام مردود ہو گا، مثلاً: ہر نماز کے لیے اذان دینا مشروع عمل ہے، اس کی دلیل موجود ہے، لیکن جو آدمی قبر پر اذان دینا شروع کر دے اور یہ کہے کہ آپ ﷺ نے منع تو نہیں فرمایا، تو اس کی یہ بات غلط ہوگی، بلکہ اس سے قبر پر اذان دینے کی دلیل کا مطالبہ کیا جائے کہ کیا نبی کریم ﷺ سے یہ عمل ثابت ہے، اگر وہ دلیل پیش نہ کر سکا تو اس کا عمل بدعت کے زمرے میں چلا جائے، اس حدیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ نے اسی قانون کی طرف رہنمائی کی ہے اور دین کو سمجھنے کے لیے یہ سنہری قانون ہے۔

درج ذیل حدیث پر توجہ کریں:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَصْوَاتاً، فَقَالَ: ((مَاهٰذَا؟)) قَالُوْا: يُلَقِّحُوْنَ النَّخْلَ، فَقَالَ: ((لَوْتَرَكُوْهُ، فَلَمْ يُلَقِّحُوْهُ لَصَلَحَ۔)) فَتَرَكُوْهُ فَلَمْ يُلَقِّحُوْهُ، فَخَرَجَ شِيْصًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَالَكُمْ؟)) قَالُوْا: تَرَكُوْهُ لِمَا قُلْتَ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا كَانَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ، فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِهِ فَإِذَا كَانَ مِنْ أَمْرِ دِيْنِكُمْ، فَإِلَيَّ)) ...... رسول اللہ ﷺ نے کچھ آوازیں سنیں اور پوچھا: ''یہ (آوازیں) کیسی ہیں؟'' انھوں نے کہا: لوگ کھجوروں کی تلقیح کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ اس کو ترک کردیں اور تلقیح نہ کریں تو اچھا ہوگا۔'' چنانچہ انھوں نے اس عمل کو چھوڑ دیا اور تلقیح نہ کی، (جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ) ردّی اور ناکارہ کھجوریں پیدا ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ''تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟'' انھوں نے کہا: صحابہ نے آپ کے کہنے پر یہ عمل نہیں کیا تھا (اس کی وجہ سے یہ نقصان ہو گیا ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارا کوئی دنیوی معاملہ ہو تو تم خود اس کے بارے میں زیادہ (بہتر) جانتے ہو، ہاں اگر دین کا معاملہ ہو تو میری طرف لایا کرو۔'' (صحیح مسلم)

تلقیح (تابیر): نر کھجور کا شگوفہ مادہ کھجور میں ڈالنا تاکہ عمدہ کھجور پیدا ہو۔

امام مسلم نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: "بَابُ وُجُوْبِ اِمْتِثَالِ مَا قَالَهُ شَرْعًا دُوْنَ مَا ذَكَرَهُ ﷺ مِنْ مَعَايِشِ الدُّنْيَا عَلَى سَبِيْلِ الرَّأْيِ" (اس بیان میں کہ جو کچھ آپ ﷺ از روئے شریعت فرمائیں اس کی پیروی کرنا واجب ہے، نہ کہ اس کی جو آپ رائے کے طور پر اسباب زندگی کے بارے میں فرماتے ہیں)

(۱۰۰۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: ثنا مَعْمَرٌ......

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ رَجُلًا فِي تُهْمَةٍ سَاعَةً ثُمَّ خَلَّى عَنْهُ۔

بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کسی تہمت کی بنا پر کچھ دیر کے لیے قید کیا اور پھر اس کو رہا کر دیا۔

تخریج: حسن...... أخرجه ابوداود: ۳٦۳۰، والترمذی: ۱٤۱۷، والنسائی: ۸/٦٦

فوائد: ......خلیفہ اور حکمران کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی شبہ یا جرم کی بنا پر آدمی کو قید کرے یا اس کو کوئی سزا دے یا اس کی بے عزتی کرے، لیکن یہ سارے فیصلے عدالت کرے گی، پولیس کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مجرم کو پکڑتے ہی گالی گلوچ کرنا، زدوکوب کرنا اور سختی کرنا شروع کر دے۔

(۱۰۰٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: ثنا أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْمَلِكِ يَعْنِي ابْنَ عُمَيْرٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ......

عَنْ أَبِيهِ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي أَرْضٍ قَالَ أَحَدُهُمَا: إِنَّ هَذَا انْتَزَى عَلَى أَرْضِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَهُوَ امْرُؤُ الْقَيْسِ بْنُ عَابِسٍ الْكِنْدِيُّ، وَخَصْمُهُ رَبِيعَةُ بْنُ عِيدَانَ فَقَالَ لَهُ: ((بَيِّنَتُكَ۔)) قَالَ: لَيْسَ لِي قَالَ: ((يَمِينُهُ۔)) قَالَ: إِذًا يَذْهَبُ بِهَا، قَالَ: ((لَيْسَ لَكَ إِلَّا ذَلِكَ۔)) قَالَ: فَلَمَّا قَامَ يَحْلِفُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنِ اقْتَطَعَ أَرْضًا ظُلْمًا لَقِيَ اللّٰهَ

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا، دو آدمی آپ ﷺ کے پاس آئے، ان کا جھگڑا زمین کے بارے میں تھا، ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس آدمی نے دورِ جاہلیت میں میری زمین پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا۔ یہ آدمی امرء القیس بن عابس تھا اور اس کا مد مقابل ربیعہ بن عیدان تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''گواہ پیش کرو۔'' اس نے کہا: گواہ تو نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر وہ قسم اٹھائے گا۔'' اس نے کہا: پھر تو وہ میری زمین ہتھیا لے گا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب تیرے لیے یہی کچھ ہے۔'' پھر جب وہ آدمی قسم اٹھانے کے لیے کھڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ظلم کرتے ہوئے کسی کی زمین ہتھیا لی تو وہ قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ))

اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۱۳۹

فوائد: ...... یہ شریعتِ اسلامیہ کا بڑا اہم اور سادہ قانون ہے کہ مدّعی اپنے دعوے پر گواہ پیش کرے، وگرنہ مدّعیٰ علیہ قسم اٹھا کر اس کے دعوے سے بری ہو جائے گا، لیکن اس کو چاہیے کہ وہ جھوٹی قسم سے مکمل اجتناب کرے۔

(۱۰۰۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا الْحَارِثُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْكِنْدِيُّ، قَالَ: ثني كُرْدُوسٌ......

عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِنْ حَضْرَمَوْتَ اِخْتَصَمَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ أَرْضٍ بِالْيَمَنِ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرْضِيْ اِغْتَصَبَهَا هٰذَا وَأَبُوْهُ، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرْضِيْ وَرِثْتُهَا مِنْ اَبِيْ، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اسْتَحْلِفْهُ أَنَّهُ مَا يَعْلَمُ اَنَّهَا أَرْضِيْ وَأَرْضُ وَالِدِيْ وَالَّذِيْ اِغْتَصَبَهَا أَبُوْهُ، فَتَهَيَّأَ الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِيْنِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهُ لَا يَقْتَطِعُ عَبْدٌ أَوْ رَجُلٌ بِيَمِيْنِهِ مَالًا اِلَّا لَقِيَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ أَجْذَمُ۔)) فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضُهُ وَأَرْضُ وَالِدِهِ۔ (مسند احمد: ۲۲۱۹۲)

سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کندہ کے ایک شخص اور حضر موت کے ایک آدمی کے مابین یمن میں واقع ایک زمین کے معاملے میں جھگڑا ہو گیا، حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ زمین میری ہے، اس نے اور اس کے باپ نے اس پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے، کندہ کے باشندے نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ زمین میری ہے، مجھے اپنے باپ کے ورثے میں ملی ہے، حضرمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ اس سے یہ قسم لے لیں کہ اسے معلوم نہیں ہے کہ یہ میری اور میرے والد کی زمین ہے اور غصب کرنے والا اس کا باپ ہے۔ اُدھر کندی قسم اٹھانے کے لیے تیار ہو گیا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب کوئی شخص جھوٹی قسم کے ذریعے کسی کا مال ہتھیا لے تو روز قیامت جب اس کی ملاقات اللہ تعالیٰ سے ہوگی تو اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہوگا۔'' یہ فرمان سن کر کندی نے کہا: یہ زمین اس کی اور اس کے باپ کی ہے۔

تخریج: حدیث صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۳۲۴۴، ۳۶۲۲

فوائد: سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے ایک طریق کے الفاظ درج ذیل ہیں:

سیدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرا ایک کنواں تھا اور اس کے معاملے میں میرا اپنے چچا زاد بیٹے سے جھگڑا تھا، اس نے یہ کنواں مجھے واپس کرنے سے انکار کر دیا تھا، میں یہ مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''دلیل لاؤ کہ یہ کنواں تمہارا ہے، وگرنہ وہ قسم اٹھا لے گا۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

میرے پاس دلیل تو نہیں ہے اور میرا مقابل فاجر اور فاسق آدمی ہے، اس لیے اگر آپ ﷺ نے قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا تو وہ میرا کنواں ہتھیا لے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی مسلمان کا مال ناحق ہتھیائے گا وہ اس حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ...... ''بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں، ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نہ تو ان سے بات چیت کرے گا نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم، واللفظ لاحمد)

(١٠٠٦)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، وَسَعِيدُ بْنُ بَحْرٍ الْقَرَاطِيسِيُّ، قَالَا: ثنا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، قَالَ: أنا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: أَنِي قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاهِدٍ وَيَمِينٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَكْرِ بْنِ خَلَفٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ سَيْفِ بْنِ سُلَيْمَانَ فَقَالَ: كَانَ عِنْدَنَا ثَابِتًا مِمَّنْ يَصْدُقُ وَيَحْفَظُ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور ایک قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٧١٢

(١٠٠٧)۔ أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ حَدَّثَهُمْ، عَنْ سُلَيْمَانَ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ، عَنْ رَبِيعَةَ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک گواہ کے ساتھ ایک قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ٣٦١٠، والترمذی: ١٣٤٣، وابن ماجه: ٢٣٦٨

(١٠٠٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: ثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بِالْيَمِينِ مَعَ الشَّاهِدِ۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ ایک قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا تھا۔

تخریج: اسناده صحيح على شرط مسلم ...... أخرجه ابن ماجه: ٢٣٦٩، و الترمذی: ١٣٤٤

فوائد: ...... عام مسائل میں مُدّعی اپنے دعویٰ پر دو گواہ پیش کرے گا، اگر دو گواہ میسر نہ ہوں تو وہ ایک گواہ پیش کر دے، لیکن اس کے ساتھ اپنا موقف ثابت کرنے کے لیے ایک قسم اٹھائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور ایک قسم کی روشنی میں فیصلہ کیا، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے، البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ دو گواہ ضروری ہیں، لیکن یہ رائے درست نہیں ہے۔

اگر مُدّعی کے پاس ایک گواہ بھی نہ ہو تو پھر اس کو قسم اٹھانے کا کوئی اختیار نہیں ہوگا اور مُدّعی علیہ اپنے حق میں قسم اٹھا کر بری ہو جائے گا۔

(١٠٠٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أنا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: ثني ابْنُ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَجُوزُ شَهَادَةُ بَدَوِيٍّ عَلَى صَاحِبِ قَرْيَةٍ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گاؤں والے پر جنگلی اور بدوی کی شہادت جائز نہیں ہے۔''

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ٣٦٠٢، وابن ماجه: ٢٣٦٧

فوائد: ...... ''بَدَوِیّ''، بادیہ سے ہے، خانہ بدوش کو کہتے ہیں، جو ایک جگہ کے ساکن نہیں ہوتے، بلکہ مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں، اگر کوئی بدوی سمجھ دار اور عادل ہو تو فی نفسہ اس کی گواہی معتبر ہوگی، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے چاند کی رؤیت میں بدوی کی شہادت قبول فرمائی۔

اس حدیث میں جو چیز سمجھائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ بدوی عموماً مستقل آبادیوں کے حالات، عادات، رسم و رواج اور طور طریقوں سے واقف نہیں ہوتے، نیز بڑے سادہ لوح ہوتے ہیں، موٹے دماغ کے ہوتے ہیں، کسی کی موافقت اور مخالفت کے ان کے معیارات مختلف ہوتے ہیں، اس لیے مشاہدے میں انہیں غلطی لگنے یا عدم فہم کا امکان زیادہ ہوتا ہے اور اس قسم کے کئی افراد کو دیکھا ہے کہ وہ دین کے معاملے میں سنجیدہ نہیں ہوتے اور انصاف کو بیچ بھی دیتے ہیں، اس لیے کسی بستی یا شہر میں رہنے والے کے معاملے میں ان کی گواہی پر اعتراض واقع ہوگا، اس سبب سے اس کی گواہی قبول نہیں کی جا سکتی، البتہ وہ معاملات جن کا فہم اہل بادیہ کے لیے آسان ہے، جیسے چاند دیکھنا، تو ان میں ان کی گواہی معتبر ہوگی۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی معاملے میں گواہی تب معتبر ہوگی جب اس معاملے کے عمومی فہم کی استعداد موجود ہو، کسی خالص فنی معاملے میں عام انسان کی گواہی معتبر نہیں ہوگی، جب تک وہ اس معاملے کا فہم نہ رکھتا ہو۔

(۱۰۱۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا أَبُو عَاصِمٍ ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ، قَالَ: أَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ......

قَالَ: ثني عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ ثُمَّ قَالَ: لَمْ يُحَدِّثْنِي وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ ، قَالَ: تَزَوَّجْتُ بِنْتَ أَبِي إِهَابٍ ، فَجَائَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ فَأَعْرَضَ عَنِّي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْرَضَ عَنِّي ، فَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ أَوِ الثَّالِثَةِ: ((كَيْفَ بِكَ وَقَدْ قِيلَ)) قَالَ: فَنَهَاهُ عَنْهَا۔

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا، پھر ابن ابی ملیکہ نے کہا: انھوں نے مجھے بیان تو نہیں کیا، بلکہ میں نے ان کو بیان کرتے ہوئے سنا، انھوں نے کہا: میں نے ابواہاب کی بیٹی سے شادی کی، لیکن ایک سیاہ فام عورت آئی اور اس نے کہا: میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا تھا، چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا اور آپ سے سوال کیا، لیکن آپ نے مجھ سے اعراض کیا، میں نے پھر سوال کیا، آپ نے پھر اعراض کیا، بالآخر آپ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا: ''اب کیا کیا جائے، اب تو یہ بات کہہ دی گئی ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے ان کو اس خاتون سے منع فرما دیا۔

تخريج: أخرجه البخاري: ۸۸، ۲۰۵۲، ۲٦٤۰، ۲٦٦۰

(۱۰۱۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ......

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: وَقَدْ سَمِعْتُ مِنْ عُقْبَةَ أَيْضًا قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَجَائَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ فَزَعَمَتْ أَنَّهَا أَرْضَعَتْهُمَا قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ ذَلِكَ فَقُلْتُ: إِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ: فَأَعْرَضَ عَنِّي ثُمَّ تَحَوَّلْتُ مِنَ الْجَانِبِ الْآخَرِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!

سیدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے عہدِ نبوی میں ایک خاتون سے شادی کی، لیکن کالے رنگ کی ایک عورت نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس نے ہم دونوں کو دودھ پلایا تھا، چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ سے اس بات کا ذکر کیا اور کہا: یہ جھوٹی ہے، آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا، میں دوسری جانب سے آ گیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! وہ جھوٹ بول رہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب اس خاتون کے دعوے کا کیا کریں، تم اس بیوی کو چھوڑ دو۔'' ایوب بن موسیٰ کی روایت کے الفاظ یہ

فَإِنَّهَا كَاذِبَةٌ قَالَ: ((فَكَيْفَ يُصْنَعُ بِقَوْلِ هَـٰذِهِ، دَعْهَا عَنْكَ۔)) قَالَ مَعْمَرٌ: وَسَمِعْتُ أَيُّوبَ بْنَ مُوسَى يَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((كَيْفَ بِكَ وَقَدْ قِيلَ))

ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اب تیرا کیا کیا جائے، جبکہ یہ بات تو کردی گئی ہے۔''

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......خاص زنانہ مسائل میں اکیلی عورت کی گواہی قبول کی جائے گی، مثلا: حمل، حیض اور رضاعت وغیرہ۔ اسی طرح پیدائش کے وقت بچے کے زندہ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں ایک دایہ کی گواہی معتبر اور کافی ہوگی، تاہم خبر یا گواہی دینے والی کا معتمد اور موثوق ہونا شرط ہے۔ علمائے کرام نے خبر اور گواہی میں بھی فرق کیا ہے، گواہی ہمیشہ حاکم اور قاضی کے روبرو ہوتی ہے، اس لیے ان مسائل کی تفصیلات میں مختلف نقطہ ہائے نظر موجود ہیں۔

(۱۰۱۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَى قَوْمٍ الْيَمِينَ، فَأَسْرَعَ الْفَرِيقَانِ جَمِيعًا، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک قوم پر قسم پیش کی اور دونوں فریقوں نے جلدی سے قسم کھانا چاہی، پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے مابین قرعہ ڈالا جائے کہ کون قسم کھائے گا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۲٦٧٤

فوائد: ......مسند احمد وغیرہ میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: أَنَّ رَجُلَيْنِ تَدَارَءَا فِي دَابَّةٍ لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ، فَأَمَرَهُمَا نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَسْتَهِمَا عَلَى الْيَمِينِ، أَحَبَّا أَوْ كَرِهَا۔ ......دو آدمی ایک جانور کے بارے میں جھگڑ پڑے، جبکہ کسی کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے انہیں قسم کھانے پر قرعہ ڈالنے کا حکم دیا، یہ حکم ان کو پسند ہو یا نہ ہو۔

ان احادیث میں بڑا اہم قانون بیان کیا گیا کہ جب مدعی اور مدعی علیہ کا پتہ نہ چل رہا ہو اور دونوں آدمی قسم کھانے پر بھی تل جائیں تو دونوں سے قسم نہیں لی جائے گی، بلکہ قرعہ ڈالا جائے گا اور جس کے حق میں قرعہ نکلے گا، صرف وہ قسم کھائے گا، اگر وہ قسم کھالے تو اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔

(۱۰۱۳)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، وَيُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيَقْطَعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا: لَا حَتَّى تَقْطَعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاریوں کو بلایا تاکہ بحرین کی کچھ زمین ان کو الاٹ کریں، لیکن انھوں نے کہا: نہیں، ہم اس وقت تک نہیں لیں گے جب تک آپ ہمارے مہاجرین بھائیوں کو نہیں دیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میرے بعد دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی، لہٰذا صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھے آملو۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٣٧٦، ٣٧٩٤

فوائد: ...... معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ بعض زمینیں بعض لوگوں کو الاٹ کر سکتا ہے، لیکن ان معاملات میں خلیفہ کو ذاتی ترجیحات سے بچنا چاہیے۔ انصار نے مہاجرین کے ساتھ کمال وابستگی کا اظہار کیا۔

(١٠١٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: ثني اللَّيْثُ، قَالَ: ثني عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَعْمَرَ أَرْضًا لَيْسَتْ لِأَحَدٍ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا)) قَالَ عُرْوَةُ: وَقَضَى بِذَلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي خِلَافَتِهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے ایسی زمین آباد کی، جو کسی کی ملکیت نہ ہو، تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہوگا۔'' عروہ کہتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں یہی فیصلہ کیا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٣٣٥

فوائد: ...... جو زمین نہ عوام میں سے کسی کی ملکیت ہو اور نہ حکومت کی تو وہ اس کی ہوگی جو اس کو آباد کرے گا، یاد رہے کہ ہر آدمی اسی قانون کے مطابق زمین کا مالک بنا ہے، افراد پیدا ہوتے گئے، آبادی بڑھتی گئی اور زمینوں پر قبضے ہوتے گئے، پھر آگے خرید و فروخت کے سلسلے شروع ہو گئے۔

(١٠١٥)۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، قَالَ: أنا عِيسَى، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَحَاطَ حَائِطًا عَلَى أَرْضٍ فَهِيَ لَهُ))

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے زمین پر دیوار بنا لی یا گھیرا دے لیا، وہ اسی کی ہو گی۔''

تخریج: صحيح ...... أخرجه ابو داود: ٣٠٧٧

فوائد: ......اس گھیراؤ سے مراد زمین کو زندہ کرنا اور آباد کرنا ہی ہے، یہ سابق حدیث ہی کی ایک صورت ہے۔

(۱۰۱٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا حِمَى إِلَّا لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ))

سیدنا صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چراگاہ کو خاص کرنے کا حق صرف اللہ تعالی اور اس کے رسول کو ہے۔“

تخریج: أخرجه البخاری: ۲۳۷۰

فوائد: ......اس حدیث کے دو مفہوم ہیں: (۱) آپ ﷺ نے جو علاقے کسی کے لیے خاص قرار دیے، بس ان ہی علاقوں کو خاص سمجھا جائے گا، آپ ﷺ کے بعد کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے، (۲) خلیفۂ راشد، جو کہ رسول اللہ ﷺ کا قائم مقام ہوتا ہے، کو بھی یہ حق حاصل ہے۔

دوسرا قول راجح ہے کہ خلیفۂ رسول کسی عام یا خاص مصلحت کے پیش نظر کوئی علاقہ کسی کو الاٹ کر سکتا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایسا کرتے رہے ہیں۔

تنبیه: ”اَلْحِمٰی“ کے معانی حفاظت گاہ، محفوظ جگہ، ممنوعہ علاقہ اور اس چراگاہ کے ہیں جس میں دوسرے لوگوں کو چرانے کی اجازت نہ ہو۔ اسی سے ”حِمَى اللّٰه“ کی ترکیب ہے، جس کے معانی یہ ہیں: اللہ تعالی کے وہ احکام اور حدود جن کی پاسداری ضروری اور خلاف ورزی جرم ہو۔

(۱۰۱۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: أنا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ ، قَالَ: أنا أَبُو عَوَانَةَ ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ ، كِلَاهُمَا عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ ، عَنْ يُوسُفَ ابْنِ أُخْتِ ابْنِ سِيرِينَ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي طَرِيقٍ فَعَرْضُهُ سَبْعَةُ أَذْرُعٍ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب راستے کے بارے میں تمہارا اختلاف پڑ جائے تو اس کی چوڑائی سات ہاتھ رکھی جائے گی۔“

تخریج: أخرجه البخاری: ۲٤۷۳ بلفظ: "قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَشَاجَرُوا فِي الطَّرِيقِ بِسَبْعَةِ أَذْرُعٍ" ورواه مسلم: ۱٦۱۳

فوائد: ......اسلام ایسا باکمال مذہب ہے کہ یہ نہ صرف آخرت کو سنوارنے کے ڈھنگ سکھاتا ہے، جو کہ اس کا مقصودِ اصلی ہے، بلکہ دنیا میں بھی تنگ دستی و تنگ ذہنی سے آزاد ہو کر خوشحالی کے ساتھ رہنے کے لیے قوانین وضع کرتا ہے۔

جہاں شریعت نے وسیع گھر کو امن وسعادت کی علامت قرار دیا ہے، وہاں کھلے راستوں اور کھلی گلیوں کی وجہ سے بھی کئی پریشانیاں دور ہو جاتی ہے۔ اگر اس مسئلے میں لوگ اتفاقِ رائے سے کوئی حد متعین کر لیں تو ٹھیک ورنہ شریعت کا حکم نافذ ہوگا، جس کے مطابق گزرگاہ کی چوڑائی سات ہاتھ یعنی ساڑھے دس فٹ رکھی جائے گی۔ گلیوں کا دس گیارہ فٹ وسیع ہونا دورِ حاضر کا اہم تقاضا ہے۔

(۱۰۱۸)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيدٍ الضُّبَعِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ كَعْبٍ الْعَدَوِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اجْعَلُوا الطَّرِيقَ سَبْعَ أَذْرُعٍ))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات ہاتھ راستہ بنایا کرو۔''

تخریج: انظر الحديث السابق

(۱۰۱۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ......

عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ سَرَقَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرَضِينَ))

سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے زمین کا جو حصہ چوری کیا، اس کو سات زمینوں سے طوق پہنایا جائے گا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۲٤٥۲، ۳۱۹۸، ومسلم: ۱٦۱۰

(۱۰۲۰)۔ حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي حَائِطِ فَلَا يَمْنَعْهُ)) فَلَمَّا قَضَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدِيثَهُ طَأْطَئُوا رُءُوسَهُمْ قَالَ: مَالِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ، وَاللّٰهِ لَأَرْمِيَنَّهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنے ہمسائے سے اس کی دیوار میں لکڑی گاڑھنے کی اجازت طلب کرے تو وہ اس کو نہ روکے۔'' جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی حدیث بیان کر چکے تو لوگوں نے اپنے سر جھکا لیے، تب انھوں نے کہا: کیا وجہ ہے، میں تم کو دیکھ رہا ہوں کہ تم اعراض کر رہے ہو، اللہ کی قسم! میں اس لکڑی کو تمہارے کندھوں میں ٹھونس دوں گا۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٥٦٢٧، ومسلم: ١٦٠٩

فوائد: ......اس حدیث مبارکہ میں پڑوسیوں کے حقوق کی ایک جھلک دکھائی گئی ہے، خود غرضی اور مفاد پرستی کے اس دور میں ان حقوق کی پاسداری کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا، خاص طور پر شہری زندگی میں۔ اگر ایک آدمی کوئی مکان یا چھپر بنانا چاہتا ہے اور ایک دو اطراف سے ہمسائیوں کی دیواریں موجود ہیں تو شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ اس آدمی کو ان اطراف سے دیوار یا ستون بنانے کی تکلیف نہ دی جائے، یہ حق ادا کرنے سے اس کا کام بھی جلدی ہو جائے گا، محنت بھی کم ہو گی، جگہ بھی بچے گی اور خرچہ بھی بچ جائے گا۔ لیکن جب یہ حق ادا کرنے کی باری آتی ہے تو کوئی سوچتا ہے کہ اس کی دیوار پر وزن زیادہ آ جائے گا، کوئی کہتا ہے کہ وہ اس کی دیوار کو نقصان پہنچائیں گے، کسی کو یہ فکر لگی ہوتی ہے کہ کل کلاں یہ اس دیوار پر قبضے کا دعوی ہی نہ کر دے، یہ سب خطرات اس وقت سامنے آتے ہیں جب شریعت کے تقاضوں کو پورا کرنے کا شوق اور رغبت نہ ہو، اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور حکم سمجھ کر ہمسائے کا یہ حق ادا کر دیا جائے تو اس کی وجہ سے رحمت و برکت اور اجر و ثواب تو یقینی طور پر مل سکتا ہے، ان شاء اللہ نقصان بھی نہیں ہو گا اور اگر کوئی نقصان ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے لیے صبر کر کے خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا جائے اور حدیث رسول کے احترام میں خاموش رہا جائے۔

(١٠٢١)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ......

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ خَاصَمَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ كَانَا يَسْقِيَانِ بِهِ كِلَاهُمَا النَّخْلَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ فَأَبَى عَلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ)) فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ

سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری کے درمیان حرہ کے ایک نالے کے بارے میں جھگڑا ہو گیا، یہ انصاری غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوا تھا۔ وہ اس نالے سے کھجوروں کو سیراب کیا کرتے تھے۔ انصاری نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: میری کھجوروں کے لیے پانی چھوڑ دو، لیکن انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، (انصاری وہ مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے زبیر! تم پہلے سیراب کر کے پانی کو اپنے ہمسائے کے لیے چھوڑ دیا کرو۔'' لیکن اس فیصلے سے انصاری کو غصہ آ گیا اور اس نے کہا: یہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے اس لیے آپ نے یہ فیصلہ کیا ہے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((اِسْقِ يَا زُبَيْرُ، ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ.)) وَاسْتَوْعَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهُ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ ذٰلِكَ أَشَارَ عَلَى الزُّبَيْرِ بِرَأْيٍ أَرَادَ فِيهِ السَّعَةَ لِلزُّبَيْرِ وَلِلْأَنْصَارِيِّ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ: مَا أَحْسَبُ هٰذِهِ الْآيَةَ إِلَّا نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ [النساء: ٦٥] الْآيَةَ. وَأَحَدُهُمَا يَزِيدُ عَلَى صَاحِبِهِ فِي الْقِصَّةِ

ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے زبیر! اب اتنی دیر پانی روک کر رکھنا کہ دیوار تک پہنچ جائے، پھر آگے چھوڑنا۔'' رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا پورا حق دلوا دیا، جبکہ اس سے قبل تو آپ ﷺ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو وہ رائے دی تھی جس میں زبیر رضی اللہ عنہ اور انصاری دونوں کے لیے گنجائش تھی۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی تھی: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ ...... ''قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ آپس کے تمام اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٣٥٩، ومسلم: ٢٣٥٧

فوائد: اس آیت میں مؤمن کی تین نشانیاں بیان کی گئی ہیں، ہمیں بھی ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنی چاہیے۔

یہ انصاری بدری صحابی تھے، منافق نہیں تھے اور اللہ تعالی نے غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کی پیشگی معافی کا اعلان کر دیا تھا، بس غصے میں آ گئے اور شیطان کے ورغلانے پر یہ الفاظ کہہ دیئے، جبکہ نبی کریم ﷺ نے بھی ان کے حق میں سختی نہیں کی۔

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ قدرتی پانی کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جس کی زمین اس کے سب سے زیادہ قریب ہو، لیکن جب وہ ضرورت پوری کر لے تو اس کو پانی روک لینے کا کوئی حق حاصل نہیں، وہ اپنے ہمسائے کے لیے پانی چھوڑ دے گا، پھر وہ اپنی ضرورت پوری کر لینے کے بعد تیسرے نمبر پر آنے والے ہمسائے کے لیے پانی چھوڑ دے گا۔ علی ہذا القیاس۔

(١٠٢٢)۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْقَزَّازُ الدَّارِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو دَاوُدَ، عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَهْدَى بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فِي قَصْعَةٍ فَضَرَبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا الْقَصْعَةَ بِيَدِهَا فَأَلْقَتْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((طَعَامٌ كَطَعَامٍ وَإِنَاءٌ كَإِنَاءٍ))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی نے ایک پیالے میں نبی کریم ﷺ کے لیے کھانا بھیجا، لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (غیرت کے مارے) پیالے پر ہاتھ مارا اور اس کو گرا دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھانے کے بدلے کھانا دینا ہوگا اور برتن کے بدلے برتن۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٤٨١، ٥٢٢٥

فوائد: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے غیرت میں آ کر برتن تو توڑ دیا اور کھانا بھی ضائع کر دیا، لیکن آپ ﷺ نے ان کو اس نقصان کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ مسلمان کا مال دوسرے کے لیے حرام ہے، اس لیے اس معاملے میں انتہائی محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

(١٠٢٣)۔ أَخْبَرَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ، أَنَّ يَحْيَى بْنَ حَسَّانَ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيِّ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ، وَالْمِنْحَةُ مَرْدُودَةٌ، وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ، وَالزَّعِيمُ غَارِمٌ))

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا: ''خبردار! عاریہ واپس کی جائے گی، مِنحہ بھی واپس کیا جائے گا، قرضہ چکایا جائے گا اور چیز کا ضامن اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔''

تخریج: اسناده حسن......أخرجه ابوداود: ٢٨٧٠، ٣٥٦٥، وابن ماجه: ٢٠٠٧، ٢٢٩٥، ٢٣٩٨، ٢٤٠٥، ٢٧١٣

فوائد: ......''عَارِيَةٌ مُؤَدَّاةٌ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اور اس وقت تک اس کو واپس کرنا ضروری ہو، جب تک وہ باقی ہو، اگر ضائع ہو جائے تو اس کے عوض قیمت ادا نہیں کی جاتی اور ''عَارِيَةٌ مَضْمُونَةٌ'' اس چیز کو کہتے ہیں جو عارضی طور پر لی گئی ہو اس کو واپس کرنا ضروری ہو، اگر وہ تلف ہو جائے تو اس کی قیمت ادا کی جائے گی۔

(١٠٢٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنَّى، قَالَ: ثني سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاتھ نے جو کچھ لیا، وہ اس کے ذمے ہے، یہاں

((عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَهُ)) تک کہ وہ اس کو ادا کر دے۔"

تخریج: حسن لغیره ......أخرجه ابو داود: ٣٥٦١، وابن ماجه: ٢٤٠٠، والترمذی: ١٢٦٦

فوائد: ......اس حدیثِ مبارکہ میں بڑا اہم قانون بیان کیا گیا ہے کہ جو آدمی کسی سے کوئی چیز بطورِ قرض یا عاریہ لے گا، وہ اس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا، آج کل لوگ معاشرے میں اس قسم کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے، یہ غفلت آخرت کو خسارے میں ڈالنے کے مترادف ہے۔

(١٠٢٥)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عُرْوَةُ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، وَلَا يُعْطِينِي وَوَلَدِي مَا يَكْفِينَا إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ، قَالَ: ((خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ہند بنت عقبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا خاوند ابو سفیان کنجوس آدمی ہے اور مجھے اور میرے بچوں کو اتنا بھی نہیں دیتا جو ہمیں کفایت کرے، البتہ یہ بات ہے کہ میں اس کے مال سے لے لیتی ہوں اور اس کو پتہ نہیں ہوتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "معروف طریقے کے مطابق جو مال تجھے اور تیرے بچوں کو کفایت کرے، وہ تو لے لیا کر۔"

تخریج: أخرجه البخاری: ٢٤٦٠، ٥٣٥٩، ومسلم: ١٧١٤

فوائد: ......ایسی خاتون کے لیے انتہائی ضروری احتیاط یہ ہے کہ وہ جو خرچ لے، وہ عرف اور معتدل معاشرے کے مطابق ہو، مثلاً اس کے خاوند کی حیثیت کے لوگوں کا کھانا پینا، لباس، بچوں کی تعلیم وغیرہ کیسے ہے، اگر اس نے معروف طریقے سے زیادہ خرچ لیا تو وہ خائن قرار پائے گی، بہتر ہے کہ ایسی خاتون کسی سمجھدار آدمی سے مشورہ کر لے۔

چونکہ خاوند اپنے بیوی بچوں کا کفیل ہے، اس لیے اگر وہ خود یہ ذمہ داری ادا نہیں کرے گا تو زبردستی اس سے یہ ذمہ داری ادا کروائی جائے گی یا پھر خفیہ طریقے سے جائز ضروریات پوری کر لی جائیں گی۔

(١٠٢٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: ثنا مُوسَى بْنُ السَّائِبِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ عَرَفَ مَتَاعَهُ عِنْدَ رَجُلٍ أَخَذَهُ مِنْهُ وَطَلَبَ ذٰلِكَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْهُ))

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اپنا سامان کسی کے پاس پہچان لیا تو وہ اس سے لے لے اور وہ اس سے مطالبہ کرے، جس سے اس نے خریدا ہوتھا۔"

تخریج: حدیث ضعیف ...... أخرجه ابوداود: ٣٥٣١، وابن ماجه: ٢٣٣١، والنسائی: ٤٦٨١

فوائد: ...... یہ روایت تو ضعیف ہے، البتہ اس مسئلے کا حل درج ذیل حدیث میں پیش کیا گیا ہے:

عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ كَانَ عَامِلاً عَلَى الْيَمَامَةِ، وَأَنَّ مَرْوَانَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ: أَيُّمَا رَجُلٍ سُرِقَ مِنْهُ سَرِقَةٌ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا حَيْثُ وَجَدَهَا۔ ثُمَّ كَتَبَ ذٰلِكَ مَرْوَانُ إِلَيَّ وَكَتَبَ إِلَيَّ مَرْوَانُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضٰى بِأَنَّهُ: ((إِذَا كَانَ الَّذِي ابْتَاعَهَا۔ يَعْنِي: السَّرِقَةَ۔ مِنَ الَّذِي سَرَقَهَا غَيْرَ مُتَّهَمٍ يُخَيَّرُ سَيِّدُهَا: فَإِنْ شَاءَ أَخَذَ الَّذِي سُرِقَ مِنْهُ بِثَمَنِهَا، وَإِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ۔)) ثُمَّ قَضٰى بِذٰلِكَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِي إِلٰى مُعَاوِيَةَ وَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلٰى مَرْوَانَ: إِنَّكَ لَسْتَ أَنْتَ وَلَا أُسَيْدٌ تَقْضِيَانِ عَلَيَّ وَلٰكِنِّي أَقْضِي فِيمَا وُلِّيتُ عَلَيْكُمَا، فَانْفُذْ لِمَا أَمَرْتُكَ بِهِ۔ فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِ مُعَاوِيَةَ، فَقُلْتُ: لَا أَقْضِي بِهِ مَا وُلِّيتُ بِمَا قَالَ مُعَاوِيَةُ۔ (سنن نسائی، مسند احمد، الصحیحۃ: ٦٠٩)

عکرمہ بن خالد سے روایت ہے کہ اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بارے میں اُسے بتایا کہ وہ یمامہ کا گورنر تھا، وہ کہتے ہیں: مروان نے میری طرف خط لکھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُسے لکھا ہے کہ جس آدمی کا کوئی مال چوری ہو جائے تو وہ جہاں اس مال کو پالے، وہی اس کا زیادہ حقدار ہے۔ پھر یہی بات مروان نے مجھے لکھ کر بھیج دی۔ لیکن میں نے مروان کو لکھا کہ اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے تو یہ فیصلہ کیا تھا: ''اگر چوری کا مال خریدنے والا تہمت زدہ نہ ہو تو اصل مالک کو دو چیزوں کا اختیار دیا جائے گا: اگر وہ چاہے تو وہ مال قیمت کے عوض خرید لے اور اگر چاہے تو چور کا پیچھا کرے۔'' پھر حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم نے بھی یہی فیصلہ کیا۔ مروان نے میرا یہ خط سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو ارسال کر دیا، جواباً سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو لکھا: مروان! تم اور اسید مجھ پر فیصلہ نہیں کر سکتے، بلکہ اِن امور میں میں تم پر فیصلہ کروں گا۔ (آئندہ) میں جو حکم دوں، اس کو نافذ کر دیا کرو۔ مروان نے معاویہ کا یہ خط میری (اسید کی) طرف بھیجا، لیکن میں نے کہا: جب تک میں گورنر رہا، معاویہ کے قول پر عمل نہیں کروں گا۔

یہ حدیث ایک اہم مسئلہ کی وضاحت پر بھی مشتمل ہے اور وہ یہ کہ ایک آدمی نے اپنا چوری شدہ مال ایسے شخص کے پاس پالیا جو بظاہر عدل و انصاف سے متصف ہے اور اس نے درحقیقت وہ مال غاصب یا چور سے خریدا تھا۔ اب اصل مالک کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ بغیر قیمت کے اس شخص سے اپنا مال وصول کرے۔ ہاں اگر وہ چاہے تو حاکم کے پاس اپنا مقدمہ دائر کروا سکتا ہے۔

(١٠٢٧)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عہد

قَالَ: أُصِيبُ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ)) فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ))

نبوی میں پھل خریدے، لیکن اس سلسلے میں اس پر آزمائش آ پڑی اور اس کا قرض بہت زیادہ ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: ''اس پر صدقہ کرو۔'' چنانچہ صدقہ تو کیا گیا، لیکن اس کے قرض کی مقدار پوری نہ ہو سکی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے قرض خواہوں سے فرمایا: ''جتنا تمہیں مل گیا ہے، یہ لے لو اور تمہارے لیے یہی کچھ ہے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٥٥٦

فوائد: ......اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے قرض خواہوں سے سفارش کی کہ وہ باقی قرض معاف کر دیں۔
جب قرض دار دیوالیہ ہو جائے تو اصولی طور پر قرض خواہوں کا قرض ڈوب جاتا ہے، ایسی صورت میں آخری فیصلہ روزِ قیامت کو ہوگا، الا یہ کہ اس کے رشتہ دار یا دوسرے مسلمان یا مسلم حکمران اس کی طرف سے ادائیگی کر دیں۔

(١٠٢٨)۔ حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ الرَّقَاشِيُّ، قَالَ: ثني عَبَّادُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ: ثني عَبْدُ الْمَجِيدِ هُوَ ابْنُ أَبِي يَزِيدَ أَبُو وَهْبٍ قَالَ:......

قَالَ لِي الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ: أَلَا أُقْرِئُكَ كِتَابًا كَتَبَهُ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقُلْتُ: بَلَى فَأَخْرَجَ لِي كِتَابًا فَإِذَا فِيهِ: هٰذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرَى مِنْهُ عَبْدًا أَوْ أَمَةً۔ عَبَّادٌ يَشُكُّ۔ لَا دَاءَ وَلَا غَائِلَةَ وَلَا خِبْثَةَ بَيْعِ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ۔

عبدالمجید بن وہب کہتے ہیں کہ سیدنا عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تمہیں وہ مکتوب پڑھ کر نہ سناؤں جو رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے تحریر فرمایا تھا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور سنائیے۔ انہوں نے ایک مکتوب نکال کر مجھے دیا، اس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: یہ وہ غلام یا لونڈی ہے جو عداء بن خالد نے محمد رسول اللہ ﷺ سے خریدا ہے، اس میں نہ کوئی بیماری ہے، نہ کوئی فساد ہے اور نہ یہ حرام مال ہے، ایک مسلمان کی بیع مسلمان کے ساتھ ہے۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابن ماجه: ٢٢٥١، والترمذي: ١٢١٦، ورواه البخاري معلقا

فوائد: خرید و فروخت کے معاملات کو تحریر کیا جا سکتا ہے، تفصیل کے ساتھ بتا دینا چاہیے کہ چیز میں کون سی اچھی صفات ہیں اور کون سے نقائص ہیں، اس طرح سے برکت ہوگی۔

بَابُ الْهِجْرَةِ

ہجرت کا بیان

(۱۰۲۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: ثني الزُّهْرِيُّ، قَالَ: ثني عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ، قَالَ:......

ثني أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ؟ فَقَالَ: ((وَيْحَكَ إِنَّ الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيدٌ هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَتُعْطِي صَدَقَتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((تَمْنَحُ مِنْهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتْرُكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بدو، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ہجرت کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا: ''تو ہلاک ہو جائے، اس کا معاملہ تو بڑا سخت ہے، کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو ان کی زکوۃ دیتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو ان میں سے عطیے بھی دیتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو گھاٹ والے دن ان کا دودھ دوہ کر لوگوں کو دیتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو سمندروں کے اس پار عمل کرتا رہ، اللہ تعالیٰ تیرے کسی عمل کو ہرگز نہیں چھوڑے گا۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ١٤٥٢، ٣٩٢٣، ٦١٦٥، ومسلم: ١٨٦٥

فوائد: ......اس موقع پر جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ یہ آدمی ہجرت کے حقوق ادا نہیں کر سکے گا، تو اس کو اس معاملے میں نہ پڑنے کی اجازت دے دی، یہ نبی کریم ﷺ کی حکمت و دانائی تھی کہ آپ مختلف افراد کی صلاحیت کو مد نظر رکھ کر ان کو اسلام کے بعض احکام پر عمل کرنے کا حکم دیتے تھے، تمام علمائے کرام اور مبلغین اسلام کو مصلحت و حکمت کا خیال رکھنا چاہیے۔ لیکن عوام الناس کو چاہیے کہ وہ صرف رخصت والی نصوص کو سامنے رکھ کر سستی اور کاہلی کا مظاہرہ نہ کریں، عزیمت والی نصوص کا بھی خیال رکھیں، پھر اگر واقعی کوئی معذور ہو تو رخصت پر عمل کر لے۔

یہاں عطیے سے مراد وہ جانور ہے، جو بشرطِ واپسی کسی کو ضرورت کے لیے دیا جائے، جب اس کی ضرورت پوری ہو جائے تو وہ واپس کر دے۔

(۱۰۳۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے، ہاں جب تم

((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا)) سے نکلنے کا مطالبہ کیا جائے تو نکل پڑو۔"

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۷۸۳، ۲۸۲۵، ومسلم: ۱۳۵۳

فوائد: ...... مکہ مکرمہ فتح ہونے کے بعد اس شہر سے ہجرت کرنے کا حکم ختم ہو گیا ہے، اسی طرح جو علاقہ پہلے سے ہی دار الاسلام ہے، اس سے بھی ہجرت کرنے کا حکم نہیں ہے۔ البتہ دار الکفر سے ہجرت کرنے کا حکم باقی ہے۔

صحیحین کی روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر یہ اعلان فرمایا تھا: ((لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا)) ...... "فتح کے بعد ہجرت نہیں ہے، البتہ جہاد اور نیت ہے، اور جب تم سے (جہاد کے لیے) نکلنے کا مطالبہ کیا جائے تو نکل پڑو۔"

اگرچہ دار الاسلام سے ہجرت کا حکم ختم ہو چکا ہے لیکن جہاد اور نیک نیتی جیسے اعمال باقی ہیں، ان کے ذریعے سے بلندئ درجات کا حصول ممکن ہے۔

بَابُ دَوَامِ الْجِهَادِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
روزِ قیامت تک جہاد کے جاری رہنے کا بیان

الجهاد: لغوی معنی: "جهد" سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں: "محنت و مشقت"

اصطلاحی تعریف: ...... دین کے لیے کی جانے والی جانی، مالی، قولی، فکری، فعلی اور تحریری، غرضیکہ تمام مساعی جہاد میں شامل ہیں، تاہم اصطلاحاً و عرفاً نفس امّارہ کا مقابلہ "مجاہدہ" اور دشمن اور فسادیوں کے ساتھ مسلح آویزش کو "جہاد" کہتے ہیں۔ اس باب میں یہی جہاد مراد ہے۔

(۱۰۳۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنَ جُرَيْجٍ، أَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ......

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُولُ: لَا إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أَمِيرٌ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتے ہوئے روزِ قیامت تک غالب رہے گا، جب حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) اتریں گے تو مسلمانوں کے امیر انہیں کہیں گے: آئیں اور نماز پڑھائیں۔ وہ کہیں گے: نہیں، تم ہی ایک دوسرے کے امام و امیر بن سکتے ہو، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی عزت و تکریم ہے۔"

لِتَكْرِمَةِ اللّٰهِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ))

تخریج: أخرجه مسلم: ١٩٢٣

فوائد: ...... یہ امیر امام مہدی ہوں گے۔ جہاد کا حکم قیامت تک جاری رہے گا۔

بَابٌ فِي مَا أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدُّعَاءِ إِلَى تَوْحِيدِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْقِتَالِ عَلَيْهَا

اس چیز کا بیان کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف دعوت دینے اور اسی نقطے پر قتال کرنے کا حکم دیا

(١٠٣٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الْحِمْصِيُّ، قَالَ: ثنا عُثْمَانُ يَعْنِي ابْنَ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، قَالَ: أنا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ......

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس وقت تک لوگوں سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جب تک وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ نہ کہہ دیں، اور جو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرے گا، وہ اپنی جان اور مال مجھ سے محفوظ کرلے گا، مگر حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٦٩٢٤، ٦٩٢٥، ٧٢٨٥، ومسلم: ٢٠

فوائد: ...... درج ذیل حدیث مفصل ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ وَ يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ قَدْ حَرُمَ عَلَيَّ دِمَاؤُهُمْ وَ أَمْوَالُهُمْ وَ حِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔)) ...... ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں، یہاں تک کہ وہ ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ'' کہیں، نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، اس طرح ان کے خون اور مال مجھ پر حرام ہو جائیں گے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہوگا۔'' (صحیح مسلم: ۲۱)

کسی کے مسلمان ہونے کی ظاہری تین نشانیاں ہیں:

(۱)...... اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا

(۲)...... نماز قائم کرنا اور

(۳)...... زکوۃ ادا کرنا

اگر نماز اور زکوۃ کی ادائیگی کا وقت نہ ہو تو کسی کے مسلمان ہونے کے لیے شہادتین کا اظہار کافی ہوگا۔

جو آدمی، مسلمانوں کے حکمران سے اپنی جان اور مال کو محفوظ کرنا چاہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ ان تین ارکان کو اپنا لے، پھر اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے گا اور ہمیں یہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ باطن سے مسلمان ہو چکا ہے یا صرف ظاہری طور پر مسلمان ہوا ہے۔

فَرْضُ الْجِهَادِ عَلَى الْكِفَايَةِ

جہاد فرضِ کفایہ ہے

(۱۰۳۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي، أَوْ قَالَ عَلَى النَّاسِ لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَتَخَلَّفَ خَلْفَ سَرِيَّةٍ تَغْزُو، أَوْ تَخْرُجُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَلَكِنْ لَا أَجِدُ سَعَةً فَأَحْمِلَهُمْ، وَلَا يَجِدُونَ سَعَةً فَيَتَّبِعُوا، وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي، فَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر میں اپنی امت پر یا لوگوں پر مشقت نہ سمجھتا تو میں پسند کرتا کہ میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہوں جو اللہ کے راستے میں قتال کرتا ہو، لیکن صورتحال یہ ہے کہ نہ تو میرے پاس اتنی وسعت ہے کہ میں تمام لوگوں کو سواریاں دوں اور نہ ان کے پاس اتنی گنجائش ہے کہ وہ میرے ساتھ چلیں اور ان پر یہ بات گراں گزرتی ہے کہ وہ میرے پیچھے رہیں، میں تو چاہتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کروں اور شہید کر دیا جاؤں، پھر میں زندہ ہو جاؤں اور شہید کر دیا جاؤں اور پھر میں زندہ کیا جاؤں اور شہید کر دیا جاؤں۔“

تخريج: أخرجه البخاري: ۷۲۲۶، ومسلم: ۱۸۷۶

فوائد: ...... یہ صرف خواہش ہے، مقصد شہادت کی فضیلت بیان کرنا ہے، ورنہ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے کہ کوئی شہید زندہ ہو۔ شہدائے احد نے اللہ تعالیٰ سے زندگی کی درخواست کی تھی مگر منظور نہیں ہوئی، جیسا کہ صحیح مسلم (۱۸۸۷) میں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کا میدانِ جنگ میں جانا ضروری نہیں ہے، بلکہ حالات، وسائل اور ضرورت کا لحاظ رکھا جائے گا۔

دین اسلام کی حفاظت وحمایت اور اللہ کے کلمے کی سربلندی کے لیے باغیوں، سرکشوں، ملحدوں اور بے دین لوگوں سے لڑنے میں پوری جدوجہد کرنا جہاد فی سبیل اللہ کہلاتا ہے، یہ انتہائی باکمال اور باعظمت عمل ہونے کے ساتھ ساتھ

ایمان کو جلا بخشتا ہے، اس کے بغیر ایمان و اسلام ادھورا ہے۔اگر زندگی میں جہاد کرنے کا موقع مل جائے تو اسے اپنی سعادت اور خوش قسمتی سمجھا جائے ورنہ کم از کم جہاد فی سبیل اللہ کی پختہ نیت رکھنا اور اس کے لیے اسباب کا اہتمام کرنا ضروری ہے، موقع میسر آنے پر قطعاً گریز نہ کیا جائے، اسلامی زندگی اسی جذبۂ قربانی سے وابستہ ہے۔

جہاد اسلام کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے، مگر یہ دیگر ارکانِ اسلام سے بعض شرائط میں مختلف ہے، ارکانِ خمسہ (توحید و رسالت کی گواہی، نماز، زکوۃ، روزہ اور حج) فرض عین ہیں، جبکہ جہاد عام حالات میں فرض کفایہ ہوتا ہے اور بعض حالات میں فرض عین، جہاد ضرورت کے مطابق ہے، ضرورت نہ پڑے تو جہاد بھی نہیں ہوگا، جبکہ دیگر عبادات ضرورت پر موقوف نہیں ہیں، ارکان خمسہ انفرادی عبادات ہیں، جبکہ جہاد حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔

مکی زندگی میں چونکہ مسلمان کمزور بھی تھے اور تعداد میں بھی بہت تھوڑے تھے، لہٰذا جہاد نہیں ہوا، مدینہ منورہ میں بھی جب ضرورت پڑی جہاد کیا گیا، جیسے جنگ بدر، احد اور خندق کے واقعات ہیں، یا جب کفار کی شرانگیزی حد سے بڑھ گئی اور اسلامی مملکت کے لیے ناقابل برداشت بن گئی، بلکہ اسلامی مملکت کے لیے خطرہ بن گئی تو حملہ کیا گیا، جیسا کہ خیبر اور فتح مکہ کے واقعات ہیں، البتہ اگر کفار امن سے رہیں، مسلمانوں پر جنگ مسلط نہ کریں اور نہ ان کی مملکت کے خلاف سازشیں کریں تو ان سے لڑائی نہیں کی جائے گی بلکہ ان سے معاہدہ کر کے صلح رکھی جائے گی، جیسے یہودیوں کے ساتھ میثاقِ مدینہ اور قریش کے ساتھ صلح حدیبیہ ہوئی، جہاد کے لیے ہر شخص کا نکلنا ضروری نہیں، بلکہ امیر جن لوگوں کی ضرورت سمجھے، ان پر جانا فرض ہوگا، تاہم امیر حسب ضرورت و حالات سب لوگوں کو نکلنے کا لازمی حکم دے سکتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں غزوۂ تبوک کے موقع پر ہوا۔

بَابُ مَنْ لَهُ عُذْرٌ فِي التَّخَلُّفِ

اس آدمی کا بیان جس کے پاس جہاد سے پیچھے رہ جانے کے لیے عذر ہو

(١٠٣٤)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ثنا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ...... قَالَ: ثني سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَا عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے مروان بن حکم کو دیکھا، وہ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا، میں بھی اس کی طرف آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا، اس نے ہمیں بتایا کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ آیت لکھوائی: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ ابھی آپ ﷺ لکھوا ہی رہے تھے کہ سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آ

﴿وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [النساء : ٩٥] ، قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!، وَاللَّهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ ، وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي فَثَقُلَتْ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تُرَضَّ فَخِذِي ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ [النساء : ٩٥]

گئے اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بخدا! اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو میں بھی ضرور جہاد لڑتا، وہ نابینا آدمی تھے، چنانچہ اللہ تعالی نے اپنے رسول پر اسی آیت کا یہ ٹکڑا نازل کر دیا: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾، اس وقت آپ ﷺ کی ران میری ران پر تھی اور میرے ران پر اتنا بوجھ پڑا کہ مجھے یہ اندیشہ ہونے لگا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی، پھر آپ ﷺ سے یہ کیفیت چھٹ گئی۔

تخریج: حدیث صحیح ...... أخرجه ابوداود: ٢٥٠٧، ٣٩٧٥

فوائد: ......ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِينَ عَلَى الْقٰعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ ......''ایمان والوں میں سے بیٹھ رہنے والے، جو کسی تکلیف والے نہیں اور اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں، اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجے میں فضیلت دی ہے اور ہر ایک سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے اور اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت عطا فرمائی ہے۔'' (سورۂ نساء: ٩٥)

جو آیت پہلے نازل ہوئی، اس میں مطلق طور پر مجاہدین کی فضیلت بیان کی گئی تھی، تکلیف والوں کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا تھا، پھر سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے سوال پر جو حصہ نازل ہوا، اس میں معذور لوگوں کو مستثنیٰ قرار دیا گیا۔

(١٠٣٥)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، عَنْ دَرَّاجٍ أَبِي السَّمْحِ ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي هَاجَرْتُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَدْ هَجَرْتَ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ہجرت کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے شرک کو تو چھوڑ دیا ہے، لیکن ابھی تک جہاد فی سبیل اللہ باقی ہے، کیا یمن میں تیرا کوئی رشتہ دار ہے؟'' اس نے کہا: جی

الشِّرْكَ، وَلٰكِنَّهُ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهَلْ لَكَ مِنْ أَحَدٍ بِالْيَمَنِ؟)) قَالَ: أَبَوَايَ، قَالَ: ((أَذِنَا لَكَ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْجِعْ فَاسْتَأْذِنْهُمَا، فَإِنْ أَذِنَا لَكَ فَجَاهِدْ وَإِلَّا فَبِرَّهُمَا))

میرے والدین ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا انھوں نے تجھے اجازت دی تھی؟'' اس نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر واپس چلا جا اور ان سے اجازت مانگ، اگر وہ اجازت دے دیں تو جہاد کرنا، بصورتِ دیگر ان ہی کے ساتھ نیکی کرتے رہنا۔''

تخریج: صحیح ......أخرجه أبوداود: ٢٥٣٠

فوائد: ......مسلمان کا مقصود اللہ تعالی کی رضامندی کا حصول ہونا چاہیے، وہ جہاد میں ملے یا اس سے آسان عمل میں۔ جہاد فرض عین نہیں، فرض کفایہ ہے، لہٰذا اگر کسی شخص کا گھر رہنا ضروری ہو، مثلا والدین کی خدمت یا کسی مریض کی نگہداشت وغیرہ کے لیے تو وہ جہاد کو نہ جائے اور گھر رہ کر والدین اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرے، اس کے لیے یہی جہاد ہے، ہاں جس شخص پر جہاد فرض عین ہو جائے، مثلا: سرکاری فوجی یا جب امیر سب کو نکلنے کا حکم دے تو پھر اسے بھی جانا پڑے گا۔

یہاں یہ بات ضروری ہے کہ والدین کی خدمت جیسی مجبوری کو جہاد سے پیچھے رہنے کا محض بہانہ نہ بنایا جا رہا ہو، مثال کے طور اگر بعض بہن بھائی والدین کی خدمت کر سکتے ہوں تو بعض جہاد کے لیے جا سکتے ہیں، بہرحال دل میں رغبت موجود ہو اور جب موقع ملے تو پیچھے نہ رہا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيظِ عَلَى تَارِكِ الْغَزْوِ

جہاد چھوڑنے والے پر سختی کا بیان

(١٠٣٦)۔ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثنا أَسَدٌ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَيْسَ فِي نَفْسِهِ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنَ النِّفَاقِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو اس حال میں مرا کہ نہ اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں جہاد کرنے کا خیال ہوا تو وہ نفاق کے ایک شعبے پر مرے گا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٩١٠

فوائد: ......اس سے جہاد کی اہمیت واضح ہے، نیز اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کو کفر اور کفار کے خلاف دل میں بغض رکھنا چاہیے اور یہ جذبہ رکھنا چاہیے کہ جب بھی جہاد کا مرحلہ پیش آیا تو میں وہ جان و مال کی قربانی دینے سے گریز نہیں کرے گا۔

بَابُ مَا يَجْزِى مِنَ الْغَزْوِ وَمَنْ جَهَّزَ غَازِيًا

جہاد سے کفایت کرنے والے عمل اور مجاہد کو تیار کرنے والے کا بیان

(۱۰۳۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ، قَالَ: ثنا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا۔))

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے راہِ خدا میں جہاد کرنے والے آدمی کو تیار کیا، اس نے جہاد کیا اور جو مجاہد کے اہل و عیال میں خیر کے ساتھ اس کا جانشین بنا، اس نے بھی جہاد کیا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۸۴۳، ومسلم: ۱۸۹۵

فوائد: ...... ہر آدمی جنگ کے لیے جا سکتا ہے نہ اس کی ضرورت ہے، لہٰذا جو لوگ باقی بچ جائیں وہ مجاہدین کی تیاری کا سامان تیار کریں اور ان کے اہل و عیال کی ضروریات پوری کریں، اس طرح سب لوگ جہاد میں شریک ہو جائیں گے، کوئی بلاواسطہ اور کوئی بالواسطہ، بہرحال عملی طور پر جہاد کرنے والے کی فضیلت کا کیا کہنا!

(۱۰۳۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: ثنا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، مَوْلَى الْمَهْرِيِّ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جُنْدًا إِلَى بَنِي لِحْيَانَ قَالَ: ((لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا وَالْأَجْرُ بَيْنَهُمَا۔))

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو لحیان کی طرف ایک لشکر بھیجا اور فرمایا: ''تم میں سے ہر دو افراد میں سے ایک آدمی چلا جائے اور اجر دونوں کو ملے گا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۱۸۹۶

فوائد: ...... دوسرے ضروری حقوق کی صورت میں جہاد میں شرکت کرنے کا یہ بہترین طریقہ ہے کہ دو آدمیوں سے ایک آدمی جہاد کے لیے چلا جائے اور دوسرا اپنے اور اپنے بھائی کے حقوق ادا کرے۔

بَابُ الْجُعْلِ عَلَى الْغَزْوِ

غزوے پر اجرت مقرر کرنے کا بیان

(۱۰۳۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: ثنا اللَّيْثُ قَالَ: ثنا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْكِنْدِيُّ، عَنِ ابْنِ شُفَيٍّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ)) وَقَالَ: ((لِلْغَازِي أَجْرُهُ وَلِلْجَاعِلِ أَجْرُهُ وَأَجْرُ الْغَازِي))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاد سے واپسی بھی جہاد کی طرح ہی ہے۔'' نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجاہد کے لیے اس کا اجر ہے اور اجرت مقرر کر کے مجاہد کو بھیجنے والے کے لیے اس عمل کا اجر بھی ہے اور اس مجاہد کا اجر بھی اسے ملے گا۔''

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرج ابوداود الحديث الاول برقم: ۲٤۸۷، والحديث الثانی برقم: ۲۵۲٦

فوائد: ......اجرت مقرر کر کے مجاہد کو بھیجنے والے کو دو اجر ملتے ہیں: اس کے اس عمل کا اجر اور جہاد کا سبب بننے کی وجہ سے مجاہد کا اجر۔ لیکن عملی طور پر جہاد کرنے والے کا اجر بے مثال ہے۔

اس حدیث میں آپ ﷺ نے اجرت پر جہاد کرنے والے آدمی کا ذکر ہے، تو کیا ایسا جائز ہے کہ آدمی اپنے لیے اجرت مقرر کروا کے جہاد پر جائے؟ یہ انتہائی اہم اور نازک مسئلہ ہے اور یہ صرف مجاہد کے لیے نہیں ہے، بلکہ ہر اس آدمی کے لیے ہے، جو دینی کام سرانجام دے کر اجرت لیتا ہے، درج ذیل بحث پر غور کریں:

جن احادیث میں جہاد و قتال کے لیے مادی تعاون لینے کی رخصت ہے، ان کا تعلق ان مخلصین مگر تنگ دست اور فقیر لوگوں سے ہے، جو اسباب و زادِ جہاد نہ ہونے کے باعث جہاد سے پیچھے رہیں، ان کا جہاد بر بنائے اخلاص و تقویٰ اعلائے کلمۃ اللہ ہی کے لیے ہوتا ہے، تو ایسے لوگوں سے تعاون کرنا باعث اجر و ثواب ہے، بلکہ تعاون دینے والوں کے لیے دہرا اجر ہے، جیسے حکومت کے تنخواہ دار فوجی۔ اگر یہ اخلاص سے اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر لڑیں تو اجر و غنیمت دونوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں، ورنہ وہی ہے جو ان کی نیت ہوگی اور اسی پر قیاس ہیں وہ علماء، مدرسین اور خطبا وغیرہ، جو شرعی علوم کی اشاعت میں مشغول ہیں، اگر ان کی نیت صاف ہو تو فَبِهَا وَنِعِمَتْ، انہیں تنخواہیں اور وظیفے لینے جائز ہیں، ورنہ انہیں اپنے انجام کی فکر کرنی چاہیے۔

یہ بحث اس آدمی کی زندگی کی سب سے اہم بحث ہے جو نیکی کا کام کر کے تنخواہ لیتا ہے، مثلاً فوجی، امام، خطیب، مفتی، قرآن و حدیث کا معلم اور مؤذن وغیرہ، اگر ان افراد کا ہدف، مقصد اور نیت خدمتِ اسلام ہوئی تو تنخواہ اور کفالت میں کوئی حرج نہیں اور اگر انھوں نے تنخواہ کو ہی مقصد بنا لیا تو معاملہ خسارے والا ہے۔

درج بالا حدیث کے حقیقی فہم کے لیے درج احادیث کا مطالعہ کریں، تاکہ اہداف و مقاصد کی وضاحت ہو جائے:

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ غَزَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَهُوَ لَا يَنْوِيْ فِيْ غَزَاتِهٖ إِلَّا عِقَالًا فَلَهٗ مَا نَوٰى)) ...... ''جس نے راہِ خدا میں جہاد کیا، جبکہ اس کی نیت صرف ایک رسی کا حصول تھا تو اس کو وہی کچھ ملے گا، جس کی اس نے نیت کی۔'' (نسائی: ٦/ ٢٤، مسند احمد ۲۲٦۹۲)

''عِقَال'' اس رسی کو کہتے ہیں، جس کے ذریعے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ رسی کسی کا مقصود نہیں

ہوتی، مراد دنیوی مال و منال ہے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی، نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی بہادری کا اظہار کرنے کے لیے، ایک حمیت کی خاطر اور ایک ریاکاری کرنے کے لیے قتال کرتا ہے، ان میں راہِ خدا میں کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ، فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ)) ...... ''جو آدمی اس مقصد کے لیے قتال کرے کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو جائے، وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے۔'' (صحيح بخاری: ۷۴۵۸، صحیح مسلم: ۱۹۰۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ کرتا ہے، لیکن وہ بیچ میں دنیا کا ساز و سامان بھی حاصل کرنا چاہتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا أَجْرَ لَهُ)) ...... ''اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔'' جب لوگوں پر یہ بات گراں گزری تو انھوں نے اس آدمی سے کہا: تو رسول اللہ ﷺ سے دوبارہ سوال کر، شاید آپ ﷺ تیرا سوال سمجھ نہیں پائے، اس نے دوبارہ سوال کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں کہہ رہا ہوں کہ ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ کرتا ہے، لیکن وہ دنیوی ساز و سامان بھی تلاش کرنا چاہتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا أَجْرَ لَهُ)) ...... ''اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔'' اس آدمی نے تیسری بار سوال دوہرا دیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَا أَجْرَ لَهُ)) ...... ''اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔'' (ابو داود: ۲۵۱۶)

سب سے مشکل عمل اخلاص اور جہتِ نیت کو درست رکھنا ہے، بالخصوص دورِ حاضر میں، کیونکہ اس دور میں جلد بازی، ظاہر پرستی، خوشامد، طلبِ دنیا اور حرص جیسی قبیح خصلتیں پائی جاتی ہیں اور یہ ساری چیزیں اخلاص کے منافی ہیں۔

قارئینِ کرام! درج بالا تین احادیث پر آپ غور کریں، کوئی شک نہیں کہ مجاہد کے لیے مال غنیمت جائز اور حلال ہے اور آپ ﷺ خود بھی مال غنیمت میں سے لیتے اور اپنے صحابہ میں بھی تقسیم کرتے تھے، یہ مال صحابہ کے لیے حلال کیوں تھا، کیونکہ جہاد سے ان کا مقصود اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت تھی، ان کا ہدف مال غنیمت کا حصول نہیں تھا، سو یہ مال ان کے لیے جائز ہو گیا، لیکن جس آدمی کا جہاد پر جانے کا مقصود ہی مال غنیمت ہو، وہ آدمی خسارے میں ہے، ان تینوں احادیث کا مصداق یہی آدمی ہے۔

اب آپ دیکھیں کہ محض جہاد کی نیت سے جانے والا اور محض دنیوی مال کی نیت سے جانے والا، دونوں کو فتح نصیب ہوئی، دونوں کو مال غنیمت میں سے بھرپور حصہ ملا، لیکن اول الذکر کا لوٹنا دنیوی اور اخروی فائدے کے ساتھ ہے اور مؤخر الذکر دونوں اعتبار سے خسارے میں ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ اصل معاملہ نیت اور مقصد کا ہے، کفالت اور اجرت کا نہیں ہے، اسلامی شعبہ جات سے متعلقہ افراد کو چاہیے کہ ان کی کوششوں اور مساعی کا ہدف اللہ تعالیٰ کی رضامندی، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اسلام کی نشر و اشاعت ہو، اس ہدف کے ساتھ اگر بھاری بھاری تنخواہیں بھی ملتی رہیں تو کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر

ہدف اور مقصد ہی تنخواہ بن گیا تو یہ خسارے کا سودا ہوگا۔ یا اللہ! ہماری کوششوں اور بالخصوص اس تصنیفی کام کے قبلے کا رخ اپنی ذات بابرکات کی طرف کر دے اور ہمارے حق میں اس خدمت کو بطورِ صدقہ جاریہ بنا دے، ہمارے ائمہ، خطباء، قرآن و حدیث کے اساتذہ اور مدرسین کی نیتوں کو پر خلوص بنا دے اور اپنی جناب سے ان کی دنیوی ضرورتیں پوری فرما۔ (آمین)

بَابُ مَا يَجِبُ مِنْ طَاعَةِ الْأُمَرَاءِ، وَتَرْكِهِ إِذَا أُمِرُوا بِمَعْصِيَةٍ

امراء کی اطاعت کے واجب ہونے اور نافرمانی کے حکم کی صورت میں اطاعت نہ کرنے کا بیان

(۱۰۴۰)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَنِي يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوآ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ [النساء: ٥٩] نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ السَّهْمِيِّ إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوآ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾...... ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور ان کا بھی جو تم میں سے حکم دینے والے ہیں۔'' یہ آیت سیدنا عبداللہ بن حذافہ بن قیس سہمی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک لشکر میں بھیجا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٥٨٤، و مسلم: ١٨٣٤

فوائد: ......سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ درج ذیل ہے:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کو ایک جہادی لشکر کا امیر بنا کر روانہ کیا، میں بھی اس لشکر میں تھا جب ہم اپنے غزوے کے مقام تک پہنچ گئے، یا راستے میں تھے، اس امیر نے ایک گروہ کو علیحدہ کیا اور سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا، یہ بدری صحابی تھے اور ان کے مزاج میں مذاق کا عنصر پایا جاتا تھا، جو لوگ ان کے ساتھ لوٹے تھے، میں بھی ان میں تھا، جب ہم نے راستے میں پڑاؤ ڈالا اور لوگوں نے کھانا بنانے کے لیے یا آگ سے حرارت حاصل کرنے کے لیے آگ جلائی تو سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا تم لوگوں پر فرض نہیں ہے کہ تم میری بات سنو اور اطاعت کرو؟ انھوں نے کہا: جی بالکل، انھوں نے کہا: تو پھر میں تمھیں اپنے اور اپنی اطاعت کے حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود پڑو، لوگ کھڑے ہو گئے اور انھوں نے اپنی کمر پر کپڑا باندھا، جب اس امیر نے دیکھا کہ یہ تو واقعی آگ میں کودنے لگے ہیں تو اس نے کہا: رک جاؤ، میں تمہارے ساتھ مذاق کر رہا تھا، جب ان لوگوں نے واپس آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ماجرا سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان

امراء میں سے جو آدمی تم کو نافرمانی کا حکم دے، اس کی اطاعت نہ کیا کرو۔'' (ابن ماجہ: ۲۸۶۳)

(۱۰۴۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْوَرَّاقُ، قَالَ: ثنا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةِ اللّٰهِ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان آدمی پر سننا اور اطاعت کرنا ہے، الا یہ کہ اس کو اللہ کی معصیت کا حکم دیا جائے، جب اس کو اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ اطاعت کرنا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۹۵۵، ۷۱٤٤، و مسلم: ۱۸۳۹

فوائد: ...... یہ ایک حتمی اور قطعی قانون ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کا مسئلہ مطلق طور پر سب سے اہم ہے، باقی امراء و خلفاء کی اطاعت بھی واجب ہے، لیکن اس وقت جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی نہ ہو رہی ہو، یہ الگ بات ہے کہ ظالم حاکموں کے ساتھ مصلحت اور حکمت کے ساتھ ڈیل کی جائے گی۔

بَابُ وَصِيَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْجُيُوشِ وَالْأُمَرَاءِ

لشکروں اور امیروں کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کا بیان

(۱۰۴۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ. قَالَ: ثنا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَمِيرًا عَلَى سَرِيَّةٍ أَوْ جَيْشٍ أَوْصَاهُ فِي خَاصَّةِ نَفْسِهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا، وَقَالَ: ((اغْزُوا بِسْمِ اللّٰهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، قَاتِلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ، فَإِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَادْعُهُمْ إِلَى إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ أَوْ خِلَالٍ، فَأَيَّتُهُنَّ مَا أَجَابُوكَ إِلَيْهَا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، اُدْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ أَجَابُوكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ،

سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو چھوٹے یا بڑے لشکر کا امیر بنا کر بھیجتے تو خاص طور پر اس کو خوفِ خدا اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو خیر و بھلائی کی نصیحت کرتے اور فرماتے: ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اس کی راہ میں جہاد کر، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والوں سے قتال کر، جب تو اپنے مشرک دشمنوں کے سامنے آئے تو ان کو تین خصلتوں میں سے ایک کی طرف دعوت دے، وہ ان میں سے جس چیز کا مثبت جواب دیں، تو ان سے وہ قبول کر لے اور ان پر حملہ کرنے سے رک جا، سب سے پہلے ان کو اسلام کی دعوت دے، اگر وہ قبول کر لیں تو تو ان سے اس چیز کو قبول کر لے، پھر ان کو دعوت دے کہ وہ اپنے گھروں سے

ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ الْمُهَاجِرِينَ، وَأَعْلِمْهُمْ إِنْ هُمْ فَعَلُوا ذَلِكَ أَنَّ لَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِينَ، وَأَنَّ عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِينَ، فَإِنْ أَبَوْا وَاخْتَارُوا دَارَهُمْ، فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَأَعْرَابِ الْمُسْلِمِينَ، يَجْرِي عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِي يَجْرِي عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْفَيْءِ وَالْغَنِيمَةِ نَصِيبٌ إِلَّا أَنْ يُجَاهِدُوا مَعَ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَادْعُهُمْ إِلَى إِعْطَاءِ الْجِزْيَةِ، فَإِنْ أَجَابُوا فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ، فَإِنْ أَبَوْا فَاسْتَعِنِ اللّٰهَ ثُمَّ قَاتِلْهُمْ.)) وَعَنْهُ مِنْ طَرِيقٍ ثَانٍ بِنَحْوِهِ: ((وَإِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ، فَأَرَادُوكَ أَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّكَ، فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهِ، وَلَكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ أَبِيكَ وَذِمَمَ أَصْحَابِكَ، فَإِنَّكُمْ إِنْ تُخْفِرُوا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ آبَائِكُمْ أَهْوَنُ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُولِهِ، وَإِنْ حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ، فَأَرَادُوكَ أَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ، فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِ اللّٰهِ، وَلَكِنْ أَنْزِلْهُمْ عَلَى حُكْمِكَ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَتُصِيبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيهِمْ أَمْ لَا.))

مہاجروں کے گھروں کی طرف ہجرت کریں اور ان کو یہ بتا کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کو وہ حقوق ملیں گے جو مہاجرین کو ملے ہوئے ہیں اور ان پر وہ ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں، اگر وہ اس طرح ہجرت کرنے سے انکار کر دیں تو تو ان کو بتا دے کہ ان کا حکم بدو مسلمانوں کا ہوگا، ان پر اللہ تعالیٰ کا وہی حکم چلے گا، جو اس قسم کے مسلمانوں پر چلتا ہے، ان کے لیے مالِ فے اور مالِ غنیمت میں سے کوئی حصہ نہیں ہو گا، الا یہ کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کریں، اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو ان کو جزیہ دینے کی دعوت دے، اگر وہ مان جائیں تو تو ان سے یہ جزیہ قبول کر لے اور ان سے رک جا اور اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کر دیں تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر اور ان سے قتال شروع کر دے۔''

دوسری سند: اسی قسم کا متن مروی ہے، البتہ اس میں ہے: ''اور جب تو اہل قلعہ کا محاصرہ کر لے اور وہ تجھ سے یہ چاہیں کہ تو ان کو اللہ کا ذمہ اور اپنے نبی کا ذمہ دے، تو تو ایسے مت کر، ان کو اللہ اور اس کے نبی کا ذمہ نہیں دینا، ہاں ان کو اپنا، اپنے باپ کا اور اپنے ساتھیوں کا ذمہ دے سکتے ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر تم نے اپنے اور اپنے آباء کے ذموں کو توڑ دیا تو یہ فعل اس سے ہلکا ہوگا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ توڑ دو، اسی طرح اگر تو اہل قلعہ کا محاصرہ کر لے اور وہ یہ ارادہ کریں کہ تو ان کو اللہ کے حکم پر اتارے تو تو ان کو اللہ کے حکم پر نہ اتار، بلکہ اپنے حکم پر اتارنا ہے، کیونکہ تو نہیں جانتا کہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو پا لے گا یا نہیں۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٧٣١

فوائد: ......''اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ نہ دیا جائے، بلکہ امیر اپنا یا اپنے ساتھیوں کا ذمہ دے۔'' ذمہ سے مراد

مصالحت کا عقد ہے، یہ عقد اللہ اور اس کے رسول کی طرف منسوب کیا جائے یا امیرِ لشکر کی طرف، ہر صورت میں اس کو توڑنا حرام ہے، لیکن اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ توڑنا زیادہ سنگین جرم ہے۔

جہاد کے آداب پر غور کریں، اگر کفار امن سے رہیں، مسلمانوں پر جنگ مسلط نہ کریں اور نہ ان کی مملکت کے خلاف تباہ کن سازشیں کریں تو ان سے لڑائی نہیں لڑی جائے گی بلکہ ان سے معاہدہ کر کے صلح رکھی جائے گی، جیسے یہودیوں کے ساتھ میثاقِ مدینہ اور قریش کے ساتھ صلح حدیبیہ ہوئی، اگر لڑائی لڑنی پڑ جائے تو پہلے اسلام کی دعوت پیش کی جائے گی، وگرنہ جزیہ کی سہولت دی جائے گی، اگر کفار یہ شرط بھی قبول نہ کریں تو تب ان سے لڑائی لڑی جائے گی۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ

عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت کا بیان

(١٠٤٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ نَافِعٍ......

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ امْرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُولَةً فَأَنْكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی غزوے میں ایک عورت کو قتل شدہ پایا گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کا انکار کر دیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٣٠١٥، ومسلم: ١٧٤٤

فوائد: ......لڑائی میں کافر عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا منع ہے، مزید اگلا باب ملاحظہ ہو۔

بَابُ سُقُوطِ الْمَأْثَمِ عَنْ مَنْ أَصَابَهُمْ فِي الْبَيَاتِ

اس آدمی کے بے گناہ ہونے کا بیان، جو اچانک حملے میں عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیتا ہے

(١٠٤٤)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: أَخْبَرَنِي الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهِ وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَسْأَلُ عَنِ الدَّارِ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يُبَيَّتُونَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيهِمْ قَالَ:

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے، جبکہ وہ ابواء یا ودان مقام پر تھے اور انھوں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کے محلے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ ان پر اچانک حملہ کر دیا جاتا ہے اور اس میں ان کی عورتیں اور بچے بھی قتل ہو جاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

((هُمْ مِنْهُمْ۔)) فرمایا: ''وہ بھی ان مشرکوں میں سے ہیں۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۱۸۲۵، ۲۵۶۳، ومسلم: ۱۱۹۳

فوائد: ...... اِس باب کی حدیث کا تعلق ضرورت سے ہے، یعنی جب مشرکین تک پہنچنا ان کے بچوں اور عورتوں کو قتل یا روندے بغیر ممکن نہ ہو، یا وہ جنگ میں رکاوٹ بن رہے ہوں تو پھر بچوں اور عورتوں کی کوئی پروا نہیں کی جائے گی۔

بَابُ الْحَدِّ الَّذِي إِذَا بَلَغَهُ الْغُلَامُ خَرَجَ مِنْ حَدِّ الذُّرِّيَّةِ

اس حد کا بیان، جس تک پہنچنے کے بعد لڑکا چھوٹے بچوں کے حکم سے نکل جاتا ہے

(۱۰۴۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ......

عَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ، قَالَ: كَانُوا يَوْمَ بَنِي قُرَيْظَةَ يَنْظُرُونَ إِلَى شَعْرَةِ الرَّجُلِ فَإِنْ كَانَتْ قَدْ خَرَجَتْ قَتَلُوهُ، وَإِنْ لَّمْ تَكُنْ خَرَجَتْ تَرَكُوهُ، فَنَظَرُوا إِلَى شَعْرِي فَلَمْ تَكُنْ خَرَجَتْ، فَتَرَكُونِي۔

سیدنا عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: بنو قریظہ کے دن صحابہ مرد کے زیر ناف بالوں کو دیکھتے تھے، اگر وہ اگ چکے ہوتے تو اسے قتل کر دیتے اور اگر وہ نہ نکلے ہوتے تو چھوڑ دیتے، جب انھوں نے میرے بال دیکھے تو وہ ابھی تک اگے نہیں تھے، اس لیے انھوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابوداود: ۴۴۰۴، والنسائي: ۸/ ۹۲، والترمذي: ۱۵۸۴، وابن ماجه: ۲۵۴۱

فوائد: ......زیر ناف بالوں کے اُگ آنے کو بلوغت کی علامت سمجھا گیا، اکثر اہل علم کا خیال یہ ہے کہ مشرک لوگوں کے قتل یا جزیہ جیسے مسائل حل کرنے کے لیے زیر ناف بالوں کو بلوغت یا عدم بلوغت کی حد قرار دیا جا سکتا ہے، کیونکہ ان کی بات غیر معتبر ہوگی۔

جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: زیر ناف بال معتبر حد ہیں، ان کو دیکھ کر مسلمانوں پر حدود کا نفاذ کیا جائے گا، اسی قسم کا قول امام مالک سے بھی بیان کیا جاتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کی رائے راجح ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی وضاحت نہیں فرمائی کہ یہ شرط کافروں کے ساتھ خاص ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ قَتْلِ الرُّسُلِ

قاصدوں کو قتل کرنے سے ممانعت

(۱۰۴۶)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ يَعْنِي رَسُولُ مُسَيْلِمَةَ: ((لَوْلَا أَنَّكَ رَسُولٌ لَقَتَلْتُكَ.))

نے مسیلمہ کے قاصد سے فرمایا: ''اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں ضرور تجھے قتل کر دیتا۔''

تخريج: صحيح ...... أخرجه النسائي في "السنن الكبرى": ٥/ ٨٦٧٦، والبزار: ١٦٨١

فوائد: ......آپ ﷺ نے اس آدمی سے پوچھا تھا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے جواباً کہا: میں تو یہ شہادت دیتا ہوں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے اس خواہش کا اظہار کیا۔

قاصدوں کو قتل نہ کرنا خوبصورت قانون ہے، وگرنہ مختلف افراد اور حکمرانوں اور مختلف مذہب کے پیروکاروں کے مابین پیغام رسانی کا سلسلہ ناممکن ہو جاتا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرْكِ دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ قَبْلَ الْقِتَالِ
قتال سے قبل مشرکوں کو دعوت نہ دینے کا بیان

(١٠٤٧)۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: ثنا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ مُعَاذٍ......

عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى نَافِعٍ أَسْأَلُهُ هَلْ كَانَتِ الدَّعْوَةُ قَبْلَ الْقِتَالِ؟ فَكَتَبَ إِلَيَّ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ الْإِسْلَامِ، وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَغَارَ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّونَ، وَأَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ، فَقَتَلَهُمْ وَسَبَى سَبْيَهُمْ فَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ حَدَّثَنِي بِهَذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَكَانَ فِي ذَلِكَ الْجَيْشِ۔

ابن عون کہتے ہیں: میں نے نافع کی طرف خط لکھا اور ان سے یہ سوال کیا کہ قتال سے قبل دعوتِ اسلام دی جائے گی؟ انھوں نے جوابی تحریر میں لکھا: یہ حکم تو ابتدائے اسلام میں تھا، بعد میں رسول اللہ ﷺ نے بھی بنو مصطلق پر شب خون مارا، جبکہ وہ غافل تھے اور ان کے اونٹوں کو پانی کے گھاٹ پر پانی پلایا جا رہا تھا، پس آپ ﷺ نے ان کو قتل کیا اور ان کے قیدی بنائے، اسی دن آپ ﷺ نے سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا حاصل کی تھی۔ مجھے یہ حدیث سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کی اور وہ اس لشکر میں شریک شامل تھے۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٥٤١، ومسلم: ٣٢٦٠

فوائد: ......دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قتال سے پہلے دعوتِ اسلام پیش کرنی چاہیے، لیکن یہ حدیث اُن روایات سے مختلف ہے اور اس کے شروع میں امام نافع کا قول بھی مذکور ہے۔

جمہور اہل علم کی رائے تو یہ ہے کہ اگر کفار کو پہلے دعوت نہ پہنچی ہو تو انہیں دعوت دینا واجب ہے، بصورتِ دیگر مستحب۔ لیکن یہ رائے بھی قابل توجہ ہے کہ بالترتیب دعوتِ اسلام، جزیہ اور لڑائی کا حکم باقی ہے، لیکن اگر کسی مقام پر کوئی

عذر ہو تو بغیر دعوت کے حملہ کیا جا سکتا ہے، مثال کے طور پر دشمنوں کی تعداد زیادہ ہو، یا ان کے پاس اسبابِ جنگ زیادہ ہوں، یا وہ مضبوط قلعوں میں مورچہ زن ہوں، یا وہ زیادہ شرّ والے ہوں، جبکہ ان کے مقابلے میں لشکرِ اسلام کی تعداد اور وسائل کم ہوں اور دعوت دینے سے ان کے مزید سنبھل جانے کا خطرہ بھی ہو تو دعوتِ اسلام پیش کیے بغیر ان کی غفلت سے فائدہ اٹھایا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ تَرْكِ الِاسْتِعَانَةِ بِالْمُشْرِكِينَ
مشرکوں سے مدد طلب نہ کرنے کا بیان

(١٠٤٨)۔ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الطَّرَسُوسِيُّ قَالَ: ثنا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثنا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نِيَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُرِيدُ بَدْرًا: أَخْرُجُ مَعَكَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا نَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف جا رہے تھے، اس وقت ایک آدمی نے کہا: کیا میں بھی آپ کے ساتھ آ سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم مشرک کے ذریعے مدد طلب نہیں کرتے۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ١٨١٧ مفصلا كما ذكرناه في الشرح

فوائد: ......صحیح مسلم میں اس روایت کی تفصیل یہ ہے:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف نکلے، ایک مشرک آدمی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا اور جمرہ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پا لیا اور اس نے کہا: میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ مل کر لڑوں اور مالِ غنیمت حاصل کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ''کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر تو لوٹ جا، ہم کسی مشرک سے مدد طلب نہیں کرتے۔'' لیکن پھر وہ درخت کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملا، صحابۂ کرام کو اس سے بڑی خوشی ہوئی، کیونکہ یہ بڑا مضبوط اور سخت آدمی تھا، اس نے کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر لڑنے اور مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر لوٹ جا، میں ہرگز مشرک سے مدد طلب نہیں کرتا۔'' پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیداء مقام پر چڑھے تو وہی آدمی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آ ملا اور وہی بات کہی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو اللہ تعالی اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، اس بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لے کر آگے بڑھے۔

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو جہاد میں مشرکوں سے مدد حاصل نہیں کرنی چاہیے۔

لیکن دوسرے بعض مواقع پر آپ ﷺ نے مشرکین کی مدد قبول کی، مثال کے طور پر: بنوخزاعہ حالت شرک میں قریش کے خلاف فتح مکہ کے سال نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے تھے۔ (صحیح بخاری: ۴۲۸۰) حنین کے دن آپ ﷺ نے صفوان بن امیہ سے مدد لی۔ جہاد کے علاوہ بھی مشرکوں سے مدد لینے کے واقعات موجود ہیں، مثلا: ابو طالب وفات تک نبی کریم ﷺ کی مدد کرتا رہا، شعب ابی طالب میں محصور ہونے کے بعد بنو ہاشم اور بنو مطلب نے آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور آپ نے انکار نہیں کیا، طائف سے واپسی پر آپ ﷺ نے مطعم بن عدی مشرک سے مدد طلب کی اور آپ ﷺ نے ہجرت کے وقت راستہ بتانے کے لیے ایک مشرک کو اجرت پر رکھا۔

ان دوصورتوں میں جمع وتطبیق کی دوصورتیں ممکن ہیں:

(۱)......اگر مشرک پر اعتماد ہو تو اس سے مدد لی جا سکتی ہے، وگرنہ نہیں، کیونکہ جو مشرک اعتماد والا نہ ہو وہ کسی وقت بھی بڑے نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔

(۲)......اگر ضرورت سخت ہو تو کافر اور مشرک سے بھی مدد لی جا سکتی ہے، اگر ضرورت نہ ہو تو انکار کر دینا چاہیے۔

بَابُ الْعَدَدِ الَّذِي لَا يَخْرُجُ الْمَرْءُ بِالْفِرَارِ مِنْهُمْ

اس تعداد کا بیان جس کے ہوتے ہوئے آدمی فرار اختیار نہیں کر سکتا

(۱۰۴۹)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُتِبَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ رَجُلٌ مِنْ عَشَرَةٍ، وَأَنْ لَا يَفِرَّ عِشْرُونَ مِنْ مِائَتَيْنِ فَخُفِّفَ عَنْهُمْ، فَقَالَ ﴿الْآنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ﴾ [الأنفال: ٦٦]، وَكَتَبَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَا يَفِرَّ مِائَةٌ مِنْ مِائَتَيْنِ، وَلَا عَشَرَةٌ مِنْ عِشْرِينَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: پہلے لوگوں پر یہ فرض کیا گیا تھا کہ ایک آدمی دس افراد کا مقابلہ کرنے سے اور بیس دو سو کا مقابلہ کرنے سے فرار نہیں ہوں گے، لیکن پھر تخفیف کر دی گئی اور کہا: اب اللہ تعالی نے تم پر تخفیف کر دی ہے اور یہ چیز فرض کی ہے کہ سو افراد دو سو افراد کا مقابلہ کرنے سے اور دس افراد بیس افراد کا مقابلہ کرنے سے فرار اختیار نہیں کریں گے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٤٦٥٣

فوائد: ......سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا اشارہ درج ذیل آیات کی طرف ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ۔ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔﴾ ......''اے نبی! آپ مومنوں کو قتال پر رغبت دلائیں، اگر تم میں بیس افراد

صبر کرنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آ جائیں گے اور اگر سو ہوں تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب آ جائیں گے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ سمجھنے والے نہیں ہیں۔ اب اللہ نے تم سے (بوجھ) ہلکا کر دیا اور جان لیا کہ یقیناً تم میں کچھ کمزوری ہے، پس اگر تم میں سے سو صبر کرنے والے ہوں تو دو سو پر غالب آئیں اور اگر تم میں سے ہزار ہوں تو اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب آئیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (سورۂ انفال: ٦٥، ٦٦)

بَابُ الْفَارِّ مِنَ الزَّحْفِ إِلَى فِئَةٍ

میدانِ جنگ سے جماعت کی طرف فرار اختیار کرنے والے کا بیان

(١٠٥٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الطَّبَّاعُ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً، فَدَخَلْنَا الْمَدِينَةَ فَتَخَبَّأْنَا فِي الْبُيُوتِ، ثُمَّ ظَهَرْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْنَا: هَلَكْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! نَحْنُ الْفَرَّارُونَ فَقَالَ: ((بَلْ أَنْتُمُ الْعَكَّارُونَ أَنَا فِئَتُكُمْ))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک سریہ میں بھیجا، ہوا یوں کہ لوگوں نے بھاگنا شروع کر دیا، جب ہم واپس آئے اور مدینہ میں داخل ہوئے تو اپنے گھروں میں جا کر چھپ گئے، پھر ہم نبیٔ کریم ﷺ کے سامنے آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! ہم تو ہلاک ہو گئے ہیں، ہم لڑائی سے بھاگ کر آ جانے والے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں نہیں، بلکہ تم تو قتال کی طرف پلٹ جانے والے ہو اور میں تمہارا مددگار ہوں۔''

تخریج: اسناده ضعيف لضعف يزيد بن ابى زياد ......أخرجه ابوداود: ٢٦٤٧، والترمذى: ١٧١٦

فوائد: ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ. وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَى فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ﴾...... ''اے ایمان والو! جب تم کافروں سے روبرو مقابل ہو جاؤ تو ان سے پیٹھ مت پھیرو اور جو شخص اس وقت پیٹھ پھیرے گا، مگر جو لڑائی کے لیے پینترا بدلتا ہو یا جو اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے آتا ہو وہ مستثنیٰ ہے، باقی اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالی کے غضب میں آ جائے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا، وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔'' (سورۂ انفال: ۱۵، ۱۶)

لڑائی کے لیے پینترہ بدلنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک جانب سے دوسری جانب کو پھرنا، دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے مثلاً تنگ جگہ سے کشادہ جگہ کی طرف پھر جانا، نیچے سے اوپر، کھلی جگہ سے پوشیدہ کی طرف وغیرہ۔

اپنی جماعت کی طرف پناہ لینے کا مفہوم یہ ہے کہ مسلمانوں کی جماعت کی پناہ اور حفاظت میں چلے جانا اور پھر ان

کے ساتھ مل کر لڑنا۔

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَحْرِيفِ الْكَلَامِ فِي الْحَرْبِ
لڑائی میں کلام کو پھیرنے کی رخصت کا بیان

(١٠٥١)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْحَرْبُ خَدْعَةٌ))

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''لڑائی تو دھوکے کا نام ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٣٠٣٠، ومسلم: ١٧٣٩

فوائد: ......لڑائی کو اس اعتبار سے دھوکہ قرار دیا گیا ہے کہ اظہار کسی اور چیز کا کیا جاتا ہے، جبکہ حقیقی بات کوئی اور ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا عام معمول یہ تھا کہ آپ غزوات میں توریہ کرتے تھے، توریہ یہ ہوتا ہے کہ ارادہ کی ہوئی چیز کا اس طرح اظہار کرنا کہ حقیقت مخفی رہے، لیکن بات جھوٹ کے زمرے میں بھی نہ آئے۔

یاد رہے کہ جس دھوکے سے عہد و امان توڑا جا رہا ہو، وہ ناجائز ہوگا۔

بَابُ مَنْ يَجُوزُ أَمَانُهُ، وَرَدُّ السَّرِيَّةِ عَلَى الْعَسْكَرِ
اس شخص کا بیان جس کی امان جائز ہے، نیز چھوٹے لشکر کو بڑے لشکر پر لوٹانے کا بیان

(١٠٥٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مَكَّةَ، قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا، فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ مَا كَانَ مِنْ حِلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ الْإِسْلَامَ لَمْ يَزِدْهُ إِلَّا شِدَّةً، وَلَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ، وَالْمُسْلِمُونَ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَيَرُدُّ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ، وَتُرَدُّ سَرَايَاهُمْ عَلَى

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال مکہ میں داخل ہوئے تو ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! جو معاہدہ دورِ جاہلیت میں طے پا چکا ہے، اسلام اس کی شدت میں اور اضافہ کرے گا، لیکن اسلام میں ایسا کوئی معاہدہ مؤثر نہیں ہوگا (جو کسی کو شرعی سبب کے بغیر وارث بنائے)، مسلمان اپنے اغیار کے مقابلے میں ایک ہاتھ کی مانند ہیں، ادنیٰ اور کم مرتبہ مسلمان بھی کسی کو دوسرے مسلمانوں پر پناہ دے سکے گا، (جہاد میں) دور والا ان پر غنیمت لوٹائے گا اور لڑنے والے بیٹھنے والوں پر غنیمت لوٹائیں گے، کسی مومن کو

قَاعِدِهِمْ ، وَلَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ ، دِيَةُ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَةِ الْمُؤْمِنِ ، لَا جَلَبَ ، وَلَا جَنَبَ ، وَلَا تُؤْخَذُ صَدَقَاتُهُمْ إِلَّا فِي دُورِهِمْ))

کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، کافر کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے، (زکوۃ کے معاملے میں) "جَلَب" ہے نہ "جَنَب"، نیز مسلمانوں سے زکوۃ صرف ان کی رہائش گاہوں پر وصول کی جائے۔"

تخريج: صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٢٧٥١، وابن ماجه: ٢٦٨٥، والترمذي: ١٥٨٥، والنسائي: ٤٥/٨

فوائد: ...... یہ حدیث کافی سارے مسائل پر مشتمل ہے، اس باب سے متعلقہ دو مسئلے ہیں:

اگر کوئی ادنی اور کم تر مسلمان کسی غیر مسلم کو پناہ دے دے تو ہر کس و ناکس، حاکم و محکوم اور ادنیٰ و اعلیٰ مسلمان پر فرض ہے کہ اس پناہ کے تقاضے پورے کرے۔

جب مجاہدین کسی جنگ میں شریک ہوں گے، ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی آگے ہوں گے اور کوئی پیچھے اور کوئی لڑ رہے ہوں گے اور کوئی آرام کر رہے ہوں گے، یا کسی اور خدمت میں مصروف ہوں گے، اس لیے یہ سارے افراد غنیمت میں شریک ہوں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيظِ عَلَى الْغَادِرِ

دھوکے باز پر سختی کا بیان

(١٠٥٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، وَالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ ، قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ ، عَنْ نَافِعٍ ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا جَمَعَ اللهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً ، فَقِيلَ هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانٍ)) الْحَدِيثُ لِابْنِ يَحْيَى ، لَمْ يَذْكُرِ الزَّعْفَرَانِيُّ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالی قیامت کے دن پہلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا تو ہر دھوکے باز کا جھنڈا اٹھائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں کا دھوکہ ہے۔"

تخريج: أخرجه البخاري: ٦١٧٧، ومسلم: ١٧٣٥

فوائد: ...... غدر اور دھوکہ مطلق طور پر حرام ہے، اس جھنڈے کی کیفیت کا علم اللہ تعالی کو ہے، جھنڈے سے حشر والوں کو یہ علم ہو جائے کہ فلاں آدمی اس قسم کا دھوکے باز ہے۔

بَابُ تَحْرِيقِ النَّخْلِ
کھجوروں کو جلانے کا بیان

(١٠٥٤)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنا عُقْبَةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ، قَالَ: ثني نَافِعٌ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کی کھجوریں جلائی تھیں۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٣٠٢١، ومسلم: ١٧٤٦

فوائد: ......ضرورت و مصلحت کے پیش نظر درختوں اور دیگر سامان کو جلا کر دشمن کے علاقے میں تخریب کاری کی جا سکتی ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَمَانِ النِّسَاءِ
عورتوں کو امان دینے کا بیان

(١٠٥٥)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي مُرَّةَ، أَنَّ أُمَّ هَانِيءٍ أَجَارَتْ حَمْوَيْنِ لَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ، وَأَمَّنَّا مَنْ آمَنْتِ۔)) قَالَ ابْنُ الْمُقْرِءِ: وَحَدَّثَنَا بِهِ سُفْيَانُ مَرَّةً أُخْرَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلٍ، عَنْ أُمِّ هَانِءٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَهُ۔

سیدنا ابو مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے اپنے دو دیوروں کو پناہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''جس کو تو نے پناہ دی، ہم نے بھی اس کو پناہ دے دی اور جس کو تو نے امان دی، ہم نے بھی اس کو امان دے دی۔''

تخريج: أخرجه البخاري: ٢٨٠، ٣٥٧، ٣١٧١، ٦١٥٨، ومسلم: ٣٣٦

فوائد: ...... اگر کوئی مسلمان، وہ ادنی ہو یا اعلی اور مرد ہو یا عورت، کسی کافر کو پناہ دے دے تو پوری امت پر فرض ہے کہ وہ اس امان کا پاس و لحاظ رکھے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمُثْلَةِ

مثلہ سے ممانعت کا بیان

(١٠٥٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنِ الْهَيَّاجِ، أَنَّ غُلَامًا لَعَلَّهُ قَالَ: لِأَبِيهِ أَبَقَ، فَجَعَلَ عَلَيْهِ نَذْرًا لَئِنْ قَدَرَ عَلَيْهِ لَيَقْطَعَنَّ مِنْهُ طَائِفًا، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَرْسَلَنِي إِلَى عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ عِمْرَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يُعْتِقَ غُلَامَهُ، أَوْ يُكَفِّرَ عَنْ يَمِينِهِ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ، وَيَنْهَى عَنِ الْمُثْلَةِ، قَالَ: فَأَتَيْتُ سَمُرَةَ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ عِمْرَانَ۔

ہیاج کہتے ہیں: میرے والد کا غلام بھاگ گیا، انھوں نے نذر مانی کہ اگر انھوں نے اس پر قابو پا لیا تو ضرور اس کا عضو کاٹ دیں گے، جب اُن کو وہ غلام مل گیا تو انھوں نے مجھے سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، چنانچہ میں نے ان سے سوال کیا۔ سیّدنا عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آدمی ارادہ کرے کہ وہ اپنے غلام کو آزاد کر دے یا اپنی قسم کا کفارہ دے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صدقہ کرنے کی ترغیب دلاتے تھے اور مثلہ سے منع کرتے تھے، پھر میں سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، انھوں نے بھی سیدنا عمران رضی اللہ عنہ والی بات کی۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابو داود: ٢٦٦٧

فوائد: ...... چونکہ انھوں نے نذر مانی تھی، اس لیے ان کو قسم کا کفارہ ادا کرنا پڑا، کیونکہ قسم اور نذر کا کفارہ ایک ہی ہے۔

اس روایت کے الفاظ میں کچھ ابہام ہے، مصنف عبدالرزاق کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: مُرْ أَبَاكَ أَنْ يَعْتِقَ غُلَامَهُ، وَيُكَفِّرَ عَنْ يَمِينِهِ. ......تو اپنے باپ کو حکم دے کہ وہ اپنے غلام کو آزاد کر دے اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔ اور مسند احمد کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ غُلَامِهِ ......وہ اپنی قسم کا کفارہ دے اور اپنے غلام کو معاف کر دے۔

آزاد کرنے کا حکم مستحب ہے، مسئلہ یہ ہے کہ اس موقع پر غلام کا عضو کاٹنا صحیح نہیں ہے، اس لیے یہ نذر پوری نہیں کی جائے گی اور اس کے عوض اس کا کفارہ ادا کیا جائے گا۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَحْرِيقِ ذَوَاتِ الرُّوحِ

جاندار کو جلانے سے ممانعت کا بیان

(١٠٥٧)۔ حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ نَصْرٍ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ وَقَالَ: ((إِنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ۔)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ: ((إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوا فُلَانًا وَفُلَانًا بِالنَّارِ، وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ، فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک لشکر میں بھیجا اور فرمایا: ''اگر تم فلاں فلاں دو قریشیوں کو پالو تو ان کو آگ کے ذریعے جلا دینا۔'' پھر جب ہم نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمھیں حکم دیا تھا کہ فلاں فلاں آدمی کو آگ میں جلا دینا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو آگ کے ذریعے عذاب دیتا ہے، لہٰذا اگر تم ان افراد کو پالو تو ان کو قتل کر دینا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ٣٠١٦

فوائد: ...... یہ دو آدمی ہبار بن اسود اور نافع بن عبد قیس تھے، اول الذکر فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گیا اور آخر الذکر کا کوئی اتہ پتہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی رائے کو تبدیل کرنا ممکن ہے کہ اجتہاد کی بنا پر ہو یا وحی کی روشنی میں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَاسُوسِ يُقْدَرُ عَلَيْهِ فَيُسْلِمُ

اس جاسوس کا بیان، جس پر قابو پا لیا جائے اور وہ مسلمان ہو جائے

(١٠٥٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو هَمَّامٍ الدَّلَّالُ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ......

عَنِ الْفُرَاتِ بْنِ حَيَّانَ، وَكَانَ عَيْنًا لِأَبِي سُفْيَانَ وَحَلِيفًا، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِهِ، فَمَرَّ عَلَى حَلْقَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! يَقُولُ: إِنِّي مُسْلِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ مِنْكُمْ رِجَالًا نَكِلُهُمْ إِلَى إِيمَانِهِمْ مِنْهُمُ الْفُرَاتُ بْنُ حَيَّانَ))

سیدنا فرات بن حیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جو ابو سفیان کے جاسوس اور حلیف تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قتل کرنے کا حکم دے رکھا تھا جب وہ انصاریوں کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے تو انھوں نے کہا: میں تو مسلمان ہوں، جب انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ تو کہتا ہے کہ وہ مسلمان ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں بعض افراد ایسے ہیں کہ ہم انھیں ان کے ایمان کے سپرد کرتے ہیں، ان میں سے ایک فرات بن حیان بھی ہے۔''

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه أبو داود: ٢٦٥٢

فوائد: ......غزوۂ خندق کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا فرات رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا، پھر یہ مسلمان ہو گئے

تھے اور بہترین مسلمان بن گئے تھے، بعد میں انھوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی اور آپ کے ساتھ تمام غزووں میں شرکت کی، جب آپ ﷺ وفات پا گئے تو انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

بَابُ ارْتِبَاطِ الْخَيْلِ

گھوڑوں کو باندھنے یعنی تیار کرنے کا بیان

(۱۰۵۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَالْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) وَقَالَ ابْنُ يَحْيَى: ((أَبَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن تک ہمیشہ کے لیے گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر کو معلق کر دیا گیا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۲۸۴۹، و مسلم: ۱۸۷۱

فوائد: ......گھوڑے کی پیشانی میں موجود خیر و بھلائی سے مراد اجر و ثواب اور غنیمت ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ ہیں: ((اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، اَلْأَجْرُ وَالْمَغْنَمُ)) ......
''قیامت کے دن تک گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر کو معلق کر دیا گیا ہے، خیر سے مراد ثواب اور غنیمت ہے۔''

پیشانی سے مراد ذات ہے، گھوڑے کا جہاد کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے، کیونکہ قدیم زمانے میں گھوڑے جنگ کے لیے کلیدی حیثیت رکھتے تھے۔ اگرچہ اب سائنسی ترقی کی وجہ سے جنگی آلات میں بہت زیادہ تبدیلی آ چکی ہے، اس لیے اب جدید آلات کی تعلیم حاصل کرنا اور ان کی مشق کرنا ضروری ہے۔ بہر حال گھوڑوں کے سلسلے کو جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کئی احادیث میں ان گھوڑوں کی فضیلت بیان کی ہے، جو جہاد کے لیے پالے جاتے ہیں، ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ گھوڑے میں کتنی بڑی خیر پائی جاتی ہے، مثال کے طور پر:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے گھوڑے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَهِيَ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَهِيَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَهِيَ عَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ الَّذِي يَتَّخِذُهَا وَيَحْبِسُهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، فَمَا غَيَّبَتْ فِي بُطُونِهَا فَهُوَ لَهُ أَجْرٌ، وَإِنِ اسْتَنَّتْ مِنْهُ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَ لَهُ فِي كُلِّ خُطْوَةٍ خَطَاهَا أَجْرٌ، وَلَوْ عَرَضَ لَهُ نَهْرٌ، فَسَقَاهَا مِنْهُ كَانَ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ غَيَّبَتْهُ فِي بُطُونِهَا أَجْرٌ)) حَتَّى ذَكَرَ الْأَجْرَ فِي أَرْوَاثِهَا وَأَبْوَالِهَا۔ ...... ''روزِ قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر وابستہ کر دی گئی ہے،

گھوڑا کسی کے لیے اجر ہوتا ہے، کسی کے لیے پردہ اور کسی کے لیے گناہ۔ جو گھوڑا باعث اجر ہوتا ہے، وہ وہ ہوتا ہے، جس کو آدمی اللہ کی راہ کی خاطر پالتا ہے، ایسا گھوڑا جو کچھ کھاتا ہے، اس میں بھی اس کے مالک کے لیے اجر ہے اور جب وہ ایک دو ٹیلوں تک چلتا ہے تو اس کے ہر ہر قدم کے بدلے مالک کے لیے اجر ہے، اگر سامنے نہر آ جائے اور وہ اس سے پانی پی لے تو وہ جو پانی پیتا ہے، اس کے ہر ہر قطرے کے عوض مالک کو ثواب ملتا ہے۔'' یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس کی لید اور پیشاب کا بھی ذکر کیا۔ (صحیح مسلم: ۹۸۷، واللفظ لاحمد)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا لِمَوْعُوْدِهِ كَانَ شِبَعُهُ وَرِيُّهُ وَبَوْلُهُ وَرَوْثُهُ حَسَنَاتٌ فِي مِيْزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ...... ''جس نے اللہ تعالی پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرتے ہوئے اس کی راہ میں ایک گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کا سیر ہونا، سیراب ہونا، پیشاب اور لید، یہ سب چیزیں روزِ قیامت اس کے ترازو میں نیکیاں ہوں گی۔'' (صحیح بخاری: ۲۸۵۳)

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْخَيْلُ فِي نَوَاصِيهَا الْخَيْرُ مَعْقُودٌ أَبَدًا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ رَبَطَهَا عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَأَنْفَقَ عَلَيْهَا احْتِسَابًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَإِنَّ شِبَعَهَا وَجُوعَهَا وَرِيَّهَا وَظَمَأَهَا وَأَرْوَاثَهَا وَأَبْوَالَهَا فَلَاحٌ فِي مَوَازِينِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ رَبَطَهَا رِيَاءً وَسُمْعَةً وَفَرَحًا وَمَرَحًا فَإِنَّ شِبَعَهَا وَجُوعَهَا وَرِيَّهَا وَظَمَأَهَا وَأَرْوَاثَهَا وَأَبْوَالَهَا خُسْرَانٌ فِي مَوَازِينِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ...... ''گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ قیامت کے دن تک، یعنی ہمیشہ کے لیے خیر وابستہ کر دی گئی ہے، جس شخص نے اللہ تعالی کی راہ کے لیے تیاری کرتے ہوئے گھوڑا باندھا اور اسی کے راستے کی خاطر ثواب کی نیت سے اس پر خرچ کیا تو اس گھوڑے کا سیر ہونا، بھوکا ہونا، سیراب ہونا، پیاسا ہونا اور اس کا پیشاب، یہ سب چیزیں قیامت کے دن اس کے ترازو میں کامیابی کا باعث ہوں گی، لیکن جس نے گھوڑے کو ریا کاری، شہرت اور اتراہٹ کے لیے پالا تو اس کا سیر ہونا، بھوکا رہنا، سیراب ہونا، پیاسا ہونا اور اس کی لید اور پیشاب، یہ سب چیزیں قیامت کے دن اس کے ترازو میں خسارے کا باعث بنیں گی۔'' (مسند احمد: ۲۷۵۷۴)

بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الدِّرْعِ
زرہ پہننے کا بیان

(۱۰۶۰)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ...... عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ۔

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کے دن نبی کریم ﷺ نے دو زرہیں زیبِ تن کی ہوئی تھیں۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابن ماجه: ۲۸۰۶

فوائد: ...... بچاؤ کے لیے جو طریقہ زیادہ مناسب ہو، وہ اختیار کیا جائے، اس سے توکل علی اللہ متاثر نہیں ہوتا۔

(۱۰۶۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا حَجَّاجٌ ، قَالَ: ثنا حَمَّادٌ ، قَالَ: ثنا أَبُو الزُّبَيْرِ ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّهُ لَيْسَ لِنَبِيٍّ إِذَا لَبِسَ لَامَتَهُ أَنْ يَضَعَهَا حَتَّى يُقَاتِلَ))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نبی کے لیے یہ روا نہیں کہ جب وہ ہتھیاروں سے مسلح ہو جائے تو دشمن سے قتال کیے بغیر انہیں اتار دے۔''

تخریج: صحیح لغیره ...... أخرجه احمد: ۱٤۷۸۷، والدارمی: ۲۱۵۹، وابن ابی شیبة: ۱۱/ ٦۸

فوائد: ...... مسند احمد کی مفصل روایت یوں ہے:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک محفوظ اور مضبوط قلعہ کے اندر ہوں اور میں نے ایک ذبح شدہ گائے دیکھی، میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مضبوط اور محفوظ قلعہ سے مراد مدینہ منورہ ہے، اور اللہ کی قسم! گائے کا دیکھنا بھی بہتر ہے۔'' سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر ہم مدینہ میں ٹھہر کر حملہ آور دشمن سے قتال کریں تو اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! دشمن ہم پر ہمارے شہر میں اس وقت بھی نہیں آیا تھا جب ہم کافر تھے، اب جب کہ ہم اسلام میں داخل ہو چکے ہیں، وہ ہمارے اوپر ہمارے شہر میں کیونکر آ سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چلو ٹھیک ہے، جیسے چاہو کرلو۔'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہتھیار اپنے جسم پر سجا لیے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر انصاریوں نے آپس میں کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے برعکس عمل کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آ کر عرض کیا کہ اللہ کے نبی! آپ اپنی رائے پر ہی عمل کریں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نبی کے لیے یہ روا نہیں کہ جب وہ ہتھیاروں سے مسلح ہو جائے تو دشمن سے قتال کیے بغیر انہیں اتار دے۔''

ذبح شدہ گائے سے مراد غزوۂ احد میں ہونے والی ستر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادت ہے۔

بَابُ تَأْدِيبِ الرَّجُلِ فَرَسَهُ وَفَضِيلَةِ الرَّمْيِ

گھوڑے کو سدھارنے اور تیر اندازی کی فضیلت کا بیان

(۱۰٦۲)۔ أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الْبَيْرُوتِيُّ ، أَنَّ أَبَاهُ ، أَخْبَرَهُ قَالَ: ثنا ابْنُ جَابِرٍ ......

قَالَ: ثني أَبُو سَلَّامٍ قَالَ: ثني خَالِدٌ هُوَ ابْنُ يَزِيدَ قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا رَامِيًا ، فَكَانَ عُقْبَةُ الْجُهَنِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَدْعُونِي ، فَيَقُولُ: اخْرُجْ بِنَا يَا خَالِدُ نَرْمِي ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ

خالد بن یزید سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں ایک تیر انداز آدمی تھا، سیدنا عقبہ جہنی رضی اللہ عنہ مجھے بلاتے اور کہتے: خالد! آ جاؤ، تیر اندازی کرتے ہیں، ایک دن مجھے تاخیر ہو گئی، انھوں نے کہا: ادھر آؤ، میں تمھیں وہ چیز بیان کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يَـوْمٍ أَبْـطَأْتُ عَنْهُ ، فَقَالَ: تَعَالَ أُخْبِرُكَ مَا حَدَّثَنِي بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَقُولُ لَكَ مَا قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰـهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ الثَّلَاثَةَ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ ، وَالْمُمِدَّ بِهِ ، وَالرَّامِيَ بِهِ)) وَقَالَ: ((ارْمُوا وَارْكَبُوا وَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا ، وَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ يَلْهُو بِهِ الرَّجُلُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمْيَةَ الرَّجُلِ بِقَوْسِهِ ، وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ ، وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَأَتَهُ ، فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ ، وَمَنْ نَسِيَ الرَّمْيَ بَعْدَمَا عُلِّمَهُ فَقَدْ كَفَرَ الَّذِي عُلِّمَهُ))

نے مجھے بیان کی اور تجھے وہ بات کہوں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمائی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ''اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین افراد کو جنت میں داخل کرے گا: (۱) اس کو بنانے والا، جو خیر کے ارادے سے اس کو بناتا ہے، (۲) اس کو آگے مجاہد کو پکڑانے والا اور (۳) اس کو پھینکنے والا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیر اندازی بھی کرو اور گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی مشق بھی کرو، لیکن مجھے سواری کی بہ نسبت تیر اندازی زیادہ پسند ہے اور جس جس چیز کے ساتھ بندہ کھیلتا ہے وہ سب باطل اور بے مقصد ہیں، ما سوائے ان امور کے: آدمی کا اپنی کمان سے تیر اندازی کرنا، اپنے گھوڑے کی تربیت کرنا اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا، یہ امور حق ہیں اور جس نے تیر اندازی کا فن حاصل کرنے کے بعد اس کو بھلا دیا، اس نے اس چیز کا کفر کیا جس کی اس کو تعلیم دی گئی تھی۔''

تخريج: حديث حسن بمجموع طرقه وشواهده ...... أخرجه أبوداود: ٢٥١٣، والترمذي باثر الحديث: ١٦٣٧، وابن ماجه: ٢٨١٤، والنسائي: ٦/٢٨، وأخرج القطعة الاخيرة مسلم: ١٩١٩ بلفظ: مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ، ثُمَّ تَرَكَهُ، فَلَيْسَ مِنَّا أَوْ قَدْ عَصَى

فوائد:...... حدیث میں مذکور اعمال کی اباحت اور فضیلت ثابت ہو رہی ہے، لہٰذا اگر کسی تفریح کا پروگرام ہو تو ان ہی تفریحات میں سے کسی کو ترجیح دی جائے تاکہ آدمی جسمانی قوت اور تفریح کے ساتھ ساتھ عند اللہ اجر و ثواب کا بھی مستحق ٹھہرے، صحابۂ کرام عید کے دن جنگی ہتھیاروں کے ذریعے کھیلا کرتے تھے۔

حدیثِ مبارکہ کے پہلے حصے کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص کا نیکی میں ذرا برابر بھی حصہ ہو گا، اسے اپنے اپنے حصے کے مطابق اجر و ثواب ضرور ملے گا، کوئی شخص اجر سے محروم نہیں رہے گا۔

تیر اندازی کا فن ایک نعمت ہے، جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو عطا کرتا ہے، لیکن جب کوئی آدمی اس نعمت کو حاصل کرنے بعد اس کو بھول جاتا ہے تو وہ اتنی بڑی نعمت کی ناشکری اور ناقدری کرتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الشِّعَارِ فِي الْحَرْبِ
لڑائی میں شعار کو اختیار کرنے کا بیان

(۱۰۶۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ، قَالَ: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي صُفْرَةَ......

عَنْ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنْ بَيَّتَكُمُ الْعَدُوُّ، فَإِنَّ شِعَارَكُمْ حٰمٓ لَا يُنْصَرُونَ))

مہلب بن ابوصفرہ اس صحابی سے بیان کرتے ہیں، جس نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اگر دشمن تم پر اچانک حملہ کر دے تو تمہارا شعار یہ ہونا چاہیے: حٰمٓ لَا يُنْصَرُونَ۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۲۵۹۷، والترمذی: ۱۶۸۲

فوائد: ......شعار وہ علامت ہے، جس کے ذریعے شبہ پڑ جانے کی صورت میں مجاہد دورانِ جنگ اپنے لشکر کے افراد کو پہچان سکتا ہے۔

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نے جس رات سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوازن پر حملہ کیا تھا، اس دن ہمارا شعار ''أَمِتْ أَمِتْ'' (تو مار دے، تو مار دے) تھا، رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر بنایا تھا اور میں نے اس دن اپنے ہاتھوں سے سات افراد کو قتل کیا تھا۔ (ابو داود: ۲۵۹۶، ابن ماجه: ۲۸۴۰)

''أَمِتْ أَمِتْ'' کے الفاظ شعار ہیں، اگر ان کا مخاطب اللہ تعالیٰ ہو تو یہ دشمنوں کے حق میں بد دعا ہوں گے اور اگر ان کا مخاطب مجاہد ہو تو ان سے لڑنے کی مزید رغبت پیدا ہو گی۔ حالات کے مطابق شعار کے الفاظ تبدیل کیے جا سکتے ہیں۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ إِدْخَالِ الْمَصَاحِفِ أَرْضَ الْعَدُوِّ
قرآن مجید کے مصاحف کو دشمن کے علاقے میں لے جانے کی کراہت کا بیان

(۱۰۶۴)۔ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ خَشْيَةَ أَنْ يَنَالَهُ الْعَدُوُّ۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرما دیا کہ قرآن کو لے کر دشمن کے علاقے کی طرف سفر کیا جائے، کیونکہ یہ خدشہ ہے کہ یہ دشمن کے ہتھے نہ چڑھ جائے گا۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۲۹۹۰، ومسلم: ۱۸۶۹

فوائد: ...... اس امر پر تو علمائے امت کا اتفاق ہے کہ غیر مسلموں کی طرف ایسا خط لکھا جا سکتا ہے، جو ایک یا چند آیتوں

پر مشتمل ہو، اس کی دلیل آپ ﷺ کا ہرقل کو لکھا ہوا خط ہے۔

اس حدیث میں دیئے گئے حکم کی علت یہ ہے کہ غیر مسلم قرآن مجید کی بے حرمتی کریں گے۔

امام نوویؒ نے کہا: اگر حدیث میں بیان کی گئی وجہ کے بارے میں اطمینان ہو، جیسے لشکرِ اسلام غالب ہو کر غیر مسلموں کے ملک میں داخل ہو رہا ہو، تو قرآن مجید لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، امام ابوحنیفہؒ اور امام بخاریؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

اب تو امتِ مسلمہ ایسے ایسے مسائل میں گھر چکی ہے کہ اسلام کے کئی احکام پر عمل کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے، قرآن مجید کو دشمنوں کے علاقے میں لے جانا تو درکنار، اب تو بہت سارے مسلمانوں کی ترجیح ہی یہی ہے کہ وہ امریکہ، انگلینڈ، فرانس، اٹلی اور کینیڈا جیسی ترقی یافتہ کفر گاہوں میں رہیں، پھر یہ لوگ ان ممالک کے تمام مفاسد سے متاثر ہوتے ہیں، فرانس میں رہنے والے ایک دوست نے بتایا کہ اُس علاقے میں یہ روٹین بن چکی ہے کہ مسلمان مسجد بنانے کے لیے سود پر رقم ادھار لیتے ہیں، لیکن بے حس ہو جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ اپنی زندگی کو عافیت و استراحت والا سمجھنے لگتے ہیں، وہاں سکونت اختیار کرنے کا ایک لازمہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ قرآن مجید بھی وہاں لے جاتے ہیں۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الْقِتَالِ

لڑائی کے وقت دعا کرنے کا بیان

(١٠٦٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، أنا مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ، قَالَ: أَبِي أَبُو حَازِمِ بْنُ دِينَارٍ......

قَالَ: أَبِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثِنْتَانِ لَا يُرَدَّانِ، أَوْ قَالَ مَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ، وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِينَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا))

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں، ایک اذان کے وقت اور دوسری لڑائی کے وقت جب بعض بعض کو قتل کر رہا ہوتا ہے۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ٢٥٤٠

فوائد: ...... یہ دونوں اوقات اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، اذان کے کلمات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فرض کی تکمیل کے لیے دعوت ہیں اور جہاد کا معاملہ واضح ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّفِّ لِلْقِتَالِ وَالتَّرَحُّلِ

لڑائی اور نقل و حرکت کے وقت صف بندی کرنے کا بیان

(١٠٦٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا النُّفَيْلِيُّ، قَالَ: ثنا زُهَيْرٌ، قَالَ: ثنا أَبُو إِسْحَاقَ،

قَالَ:......

سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ)) ثُمَّ صَفَّ أَصْحَابَهُ۔

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اترے، مدد طلب کی اور فرمایا: ''میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں ہے، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔'' پھر اپنے صحابہ کی صفیں بنائیں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٩٣٠، ومسلم: ١٧٧٦

فوائد: ...... یہ غزوۂ حنین کا واقعہ ہے۔

بَابُ إِقَامَةِ الْإِمَامِ بِعَرْصَةِ الْعَدُوِّ وَبَعْدَ الْقَهْرِ

غلبہ حاصل کرنے کے بعد دشمنوں کے علاقے میں کھلے میدان میں امام کا قیام کرنا

(١٠٦٧)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَلَبَ قَوْمًا أَحَبَّ أَنْ يُقِيمَ بِعَرْصَتِهِمْ ثَلَاثًا۔

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی قوم پر فتح پاتے تو پسند کرتے کہ ان کے کھلے میدان میں تین دن قیام کریں۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٣٠٦٥، ومسلم: ٢٨٧٥

فوائد: ...... ''عَرْصَه'' اس کھلی جگہ کو کہتے ہیں، جہاں کوئی عمارت وغیرہ نہ ہو۔
ایسے مقام پر تین دن ٹھہرنے کی حکمت یہ ہے کہ غلبے کا اظہار ہو جائے، اس علاقے سے متعلقہ احکام نافذ کر دیے جائیں، دشمن کے حوصلے پست ہو جائیں اور مغلوب قوم کو یہ موقع مل جائے کہ وہ فاتحین کو قریب سے دیکھ سکیں۔

بَابُ الْمَالِ يُصِيبُهُ الْعَدُوُّ ثُمَّ يَقَعُ بِيَدِ الْمُسْلِمِينَ

وہ مال جو دشمنوں کے ہتھے لگ جائے اور پھر مسلمانوں کو مل جائے

(١٠٦٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْوَرَّاقُ، قَالَ: ثنا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: ذَهَبَتْ فَرَسٌ لِابْنِ عُمَرَ فَأَخَذَهَا الْعَدُوُّ، فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ، فَرُدَّ عَلَيْهِ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ابن عمر کا ایک گھوڑا دوڑ گیا اور دشمنوں نے اس کو پکڑ لیا، پھر جب مسلمان ان پر غالب آئے تو وہ گھوڑا مجھے لوٹا دیا گیا، یہ عہد نبوی کی بات ہے، پھر میرا ایک غلام بھاگ گیا اور روم کے علاقے میں چلا

وَأَبَقَ عَبْدٌ لَهُ فَلَحِقَ بِأَرْضِ الرُّومِ فَظَهَرَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُونَ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

گیا، پھر جب مسلمانوں نے ان پر غلبہ پا لیا تو نبی کریم ﷺ کے بعد سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ غلام مجھے لوٹا دیا۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه البخاری: ۳۰۶۹ دون ذکر اباق عبد

فوائد: ......معلوم ہوا کہ جب کفار مسلمان کا مال لے اڑیں اور پھر اس کا مالک اپنا مال مالِ غنیمت میں پا لے تو وہی اس کا مستحق ہوگا۔

بَابُ كَرَاهِيَةِ السَّيْرِ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ قَبْلَ انْقِضَاءِ مُدَّةِ الْعَهْدِ

مدتِ معاہدہ پوری ہونے سے پہلے دشمنوں کے علاقوں کی طرف چل پڑنے کی کراہت کا بیان

(۱۰۶۹)۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمَخْرَمِيُّ قَالَ: ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي الْفَيْضِ......

عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّومِ عَهْدٌ قَالَ: فَكَانَ يَسِيرُ حَتَّى يَكُونَ قَرِيبًا مِنْ أَرْضِهِمْ فَإِذَا انْقَضَتِ الْمُدَّةُ غَزَاهُمْ قَالَ: فَجَائَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فَجَعَلَ يَقُولُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرَ، اللّٰهُ أَكْبَرُ وَفَاءٌ لَا غَدْرَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَشُدَّ عُقْدَةً وَلَا يَحِلَّهَا حَتَّى يَنْقَضِيَ أَمَدُهَا، أَوْ يَنْبِذَ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ)) قَالَ: فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِالْجُيُوشِ۔

سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور رومیوں کے مابین معاہدہ تھا، سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی حدود کے قریب چل رہے تھے تاکہ جب عہد کی مدت ختم ہو تو ان پر حملہ کر دیا جائے، لیکن عمرو بن عبسہ نامی ایک آدمی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اور اس نے کہا: اللہ اکبر، عہد پورا کیجیے، عہد شکنی مت کیجیے، اللہ اکبر، عہد پورا کیجیے، عہد شکنی مت کیجیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مسلمانوں اور کسی قوم کے مابین کوئی عہد ہو تو وہ نہ اس کو مضبوط کرے اور نہ عہد شکنی کرے، یہاں تک کہ مدت ختم ہو جائے یا (ان سے دھوکے کے ڈر کی وجہ سے) انھیں معاہدہ توڑنے کی خبر دے (تاکہ مدمقابل بھی عہد توڑنے میں) اس کے برابر ہو جائے۔'' جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ لشکروں سمیت لوٹ گئے۔

تخریج: حدیث صحیح بشاهده ...... أخرجه أبوداود: ۲۷۵۹، والترمذی: ۱۵۸۰

فوائد: ...... مذکورہ واقعے میں عہد و پیمان کی مدت تو پوری ہو چکی تھی، دراصل بات یہ ہے کہ جب رومیوں سے معاہدہ طے ہوا تھا، اس وقت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ معمول کے مطابق اپنے ملک میں تھے۔ جب اس معاہدے کی مدت ختم ہو گئی تو اس وقت بھی ان کو اپنے ملک میں ہی ہونا چاہیے تھا، نہ کہ وہ معاہدے کی مدت میں روم کے قریب پہنچ جائیں اور

جونہی مدت ختم ہو تو ان پر فوراً چڑھائی کر دیں۔ ماحصل یہ ہے کہ جب معاہدے کی مدت ختم ہو تو دونوں فریق عام حالات کے مطابق اپنے اپنے ممالک میں ہوں، پھر نئی پالیسی پر عمل کیا جائے۔ (ماخوذ از تحفة الاحوذی)

بَابُ تَحْرِيمِ دِمَاءِ الْمُعَاهِدِينَ

ذمیوں کے خون کی حرمت کا بیان

(۱۰۷۰)۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَ: ثنا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ هَارُونَ، قَالَ: أنا عُيَيْنَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ أَنْ يَجِدَ رِيحَهَا۔))

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی حق کے بغیر ذمی کو قتل کر دیا، اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو اس طرح حرام کر دے گا کہ وہ اس کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا۔''

تخریج: اسناده صحيح ...... أخرجه ابوداود: ۲۷۶۰، والنسائي: ۸/ ۲٤

فوائد: ......ذمی اس شخص کو کہتے ہیں جس سے معاہدہ کر کے اس کے جان و مال، عزت و آبرو اور مذہب کی حفاظت کا ذمہ لیا گیا ہو۔

بَابُ بَدْءِ إِحْلَالِ الْغَنَائِمِ

غنیمتوں کے حلال ہونے کی ابتداء کا بیان

(۱۰۷۱)۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: أنا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِقَوْمٍ سُودِ الرُّئُوسِ قَبْلَكُمْ كَانَتْ تَنْزِلُ نَارٌ مِنَ السَّمَاءِ فَتَأْكُلُهَا۔)) قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ أَسْرَعَ النَّاسُ فِي الْغَنَائِمِ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [الأنفال: ٦٨]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلے کالے سروں والی قوم یعنی بنو آدم کے لیے غنیمتیں حلال نہیں تھیں، بلکہ ان کے ہاں یوں ہوتا تھا کہ آگ آسمان سے نازل ہوتی تھی اور غنائم کو کھا جاتی تھی۔'' جب بدر والے دن لوگوں نے غنیمتیں حاصل کرنے میں جلدی کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی: ﴿لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ، فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا﴾...... ''اگر پہلے ہی سے اللہ کی طرف سے بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے، اس بارے میں تمہیں کوئی بڑی سزا ہوتی، چنانچہ جو کچھ حلال اور پاکیزہ

غنیمت تم نے حاصل کی ہے، خوب کھاؤ پیو۔‘‘

تخریج: صحیح ...... أخرجه الترمذی: ۳۰۸۵

فوائد: ...... مالِ غنیمت کا حلال ہونا نبی کریم ﷺ کا خاصہ ہے، آپ سے پہلے کسی امت کے لیے یہ مال حلال نہیں تھا، جو ان کے لیے بڑی آزمائش تھی۔ چونکہ صحابہ کو مالِ غنیمت کے حلال ہونے کا علم ابھی تک نہیں تھا، اس لیے حصولِ غنائم کے لیے ان کا جلدی کرنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند لگا۔

بَابُ إِبَاحَةِ أُطْعِمَةِ الْعَدُوِّ مِنْ غَيْرِ قَسْمٍ
تقسیم سے قبل دشمنوں کے ماکولات کی اباحت کا بیان

(۱۰۷۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، قَالَ: ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ: أنا الشَّيْبَانِيُّ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْمُجَالِدِ، قَالَ: بَعَثَنِي أَهْلُ الْمَسْجِدِ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى فَسَأَلْتُهُ عَنْ طَعَامِ خَيْبَرَ أَخَمَّسَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: لَا، كَانَ أَيْسَرَ مِنْ ذَلِكَ، كَانَ أَحَدُنَا يَأْخُذُ مِنْهُ حَاجَتَهُ۔

محمد بن ابو مجالد سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: اہل مسجد نے مجھے سیدنا عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، تاکہ میں ان سے خیبر کے ماکولات کے بارے میں سوال کرسکوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے خمس لیا تھا، تو انھوں نے کہا: جی نہیں، بلکہ کھانوں کے بارے میں معاملہ اس سے آسان تھا اور وہ یہ کہ ہم میں سے ہر کوئی اپنی حاجت کے مطابق لے لیتا تھا۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۲۷۰۴

فوائد: ... اس روایت کا مصداق کھانے پینے کی عام چیزیں ہیں کہ مجاہدین غنیمت کی تقسیم سے قبل ضرورت کے مطابق ایسی چیزیں لے سکتے ہیں۔ درج ذیل حدیث کا تعلق خاص اور قیمتی چیزوں سے ہے۔

سماک بن حرب سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي لَيْثٍ قَالَ: أَسَرَنِي فَارِسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَكُنْتُ مَعَهُمْ فَأَصَابُوْا غَنَمًا، فَانْتَهَبُوْهَا فَطَبَخُوْهَا، قَالَ: فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ النُّهْبَى أَوِ النُّهْبَةَ لَا تَصْلُحُ فَأَكْفِئُوْا الْقُدُوْرَ)) ...... بنولیث کے ایک آدمی نے مجھے کہا: صحابہ کرام کے گھوڑ سواروں نے مجھے قید کرلیا، میں ان کے ساتھ تھا، انھوں نے بکریاں دیکھ کر لوٹ مار کی اوران کو پکانا شروع کردیا، لیکن (جب رسول اللہ ﷺ پہنچے تو) آپ نے فرمایا: ’’لوٹ مار درست نہیں ہے، لہٰذا ہانڈیوں کو انڈیل دو۔‘‘ (ابن ماجه: ۳۹۳۸، واللفظ لاحمد)

یہ بکریاں مجاہدین کا حق تھیں، لیکن لوٹ مار کی صورت میں تقسیم حق کے مطابق نہیں ہوتی، طاقت وقوت کے مطابق ہوتی ہے۔ جو جتنا قوی ہوگا، وہ اس قدر زیادہ لوٹ مار کرے گا، اس طرح بعض کے حصوں میں کمی آجائے گی اور بعض

کے حصوں میں زیادتی، جبکہ شرکت کرنے والے مجاہدین کے حصے مقرر ہیں کہ سوار کو اتنا ملے گا اور پیادہ کو اتنا، سو آپ ﷺ نے ہانڈیوں کو انڈیل دینے کا حکم دے دیا۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي رَدِّ السَّرَايَا عَلَى أَهْلِ الْعَسْكَرِ

چھوٹے لشکروں کو بڑے لشکر والوں پر لوٹانے کا بیان

(۱۰۷۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: ثني هُشَيْمٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ، وَيَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ، يَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ وَمُتَسَرِّيهِمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ، لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام مسلمانوں کے خون برابر ہیں، ادنیٰ مسلمان بھی ان کی ضمانت دے سکے گا، دور والا مسلمان بھی ان پر پناہ دے سکے گا، تمام مسلمان غیر مسلموں پر ایک ہاتھ ہیں، طاقتور مسلمان کمزور مسلمان پر اور چلنے والا مسلمان بیٹھنے والے پر غنیمت لوٹائے گا اور مومن کو کافر کے قصاص میں اور ذمی کو اس کے معاہدے کے دوران میں قتل نہیں کیا جائے گا۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۲۷۵۱، وابن ماجه: ۲۶۵۹

فوائد: ...... جو مسلمان جہاد میں شرکت کریں گے، ان میں سے کوئی طاقتور ہوگا، کوئی کمزور اور کوئی لڑ رہا ہوگا، کوئی ستا رہا ہوگا، لیکن اس بنا پر مالِ غنیمت کی تقسیم میں کوئی برتری نہیں ہوگی۔

بَابُ تَنْفِيلِ السَّرِيَّةِ تَخْرُجُ مِنَ الْعَسْكَرِ مِنَ الْخُمُسِ

بڑے لشکر سے جانے والے چھوٹے لشکر کو خمس سے زائد غنیمت دینے کا بیان

(۱۰۷۴)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الْحِمْصِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أنا شُعَيْبٌ، قَالَ: أنا نَافِعٌ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَبَعَثَ مِنْ ذَلِكَ الْبَعْثِ سَرِيَّةً، وَفِيهَا ابْنُ عُمَرَ، فَحَدَّثَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ سِهَامَ الْبَعْثِ بَلَغَتِ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا،

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک جہادی لشکر بھیجا، اس لشکر میں سے ایک سریّہ روانہ ہوا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اس سریّے میں تھے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کہ (جب سارا مالِ غنیمت جمع کیا گیا تو) لشکر میں سے ہر فرد کے حصے میں بارہ بارہ اونٹ آئے،

فَنَفَّلَ أَصْحَابُ السَّرِيَّةِ الَّتِي فِيهَا ابْنُ عُمَرَ سِوَى ذَلِكَ بَعِيرًا بَعِيرًا ، فَكَانَ لِأَصْحَابِ السَّرِيَّةِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ ، وَلِأَصْحَابِ الْبَعْثِ اثْنَيْ عَشَرَ اثْنَيْ عَشَرَ۔

البتہ سریّے والے مجاہدین کو ان کے علاوہ مزید ایک ایک اونٹ دیا گیا، اس لیے اصحابِ سریّہ کے تیرہ تیرہ اونٹ ہو گئے اور اصحابِ لشکر کے بارہ بارہ۔

تخريج: أخرجه البخاري: ٤٣٣٨، ومسلم: ١٧٤٩

فوائد: ......اس مسئلہ کی مزید وضاحت اگلے سے اگلے باب ''خمس کے بعد چھوٹے لشکروں کو زائد مال دینا، اصل حصہ دینے کے بعد'' میں آئے گی، سریّہ والوں نے زائد جہاد کیا، لیکن اِس جہاد میں حاصل ہونے والا مالِ غنیمت صرف اِن ہی کو نہیں ملے گا، بلکہ سارا مالِ غنیمت جمع کیا جائے گا اور اِن کو کچھ حصہ زائد دیا جائے گا۔

(١٠٧٥)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ ، قَالَ: ثنا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ......

قَالَ: ثنا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: ثنا أَبِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَيْرُ فِرْسَانِهَا الْيَوْمَ أَبُو قَتَادَةَ ، وَخَيْرُ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ)) ثُمَّ أَعْطَانِي سَهْمَيْنِ: سَهْمُ الْفَارِسِ وَالرَّاجِلِ جَمِيعًا۔

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج ہمارے بہترین گھوڑ سوار ابو قتادہ ہیں اور بہترین پیادہ سلمہ ہیں۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (سلمہ) کو دو حصے دیئے: گھوڑ سوار کا حصہ بھی اور پیادہ کا بھی۔

تخريج: أخرجه مسلم: ١٨٠٧

فوائد: ...... یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب عبدالرحمٰن فزاری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مویشیوں پر ڈاکہ مارا تھا۔

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ پیدل تھے، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیادہ اور گھوڑ سوار دونوں کا حصہ دیا، یہ ان کی زیادہ مشقت کرنے کی وجہ سے دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑ سوار کو اس کے خاص حصے کے علاوہ گھوڑے کی وجہ سے مزید دو حصے دیئے، یعنی پیدل مجاہد کو ایک حصہ ملتا ہے تو گھوڑ سوار کو تین۔

ان دو حصوں کی وجہ یہ ہے کہ گھوڑے کا خرچ زیادہ ہے اور گھوڑ سوار پیدل کی بہ نسبت کئی گنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔

بَابُ نَفْلِ الْقَاتِلِ سَلَبَ الْمَقْتُولِ

قاتل کو مقتول کا سلب زائد طور پر دینا

(١٠٧٦)۔ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، قَالَ: ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ ، قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يُحَدِّثُ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ......

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ، قَالَ: فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: فَاسْتَدَرْتُ لَهُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ، فَضَرَبْتُهُ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ، وَأَقْبَلَ عَلَيَّ وَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي، فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللّٰهِ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا، وَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ۔)) قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ۔)) قَالَ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ الثَّالِثَةَ، فَقُمْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا لَكَ؟ يَا أَبَا قَتَادَةَ!)) قَالَ: فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، وَسَلَبُ ذٰلِكَ الْقَتِيلِ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنْ حَقِّهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَاهَا اللّٰهِ، إِذًا لَا يَعْمِدُ

مولائے ابو قتادہ سیدنا ابو محمد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو مسلمانوں نے لوٹ لوٹ کر حملے کیے، میں نے دیکھا کہ ایک مشرک ایک مسلمان پر چڑھ دوڑا، چنانچہ میں گھوم کر اس کے پیچھے سے آ گیا اور اس کے کندھے کے پٹھے پر ضرب لگائی اور وہ میری طرف متوجہ ہوا اور مجھے پکڑ کر خوب دبایا۔ میں نے اس سے موت کی بو محسوس کی اور پھر موت نے اس کو پا لیا اور اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ملا اور کہا: لوگوں کا کیا بنا ہے؟ انھوں نے کہا: اللہ کا حکم غالب آ گیا ہے (مسلمان فتحیاب ہو گئے ہیں)، پھر لوگ لوٹ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور فرمایا: ''جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس دعویٰ کی دلیل موجود ہو تو اس کا سلب اس کو ملے گا۔'' سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں کھڑا ہوا اور کہا: میرے حق میں کون گواہی دے گا (کہ میں نے فلاں کافر کو قتل کیا ہے)؟ میں پھر بیٹھ گیا، اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: ''جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس دعویٰ کی دلیل موجود ہو تو اس کا سلب اس کو ملے گا۔'' چنانچہ میں پھر کھڑا ہوا اور کہا: میرے حق میں گواہی کون دے گا؟ میں پھر بیٹھ گیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار ارشاد فرمایا تو میں پھر کھڑا ہو گیا، بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''ابو قتادہ! تیرا کیا معاملہ ہے؟'' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ بیان کیا اور ایک آدمی نے شہادت دیتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ سچ کہہ رہے ہیں اور اس کے مقتول کا سلب میرے پاس ہے، برائے مہربانی آپ خود اس کو راضی کر دیں، یہ سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: اللہ کی قسم! ایسے نہیں ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے شیروں میں سے

إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((صَدَقَ أَعْطِهِ إِيَّاهُ)) فَأَعْطَانِي، قَالَ: فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلَمَةَ، فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ۔ قَالَ: وَالْمَخْرِفُ: النَّخْلُ۔

ایک شیر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قتال کرے اور آپ ﷺ اس کا سلب تجھے دے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سچ کہہ رہے ہیں، تو اس کے مقتول کا سلب اس پر لوٹا دے۔'' سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے مجھے وہ سامان دے دیا، میں نے اس زرہ کو بیچ کر اس کی قیمت سے بنوسلمہ میں ایک باغ خریدا، یہ پہلا مال تھا جس کا میں اسلام میں مالک بنا تھا۔ باغ سے مراد کھجوریں ہیں۔

تخريج: أخرجه البخاري: ۲۱۰۰، ۳۱٤۲، ومسلم: ۱۷۵۱

فوائد: ...... اس باب میں سلب کا بیان ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ مقتول کافر سے چھینا ہوا مال صرف قاتل مسلمان کا حق ہوگا اور اس حق میں سے خُمس بھی نہیں لیا جائے گا، لیکن ایسی صورت میں مجاہد سے دلیل کا مطالبہ کیا جائے گا کہ واقعی اس نے قتل کیا ہے۔

(۱۰۷۷)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو الْمُغِيرَةِ، قَالَ: ثنا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: ثنی عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُخَمِّسِ السَّلَبَ۔

سیدنا عوف بن مالک اشجعی اور سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سلب سے خمس نہیں لیا۔

تخريج: أخرجه مسلم: ۱۷۵۳

فوائد: ......مقتول کافر کا سلب صرف اس کے قاتل مسلمان کا حق ہے، آپ ﷺ نے اس سے اپنا حق بھی وصول نہیں کیا۔

بَابُ نَفْلِ السَّرَايَا بَعْدَ الْخُمُسِ بَعْدَ مَا أَصَابُوا

خمس کے بعد چھوٹے لشکروں کو اصل حصہ دینے کے بعد زائد مال دینا

(۱۰۷۸)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو الْغَزِّيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو مُسْهِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جَارِيَةَ......

عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَفَلَ الرُّبُعَ بَعْدَ

سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خمس کے بعد چوتھا حصہ بطورِ زائد دیا۔

الْخُمُسِ۔

تخریج: اسناده صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۲۷۴۹، وابن ماجه: ۲۸۵۳

(۱۰۷۹)۔ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ، أَنَّ أَبَاهُ، أَخْبَرَهُ قَالَ، سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: ثنا مَكْحُولٌ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جَارِيَةَ......

عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَفَلَ الرُّبُعَ فِي الْبَدْأَةِ، وَالثُّلُثَ فِي الرَّجْعَةِ۔

سیدنا حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں (یعنی جاتے وقت) چوتھا حصہ بطورِ زائد دیا اور واپسی پر تیسرا حصہ۔

تخریج: انظر الحدیث السابق

فوائد: ......ان احادیث میں مالِ غنیمت کی تقسیم کی ایک استثنائی صورت بیان کی گئی ہے، جب لشکرِ اسلام اپنے ہدف کی طرف جا رہا ہوتا اور بیچ میں سے ایک سریّہ کو الگ کر کے گرد و نواح کے کسی علاقے کی طرف بھیج دیا جاتا تو وہ جو مالِ غنیمت لے کر آتے، اس کا چوتھا حصہ ان کو زائد دیا جاتا، باقی تین حصے تمام مجاہدین میں برابر تقسیم کر دیے جاتے، اگر جہاد سے واپسی پر یہی صورت حال پیش آتی تو ایک تہائی حصہ زائد دیا جاتا، لیکن اس تیسرے یا چوتھے حصے سے پہلے خُمس نکالا جائے گا، چونکہ جہاد سے واپسی پر ایسے سریے میں جانا مشکل ہوتا ہے، اس لیے مجاہدین کی زیادہ حوصلہ افزائی کی گئی۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّغْلِيظِ عَلَى الْغَالِّ، وَفِي أَيْنَ يُوضَعُ الْخُمُسُ

خیانت کرنے والے پر سختی کا اور خُمس کے مصرف کا بیان

خُمس: اس سے مراد کل مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ ہے، "خُمُس" کے معنی پانچویں حصے کے ہیں، اس باب کے آخر میں اس حصے کے مصارف بیان کیے گئے ہیں۔

(۱۰۸۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الْأَعْلَى، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ......

قَالَ: ثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رُدُّوا رِدَائِي، رُدُّوا رِدَائِي، فَوَاللّٰهِ لَوْ كَانَ عِنْدِي عَدَدُ شَجَرِ تِهَامَةَ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ، وَمَا أَلْفَيْتُمُونِي بَخِيلًا وَلَا جَبَانًا

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری چادر مجھے لوٹا دو، میری چادر مجھے لوٹا دو، اللہ کی قسم! اگر میرے پاس تہامہ کے درختوں کی تعداد جتنے بھی اونٹ ہوئے تو میں ان کو تمہارے مابین تقسیم کر دوں گا اور تم مجھے بخیل، بزدل اور جھوٹا نہیں پاؤ گے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پہلو کی طرف گئے اور اس کی کوہان سے بالوں کا

وَلَا كَذُوبًا۔)) ثُمَّ قَامَ إِلَى جَنْبِ بَعِيرٍ فَأَخَذَ مِنْ سَنَامِهِ وَبَرَةً، فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَيْسَ لِي مِنْ فَيْئِكُمْ مِثْلَ هَذِهِ إِلَّا الْخُمُسَ وَالْخُمُسُ مَرْدُودٌ عَلَيْكُمْ فَأَدُّوا الْخَيْطَ وَالْمَخِيطَ، فَإِنَّ الْغُلُولَ يَكُونُ عَلَى صَاحِبِهِ عَارًا وَنَارًا وَشَنَارًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِكُبَّةٍ مِنْ خُيُوطِ شَعَرٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَخَذْتُ هَذِهِ لِأُخِيطَ بِهَا بَرْدَعَةَ بَعِيرٍ لِي دَبِرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّا مَا كَانَ لِي فَهُوَ لَكَ)) قَالَ: أَمَّا إِذَا بَلَغَتْ هَذَا فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ۔

ایک گچھا پکڑ کر فرمایا: ''لوگو! تمہارے مالِ غنیمت میں سے اتنا مال بھی میرا حق نہیں ہے، ماسوائے خُمس کے اور وہ بھی تم پر لوٹا دیا جائے گا، لہٰذا دھاگہ اور سوئی سب کچھ ادا کر دو (اور خیانت سے بچو)، کیونکہ خیانت قیامت کے دن خائن کے لیے عار وشنار اور عیب و رسوائی کا باعث ہو گی۔'' چنانچہ ایک انصاری آدمی بالوں کے دھاگے کی ایک ریل لے آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میرا اونٹ زخمی ہو گیا ہے، اس کا ایک کپڑا مرمت کرنا تھا، اس لیے میں نے یہ ایک ریل لی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں جو حصہ میرا بنتا ہے، وہ تو لے سکتا ہے۔'' اس نے کہا: اگر معاملہ اس قدر سنگین ہے تو پھر مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

تخريج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ٢٦٩٤، والنسائی: ٦/٢٦٢

فوائد: ......''وہ خُمس بھی تم پر لوٹا دیا جائے گا۔'' آپ ﷺ اپنی حیاتِ مبارکہ میں خُمس کا زیادہ حصہ مسلمانوں کی مصلحتوں پر خرچ کر دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے بعد راجح مسلک کے مطابق اس کو بیت المال میں جمع کیا جائے گا، اس اعتبار سے گویا خُمس بھی عام مسلمانوں میں ہی تقسیم کیا جا رہا ہے، مکمل وضاحت اگلی حدیث کے فوائد میں ملاحظہ ہو۔

(١٠٨١)۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، قَالَ: ثنا أَبُو خَالِدٍ هُوَ الْأَحْمَرُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ أَبِي عَمْرَةَ، مَوْلَى لَهُمْ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، ح وَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: أنا يَحْيَى، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا عَمْرَةَ مَوْلَى زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ......

أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَكَرَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ تُوُفِّيَ بِخَيْبَرَ، وَأَنَّهُمْ ذَكَرُوهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ۔)) فَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُ النَّاسِ،

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مسلمان آدمی خیبر کے دن فوت ہو گیا، جب صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا تا کہ آپ ﷺ اس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں تو آپ نے فرمایا: ''تم خود اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ ادا کر لو۔'' یہ بات سن کر لوگوں کے چہرے فق ہو گئے، جب آپ ﷺ نے ان کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا:

فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بِهِمْ قَالَ: ((إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.)) قَالَ: فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ وَجَدْنَا خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُودَ، وَاللهِ مَا تُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ.

''تمہارے ساتھی نے راہِ خدا میں خیانت کی ہے۔'' جب ہم نے اس کا سامان کھولا تو یہودی کے موتیوں میں سے ایک موتی اس کے پاس پایا، وہ دو درہم کی قیمت کا تھا۔

تخريج: اسناده محتمل للتحسين ...... أخرجه أبوداود: ۲۷۱۰، والنسائي: ٤/٦٤، وابن ماجه: ۲۸٤۸

فوائد: ......اس باب میں ''خُمُس'' کا ذکر ہے، ارشادِ باری تعالی ہے: ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ ...... ''تم جان لو کہ جو بھی غنیمت تم حاصل کرو، اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالی، اس کے رسول، قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔'' (سورۂ انفال: ۴۱)

نبی کریم ﷺ اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی مرضی کے مطابق خُمس تقسیم کرتے تھے، آپ کے بعد اس کی تقسیم کے بارے میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

''قرابت داروں'' سے مراد کون لوگ ہیں؟ مشہور بات تو یہ ہے کہ اس سے رسول اللہ ﷺ کے رشتے دار مراد ہیں، جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ امام شافعی اور اکثر اہل علم کے نزدیک قرابت داروں سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ حاکم وقت کے رشتہ دار مراد ہیں، چونکہ رسول اللہ ﷺ اپنے دور میں حاکم بھی تھے، اس لحاظ سے آپ ﷺ کے رشتہ دار مَصرَف تھے، یہ نہیں کہ اب بھی آل رسول خُمس کا مصرف ہیں، یہی قول معقول ہے، مگر کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ آلِ رسول کے لیے زکوۃ حرام ہے، خواہ وہ غریب ہی ہوں، اس لیے زکاۃ کے عوض ان کا حصہ خمس میں رکھ دیا گیا، لیکن اس صورت میں آل رسول کے وہ افراد خُمس کے مستحق ہوں گے جو زکوۃ کے مستحق نظر آتے ہوں، نہ کہ عام اہل بیت، معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہی موقف تھا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس حصے کو دوسرے مصارف میں خرچ کرنے کو جائز سمجھا ہو اور اس چیز کا بھی امکان ہے کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے قرابت دار محتاج نہیں رہے تو انھوں نے مصلحت کا خیال رکھتے ہوئے تقسیم میں کچھ تبدیلی کر دی، جبکہ صحابۂ کرام کی یہ رائے بھی تھی کہ نبی کریم ﷺ کے خاص حصے اور آپ کے قرابت داروں کے حصے کو جہاد کے لیے گھوڑے اور دوسرا جنگی ساز و سامان خریدنے میں خرچ کیا جائے۔

امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ خُمس کی تقسیم کا معاملہ کلی طور پر حاکم کی رائے پر موقوف ہے، جیسے وہ مناسب سمجھے ویسے اس کا استعمال کرے۔ مذکورہ بالا آیت میں جن مصارف کا ذکر کیا گیا ہے، وہ بحیثیتِ تغلیب و تنبیہ ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اہل بیت کا خیال تھا کہ ان کا بیت المال میں خصوصی حق ہے، بعض کے نزدیک

پورا خمس اور بعض کے نزدیک خمس کا خمس، جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ اہل بیت کے فقیر اور حاجت مند لوگ زکاۃ کی بجائے بیت المال سے ضرورت کے مطابق لے سکتے ہیں، اہل بیت کا کوئی مستقل حصہ مقرر نہیں ہے، البتہ حاکم عام شہریوں کی طرح اہل بیت کو بھی عطیات دے سکتا ہے، بلکہ ان کو زیادہ بھی دے سکتا ہے، کیونکہ ان کی شان بلند ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صدقة النبی صلی اللہ علیہ وسلم والی زمین عارضی طور پر سیدنا عباس اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی زیر نگرانی دے دی تھی کہ وہ اس کی آمدن سے اپنی اور دیگر اہل بیت کی ضروریات پوری کریں، باقی آمدن بیت المال کی ہوگی اور زمین بھی حکومت ہی کی رہے گی۔

اس باب کا خلاصہ یہ ہوا کہ امام مالک کا قول راجح ہے، البتہ محتاج اہل بیت کو اس حق میں برتری حاصل ہونی چاہیے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيقِ مَتَاعِ الْغَالِّ وَعُقُوبَتِهِ

خائن کے سامان کو جلا دینے اور اس کو سزا دینے کا بیان

(١٠٨٢)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ الْقَطَّانُ، قَالَ: ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: ثنا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ضَرَبُوا الْغَالَّ بِالسَّوْطِ وَحَرَّقُوا مَتَاعَهُ، وَمَنَعُوهُ سَهْمَهُ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما نے خائن کو کوڑے سے مارا، اس کا سامان جلایا اور اس کا حصہ روک لیا۔

تخریج: ضعيف ...... أخرجه ابوداود: ٢٧١٥ ...... زهير بن محمد اذا روى عنه الشاميون فحديثه ضعيف، والراوى عنه الوليد بن مسلم شامى

فوائد: ......اس باب میں کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں ہے۔ دراصل یہ معاملہ امیر المجاہدین کی صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ غنیمت میں خیانت کرنے والے کو جسمانی سزا دے، یا اس کو اس کے مال سے محروم کر دے، یا کوئی اور سزا تجویز کرے، لیکن سامان جلانے سے گریز کرے، کیونکہ اس کی تائید میں کوئی روایت منقول نہیں ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ قَسْمِ الْغَنَائِمِ بِقُرْبِ الْعَدُوِّ

دشمن کے قریب ہی غنیمتوں کو تقسیم کرنے میں جلدی کرنے کا بیان

(١٠٨٣)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ الْغَنَائِمَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ مقام پر غنیمتیں تقسیم کر رہے تھے، اتنے میں ایک آدمی اٹھا اور اس نے

بِالْجِعْرَانَةِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: اعْدِلْ فَإِنَّكَ لَمْ تَعْدِلْ، فَقَالَ: ((وَيْحَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟)) قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ: ((دَعْهُ فَإِنَّ هٰذَا مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ، أَوْ فِي أَصْحَابٍ لَهُ يَقْرَءُ ونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ))

کہا: انصاف کریں، آپ انصاف نہیں کر رہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ہلاک ہو جائے، اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون انصاف کرے گا؟'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اجازت دیجیے، میں اس منافق کا سر قلم کر دوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''رہنے دو، یہ آدمی اور اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے، جو قرآن مجید کی تلاوت تو کریں گے، لیکن وہ ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا، یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۳۱۳۸، ومسلم: ۱۰۶۳

فوائد: ...... یہ غزوۂ حنین کا واقعہ ہے، اس غزوے میں بالآخر مشرکوں کو شکست ہوئی تو وہ تین گروہوں میں بٹ گئے۔ سب سے بڑا گروہ طائف کی جانب بھاگا، دوسرے گروہ نے نخلہ کا رخ کیا اور تیسرے گروہ نے اوطاس میں مورچہ بندی کی۔ لشکر اسلام نے مختلف گروہوں میں بٹ کر بالترتیب اوطاس، نخلہ اور طائف جا کر مشرکوں کی سرکوبی کی اور سارا مال غنیمت جعرانہ مقام پر جمع کیا۔ آپ ﷺ طائف سے واپس آ کر دس دن سے زیادہ جعرانہ ٹھہرے رہے اور مال غنیمت تقسیم نہ فرمایا۔ آپ ﷺ کو ہوازن کے توبہ تائب ہو جانے کی امید تھی، لیکن جب کوئی نہ آیا تو آپ ﷺ نے اموالِ غنیمت تقسیم کر دیئے۔

ترجمۃ الباب میں جلدی والی جو بات کی گئی ہے، وہ اس حدیث سے تو ثابت نہیں ہوتی، معلوم ایسے ہوتا ہے کہ اس چیز کا انحصار حکمران اور امیر پر ہے کہ مالِ غنیمت جلدی تقسیم کیا جائے یا بدیر، یا اسی علاقے میں تقسیم کیا جائے یا کسی اور مقام پر۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث کے آخری حصے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ الفاظ کی حد تک قرآن مجید کی تلاوت تو کریں گے، لیکن نہ وہ اس کو سمجھیں گے، نہ اس کی روح کو پا سکیں گے اور نہ اس پر عمل کریں گے۔

بَابُ سَهْمِ الْفَارِسِ وَالرَّاجِلِ
گھوڑ سوار اور پیادہ کے حصے کا بیان

(۱۰۸۴)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، قَالَ: ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ، قَالَ: ثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْهَمَ لِلرَّجُلِ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آدمی اور اس کے گھوڑے کے لیے تین حصے مقرر کیے، ایک

وَلِفَرَسِهِ ثَلَاثَةَ أَسْهُمٍ: سَهْمًا لَهُ، وَسَهْمَيْنِ لِفَرَسِهِ۔

حصہ آدمی کا اور دو گھوڑے کے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٨٦٣، ٤٢٢٨، ومسلم: ١٧٦٢

فوائد: ......حافظ ابن حجر نے کہا: نبی کریم ﷺ نے گھڑ سوار کو اس کے خاص حصے کے علاوہ گھوڑے کی وجہ سے دو مزید حصے دیئے۔ ان دو حصوں کی وجہ یہ ہے کہ گھوڑے کا خرچ زیادہ ہے اور گھڑ سوار پیدل سے کئی گنا زیادہ مفید ہوتا ہے۔

بَابُ الرَّضْخِ لِلْمَرْأَةِ وَالْمَمْلُوكِ يَحْضُرُونَ الْقِتَالَ

قتال میں حاضر ہونے والی عورت اور غلام کو کچھ نہ کچھ دے دینے کا بیان

(١٠٨٥)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَنِي أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ أَنَّ نَجْدَةَ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَكَتَبَ إِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي هَلْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُو بِالنِّسَاءِ، وَقَدْ كَانَ يَغْزُو بِهِنَّ، فَيُدَاوِينَ الْمَرْضَى، وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيمَةِ، وَأَمَّا سَهْمٌ، فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِسَهْمٍ۔

یزید بن ہرمز سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نجدہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف ایک سوال لکھا، انھوں نے جواباً یہ تحریر بھیجی: تم نے میری طرف یہ سوال لکھ کر بھیجا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ عورتیں جہاد کیا کرتی تھیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ عورتیں آپ ﷺ کے ساتھ اس طرح شریک ہوتی تھیں کہ وہ مریضوں کا علاج کرتی تھیں اور ان کو غنیمت سے کچھ مقدار دی جاتی تھی، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے حصہ مقرر نہیں کیا تھا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ١٨١٢

(١٠٨٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الصَّائِغُ، قَالَ: ثنا عَفَّانُ، قَالَ: ثنا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، قَالَ: ثنى قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ......

عَنْ يَزِيدَ بْنِ هُرْمُزَ، قَالَ: كَتَبَ نَجْدَةُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَسْأَلُهُ عَنْ أَشْيَاءَ، قَالَ فَشَهِدْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ حِينَ قَرَأَ كِتَابَهُ، وَحِينَ كَتَبَ إِلَيْهِ قَالَ: وَسَأَلْتَ عَنِ الْمَرْأَةِ وَالْعَبْدِ هَلْ كَانَ لَهُمَا سَهْمٌ مَعْلُومٌ

یزید بن ہرمز سے مروی ہے: وہ کہتے ہیں: نجدہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف خط لکھا اور ان سے کچھ امور کے بارے میں دریافت کیا، جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا خط پڑھا اور اس کا جواب لکھا تو میں ان کے پاس موجود تھا، انھوں نے لکھا: تو نے سوال کیا ہے کہ جب عورت اور غلام لڑائی میں

إِذَا حَضَـرُوا الْبَأْسَ ، فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ لَهُمَا سَهْـمٌ مَعْلُـومٌ إِلَّا أَنْ يُحْذَيَا مِنْ غَنَائِمِ الْقَوْمِ۔

شریک ہوتے تھے تو کیا ان کو مقررہ حصہ دیا جاتا تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے لیے مقررہ حصہ نہیں تھا، البتہ لوگوں کی غنیمتوں میں سے کچھ نہ کچھ ان کو دے دیا جاتا تھا۔

تخريج: انظر الحديث السابق

(١٠٨٧)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ ، قَالَ: ثنا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ......

عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أَبِي اللَّحْمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اسْهِمْ لِي ، قَالَ: فَأَعْطَانِي سَيْفًا ، قَالَ: ((تَقَلَّدْ هٰذَا)) وَأَعْطَانِي مِنْ خُرْثِيِّ الْمَتَاعِ۔

مولائے آبی اللحم سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں خیبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا، جبکہ میں غلام تھا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے لیے بھی حصہ مقرر کریں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک تلوار دی اور فرمایا: ''یہ لٹکا لو۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مالِ غنیمت میں سے کچھ سامان دیا۔

تخريج: اسناده صحيح على شرط مسلم ...... أخرجه أبوداود: ٢٧٣٠، والترمذى: ١٥٥٧، وابن ماجه: ٢٨٥٥

فوائد: ......عورتوں، غلاموں اور دیگر خدمت گاروں کے لیے غنیمت میں باقاعدہ حصہ نہیں ہے، مگر ان کی خدمت کی مناسبت سے معقول انعام واکرام دیا جائے گا۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْغَنِيمَةَ لِمَنْ شَهِدَ الْوَقِيعَةَ

اس بات پر دلیل کہ غنیمت اس کو دی جائے گی جو جنگ میں شریک ہوگا

(١٠٨٨)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ ، قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ: مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيِّ ، أَنَّ عَنْبَسَةَ بْنَ سَعِيدٍ ، أَخْبَرَهُ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَانَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ عَلَى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ قِبَلَ نَجْدٍ ، فَقَدِمَ أَبَانُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ أَنْ فَتَحَهَا ، وَأَنَّ حُزُمَ خَيْلِهِمْ لَلِيفٌ ، فَقَالَ

عنبسہ بن سعید کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابان بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے نجد کی طرف ایک سریّہ کا امیر بنا کر بھیجا۔ یہ ابان اور ان کے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خیبر میں اس وقت پہنچے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کو فتح کر چکے تھے، ابان کے ساتھیوں کے گھوڑوں کے تنگ (زین کسنے کے چوڑے تسمے یا لگام) کھجور کی چھال کے تھے۔

أَبَانُ: اقْسِمْ لِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ: لَا تَقْسِمْ لَهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ أَبَانُ: أَنْتَ بِهَا يَا وَبْرُ تَحَدَّرَ مِنْ رَأْسِ ضَأْنٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِجْلِسْ يَا أَبَانُ)) وَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ رُوِيَ أَنَّهُ أَعْطَى مِنْ خَيْبَرَ جَعْفَرًا وَأَصْحَابَهُ۔

سیدنا ابان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! تقسیم میں ہمیں بھی شریک فرمایئے، لیکن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انہیں مت دیجئے، یہ سن کر سیدنا ابان رضی اللہ عنہ نے کہا: او بلے نما جانور! تم یہ کہہ رہے ہو اور (کہاں سے) ہمارے پاس ضان (پہاڑ) کی چوٹی سے اتر آئے ہو۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابان! بیٹھ جاؤ۔'' پھر آپ نے ان کو مالِ غنیمت میں سے کچھ نہ دیا۔ لیکن یہ روایت بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے خیبر کی غنیمت سے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھوں کو حصہ دیا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٢٨٢٧، ٤٢٣٧

فوائد: ......سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کا واقعہ اگلی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

جو لوگ معرکے میں کسی طرح شریک نہ ہوں، ان کا غنیمت میں باقاعدہ حصہ نہیں ہوتا، البتہ امام ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کو کچھ نہ کچھ دے سکتا ہے، جیسا کہ اگلی حدیث اور اس کے فوائد سے پتہ چل رہا ہے۔

سیدنا ابان رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس طرح جواب دینا اور آپ ﷺ کا اس پر خاموش رہنا، دراصل آپ ﷺ بعض اوقات اپنے صحابہ کی ایسی جذباتی باتیں برداشت کر لیتے تھے جو عارضی غصے کی وجہ سے کہی جاتی تھیں اور جن کا اثر جلد ہی ختم ہو جاتا تھا۔

(١٠٨٩)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْقِيرَاطِيُّ، قَالَ: أنا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: تَوَافَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَأَسْهَمَ لَنَا، أَوْ قَالَ: فَأَعْطَانَا مِنْهَا، وَمَا قَسَمَ لِأَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ، إِلَّا أَصْحَابَ سَفِينَتِنَا مَعَ جَعْفَرٍ وَأَصْحَابِهِ، قَسَمَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم نبیٔ کریم ﷺ کے پاس اس وقت پہنچے جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے، چنانچہ آپ ﷺ نے ہمارے لیے مالِ غنیمت تقسیم کیا اور ہمارے علاوہ فتح خیبر میں شریک نہ ہونے والے کسی آدمی کو مالِ غنیمت نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے صرف سیدنا جعفر اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ اصحابِ سفینہ کو مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۴۲۳۰، و مسلم: ۲۵۰۲

فوائد: ......اہلِ سفینہ سے مراد سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ والے وہ لوگ تھے، جو حبشہ میں تھے۔

لیکن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی کہتے ہیں کہ ان کو بھی اہل خیبر کے حصوں میں شریک کیا گیا۔

حافظ ابن حجر نے کہا: سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ کی حدیث کا پس منظر یہ ہوگا کہ آپ ﷺ نے غنیمت حاصل کرنے والے مجاہدین سے رضامندی لیے بغیر اصحاب سفینہ کو مال غنیمت میں شریک کیا اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو حصہ دینے کے لیے مسلمانوں سے اجازت لی ہوگی۔ واللہ اعلم۔ (تلخیص از فتح الباری: ۷/ ۴۸۹)

بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الْفِدَاءِ مِنَ الْأُسَارَى

قیدیوں سے فدیہ لینے کا بیان

(۱۰۹۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا النُّفَيْلِيُّ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: ثنی يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: لَمَّا بَعَثَ أَهْلُ مَكَّةَ فِي فِدَاءِ أَسْرَاهُمْ، بَعَثَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فِدَاءِ أَبِي الْعَاصِ، وَبَعَثَتْ فِيهِ بِقِلَادَةٍ لَهَا كَانَتْ خَدِيجَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَدْخَلَتْهَا بِهَا عَلَى أَبِي الْعَاصِ حِينَ بَنَى بِهَا، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقَّ لَهَا رِقَّةً شَدِيدَةً وَقَالَ: ((إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا، وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا فَافْعَلُوا)) قَالُوا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، فَأَطْلَقُوهُ وَرَدُّوا عَلَيْهَا الَّذِي لَهَا۔

زوجۂ رسول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لیے مال وغیرہ بھیجا تو سیدہ زینب بنتِ رسول رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند ابو العاص بن ربیع کے فدیے میں اپنے ایک ہار کی صورت میں مال بھیجا۔ یہ ہار دراصل سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ابو العاص کے ساتھ رخصتی ہوئی تھی تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کو دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ ہار دیکھا تو آپ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو میری بیٹی کے قیدی کو ایسے ہی آزاد کر دو اور اس کا ہار اس کو واپس کر دو۔'' صحابہ کرام نے کہا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! چنانچہ انھوں نے ابو العاص کو رہا کر دیا اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کا ہار واپس کر دیا۔

تخریج: اسناده حسن ...... أخرجه ابو داود: ۲۶۹۲

فوائد: ...... آپ ﷺ کے سب سے بڑے صاحبزادے سیدنا قاسم رضی اللہ عنہ تھے، ان کے بعد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی تھیں، ان کی شادی ان کے خالہ زاد سیدنا ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی، سیدنا ابو العاص کو وہ ہار تو واپس کر دیا

گیا، لیکن اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی راہ چھوڑ دیں۔ ابو العاص نے ایسے ہی کیا اور مکہ جا کر ان کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ مدینہ ہجرت کر آئیں۔ بعد میں سیدنا ابو العاص رضی اللہ عنہ بھی مسلمان ہو گئے 'ور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نکاح کے ساتھ ہی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان کو لوٹا دیں، پھر ۸ ھ میں سیدہ انتقال کر گئی تھیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فدیہ لینے کی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کرنے کی رائے دی تا کہ کفر کی قوت و شوکت ٹوٹ جائے، کیونکہ یہ کافروں کے سرغنے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لینے کو ترجیح دی۔ یہ فدیہ چار ہزار سے تین ہزار اور کم از کم ایک ہزار درہم تک تھا، جو قیدی لکھنا پڑھنا جانتے تھے، ان کا فدیہ یہ قرار دیا گیا کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو پڑھنا سکھا دیں، بعض قیدیوں پر احسان کیا گیا اور انھیں فدیے کے بغیر رہا کر دیا گیا۔

اس فیصلے کے بعد یہ آیات نازل ہوئیں، ان سے پتہ چلا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے زیادہ بہتر تھی:

﴿مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔﴾...... ''کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے۔ تم لوگ دنیا کے فائدے چاہتے ہو، حالانکہ اللہ کے پیش نظر آخرت ہے، اور اللہ غالب اور حکیم ہے، اگر اللہ کی طرف سے لکھی ہوئی بات نہ ہوتی، جو پہلے طے ہو چکی تھی، تو تمھیں اس کی وجہ سے جو تم نے لیا بہت بڑا عذاب پہنچتا۔'' (سورۂ انفال: ۶۷، ۶۸)

بَابُ إِطْلَاقِ الْأُسَارَى بِغَيْرِ فِدَاءٍ
بغیر فدیے کے قیدیوں کو چھوڑ دینا

(۱۰۹۱)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ كَانَ مُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ أَبُو جُبَيْرٍ حَيًّا يُكَلِّمُنِي فِي هَؤُلَاءِ الْأَنْتَانِ يَعْنِي أُسَارَى بَدْرٍ لَأَطْلَقْتُهُمْ لَهُ)) قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر ابو جبیر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور ان بدر کے بدبودار قیدیوں کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا تو میں اس کی خاطر ان کو آزاد کر دیتا۔''

تخریج: أخرجه البخاري: ۳۱۳۹، ۴۰۲۴

فوائد: ...... جب نبی کریم ﷺ طائف سے واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مطعم بن عدی نے آپ ﷺ کو اس طرح پناہ دی تھی کہ اس نے اپنے چار بیٹوں کو حکم دیا، وہ اسلحہ سے لیس ہو کر کعبہ کے کونوں کے پاس کھڑے ہو گئے، یہ منظر دیکھ کر قریشیوں نے کہا: اے مطعم! تو ایسا آدمی ہے کہ تیری پناہ کو نہیں توڑا جا سکتا۔ یہ اس شخص کا آپ ﷺ پر احسان تھا، اس کے بدلے میں آپ نے اس کی سفارش قبول کرنے کا ارادہ کیا۔

آپ ﷺ لوگوں کا احسان کس قدر یاد رکھنے والے اور پھر اس کا بدلہ چکانے والے تھے، یہ آپ ﷺ کے حسین اخلاق کی اعلیٰ مثالیں ہیں۔

آپ ﷺ کی اس خواہش سے معلوم ہوا کہ بغیر فدیے کے قیدیوں کو آزاد کیا جا سکتا ہے۔

بَابُ قَسْمِ أَرْضِ الْعَنْوَةِ

قہراً فتح کی جانے والی زمین کو تقسیم کرنے کا بیان

(۱۰۹۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثنا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ......

قَالَ: قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا، كَمَا قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو جو بستی فتح ہوتی، میں اس کو تقسیم کر دیتا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۳۱۲۵

فوائد: ......مفتوحہ زمین کا حکم یہی ہے کہ وہ مجاہدین ہی کا حق ہے، الا یہ کہ امام کسی بڑی مصلحت کی وجہ سے اس کو تقسیم نہ کرے، اگر وہ زمین کی تقسیم میں بہتری سمجھے تو اسے تقسیم کر دے، اگر مسلمانوں کی جماعت کے لیے وقف میں مصلحت سمجھے تو اسے وقف کر دے اور اگر بعض کو چھوڑ کر بعض کو تقسیم کرنا چاہے تو یہ بھی درست ہے، کیونکہ یہ تینوں قسمیں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں:

(۱)......آپ ﷺ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کی زمین تقسیم کر دی۔

(۲)......مکہ مکرمہ کی زمین تقسیم نہیں کی۔

(۳)......خیبر کی کچھ زمین تقسیم کر دی اور کچھ تمام مسلمانوں کے لیے وقف کر دی۔

بَابُ عِتْقِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ عَبِيدِ الْمُشْرِكِينَ

مشرکوں کے غلاموں میں سے مشرف باسلام ہونے والوں کی آزادی کا بیان

(۱۰۹۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ،

قَالَ: ثنا ابْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ رِبْعِيٍّ......

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عُبْدَانٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ الصُّلْحِ، فَأَسْلَمُوا، فَبَعَثَ إِلَيْهِ مَوَالِيهِمْ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ: وَاللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ مَا خَرَجُوا إِلَيْكَ رَغْبَةً فِي دِينِكَ، وَلَكِنَّهُمْ إِنَّمَا خَرَجُوا هَرَبًا مِنَ الرِّقِّ، فَقَالَ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَدَقُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَرُدَّهُمْ إِلَيْهِمْ، فَغَضِبَ ثُمَّ قَالَ: ((مَا أَرَاكُمْ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! تَنْتَهُونَ حَتَّى يَبْعَثَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلَى هَذَا الدِّينِ.)) فَأَبَى أَنْ يَرُدَّهُمْ وَقَالَ: ((هُمْ عُتَقَاءُ اللّٰهِ))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ والے دن صلح سے قبل اہل مکہ کے کچھ غلام بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر مشرف باسلام ہو گئے، لیکن ان کے مکہ والے مالکوں نے آپ ﷺ کی طرف یہ پیغام بھیجا: اللہ کی قسم! اے محمد! یہ لوگ آپ کے دین کی رغبت ہونے کی وجہ سے نہیں، بلکہ غلامی سے جان چھڑانے کے لیے بھاگ آئے ہیں۔ کچھ صحابہ کرام نے بھی (اُن کی تصدیق کرتے ہوئے) کہہ دیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ سچ کہہ رہے ہیں، اِن کو اُن کی طرف لوٹا دیں، لیکن آپ ﷺ غضبناک ہو گئے اور فرمایا: ''اے قریشیو! میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس وقت تک باز نہیں آؤ گے جب تک اللہ تعالیٰ تم پر کسی ایسے شخص کو نہ بھیج دے، جو تمہاری اس ہٹ دھری پر تمہاری گردنیں مارے۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے اُن غلاموں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ لوگ ہیں۔''

تخریج: حسن لغيره ...... أخرجه ابوداود: ۲۷۰۰، والترمذی: ۳۷۱۵

فوائد: ...... جب ایک آدمی دار الکفر سے نکل بھاگا تو وہ اپنے طور پر آزاد ہو گیا، پھر اسلام قبول کر لیا تو اب وہ آزاد ہے، اس کا اسلام قبول ہے۔ اس کو کافروں کے پاس واپس کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا يَجِبُ عَلَى الْأَئِمَّةِ مِنَ الْعَدْلِ

ائمہ پر عدل وانصاف کے واجب ہونے کا بیان

(۱۰۹۴)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْوَرَّاقُ، قَالَ: ثنا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، أَلَا وَإِنَّ الرَّجُلَ رَاعٍ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک محافظ اور ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا، امیر جو لوگوں کا محافظ ہے، اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا، مرد اپنے گھر والوں کا محافظ ہے، اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا،

عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ، أَلا وَإِنَّ الْمَرْأَةَ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ، أَلا وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ، أَلا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.))

عورت اپنے شوہر کے گھر پر محافظ ہے، اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، خبردار! غلام اپنے مالک کے مال پر محافظ ہے، اس سے اس مال کے بارے میں پوچھا جائے گا، خبردار! تم میں سے ہر کوئی محافظ ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

تخریج: أخرجه البخاری: ۷۱۳۸، ومسلم: ۱۸۲۹

فوائد: ...... ہر فرد اپنے دائرۂ اختیار میں ان سب کا محافظ و ذمہ دار ہے، لہٰذا کوئی بھی اپنے دینی و دنیاوی فرائض ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔ یہی احساس ذمہ داری ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کی بنیاد ہے۔ اگر ہم ان ذمہ داریوں کا عملی طور پر ادراک کر لیتے تو اپنے حکمرانوں کے بارے میں شکوہ کناں نہ رہتے۔ اس زمانے میں ظلم یہ ہے کہ ہر ایک اپنی ذمہ داریوں سے غافل ہو کر دوسرے پر شکوہ کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

بَابُ مَا يَجِبُ فِي تَعْقِيبِ الْجُيُوشِ

لشکروں کو ایک دوسرے کے بعد باری باری بھیجے جانے کا بیان

(۱۰۹۵)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ثنا أَبِي، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبِ الْأَنْصَارِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ جَيْشًا مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا: يَا عُمَرُ إِنَّكَ غَفَلْتَ عَنَّا وَأَغْفَلْتَنَا وَتَرَكْتَ فِينَا الَّذِي أَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِعْقَابِ الْجُيُوشِ بَعْضِ الْغَزِيَّةِ بَعْضًا. وَذَكَرَ بَاقِيَ الْحَدِيثِ.

عبداللہ بن کعب بیان کرتے ہیں کہ انصاری اصحاب رسول کے ایک لشکر نے کہا: اے عمر! آپ ہم سے غافل رہے ہیں اور ہمیں غافل کر دیا اور ہمارے حق میں رسول اللہ ﷺ کے اس حکم کو ترک کر دیا ہے کہ مجاہدین ایک دوسرے کے بعد باری باری بھیجے جائیں گے۔ پھر باقی حدیث ذکر کی۔

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۲۹۶۰

فوائد: ......سنن ابوداود کی مکمل روایت یوں ہے:

عبداللہ بن کعب انصاری سے روایت ہے کہ انصاریوں کا ایک لشکر اپنے امیر کی معیت میں ایران کے علاقے میں گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہر سال لشکروں کو باری باری بھیجا کرتے تھے۔ ایک بار سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دیگر مصروفیات کی وجہ سے ان سے مشغول ہو گئے اور بھول گئے۔ جب مقررہ وقت گزر گیا تو اس جانب کی سرحدوں والے مجاہدین واپس چلے آئے،

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا اور دھمکی بھی دی، حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تھے، انھوں نے کہا: عمر! آپ ہم سے غافل رہے ہیں اور ہمارے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو حکم فرمایا تھا وہ اپ نے چھوڑ دیا ہے کہ مجاہدین ایک دوسرے کے بعد باری باری بھیجے جائیں گے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيْعَةِ

بیعت کا بیان

(۱۰۹۶)۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، وَابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَا: ثنا سُفْيَانُ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ أَحَدَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: ((فِيمَا اسْتَطَعْتَ))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہم سے سمع و اطاعت پر بیعت لیتے تھے اور پھر یہ فرماتے تھے کہ ''جتنی تم کو استطاعت ہے، اس کے مطابق۔''

تخریج: أخرجه البخاری: ۷۲۰۲، و مسلم: ۱۸۶۷

فوائد: ...... یہ آپ ﷺ کی شفقت اور ہمدردی تھی کہ آپ سمع و اطاعت کے لیے دل و جان سے تیار صحابہ کو بھی یہ لقمہ دیتے تھے کہ طاقت اور قوت کے مطابق سمع و اطاعت کا پابند رہنا۔ یہ بیعت کا اصول ہے کہ لوگوں سے نیک اعمال سرانجام دینے اور برے اعمال سے اجتناب کرنے کی بیعت لی جائے۔

آج کل مخصوص شخصیات کو بیعت کے لیے خاص کر لیا گیا ہے اور جہاں اس کی بیعت کو ضروری سمجھا جاتا ہے وہاں دوسروں کو ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ ان بندگانِ خدا پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کیا جاتا ہے جو اس قسم کی بیعت سے محروم رہتے ہیں۔ یہ سب کچھ بے سر و پا اور بے حقیقت ہے۔ البتہ خلفائے اسلام کی بیعت کا سلسلہ باقی ہے۔

بَابُ ذِكْرِ مَا يُوجَفُ عَلَيْهِ وَالْخُمُسِ وَالصَّفَايَا

اس مال غنیمت کا ذکر، جس پر سواریوں کو دوڑایا گیا ہو اور خمس اور صفی کا بیان

(۱۰۹۷)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ......

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ، وَكَانَتْ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ مِمَّا لَمْ

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو نضیر کے اموال میں سے اپنے اہل کے لیے ایک سال کا خرچ رکھ لیتے تھے اور بنو نضیر کے یہ اموال وہ تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بطورِ مالِ فئی عطا فرمائے تھے، اس پر مسلمانوں نے

يُوجِفُ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ، وَمَا بَقِيَ جَعَلَهُ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔

گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے، پھر جو مال بچ جاتا تھا، آپ ﷺ اس کو گھوڑوں اور جہاد فی سبیل اللہ کے سامان میں لگا دیتے تھے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۹۰۴، ۴۸۸۵، ومسلم: ۱۷۵۷

فوائد: ...... خمس کا ذکر باب ''خیانت کرنے والے پر سختی کا اور خمس کے مصرف کا بیان'' میں ہو چکا ہے۔

اَلصَّفِيُّ (منتخب و چیدہ حصہ): وہ خصوصی حصہ جو امام و رئیس مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے اپنی ذات کے لیے چن لیتا ہے، مثلاً: لونڈی، غلام، اونٹ اور گھوڑا وغیرہ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: كَانَتْ صَفِيَّةُ مِنَ الصفي۔ ...... سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے منتخب حصے میں سے تھیں۔ (ابوداود: ۲۹۹۴)

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے لیے غنیمت میں سے کوئی چیز اپنے لیے خاص کر لینا درست تھا۔ کیا آج بھی امام کو یہ حق حاصل ہے؟ معلوم ایسے ہوتا ہے کہ یہ ہر حکمران کا حق ہے۔

آپ ﷺ اپنی ذات، اپنے رشتہ داروں اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے جیسے مناسب سمجھتے، مالِ فے میں تصرف کرتے تھے، اس مال کی تقسیم آپ ﷺ کی مرضی پر موقوف تھی، اس میں کسی کا کوئی مخصوص حق نہیں ہوتا۔

(۱۰۹۸)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ الطَّائِيُّ، قَالَ: ثنا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ، وَأَبُو الْيَمَانِ، وَبِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالُوا: ثنا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: ثنا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ۔)) إِنَّمَا يَأْكُلُ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ دخترِ رسول سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے مالِ فے والے حصے، فدک اور خیبر والے خمس کے بقیہ حصے سے اپنا حصہ طلب کیا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''دنیوی طور پر کوئی ہمارا وارث نہیں ہوتا، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' البتہ آل محمد اس میں سے کھا سکتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ کے اس صدقے کی جو حالت اور کیفیت رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھی، میں اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کروں گا اور میں بھی اس میں اسی طرح عمل کروں گا جیسے اللہ کے رسول ﷺ

آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ، وَإِنِّي وَاللّٰهِ! لا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا، فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذَلِكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي، وَأَمَّا الَّذِي شَجَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَمْوَالِ، فَإِنِّي لَمْ آلُ فِيهَا عَنِ الْحَقِّ، وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ۔

عمل کرتے تھے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دینے سے انکار کر دیا، اس لیے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دل میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ ناراضگی اورغصہ آ گیا، تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے اپنے رشتہ داروں کی بہ نسبت رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں کی صلہ رحمی زیادہ محبوب ہے، مگر اس مال کے سلسلے میں میرے اور آپ کے درمیان جو رنجش آ گئی ہے تو حقیقت یہی ہے کہ میں نے اس بارے میں راہِ صواب سے ذرہ بھی انحراف نہیں کیا اور میں نے اس میں رسول اللہ ﷺ کو جو عمل کرتے دیکھا ہے میں نے اسے نہیں چھوڑا بلکہ میں نے بھی اسی طرح کیا ہے۔

تخریج: أخرجه البخاری: ۴۲۴۰، ۴۲۴۱، ومسلم: ۱۷۵۹

فوائد: ...... نبی کریم ﷺ کی آل کی کفالت کی جائے گی، لیکن آپ ﷺ کے ترکے کا کوئی حصہ ان کو بطورِ میراث نہیں دیا جائے گا۔

(۱۰۹۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَحْمَسِيُّ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَا: ثنا وَكِيعٌ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ......

عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، قَالَ: كُنَّا بِهَذَا الْمِرْبَدِ بِالْبَصْرَةِ، قَالَ: فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ مَعَهُ قِطْعَةُ أَدِيمٍ أَوْ قِطْعَةُ جِرَابٍ، فَقَالَ: هَذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُو الْعَلَاءِ: فَأَخَذْتُهُ فَقَرَأْتُهُ عَلَى الْقَوْمِ فَإِذَا فِيهِ

یزید بن عبداللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم بصرہ کے اس باڑے میں تھے۔ ایک بدّو آیا۔ اس کے پاس چمڑے یا مشکیزے کا ایک ٹکڑا تھا، اس نے کہا: یہ خط ہے، یہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے لکھا تھا، ابوالعلاء کہتے ہیں: میں نے وہ خط پکڑا اور لوگوں کو پڑھ کر سنایا، اس کی عبارت یہ تھی: ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی

((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ، هَذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي زُهَيْرِ بْنِ أُقَيْشٍ ، إِنَّكُمْ إِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ ، وَأَدَّيْتُمُ الزَّكَاةَ ، وَأَعْطَيْتُمْ مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ ، وَسَهْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّفِيَّ ، فَأَنْتُمْ آمِنُونَ بِأَمَانِ اللّٰهِ وَأَمَانِ رَسُولِهِ۔)) قَالَ: قُلْنَا: مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((صَوْمُ شَهْرِ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يُذْهِبْنَ وَحَرَ الصَّدْرِ)) قَالَ: قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: أَتُرَوْنِي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ الْكِتَابَ فَانْصَاعَ مُدْبِرًا۔ الْحَدِيثُ لِلْأَحْمَسِيِّ وَاللَّفْظُ مُتَقَارِبٌ۔

طرف سے بنو زہیر بن اقیش کو لکھا گیا ہے، اگر تم لوگ نماز ادا کرتے رہے، زکوۃ دیتے رہے، غنیمتوں میں سے خمس، اپنے نبی کا حصہ اور منتخب حصہ دیتے رہے تو تم اللہ کی امان اور اس کے رسول کی امان کے ساتھ با امن رہو گے۔'' پھر ہم نے اس سے کہا: تو نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا، اس نے کہا: میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا؟ ''صبر والے مہینے کے روزے اور ہر ماہ میں سے تین روزے سینے کے کینے کو ختم کر دیتے ہیں۔'' میں نے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ باتیں سنی ہیں؟ اس بدو نے کہا: کیا تم میرے بارے میں یہ خیال کر رہے ہو کہ میں اللہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ بول رہا ہوں، پھر انھوں نے وہ خط پکڑا اور تیزی سے واپس چل دیے۔

تخریج: اسنادہ صحیح...... أخرجه ابوداود: ٢٩٩٩، والنسائی: ٤١٤٦

فوائد: ......صبر والے مہینے سے مراد ماہِ رمضان ہے، ہر عبادت کی برکت ہوتی ہے، روزوں کی برکت سے سینے سے کینہ ختم ہو جاتا ہے۔

بَابُ إِجْلَاءِ الْيَهُودِ
یہودیوں کو جلا وطن کرنا

(١١٠٠)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، قَالَ: أنا ابْنُ جُرَيْجٍ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ يَهُودَ بَنِي النَّضِيرِ وَقُرَيْظَةَ حَارَبُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَجْلَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنو نضیر اور بنو قریظہ کے یہود نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی، آپ ﷺ نے بنو نضیر کو مدینہ منورہ سے جلا وطن کر دیا اور بنو قریظہ کو وہیں رہنے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي النَّضِيرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ، وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ بَعْدَ ذَلِكَ، فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّنَهُمْ وَأَسْلَمُوا وَأَجْلَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ، بَنِي قَيْنُقَاعَ وَهُمْ قَوْمُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، وَيَهُودَ بَنِي حَارِثَةَ، وَكُلَّ يَهُودِيٍّ كَانَ بِالْمَدِينَةِ۔

کی اجازت دے دی اور ان پر احسان فرمایا، لیکن جب بنو قریظہ نے لڑائی کی تو آپ ﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کروا دیا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مالوں کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دیا، البتہ ان میں سے بعض رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل گئے تھے، آپ ﷺ نے انہیں امان دے دی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے سارے یہودیوں کو جلا وطن کر دیا، بنو قینقاع کو بھی، یہ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم تھی اور بنو حارثہ کے یہودیوں کو اور باقی تمام یہودی جو مدینہ میں موجود تھے، آپ ﷺ نے سب کو جلا وطن کر دیا۔

تخریج: اخرجه البخاری: ٤٠٢٨، ومسلم: ١٧٦٦

فوائد: ......مختصر قصہ یہ ہے کہ مدینہ میں آ کر نبی کریم ﷺ نے ان یہودیوں سے صلح کر لی تھی کہ نہ آپ ان سے لڑیں نہ یہ آپ سے لڑیں، لیکن ان لوگوں نے اس عہد کو توڑ دیا تھا، جس کی وجہ سے اللہ کا غضب ان پر نازل ہوا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ان پر غالب کیا اور آپ نے انہیں یہاں سے نکال دیا۔

غزوۂ بدر کے بعد بنو قینقاع کے یہودیوں نے کھل کر عداوت کا مظاہرہ کیا۔ آپ ﷺ نے شروع شروع میں ان کو نصیحت تو کی، لیکن ان کی جرأت بڑھتی چلی گئی اور انھوں نے اپنے بازار میں ہنگامہ برپا کر دیا، جس میں ایک مسلمان اور ایک یہودی مارا گیا، اب رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا، یہ نصف شوال ۲ھ ہفتے کا دن تھا۔ پندرہ دن ہی گزرے تھے کہ ان یہودیوں نے ذو القعدہ کی چاند رات کو ہتھیار ڈال دیئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو ''اذرعات شام'' کی طرف جلا وطن کر دیا، جہاں تھوڑے دنوں بعد اکثر مر گئے۔

بنو نضیر نے خبیث سازش کے ارادے سے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ ان کے ساتھ جمع ہوں، تاکہ وہ آپ ﷺ سے قرآن اور اسلام کی باتیں سنیں، مناقشہ کریں اور مطمئن ہو جائیں تو ایمان بھی لائیں چنانچہ اتفاق ہو گیا، جبکہ ان کے ان بدمعاشوں نے آپس میں طے کر رکھا تھا کہ ہر آدمی کپڑے کے اندر خنجر چھپا کر چلے اور نبی ﷺ کو غفلت کی حالت میں اچانک قتل کر دے، مگر آپ ﷺ کو عین وقت پر خبر ہو گئی اور آپ نے ان کی جلا وطنی کا فیصلہ کر لیا۔ جب ان کو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کچھ شہ دی تو یہ لڑنے کے لیے ڈٹ گئے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا، صحابہ نے بھی تکبیر کہی، مدینے کا انتظام حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو سونپا، جھنڈا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دے کر بنو نضیر کے علاقے کا رخ کیا اور وہاں پہنچ کر ان کا محاصرہ کر لیا، انھوں نے اپنے قلعوں اور گڑھیوں میں پناہ لی

اور اسلامی لشکر پر تیر اور پتھر برسائے، چونکہ کھجور کے درخت اور باغات ان کے لیے سپر کا کام دے رہے تھے، اس لیے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں کاٹ اور جلا دیا جائے، اس سے ان کے حوصلے ٹوٹ گئے اور اللہ تعالی نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، چنانچہ چھ یا پندرہ روز کے بعد انھوں نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے کہ وہ مدینہ سے جلا وطن ہو جائیں گے۔ جلا وطنی کے بعد ان کی اکثریت اور بڑے لوگوں نے خیبر میں قیام کیا اور ایک چھوٹا سا گروہ ملک شام میں جا بسا۔ سورۂ حشر میں اسی قبیلے کی جلاوطنی کا ذکر ہے۔

یہ واقعہ ربیع الاول ۴ھ میں پیش آیا۔

غزوۂ خندق (شوال و ذی قعدہ ۵ھ) کے دوران بنوقریظہ نے غداری کی اور رسول اللہ ﷺ سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا، بنونضیر کے سردار حیی بن اخطب نے بنوقریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس آکر بڑے ڈھنگ سے عہد شکنی پر آمادہ کیا اور وہ واقعی عہد توڑ کر مشرکین کے ساتھ ہو گئے، چونکہ بنوقریظہ مدینہ کے جنوب میں تھے، جبکہ مسلمانوں کا مورچہ شمال میں تھا، لہٰذا بنوقریظہ اور مسلم خواتین اور بچوں کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں تھی اور انہیں سخت خطرہ تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے مسلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ کو دو سو اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو تین سو آدمی دے کر عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لیے بھیجا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مزید چند انصار صحابہ کے ساتھ اس خبر کی تحقیق کے لیے روانہ کیا، خبر تو واقعی سچی تھی اور یہودی انتہائی خباثت پر آمادہ تھے، آپ ﷺ کو بنوقریظہ کی غداری سے بڑا رنج اور قلق ہوا۔

رسول اللہ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس آنے کے بعد ابھی ہتھیار اور کپڑے اتار کر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں غسل فرما ہی رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور بنوقریظہ کی طرف نکلنے کا حکم دیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ میں منادی کرادی کہ عصر کی نماز بنوقریظہ میں جا کر پڑھیں، اس کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ منورہ کا انتظام سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو سونپا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جنگ کا پھریرا دے کر ایک جماعت کے ساتھ آگے روانہ فرما دیا، جب بنوقریظہ نے انہیں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ پر گالیوں کی بوچھاڑ کر دی اور ہرزہ سرائی کی۔

اللہ تعالی نے بنوقریظہ کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ اپنی گڑھیوں میں قلعہ بند ہو گئے، انہیں لڑائی کی جرأت نہیں ہوئی۔ مسلمانوں نے سختی سے محاصرہ جاری رکھا۔ یہود نے جب دیکھا کہ معاملہ طول پکڑ رہا ہے تو چاہا کہ اپنے بعض مسلمان حلیفوں سے مشورہ کریں، چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ وہ ابولبابہ کو بھیج دیں، تاکہ ان سے مشورہ کرلیا جائے، وہ گئے، لیکن مسئلہ حل نہ ہوا، اُدھر طوالت محاصرہ کے ساتھ ہی بنوقریظہ کے حوصلے ٹوٹ گئے، چنانچہ پچیس روز کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا، بالآخر یہ معاملہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا گیا کہ وہ جو فیصلہ کر دیں، فریقین اس پر راضی ہوں گے، سیدنا سعد رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں زخمی ہونے کی وجہ سے مدینہ میں تھے، ان کو گدھے پر لایا گیا اور انھوں نے آکر یہ فیصلہ کیا کہ بنوقریظہ کے مردوں کو قتل کر دیا جائے، عورتوں اور

بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے اموال تقسیم کر دیے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ان کے بارے میں تم نے اللہ کی پسند کا فیصلہ کیا ہے۔''

بنو قریظہ کے ساتھ یہ سلوک ذی قعدہ ۵ھ میں کیا گیا۔

بَابُ ذِكْرِ خَيْبَرَ

خیبر کا تذکرہ

(۱۱۰۱)۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: ثنا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ أَوْ زَرْعٍ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر میں یہ معاملہ طے کیا کہ وہ پھل اور کھیتی کا نصف دیں گے۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۲۳۳۸، ۳۱۵۲، ومسلم: ۱۵۵۱

(۱۱۰۲)۔ أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَنَّ ابْنَ وَهْبٍ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: أَنِي أُسَامَةُ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ سَأَلَتْ يَهُودُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقِرَّهُمْ فِيهَا عَلَى أَنْ يَعْمَلُوا عَلَى نِصْفِ مَا خَرَجَ مِنْهَا مِنَ التَّمْرِ وَالزَّرْعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نُقِرُّكُمْ فِيهَا عَلَى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا)) وَكَانُوا فِيهَا كَذٰلِكَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَطَائِفَةٍ مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَ التَّمْرُ يُقْسَمُ عَلَى السُّهْمَانِ مِنْ نِصْفِ خَيْبَرَ، فَيَأْخُذُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُمُسَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ ان کو خیبر میں اس شرط پر ٹھہرنے دیں کہ وہ کھجوروں اور کھیتی کی نصف پیداوار کے عوض محنت کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے، ہم جب تک چاہیں گے تم کو یہاں برقرار رکھیں گے۔'' چنانچہ عہد نبوی میں، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی کچھ زمانے میں یہ لوگ خیبر ہی میں سکونت پذیر رہے۔ اس عرصے میں خیبر کی نصف کھجوریں کئی حصوں میں تقسیم کی جاتی تھیں، پھر آپ ﷺ اس میں سے خُمس لے لیا کرتے تھے۔

تخریج: انظر الحديث السابق

فوائد: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ان یہودیوں کو شام کے علاقوں تیماء اور ریحاء کی جانب جلا وطن کر

دیا تھا۔

حدیبیہ کی صلح میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ دس سال جنگ بند رہے گی، اس کی بدولت رسول اللہ ﷺ جزیرۃ العرب میں اپنے سب سے بڑے دشمن قریش سے مطمئن ہو کر مکر، غداری و بدعہدی اور گروہوں کو بھڑکانے کے لحاظ سے سب سے گندے دشمن یہود سے حساب چکانے کے لیے فارغ ہو گئے۔

چنانچہ محرم ۷ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کا انتظام سیدنا سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو سونپ کر خیبر کا قصد کیا۔ بیعتِ رضوان والے چودہ سو صحابہ آپ ﷺ کی معیت میں تھے۔ آپ ﷺ خیبر جانے والے معروف کاروائی راستے پر چل پڑے، تقریباً آدھا راستہ طے کر لینے کے بعد آپ ﷺ نے ایک دوسرا راستہ منتخب فرمایا۔ ملک شام کی جانب سے خیبر پہنچنا تھا، مقصد یہ تھا کہ اس طرح یہودیوں کے شام بھاگنے کا راستہ بند کر دیں۔

آپ ﷺ نے آخری رات خیبر میں گزاری، مگر یہود بے خبر رہے، پھر صبح فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھی اور سوار ہو کر خیبر کی آبادی کا رخ کیا۔ اُدھر یہود بے خبری میں اپنے پھاوڑے اور ٹوکریاں وغیرہ لے کر اپنی زمینوں میں نکلے، تو اچانک لشکر دیکھ کر چیختے ہوئے بھاگے کہ ''واللہ! محمد (ﷺ) لشکر سمیت آ گئے۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر، خیبر تباہ ہو گیا، جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر پڑتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہو جاتی ہے۔''

خیبر مدینہ سے ۱۷۱ کلومیٹر شمال میں ہے، اس وقت اس کی آبادی تین حصوں میں بٹی ہوئی تھی: ایک نطاۃ، دوسرے کتیبہ اور تیسرے شق۔

اس غزوے میں کل ۹۳ یہودی مارے گئے، جبکہ مسلمان شہداء کی تعداد ۱۵ یا ۱۶ یا ۱۸ رہی۔

بَابُ إِخْرَاجِ الْيَهُودِ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ

یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکالنے کا بیان

(۱۱۰۳)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا......

يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَأُخْرِجَنَّ الْيَهُودَ، وَالنَّصَارَى مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ حَتَّى لَا أَدَعَ إِلَّا مُسْلِمًا۔))

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ضرور یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا، یہاں تک کہ میں یہاں صرف مسلمانوں کو باقی چھوڑوں گا۔''

تخریج: أخرجه مسلم: ۱۷٦۷

فوائد: ...... **جزیرة العرب:** بحر ہند، بحر شام، پھر دجلہ فرات نے جتنے علاقے پر قبضہ کیا ہوا ہے یا طول کے لحاظ سے

عدن ابین کے درمیان سے لے کر اطراف شام تک کا علاقہ اور عرض کے اعتبار سے جدہ سے لے کر آبادی عراق کے اطراف تک کا علاقہ جزیرۃ العرب کہلاتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ)) ...... ''مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔'' (بخاری، مسلم)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی تعمیل کی اور اپنے دورِ خلافت میں ان کو شام کے علاقوں تیما اور اریحا کی طرف جلا وطن کر دیا۔

بَابُ الْجِزْيَةِ
جزیہ کا بیان

(١١٠٤)۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيعًا، أَوْ تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا، أَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ۔

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا تو حکم دیا کہ وہ ہر تیس گائیوں میں ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی بطورِ زکوۃ وصول کریں اور ہر غیر مسلم بالغ آدمی سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا (جو یمن میں ہوتا تھا) بطور جزیہ لیں۔

تخریج: حدیث صحیح...... أخرجه ابوداود: ٥٧٦، ٣٠٣٨، والنسائی: ٥/ ٤٢، وابن ماجه: ١٨١٨، والترمذی: ٦٢٣

فوائد: ...... **جزیہ**: جزیہ ایک متعین رقم ہے جو سالانہ ایسے غیر مسلموں سے لی جاتی ہے جو کسی اسلامی مملکت میں رہائش پذیر ہوں، اس کے بدلے میں ان کے جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کی ذمے داری اسلامی مملکت کی ہوتی ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دی جائے گی، اگر وہ یہ دعوت قبول نہ کریں تو ان سے مطالبہ کیا جائے گا کہ وہ جزیہ دے کر مسلمانوں کی ماتحتی میں رہنا قبول کر لیں، اگر وہ یہ شرط بھی تسلیم نہ کریں تو ان سے جنگ لڑی جائے گی، جزیے کی مقدار کا فیصلہ موجودہ حکمران کرے گا۔

(١١٠٥)۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُقْرِءِ، قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو......

سَمِعَ بَجَالَةَ، يَقُولُ: كُنْتُ كَاتِبًا لِجَزْءِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَمِّ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ فَأَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَةٍ: أَنِ اقْتُلُوا كُلَّ

بجالہ کہتے ہیں: میں جزء بن معاویہ کا کاتب تھا، وہ احنف بن قیس کے چچا تھے۔ ہمارے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا۔ یہ ان کی وفات سے ایک سال پہلے کی بات ہے، اس میں یہ بات

سَاحِرٍ، وَرُبَمَا قَالَ سُفْيَانُ: وَسَاحِرَةٍ، وَفَرِّقُوا بَيْنَ كُلِّ ذِي مَحْرَمٍ مِنَ الْمَجُوسِ وَانْهَوْهُمْ عَنِ الزَّمْزَمَةِ، فَقَتَلْنَا ثَلَاثَةَ سَوَاحِرَ، وَجَعَلْنَا نُفَرِّقُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ حَرِيمَتِهِ فِي كِتَابِ اللهِ، وَصَنَعَ جَزْءٌ طَعَامًا كَثِيرًا وَعَرَضَ السَّيْفَ عَلَى فَخِذِهِ وَدَعَا الْمَجُوسَ فَأَلْقَوْا وِقْرَ بَغْلٍ أَوْ بَغْلَيْنِ مِنْ وَرِقٍ فَأَكَلُوا مِنْ غَيْرِ زَمْزَمَةٍ وَلَمْ يَكُنْ عُمَرُ أَخَذَ، وَرُبَمَا قَالَ سُفْيَانُ: قَبِلَ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوسِ حَتَّى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَخَذَهَا مِنْ مَجُوسِ هَجَرَ، وَقَالَ أَبِي: قَالَ سُفْيَانُ: حَجَّ بَجَالَةُ مَعَ مُصْعَبٍ سَنَةَ سَبْعِينَ۔

تحریر کی گئی تھی کہ ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو اور مجوسیوں میں ہر محرم کے درمیان تفریق ڈال دو اور انہیں زمزمہ سے روک دو، اس حکم کے بعد ہم نے تین جادوگر قتل کئے اور کتاب اللہ کے مطابق حرام رشتوں کو جدا کر دیا، جزء نے بہت سارا کھانا تیار کروایا اور مجوسیوں کو دعوت دی اور تلوار اپنی ران پر رکھ لی۔ انہوں نے زمزمہ کے بغیر کھانا کھایا اور ایک خچر یا دو خچر کے بوجھ اٹھانے کے برابر چاندی بھی بطور جزیہ دی، مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جزیہ ان سے نہ لیا۔ کبھی سفیان راوی اس طرح بیان کرتے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ لینے کے حق میں نہ تھے، حتیٰ کہ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شہادت دی کہ نبی کریم ﷺ نے ہجر کے علاقے کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا، تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ قبول کرنا شروع کیا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ٣١٥٦، ٣١٥٧

فوائد: ...... جزیہ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾ ...... ''ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے، جو اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ شے کو حرام نہیں جانتے، نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں، ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے، یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔'' (سورۂ توبہ: ۲۹)

چونکہ اس آیت میں صرف اہل کتاب کا ذکر ہے، اس لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے مجوسیوں سے جزیہ نہ لیا، حتیٰ کہ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ شہادت دی کہ نبی کریم ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا۔

بسا اوقات جادو کبیرہ گناہ ہوتا ہے اور بسا اوقات کفر، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ ...... ''حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے تو کفر نہیں کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں نے کیا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۰۲)

جادو کی جو قسم کفر ہے، اگر جادوگر مسلمان ہو تو اس سے ارتداد لازم آتا ہے اور اس طرح وہ واجب القتل ٹھہرتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: جادوگر کو اس وقت قتل کیا جائے گا، جب وہ ایسا جادو کرے، جو کفر تک پہنچاتا ہے، ورنہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ، امام احمد اور امام مالک رحمہم اللہ کی رائے کے مطابق جادوگر کو قتل کیا جائے گا۔ امام شافعی کی رائے راجح معلوم ہوتی ہے۔

زمزمہ: یہ ایک قسم کا کلام تھا، جو مجوسی لوگ کھانا کھاتے وقت ادا کیا کرتے تھے۔ ان کے دین میں اس کے بغیر کھانا کھانا حلال نہیں ہوتا تھا، دراصل وہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتے تھے، یہ ان کی بیوقوفی اور تکلف تھا۔

(١١٠٦)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: دَخَلَ هِشَامُ بْنُ حَكِيمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى عُمَيْرٍ الْأَنْصَارِيِّ بِالشَّامِ، وَكَانَ عَامِلًا لِعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَ عِنْدَهُ قَوْمًا مِنَ الْأَنْبَاطِ مُشَمَّسِينَ، فَقَالَ: مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: حَبَسْتُهُمْ فِي الْجِزْيَةِ، فَقَالَ هِشَامٌ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ الَّذِي يُعَذِّبُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا يُعَذِّبُهُ اللّٰهُ فِي الْآخِرَةِ۔)) فَخَلَّى عَنْهُمْ عُمَيْرٌ وَتَرَكَهُمْ۔

سیدنا ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ شام میں سیدنا عمیر انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عامل تھے، جب وہ ان پر داخل ہوئے تو دیکھا کہ ان کے پاس سامی قوم کے کچھ افراد کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا ہے، انھوں نے کہا: ان کو کیا ہوا؟ سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے جزیہ کے جرم میں ان کو دھوپ میں کھڑا کیا ہوا ہے، سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو آدمی دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں عذاب دے گا۔'' پس سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ نے ان کو جانے دیا اور ان کو چھوڑ دیا۔

تخریج: أخرجه مسلم: ٢٦١٣

فوائد: ......حدیث کے آخری جملے کا مصداق وہ شخص ہے جو شرعی سبب کے بغیر لوگوں کو سزائیں دیتا ہے، بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقِ حسنہ کی اعلیٰ مثالیں موجود ہیں، ہر جرم کا حل سزا میں نہیں ہوتا ہے، اگرچہ بعض اوقات سزا دینا بھی ناگزیر ہو جاتا ہے۔

(١١٠٧)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ، وَابْنُ الطَّبَّاعِ، قَالَا: ثنا جَرِيرٌ، عَنْ قَابُوسَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَصْلُحُ مِلَّتَانِ وَقَالَ ابْنُ الطَّبَّاعِ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک بستی (یا علاقے) میں دو دین درست نہیں ہیں اور مسلمان پر جزیہ نہیں ہے۔'' ایک روایت میں دو قبلوں کا

قِبْلَتَانِ فِي قَرْيَةٍ وَلَيْسَ عَلَى مُسْلِمٍ جِزْيَةٌ۔)) ذکر ہے۔

تخريج: اسناده ضعيف لضعف قابوس ...... أخرجه أبو داود: ٣٠٣٢، ٣٠٥٣، والترمذي: ٦٣٣، ٦٣٤

فوائد: ......ایک خطۂ زمین میں دو یا زائد ادیان کا نفاذ نہیں کیا جا سکتا، اس لیے مسلمان کو چاہیے کہ کافروں کے اندر سکونت اختیار نہ کرے، ورنہ وہ اپنی ذلت کا سبب بنے گا۔

بَابُ الدَّلِيلِ عَلَى وَضْعِ الْخَرَاجِ عَلَى أَرْضِ الْعَنْوَةِ
قہراً فتح ہونے والی زمین پر خراج نافذ کرنے کی دلیل

(١١٠٨)۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: ثنا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ آدَمَ، قَالَ: ثنا زُهَيْرٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنَعَتِ الْعِرَاقُ قَفِيزَهَا وَدِرْهَمَهَا، وَمَنَعَتِ الشَّامُ مُدْيَهَا وَدِينَارَهَا وَمَنَعَتْ مِصْرُ إِرْدَبَّهَا وَدِينَارَهَا وَعُدْتُّمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ وَعُدْتُّمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ۔)) يَشْهَدُ عَلَى ذٰلِكَ لَحْمُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَدَمُهُ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(ایک وقت آئے گا) کہ اہل عراق سے قفیز اور درہم کو، شام سے مُدی اور دینار کو اور مصر سے اِرْدَب اور دینار کو روک لیا جائے گا، اور تم وہاں لوٹ جاؤ گے جہاں سے تم نے ابتدا کی تھی، اور تم وہیں لوٹ جاؤ گے جہاں سے تمہاری ابتدا ہوئی تھی۔'' ابو ہریرہ کا گوشت اور خون اس حقیقت پر گواہ ہے۔

تخريج: أخرجه مسلم: ٢٨٩٦

فوائد: ......قفیز، مدی اور اردب بالترتیب عراق، شام اور مصر کے ماپ کے پیمانے ہیں، ان میں بالترتیب بارہ صاع، ساڑھے بائیس صاع اور چوبیس صاع اناج آتا ہے۔

امام نووی نے کہا: ''مَنَعَتِ الْعِرَاقُ'' کے معانی کے بارے میں دو اقوال زیادہ مشہور ہیں (کل چار اقوال نقل کریں گے):

(۱)......اہلِ عراق اسلام قبول کریں گے، اس طرح ان سے جزیہ ساقط ہو جائے گا، گویا کہ وہ اپنے درہم وقفیز کو مسلمانوں کی طرف بھیجنے سے روک لیں گے اور ایسے ہو چکا ہے۔

(۲)......عجمی اور رومی آخر زمانہ میں ان علاقوں پر غالب آ جائیں گے اور مسلمانوں کو ان چیزوں سے روک لیں گے، جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ((يُوْشِكُ اَنْ لَا يُجْبٰى اِلَيْهِمْ قَفِيزٌ ......)) سے معلوم ہوتا ہے۔ اور ایسے ہمارے زمانے میں ہوا ہے اور وہ اب بھی موجود ہے۔

(۳)......ایک قول یہ ہے کہ اہل عراق، اہل شام اور اہل مصر آخر زمانہ میں مرتد ہو جائیں گے اور اس طرح زکوۃ وغیرہ روک لیں گے۔

(۴) ایک قول یہ ہے کہ جو کفار جزیہ ادا کر رہے ہیں، آخر زمانہ میں ان کی حکومت مضبوط ہو جائے گی اور یہ جزیہ و خراج روک لیں گے۔

"مَنَعَتْ" کا یہی معنی متبادر الی الذہن ہے، پہلا معنی تو بالکل بعید ہے، لیکن جو شخص اسلام کی وجہ سے جزیہ سے مستثنیٰ ہو جاتا ہے، اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ جو کچھ ادا کر رہا تھا، اس سے رک گیا۔

شیخ البانی کہتے ہیں: جب عراق نے کویت پر چڑھائی کی اور پھر جب عراق پر بری، بحری اور فضائی حملے ہونے لگے اور ان کے لیے دوسرے مسلم ممالک کی مدد بند کر دی گئی، تو کئی لوگوں نے اس مناسبت سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا کہ کیا اب عراق اس حدیث کا مصداق بن سکتا ہے؟ میں نے نفی میں جواب دیا اور امام نووی کی عبارتوں کی روشنی میں اس حدیث کا معنی واضح کیا۔ میں نے یکم صفر ۱۴۱۱ھ کو اس رائے کا اظہار کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے۔ (صحیحہ: ۳۰۷۲)

بَابُ مَا جَاءَ فِي هَدَايَا الْمُشْرِكِينَ
مشرکوں کے تحفوں کا بیان

(۱۱۰۹)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: ثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ.....

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ تَبُوكَ حَتَّى قَدِمَ تَبُوكَ، ثُمَّ جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلِكُ أَيْلَةَ، فَأَهْدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ، فَكَسَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهُمْ بِبَحْرِهِمْ۔

سیدنا ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہم تبوک والے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچ گئے، وہاں ایلہ کا بادشاہ آیا اور اس نے ایک سفید خچر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطورِ تحفہ پیش کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک منقش چادر عنات فرمائی اور اسے تحریر کر دیا کہ ان کا علاقہ ان ہی کے پاس رہے گا۔

تخریج: أخرجه البخاري: ۳۱٦۱، ومسلم: ۱۳۹۲

فوائد: ...... حاکم ایلہ نے اطاعت قبول کر لی تھی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کا علاقہ لکھ دیا اور یہ بھی کہ وہ جزیہ ادا کریں گے۔

آپ ﷺ نے دیگر مواقع پر بھی غیر مسلموں سے تحفے قبول کیے ہیں، مثلاً آپ ﷺ نے کسریٰ (ایران کے بادشاہ)، قیصر (روم کے بادشاہ) اور مختلف بادشاہوں کے تحائف قبول کیے۔ (ترمذی) دومۃ الجندل کے سردار نے آپ ﷺ کو ایک ریشمی جبہ بطور ہدیہ پیش کیا۔ (بخاری) یہودی عورت نے آپ ﷺ کو زہر آلود بکری کا ہدیہ دیا، جو آپ نے قبول کیا تھا۔ (بخاری، مسلم)

(۱۱۱۰)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ: أنا عِمْرَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ......

عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةً، أَوْ قَالَ هَدِيَّةً، فَقَالَ لَهُ: ((أَسْلَمْتَ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((إِنِّي نُهِيتُ عَنْ زَبَدِ الْمُشْرِكِينَ))

سیدنا عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک اونٹنی بطور تحفہ یا کوئی ہدیہ پیش کیا، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم مسلمان ہو گئے ہو؟'' انھوں نے کہا: جی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے مشرکین کے عطیوں سے منع کیا گیا ہے۔''

تخریج: حدیث صحیح ...... أخرجه ابو داود: ۳۰۵۷، والترمذی: ۱۵۷۷

فوائد: ......درج بالا دو مفہوم رکھنے والی احادیث میں جمع و تطبیق کی درج ذیل صورتیں ہیں:

(۱)......جس غیر مسلم کے بارے میں یہ امید تھی کہ وہ مسلمان ہو جائے گا، اس کے ہدیے قبول کر لیے گئے، لیکن جو غیر مسلم اپنے ہدیے کے ذریعے محض دوستی چاہتا تھا، اس کے تحفے رد کر دیے گئے۔

(۲)......ممانعت کی احادیث منسوخ ہو چکی ہیں اور جواز والی احادیث کا حکم باقی ہے۔

(۳)......موقع و محل کو مدنظر رکھ کر ہدایا قبول نہ کر کے متعلقہ آدمی کو قبولیتِ اسلام کی طرف رغبت دی گئی۔

(۴)......جب دل میں مشرک کی محبت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو تحفے رد کر دیے جائیں گے۔ (واللہ اعلم)

معلوم ہوتا کہ اگر کوئی شرعی قباحت نہ ہو اور کوئی شرعی حکم متاثر نہ ہو رہا ہو تو غیر مسلم کا ہدیہ قبول کر لینا جائز ہے۔

بَابُ الْوُجُوهِ الَّتِي يُخْرَجُ فِيهَا مَالُ الْفَيْءِ
وہ صورتیں، جن میں مالِ فیء خرچ کیا جائے گا

مال فيء: لڑائی کے بغیر حاصل ہونے والا مال، مالِ فے کہلاتا ہے، مثلاً: صلح کے نتیجے میں یا کسی معاہدے کے نتیجے میں یا دشمنوں کی کوئی چیز ویسے مسلمانوں کے قابو میں آ جائے۔ مالِ فے مکمل طور پر بیت المال کا حق ہے، اس میں کسی کا کوئی حق نہیں ہوتا، اس کی تقسیم امام کی مرضی پر منحصر ہے، وہ جیسے مناسب سمجھے، اس کو تقسیم کر دے۔

(۱۱۱۱)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُصَلِّي عَلَى رَجُلٍ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأُتِيَ بِمَيِّتٍ، فَسَأَلَ: ((هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟)) قَالُوا: نَعَمْ دِينَارَانِ قَالَ: ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ.)) فَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: هُمَا عَلَيَّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: فَصَلَّى عَلَيْهِ، قَالَ: فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ قَالَ: ((أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ، مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ.))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مقروض آدمی کی نماز جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، چنانچہ ایک بار میت کو لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس پر قرض ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، دو دینار ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر تم خود ہی اپنے ساتھی کی نماز جنازہ ادا کرلو۔'' اتنے میں سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! وہ دو دینار میرے ذمے ہیں، لہٰذا آپ ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھا دی، پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے فتوحات کا سلسلہ کھولا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہر مومن کے لیے اس کی جان سے بھی قریب تر ہوں، اب جو مقروض فوت ہوگا، اس کے قرض کا ذمہ دار میں ہوں گا اور جو مال چھوڑ کر جائے گا، اس کا مال اس کے وارثوں کو ملے گا۔''

تخریج: صحیح ...... أخرجه ابوداود: ۳۳۴۳، والنسائی: ۴/ ۶۵

فوائد: ......اس حدیث میں یہ وضاحت موجود ہے کہ آپ ﷺ مالِ غنیمت اور مالِ فیء میں سے مقروض لوگوں کے قرضے بھی ادا کرتے تھے۔

آپ ﷺ اپنی ذات، اپنے رشتہ داروں اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے جیسے مناسب سمجھتے، مالِ فے میں تصرف کرتے تھے، اس مال کی تقسیم آپ ﷺ کی مرضی پر موقوف تھی، اس میں کسی کا کوئی مخصوص حق نہیں ہوتا۔

اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرے میں ہر چھوٹے بڑے فرد کی پوری طرح کفالت کی جاتی ہے، انسان کی زندگی میں بھی اور اس کی موت کے بعد بھی۔

درج ذیل حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس فرد کی ذمہ داریاں زیادہ ہوں گی، اس کا حصہ بھی زیادہ ہونا چاہیے، کاش اسلامی حکومتوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو جاتا، کم از کم اپنی رعایا کو لوٹنے سے تو باز آ جاتے۔

(۱۱۱۲)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا أَبُو الْمُغِيرَةِ، قَالَ: ثنا صَفْوَانُ، قَالَ: ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ شَيْءٌ قَسَمَهُ مِنْ يَوْمِهِ، فَأَعْطَى

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی مال آتا تو آپ اسی دن اس کو تقسیم کر دیا کرتے تھے، آپ صاحبِ اہل وعیال کو دو حصے دیتے تھے اور

الْأَهلَ حَظَّيْنِ، وَأَعْطَى الْعَزَبَ حَظًّا وَاحِدًا، قَالَ: فَدُعِيتُ وَكُنْتُ أُدْعَى قَبْلَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، فَدُعِيتُ فَأَعْطَانِي حَظَّيْنِ، وَكَانَ لِي أَهْلٌ، ثُمَّ دُعِيَ بَعْدُ عَمَّارٌ فَأَعْطَاهُ حَظًّا وَاحِدًا۔

کنوارے کو ایک حصہ، ایک دن میں مجھے بھی بلایا گیا اور مجھے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے پہلے بلایا جاتا تھا، پس مجھے بلایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو حصے دیئے، جبکہ میں اہل وعیال والا تھا، پھر اس کے بعد سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا اور ان کو ایک حصہ دیا گیا۔

تخريج: صحيح ...... أخرجه أبوداود: ٢٩٥٣

فوائد: ......ابوداود کی روایت میں یہ وضاحت موجود ہے کہ یہ مال فے تھا۔

(١١١٣)۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: ثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: ثنا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضي الله عنه أَنَّهُ اجْتَمَعَ رَبِيعَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضي الله عنهما فَقَالَا: وَاللّٰهِ! لَوْ بَعَثْنَا هٰذَيْنِ الْغُلَامَيْنِ، فَقَالَا لِي وَلِلْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَمَّرَهُمَا عَلَى هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَأَدَّيَا مَا يُؤَدِّي النَّاسُ وَأَصَابَا مَا يُصِيبُ النَّاسُ مِنَ الْمَنْفَعَةِ، فَبَيْنَاهُمَا فِي ذٰلِكَ جَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه فَقَالَ: مَا ذَا تُرِيدَانِ؟ فَأَخْبَرَاهُ بِالَّذِي أَرَادَا، قَالَ: فَلَا تَفْعَلَا فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ بِفَاعِلٍ، فَقَالَا: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا؟ فَمَا هٰذَا مِنْكَ إِلَّا نَفَاسَةً عَلَيْنَا لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَنِلْتَ صِهْرَهُ فَمَا نَفِسْنَا ذٰلِكَ عَلَيْكَ، قَالَ: فَقَالَ: أَنَا أَبُو حَسَنٍ، أَرْسِلُوهُمَا ثُمَّ

سیدنا عبد المطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سیدنا ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ جمع ہوئے اور انہوں نے میرے اور سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق مشورہ کیا اور کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں تا کہ ان کو صدقات کی وصولی پر مامور فرمائیں، اس طرح یہ دونوں لوگوں سے زکوۃ و صدقات وصول کر کے لائیں اور دوسروں کی طرح مالی منفعت یعنی اجرت حاصل کر سکیں، یہ بہتر چیز ہے۔ ابھی تک وہ دونوں یہ مشورہ ہی کر رہے تھے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے اور انہوں نے پوچھا: تمہارے کیا ارادے ہیں؟ جب ان دونوں نے ان کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ایسا نہ کرو، اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا: آپ ایسے کیوں کر رہے ہیں؟ آپ یہ بات محض حسد کی بنا پر کر رہے ہیں، دیکھیں کہ آپ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے ہیں اور آپ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد بھی ہیں، لیکن ہم نے تو کبھی آپ پر حسد نہیں کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی آخر ابو حسن ہوں، تم ان دونوں کو بھیج

اضْـطَـجَـعَ قَـالَ: صَـلَّـى الـظُّهْرَ (يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ) سَبَـقْـنَاهُ إِلَى الْحُجْرَةِ فَقُمْنَا عِنْدَهَا حَتَّى مَرَّبِنَا فَاَخَذَ بِاَيْدِيْنَا ، ثُمَّ قَالَ: اَخْـرِجَا مَا تُصَرِّرَانِ ، وَدَخَلَ فَدَخَلْنَا مَعَهُ وَهُوَ حِيْنَئِذٍ فِيْ بَيْتِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ ، قَـالَ: فَـكَـلَّـمْـنَاهُ ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جِـئْـنَـاكَ لِتُـؤَمِّـرَنَـا عَلَى هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ فَـنُـصِيْـبَ مَـا يُصِيْبُ النَّاسُ مِنَ الْمَنْفَعَةِ وَنُـؤَدِّيَ إِلَيْكَ مَـا يُؤَدِّي النَّـاسُ ، قَـالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَفَعَ رَاْسَهُ إِلَى سَـقْفِ الْبَيْـتِ حَتَّـى اَرَدْنَـا اَنْ نُـكَلِّمَهُ ، فَـاَشَارَتْ إِلَيْنَا زَيْنَبُ مِنْ وَرَاءِ حِجَابِهَا ، كَـاَنَّهَـا تَـنْهَـانَا عَنْ كَلَامِهِ ، وَاَقْبَلَ فَقَالَ: ((اَلَا إِنَّ الـصَّـدَقَةَ لَا تَـنْبَغِي لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُـحَـمَّـدٍ ، إِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ ، اُدْعُـوْا لِـيْ مَحْمِيَةَ بْنَ جَزْءٍ)) وَكَانَ عَلَى الْـعُشْـرِ ، وَاَبَـا سُفْيَانَ ابْنَ الْحَارِثِ فَاَتَيَا فَـقَـالَ لِـمَـحْـمِيَةَ: ((اَصْـدِقْ عَنْهُمَا مِنَ الْخُمُسِ))

کر دیکھ لو، یہ کہہ کر وہ لیٹ گئے۔ عبدالمطلب کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو ہم آپ سے قبل ہی حجرے کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب آپ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمارے ہاتھ تھام لیے اور فرمایا: ''تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اس کا اظہار کر دو۔'' اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے، ہم بھی آپ کے ساتھ اندر چلے گئے۔ اس وقت آپ ﷺ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں مقیم تھے، ہم نے آپ سے بات کی اور عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ ہمیں زکوۃ وصدقات کی وصولی پر مامور فرما دیں، اس طرح ہم بھی دوسروں کی طرح مالی منفعت حاصل کر سکیں گے، ہم بھی دوسروں کی طرح وصولیاں کر کے لائیں گے اور آپ ﷺ کو دیں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے، آپ نے اپنا سر مبارک کمرے کی چھت کی طرف اٹھایا، ہم نے کچھ کہنے کا ارادہ تو کیا لیکن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے اشارہ کر کے ہمیں بولنے سے روک دیا، کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''خبردار! محمد اور آل محمد کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے، یہ تو لوگوں کی میل کچیل ہوتی ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''محمیہ بن جز کو بلاؤ۔'' جو کہ عشر کے مامور تھے۔ پھر آپ ﷺ نے محمیہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''خمس میں سے ان دونوں کے مہر ادا کر دو۔''

تخریج: اخرجه مسلم: ۱۰۷۲

فوائد: ......رسول اللہ ﷺ نے ان کو صدقات کا عامل نہ بنایا، البتہ خمس میں سے ان کی شادیوں کے لیے اخراجات دیئے، اسی طریقے پر سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں عمل رہا۔

راجح قول کے مطابق آلِ محمد ﷺ سے مراد بنو عبدالمطلب اور بنو ہاشم ہیں، اور بنو ہاشم سے مراد سیدنا علی، سیدنا

عباس، سیدنا عقیل اور سیدنا حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد ہے۔

(۱۱۱٤)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ نَافِعٍ ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ أَبِيهِ......

أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، لَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ حَاجًّا جَاءَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: حَاجَتُكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ ، فَقَالَ لَهُ: حَاجَتِي عَطَاءُ الْمُحَرَّرِينَ ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَ مَا جَاءَهُ شَيْءٌ بَدَأَ بِالْمُحَرَّرِينَ۔

اسلم بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابوعبد الرحمن! تمہاری کیا ضرورت ہے؟ انھوں نے کہا: میری ضرورت یہ ہے کہ آزاد شدہ غلاموں کو عطیے دیے جائیں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب آپ کے پاس مال آتا تھا تو آپ اس کی تقسیم کی ابتدا آزادشدہ غلاموں سے کرتے تھے۔

تخریج: حسن ...... أخرجه ابوداود: ۲۹۵۱

فوائد: مُحَرَّرون سے مراد وہ لوگ ہیں جو پہلے غلام تھے، پھر آزاد ہو گئے۔ دیوان عطا میں ان کا مستقل اندراج نہیں ہوتا تھا، بلکہ اپنے آقاؤں کے ساتھ ہی ان کا اندراج ہوتا تھا۔ اب آزاد ہونے کے بعد ان کی مستقل حیثیت کو تسلیم کرنا اور ان کا باقاعدہ حصہ دینا ضروری تھا، کیونکہ اب ان کی ضرورتوں کی ذمہ داری ان کے سابق آقاؤں پر نہ تھی۔

یہ بہت خوبصورت کلیہ ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے معاشرے کے ان افراد کو منتخب کرتے تھے جن کے پاس مال و دولت نہیں ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود کفیل معاشرے کے متمنی تھے اور اس مقصد کے لیے قوانین بھی وضع کیے، لیکن اس وقت اکثر مسلمانوں کا ہدف مساجد و مدارس کی عمارتوں کو پرشکوہ بنانا ہے اور کسی فرد کی توجہ کسی غریب مسلمان کو سٹینڈ کرنے اور اس کو معاشرے کا معزز فرد بنانے پر نہیں ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

تاریخ تکمیل: اتوار، 20 رجب 1436ھ (10 مئی 2015ء)

مقام تکمیل: المعهد الشرعی، آفیسر کالونی، جوہر آباد (خوشاب، پاکستان)

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خیر و بھلائی کے امور کو آسان کر دیتا ہے، اسی کی توفیق سے ہر نیکی کرنے کی طاقت اور ہر برائی سے بچنے کی قوت ملتی ہے

(تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا جُهْدَنَا هٰذَا وَ اَعَاذَنَا مِنَ الشَّرِّ الْعَاجِلِ وَالْآجِلِ)

اے ربّ شکور! گنہگاروں کی نیکیوں کے قدردان ربّ! وسیع و عریض رحمت والے ربّ! بخش دینے والے

ربّ! اے وہ ربّ جلیل کہ جس کی رحمت اس کے غضب پہ غالب آ گئی! اے وہ ربّ عظیم جو اپنے بندے کو بخشنے کے لیے اس کی نیکیوں کے ہونے اور برائیوں کے نہ ہونے کا محتاج نہیں ہے!

ہماری اس ادنیٰ سی کاوش کو شرفِ قبولیت سے نواز دے اور اس محنت کو ہمارے لیے صدقہ جاریہ بنا دے۔ (آمین)

تیری رحمت کے سہارے ہمارا جو حصہ بنتا ہے، ہمیں اس سے کئی گنا زیادہ عطا فرما۔ (آمین)

اور اگر ہم اپنی خطاؤں کی وجہ سے اپنے حصے سے محروم قرار پائیں، تو ہمیں بلا سبب اپنی رحمت کا مستحق قرار دے، اے عزتیں دینے والے ربّ! (آمین)

الٰہی! ہمیں ریا کاری، نمود و نمائش اور تمام روحانی اور اخلاقی بیماریوں سے محفوظ فرما۔ (آمین)

الٰہی! ہمیں عزت والی زندگی عطا فرمایا اور ہمارے وطن اور عالم اسلام پر رحم فرما۔ (آمین)

الٰہی! میں اس موقع پر کچھ غم لیے بیٹھا ہوں، مچھلی والے یونس علیہ السلام کے غموں کو دور کر دینے والے ربّ! میرے غموں کو بھی دور کر دے۔ (آمین)

اے مولائے کریم! بندۂ ناچیز کی اس ادنیٰ خدمت کو اس کے والدین کے لیے صدقہ جاریہ بنا دے۔ (آمین)

اے شفا دینے والے ربّ! میری والدہ ماجدہ مریض ہیں، ان کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرما۔ (آمین)

اے ربّ کریم! ہمیں اپنے پیارے نبی کی سنتوں کا حقیقی خادم بنا دے۔ (آمین، ثم آمین، یا ربّ العالمین)

﴿ربّا! نہ موڑیں اساں منگتیاں نوں﴾

** سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ **

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ

وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

كَتَبَه

ابو القاسم محمد محفوظ اعوان حَفِظَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَرَعَاهُ

۲۰ رجب ۱۴۳۶ھ